فرضی قصے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

ننھے مجاہد

17 5 ربیع الاول 1426ھ 15 اپریل 2005ء

نبوت کی نشانی

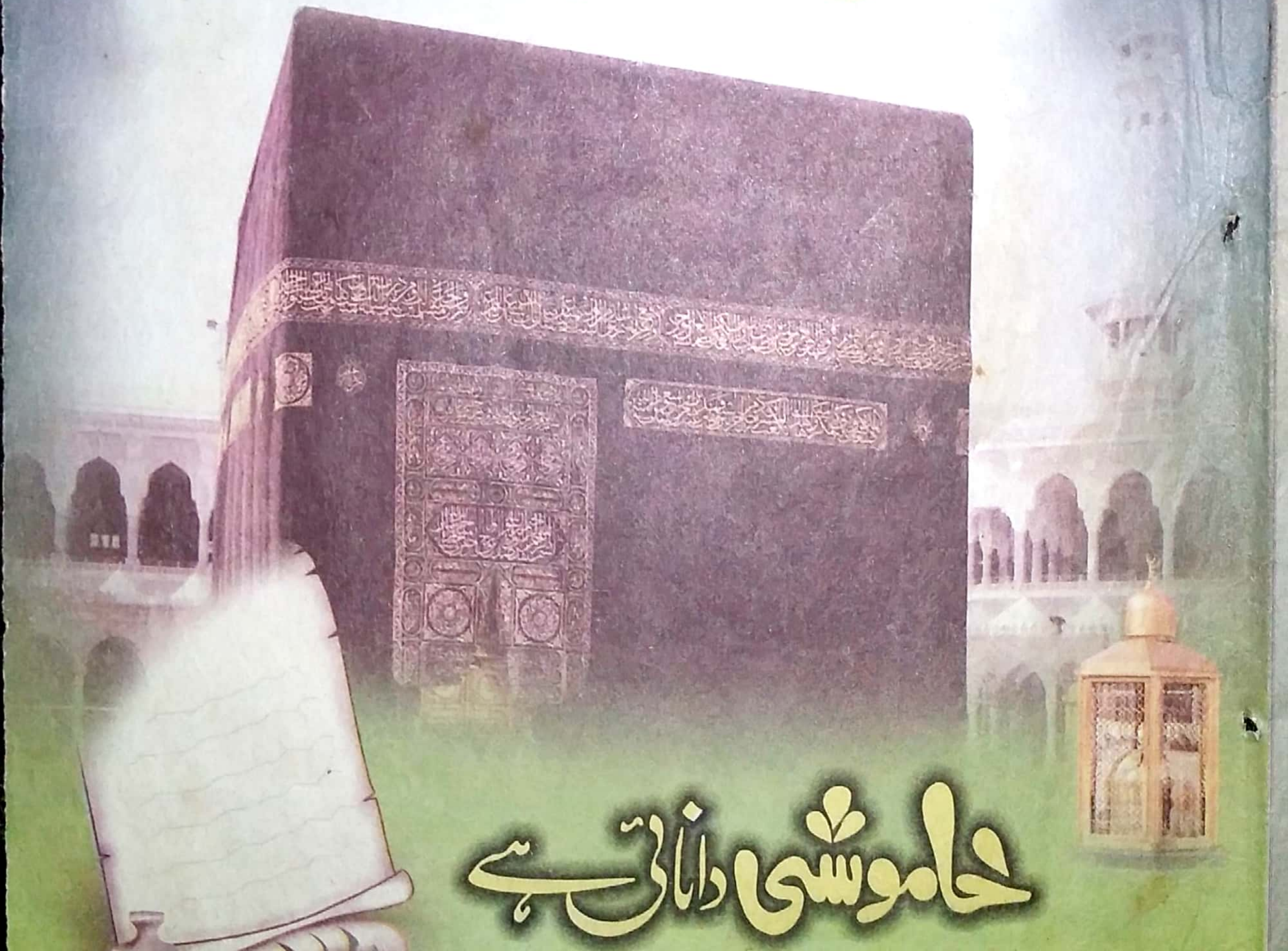

خاموشی دانائی ہے

غزوہ کے ساتھ زرتعاون 6 روپے غزوہ کے ہر دوسرے شمارے کے ساتھ شائع ہوتا ہے

آداب تلاوت قرآن

لفظ قرآن قراءۃ سے بنا ہے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں قرآن وحدیث میں تلاوت قرآن پر بہت زور دیا گیا ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾

یعنی تم جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکتے ہو اتنا پڑھ لیا کرو۔

قرآن مجید کے ساتھ ساتھ احادیث میں بھی تلاوت قرآن پر بہت زور دیا گیا ہے اور باقاعدہ تلاوت کی تائید کی گئی ہے ایک حدیث میں نبی پاک نے اہمیت تلاوت قرآن بیان کرتے ہوئے فرمایا: میری امت کی سب سے افضل عبادت تلاوت قرآن ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت کا اجر بہت عظیم ہے ایک اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے قرآن پڑھنے والے کو خوشخبری سنائی جو شخص قرآن کا ایک حرف تلاوت کرے گا اسے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا پھر وضاحت فرمائی۔ الٓمٓ ایک حرف نہیں بلکہ الف ایک حرف لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔ قرآن مجید نہایت اہم اور مقدس کتاب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جسے اگر پہاڑوں پر نازل کیا جاتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے اس لئے اس کو عام کتابوں کی طرح نہیں پڑھا جاتا بلکہ اسے پڑھنے کے مخصوص آداب ہیں یعنی اخلاص نیت کا ہونا بہت ضروری ہے اس کے بعد پاکیزگی کا حکم ہے ﴿لا یمسہ الا المطھرون﴾ ترجمہ: اس کو وہی ہاتھ لگا سکتے ہیں جو پاک ہوں۔ قرآن کی تلاوت پابندی کے ساتھ بلاناغہ کرنی چاہیے قرآن مجید پڑھنے سے پہلے ﴿اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾ پڑھنے کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے۔ قرآن کی تلاوت احتیاط کے ساتھ زیر زبر پیش وغیرہ کا پورا لحاظ رکھ کر کرنی چاہیے۔ تلاوت قرآن میں اس امر پر بھی عمل ضروری ہے کہ کہاں رکا جائے کہاں نہ رکا جائے کس مقام پر سانس توڑا جائے یا نہ توڑا جائے۔ جب قرآن پڑھا جائے تو سننے والوں پر خاموشی لازم ہے اگر کسی کو اونچی آواز میں ہی تکلیف ہو تو آہستہ آواز میں پڑھنا چاہیے۔

قرآن کی تلاوت کے چند آداب کا یہاں ذکر کیا گیا ہے ہمیں قران پڑھتے وقت ان باتوں پر عمل کرنا چاہیے۔

حافظ علی وعتیق الرحمن مجاہد واپڈا ٹاؤن گوجرانوالہ

اللہ کا بندوں سے پیار

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے فرمایا: اے میرے بندو! میں نے ظلم اپنے اوپر حرام کیا ہے اور تمہارے درمیان بھی حرام ٹھہرایا ہے اس لئے تم بھی ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب بے راہ ہو سوائے ان کے جن کو میں نے ہدایت دی، پس مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔

اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے ان کے جن کو میں نے کھانا دیا پس مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں کھانا دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے ان کے جن کو میں کپڑے پہناؤں پس مجھ سے کپڑے مانگو میں تمہیں کپڑے دوں گا۔

اے میرے بندو! تم دن رات خطا کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو بخشتا ہوں پس تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمہاری بخشش کروں گا۔

اے میرے بندو! تم مجھے نقصان پہنچانے کی حیثیت تک نہیں پہنچ سکتے کہ مجھے نقصان پہنچا سکو اور مجھے نفع پہنچانے کے مقام تک بھی نہیں پہنچ سکتے کہ مجھے نفع پہنچاؤ۔

اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور تمہارے پچھلے انسان اور جن اپنے میں سے سب سے زیادہ متقی انسان کے دل کی طرح دل پالیں تو یہ چیز میرے اقتدار میں ذرہ برابر بھی اضافہ نہیں کرے گی۔ اے میرے بندو! اگر سارے انسان سارے جن تمہارے اگلے پچھلے اپنے میں سے سب سے بڑھ کر بدکار انسان جیسا دل پالیں تو اس سے میرے اقتدار میں کچھ کمی نہ آئے گی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول تمہارے آخر، تمہارے انسان تمہارے جن سب ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں اور مجھ سے مانگیں پھر میں ہر انسان کی منہ مانگی مراد پوری کر دوں تو یہ (میرے خزانوں) میں کمی نہ کرے گی مگر اتنی جتنی سوئی سمندر کے پانی میں کمی کرتی ہے جب اسے سمندر میں داخل کیا جائے۔

اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں میں انہیں تمہیں واپس لوٹانے کے لئے محفوظ رکھتا ہوں، تمہیں واپس لوٹا دوں گا پس جو بھلائی پائے تو اللہ کا شکر ادا کرے اور جو اس کے علاوہ کچھ پائے تو نہ ملامت کرے مگر اپنے آپ کو (مسلم شریف)

ربیعہ ربانی، الفیصل ٹاؤن لاہور

یہ بھی شرک ہے

کوئی بھی نیک عمل جو اپنے آپ کو نیک مشہور کرنے کے لئے لوگوں کو دکھلانا مقصود ہو اس میں خالص اللہ کی رضا کی جستجو موجود نہ ہو ریاکاری کہلاتا ہے۔

قرآن پاک اور حدیث رسول ﷺ میں ریاکاری کو شرک قرار دیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے ''جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے (محبوب ومقرب بننا چاہے) تو نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے (سورۃ کہف: رکوع ۱۲) ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''میں سب شریکوں میں سب سے زیادہ بے پرواہ ہوں جو شخص کسی عبادت میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کر دیتا ہے۔ میں اس عبادت کرنے والے کو اس کے (بنائے ہوئے) شریک کے ساتھ چھوڑ دیتا ہوں (مشکوٰۃ) یعنی وہ اپنا بدلہ اور ثواب اس شریک سے جا کر لے لے مجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے'' ایک اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک اعلان ہوگا کہ جس شخص نے اپنے کسی عمل میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیا ہے وہ اس شریک سے اپنا ثواب مانگ لے اللہ جل شانہ اس سے بے نیاز ہے۔'' (مشکوٰۃ)

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ریا کی نیت سے نماز پڑھی اس نے شرک کیا جس نے دکھلاوے کے ارادہ سے روزہ رکھا اس نے شرک کیا۔ جس نے دکھلاوے کی نیت سے صدقہ دیا اس نے شریک کیا (مشکوٰۃ) ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ قیامت کے دن ایک سخی ایک شہید اور ایک قاری صرف ریاکاری کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے (مشکوٰۃ بروایت مسلم) ایک صحابی حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھے تم پر سب سے زیادہ ڈر چھوٹے شرک کا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا چھوٹا شرک کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا دکھلاوا ہے۔ (مشکوٰۃ)

اس کے علاوہ ایسی بہت سی آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ ہیں جن میں ریاکاری پر بہت سی وعیدیں اور آئی ہیں ہمیں چاہیے کہ ہم جو بھی نیک عمل کریں خالص اللہ کی رضا کے لئے ہو کیونکہ ریاکاری سے نیکی برباد اور گناہ لازم ہو جاتا ہے۔

قریشی محمد ابوبکر، چنیوٹ

امانت داری کا صلہ

ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ سے باہر ایک ڈیرے پر تشریف لے گئے۔ ساتھیوں نے کھانا تیار کر کے دسترخوان پر لگایا۔ کھانے کے دوران بکریوں کے ایک چرواہے کا وہاں سے گزر ہوا۔ اس نے سلام کہا، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور کہا تم بھی اس دسترخوان سے کچھ کھاؤ۔ بکریوں کے چرواہے نے کہا میں روزے سے ہوں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے "ارے اتنا سخت دن، لو چل رہی ہے اور تم نے روزہ رکھا ہوا ہے اور ساتھ ہی بکریاں بھی چرا رہے ہو۔" تو اس نے کہا اللہ کی قسم میں تو اپنے ان فراغت والے دنوں کو غنیمت سمجھتا ہوں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس چرواہے کی یہ بات سن کر بہت متاثر ہوئے چنانچہ انہوں نے اس کے تقویٰ اور پرہیزگاری کا امتحان لینے کے ارادے سے کہا۔ کیا آپ ہمیں اپنی بکریوں میں سے ایک بکری نہیں بیچ سکتے۔ ہم اس کے بدلے آپ کو قیمت دے دیتے ہیں۔ اور اس کے گوشت میں بھی تمہیں حصہ دار بنائیں گے۔ جس سے آپ روزہ افطار کریں گے۔ اس کے جواب میں چرواہے نے کہا، جناب یہ بکریاں میری نہیں بلکہ یہ میرے پاس میرے آقا کی امانت ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ایک بکری گم ہو جانے سے تیرے آقا کو کیا پتہ چلے گا اور وہ کیا کر سکے گا۔ چرواہے نے یہ بات سنی تو آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر کہا اللہ کہاں ہے۔ چنانچہ اللہ کے ڈر اور خوف کی وجہ سے اس چرواہے نے اپنے آقا کے مال میں خیانت نہ کی اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ اللہ کہاں چلا گیا۔

چرواہا تو اپنے ایمان اور تقویٰ کی بات کہہ کر چلا گیا لیکن سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی بات اتنی پسند آئی کہ بار بار اس کی بات دہراتے ہوئے کہنے لگے کہ چرواہے کی بات دل کو لگی کہ اس نے کہا۔ اللہ کہاں ہے۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر جب سفر سے واپس مدینہ آئے تو آپ نے اس کے آقا کی طرف قاصد بھیجا۔ اس سے بکریاں اور چرواہا خرید کر چرواہے کو امانت داری کے صلے میں آزاد کر دیا اور اپنی طرف سے تحفہ اور بکریاں بھی عنایت کر دیں۔ چرواہا بہت خوش ہوا۔ سچ ہے کہ امانت داری کا صلہ ضرور ملتا ہے۔

محمد حنیف ... فاروق آباد

گلدستہ احادیث

☆ جب تو حیا نہ کرے تو جو مرضی میں آئے وہ کر۔ (بخاری شریف)
☆ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری و مسلم)
☆ مومن اپنے مومن بھائی کا آئینہ ہوتا ہے۔ (مسلم شریف)
☆ تکبر حق کے انکار اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔ (مسلم شریف)
☆ جس نے کسی مومن پر لعنت کی تو یہ اس کے قتل کی طرح ہے۔ (بخاری و مسلم)
☆ گمان سے بچو کیونکہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے۔ (بخاری و مسلم)
☆ جنت میں چغل خور داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری شریف)
☆ جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔ (مسلم شریف)
☆ جو چیز سب سے زیادہ جنت میں داخل کرے گی وہ اللہ کا ڈر اور اچھا اخلاق ہے۔ (ترمذی شریف)
☆ اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)
☆ جب تو شوربا پکائے تو اس میں پانی زیادہ ڈال اور ہمسائے کا خیال رکھ۔ (مسلم شریف)
☆ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا ہمسایہ اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔ (مسلم شریف)

سلمیٰ پروین ... ظفر وال

ضروری بات

ننھے مجاہدو! .... السلام علیکم

دن گزرتے کچھ پتہ ہی نہیں چلتا۔ "ننھے مجاہد" کا آغاز اپریل 2004ء میں ہوا تھا لیکن یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کل کی بات ہو۔ آج "ننھے مجاہد" کو جاری ہوئے پورا ایک سال ہو گیا ہے۔ یہ "ننھے مجاہد" کا تیرہواں اور دوسرے سال کا پہلا شمارہ ہے۔

آپ نے کئی رسالوں کے ٹائٹل پر اکثر "سالگرہ نمبر" لکھا ہوا دیکھا ہوگا۔ لیکن "ننھے مجاہد" میں آپ کو کوئی ایسا جملہ اور ایسی بات نظر نہیں آئے گی۔ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ سالگرہ منانا تو یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے اور ہم ہیں مسلمان اپنے پیارے نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق زندگی گزارنے والے ننھے منے مجاہد۔ ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ مسلمانو! تم نے یہود و نصاریٰ کے کام نہیں کرنے بلکہ ان کی مخالفت کرنی ہے۔ پھر ہم کیوں لکھتے پھریں "سالگرہ نمبر"۔ ویسے بھی جو لوگ سالگرہ مناتے ہیں انہیں اپنی زندگی کا ایک سال مکمل کرنے پر خوش نہیں ہونا چاہیے بلکہ سوچنا اور غور کرنا چاہیے کہ ان کی زندگی کا ایک سال کم ہو گیا ہے اور وہ ابھی تک غفلت میں ڈوبے ہوئے اپنے مصروف ہیں کیا آخرت کو بھول بیٹھے ہیں۔

انسان کیا ہے؟ ایک کتاب کی طرح ہے۔ ہر گزرنے والا دن زندگی کی کتاب کا ورق الٹ دیتا ہے اور ایک ایک کر کے کسی دن سارے ورق ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے انسان پہلے بچہ ہوتا ہے چھوٹا سا ننھا منا بچہ۔ پھر وہ باتیں کرنا سیکھتا ہے۔ پھر چلتا ہے۔ سکول داخل ہوتا ہے۔ بچپن کے دن گزر جاتے ہیں اور ایک روز اس پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بچپن سے نکل کر جوانی کی عمر کو پہنچ گیا ہے۔ ایسے ہی ایک روز اس پر بڑھاپے کے آثار آ جاتے ہیں اور بڑھاپے کے بعد پھر موت۔ ایک ایک کر کے سارے دن گزر جاتے ہیں لیکن پتہ ہی نہیں چلتا کہ زندگی کی گاڑی موت کی منزل پر جا ٹھہرتی ہے۔ بات کہاں سے چلی تھی اور کہاں پہنچ گئی۔ میں کہنا چاہتا تھا کہ ہم سب نے مل کر "ننھے مجاہد" کی جو بزم سجائی ہے اسے پورا ایک سال ہو گیا ہے لیکن لگتا ہے جیسے کل کی بات ہو۔

"ننھے مجاہد" کا پہلا شمارہ بیس ہزار کی تعداد میں شائع ہوا تھا اور اب ایک سال مکمل ہوا ہے تو اس کی اشاعت ایک لاکھ بیس ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ یہ اللہ کے فضل اور آپ کی محبت کا نتیجہ ہے۔ اب نئے سال کے پہلے پرچے پر ہم سب نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرنی ہے کہ "ننھے مجاہد" ایسے ہی چمکتا دمکتا رہے اور حق کی یہ آواز ہر طرف پھیل جائے۔ آخر میں ایک خوشخبری کہ ننھے مجاہد کا آئندہ شمارہ "سیرت النبی ﷺ نمبر" ہوگا۔ والسلام

آپ کا بھائی عبدالوارث ساجد

ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں
www.jamatdawa.org
E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

ننھے مجاہد ہفت روزہ غزوہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور
فون 7412369 فیکس 7416194

میجر کا چہرہ قہر اور غضب سے سرخ ہو چکا تھا۔ اس کے نتھنے پھولے ہوئے تھے۔ وہ ہونٹوں کو دانتوں سے بری طرح چبا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر غصہ کی وجہ سے پھیلی سرخی سے یوں لگتا تھا جیسے جسم کا تمام خون سمٹ کر چہرے پر اکھٹا ہو گیا ہو۔

اس کے سامنے ایک خوبصورت کشمیری نوجوان زخمی کھڑا تھا۔ اس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور جگہ جگہ سے خون رس رہا تھا۔ اس سے سیدھا کھڑا ابھی نہیں ہوا جاتا تھا وہ کمان کی طرح جھکا ہوا تھا یوں لگتا تھا جیسے وہ ابھی گر جائے گا۔

''کیا ابھی تک یہ کچھ بکا یا نہیں؟'' میجر نے کسی زخمی شیر کی طرح غرا کر اپنے مسلح ساتھی سے کہا۔ ''نہیں سر! ابھی تک اس نے کوئی لفظ نہیں اگلا'' مار مار کر تھک گیا ہوں لیکن اس نے زبان تک نہیں ہلائی۔ مسلح فوجی نے بے چارگی کے انداز میں جواب دیا۔

''ٹھیک ہے اسے چوک میں لے جاؤ اگر اس نے اب بھی گھس

ظلم کا بدلہ

ابو مجاہد ندیم

بیٹھیوں (مجاہدین) کا پتہ نہ بتایا تو میں اسے سب کے سامنے شوٹ کر دوں گا۔'' میجر نے آخری حربہ آزماتے ہوئے کہا۔

انڈیا آرمی نے نوجوان کو چوک میں باندھ دیا۔ بے جا تشدد سے نوجوان کا جسم زخموں سے چور تھا اور اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی تھی۔ انڈین آرمی نے زبردستی گھروں سے نکال کر لوگوں کو چوک میں جمع کر لیا۔ میجر نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے لوگوں سے کہا ''یہ آزادی مانگتا ہے، گھس بیٹھیوں کا ساتھ دیتا ہے۔ ابھی سب کے سامنے میں اسے آزاد کروں گا۔'' میجر نے نوجوان کی طرف گن سیدھی کی تو ایک بوڑھا کشمیری دوڑ کر زخموں سے چور نوجوان سے لپٹ گیا۔

''اسے الگ کر دو'' میجر نے گرج کر کہا۔

''جی بہتر'' مسلح فوجی نے آگے بڑھ کر بوڑھے کشمیری کو دھکا دے کر زخمی نوجوان سے الگ کر دیا۔ دھکا لگنے سے بوڑھا کسی کٹے ہوئے شہتیر کی طرح گر پڑا۔

میجر صاحب! میجر صاحب! یہ بچہ ہے، نادان ہے، کم عقل ہے، اسے معاف کر دو، بوڑھے کشمیری نے میجر کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ لیکن میجر کے چہرے کے تاثرات ذرا بھی نہ بدلے۔ اس کے چہرے پر وہی سرخی تھی۔ وہی شیطانیت تھی اور دل پہلے کی طرح پتھر تھا۔

''تمہیں معلوم ہے تمہارے لاڈلے کے کیا کرتوت ہیں؟'' میجر نے پہلی دفعہ نرمی سے کہا مگر اس کی نرمی میں بھی سختی تھی۔ تمہارا لاڈلا ہمارے ساتھ آزادی کی جنگ لڑتا ہے۔ انڈین آرمی سے مقابلہ کرتا ہے۔ گھس بیٹھیوں کی امداد کرتا ہے اور لوگوں کو جمع کر کے بڑے جوشیلے انداز سے نعرے لگاتا ہے کہ ہمیں آزادی دو۔ ہمیں ہمارا حق دو۔ اب دیکھو میں اسے آزاد کرنے والا ہوں۔ اس کا حق اسے دینے والا ہوں۔

بوڑھے نے میجر سے کہا۔ میجر صاحب، خدارا! اسے معاف کر دو۔

''ٹھیک ہے، میجر نے قدرے تحمل سے کہا لیکن آئندہ اس نے کوئی فتنہ برپا کیا تو میں اسے شوٹ کر دوں گا۔

میجر نے فوجی کو حکم دیا کہ وہ نوجوان کی رسیاں کھول دے۔ فوجی نے کشمیری نوجوان کی رسیاں کھولیں تو نوجوان کٹے درخت کی طرح زمین پر گر پڑا۔ انڈین آرمی کی یہ معمول کی کارروائی تھی وہ جب چاہتے کشمیریوں کے گھروں کو آگ لگا دیتے اور اگر کوئی اس ظلم کے خلاف آواز اٹھاتا تو اسے اس نوجوان کی طرح تشدد کا نشانہ بنایا جاتا۔

کشمیری نوجوان کی حالت اب بہت حد تک ٹھیک ہو چکی تھی۔ زخم بھر چکے تھے اور ایک بار پھر چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا تھا۔ بہت دنوں کے بعد جب وہ گھر سے باہر قدم رکھ رہا تھا تو اسے ماں باپ کی طرف سے ہدایت مل چکی تھی کہ اب وہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے کہ کوئی نیا فتنہ کھڑا ہو جائے اور پھر شاید معافی کے خانے بھی بند ہو جائیں۔

گھر سے نکل کر نوجوان چند قدم ہی چلا تھا کہ اس کا دل دہل گیا...... انڈین آرمی نے کریک ڈاؤن کر رکھا تھا اور وہ ایک بوڑھے ناتواں کشمیری کو مارنے میں مشغول تھے اور بیچارہ بوڑھا بچاؤ کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

نوجوان سے برداشت نہ ہوا۔ وہ ضبط کے سارے بندھن توڑ کر انڈین گرگسوں پر عقاب بن کر جھپٹا۔ انڈین آرمی کے غنڈوں نے ڈٹ کر نوجوان کا مقابلہ کیا لیکن آتش انتقام نے نوجوان کو بجلی سے بھی کہیں زیادہ تیز بنا دیا تھا۔ ویسے بھی مجاہدین کی تربیت نے اس کے جسم کو کندن بنا دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ انڈین آرمی بہت جلد میدان صاف کر کے بھاگنا پڑا...... انڈین کتے شیر کی دھاڑ سے بھاگ گئے تو بے بس بوڑھے کشمیر نے کانپتی ہوئی آواز میں دعائیں دیں۔

لیکن نوجوان حمزہ کی سوچ کہیں اور تھی۔ اسے خبر تھی کہ اب انڈین آرمی اس سے انتقام لینے کے لئے اس کے گھر پر چھاپے مارے گی۔ مجھے گھر نہیں جانا چاہیے۔ اس کے دل و دماغ میں اس بات نے سب سے پہلے بسیرا کیا۔ اسی سوچ نے اس کا رخ بدل دیا اور وہ بلند و بالا پہاڑوں پر مجاہدین کی ہائیڈ کی طرف چل دیا۔ اندھیرا بہت گہرا ہو گیا تھا...... تاریکی کی چادر دور دور تک تن گئی تھی۔ بلند و بالا چٹانوں کے سائے رات میں بہت خوفناک لگ رہے تھے...... یوں لگتا تھا کہ جیسے قد آور بھوت کھڑے ہوں۔ گہرے سکوت میں مینڈکوں اور دوسرے کیڑے مکوڑوں کی آوازیں ارتعاش پید کر رہی تھیں...... نوجوان حمزہ آہستہ آہستہ گھر کی طرف گامزن تھا...... وہ مجاہدین سے تازہ ترین صورتحال پر تبادلہ خیال کر کے واپس پلٹ رہا تھا۔

گھر کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ مسجد گیا کہ اس کے ماں باپ اس کا انتظار کر رہے ہیں وہ خوشی سے لبریز اندر داخل ہو گیا۔ لیکن اندر کا منظر دیکھ کر اس کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔ چہرہ سکتے میں آ گیا اور آنکھیں خوف کی شدت سے پھیل گئیں منظر ہی کچھ ایسا تھا۔ نوجوان کے ماں باپ خون میں نہائے بے جان مردہ پڑے تھے اس کا سہارا چھن چکا تھا وہ سکتے کے عالم میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ چند ساعتوں کے توقف کے بعد وہ ان سے لپٹ گیا...... اسے یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ انڈین آرمی نے اس کے گھر پر ریڈ کیا تھا مگر اس کی عدم موجودگی پر اس کے ماں باپ کو انتقام کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ نوجوان کی زبان جو چند لمحے پہلے گنگ ہو گئی تھی اب انتقام کا وعدہ کر رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی نچھاور ہو رہی تھی۔ اب اس کی حالت اس بچے کی سی تھی جو اپنا پسندیدہ کھلونا ٹوٹنے پر روتا ہے...... نوجوان جب اٹھا تو اس کے چہرے پر عزم تھا۔ وہ گھر سے باہر نکل آیا۔ اس کا رخ ویران پہاڑوں کی طرف تھا۔

حمزہ نے اپنے ماں باپ کا انتقام لینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ پہاڑوں پر واقع مجاہدین کی خفیہ ہائیڈ میں جا پہنچا۔ مجاہدین کے امیر کمانڈر عبدالہادی کو ساری کارروائی سنانے کے بعد وہ چپ ہو گیا...... کمانڈر عبدالہادی نے کچھ دیر سوچا پھر ایک سرد آہ بھر کر نوجوان سے کہا: ''حمزہ!'' ہم میجر سے آج رات ہی انتقام لیں گے۔ پھر وہ دونوں انڈین آرمی کے ایک کیمپ پر حملے کا پلان بناتے رہے۔ رات ذرا گہری ہوئی تو انہوں نے اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سفر کا آغاز کیا۔ نوجوان حمزہ اور کمانڈر عبدالہادی کے ساتھ تین اور مجاہد تھے۔ جب وہ لوگ ہائیڈ سے نکل رہے تھے تو چاروں طرف گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ تاریکی میں ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہیں دے رہا تھا۔ مجاہدین بلند و بالا چوٹیوں کو طے کرتے ہوئے انڈین آرمی کے کیمپ کے نزدیک پہنچ گئے۔ انڈین آرمی گھوڑے بیچ کر میٹھی نیند کے مزے لے رہے تھے۔ مجاہدین نے کچھ دیر ریکی کی۔ انڈین کیمپ کے ایک سائیڈ پہرہ نہ تھا۔ کمانڈر عبدالہادی نے اپنے تینوں مجاہد ساتھیوں کو کورنگ کے لئے مخصوص کیا اور خود نوجوان حمزہ کے ساتھ انڈین کیمپ کی اس سائیڈ کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ کمانڈر عبدالہادی اور حمزہ نے کیمپ کے نزدیک پہنچ کر کیمپ کی سائیڈوں پر ڈائنامائٹ لگانا شروع کیا۔ انہوں نے بارود فٹ کر کے اس کی تاریں چارج کے لئے سیٹ کیں اور واپس رینگتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے پاس آ گئے۔ اپنا کام مکمل کر کے جب کمانڈر عبدالہادی نے بٹن آن کیا تو فضا میں ایک خوفناک دھماکے کی آواز ابھری۔ اس کے ساتھ ہی انڈین آرمی کا کیمپ زمین بوس ہو گیا۔ آرمی کا کیمپ تباہ ہو چکا تھا۔ اس سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے اور میجر سمیت سینکڑوں ظالم انڈین فوجی جہنم واصل ہو چکے تھے

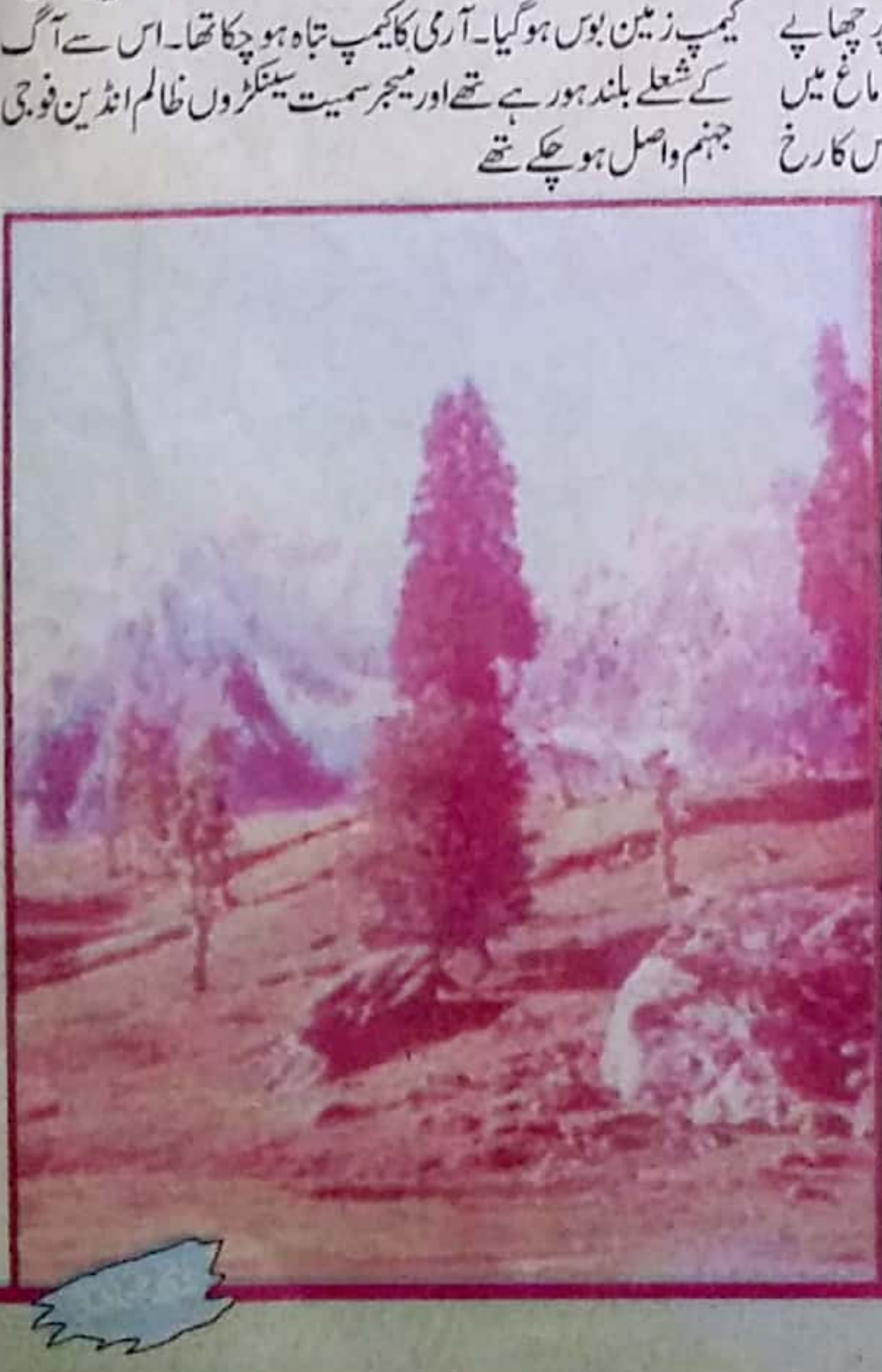

صحافی بچوں کا اخبار

اصغر علی

فرانس کے ایک بڑے اخبار ''مون کوتیدن'' کے پیرس میں واقع ہیڈ کوارٹر میں صبح سویرے کا وقت ہے۔ اخبار کی نیوز ٹیم حج کے موضوع پر تیار کردہ ایک رپورٹ کا جائزہ لے رہی ہے۔

''یہ مکہ کہاں ہے'' کسی کو معلوم ہے؟ ایک ایڈیٹر نے سوال کیا۔

''یہ نام میں تو آج پہلی بار سن رہا ہوں۔'' جواب میں ایڈیٹران چیف ''کیتیان'' بولا۔

''میں نے بھی آج ہی سنا ہے۔'' دوسرا ایڈیٹر بولا۔

تیسرے ایڈیٹر کا جواب بھی یہی تھا۔

اخبار کا ایڈیٹران چیف اور اسے مکہ کے بارے میں نہیں معلوم؟ ہے ناں حیران کن بات! لیکن ایڈیٹران چیف اور اس کی ٹیم کو قصوروار نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ دس برس کے بچے کو اتنی معلومات تو نہیں ہوتی ناں!

البتہ حیرانی کی بات یہ ہے کہ دس برس کا بچہ اتنے بڑے اخبار کا ایڈیٹران چیف کیسے بن سکتا ہے؟ بات دراصل یہ ہے کہ ''مون کوتیدن'' بچوں کا اخبار ہے جو فرانس کے شہر پیرس سے شائع ہوتا ہے۔ اگرچہ اس اخبار کے لئے خبریں اور رپورٹیں تو جوان اور پیشہ ور صحافی ہی تیار کرتے ہیں لیکن اس بات کا فیصلہ کہ اخبار میں کون کون سی خبریں کس کس مقام پر لگائی جائیں گی، بچے کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے اخبار کی جانب سے ایک دن کے لئے بچوں کو مدعو کیا جاتا ہے اور ان میں سے ہی ایڈیٹران چیف اور اس کے نائب ایڈیٹروں کا انتخاب ہوتا ہے۔ یہ بچے، پرائمری جماعت کے طلبا و طالبات ہوتے ہیں اور جس دن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، اس دن بھی پرائمری سکول کے تین طلبا اس کام کے لئے مدعو کئے گئے تھے۔ ''کیتیان'' کو بطور ایڈیٹران چیف اور ''جولیٹ'' اور ''فرانکوان'' بطور اس کے معاون کے۔ یہ تینوں ہی پرائمری سکول کے طلباء تھے۔ یہ تینوں اپنے کام میں دلجمعی سے مصروف تھے۔ دس سے چودہ برس کی عمر کے بچوں کے لئے شائع ہونے والا ''مون کوتیدن'' اپنی دسویں سالگرہ اسی ماہ منا رہا ہے اور یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں۔ گزشتہ دس برسوں کے دوران اس کے قارئین کی تعداد میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ یہ اخبار اتنا کامیاب رہا کہ پانچ سے اٹھارہ برس تک کی عمروں کے بچوں اور نوجوانوں کے لئے تین اور جریدے بھی شائع کرتا ہے۔ ان اداروں کی مالک پلے بیک پریس ہے۔ ان لوگوں کو جو سمجھتے ہیں کہ بچوں کو پڑھنے سے دلچسپی نہیں ہوتی، ''مون کوتیدن'' کی موجودگی میں اپنی سوچ پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

''مون کوتیدن'' کے بانی اور ایڈیٹران چیف

کہ جو شے بچوں کو پڑھنے کی جانب راغب کرے وہ بہترین ہے۔''

دوفور نے اخبار ''مون کوتیدن'' اس رقم سے قائم کیا تھا جو اسے تعلیمی کوئز کارڈ بنانے اور ترتیب دینے کے عوض ملی تھی۔ اس اخبار کے لئے اس نے بنیادی اصول یہ بنایا تھا کہ اخبار میں اتنا مواد ہونا چاہیے جسے پڑھنے میں بچوں کو دس منٹ سے زائد وقت نہ لگے اور واقعی یہ اصول مبنی برحقیقت ہے کیونکہ اسکول میں طویل دن گزار کر پڑھنے کے بعد بچے زیادہ وقت تعلیم کو نہیں دے سکتے۔

''مون کوتیدن'' ایک رنگا رنگ اخبار ہے۔ اس کے مستقل موضوعات میں جانوروں، ماحولیات، سائنس کے علاوہ بچوں کی خبریں بھی شامل ہیں۔

اگرچہ اسے دلچسپ اور مزیدار اخبار کہا جاتا ہے لیکن ''مون کوتیدن'' سخت خبریں دینے سے بھی نہیں ہچکچاتا۔ اس دن، جب اوپر بیان کردہ واقعہ ہوا۔ بچوں کی خبروں کے علاوہ اس میٹنگ میں یورپی یونین کی اس تجویز کے بارے میں آنے والی خبروں کا بھی جائزہ لیا گیا تھا جس کے مطابق نازیوں کے نشانات اور عراق میں امریکی فوجیوں کے ہاتھوں عراقی قیدیوں کے استحصال کی تصاویر نہیں دکھائی جائیں گی۔ ان بچوں کو اگرچہ عراقی جیل میں قیدیوں کو تشدد کا نشانہ بنائے جانے کی تصاویر اچھی نہیں لگی تھیں لیکن وہ سب اس بات پر متفق تھے کہ خبر اہم تھی اور اسے اخبار میں ضرور شائع ہونا چاہیے تھا۔

امریکہ سے تعلق رکھنے والے کنسلٹنٹ جیف میکگن جس نے اس اخبار کے قیام میں مدد دی تھی، کہا، ''بچوں کے متعلق بہت سے غلط تصورات قائم ہیں جبکہ اس عمر میں ان کا ذہن بالکل کھلا ہوتا ہے۔ اگر آپ وہ طریقہ اور انداز اختیار کریں، جس کے بچے عادی ہوں تو آپ ان سے بہت سی باتیں کر سکتے ہیں۔ اگر ''مون کوتیدن'' کامیابی سے چل رہا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اپنے قارئین کی دلچسپیوں کا خیال رکھنے کا حوصلہ ہے۔'' اس بات کو یقینی بنانے کے لئے اخبار میں بچوں کی دلچسپیوں کا اظہار ہو ہفتے میں دوبار، بدھ اور اتوار کے دن، جب فرانس میں بچوں کے اسکول کی چھٹی ہوتی ہے۔ سارے ملک سے بچوں کو ادارتی میٹنگ میں شرکت کے لئے مدعو کیا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اخبار کے ہر شمارے میں ایک ٹیلی فون نمبر شائع کیا جاتا ہے اور ادارتی میٹنگ میں شرکت کے خواہشمند بچے اس فون نمبر پر بات کر کے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔ اب میٹنگ میں کون شرکت کرے گا؟ اس کا فیصلہ ''پہلے آیئے پہلے پایئے'' کی بنیادوں پر ہوتا ہے کیونکہ بے شمار بچے اس میٹنگ میں شرکت کی خواہش کے اظہار کے لئے فون کرتے ہیں۔ پھر ایک گھنٹے دورانیے کی اس میٹنگ میں یہ بچے اس بات کا فیصلہ کرتے ہیں کہ اخبار کے آئندہ ایڈیشن میں کون سی خبریں شائع ہونی چاہئیں۔ واضح ہو کہ خبریں جمع کرنے اور ان کی تزئین و آرائش کا کام بڑے کرتے ہیں لیکن ان کے انتخاب کا اختیار بچوں کو ہوتا ہے۔

صبح کی ادارتی میٹنگ میں صحافیوں کی ٹیم میز کے اردگرد بیٹھتی ہے۔ ان کے ساتھ بچے بھی بیٹھے ہوتے ہیں۔ یہ صحافی اس میٹنگ سے قبل ہی کافی تعداد میں خبروں کا انتخاب کر چکے ہوتے ہیں لیکن ان کا حتمی انتخاب میٹنگ میں شامل بچے کرتے ہیں۔

امریکی جریدے سائنس مانیٹر کے مطابق ''مون کوتیدن'' اور اس کی تین ذیلی اشاعتیں روزانہ دو لاکھ سے زائد گھروں اور اسکولوں میں پہنچتی ہیں۔ یہ اخبارات عام اسٹالوں پر نہیں فراہم کئے جاتے بلکہ انہیں سالانہ خریدار بن کر ہی خریدا جاسکتا ہے۔

''فرانکو دوفور'' نے بتایا، ''بچے اس اخبار کو بے حد پسند کرتے ہیں مگر ان کے ساتھ ساتھ ان کے والدین اور ٹیچر بھی اخبار کو بے حد پسند کرتے ہیں۔ بچوں کو اخبار اس لئے پسند ہے کہ یہ ہوتا ہی ان کے لئے ہے۔ والدین اپنے بچوں کو پڑھتے دیکھ کر اس لئے خوش ہوتے ہیں

دلچسپ و عجیب

محروم العقل

مشہور اموی حکمران مروان بن الحکم کا ایک بیٹا ذرا کم عقل کا مالک تھا ایک مرتبہ وہ دمشق میں ایک جگہ اپنے بھائی کا انتظار کر رہا تھا۔ قریب ہی ایک گدھا چکی گھمار ہا تھا۔ گدھے کے گلے میں گھنٹی تھی جو گدھے کے چلنے کی وجہ سے بج رہی تھی۔

ابن مروان نے گدھے کے مالک سے کہا۔ آپ نے اس کے گلے میں گھنٹی کیوں باندھ رکھی......؟

مالک نے جواب دیا۔ دراصل کبھی کبھار مجھ پر نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں جب گھنٹی کی آواز نہیں سنائی دیتی تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ گدھا کھڑا ہے۔ چکی نہیں گھمار ہا۔ میں آواز دیتا ہوں تو وہ چلنا شروع کر دیتا ہے۔ ابن مروان نے کہا: اگر گدھا ایک ہی جگہ کھڑا ہو کر صرف اپنا سر دائیں بائیں ہلانے لگے۔ تب بھی تو گھنٹی کی آواز آئے گی جبکہ وہ چل نہیں رہا ہو گا اور چکی رکی ہو گی؟ مالک نے کہا یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے جب گدھے کے سر میں آپ کی عقل ہو۔ جبکہ میرا گدھا اس عقل سے محروم ہے...... (البیان والتبیین ۱۳۶)

پھل دار درخت

بیرم خان مغل بادشاہ اکبر کا سپہ سالار تھا۔ یہ شخص جس قدر عالی مرتبہ شجاع اور بہادر تھا۔ اس قدر رحمدل، فیاض اور سخی بھی تھا۔ ایک دن بیرم خان گھوڑے پر سوار بڑی شان سے کہیں جا رہا تھا کہ ایک شخص نے اسے تاک کر ایک پتھر دے مارا۔ بیرم خان نے گھوڑے کو روک لیا اور ملازم کو حکم دیا کہ اس شخص کو ایک تھیلی اشرفیوں کی دے دی جائے۔

ملازم نے اشرفیوں کی تھیلی اس شخص کو دے دی۔ وہ شخص چلا گیا تو ملازم نے حیران ہو کر عرض کیا:

"حضور! اس شخص نے آپ کے ساتھ گستاخی کی اسے سزا دینے کی بجائے آپ نے انعام سے نوازا۔ اس میں کیا حکمت ہے؟"

"بیرم خان نے مسکرا کر جواب دیا:" پھل دار درخت کو لوگ پتھر مارتے ہیں تو درخت انہیں پھل دیتا ہے نہ کہ سزا......

لینے کے دینے

ابو نجم عربی کا مشہور شاعر تھا...... شاعروں کے بارے میں یہ بات عام ہے کہ وہ بادشاہوں کی مجلسوں میں بادشاہوں کی تعریف و مداح کر کے ہمیشہ انعام و کرام بٹورتے ہیں...... یہ بات پہلے بھی عام تھی اور اب بھی کئی شاعر اس ڈگر پر چلتے ہوئے لاکھوں میں کھیلتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ کبھی کبھی لینے کے دینے بھی پڑ جاتے ہیں۔ یہی بات ابو نجم کے ساتھ بھی پیش آئی۔ یہ ہشام بن عبدالملک کا زمانہ تھا۔ ابو نجم ایک روز اس کے دربار میں پہنچا اس نے دیکھا کہ مجلس خوب گرم ہے اس نے ہشام کی تعریف میں شعر کہتے ہوئے کہا

ترجمہ: "قریب ہے کہ تو سورج کی زردی کی طرح ہو جائے جو افق پر ہوتی ہے جیسے بھینگے کی آنکھ"

ابو نجم بے چارہ ہشام کو سورج کی زردی کے ساتھ تشبیہ دے کر مال بٹورنا چاہتا تھا مگر ہشام خود ایک آنکھ سے بھینگا تھا جب اس نے لفظ "بھینگا" سنا تو طیش میں آ گیا۔ اس نے حکم دیا کہ ابو نجم کو قید میں ڈال دیا جائے۔ یوں ابو نجم مال کی بجائے جیل کی ہوا کھانے لگا۔

اللہ کی یاد سے غفلت گوارا نہیں

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مصائب و تکالیف پر بہت صبر کرنے والے تھے۔ صبر استقامت کے پیکر تھے۔ ایک مرتبہ ولید بن یزید سے ملنے دمشق روانہ ہوئے تو راستے میں چوٹ لگنے سے پاؤں زخمی ہو گیا۔ درد کی شدت سے چلنا مشکل ہو گیا۔ سخت تکلیف کے باوجود بھی ہمت نہ ہاری اور چلتے چلاتے دمشق پہنچ گئے۔

ولید کو خبر ہوئی تو فوراً طبیبوں کو بلوا بھیجا۔ انہوں نے زخم بغور جائزہ لینے کے بعد پاؤں کاٹنے کی رائے دی۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے منظور کر لیا مگر پاؤں کاٹنے سے پہلے بیہوشی کے لئے نشہ آور دوا کے استعمال سے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ میں کوئی لمحہ اللہ کی یاد سے غفلت میں نہیں گزار سکتا...... چنانچہ اسی حالت میں ان کا پاؤں کاٹ دیا گیا اور انہوں نے کسی قسم کی تکلیف کا اظہار نہ کیا پھر اپنا کٹا ہوا پاؤں سامنے رکھ کر فرمایا:

"کیا غم ہے اگر مجھے ایک عضو کے بارے میں آزمائش میں ڈال کر باقی اعضاء کے سلسلے میں امتحان سے بچا لیا گیا ہے۔

خود آپ نشانہ بن گئے

دوسری جنگ عظیم جاری تھی۔ پہاڑی علاقوں میں شدید گولہ باری ہو رہی تھی طیارے گھن گرج کے ساتھ حملے کر رہے تھے اور فوجوں پر بم برسا رہے تھے۔ ایسے میں برطانوی جہاز "ایچ ایم ایس ٹریڈنیٹ" بحر منجمد شمالی میں حرکت کر رہا تھا اس جہاز کو جرمن بحری جہازوں پر نظر رکھنے اور انہیں تباہ کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ جہاز کا تمام عملہ ڈیوٹی پر تھا اور سب چوبیس چوبیس گھنٹے جاگ کر اپنی ذمہ داری میں مگن تھے اور بغیر آرام کئے ہوئے دشمن کے جہازوں پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ اچانک ان کو جرمن تباہ کن جنگی جہاز نظر آیا۔ یہ وقت فوری ایکشن میں آنے کا تھا۔ تمام ذمہ داروں کو یقین تھا کہ دشمن کا جہاز ان کے نشانے اور پہنچ میں ہے انہوں نے نشانہ لے کر "تارپیڈو" چھوڑ دیا۔ انہیں اس بات کا اندازہ ہی نہیں تھا کہ بحر منجمد شمالی کا منجمد پانی ان کے چھوڑے ہوئے تارپیڈو کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ تارپیڈو برف کے تودوں سے ٹکرا کر اچانک ہی گھوم گیا اور اس کا رخ اسی جہاز کی طرف ہو گیا جہاں سے اسے چھوڑا گیا تھا۔ "ایچ ایم ایس ٹریڈنیٹ" نامی برطانوی جہاز کے کیپٹن نے جب تارپیڈو کو پلٹ کر آتے دیکھا تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ تارپیڈو اس کے دیکھتے ہی دیکھتے برطانوی جہاز سے ہی آٹکرایا اور جہاز کا ایک بڑا حصہ تباہ ہو گیا۔ اسی پوری جنگ میں دوبارہ یہ بڑا جہاز کسی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے کے قابل ہی نہ رہا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا موذن

۸ھ ہجری میں رحمت عالم ﷺ غزوہ حنین سے فارغ ہو کر واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں ایک مقام پر نماز کا وقت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے موذن کو اذان دینے کا حکم دیا۔ اتفاق سے وہاں مکے کے چند منچلے نوجوان بھی موجود تھے۔ آپ ﷺ کے موذن اذان دے چکے تو وہ سب تمسخر کے طور پر اذان کی نقل اتارنے لگے۔ ان میں ایک نوجوان کی آواز بلند اور دلکش تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سب نوجوانوں کو اپنے پاس بلایا اور ان سے پوچھا: "تم میں کون ہے؟ جو بلند آواز میں اذان کی نقل اتار رہا تھا۔"

سب نے اس نوجوان کی طرف اشارہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس نوجوان کو حکم دیا کہ میرے سامنے اذان دو لیکن اس کی اذان سے پوری واقفیت نہ تھی۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اسے خود اذان کے الفاظ بتانے شروع کئے۔ جوں جوں وہ نوجوان الفاظ دہراتا گیا اس کے سینے پر کفر و شرک کا رنگ دور ہوتا چلا گیا۔ اذان ختم ہوئی اور ساتھ ہی اس نوجوان پر رقت طاری ہو گئی اور وہ اسی وقت سچے دل سے کلمہ شہادت پڑھنے لگا۔

آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک نوجوان کے ماتھے، سینے اور پیٹ پر ناف کی جگہ تک پھیر کر یہ دعا تین مرتبہ دی یعنی! "اللہ تجھ پر برکت نازل فرمائے"

یہ خوش بخت نوجوان جسے نبی اکرم ﷺ نے تین مرتبہ برکت کی دعا دی حضرت ابو مخذورہ رضی اللہ عنہ تھے جنہیں امت مسلمہ آج نبی ﷺ کے موذن سے جانتی اور یاد کرتی ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ ابو مخذورہ رضی اللہ عنہ ہی عہد نبوی میں اذانیں دیا کرتے تھے اور اپنا نام رہتی دنیا تک روشن کر گئے۔ یہ ساری دین ہی کی برکت تھی وگرنہ دیگر لڑکوں کو آج کون جانتا ہے؟

(ماخوذ از: پیارے نبی ﷺ کی پیاری کہانیاں)

سدرہ سحر عمران، اسٹیل ٹاؤن کراچی

نیا ترانہ

کھیت گھر زمین شاد باد | کار بہترین شاد باد
پگڑیاں وزارتیں دکان | کوٹھیاں عمارتیں مکان
لوٹ مار دھاڑ شاد باد

بیوقوف لوگ ہیں عوام | رہ گئے غلام کے غلام
کرسی عہدہ سلطنت | پائندہ تابندہ باد
لیڈروں کی منزل مراد

ہر طرف سازشوں کے جال | سرنگوں ترقی و کمال
پاک سرزمین میں حلال | رشوتوں وزارتوں کا مال
سایۂ امریکہ باکمال

ابوانس محمد ندیم، احمد کالونی ریناله خورد

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ

حافظ محمد آصف شیخوپورہ

یہ تین سو ہجری کے اوائل کی بات ہے۔ ان دنوں ''نیشاپور'' شہر کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ بغداد کا شہر ان دنوں دارالحکومت ہوا کرتا تھا۔ اور بغداد کے بعد جو شہر سب سے زیادہ شہرت رکھتا تھا وہ ''نیشاپور'' تھا یہ دونوں شہر خراسان کی پہچان تھے بغداد تو حکومت کا مرکز ہونے کی وجہ سے مشہور تھا لیکن ''نیشیاپور'' کی شہرت کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ اس دور میں علم وفن کا مرکز تھا اور بڑے بڑے علمائے کرام اور حدیث پڑھانے والے اساتذہ وہاں ڈیرے جمائے ہوئے تھے۔ 20 ہجری کا آغاز ہوا تو اس شہر میں ایک بچے نے جنم لیا۔ بچے کے باپ کا نام حجاج تھا۔ ''قشیر'' عرب کے چند مشہور ومعروف اور عزت کی نگاہ سے دیکھنے جانے والے قبائل میں سے ایک قبیلہ تھا۔ اور حجاج اس قشیر قبیلے کا ایک فرد تھا پیدا ہونے والا بچہ اس لحاظ سے خوش قسمت تھا کہ اس نے ایک معزز گھرانے میں آنکھ کھولی تھی اس کا نام ''مسلم'' تجویز کیا گیا۔

یونہی مسلم ذرا بڑا ہوا باتیں کرنا شروع کیں اور چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا تو حجاج نے ''مسلم'' کو بھی ''علم حدیث'' پڑھنے پر لگا دیا اگرچہ نیشاپور شہر میں علم حدیث کے مانے ہوئے بڑے بڑے علماء اور فضلاء موجود تھے لیکن نیشاپور میں امام ''اسحاق بن راہویہ'' کا ثانی کوئی نہ تھا۔ وہ علم وعمل اور مرتبہ میں سب کی نظروں میں احترام سے دیکھے جاتے تھے ہر کوئی ان کی تکریم کرتا تھا۔ حجاج نے اپنے بیٹے ''مسلم'' کو بھی امام اسحاق بن راہویہ کا شاگرد بنا دیا ''مسلم'' کی تعلیم کا آغاز تھا۔ اس لئے نہ صرف استاد نے خوب محنت کروائی بلکہ بچے نے بھی جی بھر کر کوشش سے کام لیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم نے چند ایام میں ہی ''علم حدیث'' کے ابتدائی قواعد حفظ کر کے اپنے استاد کی نظروں میں عزت پائی ہی بلکہ اپنے ہم عمر لڑکوں میں بھی قابل عزت بن گیا۔ مسلم کا حافظہ بڑا قوی تھا۔ وہ جو بات ایک مرتبہ سن لیتا اور کئی روز تک نہ بھی دہراتا تھا تو وہ اس کے ذہن پر یوں نقش رہتی جیسے کسی پتھر پر تراش کر کچھ لکھ دیا گیا ہو اور وہ مٹتا نہ ہو۔ بالآخر ایک ایک کر کے دن گزرنے لگے اور امام اسحاق کی تربیت کا رنگ مسلم پر اور زیادہ چڑھنے لگا ''مسلم'' کی یوں یوں عمر بڑھ رہی تھی توں توں حافظہ بھی بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ امام اسحاق بن راہویہ مسلم کو پڑھاتے تو کبھی کبھار مسلم کے غیر معمولی حافظہ ان کو تعجب پر مجبور کر دیتا۔ سبق تو انہیں سنتے ہی از بر ہو جاتا تھا لیکن استاد کے بتائے بغیر ہی وہ ایک حدیث سے کئی کئی مسئلے حل کرتے تو خود استاد بھی حیرت کے سمندر میں ڈوب جاتے۔

ایک دفعہ ایسا ہی ہوا کہ امام اسحاق بن راہویہ حدیث پڑھا رہے تھے کہ مسلم نے اس حدیث سے ایسی بات اخذ کی کہ استاد حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ تبشا گردی میں ہی ان کے علم وفضل، ثقاہت وذہانت بھانپ کر بولے۔: ''ای رجل یکون ھذا'' خدا جانے کس پائے کا یہ شخص ہوگا۔

پھر کہا: ''جب تک یہ شخص مسلمانوں میں زندہ ہے اپنے ہاتھ سے بھلائی نہ جانے دے گا۔'' مسلم اپنے استادوں کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ خاص طور پر اپنے استاد امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کی بہت عزت کرتے۔ اپنے پہلے استاد امام اسحاق بن راہویہ کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ کی سادہ مزاج اور عاجزی وانکساری سے وہ بہت متاثر ہوتے۔ ان کی عادتیں اپناتے اور وہی کچھ کرنے کی کوشش میں لگے رہتے جو ان کے استاد امام بخاری رحمہ اللہ کیا کرتے تھے۔

وہ اپنے سے چھوٹے بڑے ہر فرد کا احترام کرتے امام بخاری رحمہ اللہ کے متعلق تو وہ کوئی معمولی سی بات سننا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ یوں ہوا کہ نیشیاپور میں امام بخاری رحمہ اللہ کے حاسدوں نے یہ مشہور کر دیا کہ امام بخاری رحمہ اللہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ اس کی مخلوق سمجھتے ہیں بس پھر کیا تھا حسد کرنے والوں کے ہاتھ تو ایک شوشہ آ گیا انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ہر جگہ اور ہر مجلس میں یہ بات عام کر دی حالانکہ معاملہ بالکل الٹ تھا اور امام بخاری رحمہ اللہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا کلام مبارک ہی سمجھتے تھے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ کے حاسدوں نے پروپیگنڈہ اس قدر تیز کیا کہ اس وقت کے مشہور محدث امام ذہبی بھی اس پروپیگنڈے سے متاثر ہو گئے انہوں نے اپنے تمام شاگردوں میں اعلان کر دیا کہ آج کے بعد کوئی بھی امام بخاری رحمہ اللہ سے میل جول نہ رکھے لیکن امام مسلم ان سے مسلسل ملتے رہے شاگردوں نے شکایت کی تو امام ذہبی ایک روز حدیث پڑھانے آئے تو آتے ہی اپنے شاگردوں کو مخاطب کر کے بولے: ''خبردار! تم میں سے کوئی بھی اگر امام بخاری رحمہ اللہ کے اس قول سے اتفاق کرتا ہے کہ قرآن اللہ کی مخلوق ہے وہ اس مجلس سے اٹھ جائے......؟ امام مسلم مجلس میں بیٹھے تھے بلکہ ان کا روز کا معمول تھا اور امام ذہبی سے استفادہ کرتے تھے لیکن یونہی انہوں نے امام بخاری کے خلاف ان کے یہ الفاظ سنے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے وہ جانتے تو تھے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے لیکن کچھ نہ بولے چپ چاپ مجلس سے اٹھے اپنی چادر اٹھائی اور کندھے پر رکھ کر جتنی احادیثیں امام ذہبی سے لکھی تھیں لوٹا کر واپس آ گئے (البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ ص ۳۴)

امام مسلم رحمہ اللہ نے جب نیشیاپور کے علم وحدیث پڑھانے والے تمام اساتذہ سے استفادہ کر لیا تو انہوں نے نیشیاپور شہر سے باہر نکل کر مزید حصول علم کے لئے تگ ودو کرنا شروع کر دی۔ اس زمانہ کی یہ روایت بھی تھی اور دستور بھی تھا کہ علم حدیث کے لئے دور دراز کا سفر کیا جاتا تھا اور جہاں معلوم ہوتا تھا کہ کسی کے پاس نبی اکرم ﷺ کی کوئی حدیث موجود ہے تو مشکلات سے بھرے لمبے سفر طے کر کے اس کے پاس پہنچا جاتا اور اس سے اس حدیث کے متعلق پوچھا جاتا کہ یوں نہ صرف حدیث کا علم ہوتا بلکہ سند بھی موجود ہوتی تھی۔ ایسے سفر کو محدثین کی نظر میں ''رحلت'' کہا جاتا تھا یعنی وہ سفر جو حدیث یا حدیث کی سند حاصل کرنے کے لئے کیا جائے

امام مسلم نے بھی حدیث کی سماعت کے لئے ''رحلت'' کرنا شروع کی اور نیشیاپور سے نکل کر عراق، حجاز، شام اور مصر کے مقامات کی طرف سفر کئے وہاں حدیث کے بڑے بڑے اساتذہ سے ملے ان سے استفادہ کیا۔ کئی شیوخ الحدیث سے سماعت کی۔ بغداد گئے تو وہاں کے مشہور محدث، محمد بن مہران اور ابوغسان سے احادیث سنیں پھر عراق کی طرف رخت سفر باندھا تو وہاں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور عبداللہ بن مسلم سے استفادہ کیا حجاز میں گئے تو سعید بن منصور اور ابومصعب جیسے جلیل القدر شیوخ کی شاگردی اختیار کی۔ مصر کی طرف رخ کیا تو وہ عمرو بن سواد سے احادیث کا ذخیرہ حاصل کیا۔ اس کے لئے بصرہ وبلخ کے علاقوں میں بھی گئے اور حدیث کے فن میں مہارت حاصل کرتے رہے۔

۲۱۸ ہجری کے زمانے میں ان کی عمر چودہ سال کے قریب تھی اور انہوں نے احادیث جمع کرنے کے لئے سفر شروع کیا تھا اور اب جب کہ ۲۵۹ ہجری کا سال آیا تھا تو وہ تقریباً ترپن سال کی عمر میں تھے لیکن احادیث کی تلاش اور اس کی تحقیق کے لئے اب تک سفر جاری تھا ور زندگی کے شب وروز فن حدیث میں ہی گزر رہے تھے بغداد میں 289 ہجری کو زندگی کے آخری رحلتکے دو سال بعد نیشیاپور میں ہی ایک مجلس کے دوران کسی آدمی نے ایک حدیث کے متعلق پوچھ لیا۔ اللہ رب العزت نے انہیں زبردست قوی حافظہ عطا کیا تھا اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ جس حدیث کے متعلق پوچھا گیا تھا وہ ان کے ذہن سے نکل گئی۔ یونہی مجلس ختم ہوئی فوراً گھر آئے اور گھر میں پڑے ہوئے رجسٹر نکال کر بیٹھ گئے اور حدیث تلاش کرنے لگے۔ قریب ہی سوکھی کھجوروں کا ایک ٹوکرا پڑا تھا امام مسلم رجسٹروں کے ورق گردان کرتے رہے اور ساتھ ساتھ ٹوکرے سے کھجوریں بھی کھاتے رہے۔ کافی دیر کی تگ ودو کے بعد حدیث تو مل گئی لیکن حدیث کی تلاش کے دوران امام صاحب کھجوریں اتنی کھا چکے تھے کہ ان کا منفی اثر ہوا اور وہ کثرت سے کھائی گئی کھجوریں نقصان کا سبب بن گئی اور امام مسلم رحمہ اللہ ۲۵ رجب ۲۶۱ ہجری کو اتوار کے روز شام کے وقت ۵۷ سال کی عمر میں اس جہاں سے رخصت ہو گئے۔

امام مسلم رحمہ اللہ کا سوموار کے روز جنازہ اٹھایا گیا تو ہر طرف سروں کا سمندر نظر آتا تھا۔ حدیث رسول کی زندگی بھر خدمت کرنے والا عظیم محدث بالآخر ۲۶ رجب ۲۶۱ ہجری کو نیشیاپور کے باہر نصیر آباد نامی جگہ پر منوں مٹی تلے سو گیا۔ لیکن بارہ سو سال گزرنے کے باوجود آج بھی دنیا بھر میں کسی بھی مسلمان کی زبان پر جب اس کا نام آتا ہے تو وہ رحمہ اللہ کے الفاظ کے ساتھ وہ زندہ جاوید نظر آتے ہیں۔ ان کا نام مسلم تھا۔ کنیت ابوالحسن تھی اور لقب عساکر الدین لیکن اپنی مشہور کتاب ''مسلم شریف'' کی وجہ سے امام مسلم کے نام سے مشہور ہوئے۔

نبوّت کی نشانی

عبدالوارث ساجد

وادی محصب میں مکہ کے تمام سردار جمع تھے وہ مل بیٹھ کر یہ پلان بنا رہے تھے کہ انہیں مکہ میں بڑھتے ہوئے اسلام کو کسی طرح روکنا ہے۔

پچھلے کچھ عرصہ میں مکہ کے اندر جس قدر تیزی سے اسلام پھیلنا شروع ہوا مکہ کے کافر سردار اس سے بہت پریشان ہو گئے تھے۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو ان کی پریشانی اور بڑھ گئی اسلام روز بروز مکہ کے گھروں میں پھیل رہا تھا اور آئے روز کوئی نہ کوئی شخص مسلمان ہو جاتا اور اس کی خبر سرداروں کو ملتی تو وہ سیخ پا ہو جاتے جب انہوں نے دیکھا کہ معاملہ حد سے بڑھتا جا رہا ہے اور اسلام لانے والے دن بدن زیادہ ہوتے چلے جا رہے ہیں تو انہوں نے اسلام کو بڑھنے سے روکنے کے لیے مکہ کے تمام سرداروں کی میٹنگ بلالی۔ اور طے شدہ دن تمام کافر سردار وادی محصب میں جمع ہو گئے۔

کافی دیر کی سوچ وچار کے بعد انہوں نے طے پایا کہ اسلام چونکہ محمد ﷺ کی دعوت سے پھیل رہا ہے۔ اور اب اس کی بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی ان کا بھرپور ساتھ دینا شروع کر دیا ہے ابوطالب اپنے بھتیجے کی حمایت کرتا ہے اور ابوطالب کا بیٹا علی بھی محمد ﷺ کے ساتھ پیش پیش ہے لہٰذا اس خاندان کا کوئی نہ کوئی ضرور سدباب ہونا چاہیے۔

کیوں نہ اس خاندان کا مکمل طور پر بائیکاٹ کر دیا جائے۔" ایک سردار نے مشورہ دیا۔

"ہاں یہ تجویز بالکل ٹھیک اور مناسب ہے۔ سارے سرداروں نے رضامندی ظاہر کرتے ہوئے کہا "ایسا ہونا چاہیے کہ ہم میں سے کوئی بھی بنی ہاشم اور بنی مطلب کے لوگوں کے ساتھ میل جول نہ رکھے نہ کوئی ان کے ساتھ شادی بیاہ کرے گا اور نہ ایسے پروگرام میں ان کو دعوت دے گا...... نہ انہیں کوئی مال بیچے گا اور نہ ان سے کوئی چیز خریدے گا۔ اور ہاں نہ ہی ان کے کسی گھر جانا ہے گھر میں جانا تو دور کی بات ان دونوں خاندان کے کسی بھی فرد کے ساتھ گفتگو نہیں کرنی اور اگر ان میں سے کوئی بات کرے بھی تو اس کی بات کا جواب نہ دیا جائے۔" سارے عرب کے کافر سردار اس بات پر متفق ہو گئے آخر یہ طے کر کے کہ جب تک بنی ہاشم کے لوگ خود محمد ﷺ کو قتل کرنے کے لیے ہمارے حوالے نہیں کرتے ان کے خلاف بائیکاٹ جاری رہے گا۔

اور اگر ان میں کوئی صلح کی پیش کش کرے بھی تو کوئی ان کے ساتھ صلح نہیں کرے گا بات طے ہو گئی اور مکے کے سارے سردار اس پر متفق ہو گئے ایک سردار نے کہا کہ اس فیصلے کو معاہدے کی شکل دے کر تحریری طور پر خانہ کعبہ کے اندر لٹکایا جائے تاکہ اس فیصلے سے جو سردار بھی پھرے اس کے خلاف قانونی کاروائی ہو۔

بغیض بن عامر بن ہاشم اسی مجلس میں بیٹھا تھا اس نے سرداروں کی طے شدہ تمام باتیں لکھیں اور معاہدے کو کعبے کے اندر لٹکا دیا۔

یونہی تحریری طور پر سرداروں کا فیصلہ کعبے کی دیوار کے ساتھ لٹکا۔ نبی اکرم ﷺ کے خاندان کا بائیکاٹ شروع ہو گیا شعب ابی طالب پہاڑوں کے درمیان گھاٹی تھی بنی ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے دونوں خاندان اس گھاٹی میں بند ہو کر رہ گئے مکے سے کوئی فرد نہ ان کی طرف جاتا تھا نہ انہیں آنے دیتا تھا۔

باہر کے ممالک جو بھی تجارتی سامان کے قافلے مکہ آتے تھے کافر اور مشرک سردار پہلے پہل انہیں خرید لیتے تاکہ نہ ان دونوں خاندانوں تک کوئی قافلہ جائے اور نہ انہیں کھانے کو کچھ ملے۔

دن گزارنے کے ساتھ ساتھ مکہ کے سرداروں کی دشمنی اور بھی بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اور وہ نبی اکرم ﷺ کے خاندان والوں کے خلاف اور بھی سختی بڑھاتے چلے جا رہے تھے آہستہ آہستہ گھروں میں جو غلہ اور اناج پہلے سے موجود تھا وہ بھی ختم ہو گیا اب لوگ بھوکے پیاسے رہنے لگے تھے ان کے درہم و دینار بھی ختم ہو چکے تھے جن کے پاس کچھ درہم یا دینار تھے وہ اتنے کم تھے کہ ان سے کچھ خریدا نہ جا سکتا تھا اوپر سے مکہ کے سرداروں نے غلے کے ریٹ اس قدر بڑھا دیئے کہ محصور ہونے والوں میں سے کسی کے پاس خریدنے کی استطاعت نہ رہی تھی گھاٹی میں بند دونوں خاندانوں کی حالت بہت خراب ہو گئی کھانے پینے کا سامان ختم ہوا تو وہ درختوں کے پتے کھانے لگے۔ جب ان سے بھوک نہ مٹی تو انہوں نے بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو کر چمڑے کھانا شروع کر دیے............ بھوک کی وجہ سے بچے دن رات بلکتے رہتے عورتوں اور بچوں کے رونے کی آوازیں گھاٹی سے باہر جاتی تو پھر بھی مکہ کے سرداروں کے دل نرم نہ ہوئے بلکہ ان کی دشمنی اور بڑھتی چلی جا رہی تھی نبی اکرم ﷺ کے چاچا ابوطالب بھی اسی گھاٹی میں بند بڑے صبر کے ساتھ ان حالات کا مقابلہ کر رہے اور اپنے بھتیجے محمد ﷺ کا ساتھ دے رہے تھے جب انہوں نے مکہ کے سرداروں کی طرف سے دونوں خاندانوں کو یوں بے سہارا اور دنیا سے تعلق توڑ کر ایک جگہ بند کر دیا اور پھر بھی ان کے غصے میں ذرا کمی نہ دیکھی تو انہوں نے محسوس کیا کہ اب ہو نہ ہو کہ وہ اس سے اگلا قدم یہ اٹھائیں کہ کیوں نہ محمد ﷺ قتل کر دیا جائے اس خدشے کے پیش نظر وہ ہوشیار رہنے لگے تھے اور انہوں نے اپنے بھتیجے محمد ﷺ کی حفاظت اور نگرانی اور زیادہ کرنا شروع کر دی تھی۔

یونہی سورج غروب ہوتا اور اندھیرا پھیلتا نبی اکرم ﷺ کو اپنے پاس بلا لیتے ان کو ساتھ رکھتے عملی طور پر ان کی نگرانی کرتے یہاں تک کہ جب رات کو وہ سونے لگتے تو انہیں بستر پر لٹا دیتے اور یونہی سارے لوگ سو جاتے تو وہ فوراً انہیں اس بستر سے اٹھا کر کسی اور بستر پر لٹا دیتے اور ان کی جگہ اپنے بیٹوں میں سے کسی کو لٹا دیتے تاکہ اگر کوئی کافر بدبخت رات کے اندھیرے میں محمد ﷺ کو شہید کرنے کی بری نیت سے آئے تو اس کا کام نہ ہو سکے۔

چاچا جی کی باتیں

ہوشیار...... خبردار...... ہو جاؤ تیار چاچا جی "قلم" ٹیکتے ہوئے پھر آ گئے ہیں۔

پیارے بھتیجو: السلام علیکم ورحمۃ اللہ ذرا یہ تو بتاؤ کس کس نے امتحان میں پہلی پوزیشن لی...... اور کون کون فیل ہو گئے۔ جن بچوں نے پہلی پوزیشن حاصل کی ہے ہم انہیں انعام دیں گے...... ویسے بھی آپ کے چاچا جی کو انعام دینے کا شوق ہے اور کوئی نہ کوئی بہانہ ڈھونڈتے رہتے ہیں کہ اپنے بھتیجوں کو انعام دیں...... اس بار پہلی پوزیشن لینے والے ہر بچے کو کوئی نہ کوئی انعام دیا جائے گا...... اور ایک بھتیجے کو یعنی ننھے مجاہد کو خصوصی انعام دیا جائے گا...... وہ خوش نصیب کون ہوگا...... اس کا فیصلہ تو آپ کا رزلٹ کرے گا...... پورے پاکستان میں جس بچے نے سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے ہیں اسے ملے گا ایک ہزار روپے کا خصوصی انعام...... لیکن کہیں اس بار بھی چاچا جی کی بات کا اپنی مرضی کے مطابق مفہوم نہ نکال لینا...... ایک ہزار روپے کا انعام پورے پاکستان میں صرف ایک ہی بچے کو ملے گا جس کے نمبر پہلی پوزیشن لینے والے ہر بچے سے زیادہ ہونگے ہو سکتا ہے وہ آپ ہی ہوں...... اس لئے فوراً اپنے رزلٹ کارڈ کی فوٹو کاپی چاچا جی کو بھیج دیں...... یاد رکھیں اس مقابلے میں صرف پہلی پوزیشن حاصل کرنے والے بچے حصہ لے سکتے ہیں...... ایک ہزار روپے کا انعام تو صرف ایک بچے کو ملے گا لیکن مقابلے میں شرکت کرنے والے ہر بچے کو کوئی نہ کوئی انعام ضرور ملے گا...... آخر پہلی پوزیشن حاصل کرنا کوئی معمولی بات تو نہیں......

چاچا جی آپ کو کسی نہ کسی بہانے انعام دینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور آپ کسی نہ کسی بہانے چاچا جی کو "بے نقاب" کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں...... لوگ پوچھتے ہیں یہ چاچا جی کون ہیں......؟ ارے بھئی! چاچا جی تو چاچا جی ہیں اور کون ہیں...... کتنے افسوس کی بات ہے چاچا جی مانتے بھی ہیں اور یہ بھی پوچھتے ہیں چاچا جی کون ہیں...... کیا کبھی کسی

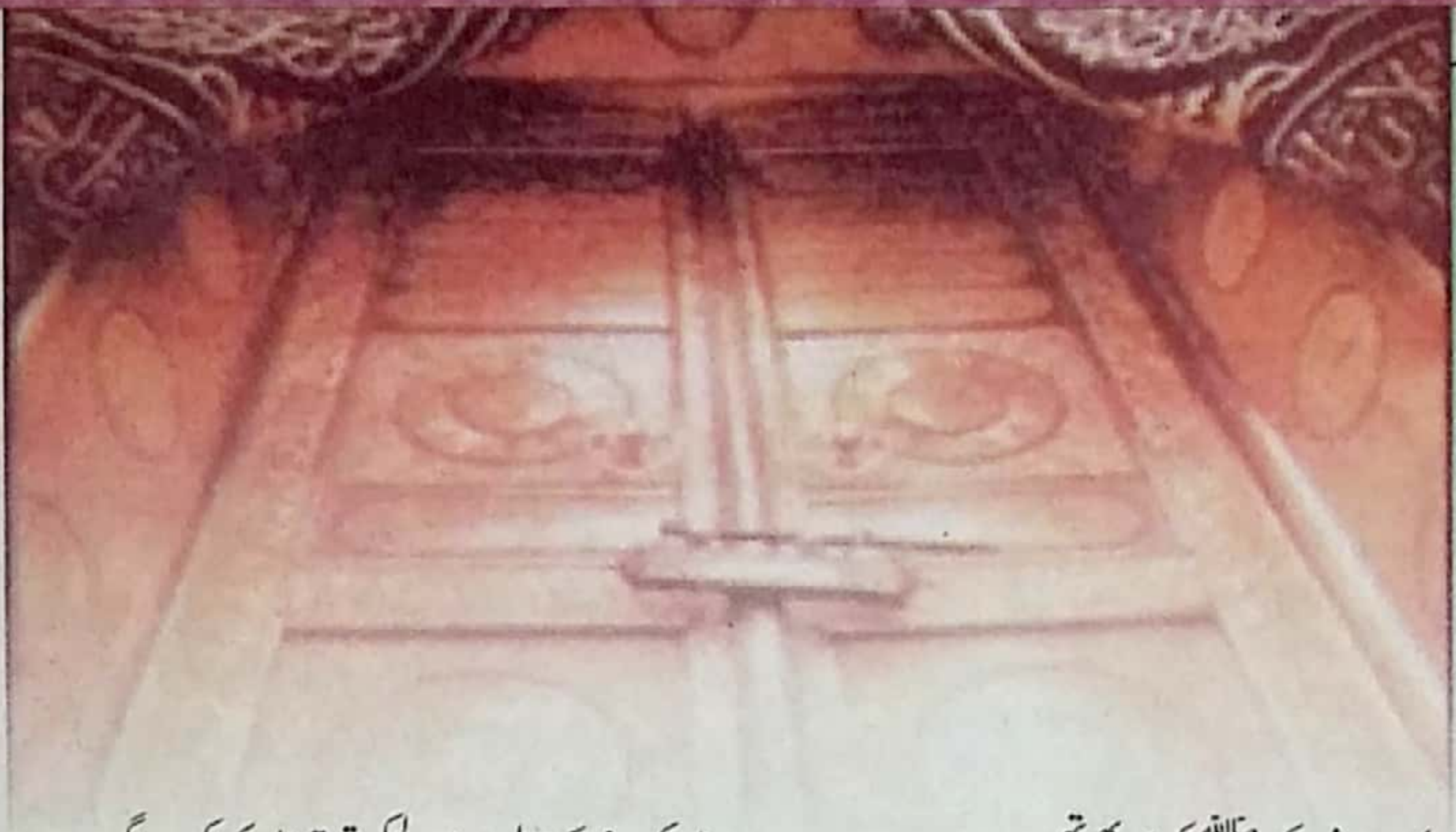

حالات اس قدر سخت ہو گئے تھے اور مزید شدت پکڑتے جاتے تھے قریب تھا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خاندان کے سارے افراد اسی گھاٹی میں بھوک کے ہاتھوں مارے جاتے سخت حالات میں تین سال کا عرصہ بیت گیا اور کافر سرداروں نے ان خاندانوں کے ساتھ کسی قسم کی کوئی نرمی نہ کی۔

نبی اکرم ﷺ کی پیاری بیوی اور ہماری ماں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی بڑے حوصلے اور صبر کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا ساتھ دے رہی تھیں ان کا ایک بھتیجا حکیم بن حزام مکہ میں تھا اسے جب یہ خبر ہوئی کہ گھاٹی میں بچوں اور عورتوں کی حالت بہت خراب ہوگئی ہے تو اس نے اپنی پھوپھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے گندم خریدی اور انہیں دینے کے لیے جانے لگا ابو جہل بد بخت کو معلوم ہوا تو وہ دوڑا دوڑا آیا اور حکیم بن حزام کو روک کر کہنے لگا۔

''تم یہ کیا کر رہے ہو...............؟''

تمہیں معلوم ہے کہ سرداروں نے یہ مل کر فیصلہ کیا ہے کہ ان دونوں خاندانوں کے ساتھ کسی قسم کا کوئی رابطہ رکھنا ہے نہ ان کی مدد کرنی ہے پھر تم کیوں گندم بھیج رہے ہو......؟

حکیم بن حزام بڑے دنوں سے غصے میں تھا اس کا بس نہ چلتا تھا ورنہ وہ فیصلہ کرنے والے ان سرداروں کے ساتھ لڑ کر محصور کیے ہوئے بنی ہاشم اور بنی مطلب کا ساتھ دیتا لیکن وہ اکیلا تھا اور دوسری طرف پورا مکہ تھا پھر بھی جب سے اسے بچوں اور عورتوں کی بری حالت کا معلوم ہوا تھا تب سے وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ جو بھی ہو وہ اپنی پھوپھی کو بھوکا نہیں مرنے دے گا۔

ابو جہل نے اسے روکا تو وہ غصے سے بولا: ابو جہل میرا راستہ روکنے کی کوشش نہ کرنا مجھے اگر تیرے ساتھ لڑائی بھی کرنا پڑی تو میں کروں گا لیکن گندم شعب ابی طالب میں ضرور جائے گی۔

ابو جہل نے حکیم بن حزام کے بگڑے تیور دیکھے تو چپکے سے پیچھے ہٹ گیا لیکن جاتے جاتے کھلی دھمکی دیتے ہوئے بولا: حزام کے بیٹے تو نے بدعہدی کی ہے اور تیرا فیصلہ سرداروں کی مجلس میں ہوگا۔

حکیم بن حزام نے ابو جہل کی مخالفت کے باوجود بھی غلہ اپنی پھوپھی تک پہنچا دیا حکیم بن حزام غلہ لے کر گیا تو اگلے روز ایک اور واقعہ رونما ہو گیا۔

مکے کے قبیلے بنو عامر کا ایک شخص ہشام تھا جس کے قبیلے بنو ہاشم کے چند افراد کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے وہ ان تعلقات کی بناء پر ان کی امداد کرنے لگا ہشام رات کو اندھیرا پھیلتے ہی کچھ غلہ لیتا اور چھپتے چھپاتے گھاٹی کے اندر جا کر بنو ہاشم کے افراد کو دے آتا لیکن وہ سامان اتنا کم ہوتا تھا کہ اس سے بھوک ختم نہ ہوتی۔

جب ہشام اکیلے سے کام نہ بنا تو وہ ایک رات زبیر کے گھر گیا۔ زبیر کی ماں کا نام عاتکہ تھا جو ابو طالب کی بہن اور نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی تھیں۔

ہشام نے جاتے ہی اسے غیرت دلائی اور طنزیہ لہجے میں کہا۔

''واہ زبیر! تم گھر میں بیٹھ کر مزے سے کھاؤ پیو عیش کرو! اور ادھر تمہارے ماموں کا یہ حال ہے کہ وہ بھوک کے ہاتھوں تنگ ہیں ان کے بچے بلک رہے ہیں اور عورتیں رو رہی ہیں ان کے پاس کھانے کا لیے کچھ نہیں۔''

تم یہاں مزے سے کھانے کھاتے ہو اور وہ وہاں درختوں کے پتے کھاتے ہیں کیا یہ سب تمہیں گوارا ہے......؟ اور تم کیسے یہ برداشت کر لیتے ہو کہ تمہارا ماموں اور اس کے خاندان والے اس قدر تنگ ہوں اور تم چپ چاپ مزے سے گھر بیٹے رہو......''

ہشام کی یہ باتیں زبیر کے دل میں تیر کی طرح پیوست ہوگئی وہ افسوس زدہ لہجے میں بولا۔

''ہشام! میں یہاں مزے سے نہیں ہوں خدا جانتا ہے مکہ کے ان سرداروں کے اس فیصلے پر مجھے بھی بہت غصہ ہے اور اپنے ماموں کی اس حالت پر صدمہ بھی ہے لیکن دکھ اس بات ہے کہ میں اکیلا کچھ کر نہیں سکتا...... افسوس کچھ میں کرنے کے قابل ہوتا......لیکن تن تنہا میں کیا کروں اگر میرے ساتھ صرف ایک آدمی بھی اور ہوتا تو میں ضرور اس معاہدے کی خلاف ورزی کرتا۔ نہ صرف گھاٹی میں غلہ لے کر جاتا بلکہ خانہ کعبہ کے اندر لٹکے ہوئے اس معاہدے کو بھی پھاڑ ڈالتا۔

ہشام نے زبیر کی یہ باتیں سنی تو بہت خوش ہوا اس نے زبیر کے جذبات پر مزید چوٹ کرتے ہوئے کہا ''اور اگر تمہیں ایک آدمی اور مل جائے تو کیا تم اس معاہدے کو پھاڑ دو گے......؟

زبیر نے جواب دیا ''ہاں میں ضرور پھاڑ دوں گا۔''

''تو پھر سمجھ کہ تمہیں ایک اور آدمی مل گیا......؟

ہشام نے کہا!

وہ کون......؟ ہشام نے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ''وہ میں ہوں۔''

زبیر نے ہشام کی طرف حیرت سے دیکھا اور کہا میں اس کام کے لیے تیار ہوں لیکن بہتر ہے کہ ہم کسی تیسرے آدمی کو بھی تلاش کر لیں کیوں کہ جتنے آدمی زیادہ ہوں گے اتنا ہی ہمارے لیے اچھا ہوگا۔

جاری ہے

نے یہ پوچھا ہے کہ تایا جی، چچا جی یا ابو جی کون ہیں...... امید ہے آئندہ اس طرح کے الٹے سیدھے سوال نہیں ہونگے

اگلے شمارے میں پھر ملاقات ہوگی۔ اللہ حافظ

اصلی سُپر مین

توصیف الرحمن شاہ فاروق آباد

آپ نے سُپر مین کے متعلق بہت سی فرضی کہانیاں پڑھی ہوں گی لیکن آج ہم آپ کو اصلی سُپر مین کی سچی کہانی سناتے ہیں۔

نماز فجر ہوئے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھے ذکر واذکار میں مشغول تھے۔ جنہیں ضروری کام تھا وہ نماز کی ادائیگی کے بعد چلے گئے تھے۔ ان میں ایک صحابی رسول ﷺ رباح رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ سیدنا رباح نبی اکرم ﷺ کی اونٹنیاں چرایا کرتے تھے۔

مدینہ سے باہر ذی قرد کا مقام سرسبز و شاداب ہونے کی وجہ سے مشہور تھا اور رباح رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی اونٹنیاں اسی جگہ چرایا کرتے تھے۔ حسب معمول اس روز بھی نماز فجر کی ادائیگی کے بعد صبح سویرے وہ اونٹنیاں چرانے کے لئے ذی قرد کی چراگاہ پر پہنچے تو وہاں پہلے سے گھات میں بیٹھے ہوئے قبیلہ بنو غفار کے افراد جن کی قیادت عبدالرحمٰن فرازی کر رہا تھا نے ان پر حملہ کر دیا۔ حملہ اتنا شدید تھا کہ سیدنا رباح اور ان کا ساتھی چرواہا ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔ عبدالرحمٰن فرازی نے چرواہے کو شہید کر دیا اور اونٹنیاں ہانک کر ساتھ لے گیا۔

سیدنا رباح اس صورتحال سے بہت پریشان ہوئے۔ تن تنہا ان کا مقابلہ کرنا مشکل تھا۔ وہ پریشانی کے عالم میں مدینہ کا رخ کرنے ہی لگے تھے کہ اچانک مدینہ کی طرف سے سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ آتے دکھائی دیئے۔

رباح رضی اللہ عنہ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں پکڑی گئی ہیں۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے پوچھا کس نے پکڑی ہیں......؟

رباح رضی اللہ عنہ نے جواب دیا قبیلہ بنو غفار کے عبدالرحمٰن فرازی نے۔ ساتھ ہی انہوں نے حملے کی تمام تفصیل بتادی۔

رباح! آپ گھوڑا لو اور مدینہ جا کر نبی اکرم ﷺ کو اطلاع کرو اور گھوڑا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دے دینا میں ان کا پیچھا کرتا ہوں۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کی لگام رباح رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھمائی اور دوڑ کر ایک ٹیلے پر چڑھ گئے۔ بلند جگہ پر کھڑے ہو کر انہوں نے مدینہ کی طرف منہ کیا اور اونچی آواز میں پکارتے ہوئے کہنے لگے:

''یا صباحاہ...... یا صباحاہ...... یا صباہ۔ صبح کے وقت حملہ ہو گیا...... ہائے صبح کے وقت حملہ ہو گیا۔

یہ مدینہ والوں کے لئے حملے کی اطلاع تھی۔ رباح رضی اللہ عنہ گھوڑے پر بیٹھے مدینہ کی طرف چل دیئے اور خود سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بنو غفار کے لٹیروں کے پیچھے دوڑ لگا دی۔

حملہ آور لٹیرے گھوڑوں پر سوار تھے اور وہ حملہ کر کے فرار ہو چکے تھے جب کہ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔

برق رفتاری تو ان کی مشہور تھی۔ انہوں نے اسی تیز رفتاری سے ان کا پیچھا کیا اور جلد ہی ان کو جا لیا۔ عبدالرحمٰن فرازی اپنے ساتھی لٹیروں کے ساتھ ایک چشمے پر پانی پینے کے لئے رکا تھا۔ انہوں نے اونٹنیوں کو پانی پلایا اور خود بھی پانی پینے کے بعد ستانے کے لئے بیٹھے تھے۔ سلمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں یوں بیٹھے دیکھا تو کندھے سے کمان اتاری ترکش سے تیر نکال کر کمان پر چڑھایا اور یکے بعد دیگرے ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ تیر اندازی کے ماہر تھے اور ان کا نشانہ اپنے ٹارگٹ پر فٹ بیٹھتا تھا۔ عبدالرحمٰن فرازی کے گروپ پر تیر برسے تو ان کو جان کے لالے پڑ گئے۔ وہ یہ سمجھ کر پریشان ہو گئے کہ محمد ﷺ کے ساتھیوں نے انکو گھیرے میں لے کر حملہ کر دیا ہے۔ اسی لمحے سلمہ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز میں انہیں للکارا اور خبردار کرتے ہوئے کہا:

''انا ابن الاکوع والیوم الرضع''

''میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج پتہ چل جائے گا کہ اپنی ماں کا دودھ کس نے پیا ہے''

عبدالرحمٰن فرازی کے ساتھیوں نے دیکھا تو اور بھی حیران رہ گئے کہ یہ تو اکیلا آدمی ہے اور وہ تیروں کی بوچھاڑ سے اندازہ کئے بیٹھے تھے کہ ان پر بڑے گروپ نے مسلح ہو کر حملہ کر دیا ہے۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کو اکیلا جان کر انہوں نے بھاگنے کی بجائے انہیں پکڑنے کی کوشش کی اور جواب میں تیر اندازی کرتے ہوئے ان کی طرف بڑھنے لگے۔ سلمہ رضی اللہ عنہ نے کمال ذہانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے گوریلا انداز اپنایا اور خود کو درختوں میں چھپا کر ان پر تیر برسانے شروع کر دیئے۔ وہ ایک جگہ درخت کی اوٹ میں ہو جاتے اور عبدالرحمٰن فرازی کا کوئی ساتھی ان کی طرف بڑھتا ہوا قریب پہنچتا تو وہ اچانک اس پر حملہ کر دیتے یوں انہوں نے عبدالرحمٰن فرازی کے کئی ساتھی شدید زخمی کر دیئے۔

جب سلمہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں ان کی کوئی تدبیریں کامیاب نہ ہوئی تو انہوں نے وہاں سے بھاگنے میں ہی عافیت سمجھی۔ یوں جلدی جلدی انہوں نے اپنا سامان سمیٹا اور تیزی سے وہاں سے نکل گئے۔ وہ جلد بازی میں اپنا کچھ سامان بھی وہیں چھوڑ گئے۔ سلمہ رضی اللہ عنہ نے اس سامان کو اکٹھا کیا ان پر پتھر رکھ دیئے تاکہ پیچھے سے آنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے یہ نشان رہے۔

فرازی اور اس کے لٹیرے ساتھی جان کی امان پائے ہوئے بھاگتے جا رہے تھے اور سلمہ رضی اللہ عنہ اکیلے پیدل ان کے پیچھے پیچھے تھے کسی جگہ تیر اندازی کی ہلکی سی جھڑپ بھی ہو جاتی لیکن جلد ہی وہ جان گئے کہ سلمہ سے جان چھڑانا ان کے لئے مشکل ہے۔ اب ان کے بھاگنے میں اور بھی تیزی آ گئی جو سامان ان کے بھاگنے میں رکاوٹ بن رہا تھا وہ راستے میں پھینکتے جاتے اور خود کو ہلکا کرتے گھوڑے دوڑاتے بھاگتے رہے۔ پیچھے پیچھے سلمہ رضی اللہ عنہ ان کے پھینکے ہوئے سامان پر پتھروں کے نشان رکھتے جاتے۔ بھاگتے بھاگتے عبدالرحمٰن کے ساتھی ایک تنگ درے پر جا پہنچے۔ سلمہ رضی اللہ عنہ پہاڑی پر چڑھ گئے اور وہاں سے ان پر تیر برسانے لگے۔

راستہ تنگ تھا اور ان کے چلنے کی رفتار انتہائی کم اوپر سے تیروں کی بوچھاڑ میں ان کے لئے جان بچانا مشکل ہو گیا تھا۔ فرازی کے ساتھیوں نے اونٹنیوں کو وہیں تنگ درے میں چھوڑا اور وہاں سے پھر دوڑ لگا دی۔ ان کا خیال تھا کہ جو اونٹنیاں وہ حملہ کر کے لائے تھے۔ سلمہ ان ہی کی وجہ سے ان کا پیچھا کر رہا ہے وہ اونٹنیاں اگر چھوڑ دیں گے تو سلمہ رضی اللہ عنہ ان کا پیچھا بھی چھوڑ دے گا لیکن سلمہ رضی اللہ عنہ نے اونٹنیوں کو وہیں تنگ درے میں رہنے دیا اور بھاگتے ہوئے لٹیروں کے پیچھے ہو لئے۔ جب فرازی کے ساتھیوں نے سلمہ رضی اللہ عنہ کو پھر پیچھے آتے دیکھا تو وہ اور پریشان ہو گئے۔ بھاگتے بھاگتے ان کے گھوڑوں کا برا حال ہو گیا تھا اور وہ خود بھی تھکاوٹ سے چور تھے لیکن ان کا پیچھا کرنے والے سلمہ رضی اللہ عنہ پیدل ہی ان کے پیچھے چڑھے تیر برسا رہے تھے۔ اونٹنیوں کے بعد انہوں نے اپنے پاس جو بڑے ہتھیار جن میں تیس نیزے تھے وہ راستے میں پھینک دیئے اور کچھ فاصلے پر تیس کے قریب چادریں پھینک دیں۔ سلمہ رضی اللہ عنہ نے ان پر بھی کچھ پتھر رکھے اور پھر ان کے پیچھے ہو لئے۔ فرازی

کے ساتھی گھوڑے دوڑاتے ایک پہاڑ کی اوٹ پر بیٹھ کر ستانے لگے۔ سلمہ رضی اللہ عنہ پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گئے اور وہاں سے ان پر تیر چلانے لگے، خود فرازی اور اس کے ساتھی بھاگ بھاگ کر تھک گئے تھے اور اب مزید بھاگنا ان کے بس میں نہ تھا۔ انہوں نے سوچا کہ جیسے بھی ہو اس آدمی سے پیچھا چھڑانا چاہیے اور بھاگ کر اس سے بچنا مشکل ہے۔ چنانچہ انہوں نے سلمہ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنے کی دوبارہ کوشش کی۔ ان کے کچھ افراد نے چاروں طرف سے سلمہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بڑھنا شروع کر دیا۔ سلمہ رضی اللہ عنہ خاموشی سے ایک پتھر کی اوٹ میں بیٹھ گئے۔ پکڑنے کے لئے جو آدمی پہاڑ پر چڑھ رہے تھے جب وہ اتنے قریب آ گئے کہ وہ آواز سن سکیں تو سلمہ رضی اللہ عنہ نے انکو مخاطب کر کے کہا:

''تم لوگ مجھے اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کون ہوں! مجھے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں تم میں سے جس کے پیچھے بھی دوڑوں گا اسے پکڑ لوں گا اور اگر تم میں سے کوئی میرے پیچھے بھاگے گا تو یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ مجھے پالے'' ان کی طرف بڑھتے ہوئے آدمی وہیں رک گئے جیسے وہ ان کی بات پر غور کر رہے ہوں۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی بات بھی سو فیصد درست تھی اور وہ صبح سے ان کے پیچھے پیدل ہی دوڑ رہے تھے اور انہوں نے انہیں فرار نہیں ہونے دیا تھا۔

فرازی کے ساتھیوں کے دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی اور انہوں نے سلمہ رضی اللہ عنہ کو پکڑنے کی بجائے نیچے اترنا شروع کر دیا۔ اتنے میں مدینہ میں آنے والا ایک دستہ بھی ان تک جا پہنچا۔ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ نے پہاڑی کی چوٹی سے دیکھا ایک درختوں کی اوٹ میں کچھ گھڑ سوار آ رہے ہیں۔ سیدنا اخرم رضی اللہ عنہ سب سے آگے ایک برق رفتار گھوڑے پر سوار چلے آ رہے تھے ان کے پیچھے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور ان کے پیچھے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ ایک گھوڑے پر سوار تھے۔

خود فرازی اور اس کے ساتھی اب دو طرف سے گھیرے میں آ گئے تھے۔ ان کے لئے بھاگنا ناممکن تھا لہٰذا وہ مقابلے پر اتر آئے۔ اخرم رضی اللہ عنہ سب سے آگے تھے۔ عبدالرحمن فرازی نے ان کا راستہ روکا اور ان کے گھوڑے کو نشانہ بنایا۔ گھوڑا شدید زخمی ہو گیا اس سے پہلے اخرم رضی اللہ عنہ سنبھل کر وار کرتے، عبدالرحمن فرازی نے تیزی سے ان پر نیزے سے وار کیا اور اخرم رضی اللہ عنہ نیزہ لگنے سے شہید ہو گئے۔ خود فرازی کا گھوڑا مسلسل سفر کی وجہ سے تھک چکا تھا۔ فرازی نے اخرم رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کو قابو کیا اور اس پر سوار ہو گیا اس سے پہلے کہ وہ بھاگنے کی کوشش کرتا۔ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے دوڑا کر اس کے سامنے لا کھڑا کیا۔ اب دونوں کے درمیان معرکہ شروع ہو گیا۔ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اخرم رضی اللہ عنہ کی شہادت کا خوب بدلہ لیا اور نیزے سے فرازی پر اس قدر تیزی اور شدت سے حملہ کیا کہ عبدالرحمن فرازی کے لئے بچنا مشکل ہو گیا۔ نیزہ فرازی کے سر پر لگا اور اپنا کام کر گیا۔ عبدالرحمن فرازی چکرا کر گھوڑے سے نیچے اترا اور گرتے ہی جہنم واصل ہو گیا۔

اپنے سردار کا یہ حال دیکھا تو فرازی کے کچھ ساتھی وہاں سے بھاگ نکلے وہ جان بچانے کے لئے سرپٹ دوڑ رہے تھے۔ سلمہ رضی اللہ عنہ نے یہاں بھی ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور پیدل ہی ان کے پیچھے دوڑ لگا دی۔ بھاگتے بھاگتے وہ لوگ ایک چشمے کے قریب پہنچے، سلمہ رضی اللہ عنہ جان گئے کہ وہ یہاں ستانے کے لئے ٹھہریں گے اور یہاں سے پانی پی کر تازہ دم ہوں گے۔ چنانچہ سلمہ رضی اللہ عنہ نے پہلے سے ہی اس چشمے پر جا کر ایک جگہ گھات لگا دی۔ وہ دوڑتے ہانپتے چشمے کے قریب پہنچے تو سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے ان پر تیر برسانا شروع کر دیئے۔ مرتے کیا نہ کرتے وہ پانی کی ایک بوند بھی نہ پی سکے اور انہیں وہاں سے بھی بھاگنا پڑا۔

سورج غروب ہونے کے قریب تھا اور سلمہ رضی اللہ عنہ کو ان لٹیروں کا پیچھا کرتے سارا دن گزر چکا تھا۔ سلمہ رضی اللہ عنہ نے پھر ان کے پیچھے چلنے کا ارادہ کیا، ابھی وہ اٹھے ہی تھے کہ دور سے دکھائی دیا کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ آ رہے تھے وہ سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ سب پیاسے ہیں اور تھکے ہوئے ہیں اگر آپ مجھے چند آدمی ساتھ دے دیں تو میں ان کو پکڑ لوں گا اور ان سے گھوڑے بھی چھین لوں گا۔

نبی اکرم ﷺ مسکرائے اور فرمایا:

''اکوع کے بیٹے! تم نے تو ان پر قابو پا لیا ہے اور اب ذرا نرمی سے کام لو'' نبی اکرم ﷺ نے اکوع رضی اللہ عنہ کی تیز رفتاری اور بہادری کی داد دیتے ہوئے فرمایا: ''سب سے بہترین شہسوار ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور سب سے بہترین پیادہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ہیں''۔

مسکراہٹیں

☆ فتح مکہ اور غزوہ حنین کی کامیابی کے بعد جب مسلمانوں نے طائف کا محاصرہ کیا تو مسلمانوں کو سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کل ان شاء اللہ محاصرہ اٹھا کر واپس چلیں گے۔ آپ کا ارشاد سن کر صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''اللہ کے رسول ﷺ کیا فتح کے بغیر ہی واپس لوٹ چلیں''؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے پھر کل تم لڑو''

چنانچہ دوسرے دن مسلمان پھر لڑے تو فتح کی بجائے الٹا زخمی ہوئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''کل ان شاء اللہ محاصرہ ختم کر کے واپس چلے جائیں گے'' اس دفعہ لوگوں نے واپس لوٹنا بخوشی قبول کر لیا اور عرض کیا ٹھیک ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس جواب پر نبی اکرم ﷺ مسکرائے اور بولے: ''اب مار کھا کر بات مانی'' (بخاری)

☆ جنگ عظیم ۱۹۳۹ء میں مجلس احرار اسلام کی ''تحریک فوجی بھرتی بائیکاٹ'' چل رہی تھی۔ قاضی احسان اللہ شجاع آبادی (رحمہ اللہ) مجلس احرار کے ڈکٹیٹر کی حیثیت سے گرفتار ہو کر ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی میں ایام اسیری گزار رہے تھے۔ قاضی صاحب کے ساتھ دیگر قومی رہنماؤں کے علاوہ اخبار ''پرتاب'' کے مالک ''مہاشہ کرشن'' کے بڑے بیٹے ''مہاشہ ویراندر'' بھی قید تھے۔ موصوف متعصب ہندو تھے اور مذہب وسیاست پر اکثر بحث وتکرار اور چھیڑ چھاڑ کرتے۔

قاضی صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن میں اور چودھری افضل حق (رحمہ اللہ) کھانا کھا رہے تھے۔ میں نے یونہی ہڈی چبائی کہ اتنے میں ''مہاشہ ویراندر'' آ گئے اور ان کی نظر پڑ گئی۔ وہ ہم سے الگ تھلگ کھانا کھاتے تھے۔ مجھے ہڈی چباتے دیکھ کر کہنے لگے: قاضی! کتے کا کیا مذہب ہوتا ہے؟ مہاشہ نے سخت چوٹ کی۔

میں نے کہا: مہاشہ جی! روٹی ڈال کر دیکھ لو، اگر تو ساتھ مل کر کھائے تو ہم میں سے اور اگر کھائے الگ بیٹھ کر پھر لالہ جی۔ مہاشہ ویراندر جواب سن کر سٹپٹایا اور سخت شرمندہ ہوا۔ اس دن کے بعد مہاشہ مجھے دیکھ کر کنی کتراتے اور بحث وتکرار سے بھی گریز کرتے۔ (''زندگی کے لطیف حادثے'')

☆ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ مجلس احرار اسلام کے بانی رہنماؤں میں سے تھے۔ کانگریس کے اسٹیج پر سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔ تحریک خلافت اور مجلس احرار کے اسٹیج پر جگمگائے، عروج حاصل کیا اور آخری دنوں میں مسلم لیگ کے ہم نوا ہو گئے۔ کانگریس کے چند کارکن امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے پاس دفتر احرار لاہور میں آئے اور کہنے لگے: ''شاہ جی! مولانا داؤد غزنوی سے کہیں کہ کانگریس تو انہوں نے چھوڑ دی مگر حساب تو دے دیں!''

شاہ جی نے برجستہ کہا:

''محمود غزنوی نے حساب دیا تھا جو داؤد غزنوی حساب دیں''

مولانا محمد علی جوہر رحمہ اللہ سے بھی کانگریس نے حساب مانگا تھا۔ مولانا نے فرمایا: ''میاں! چلتے بنو، حساب قیامت کو ہوگا۔ (روایت: شورش کاشمیریؒ)

انتخاب: حفصہ مختار شیخوپورہ

غُلامی کی مہریں

خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دور میں مسلم فوج کا جرنیل قتیبہ بن مسلم الباہلی تھا۔ قتیبہ بن مسلم نے خلیفہ دوم کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے جہاد کیا اور بہت سی فتوحات حاصل کی اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ پر فتوحات اسلامی کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کر دیا اور وہ ماوراء النہر کو فتح کرتا ہوا، ۹۶ ہجری کو چین پر حملہ آور ہوا۔ جب یہ عظیم جرنیل قتیبہ بن مسلم چین کی طرف گامزن تھا تو راستے ہی میں اس کو خلیفہ ولید بن عبدالملک کی وفات کی خبر ملی مگر اس افسوسناک خبر نے بھی اسے جہاد چین سے واپس نہیں ہونے دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب اسے خلیفہ کی وفات کی خبر ملی تو اس نے کہا: ''ہم تو صرف اللہ کی رضا کے لئے قتال کرتے ہیں'' یہ کہا اور اپنا سفر جہاد جاری رکھا۔ یہاں تک کہ چین کی سرحد آن پہنچی اور اپنا سفارت کا وفد ایک ماہر ترین مگر انتہائی سادہ لوح اور مخلص سفیر ہبیرہ بن المشمرج کی سربراہی میں بادشاہ چین کے دربار میں بھیجا۔ چند سفارتی تبادلوں کے بعد ایک روز بادشاہ چین نے قتیبہ کے سفیر ہبیرہ سے کہا: ''تم اپنے جرنیل قتیبہ کے پاس جاؤ اور اسے کہو

کہ اپنی فوجیں لے کر چین سے واپس لوٹ جائے، میں اس کی حرص کو جان گیا ہوں جو چین کی مال و متاع میں ہے اور میں یہ بھی جان گیا ہوں کہ تم کس قدر قلیل العدد ہو۔ سو تمہاری خیر اسی میں ہے کہ تم واپس لوٹ جاؤ ورنہ میں ایسے لشکر جرار کو بھیجوں گا جو تم سب کو ہلاک کر دے گا۔ اس پر قتیبہ بن مسلم کے سفیر ہبیرہ نے کہا کہ بادشاہ کی عقل میں یہ بات نہیں آ رہی کہ وہ لشکر تعداد میں تھوڑا کیسے ہو سکتا ہے جس کا پہلا گھوڑا چین کے محل کے دروازے پر کھڑا اپنے سموں سے چنگاریاں اڑا رہا ہے اور آخری گھوڑا مدینہ کے میدانوں میں ہے۔ بادشاہ چین کیسے اس جرنیل کو حریص ہونے کا طعنہ دے سکتا ہے جو پوری دنیا کو فتح کر کے اپنے پیچھے چھوڑ کر صرف اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے تیرے چین پر حملہ آور ہے اور رہا تیرا ڈرانا اور خوف دلانا قتل سے، تو سن اے بادشاہ چین! ہماری تو مقرر عمریں ہیں اور جب عمر پوری ہو جائے تو مجاہدوں کے لئے سب سے بہتر باعزت موت اللہ کی راہ میں قتل ہی ہوتی ہے۔ پس ہم قتل فی سبیل اللہ سے یعنی شہادت کی موت سے نہ تو ڈرتے ہیں اور نہ ہی اسے ناپسند کرتے ہیں اس پر گھبرا کر بادشاہ چین نے ہتھیار ڈال دیے اور کہا کہ بولو تمہارا جرنیل کیا چاہتا ہے۔ ہبیرہ نے یہ سن کر کہا کہ میرے جرنیل قتیبہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ چین کی سرحد سے تب تک واپس نہیں جائے گا جب تک ملک چین کو اپنے جہادی گھوڑوں سے روند نہ ڈالے، چینیوں کی گردنوں پر غلامی کی مہریں نہ لگائے اور جب تک اسے جزیہ نہ دیا جائے۔ یہ سن کر بادشاہ چین نے کہا کہ ہم کو یہ سب شرطیں قبول ہیں ہم اپنے چین کی مٹی تمہارے جرنیل کو بھیج دیتے ہیں وہ اس پر قدم رکھ دے اور اپنے بعض بیٹے بھیج دیتے ہیں ان کی گردنوں پر غلامی کی مہریں لگا دے اور جو بھی رقم فی کس مقرر دینے کو تیار ہیں۔ پھر بادشاہ چین نے سونے کے تھال منگوائے جن میں چین کی مٹی ڈالی اور ریشم اور سونے کے ہدیے اور تحائف بھیجے اور چار مختلف بادشاہوں کے بیٹے بھی جو غلام ہے۔ اس طرح وفد چین سے چل کر قتیبہ کی خدمت میں مجاہدین کے معسکر میں پہنچا۔ قتیبہ نے شہزادوں کی گردنوں پر غلامی کی مہریں لگائیں۔ تھالوں کی مٹی پر پاؤں رکھا اور جزیہ وصول کیا۔ پھر واپس مرو کی طرف سے سفر شروع کیا۔

خاموشی دانائی ہے

عائشہ عبدالمجید، الدھر، سیالکوٹ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خاموشی دانائی ہے اور اسے (اختیار) کرنے والے کم ہیں''

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آدمی جو بات بھی منہ سے بولتا ہے اس کے پاس ایک نگہبان موجود ہوتا ہے جو اس کی باتیں نوٹ کرتا رہتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو خاموش رہا نجات پا گیا''

اس حدیث سے مراد ایسی باتوں سے خاموشی ہے جن کا کوئی فائدہ نہیں۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: ''نجات کیا ہے؟'' فرمایا: ''اپنی زبان اپنے آپ پر روک کر رکھ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھے اس چیز کی ضمانت دے جو اس کے دو جبڑوں اور دو ٹانگوں کے درمیان ہے یعنی (زبان اور شرمگاہ) میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' اور معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا: کیا ہم جو کہتے ہیں کہ اس پر بھی ہمیں مواخذہ ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: ''تمہاری ماں تمہیں گم کرے زبان کی کہی ہوئی باتوں کے علاوہ لوگوں کو نتھنوں کے بل آگ میں کون سے چیز گرائے گی؟'' پھر آپ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے''۔ غیبت، چغلی، دنگا، فساد، ٹھٹھا، مذاق، گالی گلوچ، بدزبانی، جھوٹ، کفر اور بدعہدی سب زبان کی آفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سب سے محفوظ رکھے۔ خاموشی جو نجات کا باعث ہے یہ ہے کہ حرام، مکروہ، بے کار اور بے فائدہ باتوں سے خاموش رہے۔ ورنہ زبان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ یہی انسان کے دل کی بات کے اظہار کا ذریعہ ہے ایمان واسلام، تلاوت وذکر، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، تعلیم و تعلم، اہل وعیال اور دوستوں سے خوش کلامی سب اسی کے ذریعے سرانجام پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زبان کی آفات سے محفوظ رکھیں۔ (آمین ثم آمین)

(انتخاب: کتاب الجامع)

قبر کی پکار

نبی اکرم ﷺ ایک مرتبہ نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ کھل کھلا کر ہنس رہی تھی اور ہنسی کی وجہ سے ان کے دانت نکل رہے تھے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم لوگ موت کو کثرت سے یاد کیا کرو تو جو حالت تمہاری میں دیکھ رہا ہوں وہ نہ ہو موت کو کثرت سے یاد کیا کرو کیونکہ قبر کا کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں یہ آواز نہ دیتی ہو میں تنہائی کا گھر ہوں مٹی کا گھر ہوں کیڑوں کا گھر ہوں۔ جب کوئی مومن قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا مبارک ہو بہت اچھا کیا تو آ گیا جتنے آدمی زمین پر چلتے تھے تو ان میں مجھے سب سے زیادہ پسند تھا۔ آج جب تو میرے پاس آیا ہے تو میرے بہترین سلوک کو دیکھے گا۔ اس کے بعد وہ قبر جہاں تک آدمی کی نظر پہنچ سکے وہاں تک وسیع ہو جاتی ہے۔ اس میں جنت کا ایک دروازہ کھل جاتا ہے جس سے وہاں کی ہوا اور خوشبوئیں اس کو آتی رہتی ہیں اور جب کوئی بدکردار آدمی کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا نامبارک ہو برا کیا جو تو آیا زمین پر جتنے آدمی چلتے تھے تو ان میں سے مجھے سب سے زیادہ ناپسند تھا۔ آج جب تو میرے حوالے ہوا ہے تو تو میرے برتاؤ کو بھی دیکھ لے گا۔ اس کے بعد وہ اس طرح سے تنگ ہو جاتی ہے کہ آدمی کی دونوں پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں اور عذاب دینے والے اس پر مسلط ہو جاتے ہیں۔ عذاب دینے والا سانپ اگر ایک بھی زمین پر پھونک مارے تو اس کے اثر سے زمین پر گھاس تک باقی نہ رہے وہ اس کو قیامت تک ڈستے رہتے ہیں۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا قبر یا جنت کا ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور نیک اعمال کرتے رہیں تاکہ ہم قبر میں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکیں۔

حافظ عمیر محبوب

ایک عیسائی مسلمان ہوا۔ اس نے سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران پڑھ لی اور رسول اللہ ﷺ کے لئے (وحی کی) کتابت کرنے لگا لیکن بعد میں مرتد ہو گیا کہنے لگا محمد ﷺ کو تو کسی بات کا پتہ ہی نہیں ہے جو کچھ میں لکھ کر دیتا ہوں بس وہی کہہ دیتے ہیں۔ اللہ نے جب اسے موت دی تو عیسائیوں نے اسے قبر میں دفن کر دیا۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ زمین نے اسے باہر نکال پھینکا ہے۔ عیسائیوں نے کہا یہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے لہٰذا انہوں نے اس کی قبر کھود کر لاش باہر نکال پھینکی ہے۔ عیسائیوں نے اس کے لئے دوبارہ نئی جگہ قبر کھودی اور اسے پہلے کی نسبت بہت گہرا بنایا اور لاش کو دوبارہ دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ زمین نے اسے پھر باہر نکال پھینکا ہے۔ عیسائیوں نے پھر الزام لگایا یہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے لہٰذا انہوں نے اس کی قبر کھود کر لاش باہر نکال پھینکی ہے عیسائیوں نے تیسری مرتبہ اس کے لئے قبر کھودی اور اتنی گہری بنائی جتنی گہری وہ بنا سکتے تھے۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ زمین نے اسے پھر نکال پھینکا ہے تب انہیں یقین ہو گیا کہ یہ مسلمانوں کا کام نہیں ہے بلکہ اللہ کا عذاب ہے چنانچہ عیسائیوں نے اس کی لاش ایسے ہی چھوڑ دی۔ (بخاری)

پیارے بچو! اس واقعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ قبر کا عذاب برحق ہے۔ اللہ رب العزت ہم کو اپنا فرمان بردار بنائے اور قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

احمد ابو حنظلہ عبدالصمد

میانہ روی اور اسلام

اسلام ہمیں زندگی کے تمام معاملات میں میانہ روی کا حکم دیتا ہے ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمام معاملات میں میانہ روی اختیار کرنا اچھا ہے اور حدیث شریف ہے کہ میانہ روی اختیار کرو۔ قرآن مجید میں امت مسلمہ کو امت وسط کہا گیا ہے یعنی درمیان والی امت ہے۔ امت وسط ہونے کے ناطے ہم سب کو چاہیے کہ ہم میانہ روی اختیار کریں۔ اس لئے قرآن مجید میں ہمیں ہر معاملات میں عدل کا حکم دیتا ہے۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے ہم اکڑ کر نہ چلیں، دھیمی آواز سے بات کریں۔ قرآن حکیم میں حکم ہے کہ رحمان کے بندے وہ ہیں جو خرچ کرتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں بلکہ وہ میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔ ہمیں عبادت میں میانہ روی کا حکم دیا گیا ہے یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ عبادت کے شوق میں کاروبار بیوی بچے چھوڑنے کی خواہش کی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں راہ اعتدال کا درس دیتے ہوئے فرمایا میں نفلی روزہ رکھتا ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں۔ میں تہجد پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں حالانکہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں جہاں ایک طرف عبادت میں ذوق شوق اور انہماک کی تعلیم دی وہاں ہمیں ترک دنیا اور رہبانیت سے بھی منع فرمایا ہے اسی طرح ہمیں اخلاق میں بھی میانہ روی کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک طرف ہمیں غرور و تکبر سے منع فرمایا ہے اور دوسری طرف ریاکارانہ عاجزی اور انکسار مصنوعی انکسار کو بھی ناپسند فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ گفتگو میں میانہ روی اختیار کرتے تھے نہ آواز اتنی بلند ہوتی کہ سننے والے پر گراں گزرے اور نہ ہی دھیمی ہوتی کہ مخاطب کو سننے میں دیر لگے۔ اپنے بیٹے کی وفات پر آپ کی آنکھوں سے آنسو چھلکنے لگے لیکن آپ ﷺ نے پھر بھی بے صبری کا اظہار نہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرنے والا کبھی تنگ دست نہیں ہوتا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم زندگی کے تمام معاملات میں میانہ روی کے سنہری اصول پر عمل کریں۔

گلشن راوی لاہور

کلاک بولا اور بھاگ گیا

امریکہ کی ایک یونیورسٹی نے ایک ایسا الارم کلاک ایجاد کیا ہے جو گیند کی طرح لڑھکتا ہے۔ میساچوسٹ انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کے طالبعلم گوری نندا نے ایسا الارم بنایا ہے جس میں سوئے ہوئے شخص کو جگانے کے لئے تمام بٹن اور لوازمات ویسے ہی ہیں جیسے عام طور پر الارموں میں لگے ہوتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ جب اس الارم کو بند کرنے کے لئے بٹن دبائیں گے تو یہ بند ہونے کی بجائے گیند کی طرح لڑھکنا شروع کر دے گا اور پھر کہیں چھپ جائے گا اور آپ کو اٹھ کر اسے تلاش کرنا ہوگا۔

گوری کا کہنا ہے کہ اس الارم کی اپنی شخصیت ہے اور یہ ایک ایسا ساتھی ہوگا جس سے آپ پیار بھی کریں گے اور آپ کو غصہ بھی نہیں دلائے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب یہ آپ کو نیند سے جگائے تو آپ کو ہنسی بھی آئے۔ گوری نے اسے "کلاکی" کا نام دیا ہے۔

گلدستہ

تحریریں اور خطوط بھیجنے والے ننھے مجاہد

محمد انیس الرحمن، چنیوٹ۔ مبشر حسین، چونیاں۔ وحید الرحمان، جامعہ الدعوۃ الاسلامیہ مرکز طیبہ مریدکے۔ محمد نور خاں، پاکپتن۔ محمد سلمان سہیل، نواں کوٹ لاہور۔ محمد انعام اللہ، مردان۔ حافظ محمد امجد، ساہیوال۔ انشاء ذوالفقار، ساہیوال۔ راحیلہ بنت اکرم، گوجرانوالہ۔ حافظ محمد شہزاد، سرگودھا۔ حفیظ الرحمن، وہاڑی۔ عبدالروف فاروقی، ڈجکوٹ (آپ کا ارسال کردہ واقعہ شائع ہو چکا ہے) ابتسام الٰہی ساجد، گوجرانوالہ۔ طاہرہ بانو بھلوال۔ محمد بلال صدیق، عارف والا۔ عامر سہیل، بھلوال۔ سدرہ ریاض، مغلپورہ لاہور۔ سلمان نذیر، دینالہ خورد۔ صدف گل فیصل آباد۔ جاوید علی خانپور۔ غلام سرور، چنیوٹ۔ حافظ عبدالرشید، چنیوٹ۔ سیف اللہ محمد عثمان، جھنگ۔ کنزہ قدیر، رحیم یار خان۔ عظمیٰ خالد، تنذو آدم۔ ابو مومن شعیب ادریس محمد۔ نواز اختر اعظمی، لیہ۔ ابرار احمد سلفی، قصور۔ ساجد محمود، تاندلیانوالہ۔ فاروق اینڈ سامعہ، آرے پور۔ محمد آصف رفیق محمد یاسر رفیق، ملک آباد۔ محمد شکیل مدنی کامرانی مدنی، مانگا منڈی۔ محمد عادل اسحاق، لاہور۔ زاہدہ نقیر حسین۔ عطاء اللہ طاہر بھکر۔ فاطمہ میامت گل، ماموں کانجن۔ کاشف اور احسان میاں چنوں خانیوال (تحریر غیر معیاری ہے، شائع نہیں ہو سکتی) نوید احمد عارف، بورے والا (آپ کی تحریر "ننھے مجاہد" کی فکر اور معیار کے مطابق نہیں) محمد احسن رفیق، ٹوبہ ٹیک سنگھ (پسندیدگی کا شکریہ) فیصل رشید سراج، اوڈانوالہ۔ قرۃ العین، جامعہ محمدیہ تحفیظ القرآن سانگلہ ہل فیصل آباد۔ اخت آفتاب خاں، کبیر ساہیوال۔

میانہ روی اور اسلام

اسلام ہمیں زندگی کے تمام معاملات میں میانہ روی کا حکم دیتا ہے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمام معاملات میں میانہ روی اختیار کرنا اچھا ہے اور حدیث شریف ہے کہ میانہ روی اختیار کرو۔ قرآن مجید میں امت مسلمہ کو امت وسط کہا گیا ہے یعنی درمیان والی امت ہے۔ امت وسط ہونے کے ناطے ہم سب کو چاہیے کہ ہم میانہ روی اختیار کریں۔ اس لئے قرآن مجید میں ہمیں ہر معاملات میں عدل کا حکم دیتا ہے۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے ہم اکڑ کر نہ چلیں، دھیمی آواز سے بات کریں۔ قرآن حکیم میں حکم ہے کہ رحمان کے بندے وہ ہیں جو خرچ کرتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں بلکہ وہ میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔ ہمیں عبادت میں میانہ روی کا حکم دیا گیا ہے یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ عبادت کے شوق میں کاروبار بیوی بچے چھوڑنے کی خواہش کی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں راہ اعتدال کا درس دیتے ہوئے فرمایا میں نفلی روزہ رکھتا ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں۔ میں تہجد پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں حالانکہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں جہاں ایک طرف عبادت میں ذوق شوق اور انہماک کی تعلیم دی وہاں ہمیں ترک دنیا اور رہبانیت سے بھی منع فرمایا ہے اسی طرح ہمیں اخلاق میں بھی میانہ روی کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک طرف ہمیں غرور وتکبر سے منع فرمایا ہے اور دوسری طرف ریاکارانہ عاجزی اور انکسار مصنوعی انکسار کو بھی ناپسند فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ گفتگو میں میانہ روی اختیار کرتے تھے نہ آواز اتنی بلند ہوتی کہ سننے والے پر گراں گزرے اور نہ ہی دھیمی ہوتی کہ مخاطب کو سننے میں دیر لگے۔ اپنے بیٹے کی وفات پر آپ کی آنکھوں سے آنسو چھلکنے لگے لیکن آپ ﷺ نے پھر بھی بے صبری کا اظہار نہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرنے والا کبھی تنگ دست نہیں ہوتا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم زندگی کے تمام معاملات میں میانہ روی کے سنہری اصول پر عمل کریں۔

عریشہ ندیم رائے، گلشن راوی لاہور

اتنا انتظار کون کرے......؟

غزوہ بدر میں نبی اکرم ﷺ ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اٹھو اور بڑھو ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین سے کہیں زیادہ ہے اور وہ اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے بنائی گئی ہے۔" سیدنا عمر بن الحمام رضی اللہ عنہ نے سنا تو کہنے لگے: "واہ! واہ!" حضور ﷺ نے فرمایا: "واہ! واہ! کس بات پر کہا؟" عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ مجھے بھی یہ تمنا ہے کہ میں بھی ان میں سے ہوتا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "تم بھی ان میں سے ہو" اس کے بعد جھولی میں چند کھجوریں نکال کر کھانے لگے اس کے بعد کہنے لگے: "ان کھجوروں کے ختم ہونے کا انتظار کون کرے؟ جو ہاتھ میں ہیں بڑی لمبی زندگی ہے کہاں تک انتظار کروں گا" یہ کہہ کر ان کو پھینک دیا اور تلوار لے کر مجمع میں گھس گئے اور بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ (طبقات ابن سعد)

(ام) اجالا زبیر کلاس ششم۔ فدا ماڈل سکول ملک آباد

سچ کو لازم پکڑو

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سچ کو لازم پکڑو کیونکہ سچ نیکی کی طرف ہدایت کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی سچ کہتا رہتا اور سچ کہنے کی پوری کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو کیونکہ یہ برائی کی طرف ہدایت کرتا ہے اور برائی آگ کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ کہتا رہتا ہے اور جھوٹ کہنے کی پوری پوری کوشش کرتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم شریف)

سچی مسکراہٹیں

میری ایک ڈھائی سال کی بھتیجی ہے وہ جب بھی میرے بڑے بھائی یعنی اپنے تایا کے کمرے میں جاتی ہے اگر وہ ویسے بھی بیٹھے ہوں تو جا کر انہیں کہتی ہے۔ "تیا تھار ہے ہو؟" یعنی (کیا کھا رہے ہو؟) ایک دن ہم سب اس کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے اور جا کر دروازہ کھول کر کہتی ہے "تیا تھار ہے ہو؟" میری بھابھی کہتیں مرجا عینک لگائی ہے تو نے۔

بنت محمد مشتاق، ہاؤسنگ کالونی شیخوپورہ

صدقہ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے۔ جب سورج طلوع ہوتا ہے دو انسانوں کے درمیان عدل وانصاف کرنا صدقہ ہے اور کسی انسان کی اس کی سواری کے بارے میں مدد کرنا اور اس کو سواری پر سوار کرنا یا اس کی سواری پر اس کے سامان کو رکھنا صدقہ ہے۔ زبان سے اچھا کلمہ کہنا صدقہ ہے اور ہر وہ قدم جو نماز کی طرف اٹھتا ہے صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا صدقہ ہے۔ (بخاری شریف)

انتخاب: راحیلہ بنت اکرم، گوجرانوالہ

سنہری باتیں

☆......عمدہ چیز حاصل کرنا کوئی خوبی نہیں بلکہ اس کا اچھا استعمال خوبی ہے۔

☆......وقت ایک ایسا ترازو ہے جس کے ایک پلڑے میں زندگی دوسرے میں موت ہے۔

☆......صرف "اسلام" ایسا دین ہے جو زندگی کے ہر پہلو میں مدد کرتا ہے۔

☆......خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔

☆......موت کو یاد رکھنا تمام نفسیاتی بیماریوں کی دوا ہے۔

محمد معاویہ، مخدوم پور پہوڑاں

سورۃ التکاثر کی روشنی میں

تمہیں جب دنیا نے غافل کیا ۔۔۔ تو نے بڑھ چڑھ کے دنیا کو حاصل کیا
ہوئی جب سے دنیا کمانے کی دھن ۔۔۔ لگا زندگی میں تمہارے وہ گھن
کہ جا پہنچے دنیا سے تم گور تک ۔۔۔ نہ غفلت پہ تم نے کیا غور تک
لگے گا تمہیں اس کا اس دن پتا ۔۔۔ کہ آئے گا جس روز، روز جزا
کہ غفلت کی تم کو ملے گی سزا ۔۔۔ کہ آئے گا جس روز روز جزا
پھر نار جہنم نظر آئے گی ۔۔۔ وہ جس کی تمہیں کچھ نہ پروا تھی
تمہیں اس گھڑی پھر نہیں آئے گا ۔۔۔ یقین اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوا
احساس ہوگا تمہیں اس گھڑی ۔۔۔ جہنم بھی کیسی جگہ ہے بری
تو پھر تم سے ہوگا حساب و کتاب ۔۔۔ تمہیں اس نعمتوں کا ہے دینا حساب

بشریٰ خالد ہارون آباد ضلع بہاولنگر

سمندری بھوت آبدوز

آبدوز ایک ایسی کشتی یا جہاز کو کہتے ہیں جو سطح آب کے علاوہ پانی کے اندر بھی سفر کر سکے، ایسی کشتی کا تصور بہت پرانا ہے۔ ۱۵۷۸ء میں ''ولیم بورن'' نے یہ خیال پیش کیا کہ اگر ایک کشتی کو چمڑے کے خول میں لپیٹ دیا جائے تو اسے پانی کے نیچے بھی چلایا جا سکتا ہے۔ ۱۶۲۰ء میں ایک ولندیزی انجینئر ''کورنی لیئوان ڈریبل'' نے ایک ایسی کشتی ایجاد کی جو پانی کے اندر ۱۵ فٹ نیچے تک چل سکتی تھی۔ یہ کشتی لکڑی کی بنی ہوئی تھی جس پر چمڑا منڈھا ہوا تھا۔ اسے بارہ ملاح چپوؤں سے چلاتے تھے۔ ڈریبل نے ایسی کشتی کا مظاہرہ ''شاہ جیمس اول'' کے سامنے دریائے ٹیمز پر پیش کیا، اسے دنیا کی پہلی آبدوز خیال کیا جاتا ہے۔ ۱۷۷۶ء میں ایک امریکی ڈیوڈ بشنل نے پہلی جنگی آبدوز ''ٹرٹل'' بنائی جس کا مقصد جنگ آزادی میں برطانوی جہازوں کو نشانہ بنانا تھا۔ اس کا سائز ایک انڈے کی مانند تھا، جس میں صرف ایک شخص کے بیٹھنے کی گنجائش تھی۔

۱۸۰۰ء میں بشنل کے اصول پر رابرٹ فلٹن نے ۲۱ فٹ لمبی آبدوز ''ناٹیلس'' بنائی جو بھاپ کے ذریعے چلتی تھی۔ اسے آبدوز (جدید) کی ماں کہا جاتا ہے۔

۱۸۵۰ء میں ایک انگریز ''ولیم بائر'' نے ایسی آبدوز بنائی جس کا بیرونی خول لوہے کا بنا ہوا تھا۔

۱۸۶۳ء میں فرانسیسیوں نے ایک ایسی آبدوز بنائی جس کا بیرونی خول شارک فش کی طرح تھا اور اس کے انجن ہوا کے دباؤ سے چلتے تھے۔

۱۸۶۴ء میں دو امریکی انجینئروں ''سائمن لیک اور جے۔ پی ہالینڈ'' نے ''ہلنے'' نامی آبدوز تیار کی جس نے پہلی بار دو بحری جہاز تباہ کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا۔

۱۸۹۸ء میں ہالینڈ نے ۵۳ فٹ لمبی آبدوز ''ہالینڈ'' تیار کی جو سطح آب پر پیٹرول اور زیر آب بیٹریوں کے ذریعے چلتی تھی۔ اس کی رفتار ۷ میل فی گھنٹہ تھی۔

۱۸۹۹ء میں فرانسیسی انجینئر یوبیف نے جدید ماڈل کی پہلی ''سگار نما'' لمبی اور گول آبدوز تیار کی۔

۱۹۰۰ء میں ''ہالینڈ'' جیسی آبدوزیں امریکی بحریہ میں شامل کی گئیں۔ دوسری جنگ عظیم میں آبدوزیں تمام بڑی طاقتوں کے پاس موجود تھیں، امریکہ کے پاس ۳۰۰ فٹ لمبی آبدوزیں تھیں جن میں ۱۸۵ افراد سوار ہو سکتے تھے۔ ان کی رفتار زیر آب ۱۰ میل فی گھنٹہ اور سطح آب پر ۲۰ میل فی گھنٹہ ہوتی تھی۔ ان سے جو تارپیڈو چھوڑا جاتا تھا اس میں ۵۰۰ پونڈ بارود ہوتا تھا۔ یہ تارپیڈو، پیٹرول سے چھوڑا جاتا تھا اور اس کی رفتار ۳۵ میل فی گھنٹہ ہوتی تھی۔

۱۹۵۰ء میں آبدوز کے لئے تحقیقی مہم کا آغاز ہوا۔ ایسی آبدوزوں میں ہلکے مائع کے طور پر پانی کے بجائے پیٹرول استعمال کیا گیا۔ یہ آبدوزیں بہت چھوٹی ہوتی تھیں۔ ۱۹۵۳ء میں آبدوز ''اینڈور'' کے ذریعے ۶۳ افراد نے بحر اوقیانوس کو زیر آب ایک سرے سے دوسرے سرے تک پار کیا۔ اینڈور نے اس دوران ۳۲۳۶ میل پانی کے اندر سفر کیا۔

۱۹۵۴ء میں برطانیہ نے ہائیڈروجن پر آکسائیڈ سے چلنے والی آبدوز ''ایکسپلورا'' سمندر میں اتاری۔ اسی سال امریکہ نے دنیا کی پہلی ایٹمی آبدوز ''ناٹی لس'' سمندر میں اتاری۔ ناٹی لس نے بحر منجمد شمالی کی طرف تلے سفر کرنے کا ریکارڈ قائم کیا اور وہ قطب شمالی سے بھی گزری۔

۱۹۶۰ء میں برطانیہ نے اپنی پہلی ایٹمی آبدوز ''ڈریڈ ناٹ'' سمندر میں اتاری۔ ۱۹۶۰ء میں ہی امریکہ نے ۴۴۷ فٹ لمبی ایٹمی آبدوز ''ٹرائٹن'' نے پانی کی سطح پر ابھرے بغیر ''دنیا'' کے گرد پورا چکر لگایا۔ ٹرائٹن نے ۴۱۵۰۰ میل کا سفر صرف آٹھ دنوں میں طے کیا۔

اس وقت دنیا کی تیز ترین، طویل ترین اور خطرناک ترین آبدوزیں روس کی ہیں۔ جنہیں ''ٹائفون کلاس'' ایٹمی آبدوز کہا جاتا ہے۔ ٹائفون کلاس آبدوز ''اوسکر'' کی لمبائی ۶،۵۵۷ فٹ اور وزن ۳۳۰۰۰ ٹن ہے۔ یہ آبدوز ایس۔ ایس۔ این ۲۰ بلاسٹک میزائلوں سے لیس ہے۔

آج کل کے ماڈلز میں سگار نما آبدوزیں عام ہیں۔ ان کے سامنے کا حصہ جیٹ طیارے کے منہ کی مانند ہوتا ہے۔ اس حصے میں آبدوز کا انجن اور رخ بدلنے والی مشینری نصب ہوتی ہے۔ آبدوز کا رخ بدلنے کا طریقہ بالکل ہوائی جہاز کے رخ

حافظ عتیق الرحمن سکھیکی

بدلنے کے طریقے جیسا ہے۔ دھات کے بڑے بڑے تختوں کو دائیں بائیں موڑنے سے پانی کا ردعمل انہیں مختلف سمت میں دھکیل دیتا ہے اور اس طرح آبدوز کی سمت میں ردوبدل کیا جا سکتا ہے۔ آبدوز کے ڈبکی مارنے کی صلاحیت اس کے بیرونی خول پر دباؤ پر منحصر ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی گول ساخت اس طرح رکھی جاتی ہے کہ پانی کا دباؤ تمام اطراف سے یکساں رہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو آبدوز پانی کے دباؤ سے پس کر رہ جائے گی کیونکہ ۵۰۰ فٹ کی گہرائی میں آبدوز کے ایک مربع انچ رقبے پر تین ٹن پانی کا دباؤ پڑ رہا ہوتا ہے۔ آبدوز کے بیرونی اطراف ''ریڈیو ریڈار انٹینا'' اور عرشہ وغیرہ ہوتا ہے۔ آبدوز کا مرکزی حصہ کنٹرول روم کہلاتا ہے جہاں دو پائلٹ دو ہینڈلوں کے ذریعے آبدوز کو کپتان کے ''حسب منشا'' محو سفر رکھتے ہیں۔ آبدوزیں زیادہ تر ''سونار'' نامی آلہ استعمال کرتی ہیں جس کی بدولت مخالف سمت سے آنے والے ''تارپیڈو'' کا پتا لگایا جاتا ہے۔ پیری اسکوپ آلے کی مدد سے سطح آب کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ ''اسنورکل ٹیوب'' آبدوز کو ضرورت کے مطابق سطح آب سے ہوا فراہم کرتی ہے۔ اس کام کے لئے آبدوز میں ''مرکزی وینٹ'' نامی ایک سوراخ ہوتا ہے۔ ریڈار کے ذریعے سطح کے اوپر نیچے دشمن کا پتا لگایا جاتا ہے۔ ڈیزل سے چلنے والی آبدوز میں چار انجن ہوتے ہیں۔ جب آبدوز سطح پر ہوتی ہے تو صرف دو انجن چلائے جاتے ہیں۔ ایٹمی آبدوزوں میں ''نیوکلیئر ری ایکٹر'' نصب ہوتے ہیں۔ جن کی مدد سے آبدوز پانی میں محو سفر رہتی ہے۔

آبدوز کے ہتھیار

روایتی آبدوز کا سب سے خطرناک ہتھیار ''تارپیڈو'' ہے جسے ۱۸۶۵ء میں امریکی انجینئر رابرٹ فلٹن نے ایجاد کیا مگر اس کی مشینی تکمیل ۱۸۶۶ء میں ایک انگریز انجینئر رابرٹ وائٹ ہیڈ نے کی۔ مروجہ تارپیڈو سگریٹ کی شکل کا تقریباً ۲۱ انچ چوڑا اور ۲۰ فٹ لمبا ہوتا ہے۔ جس میں ہوا کی طاقت جمع ہوتی ہے اور اس کا سرا کوئی ۵ سو پونڈ وزن کا ہوتا ہے جو نشانے سے ٹکرا کر اسے پاش پاش کر دیتا ہے۔ عموماً ''تارپیڈو'' کی رفتار ۵۰ تا ۶۰ میل فی گھنٹہ ہوتی ہے۔ میزائل کی آمد نے آبدوز کو حیران کن حد تک خطرناک بنا دیا ہے۔ کم فاصلے پر ''مار کرنے کے لئے آبدوز میں ''کروز'' قسم کے میزائل نصب ہوتے ہیں۔ جس کی پہنچ ۲۵۰ میل (۴۰۰ کلومیٹر) تک ہوتی ہے۔ لانگ رینج کے لئے آبدوزوں میں خطرناک ترین ''کمپیوٹر گائیڈڈ'' بلاسٹک میزائل ہوتے ہیں، جو تین تا چار ہزار میل تک ٹارگٹ کو نشانہ بنا سکتے ہیں۔ آبدوز (ایٹمی) کا انحصار ۱۶ عدد گائیڈڈ میزائلوں پر ہوتا ہے۔ جن میں سے ہر ایک میزائل ۱۰ مختلف اقسام کے ''نیوکلیائی وار ہیڈز'' لے جانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ تارپیڈو اور میزائلوں کو درست نشانہ پر فائر کرنے کے لئے ''انرشیل گائیڈنس سسٹم'' آبدوز میں موجود ہوتا ہے۔

نرمی قصے کہانیوں اور بجھوتے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

غزوہ

ننھے مجاہد

19

4 تا 17 ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ 13 تا 26 مئی 2005ء

غزوہ کے ساتھ ... قیمت 6 روپے غزوہ کے ہر دوسرے شمارے کے ساتھ شائع ہوتا ہے

آئیے قرآن پڑھیں

تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے

﴿فَبِاَیِّ اٰلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ﴾

ترجمہ: ''تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''۔

سورۃ الرحمٰن کی کل 78 آیات ہیں۔ان میں 31 بار اللہ نے یہ بات دہرائی ہے کہ تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔نعمتوں کے بار بار تذکرہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انسان اللہ کے ساتھ اپنے بندے ہونے کا تعلق، خوف کی بنیاد پر نہیں بلکہ محبت کی بنیاد پر جوڑے۔اللہ تعالیٰ کا طاقتور ہونا بجا مگر اس کی معافی کی شان بہت نمایاں ہے۔

دوزخ ہے گر وسیع تو رحمت وسیع تر

کائنات کے رب نے ہر ذی روح کو بے حساب نعمتوں سے مالا مال رکھا ہے۔زندگی، غذا، ہوا، پانی، نیند، سماعت، بصارت، ذائقہ، عقل، جذبات، حسن، رنگ، قوت اور اس طرح کی بے شمار نعمتیں ہیں جو ہمیں بغیر کسی قیمت کے ملی ہیں۔

روشنی اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے اگر ایک پونڈ بجلی خریدی جائے تو تیس پیسے فی یونٹ کے حساب سے اس پر پچاس کروڑ ڈالر خرچ آئے گا جبکہ سورج روزانہ قریباً ایک سو ساٹھ (160) ٹن روشنی مفت فراہم کر رہا ہے۔

☜ شکران نعمت کرنے والا انسان ہی عبودیت کا حق ادا کر سکتا ہے۔کفران نعمت کرنے والا انسان بندہ ہونے کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

☜ کرے جس قدر شکر نعمت یہ کم ہے
مزے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے

مغیرہ رفاقت، گوجرانوالہ

ضروری بات

''ننھے مجاہدو''!......السلام علیکم

کچھ عرصے سے ہماری ''ٹوکری'' آپ لوگوں کی شکایتوں کا ''شکار'' ہے۔ہم اس ٹوکری کے متعلق اتنی شکایتیں سن چکے ہیں کہ اب تو ''بے چاری'' ٹوکری نے بھی آپ کی شکایت شروع کر دی ہے۔ سچ پوچھیں تو ہمیں بھی شکایت ہے۔لیکن ہمیں شکایت ٹوکری سے نہیں بلکہ آپ سے ہے۔اب آپ کہیں گے کہ ''لو جی! آخر اپنی ٹوکری کی ہی سائیڈ لی''۔ایسا نہیں ہے، جب سے آپ کے شکایت بھرے خطوط پڑھے ہیں تب سے ہم غور کر رہے ہیں کہ آخر قصور کس کا ہے......؟ ٹوکری کا یا ننھے مجاہدوں کا...... سچ پوچھیں تو ہمیں ٹوکری بیچاری بے قصور لگی۔سارا قصور اور سراسر زیادتی، آپ لوگوں کی ہے جنہوں نے ایک تو ہماری ٹوکری کا مزاج خراب کیا اور پھر اوپر سے بیچاری ٹوکری کو الزام دے ڈالا کہ وہ ''پیٹو'' ہے۔اب آپ سوچ رہے ہوں گے کہ بھئی یہ قصور ہمارا کہاں سے نکل آیا......؟

ارے بھئی! آپ لوگ جو ''ٹوکری'' کی شکایتیں کرتے نہیں تھکتے، انہوں نے خوب من گھڑت واقعات لکھ کر بھیجے۔جھوٹی کہانیاں لکھیں اور فضول لطیفے ارسال کیے۔پھر اس بات کا بھی خیال نہ کیا کہ صاف لکھا جائے۔ایک صفحے پر کئی کئی تحریریں لکھیں۔ صفحہ کی دونوں سائیڈ استعمال کرتے رہے اور کچھ نے تو ہمیں ''پرچیاں'' بھیجنا شروع کر دیں۔حالانکہ پہلے روز ہی یہ باتیں بتائی گئی تھیں کہ ایسا ہرگز نہیں کرنا۔لیکن آپ لوگ باز نہ آئے اور وہ کام کیا جس سے منع کیا تھا۔چنانچہ ایسے میں وہ سب کچھ جو آپ لکھتے رہے، وہ ہمیں بے چاری ''ٹوکری کے پیٹ'' میں ڈالنا پڑا۔چاہیے تو یہ تھا کہ آپ ایک تحریر نہ چھپنے پر ''سبق'' سیکھتے لیکن آپ نے تو ''حد'' ہی کر دی۔جو ''ننھا مجاہد'' پہلے ایک تحریر بھیجتا تھا، اس نے اب چار چار تحریریں بھیجنا شروع کر دیں اور وہ بھی ایک ہی خط میں پھر وہ بھی من گھڑت۔ایسے میں جوں جوں ٹوکری کی غذا بڑھتی گئی توں توں اس کا پیٹ بڑھتا گیا۔اس میں بتائیے قصور کس کا ہے......؟ آپ کا یا ہمارا......؟ ہم تو اب بھی آپ کے خیر خواہ ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ کی تحریریں ''پیٹو ٹوکری'' میں جانے کی بجائے ''ننھے مجاہد'' میں شائع ہوں اگر آپ بھی یہ چاہتے ہیں تو پھر سنیں! ہر تحریر لکھنے سے پہلے یہ سوچ لیں کہ وہ سچی اور پکی ہے کہ نہیں۔کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ جھوٹی اور من گھڑت ہے اور ہاں جو کچھ بھی جہاں سے بھی لکھنا ہو اس کا حوالہ ضرور درج کرنا ہے اسی طرح لکھتے وقت صاف صاف اور بڑے کاغذ کے ایک طرف لکھا کریں۔بس ان چیزوں کا خیال آپ رکھیں اور ہم رکھیں گے آپ کا ''خیال'' تو پھر دیکھئے کیسے اس ''پیٹو ٹوکری'' کا پیٹ چھوٹا ہوتا ہے اور مزے کی بات یہ کہ پھر آپ کی تحریر ننھے مجاہد کے صفحات میں شائع بھی ہوگی۔اگر ایسا نہیں تو خبردار جو ہماری ''ٹوکری'' کو پیٹو کہا تو

والسلام: آپ کا بھائی

عبدالوارث ساجد

خط و کتابت کیلئے

ننھے مجاہد ہفت روزہ غزوہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور
فون 7314531 فیکس 7314531

ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں
www.jamatdawa.org
E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

صحاح ستہ

۱۔ صحیح بخاری

صحیح بخاری کے مولف "ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل" بخاری ہیں۔ آپ 194ھ میں بخارا میں پیدا ہوئے اور 256ھ میں وفات پائی۔ آپ دس برس کی عمر میں حدیثوں کو یاد کرنے لگ گئے تھے۔ احادیث جمع کرنے کے لئے آپ نے دور دراز علاقوں میں حجاز، عراق، شام، مصر کے ملکوں کا سفر کیا اور 14 برس تک حدیثیں جمع کرنے کی خاطر سفر کیا۔ وطن واپس آکر درس تصنیف کا کام شروع کر دیا۔ آپ کا حافظہ بہت اچھا اور قوی تھا اور تقریباً چھ لاکھ احادیث آپ کو زبانی یاد تھیں۔ ان احادیث میں سے آپ نے صحیح احادیث کا انتخاب کر کے 40 برس میں جو مجموعہ تیار کیا۔ اس کا نام "الجامع الصحیح" رکھا جو بعد میں "صحیح بخاری" کے نام سے مشہور ہوئی۔ امام بخاری ہر حدیث لکھنے سے پہلے دو رکعت پڑھتے، استخارہ کرتے اور پھر حدیث لکھتے، اس کتاب میں شامل مضامین کی ترتیب روضہ رسول ﷺ اور منبر رسول ﷺ کے درمیان بیٹھ کر کی تھی۔ پوری کتاب کے ابواب بنائے گئے اور ہر باب کا ایک عنوان رکھا گیا۔ اس میں احادیث کی کل تعداد "9082" ہے۔

۲۔ صحیح مسلم

یہ کتاب "امام مسلم بن حجاج نیشاپوری" کی تالیف ہے آپ 202ھ میں نیشاپور میں پیدا ہوئے اور 261ھ میں وفات پائی۔ آپ امام بخاری کے شاگرد تھے۔ ان کی طرح آپ نے بھی دور دراز علاقوں کا سفر کیا۔ آپ کی کتاب میں مختلف منتخب احادیث کی کل تعداد "7275" ہے مگر مکرر احادیث کو نکال کر تعداد "4000" رہ جاتی ہے۔

۳۔ سنن ابن ماجہ

"امام محمد بن یزید" اس کتاب کے مولف ہیں۔ کتاب "السنن" کے نام سے حدیث کا ایک مجموعہ تیار کیا جو "4000" ہزار احادیث پر مشتمل ہے اور ایک ہزار پانچ سو ابواب میں تقسیم ہے۔

۴۔ سنن ابوداؤد

یہ کتاب "ابوداؤد سلیمان بن الاشعث بجستانی" کی تالیف ہے۔ آپ 202ھ میں پیدا ہوئے اور 275ھ میں وفات پائی۔ آپ "امام احمد بن حنبل" کے شاگرد تھے۔ ان کے مجموعہ احادیث کا نام سنن ابوداؤد ہے۔ ان کو پانچ لاکھ احادیث یاد تھیں جن میں سے آپ نے اڑتالیس سو (4800) احادیث انتخاب کے بعد جمع کی ہیں۔ اس کتاب کے ابواب فقہی عنوانوں میں تقسیم کئے گئے ہیں۔

۵۔ جامع ترمذی

"امام محمد بن عیسیٰ ترمذی" اس کتاب کے مؤلف ہیں۔ آپ ترمذ "ترکستان" کے رہنے والے تھے۔ آپ کی وفات 279ھ میں ہوئی۔ آپ امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد کے شاگردوں میں سے تھے۔

۶۔ سنن نسائی

"احمد بن شعیب نسائی" جو نسا (خراسان) کے مقام پر پیدا ہوئے جس کی وجہ سے نسائی کہلاتے تھے اور اسی نسبت سے ان کے مجموعہ احادیث کو بھی "سنن نسائی" کہتے ہیں۔ آپ امام ابوداؤد کے شاگرد تھے۔ آپ نے احادیث حاصل کرنے کے لئے بہت دور دراز علاقوں کا سفر کیا۔ آپ کا پہلا مجموعہ بہت بڑا تھا اس کا نام "سنن کبریٰ" رکھا تھا پھر اس کو مختصر کر کے "سنن صغریٰ" رکھا اور وہی اب "سنن نسائی" کے نام سے مشہور ہے۔

میر طلال فاروق

پہلا بحری لشکر

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر رسول اکرم ﷺ کچھ دیر آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا بنت ملحان آپ ﷺ کی خالہ تھیں۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے سر میں کنگھی کرنا شروع کر دی جس سے رسول اللہ ﷺ کو نیند آ گئی۔ کچھ دیر بعد مسکراتے ہوئے اٹھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا: "یارسول اللہ ﷺ آپ کے مسکرانے کا کیا سبب ہے؟" فرمایا! "میں نے خواب میں اپنی امت کے چند افراد کو بحری جہاز پر سوار دیکھا جیسے بادشاہ تخت شاہی پر جلوہ نشین ہوتے ہیں۔" انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! دعا کیجیے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کرے"۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ "الٰہی! اسے ان میں شامل کر دینا۔ آپ نے یہ پیش گوئی بھی کی"۔ "اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا"۔

"میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جنگ کرے گا ان کے لئے جنت واجب ہو جائے"۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری میں وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ پہلا لشکر جس نے سمندر میں جنگ کی۔ وہ امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا لشکر تھا۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے 28 ہجری کو دارالخلافہ مدینہ منورہ سے بحری جنگ کی اجازت ملنے پر بحری بیڑا تشکیل دیا۔ عبداللہ بن قیس کو ایڈمرل یعنی امیر البحر نامزد کیا۔ وہ شہید ہوئے تو یہ ذمہ داری سفیان بن عوف ازدی نے سنبھالی اور قبرص کو فتح کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس لشکر میں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی ام حرام رضی اللہ عنہا بھی شامل ہوئیں۔ وہ جب کشتی سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہونے لگیں تو زمین پر گر پڑیں جس سے ان کی گردن پر ایسی خطرناک چوٹ لگی جو ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی۔ اس طرح یہ عظیم المرتبت خاتون جزیرہ قبرص میں دفن ہوئیں جسے موجودہ دور میں جزیرہ سائپرس کے نام سے پکارا جاتا ہے یہ جزیرہ شام کے ساحل کے قریب بحر ابیض میں واقع ہے جس کا رقبہ تین ہزار چھبیس (3026) میل ہے۔ یہ اہم ترین جزیرہ امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فتح ہوا۔ (بحوالہ حکمران صحابہ رضی اللہ عنہم)

عبدالرؤف فاروقی

کافروں کا لشکر دس ہزار سے زائد افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں سینکڑوں گھڑسوار اور اونٹ سوار شامل تھے۔ عرب کے لوگوں نے آج تک اتنا بڑا لشکر نہیں دیکھا تھا...... یہ لشکر مدینے پر حملہ کرنے جا رہا تھا......

اس لشکر کی سرداری ابوسفیان کے سپرد تھی اور ہر کافر یہ سوچ کر خوش ہو رہا تھا کہ مٹھی بھر مسلمان ان کا مقابلہ نہ کر سکیں گے اور آج ہم اسلام کو ہمیشہ کے لئے عرب کی ریت میں دفن کر دیں گے۔ کئی کافر یہ سوچ رہے تھے کہ مسلمان ایسا عظیم الشان لشکر دیکھ کر مدینے سے بھاگ جائیں گے...... دیکھا جائے تو مقابلہ بھی نہ بنتا تھا۔ ادھر دس ہزار کا لشکر، ہر قسم کے سازوسامان سے لیس اور ادھر تین ہزار مسلمان اور ان میں سے بھی زیادہ تر مناسب ہتھیاروں سے محروم۔

رسول اللہ ﷺ کو جب اس لشکر کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے مسلمانوں سے کہا:

”گھبراؤ مت! اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اپنے دل سے ہر قسم کے خوف کو نکال دو۔ اپنی جانیں اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ان شاء اللہ تم دس ہزار پر فتح پاؤ گے۔“

ہر طرف اللہ اکبر کے نعرے گونجنے لگے۔ مسلمانوں کے پاس ایمان کی طاقت تھی۔ وہ اللہ سے ڈرتے تھے اور اللہ سے ڈرنے والے کبھی کسی سے نہیں ڈرتے......

اس موقع پر ایک صحابی سیدنا سلمان فارسی ؓ نے مشورہ دیا کہ خندق کھودی جائے تاکہ دشمن مدینے میں داخل نہ ہو سکے۔

پیارے رسول محمد ﷺ کو یہ مشورہ پسند آیا۔ چنانچہ خندق کھودی جانے لگی۔ رسول اللہ ﷺ بھی سب کے ساتھ مل کر خندق کھود رہے تھے۔ کدالوں اور بیلچوں نے زمین کا سینہ چیرنا شروع کر دیا۔ کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان آ گئی۔

صحابہ نے بڑی کوشش کی مگر چٹان تھی کہ ٹوٹنے کا نام نہ لیتی۔ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور اللہ کا نام لے کر کدال سے ایسی بھرپور ضرب لگائی کہ چٹان ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ ادھر کھدائی کا کام بڑی تیزی سے جاری تھا اور ادھر کفار کا لشکر مدینے کے نزدیک آتا جا رہا تھا۔

لشکر کفار مدینے کے پاس پہنچ گیا مگر یہ کیا......؟

لشکر آگے بڑھنے سے رک گیا تھا۔ لشکر کا سردار ابوسفیان جو پیچھے تھا۔ گھوڑا دوڑاتا آگے آنے لگا، وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ ”رک کیوں گئے ہو اے بہادرو...... آگے

اللہ کی خاطر

تحریر: رضوانہ سعدیہ مجاہدہ، چونیاں

بڑھو اور مسلمانوں کا صفایا کر دو......“ وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا آگے آ گیا اور پھر اسے بھی رکنا پڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں...... لشکر کے آگے نہ بڑھنے کی وجہ اسے نظر آ گئی...... اس کے سامنے خندق تھی...... گہری اور چوڑی خندق...... جسے پھلانگنا گھوڑے کے بس کی بات نہ تھی۔

”لات و منات کی قسم!...... میں نے اس سے پہلے یہ چیز نہیں دیکھی......“ ابوسفیان بولا۔

”تم ٹھیک کہتے ہو سردار...... اس سرزمین پر کسی نے بھی اس سے پہلے خندق نہیں کھودی......“ ایک اور سردار نے کہا۔

”اب کیا کیا جائے......؟“ یہ سوال تھا جو تقریباً ہر کافر کے ذہن میں اٹھ رہا تھا۔ وہ تو ایک ہلے میں مسلمانوں کو کچل دینے کی سکیم بنائے ہوئے تھے اور یہاں لمبی چوڑی خندق ان کا منہ چڑا رہی تھی کہ ہمت ہے تو آؤ مجھے پھلانگو اور مسلمانوں سے مقابلہ کرو۔

آخر فیصلہ یہ کیا گیا کہ مدینے کا محاصرہ کر لیا جائے۔ مسلمان خود ہی بھوک سے تنگ آ کر مقابلے پر آ جائیں گے۔ چنانچہ مدینے کا محاصرہ کر لیا گیا۔ یہ محاصرہ 22 دن تک جاری رہا۔ مدینے میں خوراک کا ذخیرہ کم تھا مگر مسلمانوں کے پاس جذبہ ایمانی کی کمی نہ تھی، انہیں اللہ پر بھروسہ تھا۔ وہ پیٹ پر پتھر باندھ کر بھوکے پیاسے راہ خدا میں جان دینے کا عزم کئے ہوئے تھے۔ خود پیارے رسول ﷺ کے پیٹ مبارک پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

کافروں کے لشکر کا برا حال تھا۔ وہ تو مسلمانوں کو جھٹ پٹ تباہ و برباد کر دینے اور شہر مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کا ارادہ لے کر آئے تھے مگر کرنا پڑ گیا تھا محاصرہ...... ان کے پاس بھی خوراک اتنی زیادہ نہ تھی کہ آرام سے بیٹھے رہتے۔ کافروں کے سردار ابوسفیان نے پریشان ہو کر اپنے کمانڈروں سے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے؟

محاصرہ ختم کر کے واپس جانے میں بڑی ذلت تھی۔ ایک کمانڈر نے کہا میں نے خندق کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک دیکھا ہے ایک جگہ سے خندق ذرا تنگ ہے اور زیادہ گہری بھی نہیں ہے وہاں سے ہمارے گھڑسوار خندق پار کر سکتے ہیں......“

ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے اکڑ کر کہا: ”تو پہلے میں اور میرے سوار خندق پھلانگ کر مسلمانوں کو للکاریں گے۔“

وہ جگہ جہاں سے خندق ذرا کم چوڑی اور گہری تھی۔ کچھ اوٹ میں تھی کہ قریب آنے پر ہی نظر آتی تھی۔ عکرمہ نے سات گھڑسوار اپنے ہمراہ لئے اور اس جگہ کی طرف چل دیا۔ عکرمہ کے ہمراہ عمرو بن عبدود بھی تھا جو قریش میں دیو کے نام سے مشہور تھا کہ اس کا نہ صرف قد کاٹھ عام آدمیوں سے بڑا تھا بلکہ یہ بڑا طاقتور بھی تھا۔

عکرمہ گھوڑے کو دور سے دوڑاتا لایا اور خندق کے کنارے آ کر گھوڑے نے جمپ لگائی اور ہوا میں اڑتا ہوا خندق کے پار آ گیا۔ عکرمہ کے باقی ساتھی بھی خندق پھلانگ آئے۔ اس پر کافروں کے لشکر نے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ نعرے سن کر مسلمان پہرے دار دوڑتے ہوئے ادھر آئے تو عکرمہ نے کہا:

”فی الحال کوئی اور گھوڑا خندق پار کر کے نہیں آئے گا جاؤ تم میں سے جو سب سے زیادہ بہادر ہے اسے میرے سامنے لاؤ وہ میرے آدمی کا مقابلہ کرے گا۔ اگر اس نے میرے آدمی عمرو کو گرا لیا تو ہم سب کو قتل کر دینا......“

رسول اللہ ﷺ اپنے جانثاروں کے ساتھ وہاں آ گئے جہاں عکرمہ اور اس کے ساتھیوں نے خندق پار کی تھی۔ سیدنا علی ؓ بھی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔

دیو کی طرح لمبے تڑنگے عمرو بن عبدود نے اپنا گھوڑا آگے بڑھایا اور گرجا: ”کون ہے جو میرے مقابلے پر آئے؟...... میں وہ ہوں جو پانچ سو گھڑسواروں کو اکیلا شکست دے سکتا ہوں...... میں وہ ہوں جسے آج تک کوئی نہیں گرا سکا اور نہ گرا سکے گا......“

سیدنا علی ؓ...... شیر خدا...... آگے بڑھے...... آپ کے ہاتھ میں نبی اکرم ﷺ کی دی ہوئی تلوار تھی۔ آپ عمرو بن عبدود کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ عمرو نے آنکھیں سکیڑ کر غور سے سیدنا علی ؓ کو دیکھا اور بولا:

”اے ابوطالب کے بیٹے...... تمہارا باپ میرا دوست تھا...... کیا آج مجھے اپنے دوست کے بیٹے کو قتل کرنا پڑے گا......؟“

سیدنا علی ؓ شیر کی طرح دھاڑے: ”اے عمرو...... دوستی ختم ہو چکی ہے...... میں تمہیں ایک بار دعوت دوں گا کہ اسلام قبول کر لو......“

عمرو بن عبدود گھوڑے سے اتر آیا اور کہنے لگا ”میں نے ایک بار یہ دعوت سن لی ہے، اب دوبارہ سنوں گا بھی نہیں......“ عمرو تلوار سونت کر سیدنا علی ؓ کے مقابلے پر آ گیا۔ اس نے پہلا وار بڑی تیزی اور طاقت سے کیا۔ سیدنا علی ؓ نے وار روکا...... عمرو غصے میں آ گیا اور لگا پے در پے وار کرنے...... مگر اس کے سامنے شیر خدا تھے، جو اس جیسے کئی مغروروں کا غرور خاک میں ملا چکے تھے۔

سیدنا علی ؓ نے ابھی تک ایک بھی وار نہ کیا تھا۔

قریش کے لشکری نعرے مار کر، جوشیلے شعر پڑھ کر عمرو کو جوش دلا رہے تھے مگر پھر ان کے نعرے رک گئے کیونکہ ان کا ساتھی اب

ہانپنے لگا تھا۔ وہ تھک چکا تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو اپنی تلوار پھینک کر بجلی کی طرح عمرو پر جھپٹے اور اس کی گردن دونوں ہاتھوں میں دبوچ لی اور ٹانگ لگا کر اسے پیٹھ کے بل گرا دیا۔

عمرو نے اپنی گردن چھڑانے کے لئے پورا زور لگایا مگر نہ چھڑا سکا...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کمر سے بندھا خنجر نکالا اور عمرو کی شہ رگ پر رکھ دیا اور بولے:

''اب بھی وقت ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ...... میں تمہاری جان بخشی کر دوں گا......'' عمرو بن عبدود نے جواب میں جو حرکت کی وہ بڑی گھٹیا حرکت تھی...... اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے منہ پر تھوک دیا...... سب عمرو کی یہ حرکت دیکھ کر حیران رہ گئے مگر اس وقت مارے حیرت کے ان کی چیخیں نکل گئیں جب انہوں نے دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ عمرو کے سینے سے اٹھ گئے اور اپنا خنجر کمربند سے دوبارہ لگا لیا ہے۔ سب کا خیال تھا کہ عمرو کے تھوکنے کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ غصے میں عمرو کی شہ رگ کاٹ دیں گے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بولے:

''عمرو...... میں نے اللہ کے لئے تیرے ساتھ لڑائی کی تھی اور تو نے میرے منہ پر تھوک دیا۔ اب اگر میں تمہیں قتل کرتا تو لوگ کہتے کہ میں نے تجھے ذاتی دشمنی اور غصے میں مارا ہے...... جا چلا جا یہاں سے...... مسلمان صرف اللہ کی خاطر لڑتا ہے۔''

عمرو بن عبدود جس نے آج تک شکست نہ کھائی تھی...... آج اپنے دس ہزار کے لشکر کے سامنے ہار گیا تھا اس سے اپنی یہ ذلت برداشت نہ ہو سکی۔ اس نے ایک اور گھٹیا حرکت کی۔ تلوار اٹھا کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر جھپٹ پڑا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس اوچھے وار کے لئے تیار نہ تھے مگر انہوں نے یہ وار ڈھال پر روکا اور پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تلوار بجلی کی طرح لہرائی اور عمرو بن عبدود کی گردن کاٹتی چلی گئی۔

عمرو بن عبدود گر پڑا اور تڑپنے لگا۔ مسلمان اللہ اکبر کے نعرے لگا رہے تھے اور کافروں کو تو گویا سانپ سونگھ گیا تھا۔ ان کا وہ سردار، جو ناقابل شکست سمجھا جاتا تھا، جو اپنی طاقت پر بہت غرور کرتا تھا، آج خاک میں پڑا تڑپ رہا تھا۔

عکرمہ اور اس کے ساتھیوں نے یہ منظر دیکھا تو گھوڑے موڑ لئے اور خندق پھلانگ کر واپس چلے گئے۔ ان میں ایک بھاگتے ہوئے خندق میں گر پڑا، جسے مسلمانوں نے ہلاک کر دیا۔

کافروں کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کریں تو کیا کریں۔ واپس جانے میں بڑی ذلت تھی اور آگے جانے کا راستہ نہ تھا۔

پھر ایک ایسا واقعہ ہوا جس نے کافروں کی رہی سہی ہمت بھی ختم کر دی۔ ہوا یوں کہ زبردست آندھی آ گئی۔ یہ آندھی اس قدر تیز تھی کہ کافروں کے خیمے اڑا لے گئی۔

ان کے اونٹ اور گھوڑے خوفزدہ ہو کر رسیاں تڑا کر بھاگنے لگے۔ ابوسفیان نے یہ حال دیکھا تو گھبرا کر واپس مکے کی طرف چل دیا۔ دس ہزار کا وہ لشکر جو مکے سے یہ خواب لے کر چلا تھا کہ مٹھی بھر مسلمانوں کو کچل دے گا، پسپا ہو کر جا رہا تھا۔ اللہ نے اپنے قلیل بندوں کو فتح و کامرانی سے سرفراز فرمایا تھا۔

انوکھے پرندے

انتخاب: جاوید اسماعیل بدھلہ سنت ملتان

انوکھا پرندہ:

ایک ایسا حیرت انگیز پرندہ بھی ہے جو اپنے گھر میں روشنی کئے رکھتا ہے۔ اس کا نام ''بیا'' ہے۔ یہ پرندہ فلپائن تک محدود ہے اس کے اپنے گھونسلے میں کبھی تاریکی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ ہمیشہ جگنوؤں کی تاک میں رہتا ہے جونہی کوئی جگنو اس کی گرفت میں آتا ہے۔ وہ اسے گھر لے آتا ہے۔ یہ اپنے گھونسلے میں تنکوں سے کچھ اس طرح تانا بانا بنتا ہے کہ جگنو باوجود کوشش کے اس جال کی گرفت سے نہیں نکل سکتا۔ اس طرح کئی جگنو اس کے گھر کی زینت بن جاتے ہیں اور یہ ان کی جگمگ کرتی روشنیوں کے نیچے پڑا سویا رہتا ہے۔

خوشبودار تتلی:

برازیل کے علاقے میں ایک عجیب و غریب تتلی پائی جاتی ہے۔ یہ تتلی دیکھنے میں بہت ہی خوبصورت ہوتی ہے۔ اس کی رنگت چاکلیٹ جیسی ہوتی ہے اور اس کی خاصیت یہ ہے کہ تتلی میں سے چاکلیٹ ہی کی خوشبو نکلتی ہے۔

دنیا کا سب سے چھوٹا پرندہ:

دنیا کا سب سے چھوٹا پرندہ کیوبا کے جنگلوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ پرندہ بہت ہی نایاب ہے۔ اس کا وزن دو گرام ہے اسے ''ہمنگ دی برڈ'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس کو پہلی نظر سے دیکھنے پر یوں معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ کوئی چھوٹا سا کیڑا ہے یا کوئی شہد کی مکھی ہے جو پھولوں کے ارد گرد منڈلاتی پھر رہی ہے۔ یہ پرندہ ایک سیکنڈ میں 80 مرتبہ پر ہلاتا ہے۔ اس کی لمبائی فقط دو انچ ہے۔ ان کا گھونسلہ چائے کی ایک چھوٹی سی پیالی سے بڑا نہیں ہوتا۔

گونگا پرندہ:

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ تمام پرندے اپنی اپنی بولیاں بولتے ہیں لیکن آپ یقین کیجئے کہ ایک ایسا پرندہ بھی ہے جو بولتا نہیں اسے آپ گونگا پرندہ کہہ سکتے ہیں۔ اس پرندے کا نام سارس ہے۔

جلاد پرندہ:

شرامک ایک ظالم پرندہ ہے اسے جلاد پرندہ بھی کہتے ہیں یہ جس پرندے کو شکار کرتا ہے اسے نیم جان کر کے کسی درخت کی ٹہنی یا کانٹے سے لٹکا کر اس کو دم توڑتا اور تڑپتا ہوا دیکھ کر خوش ہوتا ہے شکار کو اس طرح لٹکایا جاتا ہے جیسے قصائی بکرے کی کھال اتارنے کے لئے لٹکاتا ہے۔ جب شکار ٹھنڈا ہو جاتا ہے تو اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھاتا ہے۔

خونخوار چمگادڑ:

چمگادڑ کی ایک ایسی خونخوار قسم بھی پائی جاتی ہے جو سوئے ہوئے جانور کے جسم میں سوراخ کر کے اس کا خون چوس لیتی ہے اور اس جانور کو خبر بھی نہیں ہوتی۔

دنیا کا سب سے زیادہ کند ذہن پرندہ:

دنیا کا سب سے زیادہ کند ذہن پرندہ پالتو بوقلمون کو کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اگر یہ پرندہ بارش میں کھڑا ہو تو ڈوب جائے گا مگر بھاگے گا نہیں۔

دلکش آواز والا پرندہ:

پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے بعض علاقوں میں ایک ایسا نہایت ہی عجیب و غریب پرندہ پایا جاتا ہے۔ جس کا نام ''سریاس'' ہے۔ اس کی چونچ میں بارہ سوراخ ہوتے ہیں جس وقت وہ سانس لیتا ہے تو ہوا اس کی چونچ کے سوراخوں میں اس طرح داخل ہوتی ہے کہ ایک دلکش موسیقی کی آواز پیدا ہوتی ہے اس کو سن کر کئی چھوٹے چھوٹے پرندے اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور وہ ان پرندوں کو خوب سیر ہو کر کھاتا ہے۔

بحوالہ: (دلچسپ عجیب اور حیرت انگیز معلومات۔ الیاس عادل)

چاچا کی باتیں

خبردار، ہوشیار، برخوردار، ہو جاؤ تیار
چاچا جی قلم ٹیکتے ہوئے چلے آرہے ہیں۔
السلام علیکم ورحمة اللہ

کیا حال ہے میرے بھتیجوں کا......؟ پاس ہونے والے بھتیجوں کا تو بڑا ہی اچھا حال ہوگا......اور ہماری طرف سے پہلی پوزیشن حاصل کرنے والے بھتیجوں کو انعامات روانہ کئے جا چکے ہیں۔ پہلی پوزیشن ایک ایسی بچی نے حاصل کی جو شاید پہلی بار امتحان دے رہی تھی۔ اس نے سو فیصد نمبر لئے...... اور جس بچے نے بورڈ کے امتحان میں اچھے نمبر لئے اسے بھی خصوصی انعام بھیج دیا گیا ہے...... اور سناؤ......خوش ہو ناں......؟

آپ سب سوچ رہے ہونگے کہ اس بار چاچا جی ہمارے لئے کس انعام کا اعلان کریں گے۔ تو جناب اس بار چھٹی کریں......کوئی انعام والا چکر نہیں......اس لئے کہ ہم آپ سے ناراض ہیں......ارے بھئی! یہ کہاں کی شرافت ہے کہ لوگ میرے پیچھے ہی پڑ گئے ہیں کہ چاچا جی کون ہیں...... حالانکہ ہم کہہ چکے ہیں کہ چاچا جی تو چاچا جی ہوتے ہیں اور کون ہوتے ہیں......؟ لیکن کوئی سنتا ہی نہیں۔ بعض بچے تو غزوہ کے دفتر پہنچ گئے اور ہمیں تلاش کرنے لگے۔ آئندہ جس بھتیجے نے ہمیں "بے نقاب" کرنے کی جسارت کی تو ہم "ننھے مجاہد" کے صفحات پر اس کا داخلہ عارضی طور پر بند کر دیں گے۔ آخر ہم سب کے چاچا جی ہیں۔ ننھے مجاہد پڑھنے والوں کے بھی اور لکھنے والوں کے بھی......اور ہاں! اگر انعام چاہیے تو مشورہ دیں کہ اگلی بار کس موضوع پر مقابلہ کرایا جائے تا کہ آپ کو انعامی ٹافیاں ملتی رہیں......اب اجازت

فی امان اللہ

فقط چاچا جی بقلم خود

اقوال زریں

☆......اللہ کا خوف ہی سب سے بڑی دانائی ہے۔
☆......شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے۔
☆......عقل مند وہ ہے جو ہر کام میں میانہ روی سے کام لے۔
☆......صدقہ بہترین عبادت ہے۔
☆......علم مومن کی میراث ہے۔ یہ گم شدہ دولت جہاں سے بھی ملے، لے لو۔
☆...... جھگڑا بڑھنے سے پہلے، تم اس سے الگ ہو جاؤ۔
☆......جس بات سے دوسروں کو روکتے ہو وہ خود بھی نہ کرو۔

محمد سہیل، کلیم اللہ، محمد اسلم ۔ لاہور

چاچا جی انعامی مقابلے کے نتائج

نمبر شمار	نام	کلاس	ایڈریس
01	خدیجہ غضنفر	پریپ	اقراء پبلک ہائی سکول چیچاوطنی
02	وقاص عبدالسلام	دوئم	جناح ماڈل پبلک سکول لدھر سیالکوٹ
03	طلحہ اسلم	پریپ	الدعوۃ ماڈل سکول پسرور سیالکوٹ
04	خزامہ سعد	پنجم	یونیک ماڈرن سکول لیاقت کالونی سرگودھا

01	ماریہ شعیب	پنجم	گلی نمبر 13 مکان نمبر 1284/58-A محلہ قدیر آباد ملتان
02	اسامہ اکرم	پنجم	(ورقاں والے) وارڈ نمبر 15/5 گورو بازار ننکانہ صاحب شیخوپورہ
03	عائشہ شوکت	اول	چاندنی چوک غلہ منڈی متصل نزد محمدی مسجد اہل حدیث تحصیل و ضلع نارووال
04	مسفرہ نورین	اول	الدعوۃ ماڈل سکول داروغہ والہ لاہور
05	زمر سلیم	پنجم	القدس اسلامک ماڈل سکول مدنی چوک 2D حجرہ شاہ مقیم اوکاڑہ
06	عبداللہ اختر	دوئم	الدعوۃ ماڈل سکول کشمیر روڈ پیپلز کالونی گوجرانوالہ
07	محمد بن سلیم	سوئم	الدعوۃ ماڈل سکول داروغہ والہ لاہور
08	حامد شہباز	چہارم	عبداللہ تبسم بکڈپو منڈی راجوال اوکاڑہ
09	محمد احمد	چہارم	سرکار اسلامیہ ہائی سکول ٹاؤن شپ لاہور
10	محمد کاشف الرحمن	ششم	ملت پبلک سکول اسلامک میڈیم ریلوے اسٹیشن چارسدہ
11	ابتسام علی شاہ	ششم	جناح پبلک سکول حویلیاں ایبٹ آباد
12	محمد مجیب	ہفتم	گورنمنٹ سیکنڈری سکول ہارون آباد بہاولنگر
13	فصاحت اللہ	پریپ	طیبہ مل سٹور کوٹ روڈ ایوب چوک جھنگ صدر
14	اسامہ آصف	پریپ	الدعوۃ ماڈل سکول ڈسکہ نزد محلہ اسلام آباد گوجرانوالہ روڈ ڈسکہ
15	انیس سرور	پریپ	پاکستان پبلک سکول علی پور چٹھہ گوجرانوالہ
16	محمد اشفاق	اول	عبداللہ پبلک سکول چک نمبر 6 ج ب شرقی نور پور نبی والا فیصل آباد
17	منشاء الحق	دوئم	مکان نمبر 14/113 ٹی سی گلی نمبر 5 محلہ کینال پارک مریدکے
18	سعدیہ حمید	دوئم	عبدالحمید بھٹی نیوز ایجنٹ لاری اڈہ شام کوٹ تحصیل چونیاں ضلع قصور
19	رشا منیر	سوئم	نوید پبلک سکول چک نمبر 2/D حجرہ شاہ مقیم اوکاڑہ
20	سیف الرحمن	سوئم	مونا گرائمر سکول بہاولپور روڈ ملتان
21	ملک کلیم اللہ	سوئم	62 گلبرگ پارک ریلوے روڈ نزد خیام روڈ سرگودھا
22	محمد احمد مختار	چہارم	فاطمہ جناح پبلک سکول مندر بلاک پیر محل
23	محمد عبدالرحمن	چہارم	عبدالرحمن ولد محمد فاروق چک نمبر 672/13 گ ب پیر محل تحصیل کمالیہ
24	عبدالعزیز	ششم	محلہ رسول پورہ گلی نمبر 10 گلہ برف خانے والا نزد جامع مسجد طیبہ اہلحدیث کرجاکھ گوجرانوالہ
25	ابوذر غفاری	ششم	الدعوۃ ماڈل سکول مرکز اقصیٰ قاسم باغ خانیوال
26	کلثوم عاشق	ہفتم	فاروق ماڈل مڈل سکول شامکوٹ نو ضلع قصور
27	یاسر رفیق	ہفتم	فدا ماڈل پبلک ایلیمنٹری سکول چاوکلا لانوالہ قصور
28	آمنہ بتول	ہفتم	محمد اسحاق چک نمبر 73 رب بنی بندالہ ڈاکخانہ کھرڑیانوالہ تحصیل جڑانوالہ
27	مریم منیر	سوئم	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول گاؤں کیلیانوالہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

نابینا عالم

یہ دسمبر 1994ء کی ایک سہانی صبح ہے۔ سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض شہر کی جامع مسجد میں ایک نابینا عالم سر پر سرخ رومال اوڑھے بیٹھا ہے۔ اس کے چاروں طرف بڑی بڑی کتابیں رکھے سینکڑوں طالب علم بیٹھے ہیں۔ ایک شاگرد بلند آواز میں کتاب سے عربی زبان میں عبارت پڑھتا۔ پھر استاد اس کی تشریح کرتا اور چاروں طرف بیٹھے طالب علم جلدی جلدی نوٹ کرتے جاتے۔ یہ استاد عالم اسلام کے ممتاز عالم دین الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ تھے۔

آپ ریاض شہر میں 12 ذی الحجہ 1330ھ کو پیدا ہوئے۔ تعلیم کا آغاز حفظ قرآن کریم چھوٹی عمر میں ہی کر دیا۔ ابھی آپ کی عمر 16 سال ہی تھی کہ آپ کو آنکھوں کا مرض لاحق ہو گیا نظر بہت کمزور ہو گئی۔ بیس سال کے تھے جب آنکھوں کی بینائی مکمل طور پر جاتی رہی لیکن آپ نے حصول تعلیم کی خاطر کسی بھی رکاوٹ کو آڑے نہیں آنے دیا۔ آنکھوں کی بینائی جانے کے باوجود آپ برابر علم حاصل کرنے کے لئے بہت سے علماء سے شرعی اور عربی علوم سیکھتے رہے۔

1372ھ میں آپ نے ریاضی کے المعہد العالی میں پڑھانا شروع کیا پھر 1373ھ سے 1380ھ تک ریاضی کے کلیۃ الشریعہ میں علوم فقہ اور توحید و سنت پڑھاتے رہے۔

اس کے بعد 1381ھ میں جامعۃ الاسلامیۃ مدینہ منورہ کے نائب رئیس مقرر ہوئے اور 1390ھ تک اسی منصب پر فائز رہے۔

1390ھ میں آپ کو اس جامعہ کا رئیس بنا دیا گیا اور 1395ھ تک آپ اس منصب پر قائم رہے۔

1391ھ میں فرمان شاہی کے تحت مفتی اعظم بنے۔ سعودی عرب میں یہ عہدہ وزیر کے رتبہ کے برابر ہے۔ اس کے علاوہ الشیخ عبدالعزیز بہت سی علمی اور اسلامی مجالس کے ممبر بھی رہے۔ جس میں سے چند ایک یہ ہیں۔

☆ مملکت سعودی عرب میں بڑے بڑے علماء کی انجمن کے آپ ممبر تھے۔

☆ اسی انجمن کے شعبہ دارالافتاء کی مستقل کمیٹی کے آپ رئیس تھے۔

☆ رابطہ عالم اسلامی کی مجلس تاسیسی کے آپ ممبر بھی تھے اور رئیس بھی۔

☆ مکہ مکرمہ میں مساجد کی اعلیٰ عالمی مجلس کے آپ رئیس تھے۔

☆ رابطہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی مجلس اعلیٰ کے آپ ممبر تھے۔

☆ مملکت سعودی عرب کی دعوۃ الاسلامیہ کی اعلیٰ انجمن کے آپ ممبر تھے۔ اس کے علاوہ کئی دوسرے اسلامی کام سرانجام دیتے تھے اور ہر جگہ مسلمانوں کے امور کا اہتمام کرتے تھے۔

دنیا بھر میں مختلف مقامات پر تعلیمی اور دعوت الی اللہ کے ادارے اور مراکز قائم۔

اور فلسطین، افغانستان، فلپائن وغیرہ کے مسلمان مجاہدین کی امداد کرتے رہتے تھے۔ آپ کو جہاد کا بہت شوق تھا۔ آپ نے جہاد کشمیر کی فضیلت کی بارے میں بھی فتویٰ دیا۔

آپ کی نمایاں خوبیاں: نرمی اور قناعت پسندی تھی۔ آپ حق گوئی کے لئے بہت دلیر تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ سے سب محبت کرتے تھے اور آپ جہاں کہیں بھی ہوتے۔ آپ کے علم و فضل سے استفادہ اور اپنے مسائل کے حل کے لئے آپ کے گرد لوگوں کا ہجوم رہتا تھا۔

صالح العصمی

الشیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ 26 محرم الحرام 1420ھ بمطابق 13 مئی 1999ء کو طائف میں وفات پا گئے۔ جمعۃ المبارک کے روز نماز جمعہ کے بعد ان کا نماز جنازہ مسجد الحرام مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کے امام الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل نے پڑھائی۔ نماز جنازہ اسلامی ممالک کے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

خطوط بھیجنے والے ننھے مجاہد

گوجرانوالہ: مریم منیر ولد منیر احمد۔ عدیل شہزاد بٹ ولد محمد بشیر بٹ۔ اسامہ آصف بن محمد آصف۔ عثمان حیدر۔ فاہرہ مجاہدہ۔ عبداللہ اختر ولد اختر علی۔ حافظ عتیق الرحمٰن مجاہد۔ حافظ حبیب الرحمٰن۔ نزہت ریاض۔ فرح ناز۔ عفیفہ عرفان۔ انیس سرور **لاہور:** اقراء اینڈ اقصیٰ۔ محمد احمد۔ محمد بن سلیم۔ مسفرہ نورین۔ خنساء بن عبدالوحید۔ عائشہ حامد۔ سارہ حامد **فیصل آباد:** محمد اشفاق ولد محمد اقبال۔ عبدالسلام بن محمد امین۔ محمد امجد ولد محمد اشرف۔ آمنہ بتول۔ نبیلہ ناز۔ طلحہ عبداللہ۔ سعدیہ عبداللہ۔ تہمینہ رفیق۔ سلمان رفیق۔ **کراچی:** عظمیٰ خالد۔ افسانہ آصف **نارووال:** عائشہ شوکت **چارسدہ:** کاشف الرحمٰن ولد محمد افضل **مرید کے:** فیصل مشتاق۔ اخت ابوطلحہ **پیر محل:** محمد مختار بن محمد مختار **رحیم یار خان:** مزمل احمد۔ ابو مغیرہ ثانی۔ محمد نعمان سعید **بہاول نگر:** محمد مجیب ولد ذوالفقار علی **بہاول پور:** نبیلہ امینا **سلام آباد:** ثمامہ نعیم۔ فاکہہ نعیم **شامکوٹ نو ضلع قصور:** کلثوم عاشق۔ سعدیہ حمید۔ شاہد اقبال۔ ابرار احمد سلفی۔ بقاپور کی بن عبدالحق **مغلانوالہ:** عبدالرحمٰن خلیل **سیالکوٹ:** ایم لطیف۔ ماسٹر رضاء اللہ بیگ۔ وقاص عبدالسلام۔ بنت علم الدین انصاری۔ طلحہ اسلم۔ فاطمہ عبدالحمید **خانیوال:** فاخرہ بنت عبداللہ۔ ابوذر غفاری ولد میاں ڈپٹی نذیر احمد **بھکر:** رضاء اللہ خالد ظہیر۔ عطاء اللہ طاہر۔ محمد اسماعیل ولد مقصود احمد **اوکاڑہ:** شہزادا اشرف۔ محمد وقاص اشرف ابوانس محمد ندیم۔ مرسلہ وقاقص اشرف۔ رخسانہ احمد علی **شیخوپورہ:** بنت محمد اسحاق مغل۔ محمد وسیم شہزادہ۔ فرحت تسنیم۔ ابوبکر عثمانی۔ فائزہ سعید۔ اسامہ اکرم ولد محمد اکرم۔ شفقت محمود باجوہ۔ ابو عبدالرحمٰن **وہاڑی:** زاہد اقبال۔ اشفاق علوی اخت ابوطلحہ۔ نوید احمد ولد محمد؟ **راجن پور:** عذرا غفور **مظفر گڑھ:** عبدالحفیظ تائب بن اللہ بخش **ساہیوال:** محمد ناصر ٹھیکیدار۔ جاوید سلیم۔ خزیم سعد یونس۔ محمد عدنان **ملتان:** ابورضوان جاوید۔ ابوبلال یاسر۔ ماریہ شعیب ولد محمد شعیب۔ جاوید اسماعیل۔ عبدالمھیمن معاذ۔ فاطمہ بنت عبداللہ۔ **کوٹلی:** عدنان احمد کھوئی رٹہ **سرگودھا:** بردار بخش۔ محمد اشرف۔ ملک کلیم اللہ ولد عبدالقیوم۔ اسماء بنت عبدالجبار۔ اخت ابوطلحہ۔ محمد مزمل۔ خدیجہ غضنفر **جھنگ:** محمد افتخار فاروق صدیقی۔ وضاحت اللہ ولد صداقت اللہ **مختلف شہروں سے:** محمد انعام اللہ رستم توحید آباد۔ ابتسام علی شاہ بن سید ذاکر حسین شاہ۔ منظور احمد ہاشمی قلعہ داؤ کے۔ کھڈیاں خاص پروین شمس الدین۔ عبدالرحمٰن بن محمد فاروق ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ محمد نعمان رانا شجاع ہاشم فیاض، قلعہ دیدار سنگھ۔ محسن رشید شریفی۔ علی شریف ضلع گانگھے۔ نعمان علی ماموں کانجن۔ ابتسام الٰہی ظہیر ساجد نوکھر۔ یاسر رفیق چاہ کلانوالہ۔ رضوانہ سعدیہ چونیاں۔ محمد ہمایوں ڈاگی نوشہرہ، رباب عبدالغنی ،خوشاب۔ سیف الرحمٰن۔ میاں احسان الحق، کھاریاں

آصف خورشید

پہلا وار

وادی کشمیر میں جوں جوں بھارتی مظالم میں اضافہ ہورہا تھا۔ جہاد کے میدانوں میں اسی طرح بڑھ بڑھ کر کشمیری نوجوان قربانیاں پیش کررہے تھے۔ عمیر ابھی چھوٹا سا ہی تھا۔ جب اس کے چچیرے بھائی اور خالہ زاد بھائی مجاہدین کے ساتھ شامل ہوکر بھارتی افواج کے خلاف حملے کررہے تھے۔ دوسرے لوگوں کی طرح عمیر کو بھی سرسبز پہاڑوں کے درمیان گھری ہوئی اپنی وادی سے بہت پیار تھا۔

عمیر کا گاؤں اننت گاؤں (اسلام آباد) سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر واقع تھا۔ گاؤں کے ساتھ ہی ایک بڑا سا چشمہ تھا جس کا پانی صاف، شفاف اور کہیں کہیں گہرا بھی تھا۔ بھارتی فوجی آئے دن اس گاؤں کا کریک ڈاؤن کرلیتے اور پھر عمیر کے خاندان کی شامت آجاتی۔ کیونکہ وہ سب جانتے تھے کہ ان کے گھر مجاہدین کا آنا جانا ہے۔ یہی نہیں بلکہ گاؤں میں آرمی والوں کو جس پر بھی شک پڑجائے اس پر بے حد ظلم وتشدد کیا جاتا تھا اور بعض نوجوانوں کو پکڑ کر لیجاتے۔ جن میں کچھ نوجوان تو ان کے ظلم کی وجہ سے شہید بھی ہوجاتے اور کچھ معذور ہوجاتے تھے۔ عمیر نے اسکول جانا شروع کیا تو راستے میں آتے جاتے آرمی نے اسکو بھی تنگ کرنا شروع کردیا۔

ایک دفعہ سخت سردی کا موسم تھا۔ برف باری ہورہی تھی۔ گاؤں کے اردگرد کے پہاڑ برف سے اٹے ہوئے تھے۔ رات کی تاریکی میں آرمی نے گاؤں کا کریک ڈاؤن کرلیا۔ کریک ڈاؤن میں آرمی والے سارے گاؤں کا محاصرہ کرلیتے اور پھر دن کی روشنی میں تمام گاؤں والوں کو ان کے گھروں سے باہر سخت سردی میں کھڑے ہونے پر مجبور کیا جاتا اور چند بھارتی فوجی گھر گھر تلاشی شروع کردیتے۔ اس دوران ان کو کوئی بھی قیمتی چیز نظر آجاتی تو اس پر قبضہ جمالیتے اور تمام لوگ بے بسی کے ساتھ دیکھنے کے سوا اور کچھ نہیں کرسکتے تھے۔ پھر ایک مخبر، جس نے چہرے پر سیاہ کپڑا باندھا ہوتا، ایک گاڑی کے اندر بٹھا دیا جاتا اور اس کے سامنے باری باری تمام نوجوانوں کو گزارا جاتا۔ جس نوجوان کی طرف وہ اشارہ کردے، اسے بغیر کسی ثبوت کے پکڑ لیا جاتا۔ اس روز عمیر کے ابو اور اس کا بڑا بھائی نماز فجر ادا کرکے مسجد سے واپس آرہے تھے کہ راستے میں آرمی والوں نے پکڑ لیا اور پوچھا کہاں سے آرہے ہو، عمیر کے ابو نے جواب دیا ہم نماز پڑھ کر آرہے ہیں۔ لیکن ان درندوں نے ان کو پکڑ لیا۔ ان پر الزام لگایا کہ تم یقیناً اس وقت مجاہدین کو کھانا دے کر آرہے ہو اور ان پر تشدد شروع کردیا۔ عمیر کے ابو کو انہوں نے ٹھنڈے پانی میں غوطے دیئے جس سے وہ بے ہوش ہوگئے۔

عمیر اور اس کے گھر والے اس واقعہ کے بعد بہت پریشان ہوئے، لیکن وہ کچھ نہیں کرسکتے تھے۔ اس کے باوجود ان کے عزم میں کوئی کمی نہیں آئی بلکہ وہ پہلے سے بھی زیادہ مجاہدین کی خدمت کرنے لگے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آزادی کے لئے قربانیاں دینا ہی پڑتی ہیں اور میدان جہاد تو ہے ہی آزمائشوں کا نام۔ اپنے رب پر انہیں مکمل بھروسہ تھا کہ وہ دن ضرور آئے گا جب وہ ان ظالموں سے آزادی حاصل کرکے انہیں وادی سے نکلنے پر مجبور کردیں گے۔ عمیر ابھی پانچویں کلاس میں ہی تھا کہ بھارتی فوجیوں کے زیادہ تنگ کرنے کی وجہ سے اس نے اسکول جانا بند کردیا۔ چودہ سال کی عمر میں بھارتی فوجی عمیر اور اس کے چچا کو گرفتار کرکے اپنے کیمپ میں لے گئے جہاں انہیں بدترین تشدد کا سامنا کرنا پڑا۔ عمیر کے سامنے اس کے چچا کے بازو سے گوشت نکالا اور پھر اس کے اوپر نمک چھڑک دیا۔ جس سے اس کے چچا کی چیخیں بلند ہوتیں یہ سارا کچھ دکھا کر عمیر کو کہا جاتا کہ وہ مجاہدین کی ہائیڈ کے بارے میں بتادے، جہاں وہ رہتے ہیں لیکن عمیر ایک ہی جواب دیتا کہ میں مسلمان ہوں اور میرا دین اس کی اجازت نہیں دیتا۔ وہ غصے سے پھر عمیر کو مارنا شروع کردیتے۔ ایک دفعہ پہلے اس کے چچا کو الٹا لٹکایا گیا اور چھڑی کے ساتھ پیٹا، پھر نیچے اتار کر اس کو کرنٹ لگایا تاکہ عمیر ڈر جائے اور انہیں مجاہدین کے متعلق بتادے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ جن بچوں کی مائیں انہیں خالد بن ولید ؓ، خباب ؓ، حضرت بلال ؓ اور حضرت عمار بن یاسر ؓ کی کہانیاں سنایا کرتی ہیں اور وہ کس قدر ایمان میں مضبوط ہوا کرتے ہیں۔

ہر طرح کے تشدد کے باوجود عمیر نے کچھ بتانے سے انکار کردیا تو آخری حربے کے طور پر انہوں نے اس کے پاؤں کے نیچے ڈنڈے مارنے شروع کردیئے اور اس کے بعد پلاس سے انگوٹھے کا ناخن نکال دیا۔ درد کی شدت سے جب عمیر نے چیخنا شروع کیا تو فوجی قہقہے لگاتے اور کہتے کہ ابھی وقت ہے۔ مجاہدین کو چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ تعاون کرو لیکن ان کا یہ حربہ بھی بری طرح ناکام ہوگیا۔ اب انہوں نے عمیر کے گھر والوں سے 25 ہزار روپے لے کر انہیں چھوڑ دیا۔

آہستہ آہستہ عمیر کے دل میں انتقام کا جذبہ جوان ہونے لگا۔ دن رات اٹھتے بیٹھتے اس کے دل میں ایک نعرہ بلند ہونے لگا۔

انتقام! اور صرف انتقام......!

دن گزرتے گئے۔ عمیر نے اپنے خالہ زاد بھائی کے ساتھ بس کنڈیکٹری شروع کردی۔ وہ صبح صبح اٹھتا، بس کو صاف کرتا اور پھر سارا دن سواریوں سے کرایہ لیتا، اور اسلام آباد اسلام آباد کی آوازیں لگاتا لیکن اس دوران اس کے دل سے جذبہ جہاد کم نہیں ہوا۔ جس کا اظہار وہ اپنے خالہ زاد بھائی سے گاہے بگاہے کرتا رہتا تھا۔ اسی طرح ایک دن اس کی ملاقات مجاہدین کے ضلع کمانڈر عمار ثانی سے ہوگئی اور عمار ثانی نے اس کو اسلام آباد کے ایک بنکر کی ریکی کرنے کے لئے کہا۔ عمیر تو پہلے ہی تیار تھا۔ اب بس جونہی اسلام آباد پہنچتی۔ عمیر اپنے کزن سے اجازت لے کر شہر نکل جاتا اور بھارتی آرمی کے ایک بنکر کے گرد چکر لگا کر آجاتا اس طرح جب اس نے بنکر کی مکمل ریکی کرلی تو عمار ثانی نے اسے کارروائی کرنے کے لئے کہا۔ اب وقت آگیا تھا کہ عمیر اپنے اندر انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرتا۔ اس نے عمار ثانی سے ہینڈ گرنیڈ چلانے کی ترکیب سیکھی اور چند ہی دنوں میں وہ اس میں ماہر ہوگیا۔

آج عمیر انتہائی خوش تھا کیونکہ آج اسے ایک فدائی کارروائی کرنا تھی اور اپنے اوپر کئے گئے تشدد کا انتقام لینا تھا۔ معمول کی طرح اس نے امی ابو کو سلام کیا اور اپنی بڑی بہن سے مل کر گھر سے نکل کر بس کے پاس آیا۔ جونہی بس چلی اس نے سواریوں سے کرایہ لینا شروع کیا۔ اس نے فیرن (کشمیری کھلا لباس) پہنا ہوا تھا۔ جس کے اندر اس نے 4 عدد

گرنیڈ چھپائے ہوئے تھے۔بس اڈے پر پہنچی تو تمام سواریاں ایک ایک کر کے نیچے اتر گئیں۔عمیر بھی بس سے اترا اور اس بنکر کی طرف چل پڑا۔جونہی وہ بنکر کے قریب پہنچا اس نے دیکھا کہ ایک میجر کرسی پر بیٹھا ہوا کسی سے چائے بنانے کا کہہ رہا تھا۔عمیر بنکر کے پاس سے گزر گیا......اسی طرح اس نے دو تین دفعہ آرمی سے بچ کر کیمپ کے گرد چکر لگائے۔اب وہ وقت قریب آپہنچا تھا، جس کا عمیر کو انتظار تھا۔عمیر نے فیرن کے نیچے ہینڈ گرنیڈ کو چیک کیا اور ایک گرنیڈ مضبوطی سے پکڑ لیا......اپنے ہدف کی طرف بڑھتے ہوئے اس پر تھوڑی سی گھبراہٹ طاری ہوئی، وہ تھوڑا سا ڈرا لیکن جلد ہی اس نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پا لیا۔اب اس نے دیکھا کہ ایک فوجی چائے کے برتن اٹھائے میجر کی طرف جا رہا تھا۔اس نے بسم اللہ پڑھی اور گرنیڈ کی پن نکال کر اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے اس کی طرف اچھال دیا۔گرنیڈ ہاتھوں سے نکل کر پلیٹ میں جا گرا اس سے پہلے کہ فوجی کچھ سمجھتا، ایک زوردار دھماکہ ہوا اور اس کی چیخ بلند ہوئی، عمیر نے فوراً دوسرا گرنیڈ نکالا کر اسے میجر کی طرف پھینک دیا اور پھر یکے بعد دیگرے دوسرے گرنیڈ بھی پھینک دیئے۔

اب بھارتی آرمی کی چیخیں بلند ہو رہی تھیں لیکن عمیر کے دل میں اطمینان تھا، اس نے فوراً اس جگہ کو چھوڑا اور بس اڈے کی طرف چلا دیا جلد ہی وہ بس اڈے پر پہنچ گیا جہاں اس نے اپنا فیرن اتار کر ایک سیٹ کے نیچے رکھ دیا اور اطمینان سے گریس نکال کر بس کے نیچے بیٹھ کر مختلف پرزوں میں گریس ڈالنے لگا۔اب آرمی نے علاقے کا گھیراؤ کر کے تلاشی لینا شروع کر دی لیکن عمیر تو اب کنڈیکٹر بن کر گریس دینے میں مصروف تھا۔آرمی والے یہاں بھی پہنچے لیکن اسے کام کرتا دیکھ کر واپس چلے گئے۔تھوڑی دیر بعد عمیر اطمینان سے اٹھا اور اپنے خالہ زاد کے پاس آکر اس سے باتوں میں مصروف ہو گیا۔اس نے اپنے انتقام کی پہلی قسط چکا دی تھی۔

پیارے بچو! عمیر اب جوان ہو چکا ہے اور کئی معرکوں میں حصہ لے چکا ہے لیکن اس کا عزم اب بھی بلند ہے۔اسے پتا ہے کہ جب تک انڈین فوج کا ایک ایک سپاہی اس کے وطن سے نکل نہیں جاتا اسے اپنے مشن کو جاری رکھنا ہے۔خواہ اسے شہادت کی موت ہی کیوں نہ نصیب ہو۔

☆☆☆

رحمت کے بادل

گرمیوں کا موسم تھا اور دوپہر کی چلچلاتی دھوپ ہر طرف صحرائی علاقہ تھا۔گرمی اتنی شدید تھی کہ کہیں کسی انسان یا جانور کا نام ونشان نہیں تھا۔پرندے اپنے گھونسلوں میں دبکے پڑے تھے۔ہر کوئی گرمی سے سخت پریشان تھا۔اچانک ایک طرف سے مٹی کا بادل اٹھا اور ادھر ادھر بکھر گیا۔اس کے ساتھ ہی ایک گھوڑ سوار آدمی نمودار ہوا وہ آدمی سفر کی تھکاوٹ سے چور تھا اوپر سے گرمی کی وجہ سے اس کا برا حال ہو چکا تھا۔کچھ دیر وہ سائے کی تلاش میں ادھر ادھر پھرتا رہا۔لیکن اسے کہیں سائے کا نام ونشان نہ ملا۔بھوک اور پیاس کی وجہ سے اس کا برا حال ہوتا جا رہا تھا۔اس نے اپنا توشہ دان کھولا اور اس میں سے پانی پیا اور اللہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آگے چل پڑا۔اس نے ہمت نہ ہاری اور سائے کو تلاش کرنے لگا آخر کار اسے سایہ مل ہی گیا یہ سایہ ایک گھنے درخت کا تھا۔اس نے گھوڑا ایک طرف باندھا اور خود آرام کی غرض سے لیٹ گیا۔اس کا منہ آسمان کی طرف تھا۔آسمان پر سوائے سورج کے کوئی چیز نہ تھی کہیں بادل کا کوئی ٹکڑا بھی نہیں تھا۔اسے تھوڑی دیر بعد نیند آ گئی۔وہ نیند کی آغوش میں چلا گیا۔اسے سوئے ہوئے تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ آسمان سے بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا اس کے ساتھ ہی اس کے اندر سے آواز آئی۔

وہ آواز کو سن کو فوراً اٹھ گیا۔پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر گھومنے لگا وہ سوچنے لگا کہ یہ کون اتنی گرمی میں ادھر آیا ہے۔وہ اسی پریشانی میں دوبارہ اس جگہ آ کر بیٹھ گیا۔جہاں سے اٹھ کر گیا تھا، ابھی وہ کچھ سوچ ہی رہا تھا کہ آواز پھر آئی کہ اے بادل آج تو نے میرے حکم سے فلاں شخص کے کھیت میں پانی برسانا ہے۔اجنبی مسافر اسی وقت گہری سوچ میں ڈوب گیا اور سوچنے لگا کہ آخر کون اتنا خوش قسمت انسان ہے کہ جس کا نام بادلوں میں گونجتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بادلوں کو حکم ہو رہا ہے کہ اس کے کھیت کو پانی پلاؤ۔یہ سوچ ذہن میں آتے ہی اس نے اسے تلاش کرنا شروع کر دیا۔اتنے میں بادلوں کے اندر سے پانی برسنے لگا۔بارش شروع ہوئی اور زمین پر پانی جمع ہو کر نالی میں اس آدمی کے کھیت کی طرف بہنے لگا۔مسافر نے پانی کے ساتھ ساتھ گھوڑا دوڑانا شروع کر دیا۔اچانک وہ دیکھتا ہے کہ یہ پانی ایک ایسے کھیت میں جا رہا ہے کہ وہ سرسبز وشاداب لہلہا رہا ہے۔

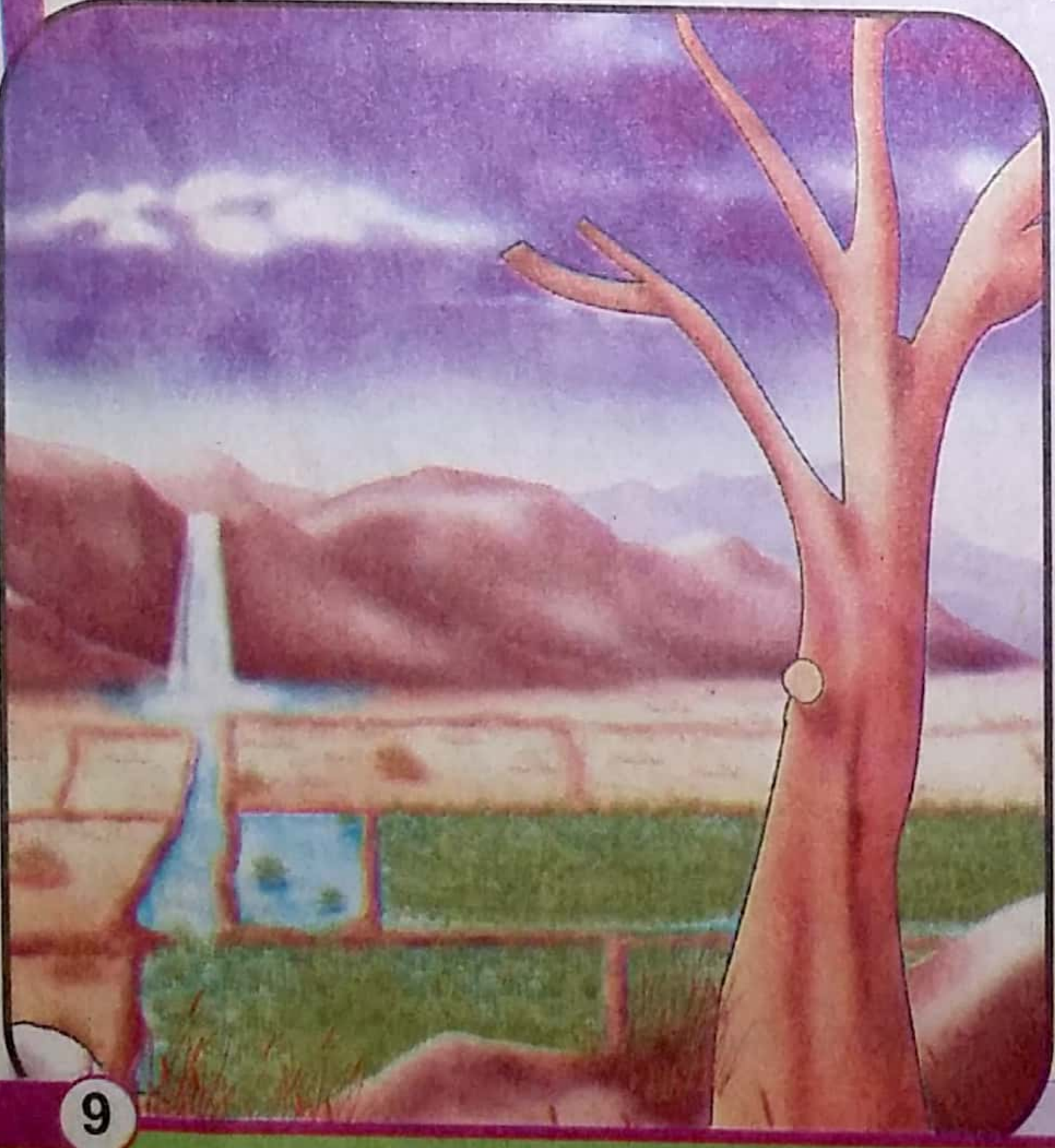

جبکہ اس کے اردگرد تمام کھیت سوکھ چکے ہیں۔وہ کھیت کے اردگرد چکر لگانے لگا اس نے دیکھا کہ سفید رنگ والا آدمی زمین ہموار کر رہا تھا۔مسافر نے اس کسان کے قریب جا کر کہا: السلام علیکم! کسان نے سلام کا جواب دیا۔اجنبی مسافر نے پوچھا: تیرا نام کیا ہے؟ آدمی نے کہا: میرا نام عبداللہ ہے۔مسافر بولا خدا کی قسم میں نے تیرا نام بادلوں میں سنا ہے۔بتا آخر تیرا کونسا ایسا عمل ہے۔اور تو خوش قسمت کہ تیرا نام بادلوں میں آتا ہے۔کسان نے جواب دیا: میرا عمل تو خاص کوئی نہیں ہے۔صرف اتنا سا کام کرتا ہوں کہ جب میری فصل پک کر تیار ہوتی ہے تو میں اس کے تین حصے کرتا ہوں، ایک حصہ غریبوں، مسکینوں کے لئے اور دوسرا حصہ زمین کے لئے تیسرا حصہ بیوی بچوں کے لئے رکھتا ہوں۔اجنبی مسافر سمجھ گیا کہ واقعی یہ عمل اللہ کو بہت پسند ہے۔

اس نے اسے سلام کیا اور آگے چل پڑا۔

پیارے مجاہدو! گندم پک کر تقریباً تیار ہو چکی ہے لہٰذا سب کو چاہیے کہ اس میں سے کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کا خیال کریں۔اس کی راہ میں اس گندم سے حصہ نکال کر اللہ کے محبوب بندے بن جائیں۔

محمد فیصل محمود، کاموکی

گلدستہ

جہاد فنڈ میں سبقت

غزوہ تبوک کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ نے جہاد کے لئے فنڈ کی ترغیب دلائی تو مخلص اور سچے مسلمانوں نے تنگی اور قحط سالی کے باوجود ایسی عظیم مثالیں قائم کیں کہ جو قیامت تک ہمیں نیا جذبہ فراہم کرتی رہیں گی۔ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے گھر کا سارا سامان لا کر جہاد فنڈ میں جمع کروادیا۔ پوچھا گیا کہ گھر کیا چھوڑ آئے ہو تو بولے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام کے علاوہ کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے گھر کے سامان کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور نصف سامان خدمت نبوی ﷺ میں پیش کردیا۔ سیدنا عثمان ؓ نے مجموعی طور پر 900 اونٹ ایک سو گھوڑے، ساڑھے انتیس کلو چاندی اور ساڑھے پانچ کلو سونا خدمت اقدس میں پیش کردیا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج کے بعد عثمان ؓ نیکی کا کوئی عمل نہ بھی کرے تو بھی (اس کے جنت میں جانے کے لئے) کافی ہے''۔

عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے 29.50 کلو چاندی اور حضرت عاصم بن عدی نے کھجوریں وغیرہ خدمت نبوی ﷺ میں پیش کیں۔ خواتین نے اپنے زیورات اتار دیئے۔ ایک انصاری صحابی ابو عقیل ؓ ساری رات کنواں چلاتے رہے اور چار کلو چھوہارے اجرت ملی۔ دو کلو جہاد فنڈ اور دو کلو بال بچوں کے لئے لے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان چھوہاروں کو سارے مال پر بکھیر دو۔ (الرحیق المختوم)

شازیہ اکرم، دیپال پور

''گوہر نایاب''

☆ جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

☆ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے (دوسرے) مسلمان محفوظ رہیں۔ (بخاری و مسلم)

☆ جو مسلمان کوئی درخت لگائے یا کھیتی کرے اور اس میں سے کوئی پرندہ یا انسان یا جانور کھائے تو اس باغ لگانے والے اور کھیتی کرنے والے کو صدقہ کا ثواب ملے گا۔ (بخاری)

☆ دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی اجنبی یا مسافر دوران سفر کچھ دیر کے لئے ٹھہر جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

☆ خیرات (اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرنا) اللہ کے غصے کو دور کرتی ہے۔ (بخاری)

☆ قیامت کے دن جانداروں کی تصاویر بنانے والوں کو سب سے زیادہ عذاب ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

☆ قطع رحمی کرنے (رشتے ناطے توڑنے) والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

☆ سچا امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور صلحاء شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ (بخاری)

سدرہ سحر عمران، اسٹیل ٹاؤن۔ کراچی

دنیا کی کچھ بلند ترین عمارات

عمارت:	شہر کا نام	منزلیں
سیئرز ٹاور:	شکاگو امریکہ	110
کرسلر:	نیویارک امریکہ	107
امپائر اسٹیٹ:	نیویارک امریکہ	101
سٹینڈرڈ آئل:	شکاگو امریکہ	100
جان ہنکاک:	شکاگو امریکہ	100
بنک آف مان ہٹن:	نیویارک امریکہ	71
آرسی اے بلڈنگ:	نیویارک امریکہ	70
60 وال ٹاور:	نیویارک امریکہ	67
فائر ٹاور پیلس:	شکاگو امریکہ	64
یونائٹڈ کیلیفورنیا بنک:	لاس اینجلس امریکہ	62
ایم ایل سی سنٹر:	سڈنی آسٹریلیا	70
کارلٹن سنٹر:	جوہنسبرگ	50
یاسودا کسائی:	ٹوکیو جاپان	43
یوکرین ہوٹل:	ماسکو روس	34
میخائل لوموتوسوف:	ماسکو روس	34
حبیب بنک پلازہ:	کراچی پاکستان	24

حبیب الرحمن حاصل پور

محنت کی عظمت

محنت کا چلن ہم کو احساس دلاتا ہے
ہر فردِ جفاکش کا اللہ سے ناتا ہے
کرتے ہیں گوارا جو محنت کو، مشقت کو
ان کے لئے رحمت کا انعام بھی آتا ہے
روزی جو کماتا ہے، مضبوط سی بانہوں سے
گویا وہ گزرتا ہے، ایمان کی راہوں سے
مزدور کی صورت میں یہ حق کا نمائندہ
ہوتا ہے فقیری میں بہتر کئی شاہوں سے
سچ پوچھو تو محنت ہی اک ایسی عبادت ہے
جو عالمِ ہستی میں ایماں کی حرارت ہے
اللہ کی راہوں میں رتبہ ہے جو محنت کا
بیداد زمانے میں حق اس کی شہادت ہے
محنت کے تقدس کا جو شخص بھرم رکھے!
اس شخص پہ دنیا میں اللہ کرم رکھے!

ناصر زیدی

دھمکیوں سے ڈرانا کسی اور کو

بدلتے تیور دکھانا کسی اور کو   اس طرح سے آزماؤ کسی اور کو
ہم تیرے رعب میں آنے والے نہیں   دھمکیوں سے ڈرانا کسی اور کو
ہم نے دیکھا ہے بس زور بازو تیرا   اپنی آنکھیں دکھانا کسی اور کو
ہم تو واقف ہیں عیاریوں سے تیری   یوں ہی احمق بنانا کسی اور کو
رخ ہے شاہین کا غوری کا تیری طرف   کیوں نشانہ ہے بنانا کسی اور کو
ہم تو شوق شہادت سے سرشار ہیں   اسلحے سے ڈرانا کسی اور کو
اہل ایماں کے دم سے ہے قائم جہاں   اس زمین سے مٹانا کسی اور کو
تیری نسلیں مسلماں کی مملوک ہیں   اپنے آگے جھکانا کسی اور کو
ہم مظالم کے رستے میں مثل چٹان   راستے سے ہٹانا کسی اور کو
تم ہو مسلم سے کس درجہ سہمے ہوئے   راز یہ مت بتانا کسی اور کو

عبدالواحد، حاصلپوری

احسان ساجد

قسط نمبر 2

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن

حلیمہ گاؤں سے مکہ آئی تو بڑی تنگی کی حالت میں تھی۔ وہ قحط سالی کے دن تھے اور قحط بھی اس قدر شدید تھا کہ اس نے کچھ باقی نہ چھوڑا تھا۔ کھانے پینے کی اشیاء کی بہت زیادہ قلت ہوگئی تھی۔ گھر میں جمع کیا ہوا غلہ جب ختم ہوگیا تو ان کے پاس صرف ایک اونٹنی رہ گئی تھی جس سے وہ کچھ دودھ حاصل کرلیتے تھے۔ البتہ کبھی کبھار کچھ کھجوریں کہیں سے مل جاتیں لیکن وہ اتنی کم ہوتیں کہ ایک وقت کا گذر بھی نہ ہوتا۔ اب صرف ایک اونٹنی تھی جس کے دودھ پر گزر بسر تھی لیکن قحط سالی کی وجہ سے اونٹنی کا دودھ بھی سوکھ گیا اور حالات یہ ہوگئے کہ دودھ دھونے کی کوشش کرتے تب بھی تو ایک قطرہ دودھ نہ آتا۔

اس قدر تنگ دستی کے عالم میں جب حلیمہ سعدیہ نے اپنے خاوند اور گاؤں کی دیگر عورتوں کے ساتھ مکہ کا رخ کیا تو ان کے پاس ایک سفید رنگ کی گدھی تھی جو قحط سالی کی وجہ سے خوراک کی محرومی کا شکار تھی اور اس قدر کمزور ہو چکی تھی کہ اس کا چلنا بھی دشوار تھا۔

قافلہ میں شامل دوسرے لوگ چلتے چلتے دور نکل جاتے اور لاغر و کمزور گدھی خراماں خراماں چلتی ان سے بہت پیچھے رہ جاتی۔ گدھی کی سست رفتاری سے نہ صرف حلیمہ سعدیہ تنگ تھی بلکہ پورا قافلہ عاجز آگیا تھا۔ خدا خدا کر کے مکہ آیا اور قافلے والیاں بچوں کو گود لینے کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئیں اور حلیمہ سعدیہ بنو مطلب کے سردار عبدالمطلب کے پاس چلی آئی۔ ان کے ساتھ بچے کے متعلق بات چیت کی اور دو سال کا معاہدہ طے پا گیا۔ عبدالمطلب نے اپنے پوتے محمد کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیا۔ حلیمہ محمد ﷺ کو لئے اپنے علاقے کی طرف چل دی جہاں اس کے قبیلے بنو سعد کے لوگ آباد تھے۔

حلیمہ سعدیہ محمد ﷺ کو گود میں لئے اپنی مریل سفید گدھی پر سوار ہوئی تو گدھی کے چلتے ہی انہیں ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

جو گدھی آتے ہوئے سست رفتاری سے چل رہی تھی اور پورے قافلے کے پیچھے رہتی تھی وہ اب اس قدر تیز چلنے لگی تھی کہ سارے قافلے سے آگے تھی اور قافلے میں شامل ساری عورتیں گدھی کی تیز رفتاری پر حیران و پریشان تھیں۔ خود حلیمہ سعدیہ اور اس کا شوہر حارث بھی حیران تھا کہ آخر اس مریل گدھی میں اتنی طاقت کہاں سے آگئی ہے۔ قافلے والی عورتیں پکار کر حلیمہ سے کہتیں: ابو ذویب کی بیٹی! ارے یہ کیا معاملہ ہے ذرا ہمیں بھی تو بتا۔ یہ گدھی تو وہی ہے لیکن اس میں تیزی کہاں سے آگئی۔ حلیمہ اپنی ہم سفر عورتوں کو جواب میں کہتی۔ یہ کیا معاملہ ہے؟ یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں۔ اس بات کی طرف تو ان کا دھیان ہی نہ گیا تھا کہ جو بچہ انہوں نے گود میں لیا ہے۔ ہو نہ ہو یہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکتوں کا نزول ہو۔

حلیمہ سعدیہ اپنی گدھی کی تیز رفتاری کی وجہ سے سب سے پہلے گھر پہنچی۔ گھر پہنچنے کے بعد پے در پے ان کے ساتھ ایسے واقعات پیش آئے کہ انہیں شدید حیرت ہونے لگی۔

حلیمہ سعدیہ نے گھر پہنچتے ہی محمد ﷺ کو دودھ پلانے کے لئے سینے سے لگایا تو دودھ کی فراوانی ہوگئی۔ کہاں یہ حال تھا کہ محمد ﷺ کو گود میں لینے سے پہلے جو بچہ ان کی پرورش میں تھا۔ وہ دودھ کی کمی کی وجہ سے بلکتا رہتا تھا۔ وہ رات بھر روتا رہتا۔ اب دودھ اس قدر زیادہ تھا کہ نہ صرف محمد ﷺ جی بھر کر پیتے بلکہ ان کا رضائی بھائی بھی سیر ہو کر دودھ پیتا۔

ادھر حارث نے اونٹنی کا دودھ دھونے کے لئے اونٹنی کو پکڑا اور ایک چھوٹا سا برتن لے کر اس کے نیچے بیٹھ گیا۔ جس اونٹنی کے تھنوں میں دودھ کا قطرہ ڈھونڈنے سے نہ ملتا تھا اس کے تھن دودھ سے بھرے پڑے تھے۔ حارث نے دودھ دھویا اور اس قدر دھویا کہ برتن بھر گیا۔ حارث نے دوسرا برتن لیا وہ بھی بھر گیا۔ جب کہ اونٹنی کی یہ حالت تھی کہ اس کے تھن دودھ سے لبریز تھے۔

دونوں میاں بیوی نے جی بھر کر دودھ پیا اور دونوں بچوں کو بھی پلایا۔ وہ رات بے فکری سے میٹھی نیند سوئے۔ اگلے روز بھی برکت کے ایسے واقعات ہوئے کہ دونوں میاں بیوی حیران رہ گئے۔

حلیمہ نے حارث سے کہا:

"حارث! کہاں وہ دن تھے جب یہ اونٹنی ایک قطرہ دودھ نہ دیتی تھی اور ہمیں پیٹ بھر کر دودھ پینے کو نہ ملتا تھا۔ اسی طرح ہماری کفالت میں جو بچے ہیں وہ بھی اکثر بھوکے ہی رہتے تھے۔ خوراک کی کمی کی وجہ سے ہم اس قدر فکر مند ہوتے تھے کہ رات کو ٹھیک سے نیند نہ آتی تھی۔ ہم بارش کے منتظر رہتے تھے اور خوشحالی کی آس لگائے بیٹھے تھے اور کہاں یہ حال ہے ہم پر رزق کی فراوانی ہی فراوانی ہے۔"

حارث نے جواب دیا:

"حلیمہ! یہ دیکھ کر تو میں خود بھی حیران ہوں"۔

اور میں نے یہ نوٹ کیا ہے کہ جب سے ہم نے محمد ﷺ کو گود میں لیا ہے تب سے یہ صورتحال ہے

"میرا ابھی یہی خیال ہے"۔ حارث نے بیوی کی تائید کی۔

محمد حلیمہ سعدیہ کے گھر کیا آئے جیسے ان کے گھر میں بہار آگئی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے گھر میں برکت فرما دی تھی۔ ان کے گھر میں آسائش تھی۔ وہ پہلے قحط سالی کی وجہ سے بھوک کے ہاتھوں پریشانی تھے اور اب محمد ﷺ کی وجہ سے رزق کی کثرت کی وجہ سے حیران تھے۔

جو دائیاں ان کے ساتھ مکہ میں بچے گود لینے گئی تھیں۔ انہوں نے جب یہ کچھ دیکھا تو افسوس سے ہاتھ ملنے لگیں کہ کاش! وہ اس بچے کو یتیم ہونے کی وجہ سے نہ چھوڑتیں۔ لیکن اب تو وقت گزر چکا تھا۔ محمد ﷺ حلیمہ سعدیہ کے گھر میں اپنے بچپن کے دن گزارنے لگے۔

حارث کے تین بچے تھے جن کے نام عبداللہ۔ انیسہ اور شیما تھے۔ وہ محمد ﷺ کے رضائی بہن بھائی تھے۔ شیما محمد ﷺ سے بہت پیار کرتی تھی۔ انہیں اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر لوری سناتی رہتی اور گود میں بٹھا کر کھیلاتی رہتی۔

حارث صبح سویرے اٹھتے اور اپنے اونٹ اور بکریاں چرانے لے جاتے اور شیما اپنے پیارے بھائی محمد کو کھیلانا شروع کر دیتی۔ دن بھر بکریاں چرانے کے بعد جب حارث واپس گھر آتے تو ان کی بکریاں اپنے پیٹ بھر چکی ہوتی تھیں اور ان کے تھن دودھ سے بھرے نظر آتے تھے۔

قبیلہ بنو سعد کے لوگ جب بکریوں کی یہ حالت دیکھتے تو چپکے چپکے اپنے چرواہوں سے کہتے۔ اگلے روز تم بھی وہیں بکریاں چرانے جانا۔ جہاں حلیمہ کے چرواہے بکریاں چرانے جاتے ہیں۔ صبح ہوتی تو حارث کے ساتھ اس چراگاہ میں بہت سے دوسری بکریاں بھی چر رہی ہوتی تھیں لیکن یونہی شام ہوتی اور حارث اپنی بکریوں کو واپس جانے کے لئے اکٹھا کرتے تو ان کی بکریاں گھاس چر کر پیٹ بھر چکی ہوتی تھیں اور ان کے تھن دودھ سے لبریز ہوتے تھے لیکن دوسرے چرواہوں کی بکریاں بھوکی اور کمزور نظر آتی تھیں۔

انہیں برکتوں کے نظارے دیکھتے دیکھتے دو سال کا عرصہ بیت گیا اور محمد ﷺ دو سال کے ہوگئے۔

اس دو سال کے عرصہ میں محمد ﷺ نے اپنے ہم عمر دوسرے بچوں کی نسبت بہت بہتر اور جلدی نشوونما پائی۔ حلیمہ کے پاس پرورش پانے والے دوسرے بچے اور محمد ﷺ کے رضائی بھائیوں کے مقابلے میں محمد ﷺ کی صحت اچھی بھی تھی اور ان کا جسم تندرست و توانا بھی تھا۔ محمد ﷺ کا قد بھی اچھا تھا اور کھانا کھانے کے قابل بھی ہوگئے تھے۔ (سیرۃ النبی ﷺ ابن کثیر جلد ص ۱۵۸)

رضاعت یعنی دودھ پلانے کی مدت دو سال تھی۔ دو سال کے بعد جب حلیمہ سعدیہ نے محمد ﷺ کا دودھ چھڑایا اور مکہ واپس لے جانے کا وقت آیا تو وہ بہت افسردہ ہوگئیں۔ انہوں نے دودھ چھڑایا تو تھا مگر محمد ﷺ کو ان کے ماں باپ کے حوالے کرنے کو دل نہ چاہتا تھا۔ محمد ﷺ کی وجہ سے ان کے گھر اور مال جو برکت پیدا ہوئی تھی۔ وہ اسے کھونا نہیں چاہتے تھے۔ نا چاہتے ہوئے بھی حلیمہ سعدیہ اور ان کے خاوند حارث نے محمد ﷺ کو ساتھ لیا اور مکہ کی طرف چل دیئے۔

حلیمہ سعدیہ نے سوچ رکھا تھا کہ وہ محمد ﷺ کی والدہ ماجدہ اور دادا عبدالمطلب سے یہ خواہش کرے گی کہ وہ محمد ﷺ کو کچھ عرصہ اور اپنی پرورش میں رکھنا چاہتی ہے۔ ہو نہ ہو وہ مان جائیں اور محمد ﷺ کچھ عرصہ کے لئے دوبارہ ان کے پاس آجائے۔

جاری ہے

عبدالوارث ساجد

سائے کی موت

شام کا وقت تھا۔ سورج غروب ہو چکا تھا اور اندھیرا قلعے کے چاروں طرف پھیل گیا تھا۔ دربان نے بلند آواز میں تین مرتبہ مخصوص آواز نکالی۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ شہر کا دروازہ بند ہونے والا ہے اور جو بھی آدمی آس پاس ہے۔ وہ جلدی سے اندر آجائے۔

دربان دروازے کا ایک کواڑ بند کر چکا تھا اور دوسرا بند کرنے ہی والا تھا کہ اسے آواز سنائی دی۔

''ذرا رکیے''۔

دربان نے اُدھ کھلے کواڑ چھوڑ کر باہر دیکھا۔ سیاہ چوغہ پہنے ایک فقیر ہاتھ میں پھٹا پرانا اور میلا کچیلا تھیلا پکڑے قلعے کی طرف آرہا تھا۔ فقیر نے دربان کے پاس آتے ہی اسے سلام کیا اور قلعہ میں داخل ہو گیا۔

دربان نے ایک نظر اس اجنبی فقیر پر ڈالی اور پھر یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا کہ کوئی درویش آدمی ہے، کہیں جاتے ہوئے شام ہو گئی ہے اور قلعہ دیکھ کر ادھر آ گیا ہے۔ ایک دو دن ٹھہر کر خود ہی چلا جائے گا۔ دربان نے قلعہ کا دروازہ بند کرنا شروع کر دیا اور فقیر نے موقع غنیمت جانا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا قلعہ میں داخل ہوا اور دربان سے دور نکل گیا۔

یونہی فقیر دربان کی نظروں سے اوجھل ہوا، اس کے چہرے پر خوشی کے آثار پھیل گئے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنی آسانی سے قلعہ میں داخل ہو جائے گا۔

اس نے یہ تو سن رکھا تھا کہ ٹیپو سلطان کی فوج بڑی دلیر ہے اور اس کے پہرے کا نظام بڑا سخت ہے لیکن جس آسانی سے فقیر قلعہ میں داخل ہو گیا تھا اس سے اس کا گمان غلط ثابت ہو گیا تھا۔

فقیر کے شہر کے دروازے سے چپ چاپ آ جانے کی وجہ دربان کی رحم دلی تھی مگر فقیر کے لئے دربان کی رحم دلی اور سادگی سلطان کی فوج کی بہت بڑی کمزوری تھی۔ شہر میں مکمل اندھیرا پھیل چکا تھا اور لوگ اپنے اپنے گھروں میں بند ہو گئے تھے۔ سلطان کے دربار کے پاس فوجیوں کا پہرہ تھا اور روشنی کا انتظام تھا۔

فقیر نے سرکاری مکانات کی بجائے اس محلے کا رخ کیا جہاں عام لوگ رہتے تھے۔ فقیر کو پہلے ہی سے بتا دیا گیا تھا کہ وہ اپنے کام کا آغاز نچلے طبقے کے لوگوں سے کرے گا۔ کیونکہ عام لوگ نہ صرف سادہ لوح ہوتے ہیں بلکہ پیروں فقیروں سے بھی بڑی عقیدت رکھتے ہیں۔ پیر بن کر ان سے کوئی بھی کام لینا زیادہ مشکل نہیں ہوتا۔

فقیر کچھ دیر تک گلیوں میں چکر کاٹتا رہا اور بلا آخر ایک گلی کے موڑ پر لگے ایک بڑے درخت کے تنے کے ساتھ بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد اس نے تھیلے سے میلی سی چادر نکالی۔ تھیلے کو سر کے نیچے رکھا اور چادر اوڑھ کر درخت کے نیچے ہی سو گیا۔

اگلی صبح جب لوگ بیدار ہو کر کام کاج کے لئے گھروں سے باہر نکلے تو انہوں نے ایک فقیر کو بوڑھے برگد کے درخت کے نیچے بیٹھا پایا۔

فقیر نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں اور چار زانوں ہو کر یوں بیٹھا ہوا تھا۔ جیسے مراقبے کی حالت ہوتی ہے۔ لوگ بازار سے آتے جاتے رہے اور بابا اپنی جگہ پر درخت کے نیچے بیٹھا رہا۔

اسی دن شام ہونے سے پہلے بہت سے لوگوں اور گھروں کے اندر یہ بات پھیل چکی تھی کہ برگد کے درخت کے نیچے ایک بہت ہی پہنچے ہوئے فقیر بابا آئے ہیں۔ سائیں آدمی ہے جو بھی مانگو، دیتا ہے۔ لوگوں میں یہ باتیں پھیلانے والے اس فقیر کے اپنے ہی آدمی تھے جو تھے تو مسلمان لیکن سلطان سے غداری کر کے اس فقیر سے ملے ہوئے تھے۔ شہر میں آنے والا فقیر بھی کوئی عام آدمی نہ تھا بلکہ انگریز کا خاص الخاص شخص تھا۔ اس کا نام ''ریڈکو'' تھا جو انگریز فوج میں کرنل کے عہدے پر فائز تھا۔

انگریزوں نے جب برصغیر میں قدم رکھا تو وہ تجارت کرنے کے بہانے آئے تھے اور پھر آہستہ آہستہ انہوں نے اپنی سازشوں کے ذریعے برصغیر پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ انہوں نے ریاست میسور کے علاوہ سارے ہندوستان پر اپنی حکومت قائم کر لی۔ حیدر علی اور ٹیپو سلطان اس کے ناپاک ارادوں کے سامنے آخری رکاوٹ تھے اور انگریز اس رکاوٹ کو بہت جلد ختم کر دینا چاہتا تھا لیکن طویل عرصہ تک کئی جنگوں کے بعد بھی جب انگریز ناکام رہا تو اس نے سلطان کی فوج سے کچھ سپاہی دولت کے لالچ دے کر خرید لئے۔ اسی طرح سرنگا پٹم قلعے کا نگران میر قاسم اور ٹیپو سلطان کا وزیر اعظم بھی انگریزوں کے ہاتھوں بک گیا۔ دوسری طرف عوام کو سلطان سے بددل کرنے اور بغاوت پر اکسانے کے لئے انگریزوں نے اپنے جرنیل ''ریڈکو'' کو فقیر کے روپ میں قلعے کے اندر بھیج دیا۔ جس نے وہاں پیر بن کر لوگوں کو سلطان کے خلاف اکسانا شروع کر دیا۔

انگریز نے 22 فروری 1799ء کو سلطان کے خلاف چاروں طرف سے حملہ کر دیا اور سلطان اپنی دلیر فوج کے ساتھ مقابلے پر اتر آیا۔

4 مئی 1799ء کی ایک سہانی صبح تھی۔ ساری رات کے جاگے ہوئے ستارے اب مدھم ہو رہے تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے آہستہ آہستہ سو رہے ہوں۔ چاند کی روشنی بھی رفتہ رفتہ کم ہوتی جارہی تھی۔ آسمان پر سپیدۂ سحر پھیلنے لگی تو قلعہ کی فضا میں اذان فجر بلند ہوئی۔

''مسجد اعلیٰ'' کے میناروں سے ''اللہ اکبر'' اور ''حی علی الفلاح'' کی آواز گونجی تو مسلمان نیند سے بیدار ہو کر مسجد کی طرف جانے لگے۔ سلطان رات کے پچھلے پہر سے جاگ رہا تھا۔ وہ نماز تہجد کا پابند تھا۔ ٹیپو سلطان نماز فجر کی ادائیگی کے لئے مسجد اعلیٰ چلا گیا اور باجماعت نماز ادا کی۔ نماز فجر کے بعد اذکار اور تلاوت قرآن سے فارغ ہوتے ہی سلطان نے تیاری کی۔ ہلکے رنگ کا جیکٹ پہنا۔ کمر میں سرخ رنگ کا پٹکا باندھا اور اپنے پسندیدہ گھوڑے ''طاؤس'' پر سوار ہو کر قلعہ کی سرحدوں کی طرف روانہ ہو گیا۔

قلعے کے باہر انگریز فوج محاصرہ کئے بیٹھی تھی اور اندر ان سے ملے ہوئے غدار سلطان کے خلاف بغاوت کر رہے تھے۔

سلطان چلتے چلتے تمام کمانڈروں کو ہدایت دے رہا تھا۔ سورج ذرا بلند ہوا تو کھانے کے لئے سلطان ایک ایسی جگہ رک گیا جہاں آموں کے درخت کثیر تعداد میں تھے۔ سلطان نے ابھی ایک لقمہ کھایا تھا اور دوسرا اٹھا ہی رہا تھا کہ خبر پہنچی کہ سلطان کا سب سے زیادہ قابل اعتماد افسر غفار قلعہ کے شگاف پر دشمن کے ساتھ بڑی جوانمردی سے لڑتے لڑتے شہید ہو گیا ہے اور تھوڑی دیر بعد اطلاع ملی کہ انگریزوں نے ہلہ بول دیا ہے۔

ایک بجے دوپہر سے چند منٹ پہلے حملے کی تمام تیاریاں مکمل تھیں۔ سب سے پہلے غدار میر قاسم فصیل پر چڑھا۔ اس کے بعد انگریزی فوج کا سپہ سالار جنرل بیرڈ اپنی فوج کو لے کر فصیل پر چڑھا اور قلعہ میں داخل ہو گیا۔

میر قاسم علی سرنگا پٹم کے

باقی صفحہ 14 پر

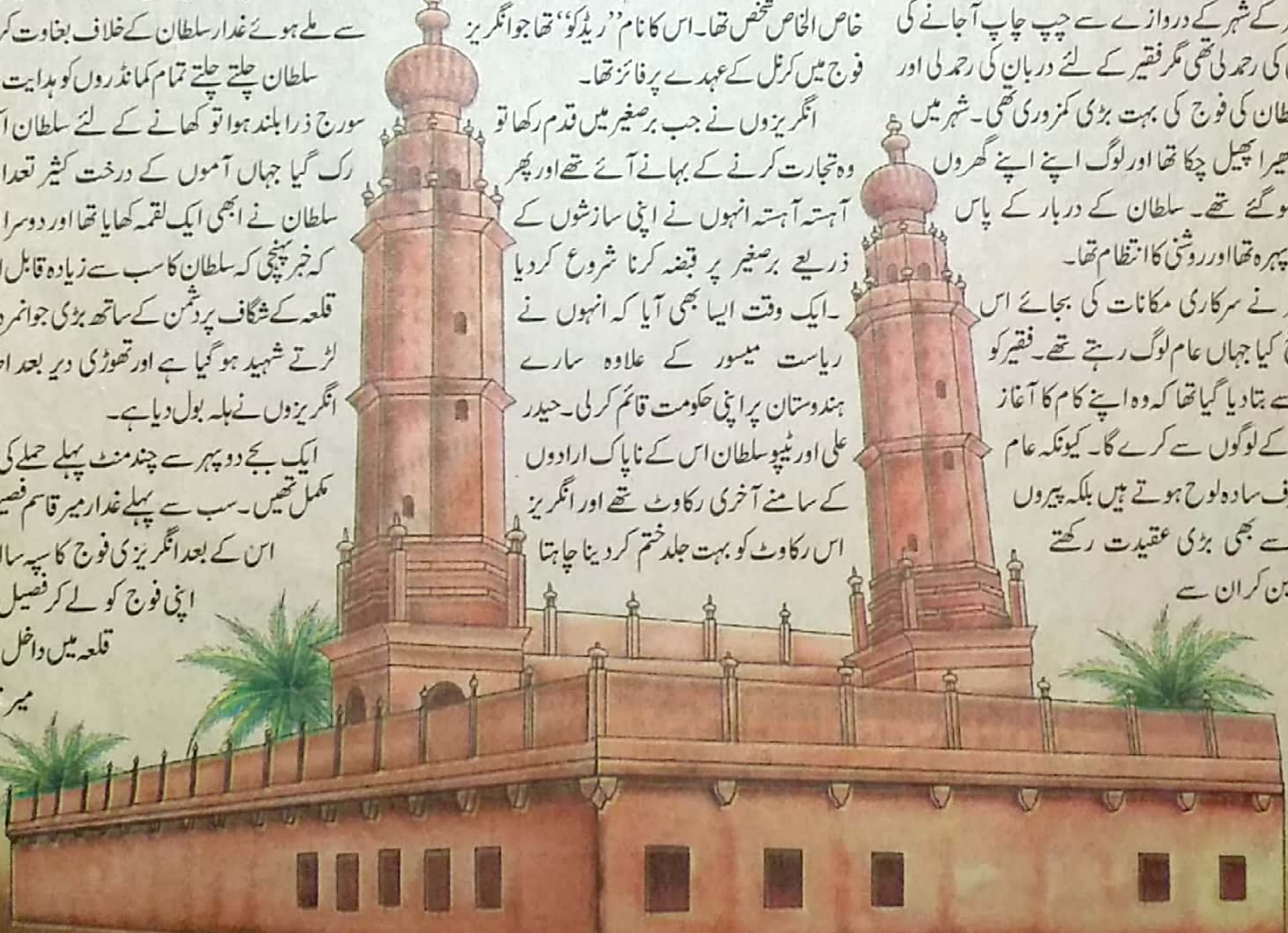

ننھے مصور

طلبہ جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ خطاطی

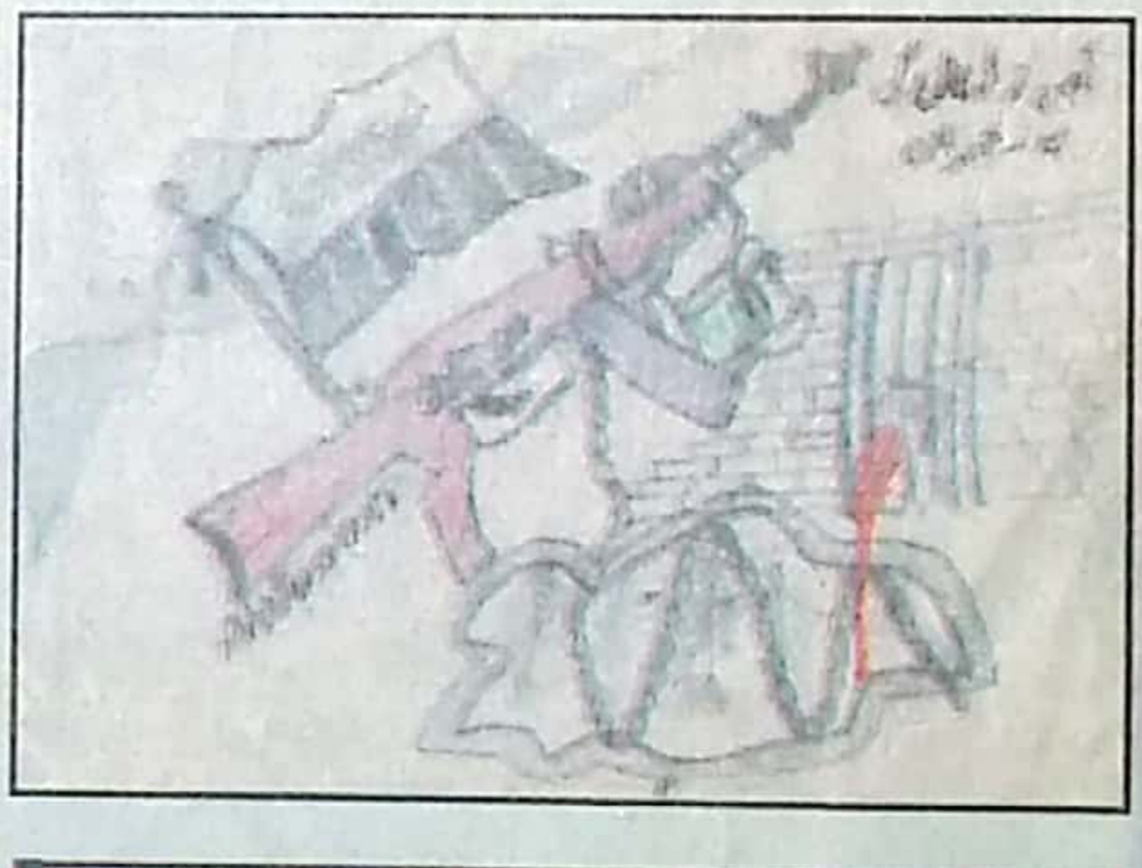

آپ کے خطوط

ہم نے آپ کو پہلے ایک خط لکھا لیکن آپ نے جواب دینا گوارا نہیں کیا۔ مجھے ننھے مجاہد بہت زیادہ پسند ہے۔ اور ہم شدت سے اس کے منتظر رہتے ہیں۔ پلیز آپ اس کو ہفت روزہ کر دیں یا پھر اس کے صفحات بڑھا دیں۔

مجاہدہ عفیفہ عرفان، گوجرانوالہ

سدرہ سحر کا خط بہت اچھا تھا اور سب سے بڑھ کر آپ کی ''ضروری بات'' پڑھ کر بہت سبق حاصل ہوا ہے۔

فرح ناز، پنڈ شہیداں گونولانوالہ

یہ میرا ننھے مجاہد میں پہلا خط ہے۔ ننھے مجاہد کو تو شروع ہوئے پورا سال ہو گیا ہے۔ میں صرف اس لئے خط نہیں لکھتی تھی کہ آپ کے پاس بہت سارے خطوط ہوتے ہیں شاید آپ میرا یہ خط شائع نہ کر سکیں۔

نزہت ریاض، گوجرانوالہ

بڑے دنوں کے بعد ننھے مجاہد ملا۔ ٹائٹل پہ جب کعبۃ اللہ کو دیکھا تو ایک دم دل کو سکون ہوا اور فوراً دل سے دعا نکلی کہ یا اللہ ہم سب کو اس کی زیارت نصیب فرما۔ جب پڑھا کہ اس کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہو گئی ہے تو بہت خوشی ہوئی اور دعا ہے کہ اللہ اس کو اور ترقی دے۔ اصلی سپرمین اور نیا ترانہ اچھا تھا۔

حافظ حبیب الرحمٰن، گوجرانوالہ

ننھے مجاہد کو پورا ایک سال ہو گیا ہے، شائع ہوتے ہوئے۔ کہاں یہ بیس ہزار اور کہاں ایک لاکھ بیس ہزار تعداد میں شائع ہو رہا ہے۔ ماشاء اللہ۔ میں تو یہ کہتی ہوں اور حقیقت ہے کہ اتنی مقبولیت کسی اور میگزین کو نہیں ہے جتنی کہ اس پیارے میگزین کو حاصل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ لوگوں کی محنت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ لوگوں کو بڑھ چڑھ کر اس کا اجر دے۔

طاہرہ مجاہدہ منیر مغل، کیلیانوالہ

ننھے مجاہد کا شمارہ نمبر **17** جمعرات کو مغرب سے قبل ملا۔ ہلکی پھلکی نظر دوڑائی، کچھ تحریروں کے نام پڑھے اور خطوط پڑھ کر نماز کی تیاری کی۔ فارغ ہو کر دوبارہ ننھے مجاہد پکڑا، صفحہ الٹا، یہ کیا؟ ''غلامی کی مہریں'' یہ تحریر کس کی ہے؟ (میں نے تحریر کا عنوان کچھ اور لکھا تھا اس لئے) جب اپنا نام دیکھا تو بے حد خوشی ہوئی۔ جزاک اللہ۔ اس قدر جلد شائع ہونے کی امید نہیں تھی۔ ننھے مجاہد ایک سال کا ہو گیا اور ایک سال میں الحمد للہ کامیابی کی منزلیں طے کیں ہیں۔ ننھے مجاہد میں جو آپ نے سلسلہ ''بڑوں کا بچپن'' شروع کیا تھا اسے بند کیوں کیا؟۔ اس سلسلے میں حافظ محمد سعید صاحب اور بھائی افتخار حیدر کا بچپن شائع کریں اور مصوری کا کیا بنا؟ میری بہن نے ایک پورٹریٹ بنا کر بھیجی تھی۔ ضرور بتائیں۔ اللہ کرے ننھے مجاہد یوں ہی حق سچ کی کرنیں بکھیرتا رہے۔

مجاہد ہاشم فیاض، قلعہ دیدار سنگھ

''ننھے مجاہد'' میں جو پیش کیا جاتا ہے، وہ رائٹرز کی اپنی من پسند یا من گھڑت کہانیاں نہیں بلکہ آج سے چودہ سو سال پہلے پیش کئے گئے اصول و قواعد ہیں جو تمام بنی نوع انسان اور مسلمانوں کے لئے خصوصاً نمونہ عمل ہیں۔

یہ تو آپ کو پتہ ہے کہ ''کرپشن'' جو ہر جگہ اور ہر فیلڈ میں ہو رہی ہے، اس سے ہر کوئی پریشان ہے مگر آپ کی فیلڈ میں بھلا کیونکر کرپشن ہونے لگی۔ آپ تو خود ہر وقت مساوات و دیانتداری کا سبق سیکھنے اور سکھانے والے لوگ ہیں۔ لیکن نہیں یہاں بھی کچھ ایسے ہی جراثیم اثر کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ہم نے رمضان المبارک میں ننھے مجاہد کو ایک چھوٹی سی تحریر ارسال کی اس کے بعد مجلہ الدعوۃ اور طیبات میں بھی اپنی کچھ تحریریں ارسال کیں لیکن کوئی تحریر بھی نہ چھپی، آخر وجہ کیا ہے؟ لیکن خیر امید پہ تو دنیا قائم ہے اور ہم بھی اسی امید کے سہارے اپنی تحریر ارسال کرتے ہیں۔

بنتِ علم دین النصاری، لدھڑ سیالکوٹ

شمارہ نمبر **17** کی ضروری بات پڑھی، پڑھ کر انتہائی خوشی ہوئی کہ ننھے مجاہد ماشاء اللہ ایک سال کا ہو گیا ہے اور اس ایک سال میں اس نے حیرت انگیز کارکردگی دکھاتے ہوئے مزید ایک لاکھ افراد کو اپنا ہمنوا بنا لیا ہے۔ یہ سب ہماری نیتوں کے خالص ہونے، ہمارے بڑوں کی دعاؤں، ہماری سچائیوں اور حق بات کا ثبوت ہے۔ رضاء اللہ خالد ظہیر، بھکر

عبداللہ فارابی کا ''بچوں کے اسلام'' والے مصطفیٰ علی فارانی سے کیا تعلق ہے؟

علی اشرف، سرگودھا

☆ کوئی تعلق نہیں۔

اگر آپ نے ''بڑوں کا بچپن'' والا سلسلہ جاری نہیں رکھنا تھا تو پھر شروع کیوں کیا تھا؟ ہم دوبارہ ڈھیٹ بن کر آپ سے کہہ رہی ہیں کہ پلیز، پلیز حافظ محمد سعید صاحب اور عبدالرحمٰن مکی صاحب کا بچپن جلد از جلد شائع کریں۔

نبیلہ، عدینہ۔ بہاول پور

پہلا خط لکھ رہا ہوں، وہ بھی ڈرتے ڈرتے۔ ڈر اس لئے رہا ہوں کہ میں نے اس سے پہلے کبھی خط نہیں لکھا اور مجھے ''ننھے مجاہد'' بہت ہی اچھا لگتا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے پوری امید ہے کہ اللہ اس خط کو ٹوکری صاحب سے ضرور محفوظ رکھے گا۔ (آمین) شہزاد اشرف، جحرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ

ہم نے پہلے تین خطوط لکھے لیکن آپ نے جواب دینا گوارا نہیں کیا اور اپنی ٹوکری کا پیٹ بھرتے رہے پھر دل برداشتہ ہو کر لکھنا ہی چھوڑ دیا۔ جب آپ نے اپنی ردی کی ٹوکری کا پیٹ ہی بھرنا ہے تو ہم کیوں لکھیں؟ ہمیں ننھے مجاہد بہت پسند ہے اور ہم شدت سے اس کے منتظر رہتے ہیں۔ اس کے سبھی سلسلے بہت پسند ہیں۔ خاص طور پر نبوت کی نشانی، گلدستہ اور اصلی سپرمین بہت ہی پسند آئے۔

ابو معاویہ، وقاص اشرف، شہزاد اشرف۔ جحرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ

آپ کی تحریر پڑھی تو خیال آیا کہ آپ کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ آپ میرے خط کا جواب ضرور دیں گے۔ میں پہلے اپنا تعارف کروا دوں۔ میرا نام محمد رانا نعمان شجاع ہے۔ میں **9th** کا طالب علم ہوں۔ میرا مشغلہ خط و کتابت اور پڑھنا ہے۔ مجھے آپ کے اخبار کا موضوع اچھا لگتا ہے۔ (ننھے مجاہد) اس سے میں اور نڈر ہو جاتا ہوں کہ ایک دن میں بھی دشمن سے لڑوں اور جام شہادت نوش کروں۔

☆ آپ کے دادا نے جس حالت میں جھوٹ بولا وہ ٹھیک تھا۔ شطرنج کھیلنا اسلام میں جائز نہیں۔

''الحمد للہ!'' ننھے مجاہد بہت اچھا جا رہا ہے۔ ہر مضمون پڑھنے کے لائق ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر دس سال بعد بھی ننھے مجاہد کا مطالعہ کیا جائے تو ان شاء اللہ اس سے کچھ نہ کچھ ضرور حاصل ہو گا کیونکہ اس میں بناوٹی باتیں اور جھوٹی حکائتیں نہیں ہوتیں۔ اللہ کرے لکھنے والوں کا زور قلم اور زیادہ۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ ''بڑوں کا بچپن'' کا سلسلہ ضرور شائع کریں۔ یہ بہت اچھا سلسلہ ہے۔

نائلہ لطیف مغل، لدھیوالہ چیمہ گوجرانوالہ

بقیہ شیر کی موت

قلعہ کا افسر اعلیٰ تھا۔ وہ چھٹی کے بہانے گیا اور انگریزوں سے جا ملا۔ جنرل بیرڈ سرنگا پٹم میں تین برس تک سلطان کی قید میں رہنے کی وجہ سے انتقام کے جوش سے بھرا ہوا تھا۔

دوپہر کے وقت سلطان کی فوج اپنے مورچوں پر ڈٹی ہوئی تھی کہ ٹیپو سلطان کے وزیر مالیات پورنیا نے حکم دیا کہ تمام فوجی آ کر تنخواہ لے جائیں۔ یہ ایک سازش تھی کہ فوجی لڑائی چھوڑ دیں۔ سپاہی ہٹے تو جاسوسوں نے سفید جھنڈا لہرا کر انگریزوں کو خبر کر دی کہ اب میدان خالی ہے اور بیرڈ نے تلوار میان سے کھینچ کر کہا۔ ''بہادر جوانو! چلے آؤ۔ آج انگریزی سپاہیوں کی آبرو تمہارے ہاتھ میں ہے!''

فصیل کے شگاف میں سلطان کے کچھ سپاہی موجود تھے۔ اس نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن لڑتے لڑتے شہید گئے۔ سلطان بڑی تیزی سے آگے بڑھا۔ گولی پر گولی چلانے لگا لیکن حملہ آور قریب آ گئے۔ سلطان تنہا رہ گیا۔

اس نے قلعے کے اندر واپس جانے کی ٹھانی۔ لیکن میر صادق دروازہ بند کر چکا تھا۔ حملہ آوروں کے ایک جتھے نے گولیوں کی ایک باڑھ ماری۔ ایک گولی سلطان کے سینے پر لگی۔ وہ آگے بڑھا۔ اتنے میں اس کی داہنی بغل میں ایک اور گولی لگی اور گھوڑا مارا گیا۔ جاں نثار ملازموں نے سلطان کو پالکی میں ڈالا اور پھاٹک کی محراب کے نیچے لے آئے۔ انہوں نے سلطان کی منت سماجت کی کہ وہ یہ ظاہر کر دے کہ میں ٹیپو سلطان ہوں۔ اس سے انگریز کمانڈر اس کے رتبے کا لحاظ کرے گا۔ لیکن سلطان نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ ''شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سال کی زندگی سے بہتر ہے۔''

انگریزوں کی ایک بڑی تعداد پھاٹک میں داخل ہو گئی۔ ایک گورے نے اس کی زریں پیٹی کھولنے کی کوشش کی۔ سلطان نے زخمی ہونے کے باوجود اس گورے پر تلوار کا وار کیا۔ جس سے اس کے گھٹنے میں زخم آ گیا، انگریز نے غصے میں آ کر سلطان کے سر کو گولی کا نشانہ بنا دیا اور سلطان اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے کوچ کر گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

☆ایمان کی 70 سے زیادہ شاخیں ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ افضل لاالہ اللہ کہنا ہے۔ (بخاری شریف)

☆اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں نے جنت کافروں کے لئے حرام کردی ہے۔ (بخاری شریف)

☆لذتوں کو مٹادینے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ (ترمذی نسائی)

☆ اے ایمان والو! تم میرے اور میرے خلفاء راشدین کے طریقے کو لازم پکڑو (بخاری ومسلم)

☆اپنے فوت شدگان کو برا مت کہو، انہوں نے جیسے عمل کئے وہ اس کا بدلہ پاچکے (بخاری)

☆جس نے میرے طریقے سے منہ موڑا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں (بخاری ومسلم)

☆جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی تو وہ مردود ہے (بخاری شریف)

☆مرتے وقت جس کی زبان پر کلمہ طیبہ ہوگا وہ جنت میں جائے گا (ابن داؤد)

☆جب تم کوئی برائی دیکھو تو ہاتھ سے روکو اگر ہاتھ سے نہیں روک سکتے تو زبان سے روکو اگر زبان سے بھی نہیں روک سکتے تو اسے دل میں برا جانو یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے (مسلم شریف)

☆اگر کوئی اس حالت میں مرگیا کہ اللہ کے علاوہ دوسروں سے مدد مانگتا تھا وہ دوزخ میں جائے گا (بخاری)

☆لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا کہ جو مال اس نے کمایا وہ حلال ہے یا حرام (بخاری شریف)

رشید احمد حرمین یونیورسٹی، ظفروال

میل بکس

nanhemujahid@yaoo.com

''ننھے مجاہد'' کے بہت سے قاری انٹرنیٹ استعمال کرتے ہیں اور انٹرنیٹ کے ذریعے اپنی تجاویز وآراء سے آگاہ کرتے ہیں۔ کچھ بچے اپنی تحریریں ہمیں کمپوز کرواکر بھیجتے ہیں جنہیں دوبارہ کمپوز کرنا پڑتا ہے۔

آپ سب کی سہولت کے لئے ہم نے ''آپ کے خطوط'' کی طرز پر ''میل بکس'' کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس سلسلے کے ذریعے انٹرنیٹ استعمال کرنے والے قارئین اپنی تجاویز وآراء اور تحریریں اس ایڈریس پر بھیج سکتے ہیں۔

← میری درخواست ہے کہ سب ننھے مجاہد میرے لئے دعا کریں کہ سکول میں پہلی پوزیشن لوں۔ اس کے لیے میں بہت محنت کررہا ہوں اور ننھے مجاہد کے لئے بھی دعا کرتا ہوں۔ سید انصر حسین شاہ گیلانی

← غزوہ یا ننھے مجاہد میں بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ پیار سے چھوٹے بچے کے لئے ''شریر'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ ہم بھی کبھی استعمال کرتے ہیں کہ وہ بچہ بڑا شیطان ہے۔ کیا آپ اس کے لئے کوئی متبادل لفظ استعمال نہیں کرسکتے۔ پلیز ننھے مجاہد میں جواب ضرور دیں اور بچے کو شریر کہنا اس کی وضاحت بھی کردیں۔ دوسری گزارش ہے کہ آپ کسی مخصوص ٹائم پر انٹر نیٹ پر آن لائن بیٹھیں تاکہ ردی کی ٹوکری کا مسئلہ حل ہوجائے اور ہم اپنے گلے شکوے آپ کے ساتھ کرسکیں۔ پلیز میرے تجاویز لازمی شامل کریں۔ پہلی بار شرکت کررہی ہوں۔ والسلام۔ ورداء نیازی، میانوالی

☆ آن لائن جوابات کا وقت طے کرکے بتادیا جائے گا۔ فی الحال آپ email کرکے معلومات یا اپنی کاوشیں بھیج سکتے ہیں۔

← ننھے مجاہد بہت اچھا جارہا ہے۔ ہم بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔ سارے مضمون بڑے اچھے ہوتے ہیں۔ پلیز میری ای میل ضرور شائع کریں ورنہ میں ہمیشہ کے لئے ننھے مجاہد پڑھنا چھوڑ دوں گا۔ حبیب الرحمٰن، کراچی

← ننھے مجاہد بہت اچھا جارہا ہے۔ اس میں بڑوں کا بچپن ضرور شائع کریں۔ اللہ سے دعا ہے کہ ننھے مجاہد کو بہت زیادہ ترقی دے۔ آمین

ساجدہ کاظم، کامونکی ضلع گوجرانوالہ

مسکراہٹیں

- ایک دن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہیں جارہے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ درمیان میں تھے۔ ان کا قد دونوں سے چھوٹا تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انہوں نے کہا: اے علی رضی اللہ عنہ! تم ہم میں ایسے ہی ہو جیسے لفظ لَنَا میں نون ہوتا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے برجستہ کہا: ہاں اگر میں درمیان میں نہ ہوتا تو تم دونوں لا ہوتے۔

انتخاب: صدف مجاہدہ، منڈی بہاؤالدین

★★★★

عباسی خلیفہ معتصم باللہ کے سامنے ایک نبوت کے دعوے دار کو پیش کیا گیا۔ خلیفہ نے اس سے کہا اگر تو واقعی ہی نبی ہے تو یہ تالا بغیر چابی کے کھول کر دکھاؤ۔ وہ کہنے لگا: اے خلیفہ میں نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ لوہار ہونے کا تو دعویٰ نہیں کیا۔

★★★★

ہارون الرشید ایک دفعہ خراسان سے حج کے لئے مکہ مکرمہ جارہا تھا۔ طوس کے مقام پر اسے ایک شخص ملا جو کہنے لگا: اے خلیفہ میں ایک بدو ہوں۔ مامون نے کہا کوئی تعجب کی بات نہیں اس نے کہا میں حج کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ مامون نے کہا خدا کی زمین وسیع ہے۔ بڑی خوشی سے جاؤ، وہ کہنے لگا: میرے پاس زادراہ نہیں ہے۔ مامون نے اس کو جواب دیا۔ تب تو تجھ پر حج فرض ہی نہیں۔ بدو بولا۔ اے امیرالمومنین! میں آپ سے کچھ انعام لینے آیا ہوں۔ فتویٰ تو نہیں پوچھنے آیا۔ مامون الرشید ہنس پڑے اسے انعام دینے کا حکم دیا۔

★★★★

اموی خلیفہ سلیمان بن عبدالمالک ایک دن شکار کے لئے نکلا تو راستے میں اس کو ایک کانا آدمی ملا جسے اس نے بدشگونی سمجھا اور کہا اس کو باندھ کر ایک ویران کنویں میں پھینک دو۔ اگر ہم نے آج شکار کرلیا تو اسے چھوڑ دیں گے۔ ورنہ اس کو قتل کردیں گے کہ ہمارے سامنے کیوں آیا۔ سپاہیوں نے اس بے چارے کانے کو باندھ کر کنویں میں ڈال دیا۔ اتفاق سے سلیمان نے اس قدر شکار کیا کہ زندگی بھر کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ واپس آیا تو اس کانے آدمی کو باہر نکالنے کا حکم دیا۔ جب وہ کانا شخص اس کے سامنے لایا گیا تو سلیمان بولا: اے شیخ! میں نے تیری پیشانی سے زیادہ مبارک پیشانی کسی کی نہیں دیکھی۔ اس آدمی نے کہا:

اے امیرالمومنین! تو سچ کہتا ہے لیکن میں نے تجھ سے زیادہ اپنے سامنے آنے والا منحوس شخص آج تک نہیں دیکھا کہ جس کی وجہ سے مجھے سارا دن بھوکا پیاسا کنویں میں رہنا پڑا۔ سلیمان سن کر ہنس پڑا اور اسے انعام دے کر رخصت کردیا۔ (ماخذ: علمی مزاح، از پروفیسر منور حسین چیمہ)

خالد محمود، چیچہ وطنی

بحیرہ مردار

مراسلہ: محمد عدنان شاف

بحیرہ مردار دراصل ایک بڑی سی نمکین جھیل ہے۔ جو دو ملکوں، شرق اردن اور اسرائیل کے درمیان واقع ہے۔ قدیم زمانے کے یونانیوں نے اسے "بحیرہ مردار" (Dead Sea) کا نام دیا، یہودیوں نے اسے "نمکین سمندر" کہا اور عربوں نے اسے "ڈبونے والے سمندر" کے نام سے پکارا۔

یہ جھیل یا بحیرہ یعنی سمندر 48 میل لمبا اور 3 سے 11 میل تک چوڑا ہے اور دنیا میں پانی کا سب سے نیچا علاقہ ہے۔ اس کی سطح سمندر کی سطح سے 400 میٹر نیچے ہے۔

اس بحیرے میں سے کوئی دریا نہیں نکلتا۔ لیکن شمال سے دریائے اردن اس میں آ کر گرتا ہے۔ اس کے علاوہ کئی چھوٹے چھوٹے چشمے بھی (اردگرد کی ڈھلانوں سے آ کر) اس میں گرتے ہیں۔ اس کے فالتو پانی کے نکاس کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے، اور وہ ہے عمل تبخیر (Evaporation)۔ دریا اور چشموں کا پانی تو بھاپ بن کر اڑتا رہتا ہے، لیکن اس میں جو معدنیات مثلاً نمک، پوٹاش، میگنیزیم کلورائڈ اور برومائن ہوتی ہیں، وہ نیچے ہی رہ جاتی ہیں۔ یہ عمل مدتوں سے جاری ہے۔ بحیرہ مردار دنیا کا سب سے زیادہ نمکین سمندر ہے۔ اس کا پانی کسی بھی بڑے سمندر سے چھ گنا زیادہ نمکین ہے۔ اس کے پانی میں اتنی معدنیات ملی ہوئی ہیں کہ اگر آپ اس میں تیریں تو پانی گاڑھا ہونے کی وجہ سے آپ کا سر اور کندھے پانی کے اوپر ہی رہیں گے ڈوبیں گے نہیں۔ یہ معدنیات انسان کے بہت کام آ سکتی ہیں۔ سائنس دانوں نے اندازہ لگایا ہے کہ اس بحیرے کے پانی میں 20 لاکھ ٹن پوٹاش ملی ہوئی ہے جس سے مصنوعی کھاد بنائی جا سکتی ہے۔

کیا بحیرہ مردار میں کوئی جاندار پایا جاتا ہے؟

بحیرہ مردار دنیا کا عجیب و غریب سمندر ہے۔ لاکھوں سال قبل یہ سمندر، آج کل کے مقابلے میں، 420 میٹر اونچا اور اس کی سطح بحیرہ روم کی سطح سے اونچی تھی۔ ان دنوں اس سمندر میں جاندار (مچھلیاں وغیرہ) موجود تھے۔ لیکن پھر خشک سالی کا ایک لمبا عرصہ آیا۔ سال ہا سال تک بارشیں نہیں ہوئیں، جس سے اس کا بہت سا پانی بھاپ بن کر اڑ گیا اور کچھ عرصے بعد یہ سمندر اتنا رہ گیا جتنا آج ہے۔ دوسرے تمام سمندروں کے پانی میں 4 سے 6 فی صد تک نمک ہوتا ہے۔ لیکن بحیرہ مردار میں نمک کی مقدار 23 سے 25 فی صد تک ہے۔ آپ اس کا ایک قطرہ بھی زبان پر رکھیں گے تو ابکائی آ جائے گی۔ چوں کہ اس میں میگنیشیم کلورائڈ کے علاوہ کیلشیم کلورائڈ بھی پائی جاتی ہے۔ اس لئے اس کا پانی چکنا چکنا سا لگتا ہے۔

غیر معمولی کھاری ہونے کی وجہ سے اس بحیرے میں کوئی جان دار زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے یہاں نہ تو مچھلیاں ہیں اور نہ کوئی اور آبی مخلوق۔ بعض وقت دریائے اردن اپنے ساتھ کچھ مچھلیاں بہا کر لے آتا ہے جو بحیرہ مردار میں آتے ہی مر جاتی ہیں۔ ان مردہ مچھلیوں کو سمندری پرندے کھا جاتے ہیں۔

کیا کوئی آٹھواں براعظم بھی تھا؟

ہماری دنیا میں سات براعظم ہیں: ایشیا، افریقہ، شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ، یورپ، آسٹریلیا اور انٹارٹیکا یا منجمد جنوبی۔ لیکن پرانے وقتوں کے یونانیوں کے کہنے کے مطابق ایک آٹھواں براعظم بھی تھا جو سمندر میں غرق ہو گیا۔ اس کا نام اٹلانٹس تھا۔

قدیم یونانی کہانیوں میں بتایا گیا ہے کہ براعظم اٹلانٹس بحر اوقیانوس میں، جبل الطارق کے مغرب میں، ایک بہت بڑا جزیرہ تھا۔ یہاں ایک بہت خوش حال اور ترقی یافتہ قوم آباد تھی۔ اس کے پاس بڑا طاقت ور بحری بیڑا تھا اور اس نے جنوب مغربی یورپ اور شمال مغربی افریقہ کے تمام علاقے فتح کر لئے تھے۔ پھر یہ لوگ دولت اور طاقت کے نشے میں سیدھے راستے سے بھٹک گئے اور انہوں نے گناہ کی زندگی اختیار کر لی۔ اس پر خدا نے ان پر عذاب نازل کیا اور آج سے گیارہ ہزار سال پہلے یہ براعظم بحر اوقیانوس میں غرق ہو گیا۔ یونان کے مشہور فلسفی افلاطون نے بھی اپنی ایک کتاب میں (جو اس نے دو ہزار سال پہلے لکھی تھی) اس براعظم کا ذکر کیا ہے۔

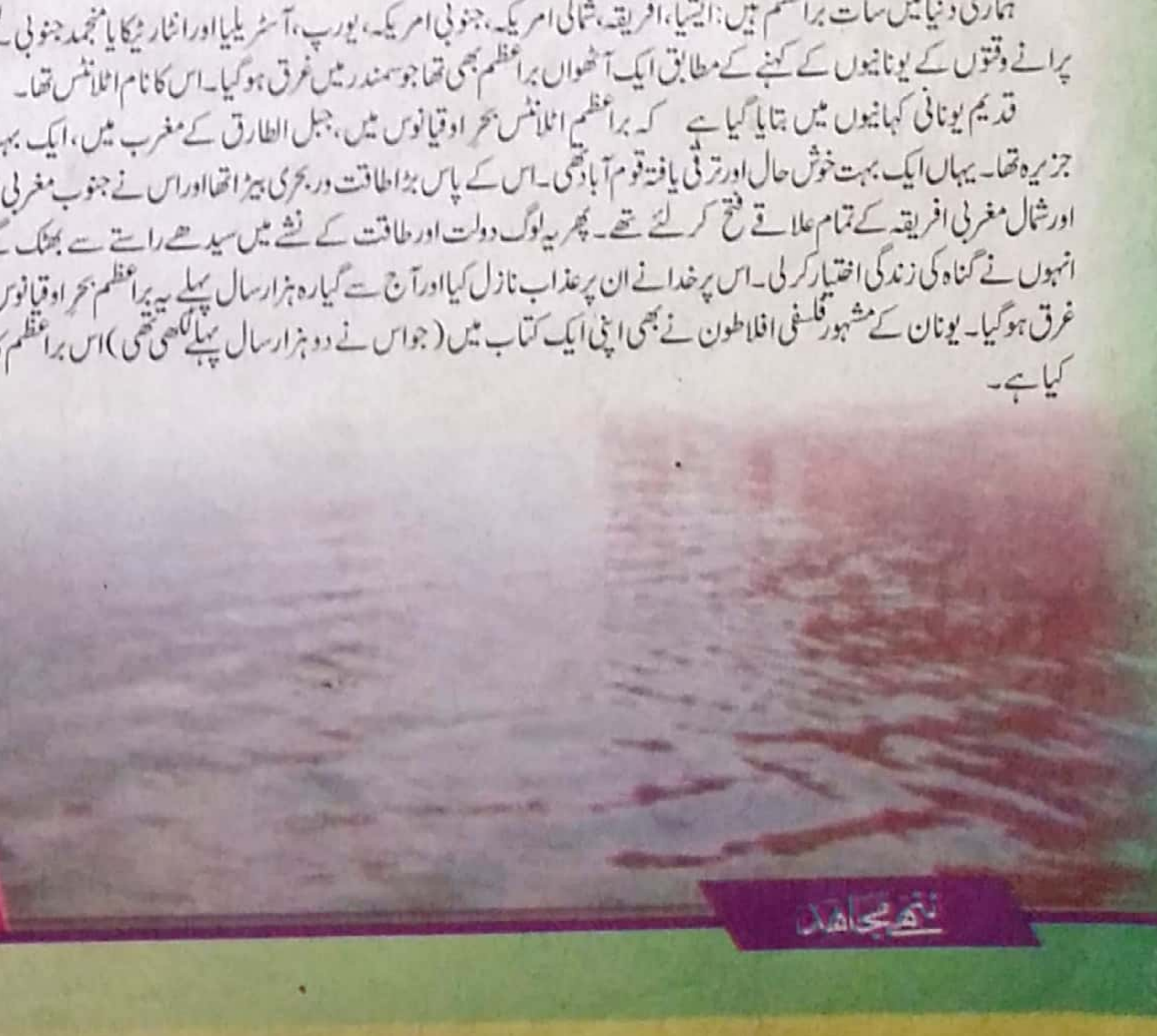

سری لنکا میں وائلڈ لائف حکام کا کہنا ہے کہ بحر ہند میں آنے والے بدترین طوفان سے جہاں لاکھوں انسانی جانیں ضائع ہو گئی ہیں وہاں ایک بھی جانور کی لاش نہیں ملی ہے۔

سوماٹرا کے قریب سمندر کی سطح کے نیچے آنے والے زلزلے سے اٹھنے والی سونامی لہریں سری لنکا کے ساحل سے ٹکرانے کے بعد ساڑھے تین کلومیٹر تک اندر آ گئیں جس میں جنگلی حیات کی ایک تحفظ گاہ بھی زیر آب آ گئی۔

چھٹی حس

ماریہ ریاض رسول پورہ

اس تفریح گاہ میں موجود کئی سیاح ڈوب گئے۔ تاہم حکام اس بات پر حیران رہ گئے کہ اس تفریح گاہ میں موجود کوئی بھی جانور ہلاک نہیں ہوا۔ اس حقیقت سے یہ بات اخذ کی جا رہی ہے کہ جانوروں کی چھٹی حس انسانوں سے تیز ہوتی ہے اور کسی بھی قدرتی آفت کا پہلے سے ادراک کر لیتے ہیں۔

سری لنکا میں یالا نیشنل پارک میں ہاتھی، ہرن، بھیڑیے اور مگرمچھ ایک بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ "یالا نیشنل پارک"، جنگلی حیات کی نگہداشت کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہے اور چیتوں کے مشاہدے کے لئے سب سے بہترین جگہ تصور کی جاتی ہے۔ طوفان اور سیلاب کے بعد اس تحفظ گاہ کو بند کر دیا گیا ہے۔ سیلاب میں یہاں بہت سے سیاح اور عملے کے ارکان ڈوب گئے تھے۔

انڈونیشیا کے جزیرے سماٹرا میں چیتوں کی ایک تحفظ گاہ میں کام کرنے والی ایک خاتون کا کہنا ہے کہ یہ خبر ان کے لئے بالکل حیرانی کا باعث نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ جنگلی جانور انتہائی حساس ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کی قوت سماعت بہت تیز ہوتی ہے اور انہوں نے غالباً سیلاب آنے کی آواز کو بہت دور سے سن لیا ہوگا۔

انہوں نے کہا کہ زمین میں ارتعاش بھی پیدا ہوا ہوگا اور ہوا کے پریشر میں بھی فرق پڑا ہوگا، جس سے یہ جانور ہوشیار ہو گئے ہوں گے۔

قدرتی آفات سے قبل جنگلی حیات اور پرندوں کی ہجرت کے بہت سے آنکھوں دیکھے واقعات تاریخ کا حصہ ہیں۔

چھٹی حس کی کوئی سائنسی توجیح نہیں لیکن اگر یہ درست ہے تو یہ جانوروں کے رویے کو سمجھنے میں بہت مددگار ثابت ہو سکتی ہے اور انسانوں کے لئے قدرتی آفات سے بچنے کے لئے قبل از وقت اسے وارننگ کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

فرضی قصے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

ننھے مجاہد

29
4 رمضان المبارک 1426ھ 7 اکتوبر 2005ء

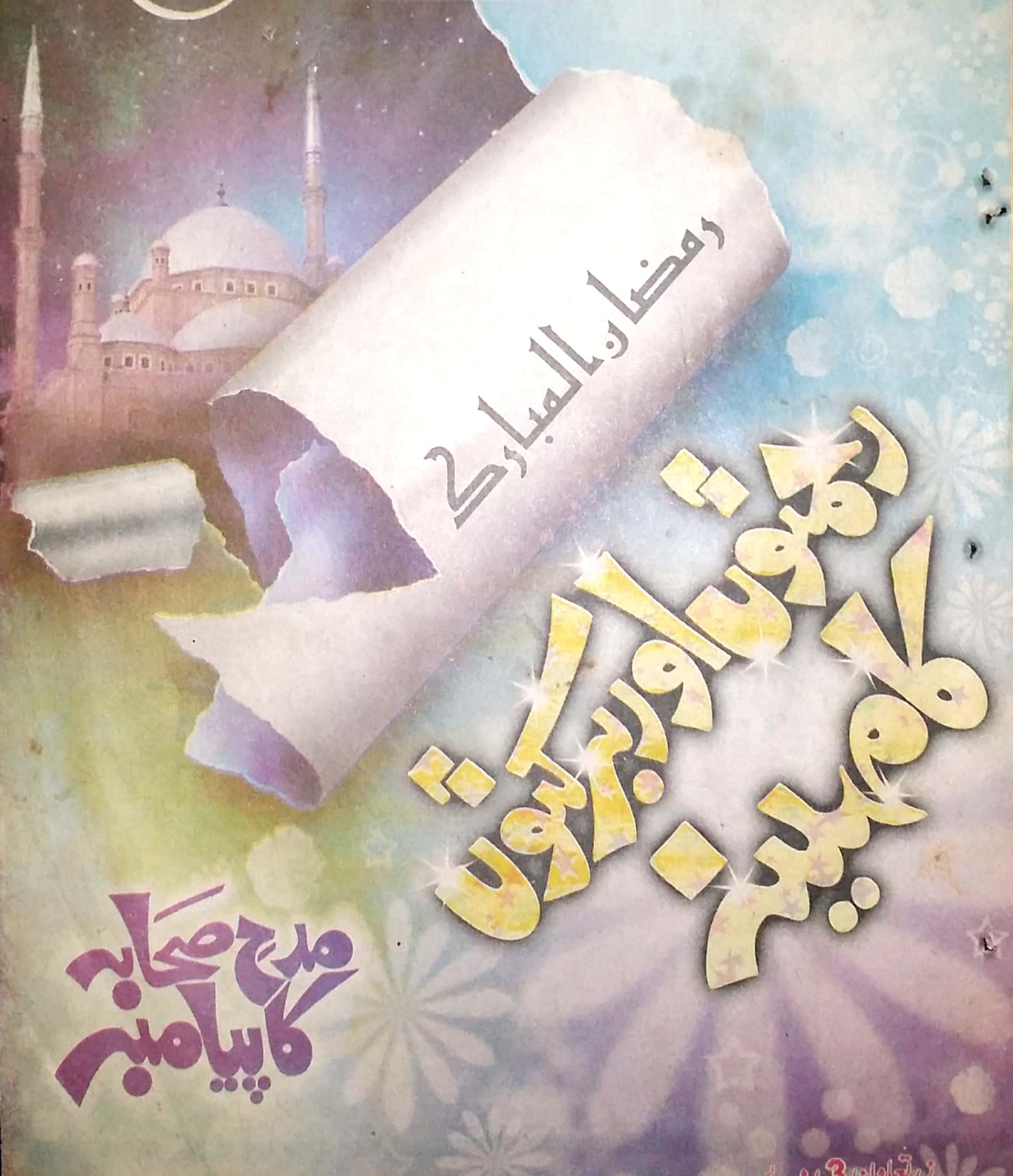

زرتعاون 3 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمانِ الٰہی

ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت دینے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔ (سورۃ البقرۃ: آیت۔ ۱۸۵،۱۸۳)

عطاء الرحمن اینڈ ابوانس طیب اعجاز...... فیصل آباد

ربنا

روزہ کھولنے کی دعا

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَ ثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

”پیاس چلی گئی، رگیں تر ہو گئیں اور ثابت ہو گیا اجر اگر اللہ نے چاہا“۔ (ابوداود: ۲/ ۳۰۶۔ صحیح الجامع: ۴/ ۲۰۹)

انتخاب: حافظ محمد راحیل باجوہ...... نارووال

حدیثِ نبوی

روزہ سفارش کرے گا

✪ سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ بیہودہ اور فحش کاموں سے رکنے کا نام ہے لہٰذا اگر روزہ دار سے کوئی گالی گلوچ کرے یا جہالت سے پیش آئے تو اسے کہہ دینا چاہیے کہ میں روزے سے ہوں (یعنی تمہارا جواب نہیں دوں گا) (ابن خزیمہ)

✪ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور اپنی خواہشات (پوری کرنے) سے روکے رکھا لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔ قرآن کہے گا، اے میرے رب! میں نے اس بندے کو رات (قیام کے لئے) سونے سے روکے رکھا لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما“ چنانچہ دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔ (احمد، طبرانی)

ارم حیات...... امیر پور سادات، کہروڑ پکا

ضروری بات

ننھے مجاہدو.................. السلام علیکم

رمضان المبارک کے مقدس مہینے کا آغاز ہو چکا ہے۔ یہ مہینہ رحمتوں اور برکتوں کا موسم بہار ہے ہمارے پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس مہینے کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا جہنم سے آزادی کا ہے۔ اللہ رب العزت نے اس مہینے کو بہت سی خصوصیات عطا کی ہیں۔ اس مہینے میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ اس ماہ مقدس میں قرآن مجید جیسی مقدس کتاب کا نزول ہوا جبکہ اللہ تعالیٰ خود بندے کو آواز دے کر فرماتا ہے کہ ”ہے کوئی برائی سے رک کر نیکی کی راہ پانے والا اور جہنم سے آزادی پا کر جنت کا خواہش مند اور اگر کوئی اس مہینے میں عبادت کرتا ہے اور روزہ رکھتا ہے تو اللہ اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں یہ سب فضیلتیں رمضان المبارک کے مقدس ماہ کی ہیں۔

ہمارے لئے یہ ایک گولڈن چانس ہے کہ ہم اس ماہ میں اپنے اللہ کی زیادہ سے زیادہ عبادت کر کے ان خوش نصیبوں میں شامل ہو جائیں جن کو جنت کی خوشخبریاں ملتی ہیں۔ اب کچھ باتیں ”ننھے مجاہد“ کے حوالے سے کرتے چلیں۔ بہت سے ننھے مجاہد یہ شکایت کرتے ہیں کہ ان کے خطوط شائع نہیں کیے جاتے۔

ہم کئی بار لکھ چکے ہیں کہ پاکستان بھر سے ہمیں جو خطوط موصول ہوتے ہیں ان کی تعداد ہزاروں میں ہے جب کہ ہم نے ”آپ کے خطوط“ کے لئے صرف ایک صفحہ مختص کیا تھا۔ زیادہ خطوط ہونے کی وجہ سے آج کل ”آپ کے خطوط“ دو صفحوں پر شائع ہو رہے ہیں۔ جگہ کی کمی کی وجہ سے باوجود کوشش کے بھی سب خطوط تو شائع نہیں ہو سکتے۔ اکثر خطوط میں لکھا ہوتا ہے کہ ”یہ میرا پانچواں خط ہے اور ابھی تک آپ نے ایک خط بھی شائع نہیں کیا لہٰذا اسے ضرور شائع کریں“ اب اس خط میں ایسی کوئی بات نہیں ہوتی جو قابل اشاعت ہو پھر بھی خط میں تین چار مرتبہ لکھا ہوتا ہے کہ پلیز پلیز ضرور شائع کریں۔ ہمارے لئے یہ ”اصرار“ بھی مسئلہ بن جاتا ہے کہ اس میں سے کیا شائع کریں...... اور اگر ہم تب بھی شائع نہ کریں تو اگلے خط میں دھمکی ہوتی ہے کہ اب اگر آپ نے ہمارا خط شائع نہ کیا تو ہم ”ننھے مجاہد کا بائیکاٹ کر دیں گے“ اب دیکھا جائے تو ہوتا اس خط میں بھی کچھ نہیں سوائے دھمکی کے۔ سو وہ شائع نہیں ہوتا۔ یہی معاملہ Emails کا ہے۔ آپ سب سے گزارش اور نہایت مودبانہ اپیل ہے کہ خطوط لکھتے وقت ”ننھے مجاہد“ پر نظر دوڑائیں، اس کا تنقیدی جائزہ لیں اور پھر جو محسوس کریں وہ لکھیں۔ آپ اگر سمجھتے ہیں کہ اس شمارے میں یہ تحریر شائع نہیں ہونی چاہیے تھی۔ اسی طرح آپ کو کوئی تحریر پسند آتی ہے اس پر اپنی رائے دیں، کوئی مشورہ دینا چاہیں وہ مشورہ لکھیں تو یقیناً آپ کا خط شائع ہوگا لیکن اگر آپ خط میں کوئی با مقصد بات نہ لکھیں تو پھر ایسے ہی شائع کر دینا بھی تو دوسرے دوستوں سے ناانصافی ہے۔ ایک بات اور قابل توجہ ہے اور وہ بھی کئی مرتبہ بتائی جا چکی ہے۔ پتہ نہیں کیوں ننھے مجاہد اس پر عمل نہیں کرتے۔ اب دیکھیے ضلع لیہ سے ہماری ایک بہن نے خط لکھا۔ انہوں نے صفحے کے دونوں طرف لکھا۔ ایک ہی صفحے پر پہلے ”قربانیوں کی داستان“ کے نام سے تحریر لکھی پھر وقفہ کیے بغیر اسی صفحے پر ”مسکراہٹ“ لکھ دی اور اس سے آگے ”درس حدیث“ پھر ”سوالات کے جوابات“ اور آخر میں اسی صفحے پر ”پینٹنگ“ بھی کر دی۔ اب جب اتنی ساری چیزیں یکجا ایک ہی صفحے پر آتی ہیں تو ہم سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں کہ ان کا کیا کریں۔ ظاہری بات ہے اصولاً تو اس خط کو ردی کی ٹوکری میں ہی جانا چاہیے پھر اگر وہ بہت ہی اچھی تحریر ہوتی ہے تو اس کا الگ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے ایک بار پھر آپ سے درخواست ہے کہ ”ننھے مجاہد“ میں خط اور تحریریں بھیجنے والے پیارے دوست اس بات کا خیال رکھا کریں کہ لکھتے وقت وہ کام تو نہیں کر رہے جس کی وجہ سے ان کی تحریر شائع نہیں ہوتی اور دوسروں کو پریشانی ہوتی ہے۔ اب اجازت دیجیے والسلام

آپ کا بھائی عبدالوارث ساجد

0321-4275767

رمضان کی آمد

رمضان کی آمد سے رحمت کی گھٹا چھائی
جب چاند نظر آیا چلنے لگی پروائی
ہوئی دور غفلت ہر اک اور روح ہوئی تازہ
ایمان کے گلشن میں ہے گویا بہار آئی
جنت میں ہوا آئی تہہ عرش معلیٰ سے
اوراق لگے ہلنے حوریں ہیں تماشائی
دوزخ پہ پڑے تالے شیطان ہوئے قیدی
در وا ہوئے رحمت کے لی خیر نے انگڑائی
احسان کا موسم ہے برکات کی شبنم ہے
اخلاق کے پھول کھلے نیکی نے نمو پائی
راتوں کو عبادت ہے قرآن کی تلاوت ہے
جنت کی بشارت ہے بخشش کی نوید آئی
اک وقت سحر رونق ہر گھر میں انوکھی ہے
برکت سے بھری سب نے چپکے سے غذا کھائی
ہر خواہش نفسی سے پھر دور رہے دن بھر
افطار کی فرحت میں جو مانگی دعا پائی
بدبخت زمانے کا اللہ کا باغی ہے
بے روزہ رمضان کی کیا بات کہوں بھائی
جبرئیل علیہ السلام نے کی لعنت آمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم بولے
دنیا میں منہ کالا عقبیٰ میں بھی رسوائی
روزے کی جزا بھائی دیدار خدا بھائی
ریان ہے وا بھائی حوریں ہیں تمنائی

مشکل الفاظ	معنی
پروائی	مشرق سے چلنے والی ہوا
در	دروازے
وا	کھلنا
نمو	پرورش
نوید	خوشخبری
ریان	جنت کے دروازے کا نام

مراسلہ: اخت ابو حذیفہ...... جہانیاں

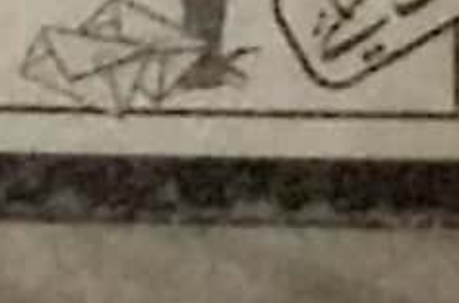

ننھے مجاھد 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور
فون 7314531 فیکس 7314531
ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں
www.jamatdawa.org
E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

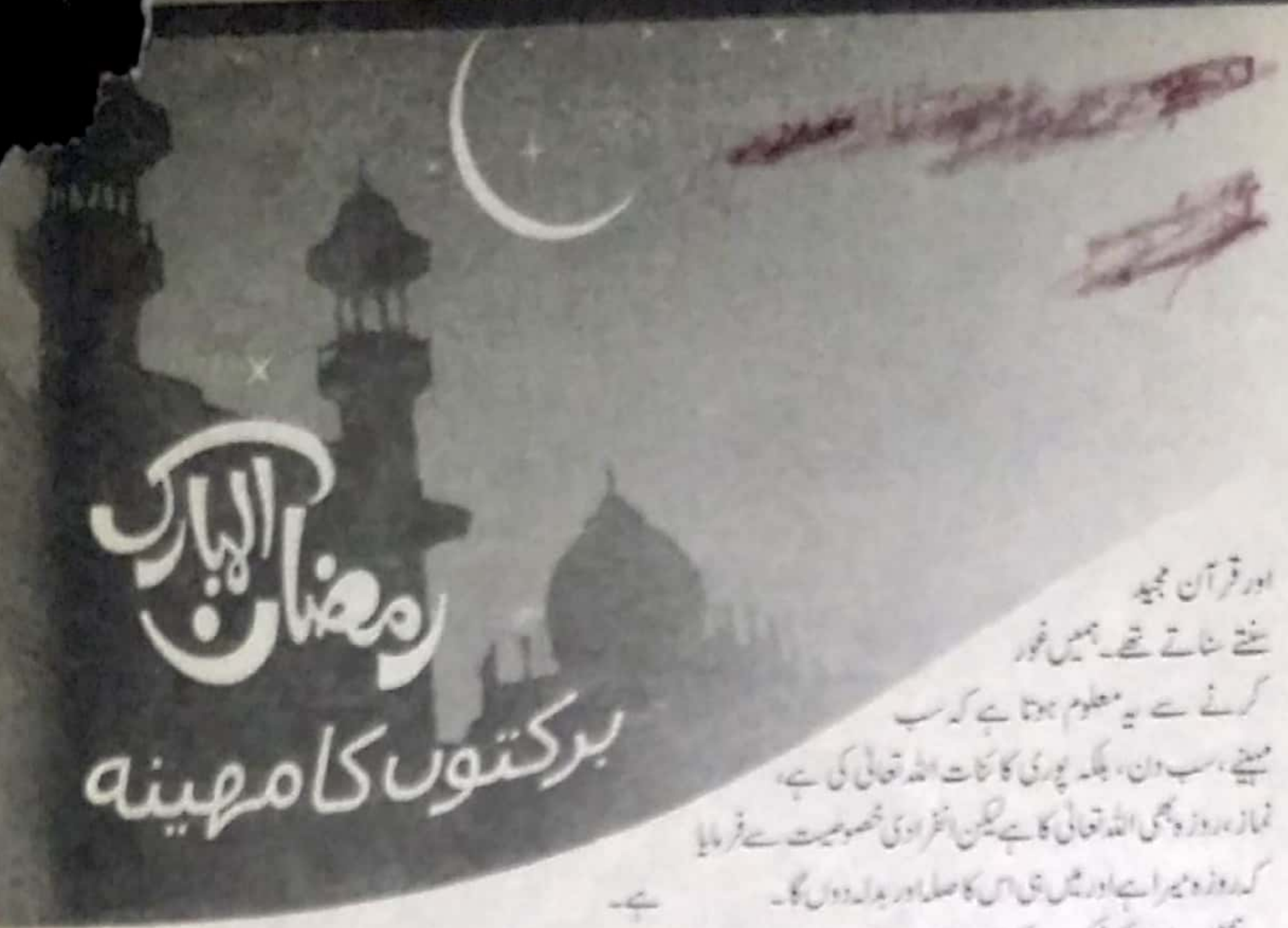

رمضان المبارک
برکتوں کا مہینہ

حافظ عبدالودود عاصم .... لاہور

قرآن مجید میں ہے ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو'' روزے کا حقیقی مقصد انسان میں تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ تقویٰ کا مطلب، دل میں اللہ کا ڈر اور خوف اس طرح پیدا ہو جائے کہ ہر کام کرنے سے پہلے ہر انسان یہ دیکھے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز؟ حلال ہے یا حرام؟ اس سے اللہ راضی ہوگا یا ناراض؟ اللہ رب العزت روزے کے ذریعے ان تمام چیزوں سے روکنے کی صلاحیت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جن کو اس نے حرام کیا ہے اس لئے رمضان المبارک کے ان دنوں میں روزہ رکھ کر گناہوں سے بچتے ہوئے نیک کام کرنا دراصل اسی کی ٹریننگ دینا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے '' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔ (متفق علیہ)

حدیث میں ہے کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ''ریان'' ہے جس سے قیامت کے دن روزہ دار گزریں گے۔ ان کے علاوہ اس دروازے سے کوئی دوسرا نہیں گزرے گا۔ قرآن پاک کو رمضان سے اور رمضان کو قرآن پاک سے خصوصی مناسبت اور گہرا تعلق ہے۔ یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں انسانی ہدایت کے لئے قرآن کریم نازل ہوا۔ رسول اکرم ﷺ سب سے زیادہ ماہ رمضان میں سخاوت کرتے تھے اور قرآن مجید سنتے سناتے تھے۔ ہمیں غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب مہینے، سب دن، بلکہ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی ہے، نماز، روزہ بھی اللہ تعالیٰ کا ہے لیکن انفرادی خصوصیت سے فرمایا کہ روزہ میرا ہے اور میں ہی اس کا صلہ اور بدلہ دوں گا۔

ہمیں چاہیے کہ نیکیوں کے اس موسم بہار میں زیادہ سے زیادہ نیکیوں سے اپنا دامن مالا مال کریں۔ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل واذکار کا بھی اہتمام کریں۔ اس مہینے میں ہر نفل کا ثواب فرض کے برابر کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ کثرت سے نفل نمازیں پڑھیں، کثرت سے تلاوت کریں تا کہ ہماری غلطیوں، خطاؤں اور کوتاہیوں کا کفارہ بن سکیں۔ خاص طور پر رات کے آخری حصے میں بیدار ہو کر نوافل کا اہتمام کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں تہجد کی تلقین کی ہے اور اسے تربیت نفس کا بہترین ذریعہ قرار دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، افطاری کے وقت روزے دار کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ مبارک باد کے مستحق ہیں وہ لوگ جن سے یہ مہینہ راضی ہو کر گیا اور ناکام و بدنصیب ہیں وہ لوگ جو اس کو ناراض کر کے ہر قسم کی خیر و برکت سے محروم ہو گئے۔ رمضان اور روزے کے آداب کی پابندی کر کے اپنے لئے سامان تربیت اور توشہ آخرت جمع کریں تا کہ کل جب ہم اللہ کے حضور حاضر ہوں تو روزہ ہماری سفارش کر سکے اور ہم جنت کے مستحق قرار پا سکیں۔

اعتکاف کیا ہے

ابو رضوان جاوید ...... بدھلہ سنت ملتان

مسجد میں عبادت کی نیت سے ٹھہرنے کو اعتکاف کہا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص نذر مان لے کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اتنے دن کا اعتکاف کروں گا یا میرا فلاں کام ہو گیا تو اعتکاف کروں گا (عبادت میں ایسا کہنا صحیح نہیں ہے کام ہو یا نہ ہو جو نذر مانی جائے اسے ضرور پورا کیا جائے) تو اس شخص پر اعتکاف واجب ہو جاتا ہے۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے یعنی آخری دس دنوں میں مسجد میں اعتکاف کرنا سنت ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ''اللہ کے رسول ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فوت کر دیا (بخاری، مسلم)

مطلب یہ کہ نبی ﷺ نے یہ عمل کبھی بھی ترک نہیں فرمایا، سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ''اللہ کے رسول ﷺ ہر سال دس دن اعتکاف فرماتے، جس سال فوت ہوئے اس سال آپ ﷺ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا (بخاری)

مطلب یہ کہ یہ معمول آپ نے کبھی نہیں چھوڑا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری دس دن اعتکاف فرماتے تھے، ایک سال اعتکاف نہ فرمایا۔ اگلا سال آیا تو آپ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا (ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ) یعنی کسی وجہ سے صرف ایک سال آپ اعتکاف نہ فرما سکے، چنانچہ اگلے سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا، گویا جو سال چھوٹ گیا تھا، اس کا بھی اعتکاف فرمایا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ''روزے کے بغیر اعتکاف نہیں ہوتا اور اعتکاف ایسی مسجد کے بغیر نہیں ہوتا جس میں (پانچ وقت) باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے'' (ابوداود) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ''اللہ کے رسول ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کے بارے میں فرمایا، وہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے، نیکیاں کرنے والے کی طرح اس کی نیکیاں جاری رہتی ہیں۔ یعنی جو نیکیاں وہ اعتکاف کی وجہ سے نہیں کر سکتا ان کا ثواب بھی اسے ملتا ہے (ابن ماجہ)

معلوم ہوا اعتکاف بہت بڑی عبادت ہے آج کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے نظر آئیں گے ہمیں اعتکاف میں بیٹھنے کی کوئی ضرورت نہیں یہ تو فارغ لوگوں کا کام ہے (معاذ اللہ) کوئی ان سے پوچھے کہ اگر یہ فضول عمل ہے تو آپ ﷺ ساری مصروفیات ترک کر کے اسے اتنی پابندی سے کیوں کرتے رہے؟ (بحوالہ اسلامی تعلیمات)

انمول انتخاب

حافظ عبدالروف حجازی لاہور

وہ گھڑسواروں کا پورا دستہ تھا۔ گھوڑے دوڑنے کی بجائے ہلکی چال چل رہے تھے۔ گھڑسوار آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ان کی باتوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کسی شکار کی تلاش میں ہیں۔ اچانک ان کے ایک ساتھی نے گھوڑے کی باگ کھینچی اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو رکنے کا اشارہ کیا، کیوں بھئی کیا ہوا؟ رک کیوں گئے" ساتھیوں نے پوچھا۔

وہ دیکھو شکار! سب نے ادھر دیکھا جس طرف اس نے اشارہ کیا تھا۔ یہ ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ ایک خیمے کے باہر ایک چھوٹا بچہ جس کی عمر آٹھ نو سال ہوگی کھڑا تھا۔ ایک کہنے لگا: بھائی یہ بھی خوب رہی۔ ڈاکے سے تو تم ناکام آئے ہو اور اب اس بچے پر ہاتھ صاف کرنے کا ارادہ رکھتے ہو!

توجہ دلانے والے نے غراتے ہوئے بے رحم لہجے میں کہا۔ تمہارے سر کی قسم، یہ بڑا اچھا شکار ہے ایک دو برس کے بعد بڑی اچھی قیمت دے گا۔

تمہاری ماں خوشی منائے، یہ بالکل ٹھیک کہتا ہے۔ یہ شکار بڑے کام کا ہے۔ اس کے کسی وارث کے آنے سے پہلے اس کو اچک لیتے ہیں!" کہنے والے نے کہا اور پھر اس نے ساتھیوں کو جھاڑیوں کی اوٹ میں ہونے کے لئے کہا۔ خود وہ اکیلا ہی خیمے کی طرف گھوڑا بڑھانے لگا۔ اس نے بڑی احتیاط سے گھوڑے کو خیمے کے پاس کھڑا کیا، نیچے اترا اور کسی چیل کی طرح بچے پر جھپٹا اور اسے ایک ہی ہاتھ سے اٹھالیا۔ بچے کو گھوڑے کی زین پر بٹھا کر ایک ہاتھ اس کے اوپر رکھا، تاکہ وہ گرنے نہ پائے اور پھر کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر خود بھی بڑی مہارت سے گھوڑے پر سوار ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا گھوڑا سرپٹ بھاگنے لگا۔ اس کے ساتھی خوشی سے اس کے ساتھ ہولئے۔ معصوم بچے کی چیخ و پکار، گھوڑے کی ٹاپوں اور غارت گروں کے قہقہوں اور نعروں میں دب گئی۔ خیمے کے اندر بچے کی ماں اور اس کی نانی باتوں میں مصروف تھیں۔ ماں کو پتہ ہی نہ چلا کہ بچہ کب کھیلنے کے لئے باہر نکلا۔ وہ تو گھوڑوں کے بھاگنے کی آوازیں سن کر سہم گئی تھی۔ مگر جب اس کو بچے کا خیال آیا تو اس وقت بہت دیر ہو چکی تھی۔ وہ روتی پیٹتی باہر نکلی تو دیکھنے والے چند ایک لوگوں نے بتایا کہ گزرنے والے تو ڈاکو تھے اور وہ بچے کو اٹھا کر چلتے بنے ہیں۔

ماں پر تو غشی کے دورے پڑنے لگے۔ اغوا ہونے والا بچہ اس کا اکلوتا بیٹا تھا اور وہ اپنے باپ کا تو بہت ہی پیارا تھا۔ باپ کو بچے کے بغیر چین ہی نہیں آتا تھا۔ وہ تو بڑی ضد کر کے اپنی والدہ کی بستی میں آئی تھی۔ تاکہ وہ اپنے گھر والوں کو مل لے لیکن اسے کیا خبر تھی کہ یہاں یہ المناک حادثہ ہو جائے گا۔ بے چاری سوچنے لگی کہ معلوم نہیں کہ اب بیٹے کا باپ اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ بے چاری کے آنسو تھے کہ رکنے ہی کو نہیں آرہے تھے۔ آخر باپ شرجیل کو خبر ہوئی اور وہ تو اپنے سر میں خاک ڈالنے لگا۔ اس کے غم کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں کر سکتا تھا۔ مرد ہو کر وہ بیٹے کی جدائی پر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔

شرجیل کو اچھی طرح علم تھا کہ یہ ڈاکو اس کے لخت جگر کو کہیں دور دراز کے علاقے میں بیچ دیں گے اور یوں لاڈ پیار سے پلنے والا ساری زندگی نہ جانے کس حال میں رہے گا۔

باپ نے چاروں طرف گھوڑے دوڑا دیئے۔ قریب کے تمام علاقوں میں پیغام بھجوادے۔ منادی کروائی، پورا خاندان اس کام میں لگ گیا۔

ڈاکو بھی اچھی طرح جانتے تھے کہ انہوں نے کسی اونچے خاندان کا چشم و چراغ اٹھایا ہے۔ اس لئے انہوں نے بچے کو باہر ہی نہ نکالا۔

بچے کی تلاش میں کئی برس گزر گئے۔ مگر بچے کے باپ شرجیل نے بھی ہار نہ مانی اس کا دل کہتا تھا کہ بیٹا ضرور ملے گا۔ شرجیل ایک دن گھر میں اپنے بیٹے کی یاد میں غمگین بیٹھا تھا کہ اس کے رشتے داروں میں کچھ لوگ اس سے ملنے کے لئے آئے یہ لوگ اس سال حج کر کے آئے تھے۔ انہوں نے کہا! شرجیل، خوش ہو جاؤ ہم تمہارے بیٹے سے مل کر آرہے ہیں!"

کہاں ہے ہائے میرے دل کا ٹکڑا، مجھے پوری بات سناؤ! شرجیل اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے بولا، رشتے داروں نے بتایا اے ہمارے چچا کے بیٹے! ہم اس سال حج کرنے گئے تھے۔ وہاں ہم نے ایک تیرہ چودہ سال کے لڑکے کو دیکھا، ہمیں تو تمہارا کھویا ہوا لعل ہی لگا۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تم یہاں اکیلے کیوں ہو؟ اس نے بتایا کہ کچھ برس قبل مجھے ڈاکوؤں نے اٹھالیا تھا۔ پھر مجھے مکہ میں رہنے والے ایک قبیلے کے ہاں بیچ دیا اور اب میں ایک شریف اور اونچے خاندان کا غلام ہوں!"

کیا تم نے اسے اس کے باپ کی حالت نہ بتائی؟ یہ نہ کہا کہ آنسو بہا بہا کر میری آنکھوں کا پانی خشک ہو گیا ہے۔" کیوں نہیں عزیز چچا کے بیٹے، ہم نے تمہارا سارا حال اس کو بیان کیا اور اس نے کہا کہ میرے والد کو تسلی دینا اور کہنا حوصلہ رکھے غم نہ کرے میں یہاں پر بہت آرام سے اور سکون سے ہوں"۔

ہائے میری قسمت! پتہ نہیں بیچارہ کس حال میں ہوگا۔ میرا دل بہلانے کو کہہ دیا ہوگا کہ اچھا ہوں ۔۔۔ ارے دوستو! کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ میرا ہی بیٹا ہے؟" ہاں ہاں اس معاملے میں تو ہمیں ذرا بھی شک نہیں۔ اس نے اپنا اور تمہارا بالکل ٹھیک ٹھیک بتایا تھا۔ اسے یاد ہے کہ اسے خیمے کے باہر سے ڈاکوؤں نے اٹھایا تھا۔ شرجیل اپنے بھائی کعب سے کہنے لگا۔ اے میری ماں جائے! چلو ابھی اور اسی وقت چلو، مجھے تو بیٹے کو دیکھے بغیر ایک پل بھی چین نہیں، ہم مکہ کی طرف چلتے ہیں۔ چنانچہ ایک چھوٹا سا قافلہ اسی وقت مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ منزلوں پر منزلیں مارتے یہ لوگ مکہ پہنچ گئے۔ اسے یہ معلوم تھا کہ بچے کو عکاظ نامی میلے میں فروخت کیا گیا تھا اور ان کے خریدار کا نام "حکیم" تھا۔ حکیم ایک معزز قبیلے کا شریف آدمی تھا۔ وہ اس کے گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ اس نے شرجیل کے بیٹے کو خریدا تو ضرور تھا لیکن پھر اسے اپنی ہمشیرہ کو تحفے میں دے دیا تھا۔ شرجیل کو دراصل اسی خاتون کے قبیلے معط کا بتایا گیا تھا۔

اب وہ حکیم کی بہن کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ انہیں بتایا گیا کہ وہ جس گھر کی طرف جا رہے ہیں وہ بڑے معزز لوگوں کا گھر ہے۔ بتائے گئے پتے پر پہنچے تو ان کی ملاقات ایک نہایت پروقار شخص سے ہوئی، شرجیل تو اپنے بیٹے کے آقا کو دیکھتے ہی مطمئن ہو گیا کہ اس شخص کا چہرہ بتاتا ہے کہ اس سے کسی کو نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس نے میزبان سے اپنے آنے کا مطلب بیان کیا اور کہا۔ اے معزز سردار آپ کا خاندان اللہ کے گھر کا نگہبان ہے آپ مصیبت زدوں کی مدد کرنے اور قیدیوں کو کھانا کھلانے میں شہرت رکھتے ہیں۔ ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ میرا بیٹا آپ کی غلامی میں ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ جس قدر روپیہ پیسہ چاہیں لے لیں مگر میرے بیٹے کو آزاد کردیں۔ میری آنکھیں اس کا پیارا چہرہ دیکھنے کو ترس رہی ہیں!" معزز مہمان آپ کس کی بات کر رہے ہیں؟ میزبان نے انتہائی میٹھے لہجے میں پوچھا۔ میں حارثہ کے بیٹے زید کی بات کر رہا ہوں" اچھا، میزبان نے کہا اور کچھ سوچ میں پڑ گئے۔ شرجیل نے میزبان کے چہرے پر تردد دیکھ لیا تھا۔ وہ منزل کے اس قدر قریب آکر ایک عجب کیفیت محسوس کر رہا تھا۔ پھر اس کے کانوں میں آواز آئی، کیا اس کے علاوہ آپ کے یہاں آنے کا کوئی مقصد نہیں؟ نہیں میزبان سردار! ہم تو بیٹے کو منہ مانگی قیمت پر لینے آئے ہیں!" تو پھر بیٹے! زید کو بلا لیتے ہیں، اگر وہ آپ کو پہچان لے اور آپ کے ساتھ جانے پر رضامند ہو جائے تو اسے لے جایئے۔ میں اس کے عوض ایک پائی بھی نہ لوں گا لیکن اگر وہ آپ کے ساتھ جانے پر رضامند نہ ہو تو پھر مجھے پسند نہیں ہوگا کہ آپ اس پر زبردستی کریں"! شرجیل اور اس کا بھائی کعب اس موقع پر ایک ساتھ بولے" اے شریف زادے اس سے بڑھ کر اور اچھی بات کیا ہو سکتی ہے! آپ نے تو عین حق اور انصاف کی بات کی ہے۔ زید کو بلایا گیا اور پوچھا گیا" کیا آپ ان بزرگوں کو پہچانتے ہیں؟ کیوں نہیں میرے آقا یہ میرے پیارے والد ہیں اور یہ محترم چچا!" تو زید تم مجھے بھی پہچانتے ہو، میرا خاندان بھی تمہیں معلوم ہے میں نے تم سے جو معاملہ رکھا اس سے بھی تم بخوبی واقف ہو۔ فیصلہ تمہارے اختیار میں ہے، تم پر کوئی زبردستی نہیں ہے تم چاہو تو خوشی

کے ساتھ اپنے باپ کے ساتھ جاسکتے ہو، چاہو تو تم یہاں بھی ٹھہر سکتے ہو۔ تم پر کوئی زور نہیں ہے۔ زید کی آنکھوں میں عجیب سی چمک آگئی وہ بولے۔ آپ محمد ﷺ ہیں۔ اللہ کے سچے آخری رسول ﷺ ہیں۔ میرے لئے آپ ﷺ سے بڑھ کر کون اہم ہوسکتا ہے۔ خدا کی قسم! آپ ﷺ ہی میرے ماں باپ ہیں اور میں ہرگز آپ ﷺ کو چھوڑ کر نہیں جاسکتا!

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بات میں ایک جذبہ تھا، محبت کا ایک سمندر تھا، باپ اور چچا نے بڑی حیرت سے بیٹے کی طرف دیکھا۔ باپ نہ جانے کب سے بیٹے کی محبت کا چراغ سینے میں جلائے اسے وادی وادی تلاش کرتا پھر رہا تھا۔ حیرت اور دکھ سے بیٹے کی طرف دیکھنے لگا اور پھر بولا۔ ''اے زید رضی اللہ عنہ! تم پر افسوس تم آزادی پر غلامی کو ترجیح دے رہے ہو؟ خدا کی قسم! تمہاری تلاش میں کون سا ایسا پتھر ہوگا جو میں نے نہ الٹا ہوگا اور اب تم کیا کہہ رہے ہو؟ زید رضی اللہ عنہ بولے! اے والد محترم آپ درست فرماتے ہیں لیکن میں نے ان کی ذات میں جو کچھ دیکھا ہے ان کو جس طرح خوب پایا ہے اس کے بعد یہ میرے بس سے باہر ہے کہ میں انہیں چھوڑ دوں'' زید رضی اللہ عنہ کا فیصلہ بڑا اٹل تھا۔

باپ اور چچا بڑی حیرت سے بیٹے کا فیصلہ سن رہے تھے۔ اللہ کے رسول محمد ﷺ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے زید رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور اس کے چچا اور والد کو ساتھ آنے کے لئے کہا۔ کعبہ میں پہنچ کر آپ نے فرمایا'' میں تم سب لوگوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ آج سے زید میرا بیٹا ہے۔ یہ میرا وارث ہے اور میں اس کا وارث ہوں! آپ ﷺ کے اس اعلان سے زید رضی اللہ عنہ کے چچا اور والد کا چہرہ کھل اٹھا، وہ سوچنے لگے کہ مجھے تو بیٹے کی عزت اور ترقی سے غرض ہے۔ اگر وہ یہاں خوش ہے تو میری خوشی بیٹے کی خوشی کے ساتھ ہے۔ انہوں نے بھی اس اعلان کو قبول کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ آپ ﷺ نے انہیں اجازت دی کہ آپ جب چاہیں یہاں آکر اپنے بیٹے سے مل لیں اور زید رضی اللہ عنہ کو بھی نصیحت کی کہ وہ اپنے والدین کی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کے لئے ان کے ہاں جایا کرے۔ یوں زید رضی اللہ عنہ نے اپنے حقیقی باپ کی بجائے رسول کریم ﷺ کے ساتھ رہنا پسند کیا اور زید رضی اللہ عنہ غلاموں میں سے سب سے پہلے شخص تھے جو مسلمان ہوئے۔ انہیں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حکیم نے عکاظ کے بازار سے خریدا تھا اور تحفے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کردیا تھا۔ زید رضی اللہ عنہ چند دنوں کے بعد ہی آپ ﷺ کے ساتھ اس قدر مانوس ہوگئے کہ پھر ساری زندگی آپ ﷺ کے پاس رہے۔

ننھے مصور

مقابلہ مصوری میں حصہ لینے والے دیگر ننھے مجاہد

رانا محمد سعید۔ مروہ عبدالغنی بھٹی ننکانہ۔ ساجدہ تسنیم حیدر ٹاؤن تلہ گنگ۔ سعدیہ جاوید ملتان۔ اخت عبدالرحمٰن موڑ کھنڈا۔ محمد بن عبدالرحمٰن میاں چنوں۔ ثنا وزیر۔ زہد ادریس عبدالحسیب بادامی باغ لاہور۔ سلیم اقبال دیپالپور۔ فرحان ظفر سرگودھا۔ امیمہ رحمٰن میاں چنوں۔ طارق محمود سیالکوٹ۔

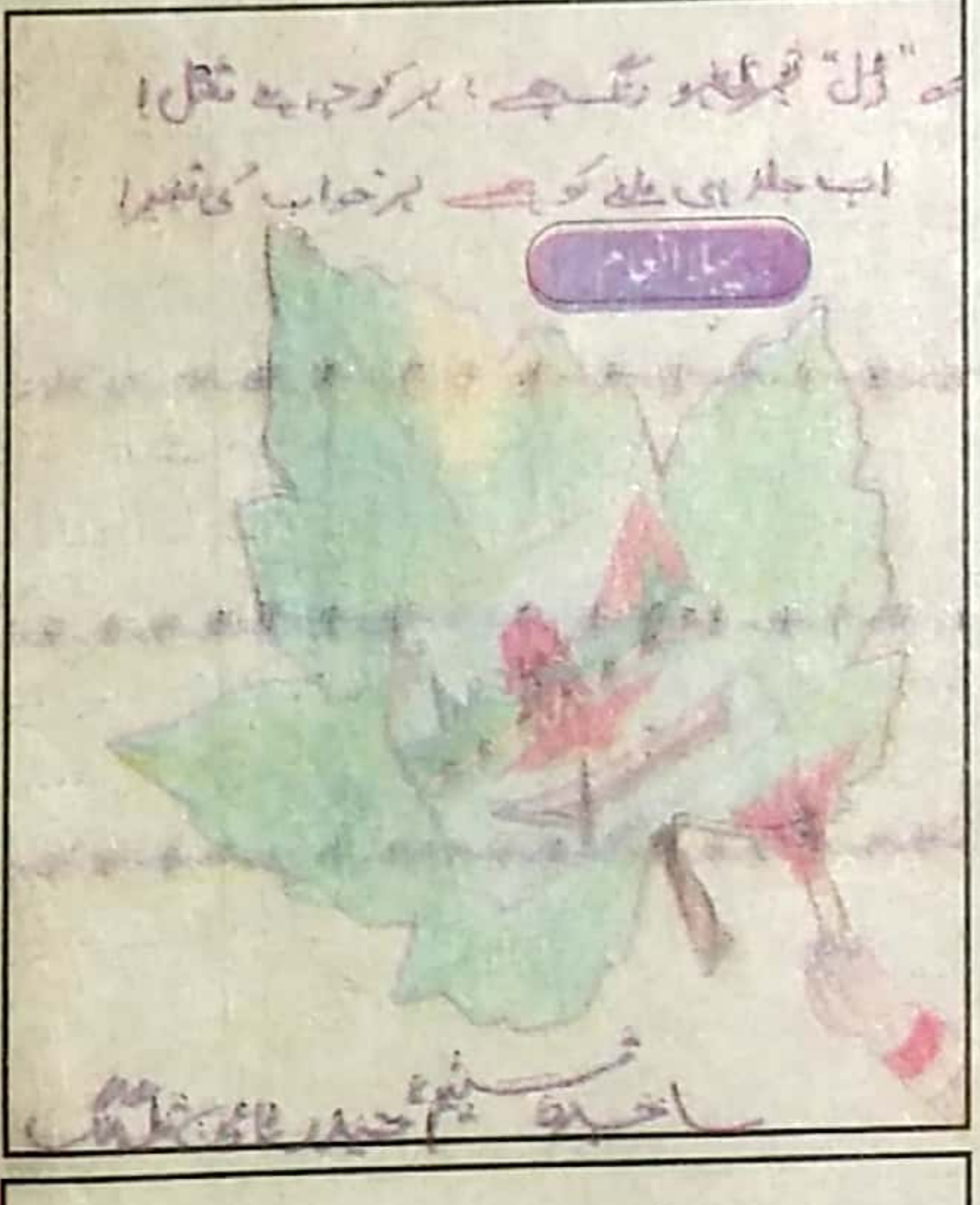

بابا سلام جیتنے والی خوش نصیب

فضیلت بٹ......لاہور

انعامی کتب جیتنے والے دیگر خوش نصیب

مسرت غفار	اوکاڑہ
شاہ رخ عبدالغنی	خوشاب
عائشہ اکرام	وہاڑی
ابوسفیان	شیخوپورہ
منزہ صدیق	چونیاں قصور

صحیح جوابات بھیجنے والے احباب

وہاڑی: عائشہ اکرم، سعد عکراش، بلال اعظم، حافظ محمد اسمعیل، محمد حسن لطیف، محمد مقصود۔ **قصور**: محمد انس اعجاز، حفصہ عزیز، نرگس بانو، جاوید خلیل، اسحاق، رضوانہ سعدیہ، عاتکہ انعام الحق، ذنیرہ عتیق، شعیب عتیق، راشد عتیق، فردوس عمران، نازیہ عبدالغفار، عبدالرحمٰن، خنساء قیوم، سدرۃ یونس، منزہ صدیق، منیبہ صدیق، آمنہ ادریس، راحیلہ مجاہد، جمیل احمد، عمران مجاہد، صفورہ مجاہدہ، زینب النساء، عائشہ تبسم، کلثوم بی بی، حافظ محمد اشفاق، محمد اسماعیل۔ **بہاولنگر**: بشریٰ خالد، سلمان صدیق، کاشف بابر، ملک عبدالعلیم مہراز۔

ساھیوال: عاصمہ حسین، نعمان اسلم، عثمان اسلم۔

فیصل آباد: حافظ محمد عمران، احسان الٰہی، احسان اللہ فاروقی، عمر فاروق، نعمان علی، محمد جواد، انعام الٰہی، محمد جمیل، محمد یحیٰی، محمد عثمان جمیل، عبدالحنان، اخت حمزہ، بنت امین چیمہ، محمد انعام ولد سرور، ام حبیبہ، عبدالقیوم شاہد، سعدیہ سیف، قرۃ العین، مہناز کنول، حافظہ نبیلہ، زاہد محمود، محمد اجمل خاں، وقاص اعوان، ابوصلاح الدین، ندیم اسلم، عبدالرحمٰن، علی رضا، سدرہ رمضان، عبدالرحمٰن اکرم۔ **جہلم**: عبدالقدیر۔ **لاھور**: محمد افضل، محمد توقیر ضیاء، عبدالرؤف، قاری علی بشیر، جویریہ ہارون، ذاکر اللہ، عبدالرشید، طیبہ خان، نیجہ فاروق احمد، حفصہ بنت مقبول، فرح ریاض، اخت عزیز شہید، اُخت عثمان اشرف، زاہد ادریس، حافظ صہیب، فضیلت بٹ، محمد طارق، ثمامہ حمید اللہ، عبدالرحمٰن ساجد، عمار وسیم، عمر خلیل، اخت قاسم، اسماعیل نعیم، ابوبکر حمزہ۔

ملتان: افنان صدیقی، عظمیٰ منان، اخت احمد، صباء بنت عبدالقیوم، شیخ محمد زبیر۔ **خوشاب**: شاہ رخ عبدالغنی، اسد اللہ اعوان، خضر حیات، ارسلان حامد، عتیق الرحمٰن ضیاء، شمس العارفین۔ **خانیوال**: جوہر کوثر، ثوبیہ ثناء اللہ، سلطان محمود، سیدہ میمونہ اسلام، رضیہ یونس۔ **گوجرانوالہ**: قرۃ العین سیف اللہ، عتیق الرحمٰن اطہر، آسیہ بنت انور علی، محمد سعد اللہ، حماد منظور، عمیصہ چوہدری، عائشہ منظور، رضیہ الیاس، عبداللہ بن عبدالرحمٰن ثانی، امیر معاویہ، عدیلہ مریم، حافظ عطاء الرحمٰن، طاہرہ مجاہدہ، امیر حمزہ، عطیہ اشرف، انس سعید۔

سرگودھا: محمد عثمان چیمہ، مبشر سعید، عبداللہ آصف، حنیف الرحمٰن، طلحہ طارق، عبدالمنان، شاہ محمد، عمر فاروق الیاس، صالحہ ممتاز، محمد اقرار۔ **چکوال**: عثمان عبداللہ، وحید انجم، عبدالسلام۔ **اوکاڑہ**: مسرت غفار، حافظ محمد حبیب اللہ، قرۃ العین خنساء، محمد نعمان۔ **سوات**: ارم ناز، زین اللہ، محمد عباس، نگہت بی بی۔ **ناردوال**: اکبر علی، ابوعمار عبدالرحمٰن۔ **ایبٹ آباد**: شعیب حسن، محمد عاطف، نازیہ شاد

شیخوپورہ، ننکانہ: اخت محمد اکبر عثمان، نبیل بن سرور، محمد سجاد، اخت المل، نازیہ منور، نادیہ منور، اسامہ اکرم، حافظ محمد شکیل، عبداللہ امجد مجاہد، عمر خطاب، شفیق الرحمٰن، اسامہ ارشد، میمونہ کنول، خبیب مجاہد باجوہ، احسن محمود، محمد کامران رمضان، ابوسفیان، محمد وقاص، عثمان شریف، محمد صوبے خان، فائزہ سعید، عبدالمجید بھٹی۔ **ڈیرہ اسمعیل خان**: ابوعمار، اعجاز الرحمٰن۔ **گجرات**: عفان عادل، سمیر احمود، کنزیٰ سعید، اخت طاہرہ، صفیہ زینب، شفیق الرحمٰن۔

راولپنڈی، اسلام آباد: بلال سیف اللہ، رابعہ سجاد، محمد خالد، رضوان بشیر، عبدالماجد ساجد، سیف الرحمان، عبدالمجیب، عبداللہ بن سعید، میاں محمد اسحٰق۔ **مظفر گڑھ**: حافظ اعجاز حنیف۔

سیالکوٹ: نمرہ شہباز، حافظ عبدالمجید، جویریہ شہباز، فرح بانو، حمنہ اقبال، عابدہ اعوان۔ **بہاولپور**: خلیل الرحمٰن، محمد عبدالباسط، عثمان غفار، عائشہ صدیقہ، آصف ضیاء، یاسر خطاب، صفی الرحمٰن۔ **آزاد کشمیر**: امجد لطیف، رفعت لطیف۔ کوہاٹ: احمد عثمان شاہ۔ **رحیم یار خان**: ظہیر احمد گل، خالق محمد فریدی، عبداللہ اکرم۔ **پشاور**: محمد عدنان بن عبداللہ۔ **کراچی**: محمد خرم اسحٰق، احمد علی، عبداللہ، ارشد، آسیہ عبدالستار، بلال شاہد، زبیر رشید، بشریٰ علی، علی بن شاہد، حافظ محمد عزیز۔ **ٹوبہ ٹیک سنگھ**: عائشہ ارشد، عثمان یعقوب، نوید خالد۔ **جھنگ**: نعمان رفیق۔ **پاکپتن**: جویریہ ظہیر، شاہین محمد علی، افضال منیر، عمر فاروق۔ **شہداد پور (سندھ)**: محمد شافع، قرۃ العین بنت عبدالرزاق۔ **صوابی سرحد**: محمد شاہد۔ **میانوالی**: ساجدہ تسلیم۔

سلسلہ نمبر ④ کے صحیح جوابات

1۔ روضۃ من ریاض الجنۃ نبی ﷺ کے گھر اور منبر کا درمیانی علاقہ میں ہے۔
2۔ قرآن پاک میں سب سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔
3۔ سورہ توبہ کا دوسرا نام ''براۃ'' ہے۔
4۔ سیدنا ابوبکر نبی ﷺ سے تقریباً دو برس چھوٹے تھے۔
5۔ امین الامت کا لقب ''سیدنا ابو عبیدہ بن جراح'' کو ملا۔
6۔ حج کو اسلام میں ''پانچواں'' رکن ہونے کا درجہ حاصل ہے۔
7۔ مراکش کے دارالحکومت کا نام ''رباط'' ہے۔
8۔ ڈل جھیل سرینگر مقبوضہ کشمیر میں واقع ہے۔
9۔ آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا مسلم ملک ''انڈونیشیا'' ہے۔
10۔ 6 ستمبر کو پاکستان میں ''یوم دفاع پاکستان'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

وادی کشمیر کی صدا

میرے بیٹو! میرے بھائیو! ہوش تمہیں کب آئے گا
خطرے میں ہے غیرت میری، اس کو کون بچائے گا
خون میں ڈوبی تڑپ رہی ہوں لب پر میرے نالے ہیں
آگ لگی ہے میرے گھر میں، اس کو کون بجھائے گا
ظلم وستم کی آندھی میں کشمیر کی بیٹی روتی ہے
سن کر اس کی آہ وفغاں کب ابن قاسم آئے گا
اُجڑ رہا ہے گلشن میرا، لگی ہے آگ چناروں میں
دیکھ رہی ہوں حسرت سے کب خون میرا رنگ لائے گا
کافر جس کو روند رہے ہیں، میں وہ تمہاری جنت ہوں
عہد کرو اس جنت میں ناپاک قدم نہ اٹھائے گا
مانگے نہیں ملتی آزادی، بڑھ کے چھینی جاتی ہے
جاگو جاگو میرے بیٹو، پھر ہاتھ یہ وقت نہ آئے گا

محمد سفیان......تارا گڑھ 44 پتوکی

سلسلہ نمبر 5 کے سوالات

1۔ قرآن پاک میں حروف مقطعات کی تعداد کتنی ہے؟
2۔ نبی اکرم ﷺ کا نام قرآن میں کتنی دفعہ آیا؟
3۔ سب سے زیادہ احادیث کس ام المومنین سے مروی ہیں؟
4۔ سیدنا عمر فاروق پر کس نے قاتلانہ حملہ کیا تھا؟
5۔ رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ کی امامت کس نے کرائی؟
6۔ اقبال نے اپنے کس شعر میں گندے انڈوں کی ترکیب استعمال کی، شعر لکھیں؟
7۔ روزے کس سن ہجری میں فرض ہوئے؟
8۔ اس واحد اسلامی ملک کا نام بتائیں جو فقط نظریے کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا؟
9۔ رقبے کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک کون سا ہے؟
10۔ پاکستانی فوج کا ماٹو کیا ہے؟

جوابات بھیجنے کی آخری تاریخ 25 اکتوبر ہے

کوپن جیتئے بابا سلام

نام..............................
کلاس..............................
سکول..............................
ایڈریس..............................
....

سوالات کے ساتھ یہ کوپن 28 ستمبر تک اس پتہ پر ارسال کریں
''ننھے مجاہد'' ہفت روزہ غزوہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور

تعاون
دارالسلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ہیڈ آفس و مرکزی شوروم 36 لوئر مال سیکرٹریٹ سٹاپ لاہور فون 7240024-7232400

ہدہد کی کہانی

دوسری قسط

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے ایک خط لکھا اور ہدہد کو تھماتے ہوئے کہنے لگے: میرا یہ خط لے جاؤ اور سورج کی پجاری ملکہ کو دو اور خط دے کر فوری آ نہیں جانا بلکہ دیکھنا ہے کہ وہ خط پڑھ کر کیا گفتگو کرتے ہیں اور کس ردعمل کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر تم صحیح اور سچ خبر لاؤ گے تو تمہاری جان بخشی کردی جائے گی۔ ہدہد نے وہ خط لیا اور اپنی منزل کی طرف ہواؤں وفضاؤں میں اڑتا ہوا روانہ ہوگیا۔

ہدہد اڑتا سورج کی پجاری ملکہ کے بہت بڑے محل تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ محل کے اندر ملکہ دربار سجائے اپنے تخت پر بیٹھی تھی۔ ہدہد اڑتا ہوا ملکہ کے اوپر پہنچا اور پھر چپکے سے سلیمان علیہ السلام کا خط اس کی گود میں گرادیا۔ ملکہ اور اس کے درباری حیرانی سے نظریں اٹھا کر ہدہد کو دیکھنے لگے۔ ایک روشن دان میں بیٹھ کر دیکھنے لگا کہ دیکھیں اب یہ کیا کرتے ہیں۔ ملکہ نے جلدی جلدی خط کھول کر پڑھا اور پھر اونچی آواز میں اپنے درباریوں کو مخاطب کرکے کہنے لگی:

یہ میرے پاس ایک عزت والا خط بھیجا گیا ہے۔ اس میں لکھا گیا ہے: یہ خط سلیمان (علیہ السلام) کی طرف سے لکھا گیا ہے۔ یہ بخشش کرنے والے مہربان اللہ کے نام سے شروع کیا گیا ہے۔ یاد رکھو! اپنے آپ کو مومنوں سے اعلیٰ ارفع اور زیادہ عزت اور شان وشوکت والا ظاہر مت کرو۔ تم لوگوں کو چاہیے کہ مجھ پر برتری کا اظہار نہ کرو۔ میرے مقابلے کے لئے اپنی فوجی قوت کا بھی مظاہرہ نہ کرو اور تمہیں چاہیے کہ بنا چون وچراں (چپ چاپ) فرمانبرداری کرتے ہوئے میرے پاس دربار میں چلے آؤ۔ اس نے خط پڑھ کر قوم کے سرداروں سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے سردارو! اس خط والے

بادشاہ کے متعلق کیا کریں، مجھے اس معاملہ میں مشورہ دو۔ تمہیں علم ہے کہ میں کبھی بھی تمہاری موجودگی اور تمہارے مشورے کے بغیر کوئی بھی اہم فیصلہ نہیں کرتی۔ سرداروں نے یہ سن کر ملکہ کو جواب دیا کہ: اے ملکہ! ہم بہت طاقتور ہیں اور سخت قسم کے جنگجو اور لڑاکا ہیں۔ یہ دشمن کے دانت کھٹے کرنے کی قوت رکھتے ہیں۔ جیسے آپ حکم کریں گی ہم جان کی بازی لگانے کے لئے تیار ہیں۔ باقی حکم دینا آپ کے اختیار میں ہے، آپ خود بھی غور کریں کہ ان حالات میں آپ کو ہمیں کس طرح کا حکم دینا چاہیے۔ ملکہ نے سرداروں کا فرمانبرداری پر مبنی جواب سن کر کہا: اے سردارو! بے شک ہم طاقتور اور جنگجو قوم ہیں لیکن سلیمان علیہ السلام کے معاملہ میں ہم کو جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم پہلے اس کی طاقت وقوت کا اندازہ کرلیں اس لئے کہ جس عجیب وغریب طریقہ سے اس نے ہم تک اپنا خط پہنچایا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جانور بھی اس کا حکم مانتے ہیں۔ یقیناً وہ بہت ہی طاقتور بادشاہ ہوگا۔ میں نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ اس بادشاہ کی طرف چند قاصد سلیمان (علیہ السلام) کے لئے عمدہ، قیمتی، نفیس اور بیش بہا تحائف دے کر بھیجوں۔ اس بہانہ سے وہ اس بادشاہ کی شوکت وعظمت فوجی وعسکری قوت اور فوجوں کی تعداد کا اندازہ لگا سکیں۔ یوں ہمیں یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ ہدہد روشن دان میں بیٹھا غور سے ان کی گفتگو سن رہا تھا سردار ملکہ کی باتوں پر ایسے ہمہ تن گوش تھے جیسے کہ ان کو سانپ سونگھ گیا ہو۔ ملکہ کہہ رہی تھی کہ اگر وہ واقعی زبردست فوجی قوت وشوکت کا مالک ہے تو پھر اس سے لڑائی مول لینا حماقت ہوگی اور اپنی بربادی کو دعوت دینا ہوگی۔ اس لئے کہ ایسے طاقتور بادشاہ جب کسی بستی یا شہر کو فتح کرنے کے بعد اس میں داخل ہوتے ہیں تو اس شہر کو تہس نہس کرکے رکھ دیتے ہیں اور وہاں کے رہنے والے معزز باشندوں کو ذلیل وخوار کردیتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ خط بھیجنے والا بادشاہ بھی ہمارے ساتھ یہی سلوک کرے گا۔ وہ ہم کو جیتے جی موت کی نیند سلادے۔ میں ان کی طرف کچھ قیمتی تحائف دے کر قاصدوں کو بھیج رہی ہوں۔ میں شدت سے انتظار کروں گی کہ قاصد کیا رپورٹ لے کر واپس آتے ہیں۔ ہم اس کے مطابق فیصلہ کریں گے کہ اب ہم نے کیا کرنا ہے۔ ہدہد یہ سارا منظر روشندان میں بیٹھا دیکھ رہا تھا۔ وہ ان کی گفتگو سننے کے بعد وہاں سے اڑا اور سیدھا سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے اپنی جاسوسی کی مکمل خفیہ رپورٹ دی اور ملکہ بلقیس کے ارادوں سے بھی آگاہ کردیا کہ اس کے کیا عزائم ہیں اور کن مقاصد کے حصول کے لئے وہ عنقریب اپنے قاصد بھیج رہی ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو سچا پاکر معاف کردیا۔ یوں اس کی ننھی سی گردن کٹنے سے بچ گئی اور وہ اپنے خالق ومالک کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اس کی حمد وتعریف کے نغمے گانے لگا۔ اب ہدہد بے قراری سے انتظار کرنے لگا کہ کب ملکہ کے قاصد آئیں اور اس کے پیغام کی عملی تصدیق ہو۔ آخر وہ دن بھی آگیا جب ملکہ کے قاصد بہت قیمتی تحائف لے کر سلیمان علیہ السلام کے دربار میں پہنچ گئے۔ جب سلیمان علیہ السلام نے ان کے تحفوں کو دیکھا تو کہا کہ تم نے اور تمہاری ملکہ نے میرے پیغام (خط) کا مطلب غلط سمجھا ہے۔ کیا تم لوگ ان تحائف کہ جن کو تم بہت اعلیٰ اور قیمتی سمجھ رہے ہو اور بہت خوش ہو کہ انہیں میرے

محمد طاہر نقاش

دربار میں پیش کرکے تم مجھ پر اپنی دولت کا رعب ڈال سکو گے یا شاید تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ ہم غریب ہیں اور تم ان ہیرے جواہرات کے ذریعہ ہماری مدد کرنا چاہتے ہو، تم یہ خیال کئے بیٹھے ہو کہ ان ہیروں اور جواہرات کے ذریعہ مجھے اپنے ارادوں پر عمل کرنے سے روک لو گے۔ یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ تمہیں شاید اس بات کا علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جن نعمتوں اور خزانوں سے نواز رکھا ہے، تمہاری دولت ان کے مقابلے میں ایک گندم کے دانے کے برابر بھی نہیں۔ لہٰذا تم اپنے یہ تحائف اٹھاؤ اور اپنی ملکہ کو بتادو کہ اگر اس نے میرے حکم کو نہ مانا یعنی اس نے سورج کی پوجا کرنا نہ چھوڑا اور مسلمان نہ ہوئی تو پھر اس کے خلاف جہاد کا آغاز کیا جائے گا۔ میں ایسے عظیم الشان بہت بڑے طاقتور لشکر کے ساتھ سبا کی قوم پر حملہ کروں گا تم اس کو روکنے میں کبھی بھی کامیاب نہ ہوسکو گے۔ پھر میں تم کو ذلیل ورسوا کرکے شہر سے نکال دوں گا۔ ملک کے قاصد ہیرے جواہرات کے تمام تحفے واپس لے کر ملکہ کے پاس پہنچ گئے۔ ہدہد انہیں مایوس اور خوفزدہ حالت میں اپنے ملک کی طرف بوجھل قدموں سے جاتے دیکھ رہا تھا۔ انہوں نے یمن پہنچ کر ملکہ کو ساری کہانی سنائی۔ سلیمان علیہ السلام کا اس کے خلاف اعلان جہاد و قتال کا پیغام بھی سنایا۔ انہوں نے ملکہ کو بتایا کہ سلیمان علیہ السلام کے پاس نہ صرف انسانوں کی فوج ہے بلکہ اس کے پاس تو ایک بہت بڑی جنات کی فوج بھی ہے۔ ان کا حکم تو جن انسان اور حیوانات سب ہی مانتے ہیں اور ہوائیں بھی ان کے حکم کی پابند ہیں۔ ملکہ نے جب ساری رپورٹ سنی تو وہ اس نتیجے پر پہنچی کہ سلیمان علیہ السلام دنیا کے عام بادشاہوں کی طرح دولت اکٹھی کرنے والا اور زیادہ سے زیادہ علاقوں پر اپنی حکومت قائم کرنے کی خواہش ولالچ رکھنے والا بادشاہ نہیں ہے۔

اس کی دعوت دنیا کے بادشاہوں سے بالکل مختلف ہے [illegible] صرف یہ ہے کہ میں اور میری قوم سورج کی پوجا کرنا چھوڑ دیں۔ ہم اپنے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑ کر سب مسلمان ہوجائیں۔ ایسے بادشاہ سے لڑنا کہ جنات کی فوجیں جس کے ساتھ ہوں، اپنی تباہی وبربادی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اس کی بات مان لیں، اس نے اپنی قوم سے کہا کہ میں خود سلیمان علیہ السلام کے پاس جاتی ہوں۔ اس نے کہا کہ بظاہر تو بادشاہوں کی طرح سلیمان علیہ السلام کا مقصد بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی حکومت کا اعتراف کرتے ہوئے اس کے ماتحت ہوجانا قبول کرلوں۔ میں اپنے آپ کو اور اپنی قوم کو بربادی سے بچانے کے لئے سلیمان علیہ السلام کی اطاعت قبول کرنے کے لئے اس کے پاس جارہی ہوں۔ یوں وہ اپنے شہر سے روانہ ہوگئی۔ ادھر اللہ کریم نے سلیمان علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ بتادیا کہ ملکہ بلقیس آپ کے پاس حاضر خدمت ہورہی ہے۔ وحی آنے کے بعد آپ نے اپنے درباریوں کو مخاطب کرکے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ ملکہ سبا کے یہاں پہنچنے سے پہلے پہلے اس کا تخت شاہی یہاں لایا جائے۔ وقت بہت کم ہے۔ تم میں سے کون یہ کام کرے گا؟ ایک دیوپیکر جن نے جواب دیا کہ آپ کے دربار برخاست کرنے سے پہلے پہلے میں اس کے تخت کو اس کے ملک سے لاسکتا ہوں۔ مجھے اللہ نے یہ طاقت دے رکھی ہے۔ میں اس بات کی بھی ضمانت دیتا ہوں کہ اس پر جو بیش بہا قیمت کے ہیرے جواہرات اور سونا جڑا ہوا ہے، ان میں سے کچھ بھی نہ لوں گا۔ بلکہ اس کو بطور امانت آپ کے سپرد کردوں گا۔ دیوپیکر جن کا یہ دعویٰ سن کر سلیمان علیہ السلام کے وزیر نے کہا کہ آپ سکون سے آنکھ بند کرکے دوبارہ کھولیں، تو اتنی تھوڑی سی دیر میں وہ تخت آپ کی خدمت میں یہاں آپ کے سامنے حاضر کرسکتا ہوں۔ سلیمان علیہ السلام نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر کر دیکھا تو اچانک وہاں ملکہ سبا کا تخت موجود پایا۔ اس پر لگے ہیرے جواہرات جگمگ جگمگ کررہے تھے۔ تخت بہت خوبصورت اور عالیشان تھا۔ یہ دیکھ کر آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وتعریف بیان کرتے ہوئے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے وہ مجھ کو آزماتا ہے کہ میں اس کا شکر گزار بندہ بنتا ہوں یا نافرمان۔

اس کے بعد سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ فوری طور پر اس تخت کی شکل وصورت میں کچھ تبدیلی کردی جائے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ ملکہ سبا یہ دیکھ کر حقیقت (توحید) کی طرف راہ یاب ہوتی ہے یا نہیں۔

چلتے چلاتے منزلیں طے کرتے ہوئے ملکہ سبا سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ گئی۔ جب وہ دربار میں حاضر ہوئی تو اس سے دریافت کیا گیا کہ کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ ملکہ نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر سوچا میرا تخت یمن میں میرے محل سے یہاں کیسے پہنچ گیا۔ پھر ذرا سنبھل کر بولی: لگتا ہے کہ یہ وہی ہے۔ یعنی تخت کی بناوٹ اور مجموعی حیثیت تو یہ بتارہی ہے کہ یہ میرا ہی تخت ہے۔ مگر اس کی شکل اور بعض چیزیں میرے تخت سے مختلف ہیں اور یہی چیز میرے یقین میں تبدیلی پیدا کررہی ہے اس لئے یہ بھی نہیں کہہ سکتی کہ یقیناً میرا ہی تخت ہے۔ ملکہ سبا نے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ مجھ کو آپ کی بے نظیر عدیم المثال قوت اور طاقت کا پہلے سے ہی علم ہوچکا ہے۔ اسی لئے میں مطیع اور فرمانبردار بن کر حاضر خدمت ہوئی ہوں۔ اور اب تخت کے یہاں ہونے کا یہ عقل حیران کردینے والا معاملہ تو آپ کی لاثانی طاقت کا مظاہرہ ہے اور ہماری آپ کے تحت اطاعت وفرمانبرداری کے لئے مزید تازیانہ ہے۔ اس لئے ہم پھر ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں اظہار وفاداری وفرمانبرداری کرتے ہیں۔

جاری ہے

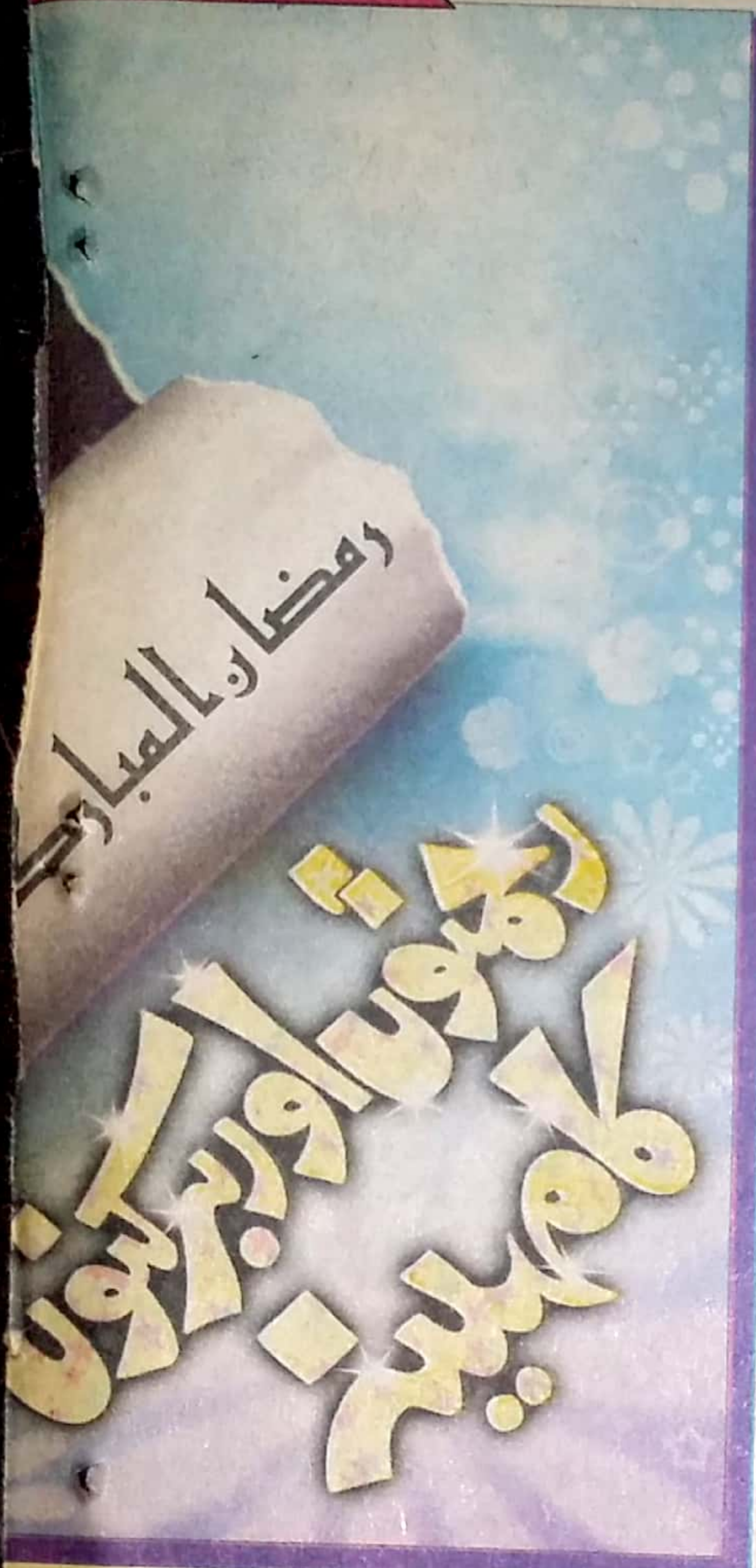

روزہ کے مسائل

مسواک کرنا:

نبی کریم ﷺ روزہ رکھ کر مسواک کرتے تھے (ترمذی) عامر بن ربیعہ کہتے ہیں میں نے بے شمار مرتبہ نبی اکرم ﷺ کو روزہ کی حالت میں مسواک کرتے دیکھا (بخاری)

غسل کرنا:

روزے کی حالت میں انسان غسل بھی کرسکتا ہے اور سر پر پانی بھی ڈال سکتا ہے۔ ابوداؤد میں حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عرج نامی جگہ پر روزے کی حالت میں سر پر پانی بہایا۔

تیل لگانا:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کوئی روزہ دار ہو تو اسے تیل کنگھی کرلینا چاہیے (بخاری)

سرمہ لگانا:

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا، میری آنکھیں دُکھتی ہیں۔ میں حالت روزہ میں سرمہ ڈال لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! (ترمذی)

دوائی ڈالنا:

حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ روزہ دار کے لئے ناک میں دوا ڈال لینے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ حلق تک نہ پہنچے (بخاری)

نمک چکھنا:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر روزہ دار ہنڈیا یا کسی دوسری چیز کا ذائقہ چکھ لے تو کوئی حرج نہیں (زبان سے چکھ کر تھوک دے) (بخاری)

بھیگا کپڑا اوڑھنا:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے روزہ کی حالت میں کپڑا تر کر کے اپنے جسم پر ڈالا (بخاری)

قے آنا:

ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی کو روزے کی حالت میں خود بخود قے آجائے (اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا) اس پر قضا واجب نہیں۔

سخاوت اور تلاوت قرآن مجید:

پیارے رسول ﷺ سب سے زیادہ رمضان میں سخاوت کرتے تھے اور قرآن حکیم سنتے سناتے تھے (بخاری)

روزہ توڑنے والی چیزیں:

جن چیزوں سے روزہ باطل ہوجاتا ہے اور روزہ کی قضا واجب ہوجاتی ہے وہ یہ ہیں۔

قصداً کھانا پینا، اگر بھول کر کھا پی لیا تو نہ قضاء ہوگی نہ کفارہ۔

روزے کی حالت میں روزہ نہ رکھنے کی نیت کرلینا اس سے روزہ باطل ہوجاتا ہے خواہ کچھ کھائے پیئے نہیں۔

کھجور سے افطار اور جدید سائنس

پیارے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جسے کھجور میسر ہو وہ اس سے روزہ افطار کرے جسے نہ ملے وہ پانی سے کھول لے کیونکہ وہ بھی پاک ہے (النسائی)

روزے کے بعد توانائی کم ہوجاتی ہے اس لئے افطاری ایسی چیز سے ہونی چاہیے جو آسانی سے ہضم ہوجائے اور طاقت دے۔

کھجور کا کیمیائی تجزیہ:

اس میں پروٹین، چکنائی، کاربوہائیڈریٹ، کلورین، سوڈیم، پوٹاشیم، کیلشیم، تانبہ، فولاد، فاسفورس، سلفر کے علاوہ جوہر (Peroxides) بھی پایا جاتا ہے۔ صبح سحری کے بعد شام تک کچھ کھایا پیا نہیں جاتا اور جسم کی کیلوریز یا حرارت مسلسل کم ہوتے رہتے ہیں اس کے لئے کھجور ایک ایسی معتدل اور جامع چیز ہے، جس سے حرارت اعتدال میں آجاتی ہے اور جسم بہت سی امراض سے بچ جاتا ہے۔ اگر جسم کی حرارت کو کنٹرول نہ کیا جائے تو مندرجہ ذیل امراض پیدا ہونے کے خطرات ہوتے ہیں۔ لو بلڈ پریشر، فالج، لقوہ اور سر کا چکرانا وغیرہ۔ غذائیت کی کمی کی وجہ سے خون کی کمی کے مریضوں کے لئے افطار کے وقت فولاد (Iron) کی اشد ضرورت ہے اور وہ کھجور میں قدرتی طور پر میسر ہے۔ بعض لوگوں کو خشکی ہوتی ہے ایسے لوگ جب روزہ رکھتے ہیں تو ان کی خشکی بڑھ جاتی ہے اس کے لئے کھجور چونکہ معتدل ہے اس لئے وہ روزہ دار کے حق میں مفید ہے۔

گرمیوں کے روزے میں روزہ دار کو چونکہ پیاس لگی ہوتی ہے اور وہ افطار کے وقت اگر فوراً ٹھنڈا پانی پی لے تو معدے میں گیس، تبخیر اور جگر کی ورم (LiverInflamatoin) کا سخت خطرہ ہوتا ہے۔ اگر یہی روزہ دار کھجور کھا کر پھر پانی پی لے تو بے شمار خطرات سے بچ جاتا ہے۔

(بحوالہ: سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس از حکیم طارق محمود چغتائی، صفحہ ۱۸۶ تا ۱۸۷)

ابوبلال یاسر مسعود ۔ ملتان

فضائل روزہ و رمضان

''جس نے ایمان اور اجر کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور اس (کی راتوں) میں قیام کیا۔ اس کے پہلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

روزہ دین اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ اس مہینے میں انسان کے اندر دینی مزاج اور صبر و تقویٰ پیدا کرنے کے لئے مخصوص دینی فضا پیدا ہوجاتی ہے۔ اس ماہ کو نیکیوں کی فصل بہار قرار دیا جاسکتا ہے۔ رمضان کے پورے مہینے کے روزے فرض کردیئے گئے ہیں۔ اب جو کوئی ایمان کے تقاضوں کی تکمیل میں اور بارگاہ الٰہی سے ثواب کی امید کے ساتھ روزے رکھے اور ماہ مبارک کی راتوں میں اپنے رب کے حضور قیام کرے تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

روزہ بظاہر ایک مشقت والی عبادت ہے لیکن حقیقت میں اپنے مقصد اور نتیجے کے لحاظ سے یہ دنیا میں راحت اور آخرت میں باعث رحمت ہے۔ روزہ دار دن بھر اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں نہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ لیکن افطار کے وقت اس کے لئے ایک خوشی کا سامان ہے کہ جب وہ بھوک پیاس کی حالت میں اللہ کی نعمتوں سے فیض یاب ہوتا ہے تو اسے دیدار کرے گا تو اس وقت اس کی خوشی کی کوئی حد نہ ہوگی۔

✿ جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ''ریان'' کہتے ہیں قیامت کے دن اس دروازے سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ ان کے سوا اور کوئی اس میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری: ۱۸۹۶)

✿ جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور اپنا احتساب کرتے ہوئے رکھے، اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (بخاری: ۱۹۰۱)

✿ جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری: ۱۸۹۸)

✿ ایک روایت میں ہے کہ جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ (بخاری: ۱۸۹۹)

✿ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوں گی۔ ایک تو جب وہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور دوسری جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے کا ثواب حاصل کرکے خوش ہوگا۔ (بخاری: ۱۹۰۴)

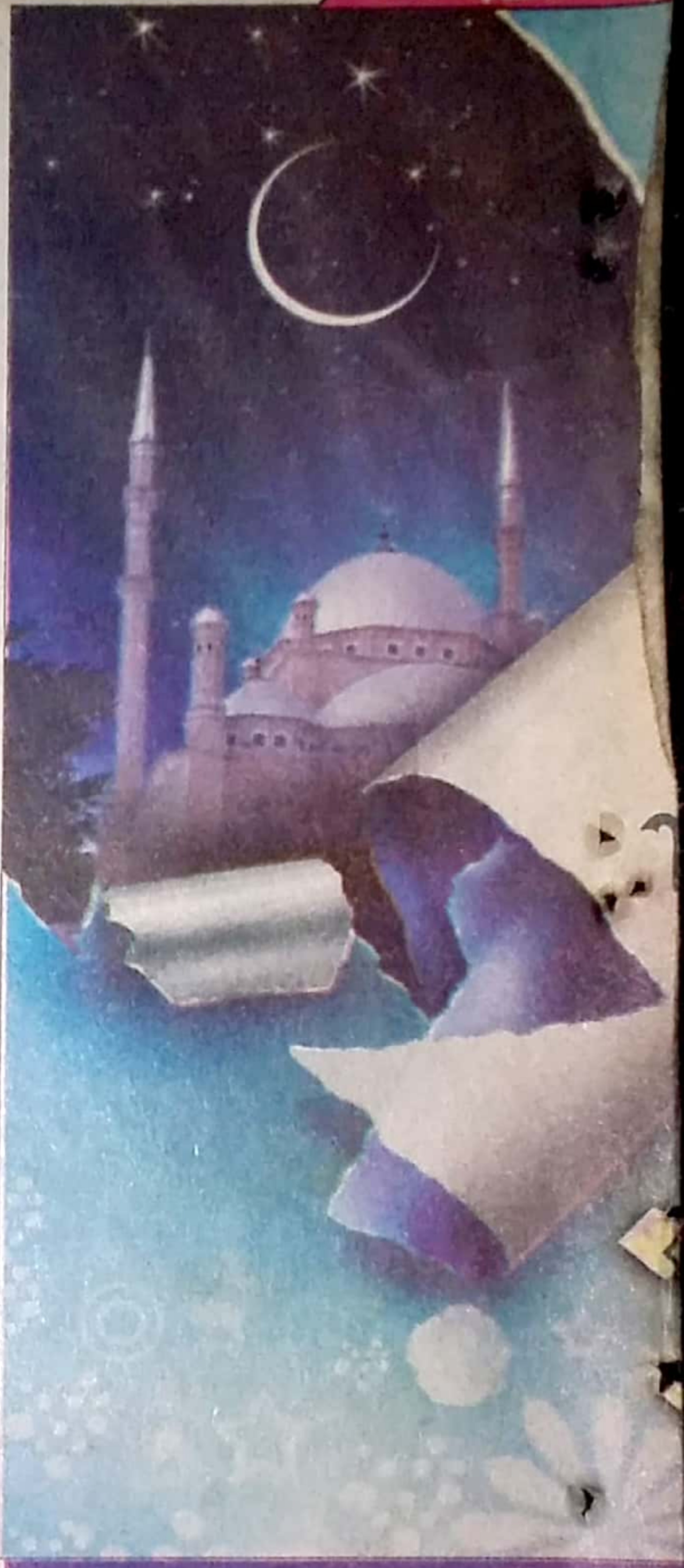

روزہ کے آداب

ابوہریرۃ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ”ایک دن یا دو دن کے روزے کے ساتھ رمضان سے آگے نہ بڑھو، ہاں! اگر کوئی شخص پہلے سے روزہ رکھا کرتا ہو تو وہ روزہ رکھ لے۔ ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جب تم چاند کو دیکھو تو روزہ رکھو اور روزہ بند کرنے کے لئے بھی چاند کو دیکھو اگر مطلع پر بادل ہوں تو اس کے واسطے اندازہ کرلو کہ اگر تم پر شک ڈالا جائے تو اس کے واسطے تیس کا اندازہ کرلو کہ تیس کی گنتی پوری کرو۔ ابوہریرۃ ؓ کی حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے بہت محبوب بندے وہ ہیں جو اول وقت میں افطار کرنے والے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سحری کیا کرو۔ سحری میں بہت برکت ہے۔ سلمان بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم میں کوئی افطار کرے تو کھجور سے کرے اگر نہ ہو تو پانی سے افطار کرے۔ کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا اور نادانی کو نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو اس بات سے کوئی کام نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ کو پورا کرے کیونکہ اس کو یہ اللہ تعالیٰ نے کھلایا پلایا ہے۔ (متفق علیہ)

کہ اگر کوئی رمضان میں بھول کر روزہ کھول بیٹھے تو اس پر قضا اور کفارہ واجب نہیں۔

رمضان

✿ اگر کوئی لاعلمی کے باعث وقت سے پہلے روزہ افطار کرلے تو اس پر نہ قضا ہے نہ کفارہ۔ کیونکہ بھول چوک معاف کیا گیا ہے۔

✿ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ نمازِ مغرب سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے، اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو چھوہاروں سے روزہ کھولتے۔ اگر چھوہارے بھی نہ ہوتے تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔ (ابوداؤد:۲۳۵۶)

روزوں کی قضاء:

☆ جو شخص کسی شرعی عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑ دے اس کے لئے قضا دینا ضروری ہے۔

☆ مسافر اور مریض وغیرہ کے لئے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔ (البقرہ:۱۸۴)

☆ جو شخص ایسی حالت میں فوت ہو کہ اس کے ذمے روزے تھے تو اس کا ولی (یعنی وارث) اس کی طرف سے روزے رکھے۔ (بخاری:۱۹۵۶)

☆ ورثاء کو چاہیے کہ میت کی طرف سے نذر کے روزے رکھیں۔ (مسلم:۱۱۴۸)

☆ ایسا بوڑھا شخص جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور نہ قضا دینے کی، اسے چاہیے کہ وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا کر کفارہ ادا کردے۔ (دار قطنی:۲/۲۰۵)

✿ روزہ قیامت کے دن مومن بندے کی سفارش کرے گا۔ (صحیح الترغیب:۹۸۴)

✿ رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے ثواب کے برابر ہوتا ہے۔ (مسلم:۱۲۵۶)

✿ روزہ دار کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ (ترمذی:۳۵۹۸)

✿ افطاری کے وقت اللہ تعالیٰ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔ (ابن ماجہ:۱۶۴۳)

آدابِ روزہ:

✿ روزہ رکھنے والے پر فجر سے پہلے نیت کرنا ضروری ہے۔ (ابوداؤد:۲۴۵۴)

✿ نفلی روزے کے لئے سورج کے زوال سے پہلے بھی نیت کی جاسکتی ہے۔ (مسلم:۱۱۵۴)

✿ سحری کھانے میں برکت ہے اور اہل کتاب کی مخالفت ہے۔ (بخاری:۱۹۲۳، مسلم:)

✿ سحری کے لئے بیدار ہو جانے کے بعد صبح صادق کے خوب نمایاں ہونے تک سحری کا وقت ہے۔ (البقرہ:۱۸۷)

✿ مومن کی بہترین سحری کھجور ہے۔ (ابوداؤد:۲۳۴۵)

سلمان نذیر ۔۔۔ سرینالہ خورد

خیر و برکت سے بھرپور رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں رحمتوں اور برکتوں سے بھرپور ایک رات ایسی عطا کی گئی ہے جو ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ یہ وہی رات ہے جس میں قرآن حکیم نازل ہوا تھا۔ اللہ رب العلمین نے قرآن حمید میں ارشاد فرمایا ہے:

”ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا اور تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور جبرائیل علیہ السلام اپنے رب ذوالجلال کے حکم سے ہر کام کے انتظام کے لئے اترتے ہیں۔ سلامتی ہی سلامتی ہے یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔ (سورۃ القدر)

پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: ”شب قدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق (مثلاً 21,23,25,27,29ویں) راتوں میں سے کوئی رات ہوتی ہے اور اگر کوئی اس رات کو پالے تو اس مبارک رات میں یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ.
(حصن حصین)

”اے اللہ! تو بہت ہی زیادہ معاف فرمانے والا ہے معاف کرنا تجھے پسند ہے، پس تو مجھے معاف فرمادے“۔

سیدنا انس ؓ فرماتے ہیں، ایک سال رمضان آیا تو پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگوں پر ایک ماہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا، وہ ساری کی ساری خیر سے محروم رہ گیا اور اس رات کی خیر و برکت سے محروم وہی رہتا ہے جو واقعی محروم ہے۔ (ابن ماجہ) رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیجیے۔ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں۔ ”رمضان کا آخری عشرہ آتا ہے تو نبی کریم ﷺ راتوں کو زیادہ سے زیادہ جاگ کر عبادت فرماتے اور گھر والیوں کو بھی جگانے کا اہتمام فرماتے اور پورے جوش و انہماک سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں لگ جاتے“۔ صدقہ فطر شوق اور محبت کے ساتھ ادا کیجیے اور عید کی نماز سے پہلے ادا کیجیے۔ اتنا پہلے ادا کیجیے کہ حاجت مند اور غریب لوگ آسانی سے عید کی ضروریات پوری کرلیں۔ پیارے رسول ﷺ نے صدقہ فطر امت پر اس لئے واجب قرار دیا ہے کہ وہ وہ کمی کوتاہی جو روزے میں روزہ دار سے سرزد ہوگئی ہوں، کفارہ بنے اور غریبوں، مسکینوں کے کھانے کا انتظام ہو جائے۔ رمضان المبارک کے مبارک دنوں میں خود زیادہ سے زیادہ نیکی کمانے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی نہایت دردمندی، تڑپ، نرمی اور حکمت کے ساتھ نیکی اور خیر کے کام کرنے پر ابھارتے تاکہ پوری فضا پر رب ترسی، خیر پسندی اور بھلائی کے جذبات چھائے رہیں اور لوگ زیادہ سے زیادہ رمضان المبارک کی برکتوں اور رحمتوں سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں شاید کہ وہ مالک و خالق خوش ہو جائے اور اپنی رحمتوں کی عظیم جنتوں کا بادشاہ بنادے۔

میمونہ یونس مغل ۔۔۔ پنڈ شہیداں، گوندلانوالہ

مقابلہ شاعری

شمارہ 30 کا موضوع لیلۃ القدر
شمارہ 31 کا موضوع عید

انعام یافتہ

دل میں ہر دم یہی وہم و گمان رہے
آخری نہ زندگی میں یہ رمضان رہے
عزت و تکریم جو ہوسکے کرلیں اس کی
ہم سے نہ کہیں بیزار یہ مہمان رہے
محمد ناصر عبداللہ...... موضع پرناواں، بھائی پھیرو

ہم نے کہا بھائی رمضان خاں صاحب
معمول کیا رہا ہے زندگی میں
بولے کہ اک روزہ رکھنا ہمیں ہے پڑتا
جانا ہو جس دن افطار پارٹی میں
محمد طاہر چک نمبر...... 173-E.B بوریوالہ

رحمتوں اور برکتوں کی بارش ہے ماہِ رمضان
آغاز نزول شفائے قرآن ہے ماہ رمضان
ضرورت نہیں رب کو تیری فاقہ کشی کی
قطعِ شر کی قوت ہے ماہ رمضان
نیہا عادل

موسم سجدہ و قرآن و اذان آتا ہے
نفس خود بن کے اپنا نگران آتا ہے
جیسے پیغام بہاروں کا ملے پت جھڑ کو
اہل ایمان کے لئے یوں ماہ رمضان آتا ہے
مدیحہ عادل رضیہ جمیل زاہدہ فقیر حسین

خوشیوں کا مہینہ ہے رمضان المبارک
رحمتوں کا نزول ہے رمضان المبارک
اسے پایا جس نے وہ ہے خوش نصیب
برکتوں کا موسم ہے رمضان المبارک
سامعیہ حسن...... صادق آباد

رمضان کی آمد سے رحمت کی گھٹا چھائی
جب چاند نظر آیا چلنے لگی پروائی
عطاء الرحمٰن کھوکھر...... جلہن، گوجرانوالہ

مبارک اے مسلمانو ماہِ رمضان آیا ہے
ہماری بخششوں کے لئے بڑا سامان لایا ہے
احسان الرحمٰن کھوکھر...... جلہن، گوجرانوالہ

صائموں پر ہے عنایت کی نظر رحمان کی
آج دکھلائی ہے پھر صورت ہمیں رمضان کی
آتش دوزخ سے وہ آزاد مطابق ہوگیا
قدر کی جس مومن صادق نے رمضان کی
شیخ عبدالقدوس...... جلہن، گوجرانوالہ

واہ واہ کیا شان ہے اے امت احمد تیری
ماہ رمضان کی سی نعمت تجھ ہی کو حق سے ملی
شیخ عبدالصبور...... جلہن، گوجرانوالہ

اُفق پر ماہ رمضان آج پھر بن کر بلال آیا
مسرت دیکھ کر جس کو ہوئی وہ خوش جمال آیا
مسلمانوں کے گھروں میں ہوگی روزوں کی تیاری
جو غافل تھے انہیں بھی عبادت کا خیال آیا
نسرین زکریا...... چونیاں
اسماء بشیر...... گوجرانوالہ

اتری اس مہینے میں اللہ کی کتاب
اللہ والے کرتے ہیں خود اپنا احتساب
راحیلہ بنت اکرم...... گوجرانوالہ

مبارک اے مسلمانوں کہ پھر ماہ صیام آیا
گھٹا رحمت کی اٹھی اور خدا کا بھی سلام آیا
مبارک ہو، مبارک ہو جنت کا پیغام آیا
اسی ماہ مبارک میں خدا کا بھی کلام آیا
قرۃ العین...... نوشہرو فیروز، سندھ

رمضان کا مہینہ
رحمتوں کا سفینہ
مغفرت کی بہار
جہنم سے آزادی کا زینہ
عبدالسلام صدیقی...... 17 کسی وہاڑی روڈ ملتان

یہ ہے اللہ کا احسان، آیا ہے ماہ رمضان
اہل ایماں کا مہمان آیا ماہ رمضان
محمد عدنان سلفی ولد ظفر اللہ...... سرائے سدھو

آیا ہے رمضان، جاگ اٹھا ایمان
ہر نیکی آزاد ہوئی اور قید ہوا شیطان
اخت آفتاب خاں...... کمیر، ساہیوال

اے ماہ رمضان اے رب کے مہمان تیرا آنا مبارک ہو
رکھیں گے روزے پڑھیں گے قرآن تیرا آنا مبارک ہو
شگفتہ شاہین...... کنگن پور

غُل اٹھا ہے چار سو پھر آمد رمضان ہے
کھل اٹھے مرجھائے دل تازہ ہوا ایمان ہے
عبدالغفور زاہد

کس قدر تم پر گراں صبح کی بیداری ہے
ہم سے کب پیار ہے؟ ہاں نیند تمہیں پیاری ہے
طبعِ آزاد پہ قید رمضان بھاری ہے
تمہی کہہ دو یہی آئینِ وفاداری ہے
قراۃ العین خنساء...... کلبر، مہمند

ماہِ رمضان کی مبارک ساعتوں میں
خدائے لم یزل سے راز و نیاز پیدا کر
ساجدہ تسنیم...... حیدر ٹاؤن، تلہ گنگ

لو سال بعد پھر رمضان آگیا
مومن کا جگانے ایمان آگیا
نیکیوں کی لگ جائے گی سیل
شیطان کو بھگانے رمضان آگیا
سمیرا حسن...... خاص موکل

نیکیوں کا موسم بہار آگیا ہے
رحمتوں کا ماہ رمضان آگیا ہے
اُخت ابوانس شہید...... بھمبھہ کلاں، قصور

مقابلے میں حصہ لینے والے دیگر شرکاء

اُخت ابوعلقمہ شہیدؒ پنڈ شہیداں، گوندلانوالہ۔ نعمان علی، طارق کالونی ماموں کانجن۔ اُخت ابوعابد، واہ کینٹ۔

کوشش جاری رکھیں!

حافظ توصیف احمد، جڑانوالہ۔ مریم منشاء، محمد نوید سکھر۔ حافظ محمد اکرم رضوان سانده کلاں، لاہور، حبیب چوہدری وہاڑی۔ سیف الرحمٰن مجاہد شیخوپورہ۔ ماجد غفور ساہیوال۔ ثوبیہ ہما شیخ جوہر آباد۔ (آپ کی ارسال کردہ تحریر "ننھے مجاہد" میں پہلے شائع ہوچکی ہے) سکندر اقبال، سلطان خیل، عمر گا چونیاں۔ عبدالماجد رانجھا پوران۔ راشد عمران ملتان۔ شعیب سلفی قصور۔ عامر الرحمٰن احمد پور شرقیہ۔ حمرا جان سرگودھا۔ بشریٰ بدر گل کراچی۔ اسد علی بیگ گجرات۔ محمد اشفاق علوی بورے والا۔ ملک محمد سرفراز سلفی نارووال۔ اخت ابو مرصد شاہین بھوانہ۔ دلاور اقبال، بابر اقبال گوجرانوالہ۔ قرۃ العین چکوال۔ حمزہ ارشد، عروہ ارشد محمود غزنوی گوجرانوالہ۔ محمد عمران بھکر۔ مصباح حنیف ننکانہ۔ اعجاز الحق ملتان۔ محمد توصیف الرحمٰن شاہ جھنگ۔ میر محمد رضوان، ابو اسد اللہ مجاہد بہاولپور۔ شازیہ پروین بورے والا۔ عتیق الرحمٰن ضیاء خوشاب۔ طاہر بدر الدین کراچی۔ عبدالماجد حاصل پور۔ حافظ محمد اشرف رحیم یار خان۔ محمد آصف اسلم ؟؟؟۔ مغیرہ رفاقت تارڑ گوجرانوالہ۔ سلمان نذیر رینالہ خورد۔ عبدالسلام صدیق ملتان۔ بلال امداد اوکاڑہ۔ محمد عثمان قاسم جھنگ۔ محمد عثمان صدیق فاروق آباد۔ ابو جابر عبداللطیف گوجرانوالہ۔ نعمان علی کامونکی۔ شاہ رخ عبدالغنی، حبیب مغل، محمد بلال احسن، محمد شعیب ڈسکہ۔ رائے مقصود ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ ابوانس طیب اعجاز فیصل آباد۔ محمد عامر ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ صائمہ شبیر، اخت عبدالرحمان شیخوپورہ۔ حافظ محمد بلال گوندلانوالہ۔ عبدالمنان سرگودھا۔ رائے سیف الرحمٰن، مریم بانو سیالکوٹ۔ صدام نذیر، عاصمہ ہدایت اللہ، اخت ابوعلقمہ شہید گوندلانوالہ۔ عمارہ یوسف حاصل پور۔ عطاء الرحمٰن حیدر گوجرانوالہ۔ فیصل رشید نارووال۔ زاہد محمود سرور، حافظ محمد بلال گوندلانوالہ۔ عبدالحفیظ عابد بہاولپور۔ عفیفہ عرفان کیلیانوالہ۔ عبدالجبار نارووال۔ اقراء شرافت پنڈوری کلاں۔ رضیہ جمیل، خالد رحمٰن مرکز طیبہ مریدکے۔ حافظ یونس سراج میاں چنوں۔ نوشین ثناء اللہ گوندلانوالہ۔ عبدالوہاب شونگڑی پشاور۔ منیبہ عندلیب لاہور (آپ کی ارسال کردہ کہانی "ننھے مجاہد" میں پہلے ہی شائع ہوچکی ہے)

انتظار فرمائیں

"مسلمانوں کی ایجادات" ابو رضوان جاوید
"وائٹ ہاؤس کی کہانی" میر طلال فاروق، گوندلانوالہ
"کشمیر" طاہرہ مجاہدہ، کیلیانوالہ
"عزت اور وقار" زعمہ کوثر، نارووال
"جھوٹے نبی کی ضد" ابوسفیان، سلارہ چنیوٹ
"موذن رسول ﷺ" عبدالعظیم جواد، میاں چنوں

گلدستہ

"اللہ کا شکر"

کسی نے بوعلی سینا سے پوچھا کہ "دن کیسے گزر رہے ہیں؟" کہا، گنہگار ہونے کے باوجود اللہ کی نعمتیں مجھ پر برس رہی ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کس بات پر اللہ کا شکر ادا کروں۔ کثرتِ نعمت پر یا بے انتہا عیبوں سے چشم پوشی پر۔ (بحوالہ: زرّیں اقوال)

بنتِ حامد علی...... گجرات

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ "جب امام سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو تم کہو اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ جس کا قول ملائکہ کے قول کے موافق (یعنی ہم آواز) ہوا تو اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (مختصر صحیح بخاری صفحہ ۲۹۱-۲۹۰)

محمد نفیس سوڈیوال...... لاہور

بڑے ہوکے ہم تو مجاہد بنیں گے

بڑے ہوکے ہم تو مجاہد بنیں گے
شہادت کی خاطر کٹیں گے مریں گے
لبوں پہ رہیں گے جہادی ترانے
اٹھا کے کلاشن عدو سے لڑیں گے
ارادے ہیں پختہ ابھی سے ہمارے
کہ کشمیر اپنا چھڑا کے رہیں گے
نہ سمجھو ہمیں تم کہ بچے ہیں چھوٹے
ہیں کتنے بہادر یہ ثابت کریں گے
قدم رک نہیں سکتے اب تو ہمارے
یہ آگے بڑھیں گے، یہ آگے بڑھیں گے
معاذ و معوذ کہاں یاد آئے
لہو ہم بھی اپنا بہاتے چلیں گے
سمندری محاذوں پہ جنگ ان سے ہوگی
فضا میں بھی مدمقابل رہیں گے
جو پالیں مقامِ شہادت اے ناصر
بہشتوں میں جا کے بسیرا کریں گے۔

محمد قاسم بن ابوالقاسم محمد یونس شہیدؒ...... جڑانوالہ

بہترین ساتھی

◎ سیدنا عبداللہ بن عمرو ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ساتھیوں میں بہترین ساتھی وہ ہوں گے جو اپنے ساتھی کے لئے بہترین ہوں گے اور اللہ کے ہاں پڑوسیوں میں سے بہترین ہوں گے جو اپنے پڑوسی کے لئے بہترین ہوں گے۔

◎ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ کہتے ہیں آج کی ایک نیکی جو میں کروں تو یہ گزشتہ دنوں کی اس جیسی دو نیکیوں سے بہتر ہوگی کیونکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تو ہماری کوشش آخرت کے بارے میں ہوتی تھی۔ دنیا کی ہمیں کوئی فکر نہ تھی اور آج ہمیں دنیا نے مائل کرلیا ہے۔

◎ سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ غرباء کی بڑی خوش قسمتی ہے جو لوگ لوگوں کے فساد کے وقت صالح رہتے ہیں۔

عمارہ یوسف...... حاصل پور

تب اور اب

رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا۔ گلیاں سنسان ہوچکی تھیں۔ لوگ گہری نیند سو رہے تھے۔ ایسے میں امیر المومنین اپنے معمولی سے کمرے میں دیا جلائے رجاء بن حیوہ سے گفتگو کر رہے تھے۔ گفتگو کا موضوع خلافت کے کاموں کے متعلق تھا۔ گفتگو کے دوران چراغ کی لو جھلملانے لگی اور چراغ بجھ گیا۔ اس کمرے میں امیر المومنین کا غلام بھی سو رہا تھا۔ رجاء نے کہا" کیا میں غلام کو جگادوں تا کہ چراغ کو دوبارہ جلادے؟ امیر المومنین نے کہا "نہیں اسے سونے دو" رجاء نے کہا" میں خود چراغ جلادیتا ہوں" امیر المومنین نے کہا "مہمان سے کام لینا اچھی بات نہیں" پھر وہ اٹھے برتن سے زیتون کا تیل لیا چراغ میں ڈالا، اسے جلایا۔ پھر اپنی نشست کی طرف واپس پلٹتے ہوئے رجاء بن حیوہ سے کہا" میں جب اس کام کے لئے اٹھا تھا تب بھی عمر بن عبدالعزیز تھا اور جب لوٹا ہوں تب بھی عمر بن عبدالعزیز ہی ہوں"(بحوالہ: سیرت عمر بن عبدالعزیز، رشید اختر ندوی)

سعدیہ جاوید...... ملتان

قیامت کی علامت

انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک قیامت کی علامت میں سے ہے کہ علم اٹھ جائے گا۔ جہالت عام ہوگی۔ شراب کثرت سے پی جائے گی۔ مرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ ہوں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا ذمہ دار ایک شخص ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ علم ختم ہوجائے گا۔ جہالت عام ہوجائے گا (بخاری و مسلم)

شمائلہ کوکب...... نئی آبادی دادووالی، وزیر آباد

سوال؟

وہ ایک عراقی بچہ
زخم زخم جس کا چہرہ تھا
ماں کی نظریں کھوج رہی تھیں
وہ بے چاری سوچ رہی تھی
آخر بوسہ کہاں پر دوں میں؟
آخر بوسہ کہاں پر دوں میں؟

عبدالمنان...... 122 چک شمالی، سرگودھا

لوگوں کی حق تلفی

انس ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا: جب میرا پروردگار مجھے معراج پر لے گیا۔ میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو ناخنوں کے ساتھ چھیل رہے تھے جب میں نے دریافت کیا۔ اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے (یعنی غیبت کرتے تھے) اور ان کی عزتیں پامال کرتے ہیں (بخاری و مسلم)

صدیہ ثمر...... نئی آبادی دادووالی، وزیر آباد

مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے

میرے آقا سیدنا محمد رسول ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس بیماری میں نہیں کرے گا "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی عَافَانِی مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَ فَضَّلَنِی عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا" (ابوداؤد حدیث: ۳۹۱۹)

اخت عبدالرحیم...... قصور

اصحاب محمد ﷺ اور صحابیات کے حقیقی نام

"صحابہ کرام ؓ جو اپنی کنیت سے مشہور ہوئے۔ ان کے اصل نام جاننا ضروری ہے کیونکہ وہ ہمارے ہیرو اور آئیڈیل ہیں۔

کنیت	اصل نام
ابوبکر الصدیق ؓ	عبداللہ بن عثمان
ابوسفیان ؓ	صخر بن حرب
ابوہریرۃ ؓ	عبدالرحمٰن بن صخر
ابوسعید خدری ؓ	سعد بن مالک بن سنان
ابوایوب انصاری ؓ	خالد
ابوموسیٰ اشعری ؓ	عبداللہ بن قیس
ابوعباس الزُّرقی ؓ	زید بن الصامت
ابوواقد اللیثی ؓ	حارث بن عرف
ابوبشیر انصاری ؓ	قیس بن عبید
ابوامامہ الباہلی ؓ	صُدی بن عجلان
ام المومنین ام سلمہ ؓ	ہند بنت ابوامیہ
ابواُسید ساعدی ؓ	مالک بن ربیعہ
ابورمثہ ؓ	حبیب بن حیان
ام سلمہ انصاریہ ؓ	اسماء بنت یزید
ابوشریح الخزاعی ؓ	خویلد بن عمرو

مراسلہ: نوید وقار ولد ذوالفقار علی...... غلہ منڈی مانانوالہ

مخزن اخلاق

☆ انسان شکل اور عقل سے پہچانا جاتا ہے۔

☆ آزادی کے چراغ تیل سے نہیں خون سے روشن ہوتے ہیں۔

☆ اپنے کسی بھائی کو مشکل میں دیکھ کر خوش مت ہو ممکن ہے اللہ اسے مشکل سے نکال کر تمہیں مشکل میں ڈال دے۔

☆ جو لوگ اللہ کے کاموں میں لگ جاتے ہیں اللہ ان کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔

☆ کسی پر احسان کر کے اسے چھپاؤ اور اگر کوئی تم پر احسان کرے اسے ظاہر کرو۔

☆ زبان کے خنجر سے کسی کو زخمی مت کرو۔

☆ ہر ایک کو سنو مگر اپنا فیصلہ محفوظ رکھو۔

☆ راستوں کی ویرانی اور جلتی دھوپ سے ڈرنے والے منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔

حافظ عطاء الرحمٰن، مرکز طیبہ مریدکے۔

مدح صحابہ رضی اللہ عنہم کا پیامبر

شان صحابہ رضی اللہ عنہم پر چالیس شہرہ آفاق کتابوں کے مصنف مولانا محمود احمد غضنفر حفظہ اللہ تعالی کے بچپن کا احوال

سخت اندھیری رات تھی اور موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ کئی گھنٹوں سے مسلسل ہونے والی بارش کی وجہ سے سردی میں اضافہ ہوگیا تھا، آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے جس کی وجہ سے اندھیرے میں اضافہ ہوتا چلا جارہا تھا۔ ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہیں دے رہا تھا۔ دن بھر روزہ ہونے کی وجہ سے بھوکی پیاسی ایک ماں اپنے ڈیڑھ سالہ بچے کو سینے سے چمٹائے کماد کی فصل کے درمیان بیٹھی تھی، برسات میں ان کا پیچھا کرنے والے یہاں بھی پہنچ گئے تھے، دور دور تک پھیلے ہوئے کھیتوں میں کماد کی فصل میں چھپے ان افراد کو ڈھونڈنا بہت مشکل کام تھا۔ رات بھی اندھیری تھی اور پھر بارش بھی زوروں پر تھی ڈھونڈنے والے کماد کی فصل میں اندھا دھند گولیاں فائر کر رہے تھے، اور دکھیاری ماں اپنے بیٹے کو سینے سے لپٹائے آنے والی گولیوں سے بچا رہی تھی۔

یہ سن 1947ء کی بات ہے۔ اگست کا مہینہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے جہاں بہت بڑی خوشخبری لایا وہیں ان کے لیے ان گنت تکلیفوں اور مصیبتوں کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوا۔

پاکستان بننے کا اعلان تو ہو چکا تھا لیکن یوں یوں 14 اگست کا دن قریب آرہا تھا توں توں پاکستان کی طرف ہجرت کرنے والے مسلمانوں کے قافلوں میں اضافہ ہوتا چلا جارہا تھا۔ ہندو پاکستان بننے پر راضی نہ تھے اور سکھ پنجاب کی تقسیم کی وجہ سے ناخوش تھے دونوں میں ساز باز ہوئی اور ہندو سکھ مسلمانوں کا قتل عام کرنے لگے۔ سکھوں نے راستوں پر ناکہ بندی کر کے ہجرت کرنے والے قافلوں پر حملے کرنا شروع کر دیئے تھے وہ مسلمان مردوں کو شہید کر دیتے۔ بچوں کو نیزوں کی نوک پر پرو دیتے اور عورتوں سمیت تمام تر مال اسباب لوٹ کر لے جاتے، جو مسلمان ہندوستان میں ابھی اپنے گھروں میں ہی تھے۔ ان کے دیہاتوں پر سکھوں اور ہندوؤں نے مل کر حملے کیے اور گاؤں کے گاؤں آگ میں جلا دیے۔ مسلمانوں کا ایسا قتل عام ہوا کہ گلیاں اور راستے لاشوں سے پٹ گئے۔

پنجاب کے اضلاع امرتسر، لدھیانہ اور گورداسپور کے جو گاؤں مسلمانوں کے نام سے مشہور تھے انہیں ایسے ہی حملوں میں تہس نہس کر دیا گیا اور جو خاندان بچ بچا کر پاکستان کی طرف ہجرت کرنے میں کامیاب ہو جاتے انہیں راستے میں دھر لیا جاتا۔

اس رات میاں محمد کا خاندان بھی اسی کیفیت کا شکار تھا۔ میاں محمد کا اصل نام تو غلام محمد تھا لیکن وہ لوگوں میں میاں محمد کے نام سے مشہور تھے۔ ان کا گاؤں کا نام یوت تھا جو پنجاب کے ضلع لدھیانہ میں واقع تھا۔

یوت میں ایک نہر بہتی تھی جسے پر "ہند" کے نام سے پکارا جاتا تھا میاں محمد کا گھر اسی نہر کے کنارے پر تھا۔

یکم جنوری 1995ء کا دن تھا، اللہ رب العزت نے میاں محمد کو چاند سے بیٹے سے نوازا۔

یہ بیٹا میاں محمد کا آٹھواں بچہ تھا جس کا نام انہوں نے محمود رکھا، محمود کی پیدائش پر میاں محمد کو خوشی تو بہت ہوئی لیکن ان دنوں مسلمانوں کے خلاف حالات ایسے بنتے جارہے تھے کہ میاں محمد سمیت تمام مسلمان سخت پریشان تھے کیونکہ جن جن علاقوں میں مسلم لیگ کے حامی رہتے تھے وہاں زیادہ کثرت سے حملے ہو رہے تھے۔ میاں محمد مسلم لیگ کے بڑے سرگرم کارکن تھے، علاقے بھر میں جہاں بھی کوئی دینی یا سیاسی جلسہ ہوتا ان کا گھر خطباء کی پناہ گاہ ہوتا تھا وہ گاؤں میں بھی ہر سال باقاعدگی سے دینی جلسے کا اہتمام کرتے، ہندوستان کے مشہور و معروف چوٹی کے علماء کرام اس جلسے میں آتے اور کئی روز تک ان کے ہاں مہمان ٹھہرتے، گاؤں کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل تھی، پاکستان کے قیام کے اعلان کے بعد جہاں ہندوؤں اور سکھوں نے امرتسر اور گورداسپور کے مسلمان

عبدالوارث ساجد

گاؤں اور دیہاتوں پر حملے شروع کر دیے تو ضلع لدھیانہ کا یہ گاؤں بھی باقی گاؤں کے ساتھ ساتھ ان کا نشانہ تھا اگرچہ ابھی تک گاؤں پر کوئی مسلح سکھوں نے کوئی حملہ نہیں کیا تھا البتہ آس پاس کے گاؤں پر ہونے والے حملوں کی خبروں میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جارہا تھا۔ عین ممکن تھا کہ ایک دو روز کے بعد یوت پر بھی سکھ ایک بڑے لشکر کے ساتھ حملہ کر کے مسلمانوں کے گھروں کو آگ لگا دیتے ان کا قتل عام کر کے مال اسباب لوٹ کر لے جاتے۔

میاں محمد نے معاملے کی نزاکت کو سمجھا تو پاکستان کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا، ضرورت کی چند اشیاء ساتھ لیں اور سامان سے بھرا گھر چھوڑ کر اندھیری رات میں پاکستان کی طرف سفر شروع کر دیا۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا اور کھانے کے لیے انہوں نے کوئی زیادہ سامان ساتھ نہ لیا تھا، جان کی فکر تھی اور پھر بیوی بچوں کا ساتھ، سکھوں نے جگہ جگہ جو لوٹ مار اور قتل عام شروع کر رکھا تھا ایسے میں مال اسباب تو کجا جان بچا کر نکلنا بھی مشکل تھا۔

میاں محمد کے بیٹے محمود کی عمر ابھی ڈیڑھ سال تھی، ماں کی بانہوں میں جھولتا ننھا محمود خوف و ہراس میں کھوئے والدین کے ساتھ پاکستان کی طرف آرہا تھا، گاؤں سے نکلے ہوئے انہیں زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ انہیں بارش نے آلیا، بوندا باندی کے بعد موسلا دھار بارش شروع ہوئی تو چلنے میں اور بھی دشواری ہونے لگی، اندھیری سرد رات اور زوروں کی بارش میں کھیتوں کے درمیان چلنا بہت مشکل ہو رہا تھا۔ چھوٹے بچے اور ماں کی گود میں ڈیڑھ سال کا ننھا محمود ان کے لیے اور بھی پریشانی کا سبب تھا۔ سکھوں اور ہندوؤں کے ڈر سے راستوں پر چلنے کی بجائے وہ کھیتوں کے بیچوں بیچ جارہے تھے کہ اچانک انہیں کسی کے للکارنے کی آواز سنائی دی، رات کے سکوت میں گرجدار آواز سے یہ پہچاننا مشکل نہیں تھا کہ وہ کسی سکھ کی آواز ہے میاں محمد اپنے بیوی بچوں سمیت قریب واقع کماد کی فصل میں چھپ گئے۔

کماد کی فصل کے دور دراز تک پھیلے ہوئے کھیت تھے، سکھوں نے آس پاس کے دو چار کھیتوں کی تلاشی لی لیکن جب کچھ نہ ملا تو پھر کماد میں اندھا دھند گولیاں برسانی شروع کر دیں، کماد کی فصل میں بیٹھے اور سہمے ہوئے خوف میں مبتلا بچے باپ اور ماں کے ساتھ لپٹے ہوئے تھے، سکھ اور ہندو جب گولیاں برسا کر یہ یقین کر چکے کہ ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچا ہوگا تو واپس چل دیئے۔ ادھر جب فائرنگ میں وقفہ ہوا تو یہ خاندان وہاں سے دوبارہ کھیتوں کے وسط میں پاکستان کی طرف چلنے لگا، صبح ہوئی تو وہ پاکستان کی طرف ہجرت کرنے والے ایک بڑے قافلے میں شامل ہو گئے، راستے میں بڑے دلدوز مناظر تھے، راستوں کے اردگرد مسلمانوں کی کٹی ہوئی لاشیں پڑی ہوئی تھیں، عورتوں کے کان اور ناک پھٹے ہوئے تھے اور بچوں کو بڑی بے دردی سے شہید کیا گیا تھا ایسے لاتعداد مناظر دیکھنے کے بعد یہ خاندان بلا آخر پاکستان پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔

پاکستان اس وقت کیا تھا، ہر طرف اجڑی بستیاں تھیں دکھوں اور غموں کے مارے ہوئے پریشان حال لوگ تھے، جو زخموں سے چور اور بھوک کا شکار تھے۔ پاکستان کی سرحد کے قریب مہاجروں کے کیمپ قائم تھے جہاں لٹے پٹے مہاجرین اپنے زخمی بدنوں کو لیے راستوں میں بچھڑ جانے والے عزیز اور رشتہ داروں کو تلاش کرتے مارے مارے پھرتے تھے، جس خاندان کا کوئی جاننے والا مل جاتا یا پھر خاندان کے بچھڑے چند افراد اکٹھے مل جاتے تو مہاجر کیمپ سے نکل کر کسی علاقے کا رخ کرتے، جہاں وہ رہائش اختیار کر کے گذر بسر شروع کر دیتے۔ میاں محمد بھی اپنے بیوی بچوں کو لیے کچھ دن مہاجر کیمپ میں ٹھہرے رہے، مہاجر کیمپ سے ہجرت کرنے والے

لوگ پاکستان کے مختلف حصوں میں جارہے تھے وہ ضلع فیصل آباد کے گاؤں چک نمبر 39 گ ب میں آبسے۔ محمود احمد کی عمر ان دنوں ڈیڑھ سال کے لگ بھگ تھی۔ اسی گاؤں میں رہتے ہوئے وہ شعور کی منزلیں طے کرنے لگا، پڑھنے کے لائق ہوا تو اسے سکول میں داخل کروادیا گیا اس وقت چونکہ پاکستان نیا نیا بنا تھا اتنی سہولتیں نہ تھیں۔

زمین کا ایک خطہ مختص کر کے اسے سکول کا نام دے دیا گیا تھا، نہ کوئی کمرہ اور نہ ڈھنگ سے پڑھانے کا سامان تھا، محمود احمد صبح سویرے اٹھتا اپنے والد کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرتا اور پھر مسجد میں قرآن مجید پڑھنا سیکھتا، مسجد میں ایک بزرگ صبح سویرے بچوں کو قرآن مجید پڑھنا سکھاتے تھے وہ ان سے قرآن مجید پڑھتا اور پھر گھر واپس آجاتا، گھر آنے تک ماں نے ناشتہ تیار کر کے رکھا ہوتا تھا، مسجد سے آتے ہی ماں اسے ناشتہ کھلاتی اور محمود ناشتہ کے بعد بستہ لیے سکول چلا جاتا یونہی ایک ایک کر کے دن گذرتے گئے اور محمود کچی کلاس سے چھٹی کلاس تک پہنچ گیا، وہ چھٹی کلاس تک پڑھنا تو نہ چاہتا تھا لیکن پھر بھی مجبوری اور لاچاری سے چھٹی تک پڑھ گیا جب وہ چوتھی کلاس میں تھا تو اس کے دل میں دینی تعلیم حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تھی، پہلے تو یہ خواہش دل میں ہی دبی دبی رہی اور وہ گھر میں کسی سے بیان کرنے سے جھجکتا رہا ان کے گھر ایک رشتے دار روز آتے تھے وہ رشتے دار تھے گھر آتے تو محفل جم جاتی، ادھر ادھر کی خوب باتیں تھیں وہ اگرچہ عالم دین تو نہ تھے لیکن ان کی باتیں ہمیشہ عالموں جیسی ہوتی تھیں، بزرگ تو وہ تھے ہی لیکن اپنی باتوں سے اور بھی بڑے دانا لگتے۔ اسلام کے متعلق باتیں کرتے تو ننھا محمود احمد اور بھی بے چین ہوجاتا اس میں دین کا علم حاصل کرنے کی خواہش انگڑائیاں لینے لگتی جیسے جیسے دن گذرنے لگے یہ خواہش زور پکڑنے لگی ایک روز سکول سے آتے ہوئے محمود نے دل ہی دل میں سوچا کہ کیوں نہ آج ابا کے سامنے یہ خواہش بیان کردوں، شام کو جب غلام محمد گھر آئے وہ دل پختہ کر کے ان کے پاس چلا گیا۔

”ابا میں مدرسے میں پڑھنا چاہتا ہوں“

اس نے ڈرتے ڈرتے اپنے ابو سے کہا۔

غلام محمد کچھ دیر تو خاموش رہے پھر بولے، ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی لیکن یہ کلاس مکمل کرلو، محمود بڑا خوش ہوا، اور مدرسے پڑھنے کے انتظار میں چوتھی کلاس کے پاس ہونے کا انتظار کرنے لگا آخر سال ختم ہوا اور چوتھی کلاس کے امتحان آگئے، پھر امتحان بھی گذر گئے لیکن اس کی مدرسے پڑھنے کی خواہش پھر بھی پوری نہ ہوسکی ہوا یوں کہ چوتھی کلاس پڑھنے کے بعد یونہی محمود نے دوبارہ مدرسے پڑھنے والی بات اپنے ابا سے کی تو انہوں نے ایک کلاس اور پڑھنے کی بات کردی پانچویں کے بعد اسی طرح میاں محمد نے محمود کو چھٹی کلاس بھی پڑھادی لیکن چھٹی کلاس کے بعد تو محمود کا گویا سکول کی تعلیم سے دل ہی اچاٹ ہوگیا تھا اور اب تو مدرسے پڑھنے کی خواہش دل میں ہی پروان چڑھ چکی تھی میاں غلام محمد نے جب محمود کی مدرسے پڑھنے کی خواہش حد سے بڑھتی دیکھی تو وہ انہیں سکول سے ہٹا کر مدرسے لے گئے۔ فیصل آباد کے علاقے حاجی آباد میں ”جامعہ سلفیہ“ قائم تھا اور یہ سن 1958ء کی بات ہے کہ میاں غلام محمد محمود احمد کو جامعہ سلفیہ میں داخل کروا آئے۔

محمود احمد خود ہی دین کی تعلیم حاصل کرنے کا خواہش مند تھا اب مدرسے میں ایسا ماحول ملا تو اور بھی خوش ہوا وہ پوری لگن اور توجہ سے دینی تعلیم حاصل کرنے میں جُت گیا۔

پہلے پہلے عربی زبان پڑھنے کے لیے نحو اور صرف کے قواعد پڑھنے اور پھر ترجمہ قرآن اور حدیث کی چھوٹی کتابوں کے بعد بڑی کتب پڑھنی شروع کردیں یوں یوں بڑی کلاسوں میں گئے توں توں دوسرے علوم بھی پڑھنے لگے۔

جامعہ سلفیہ میں بشیر احمد ان کا بہترین دوست اور جگری یار ہوا کرتا تھا، دونوں کی پکی دوستی ہوا کرتی تھی، دونوں ہم کلاس اور ہم عمر بھی تھے، پھر دونوں کی سوچ فکر اور ہم آہنگی بھی تھی لہٰذا ہر کام وہ برابر کے شریک ہوتے، ایک روز محمود نے بشیر سے کہا:

یار بشیر! ہم مدرسے میں عربی کی تعلیم حاصل کرتے ہیں لیکن عربی میں ہمیں زیادہ عبور نہیں، میں نے سنا ہے کہ عربی کو سیکھنے کے لیے لازمی ہے کہ اس زبان میں گفتگو کی جائے“

بشیر جیسے پہلے ہی سے تیار بیٹھا تھا وہ مسکرا کر بولا۔

”محمود تم نے تو میرے دل کی بات کہہ دی“ تو تو جانتا ہے کہ عربی سے مجھے کتنی محبت ہے اور اس میں کوئی شک نہیں عربی واقعی بول چال سے آتی ہے۔

تو پھر آج کے بعد ہم دونوں ایک دوسرے سے عربی میں گفتگو کیا کریں گے، محمود نے کہا

”ٹھیک ہے“ بشیر نے جواب دیا، یوں دونوں دوستوں کے درمیان خیالات کا اظہار کرنے کے لیے عربی زبان کا تبادلہ شروع ہوگیا، وہ دونوں کلاس میں ہوتے یا رہائشی کمرے میں، مدرسے میں رہتے یا باہر کام سے جاتے آپس میں گفتگو عربی زبان میں ہی کرتے، پہلے پہل تو انہیں کچھ پریشانی ہوئی، کچھ دشواری کا سامنا ہوتا، وہ ایک دوسرے سے کوئی بات کرنا چاہتے لیکن الفاظ نہ ملتے پھر یہ بھی مشکل ہوجاتی کہ فلاں چیز کو عربی میں کیا کہتے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ وہ مختلف چیزوں کے نام اور الفاظ کے معنی جاننے لگے اور یوں بول چال میں روانی ہونے لگی۔

جس کا فائدہ یہ ہوا کہ دونوں دوستوں کی عربی بہت اچھی ہوگی محمود کو اس کا فائدہ تو کچھ ہی دنوں میں نظر آگیا ایک دن اعلان ہوا کہ فیصل آباد کے تمام مدارس اور اسکولوں کے طالب علموں کے درمیان تقریری مقابلہ ہورہا ہے۔ تقریر کرنے کے خواہش مند دوسرے لڑکوں کی طرح محمود احمد کو بڑی خوشی ہوئی، تقریری مقابلے کے لیے اس نے بھی نام لکھوا دیا۔ تقریری مقابلہ چونکہ فیصل آباد کے تمام مدارس اور اسکول کے طلباء کے درمیان تھا لہٰذا اس کے لیے بڑی محنت اور عرق ریزی کی ضرورت تھی۔ ”سیرت النبی ﷺ“ کا موضوع تھا، محمود نے اس پر کتابیں جمع کیں ان کی ورق گردانی شروع کردی اساتذہ سے نوٹس لئے، دوستوں سے مشورے ہوئے بلا آخر مقابلے کے مقررہ روز وہ جامعہ سلفیہ کے دوسرے لڑکوں کے ساتھ تقریر کے لیے جا پہنچے۔

مقابلہ فیصل آباد کے علاقہ گوبند پور کے ہائی سکول میں تھا جس کے مہمان خصوصی چوہدری محمد علی سابق وزیر اعظم تھے۔

تقریری مقابلے کا آغاز ہوا اور فیصل آباد کے تمام اسکول اور مدرسوں کے لڑکوں نے تقریریں کیں، آخر میں جب رزلٹ پیش ہوا تو اس میں اول انعام جامعہ سلفیہ کے طالب علم محمود احمد کا تھا، یوں مہمان خصوصی چوہدری محمد علی نے محمود کو انعام میں ٹرافی بھی دی اور شاباش بھی اس تقریری مقابلے میں بہترین کامیابی نے محمود کے حوصلے اور بھی بڑھا دیئے۔

محمود احمد نے خوب محنت کی اور درس نظامی کے ساتھ ساتھ سکول کی تعلیم بھی مکمل کرنی شروع کردی، مدرسے میں پڑھتے پڑھتے ہی میٹرک کیا اور، اردو فاضل عربی اور وفاق المدارس کے امتحانات پاس کر کے خود کو ایک عالم دین، ادیب اور فاضل عربی کے روپ میں دھار لیا۔

1965ء کے دنوں میں وہ جامعہ سلفیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد جامعہ تعلیمات اسلامیہ فیصل آباد میں استاد ہوگئے جہاں وہ 1970ء تک پڑھاتے رہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ جس آدمی کو پسند کرلیتا ہے اسے اپنے دین کی سمجھ عطا کردیتا ہے اسی سے ملتی جلتی ایک اور حدیث کا مفہوم ہے کہ اللہ رب العزت جس انسان سے اپنے دین کا کام لینا چاہتے ہیں اسے اپنے دین کی سمجھ یعنی علم عطا کردیتے ہیں۔ بعینہٖ ہی یہ صورتحال محمود احمد غضنفر کے لیے بھی ہوئی۔ لکھنے کا شوق انہیں کیسے ہوا...... یہ کس سے ہو؟ یہ ان سے بھی پوچھا جائے تو وہ بتا نہ پاتے، نہ ہی وہ کسی رائٹر سے متاثر ہوئے اور انہیں کسی کا انداز تحریر لکھنے کی طرف ابھار سکا۔ چونکہ اللہ رب العزت نے اپنے دین کا کام لینا تھا سو لکھنے کا آغاز کردیا...... کیسے......؟ وہ ایک روز جامعہ کا کام نپٹا کر گھر آئے تو دل میں خیال آیا کہ کچھ لکھا جائے لیکن کیا اور کس موضوع پر؟ انہیں دونوں سوال پریشان کر گئے، ایک تو طبیعت کئی سال کے بعد لکھنے پر آئی اور اب من بنا تو لکھنے کے لیے موضوع نہ تھا، بلا آخر انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لکھنا شروع کیا اور ان کی صحابہ کرام پر کتابوں کی سیریل نے پاکستان بھر میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں شہرت پائی، اس عرصہ کے دوران 1971ء میں وہ لاہور آئے جہاں بند روڈ پر جامع مسجد مزمل میں خطیب رہے پھر مدرسہ فیصل السلام کے قیام کیا اور وہاں طلبہ میں دین اسلام کی تعلیم دینے لگے، اس دوران میں تالیف وتصنیف کا کام جاری رکھا، حیات صحابہ کے درخشاں پہلو، جرنیل صحابہ، شہسوار صحابہ، حکمران صحابہ، صحابیات مبشرات، خواتین اہل بیت، مبشر صحابہ، اور حیات تابعین جیسی 40 شہرہ آفاق کتب لکھ چکے ہیں۔ پیارے بچو! یہی بچہ جو کبھی عربی زبان کا شیدائی تھا اور پھر جس نے بڑا ہو کہ 40 بڑی بڑی کتابیں لکھ کر دنیا کے سامنے پیش کیں۔ اب وہی بچہ برصغیر کا ایک بہت مشہور ادیب اور عالم دین بن چکا ہے۔ لیکن بیمار ہے۔ بیماری کے باوجود ان دنوں وہ قرآن مجید کی تفسیر لکھنے میں مصروف ہیں تمام ننھے مجاہدوں سے پرزور اپیل ہے کہ ان کے لیے دعا کریں اللہ رب العزت ان کی دلی خواہش پوری کرے اور انہیں کے قلم سے جاری تفسیر ”ضیاء البیان فی کلام الرحمان“ مکمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

بھی لکھنا نہیں چھوڑیں گے۔

عمارہ جاوید...... مدینہ منورہ، سعودی عرب

...... السلام علیکم! میرے پاس بہت سے جانوروں، پرندوں اور چیزوں کی معلومات ہیں جنہیں میں نے انٹرویوز کی شکل میں لکھ رکھا ہے۔ اب میں ایک عدد انٹرویو شہد کی مکھی کا بھیج رہی ہوں امید ہے کہ آپ کو بھی اور ننھے مجاہدوں کو بھی اگر یہ شائع ہوا تو پسند آئے گا۔ ان شاء اللہ

نبیلہ ناز فیصل آباد

...... السلام علیکم! ایک بات دلچسپ ہے کہ ننھے مجاہدوں کا بڑا زبردست مقابلہ جارہا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ٹوکری کی جان چھوٹ گئی۔ اس بیچاری کے پیچھے تو ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے تھے۔

اخت آصف...... 65 گ ب

خطوط بھیجنے والے دیگر ''ننھے مجاہد''

حافظ محمد اعجاز، مظفر گڑھ ۔ نوشین ثناء اللہ، گوندلانوالہ۔ حافظہ عظمیٰ کھوکھر، عبدالعظیم جواد، میاں چنوں (آپ کی تحریر باری آنے پر شائع ہوگی)۔ بنت امین، فیصل آباد (آپ کے سوال مقابلے کی تاریخ کے بعد موصول ہوئے)۔ بشریٰ نیاز (اشعار کے متعلق آپ نے خط میں بہت اچھی توجہ دلائی، آئندہ اشعار کے متعلق خیال رہے گا)۔ ابو عابد، واہ کینٹ۔ اخت قاسم، بادامی باغ لاہور۔ بشریٰ قیوم، شاہ کوٹ۔ عفیفہ عرفان، کیلیانوالہ (مسجد اقصیٰ کی تحریر ''ننھے مجاہد'' شائع ہونے کے بعد ملی) ظفر احمد معاویہ، عذرا بلوچ، بہاولنگر۔ شاہد سجاد شاہد، عارف والا۔ سائرہ مشتاق، سیالکوٹ۔ لبنیٰ خنساء، ثمینہ یاسمین، لیہ۔ حفصہ افضال، گجرات۔ (آپ کے مشورے کے مطابق آپ کا خط شائع نہیں کر رہے کیونکہ اس سے عبدالباسط، چنیوٹ سے لڑائی ہونے کا خدشہ ہے۔ دیکھ لیں ہم نے آپ کا مشورہ قبول کرلیا)۔ قمر اسلام، معاویہ صدیق، بہاولپور۔ شبینہ فاروقی، لیہ۔ محمد نعمان رفیق، جھنگ۔ بشریٰ رحمن، اسلام آباد۔ اسامہ طارق، رائے ونڈ۔ اسامہ ظفر اللہ، کمالیہ۔ مونا مقصود، گوجرانوالہ۔ عبدالحفیظ، لیہ۔ محمد عرفان شریف، راجن پور۔ رخسان معین، ملتان۔ مصباح عندلیب، ارم عندلیب، سکھر۔ عالیہ اشفاق، ملتان۔ مجاہد محمد عبداللہ سلفی، لاہور۔ فائزہ سعید، ڈیرہ ملا سنگھ۔ جہانزیب مرتضیٰ، فورٹ عباس۔ عبدالمنان، سرگودھا۔ رائے سیف الرحمن، لاہور۔ محمد عامر، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ محمد اقبال انجم، محمد عثمان، قاسمی حافظ محمد مدثر، حافظ مبشر، محمد ذیشان، جھنگ۔ آمنہ علی آباد۔ حافظ محمد عثمان، فاروق آباد۔ نعمان علی، ماموں کانجن۔ محمودہ گل، فیصل آباد۔ اخت حمزہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ محمد ابوسفیان، سلارہ، چنیوٹ۔ حافظہ عظمیٰ کھوکھر، گوندلانوالہ۔ نزہت ریاض، گوجرانوالہ۔ اخت ابودانیال۔ محمد آصف اسلم، عبدالرحمن، احسان الٰہی، قصور۔ عبداللہ صدیق، ملتان۔ اخت عطاء الرحمن، گوندلانوالہ۔ فائزہ یعقوب۔ گوجرانوالہ۔ حمیرا جان، سرگودھا۔ عبدالماجد، بہاولپوری۔ شمائلہ کرن، ٹنڈو آدم۔ عائشہ حامد، سارہ حامد، اقراء خالد، اقصیٰ خالد، لاہور۔ راجہ عاطف خورشید، مظفر آباد۔ راحیلہ، بھائی پھیرو۔ محمد رضوان الحق، حاصل پور۔ پروین، سمندری۔ حافظہ رقیعہ منشاء، خانیوال۔ حافظ تحلیل الرحمن، بہاولپور۔ ابوعمار یاسر، ڈیرہ اسماعیل خان۔ اخت عبداللہ، گجرات۔ کہکشاں عامر، قلعہ دیدار سنگھ۔ اخت محمد نثار، سرگودھا۔ عنبر شائز، مونا عندلیب، لاہور۔ جہانزیب اکبر، اخت مدثر تنویر، بھکر۔ محمد جواد، ماموں کانجن۔ شازیہ اکرم، دیپالپور۔ عزہ توحید، فیصل آباد۔ اسماء، کاموکی۔ عالیہ ارشاد، شیخوپورہ۔ فوزاں اشرف، منڈی بہاؤ الدین۔ حبیب الرحمان ثانی، گوجرانوالہ۔ اخت مدثر، تنویر۔ محمد جاوید ملک، ٹنڈو آدم۔ غازیہ بشیر، فیصل آباد۔ عبداللہ معاذ، چوک سرور شہید۔

...... السلام علیکم! عبدالوارث اینڈ شاہد بھائی، میرا مضمون شائع کرنے کا بہت شکریہ، لیکن میرے باقی آرٹیکلز کا کیا بنا؟ خیر جو اللہ بہتر کرے۔ اس بار میں کچھ مزید آرٹیکلز ای میل کر رہا ہوں جن میں سے ایک ''موبائل ٹیکنالوجی'' ہے۔ پلیز بھائی تھوڑی سی جگہ دے دیجیے گا۔

محمد وقاص بھٹی...... موڑ ایمن آباد

...... السلام علیکم! بھائی، کیا ہم ای میل کے ذریعے سوالات کے جوابات بھیج سکتے ہیں، ضرور بتائیے گا۔

عبدالقدوس راہی

...... جی ہاں! سوالات کے جوابات کے ساتھ کوپن پُر کریں اور ساتھ کوپن سکین کر کے ای میل کر دیں۔

...... السلام علیکم! بھائی کیا میں آپ کو اردو میں ای میل کر سکتا ہوں؟

طفیل...... مکہ، سعودی عرب

...... جی ہاں! آپ اردو میں ای میل بھیج سکتے ہیں۔

...... السلام علیکم! ''ننھے مجاہد'' کی ٹیم کو بہت مبارکباد، مہربانی کر کے رمضان کے متعلق خصوصی ایڈیشن شائع کرنے کا اہتمام کریں۔

محمد شہزاد

...... السلام علیکم! شاہد بھائی آپ رمضان المبارک میں ضرور ''رمضان نمبر'' شمارہ شائع کریں۔ اس میں ماہ رمضان کے اندر ہونے والے واقعات اور قیامت کی نشانیوں پر لکھنے کے لئے ''ننھے مجاہدوں'' کو دعوت دیں۔ جب ''ننھے مجاہد'' ہم تک پہنچتا ہے تو اس کی پن نہیں ہوتی اور صفحے صفحے الگ الگ ہوتے ہیں۔ ایسا کیوں......؟

ارسلان سلفی، حمزہ منصور...... دہلی کالونی کراچی

...... السلام علیکم! بھائی جان ''آپ کے خطوط'' میں جو تنقید کا سلسلہ شروع ہے۔ یہ ٹھیک نہیں، اسے بند ہونا چاہیے۔

ساجد شاہین، سفیان شان...... اسلام پورہ، خانیوال

...... السلام علیکم! میں نے کچھ عرصہ پہلے ہی ''ننھے مجاہد'' پڑھنا شروع کیا ہے اور پرانے شمارے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ مہربانی کر کے مجھے لازمی بھیج دیں۔

محمد شوکت حسین...... کراچی

...... فی الحال پرانے شمارے دستیاب نہیں۔

...... السلام علیکم! میں آپ ابتداء سے ''ننھے مجاہد'' کا قاری ہوں۔ ایک تجویز دینا چاہتا ہوں۔ آپ اصلاحی موضوع پر مضمون شائع کریں اور بچوں کو لکھنے کے لئے موضوع دے دیا کریں اس سے بچوں کا مطالعہ وسیع ہوگا اور ان کی تربیت بھی ہوگی۔

سید عدیل...... سیالکوٹ

...... السلام علیکم! ''ننھے مجاہد'' میں ''آخری معرکہ'' بہت اچھی کہانی تھی، میں ''ننھے مجاہد'' کے پرانے شمارے حاصل کرنا چاہتا ہوں، مہربانی کر کے رہنمائی کریں۔

سید فہیم احمد 7th...... کراچی

...... السلام علیکم! مجھے ''ننھے مجاہد'' میں لکھنے کا بہت شوق ہے۔ پڑھائی سے ٹائم نکال کر اس کے لئے لکھوں گی۔ فی الحال ایک کہانی بھیج رہی ہوں، قابل اشاعت ہوئی تو جگہ دیجیے گا۔ ''مٹی کا قرض'' بہت اچھی تھی آخر میں پڑھتے وقت بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ اللہ ہمیں بھی ایسا ہی جذبہ عطا کرے۔

نیہا خان

...... السلام علیکم! میں B . E d کا سٹوڈنٹ ہوں۔ ''ننھے مجاہد'' بہت پسند ہے۔ اللہ میگزین کو زیادہ ترقی دے۔ میرا پسندیدہ موضوع ''بڑوں کا بچپن'' ہے۔ مہربانی کر کے حافظ عبدالرحمن مکی صاحب کے حالات زندگی پر لکھیں۔

خالد عظیم ضیغم...... چک 323Trandy ٹوبہ ٹیک سنگھ

...... السلام علیکم! میں ''ننھے مجاہد'' کو شوق سے پڑھتا ہوں اگرچہ میں اتنا ''ننھا'' بھی نہیں ہوں۔ میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ آپ دوسری سٹوڈنٹ تنظیموں کی طرح، اپنا سٹوڈنٹ ونگ بنا کر ننھے مجاہدوں سے میٹنگز کیوں نہیں کرتے؟ سب سے پہلے میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں اور آپ لوگوں کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ آپ یہاں تشریف لائیں، میں ننھے مجاہدوں کی میٹنگ کا انتظام کروں گا۔

ابومعاویہ محمد ثاقب...... پشاور

...... السلام علیکم! سب سے پہلی ننھے مجاہد کی ٹیم کو سخت محنت کرنے پر مبارکباد، سب تعریف کے مستحق ہیں۔ میں پہلی بار ای میل کر رہا ہوں اور وہ کہانی جس نے مجھے آپ کو لکھنے پر مجبور کیا وہ ''مٹی کا قرض'' ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے پاک وطن کے ہر فرد کو ایسا ہی جذبہ سے سرشار کرے۔

قراۃ العین سید...... دمام، سعودی عرب

nanhemujahid@yahoo.com

دیگر ای میل بھیجنے والے

اسامہ بن عباس، موڑ ایمن آباد۔ عطاء اللہ، موڑ ایمن آباد۔ عثمان معاذ مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد۔ مصباح منظور، موڑ ایمن آباد۔ حافظ نعمان، وزیر آباد۔ طارق محمود شیخوپورہ۔ محمد منیر۔ حافظ عبدالرحمن احسن۔ انصر حسین شاہ راجن پور۔ انجینئر محمد خواجہ، جدہ سعودی عرب۔ راؤ فرقان راجن پور۔ ابوبکر صدیق۔ طفیل سعودی عرب۔ اسد رحمن لاہور۔ ولید اکبر۔ حافظ آباد۔ عامر لاہور۔ نیہا عادل، مدیحہ عادل۔ حافظ محمد اشرف، رحیم یار خان۔ عطاء اللہ، موڑ ایمن آباد۔

ای میل بھیجنے والوں کے لئے نوٹ

☆...... ای میل بھیجتے وقت اپنا نام اور مقام ضرور لکھیں کیونکہ صرف ای میل ایڈریس سے صحیح نام کا پتہ نہیں چلتا اور اس طرح آپ کی ای میل شامل نہیں ہو پاتی۔

☆...... جو تحریریں بھیجی جائیں ان کی صفحے پر بھی نام واضح لکھا ہو۔ اردو میں ای میل کر سکتے ہیں۔

☆...... بعض ننھے مجاہد صرف یہ لکھ دیتے ہیں کہ ''میں پہلی بار ای میل کر رہا ہوں اسے شامل کر دیں'' اس طرح کی ای میلز سے معذرت۔ جو بھی بھیجیں با مقصد ہو۔

☆...... ای میل صرف ''ننھے مجاہد'' کے متعلق ہی بھیجیں۔

دُنیا کی پہلی ایٹمی آبدوز

میر طلال فاروق ...... پنڈ شہیداں، گوندلانوالہ

ایسا بحری جہاز جو پانی کی سطح کے علاوہ پانی کے اندر بھی سفر کرسکتا ہو اسے آبدوز کہا جاتا ہے۔ دنیا کی پہلی آبدوز ایک ڈچ سائنسدان Cornelius Drebbie نے 1624ء میں تیار کی۔ یہ ایک لکڑی کی کشتی تھی اور اس کے اردگرد چمڑے کا خول لپٹا ہوا تھا۔ اس کشتی نما آبدوز کو 12 سیاح چلاتے تھے اور یہ سطح سمندر سے پندرہ فٹ نیچے چل سکتی تھی۔ انہوں نے اس آبدوز کو برطانیہ کے شاہ جیمز اول کے سامنے دریائے ٹیمز میں چلا کر دکھایا تھا۔ سترہویں صدی میں کئی اور بھی آبدوزیں تیار کی گئیں۔ پہلی کامیاب آبدوز جو کسی جنگ میں بطور ہتھیار استعمال کی گئی۔ 1776ء میں ایک امریکی انجینئر ڈیوڈ بشنل نے تیار کی اور اس آبدوز کو ٹرٹل کا نام دیا گیا۔ اس بیضوی شکل کی آبدوز میں صرف ایک آدمی کے بیٹھنے کی گنجائش تھی۔ یہ آبدوز امریکہ کی جنگ آزادی کے دوران برطانیہ کے خلاف استعمال کی گئی اور 7 ستمبر 1776ء کو اس آبدوز سے برطانوی جہاز ''ایگل'' کو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ ایگل تو تباہ نہ ہوسکا لیکن آبدوز جنگ کا آغاز ہوگیا۔ 1800ء میں رابرٹ فلٹن نامی ایک اور امریکی نے ناٹس نامی ایک اور آبدوز ایجاد کی۔ جو بھاپ کے ذریعے چلتی تھی۔ امریکہ کی خانہ جنگی کے دوران 17 فروری 1864ء کو پہلی مرتبہ کسی آبدوز نے بحری جہاز کو ڈبونے کا کارنامہ سرانجام دیا۔ ایچ ایل نہلے نامی اس آبدوز نے ہاؤ ساٹھ نک نامی بحری جہاد کو ایک تارپیڈو سے تباہ کردیا۔ یہ حملہ اس قدر شدید تھا کہ یہ آبدوز اپنے عملے آٹھ افراد کے ساتھ خود بھی تباہ ہوگئی۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے دوران تمام بڑی طاقتوں کے پاس آبدوزوں کے ذخیرے تھے۔ دوسری جنگ عظیم میں جرمنی کا بیڑہ سب سے زیادہ مضبوط اور طاقت ور تھا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکہ نے ایٹمی آبدوز بنانے پر توجہ دی اور 21 جنوری 1954ء کو دنیا کی پہلی ایٹمی آبدوز دریائے ٹیمز میں اتار دی۔ 342 فٹ لمبی اس آبدوز کا ڈیزائن کیپٹن ہائمن جارج ریکوور نے تیار کیا تھا اور اس کا نام فلٹن کی آبدوز ناٹس کی یاد میں ''ناٹس'' رکھا گیا۔ اس آبدوز کی انتہائی رفتار 20 ناٹ تھی۔ یہ آبدوز الیکٹرک بوٹ کمپنی نے ایجاد کی تھی۔ اس آبدوز کے عملہ میں 11 افسران اور 85 متفرق افراد شامل تھے۔ اس آبدوز میں 69139 میل سفر کے بعد دوبارہ ایندھن بھرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس آبدوز نے پہلے تجرباتی سفر کا آغاز 17 جنوری 1955ء کو کیا تھا۔

بجلی کیوں کوندتی ہے؟

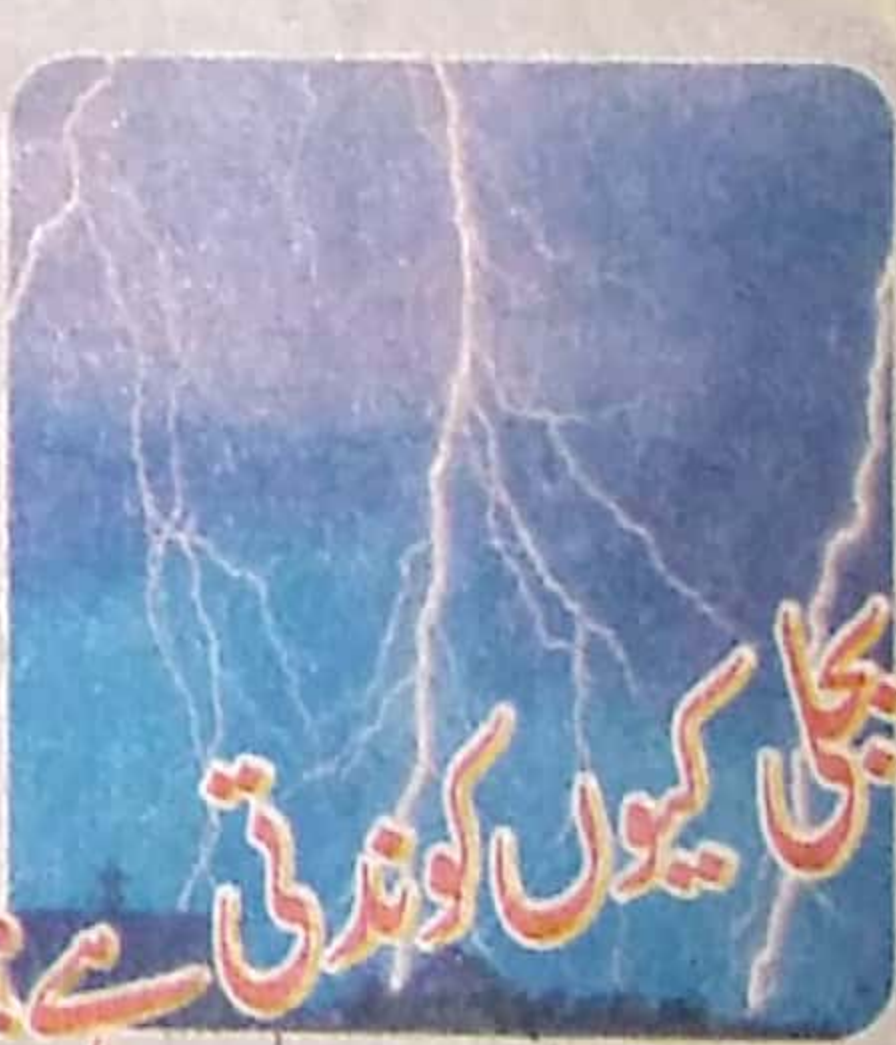

بلب میں دو تار لگے ہوتے ہیں۔ ایک میں منفی کرنٹ ہوتا ہے اور دوسرے میں مثبت۔ اگر ان تاروں کو آپس میں ملا دیا جائے تو بہت بڑا شعلہ ہوگا۔ بعض سائنس دانوں کا خیال ہے کہ بادلوں میں بھی دو قسم کی بجلی ہوتی ہے یعنی مثبت اور منفی۔ جب یہ آپس میں ٹکراتے ہیں تو اس سے شعلے پیدا ہوتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ بجلی کوندرہی ہے۔

لیکن یہ صرف خیال ہی خیال ہے۔ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ بادلوں میں بجلی کیسے پیدا ہوتی ہے اور یہ چمکتی کیوں ہے؟ سائنس دان ان باتوں کا کھوج لگانے کی کوشش کررہے ہیں۔

اگر آپ کسی تار کا ایک سرا بادلوں تک لے جائیں اور دوسرا سرا زمین میں گاڑ دیں تو بادلوں کی بجلی زمین میں چلی جائے گی۔ لوگ بادلوں میں تو تار نہیں باندھ سکتے البتہ وہ یہ کرتے ہیں کہ اونچی اونچی عمارتوں کے اوپر موٹا سا رتار لگا دیتے ہیں جس کا نچلا سرا زمین پر گڑا ہوتا ہے۔ جب اس عمارت پر بجلی گرتی ہے تو وہ تار کے ذریعے زمین میں چلی جاتی ہے اور عمارت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

عبدالرشید ظفروال

''جناتی وشیطانی چالوں کا توڑ'' اور ''حاسدوں کے شر سے بچو'' کے بعد آپ کے لئے ایک نیا خوبصورت تحفہ
خواتین اہل بیت

مداح صحابہ مولانا محمود احمد غضنفر: یہ کتاب محبت رسول اور رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ گھرانے کی پاکیزہ خواتین کی سیرت پر منفرد بے مثال اور عظیم الشان کتاب ہے۔

محمد طاہر نقاش: میں نے جب اسے پڑھا تو بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے...... کیوں؟ یہ آپ کو کتاب پڑھ کر پتہ چل جائے گا...... میں اس کتاب کے مطالعہ کے دوران بار بار زاروقطار رونے لگتا...... حتیٰ کہ مجھ سے کتاب پڑھی نہ جاتی اور میں اسے بند کرکے رکھ دیتا۔ جب طبیعت سنبھلتی تو پھر پڑھنے لگتا...... اس لئے کہ اس میں امام کائنات سرور کائنات آقائے دوجہاں محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت والفت کی اور وفا و قربانیوں کی داستانیں ہی ایسی ہیں کہ پڑھنے کے بعد قاری کا دل چاہتا ہے کہ وہ خود آقا پر قربان ہوجائے۔

والدین اپنی بیٹی کو اور بہنیں اپنی سہیلیوں کو یہ بہترین تحفہ دے سکتی ہیں

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی بیٹیاں اور بیویاں روئیں...... اس غم سے کہ کاش! ہم بھی ایسی ہی بن جائیں...... تو آج ہی یہ کتاب انہیں پڑھائیں۔

دارالابلاغ کی نئی ایمان افروز کتابیں پڑھیں اور اپنے گھروں کی زینت بنائیں
0300-4453358

فرضی قصے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

ننھے مجاہد

نئی زندگی

30 16 رمضان المبارک 1426ھ 21 اکتوبر 2005ء

ننھا روزہ

زرتعاون 3 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کا ذکر

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ کسی ایسی جماعت کو پاتے ہیں جو اللہ کے ذکر میں مشغول ہوتی ہے تو فرشتے ایک دوسرے کو پکار کر کہتے ہیں کہ ادھر آؤ، یہاں تمہاری مطلوبہ چیز ہے۔ پس فرشتے ان ذکر کرنے والے لوگوں کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں (جب وہ فرشتے فارغ ہو کر اللہ کے پاس جاتے ہیں تو) ان کا رب ان سے پوچھتا ہے:

اللہ تعالیٰ فرشتوں سے: میرے بندے کیا کہتے تھے؟

فرشتے: وہ آپ کی تسبیح وتکریم بیان کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ: کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟

فرشتے: اللہ کی قسم! انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ: اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟

فرشتے: اگر وہ آپ کو دیکھ لیں تو آپ کی اس سے بھی زیادہ عبادت کریں۔

اللہ تعالیٰ: وہ (لوگ) کیا مانگتے ہیں؟

فرشتے: وہ (لوگ) آپ سے جنت مانگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ: کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟

فرشتے: نہیں، اللہ کی قسم، یارب! انہوں نے جنت نہیں دیکھی۔

اللہ تعالیٰ: اگر وہ (لوگ) جنت کو دیکھ لیں تو (ان کا) کیا حال ہو؟

فرشتے: اگر وہ (جنت) کو دیکھ لیں تو اس کے لئے ان کی حرص اور طلب اور زیادہ شدید ہو جائے اور اس میں ان کی رغبت اور زیادہ بڑھ جائے۔

اللہ تعالیٰ: وہ (لوگ) کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟

فرشتے: وہ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ: کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟

فرشتے: نہیں، اللہ کی قسم، انہوں نے اسے (جہنم) کو دیکھا تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ: اگر وہ (لوگ) جہنم کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟

فرشتے: اگر وہ (لوگ) اسے دیکھ لیں تو اس سے کہیں زیادہ ڈریں اور اس سے دور بھاگیں۔ اللہ تعالیٰ: پس میں تمہیں اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا۔

فرشتوں میں سے ایک عرض کرتا ہے: ان (لوگوں میں سے) فلاں آدمی جو تھا وہ ان میں سے نہیں تھا، وہ تو صرف ایک کام کے لئے آیا تھا (کہ اتفاقاً ان کے ساتھ مجلس ذکر میں بیٹھ گیا)۔

اللہ تعالیٰ فرشتے کو جواب دیتے ہیں۔ یہ اللہ کو یاد کرنے والے ایسے ہم نشین ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی (رحمت سے) محروم نہیں رہتا۔

مراسلہ: شاہد بشیر...... کوٹلی خانوں، ڈسکہ

ضروری بات

ننھے مجاہدو.................السلام علیکم

امید ہے آپ سب خیریت سے ہوں گے۔ شمارہ نمبر 30 کی "ضروری بات" کے لئے سوچا تھا کہ رمضان المبارک کے مہینے میں ہونے والی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کی برسات اور میٹھی عید کے متعلق خوشی بھری باتیں کریں گے۔ لیکن ننھے مجاہد کی تیاری کے بعد "ضروری بات" لکھنے بیٹھا ہوں تو دل اداس اور پریشان ہے۔

8 اکتوبر کی صبح پاکستان کے شمالی علاقوں اور آزاد کشمیر میں آنے والے زلزلے سے جو قیامت بپا ہوئی اس سے 80 ہزار سے زائد انسان موت کی نیند سو گئے ہیں اور لاکھوں افراد بے گھر ہو گئے ہیں۔

آپ کو تو معلوم ہے کہ جس وقت زلزلہ آیا وہ اسکول ٹائم تھا۔ زلزلے کے بعد جو اب تک خبریں آ رہی ہیں وہ پڑھیں تو آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ ننھے منے بچے جو اسکول میں بیٹھے تعلیم حاصل کر رہے تھے وہ اپنی کتابوں اور بستوں سمیت چھت تلے آ کر اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ بہت سے اسکول جن میں تین سو کی تعداد تک بچے پڑھ رہے تھے سب کے سب ملبے تلے آ گئے اور ان میں ایک بھی زندہ نہ بچا۔

پیارے دوستو! جون کے مہینے میں مجھے مانسہرہ، ایبٹ آباد اور حویلیاں کے شہروں میں جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں جب بہت سے ننھے مجاہدوں اور بڑوں سے ملاقات ہوئی تو ان کا اشتیاق دیکھ کر معلوم ہوا کہ اس علاقے میں "ننھے مجاہد" کس قدر مقبول ہے۔ آج چار ماہ بعد جب ان علاقوں میں آنے والے زلزلے کی تباہی دیکھتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے "دوست" ہیں جو یہ "بزم" چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ رب العزت ان سب کی مغفرت فرمائے۔

ننھے مجاہدو! دکھ کی ان گھڑیوں میں ہمارے کرنے کے کام یہ ہیں کہ سب سے پہلے تو ہم اللہ تعالیٰ کی اس ذات پر اس پروردگار سے گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں تاکہ ہماری خطاؤں کی وجہ سے ایسی آفتیں نازل نہ ہوں اس کے بعد جو لوگ اس زلزلے سے بے گھر ہو گئے ان کے رہنے کھانے پینے کی ضروریات مہیا کریں ہم چھوٹی عمر میں بڑا کام کر سکتے ہیں کراچی میں الدعوۃ ماڈل اسکول کے بچوں اور بچیوں نے سڑکوں پر نکل کر ان زلزلہ زدگان کے لئے فنڈ اکٹھا کیا اور جماعۃ الدعوۃ کے مسئول کو جمع کروا کر دکھوں سے چور بہن بھائیوں کے زخموں پر ہمدردی کا مرہم رکھا۔ یہ ہمارے لئے بہت اچھی مثال ہے اگر ہم اپنے اپنے اسکول میں کلاس کے ساتھیوں سے مل کر شہر اور گاؤں بھر سے فنڈ اکٹھا کرنے کی مہم چلائیں تو ہم آسانی سے ایک بڑا کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ بس ضرورت ہمت کی ہے یہ ہمت اپنے اندر پیدا کیجیے اور مل جل کر ان دکھی انسانوں کا دکھ بانٹئے جو ہماری مدد کے منتظر ہیں۔

والسلام

آپ کا بھائی عبدالوارث ساجد

0321-4275767

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے

- نیکی کرو بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے (سورہ بقرہ:۱۹۵)
- کچھ شک نہیں کہ اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے (سورۃ بقرہ:۲۲۲)
- اللہ استقلال رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے (سورۃ آل عمران:۴۶)
- بیشک اللہ بھروسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے (سورۃ آل عمران ۱۵۹)
- اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (سورۃ مائدہ:۴۲)
- اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے (سورۃ توبہ:۷)
- اللہ پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے (سورۃ توبہ:۱۰۸)
- جو لوگ اللہ کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا یہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں وہ بیشک اللہ کے محبوب ہیں (سورۃ صف:۴)

اللہ تعالیٰ کن لوگوں کو پسند نہیں کرتے

- اللہ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (سورۃ بقرہ:۱۹۰)
- تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا (سورۃ عمران:۳۲)
- اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا (سورۃ عمران:۵۷)
- اللہ تکبر کرنے والوں اور بڑھائی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (سورۃ النساء:۱۰۷)
- اللہ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (سورۃ مائدہ:۶۴)
- اللہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (سورۃ مائدہ:۸۷)

ملک محمد زبیر ــــ چک ۳۹۹ گ ب

خط وکتابت کیلئے
ننھے مجاہد 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور
فون 7314531 فیکس 7314531
ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں
www.jamatdawa.org
E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

چوتھا خلیفہ

کنول مختار فیصل آباد

ایک شخص کا اونٹ گم ہوگیا اور تلاش کے باوجود کہیں نہ ملا۔ اسے یقین تھا کہ خلیفہ سے فریاد کروں گا تو سرکاری خزانے سے دوسرا اونٹ ضرور مل جائے گا۔

دارالحکومت اس کے علاقے سے کافی دور تھا۔ پھر بھی وہ کسی طرح خلیفہ کی رہائش تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ وہاں کوئی دربان تو نہ تھا، البتہ ایک نوجوان نے مسافر کا استقبال کیا اور اسے بتایا کہ خلیفۃ المسلمین سرکاری کام سے کہیں گئے ہوئے ہیں، کچھ دیر میں واپس آجائیں گے۔ آپ اس حجرے میں تشریف رکھیے، میں آپ کے لیے کھانا تیار کر کے لاتا ہوں۔

جب تک کھانا تیار ہو کر آیا، مسافر نے دیکھا کہ ایک شخص مکان کے قریب مسجد میں آ کر بیٹھا ہے اور اپنے توشے سے خشک روٹی نکال کر اسے پانی میں بھگو بھگو کر کھا رہا تھا نوجوان نے مسافر کے سامنے کھانا پیش کر کے اسے کھانے کی درخواست کی۔ اس نے کہا "واللہ میں یہ کھانا اس وقت تک نہ کھاؤں گا، جب تک اس مسکین کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک نہ کرلوں جو مسجد کے صحن میں بیٹھا خشک روٹی کھا رہا ہے۔ تب نوجوان نے بتایا کہ یہی تو خلیفۂ وقت ہیں اور میں ان کا بیٹا ہوں۔ وہ سادہ غذا کے عادی ہیں اور یہ پر تکلف کھانا ہر گز نہیں کھائیں گے۔ اتنی بڑی سلطنت کے مالک کی یہ سادگی دیکھ کر مسافر حیران رہ گیا۔ وہ امیر المومنین سے بہت متاثر ہوا اس نے خلیفہ کے سامنے اپنا مدعا بیان کیا تو خلیفہ نے انہیں ایک اونٹ دے دیا۔ سرکاری خزانے سے اپنے گمشدہ اونٹ کی جگہ دوسرا اونٹ لے کر وہ امیر المؤمنین کو دعائیں دیتا ہوا اپنی بستی کی جانب لوٹ گیا۔

ایک مرتبہ اسی خلیفہ کی زرہ ایک یہودی کے ہاتھ لگ گئی۔ خلیفہ نے قاضی شہر کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا۔ پیشی کے وقت عدالت نے مدعی سے اپنے حق میں گواہ پیش کرنے کو کہا۔ خلیفہ نے اپنے بیٹے اور ایک سرکاری ملازم کو بطور گواہ قاضی کی عدالت میں حاضر کر دیا۔ عدالت نے یہ کہہ کر ان کی گواہی قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ بیٹے کی شہادت باپ کے لیے اور خادم کی شہادت آقا کے حق میں قبول نہیں کی جاسکتی۔ مدعی خلیفہ نے قاضی سے عرض کی: یہ محض میرا بیٹا نہیں، اسے نبی کریم ﷺ نے جوانان جنت کے سرداروں میں شمار کیا ہے۔ قاضی نے جواب دیا: مقدمہ زمین پر ہے اور آپ جنت کی باتیں کر رہے ہیں۔ اپنے دعوے کے ثبوت میں کوئی اور گواہ لائیے۔ ثبوت نہ ہونے کی بنا پر خلیفہ کا دعویٰ خارج کر دیا گیا۔ مدعا علیہ یعنی یہودی اسلامی عدالت کا یہ انصاف دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ باہر نکل کر اس نے خلیفہ وقت سے معافی مانگی اور زرہ ان کی خدمت میں پیش کر کے مسلمان ہوگیا۔ قاضی ابوشریح کی عدالت میں مقدمہ لے کر جانے والے کوئی عام شہری یا معمولی حاکم نہیں، چوتھے خلیفہ راشد سیدنا علی ؓ تھے اور انہوں نے جس بیٹے کی گواہی پیش کی وہ سیدنا حسن ؓ تھے۔

انہیں اور سیدنا حسین ؓ کو نبی کریم ﷺ نے جنت کے جوانوں کا سردار قرار دیا ہے۔ پہلے واقعہ میں خشک روٹی پانی میں بھگو کر کھانے والے بھی خلیفہ وقت سیدنا علی ؓ ہی تھے اور جس نوجوان نے مسافر کو خوش آمدید کہہ کر اس کی مدارت کی وہ سیدنا حسین ؓ تھے۔ تاریخ اسلام کے چوتھے خلیفہ سیدنا علی ؓ کی دنیاوی مال و دولت سے بے رغبتی کا عالم یہ تھا کہ کسی درہم یا دینار کو ہاتھ میں لے کر فرمایا کرتے کہ: افسوس، تو مجھ سے جدا ہوئے بغیر مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ یعنی جب تک میں تجھے خیرات میں نہ دوں، مجھے سکون ملے گا نہ کوئی اجر و منافع۔

سیدنا علی ؓ کی ولادت ۶۰۳ء عیسوی یعنی ہجرت سے بیس سال قبل ہوئی۔ بعثت نبوی ﷺ کے وقت ان کی عمر تقریباً سات سال تھی، نبی کریم ﷺ نے گھر میں پرورش کی وجہ سے سیدنا علی ؓ کا کفر و بت پرستی سے کبھی کوئی واسطہ نہ رہا۔ بچوں میں آپ ؓ ہی سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ پر ایمان لائے نبی اکرم ﷺ کے چچا ابی طالب کے فرزند ہونے کی حیثیت سے حضرت علی ؓ آپ ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔ پھر بی بی فاطمہ ؓ سے نکاح کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے داماد بھی بن گئے۔ اپنے سے پہلے تینوں خلفائے راشدین کے عہد میں سیدنا علی ؓ ان کے خصوصی مشیر تھے۔ ان کے علم و فضل، سخاوت و بہادری اور عدل و انصاف کے بے شمار قصے تاریخ میں مذکور و مشہور ہیں۔

خلیفہ سوم سیدنا عثمان غنی ؓ کی شہادت کے بعد سیدنا علی ؓ خلافت کے منصب پر فائز ہوئے۔ مدینہ منورہ میں مسلسل شورش کی وجہ سے آپ نے دارالخلافہ کوفہ میں منتقل کر دیا تھا۔ آپ کا دور خلافت سن ۳۵ ہجری سے ۴۰ ہجری تک تقریباً پانچ سال رہا۔

سترہ رمضان المبارک سن ۴۰ ہجری کو ابن ملجم نامی ایک خارجی کی تلوار سے زخمی ہو کر آپ ؓ نے شہادت پائی۔

قیامت کا گواہ

قاری عبدالحفیظ شیخوپوری

اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔ "تو پڑھ جو اتری تیری طرف کتاب اور نماز کو قائم کر"۔ ایمان والے شخص کا قرآن کے ساتھ تین طرح کا رابطہ ہے، پڑھنا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا۔ تلاوت کرنا ایک عبادت ہے اس سے اللہ کے ساتھ تعلق پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں خود تلاوت کرنے کا حکم دیا ہے۔ "جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے مال سے لوگوں پر چھپ کر اور ظاہری طور پر خرچ کرتے ہیں۔ بے شک یہی لوگ ایک بڑی تجارت کی توقع رکھتے ہیں جس میں کبھی خسارہ نہیں پائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے۔ جس طرح لوہے کو پانی سے زنگ لگ جاتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کس طرح اس زنگ کو صاف کیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ موت کو زیادہ سے زیادہ یاد کرو اور قرآن پاک کی تلاوت بہت زیادہ کیا کرو۔ "قرآن پاک پڑھا کرو کیونکہ قیامت کے روز قرآن پاک اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا" اور جو لوگ قرآن مجید کو اٹک اٹک کر پڑھتے ہیں اور انہیں پڑھنے میں دشواری ہوتی ہے اس کو اللہ کریم دوگنا اجر عطا فرمائے گا (متفق علیہ) عبداللہ بن عمرو ابن العاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن کے قاری سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتے جاؤ اور جنت کے اونچے اونچے درجوں پر چڑھتے جاؤ اور ٹھہر ٹھہر کر تجوید کے ساتھ پڑھو جیسے دنیا میں تجوید کے ساتھ پڑھتے تھے۔ تمہارا جنت میں آخری درجہ وہاں ہوگا۔ جہاں تم پڑھتے پڑھتے ٹھہر جاؤ گے۔ (ترمذی) سیدنا عثمان ؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن پاک کو سیکھے اور سکھائے۔ (بخاری)

چڑ چڑی کی کہانی

آخری قسط

طاہر نقاش

سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کا جواب سن کر کہا: اے ملکہ! میری یہ تمام طاقتیں، یہ جنات کا تابع ہونا اور ہوائیں جو میرا حکم مانتی ہیں، حیوان اور چرند پرند جو میرے حکم پر عمل کرتے ہیں، انسانوں جانوروں اور جنات کی فوجیں جو ہر وقت میرا حکم ماننے کے لئے میرے حکم کی منتظر رہتی ہیں...... یہ سب کچھ درست ہے لیکن یہ طاقتیں اور شانیں میری کسی ذاتی کوشش اور محنت کا نتیجہ نہیں ہیں، اس میں میرا کچھ اختیار نہیں، یہ سب کچھ مجھے میرے رب نے عطاء کیا ہے، میں تو اس کا فرمانبردار بندہ ہوں، صرف اسی کی عبادت کرتا ہوں، اسی کو سجدہ کرتا ہوں اور مشکل وقت میں اسی کے سامنے سر جھکا کر اسی سے مدد طلب کرتا ہوں، اس لئے کہ وہ ہی ساری دنیا اور آسمانوں وزمینوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ یہ سورج کہ جس کی تم پوجا کرتی ہو، یہ نہ تو کسی کو کچھ دے سکتا ہے اور نہ کسی سے کچھ چھین سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو کچھ نقصان پہنچا سکتا ہے، اس کو بھی اللہ رب العالمین نے پیدا کیا ہے اور اس کی ایک ڈیوٹی لگائی ہے۔ اسی ڈیوٹی کو پورا کرنے کے لئے اپنے خالق کا حکم مانتے ہوئے یہ روزانہ صبح کے وقت مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور شام تک اپنی ڈیوٹی انجام دینے کے بعد مغرب میں چھپ جاتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے چاند کو حکم دے رکھا ہے کہ وہ آسمان دنیا کو روشن کرے۔ لہٰذا سورج کے ڈیوٹی پوری کر کے چلے جانے کے بعد اللہ کا حکم مانتے ہوئے چاند آ جاتا ہے اور جب تک اللہ کا حکم ہوتا ہے اپنی ڈیوٹی اور فرض انجام دینے کے بعد چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد اللہ کا حکم ملنے پر سورج دوبارہ اپنی ڈیوٹی پر آ کر حاضر ہو جاتا ہے اور دنیا کو روشنیاں مہیا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس کے بنانے والے رب نے اس کو ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح دوسرے ستارے اور کائنات کی اشیاء مخلوقات ہیں جو اپنے خالق رب تعالیٰ کے حکم پر اپنی اپنی ذمہ داریاں اور ڈیوٹیاں سرانجام دے رہی ہیں۔

پھر سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سے کہا: اے ملکہ! ذرا غور کر یہ تمام سورج چاند ستارے اور دنیا جہان کی تمام مخلوقات تو اپنے خالق ومالک اور رب کا حکم مانتے ہوئے اس کی طرف سے لگائی گئی ڈیوٹیاں انجام دے رہی ہیں اور اپنے رب کے سامنے جھک رہی ہیں۔ اس کی عبادت کر رہی ہیں...... ایک تو ہے کہ جو اپنے بنانے والے، ماں باپ کے گھر پیدا کر کے دنیا میں بھیجنے والے، پھر بادشاہت کا تاج سر پر سجا کر عزت بخشنے والے اپنے رب کو بھول گئی ہے۔ تم کتنی بدنصیب اور گمراہ ہو کہ اپنے حقیقی رب کو بھلا بیٹھی ہو اور اس کی مخلوق "سورج" کی پوجا کرنے لگی ہو۔ حالانکہ تمہیں اس کے سامنے سجدہ کرنا چاہیے کہ جس نے تمہیں بھی اور سورج چاند ستاروں سب کو پیدا کیا ہے۔

ملکہ بلقیس سلیمان علیہ السلام کی یہ باتیں بڑی توجہ سے سن رہی تھی اور اب سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اس کی سوچوں کا سلسلہ اس وقت ختم ہوا جب سلیمان علیہ السلام کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی کہ آیئے! اب ہم آپ کو محل دکھاتے ہیں۔ پھر سب سپاہی اور درباری ملکہ کے ساتھ محل کی طرف چل دیئے۔ تھوڑی دور ایک خوبصورت محل تھا۔ سب اس کے گیٹ کے قریب پہنچ گئے۔ سلیمان علیہ السلام محل میں اپنے تخت پر بیٹھے ہوئے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ اب ملکہ سے کہا گیا ملکہ صاحبہ! محل کے اندر داخل ہو جائیں اور اس کا نظارہ کریں۔ ملکہ آگے بڑھی اور پھر یکدم پیچھے ہٹی۔ اس نے اپنے پاؤں میں دیکھا کہ وہاں محل کے دروازے پر ایک صاف شفاف پانی کی خوبصورت نہر بہہ رہی تھی۔ اس کے صاف پانی کے اندر چھوٹی چھوٹی رنگ برنگی مچھلیاں اچھلتی کودتی دائیں بائیں چلتی نظر آ رہی تھیں۔ ملکہ پریشان ہو گئی کہ اب میں محل کے دروازے تک کیسے پہنچوں؟ درمیان میں تو یہ چھوٹی سی نہر آ گئی ہے۔ اگر میں اس میں سے گزر کر محل تک پہنچوں تو میرے کپڑے بھیگ جائیں گے۔ اچانک ملکہ نے اپنی پنڈلیوں اور ٹخنوں سے اپنی شلوار اوپر اٹھالی اور پانی میں داخل ہونے کے لئے پاؤں اوپر اٹھایا اور ندی میں ڈال دیا...... لیکن یہ کیا!!...... ملکہ کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا...... حیرت و پریشانی سے اس کی آنکھیں پھٹی جا رہی تھیں۔ اس لئے کہ پاؤں پانی سے بالکل نہ بھیگا تھا...... کیوں نہ بھیگا تھا...... جبکہ پانی کی تو خصوصیت ہی یہ ہے کہ جو چیز اس کے اندر چلی جائے وہ بھیگ جاتی ہے...... تو سنئے ننھے بچو! معاملہ دراصل یہ تھا کہ ملکہ دھوکہ کھا گئی تھی۔ ملکہ جس کو نہر یا ندیا سمجھ رہی تھی وہ حقیقت میں تو نہر ہی تھی لیکن اس کے پانی کے اوپر نہایت مہارت، کاریگری اور نفاست سے شیشوں کو جوڑ کر فرش بنا دیا گیا تھا کہ جس کے اوپر سے گزر کر ملکہ نے محل میں داخل ہونا تھا۔ ملکہ کی آنکھیں بہتے ہوئے رواں دواں پانی کے اندر بھاگتی دوڑتی مچھلیوں کو تو دیکھ سکیں لیکن وہ بہتے ہوئے پانی کے اوپر شیشے کے فرش کو نہ دیکھ سکی تھیں۔

اب ملکہ کو جب حقیقت کا پتہ چلا کہ وہ پانی کے اوپر بنے ہوئے فرش کو نہ دیکھ سکی اور پانی سمجھ کر دھوکہ کھا گئی اور پھر اسی بنا پر وہ پنڈلیوں اور ٹخنوں سے شلوار اوپر اٹھا کر ندی پار کرنے لگی تھی...... تو وہ بہت شرمندہ ہوئی...... اور شرمندگی سے آنکھیں جھکا کر شیشے کے فرش پر چلتی ہوئی محل کے دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے سلیمان علیہ السلام کسی خاص لمحے کا انتظار کر رہے ہیں اور ملکہ سے کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔ جونہی ملکہ محل کے دروازے کی طرف بڑھی تو سلیمان علیہ السلام کہنے لگے:

اے ملکہ بلقیس! آپ ایک بار پھر دھوکہ کھا گئیں، آپ کے کپڑے گیلے نہ ہوں اس لئے اس محل کا فرش نہایت مہارت و کاریگری سے شیشے جوڑ کر بنایا گیا ہے۔ پانی اس کے نیچے بہہ رہا ہے۔ اے ملکہ! بالکل اسی طرح تو اپنے رب کو پہچاننے میں بھی دھوکہ کھا رہی ہے اور اس کو چھوڑ کر سورج کی پوجا کر رہی ہے۔ فکر ونظر اور عقل کے اس دھوکے کو چھوڑ دے کہ جو تجھے شرک کی طرف لے گیا ہے۔ تمہارا رب کہ جس نے تجھے بادشاہ بنا کر دنیا میں بھیجا ہے، تجھ سے ناراض ہے۔ ایسا نہ ہو تم اس دھوکہ کی شکار ہو کر اور سورج کی پجاری بن کر ہی مر جاؤ اور دردناک عذاب تمہارا مقدر بن جائے۔ اب بھی اللہ پر ایمان لے آؤ۔ جوں جوں سلیمان علیہ السلام یہ باتیں کر رہے تھے ملکہ کی ذہنی کایا پلٹ رہی تھی۔ اس کے اندر ایک انقلاب برپا تھا، وہ کچھ کہنے کے لئے بے قرار تھی۔ لیکن جذبات میں اس کی آواز نہ نکل رہی تھی، ہونٹ اور زبان کانپ رہے تھے، کپکپا رہے تھے، لرز رہے تھے...... پھر اس کی زبان حرکت میں آئی اور وہ پکار اٹھی:

اے میرے رب، اے میرے خالق ومالک! ایک زمین و آسمان کے مالک! مجھے معاف کر دے...... میں تیری عاجز بندی بننے جا رہی ہوں، میری توبہ قبول کر لے، اب میں تیرے سوا کسی کی عبادت نہ کروں گی۔ اس سے پہلے سورج کی پوجا کر کے میں نے اپنے اوپر بہت بڑا ظلم کیا۔ میں اب ایسا کبھی نہ کروں گی۔ میں تیرے پیغمبر اور رسول سلیمان علیہ السلام کے ساتھ مل کر تجھ پر ایمان لاتی ہوں، میرے سابقہ گناہ معاف کر دے۔ بے شک صرف تو ہی تمام جہانوں کا رب ہے، تو ہی پوجا وعبادت کے لائق ہے۔ اس کے بعد وہ اللہ کے حضور سجدہ میں گر گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور اپنے گناہوں کی معافیاں مانگنے لگی۔ جب اس کی قوم نے اپنی ملکہ کو ایمان لاتے ہوئے اور سورج کی پوجا چھوڑتے ہوئے دیکھا تو وہ سب کی سب کلمہ پڑھ کر ایمان لے آئی اور سورج کی پوجا ترک کر کے ایک رب کے سامنے سجدہ کرنے لگی۔

پیارے بچو! ملکہ اپنی عمر گزار کر مر گئی۔ اس کی بادشاہت ختم ہو گئی۔ صدیاں بیت گئیں۔ لیکن اللہ کے علاوہ بتوں اور سورج کو سجدہ کرنے سے توبہ کرنے والی ملکہ بلقیس اور اس کی قوم سبا کی کہانی آج بھی قرآن کے صفحات پر زندہ ہے اور لوگ اسے روزانہ پڑھتے ہیں۔

افضل کام

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا میں تمہیں روزہ، صدقہ اور نماز سے افضل کام نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا، کیوں نہیں"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آپس میں صلح رکھنا جب کہ آپس کا بگاڑ ایسی مصیبت ہے جو دین اسلام کو ختم کر دیتی ہے"۔ (بخاری ومسلم)

مرسلہ: [illegible] جمال [illegible] وزیر آباد

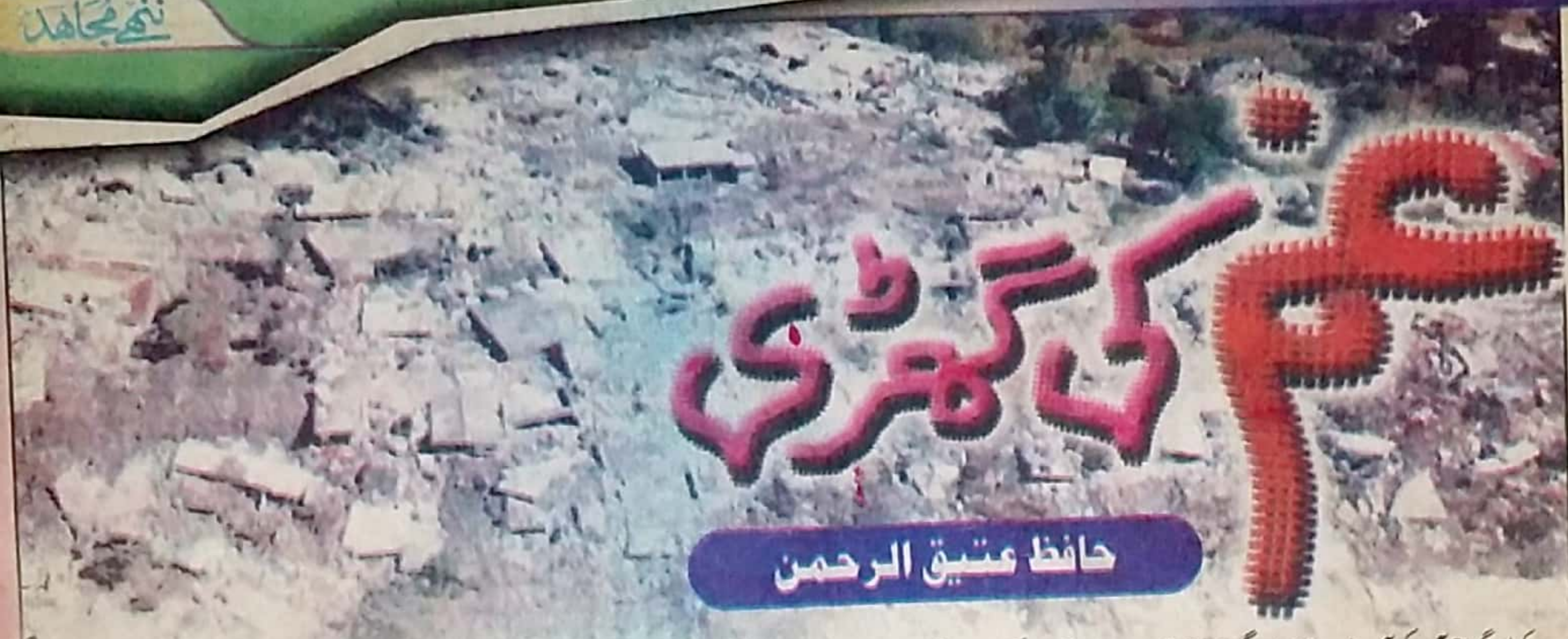

غم کی گھڑی

حافظ عتیق الرحمن

یہ کیا ہوگیا؟ آن کی آن میں ہنستے بستے گھر صفحۂ ہستی سے مٹ گئے، دیکھتے ہی دیکھتے گاؤں کے گاؤں زمین بوس ہوگئے۔ ابھی صبح ہی کا وقت تھا پیارے پیارے لہکتے کھلتے بچے ہنسی خوشی اپنے گھروں سے نکلے اور سکولوں کی طرف چل دیئے۔ آج پھر وہ ایک نئے انداز اور نئے روپ سے اپنے دوستوں سے ملے۔ سارے دن کے پروگرام طے کئے اور بستے اٹھائے کلاس روم میں پہنچے ہی تھے۔ انہوں نے اپنی کتابیں کھولیں ہی تھیں کہ انہیں اچانک آفت نے آن دبوچا۔ انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ ایسے نازک موڑ پر انہیں کیا کرنا ہے۔ کچھ لمحوں کے لئے تو وہ اس انتظار میں ہوں گے کہ ٹیچر کی طرف سے کیا حکم ملتا ہے کہ باہر بھاگیں یا کیا کریں۔

لمحوں نے انتظار نہ کیا اور بس منوں اور ٹنوں بھاری چھت ان کے اوپر آگری اور وہ اس ملبے کا حصہ بن گئے۔

ننھی منی جانیں یہ معصوم کلیاں یہ کسی کے آنگن کے پھول یہ مستقبل میں اپنے والدین کے سہارے بننے والے تھے۔ کتنے ہی تھے جنہوں نے مستقبل میں اپنی قوم کی غمگساری کا شرف حاصل کرنا تھا۔ کتنے ہی تھے جنہوں نے قوم کا دفاع کرنا تھا۔ کتنی ہی بچیاں تھیں جنہوں نے ماں کے عظیم مقام کو پہنچنا تھا۔ کتنے ہی اکلوتے بیٹے تھے جو اپنے والدین کی آنکھوں کے تارے تھے۔ کتنے ہی ایسے پھول اور کلیاں تھیں جو اپنے والدین کے لئے باعث خوشی اور مسرت کا پیغام تھیں۔ کتنی امیدیں ان سے وابستہ تھیں۔ بہت سارے بچے ایسے بھی تھے جنہوں نے اس ماہ مبارک میں پہلی مرتبہ روزہ رکھا اور وہ آج افطاری کے پروگرام طے کر رہے ہونگے۔ سینکڑوں کی تعداد میں ایسے بچے تھے جن کی زندگی میں پہلی مرتبہ رمضان آیا اور وہ آخری مرتبہ بن گیا۔ 3 رمضان المبارک کو ہماری قوم پر ایک کڑی آزمائش آئی جس نے سب کچھ تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ خاص طور پر مظفر آباد، بالاکوٹ، آزاد کشمیر کے علاقوں میں تباہی کے ہولناک مناظر سامنے آتے۔

اور سب سے بڑھ کر اس تباہی اور ہولناکی کی زد میں میرے وطن کے نرم نازک پھول اور معصوم کلیاں آئیں۔

ہزاروں کی تعداد میں بچے اور بچیوں نے جام شہادت نوش کیا کیونکہ یہ ایسا وقت تھا جس وقت تمام بچے سکولوں میں موجود تھے۔ گڑھی حبیب اللہ میں ایک سکول کی عمارت گرنے سے ہزاروں کی تعداد میں بچیاں شہید ہوگئیں۔

ابھی تک ان مناظر کی تصاویر سامنے آرہی ہیں جہاں لوگ بے یار و مددگار پڑے ہیں۔ کھانے کو کچھ نہیں پینے کے لئے پانی نہیں ہے۔ ٹھٹھرتی راتوں میں کھلے آسمان تلے گزر ہو رہا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں لاشیں بے گور و کفن سڑکوں اور ملبے میں پڑی ہیں۔ اگر والدین زندہ بچ گئے ہیں تو ان کی خوشیاں ان سے چھن گئی ہیں اور اگر بچے زندہ بچ گئے ہیں تو ان کے سروں پر رحمت و شفقت کا سایہ نہیں ہے۔

سینکڑوں کی تعداد میں بچے ہسپتالوں میں پڑے ہوئے ورثا کی آمد کے منتظر ہیں جنہیں شاید اب بہت دیر ہو چکی ہے۔ ان میں چھ ماہ کا ایک معصوم پھول بھی ہے جو معجزاتی طور پر بچ گیا لیکن اس کے والدین یا کوئی عزیز زندہ نہیں بچا۔

ہر چند زلزلے کے جھٹکے جس سے ہمارے وطن کا ایک بہت بڑا حصہ متاثر ہوا۔ ہزاروں کی تعداد میں بچے بوڑھے جوان لقمہ اجل بنے اور اس ہنسی بستی دنیا سے رخصت ہوگئے۔ بہت سارے شہروں کے نام اس صفحۂ ہستی سے مٹ گئے۔ آزاد کشمیر قبرستان کی مانند ہوگیا۔ جو جنت نظیر وادی تھا۔ زلزلے کے بارے میں مختلف لوگوں کی رائے مختلف ہے۔ سائنسی نقطۂ نظر سے لوگ کچھ وجوہات بیان کر رہے ہیں اور توہم پرست لوگ اپنی رائے کا اظہار کر رہے ہیں لیکن حقیقت صرف یہی ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے آزمائش کی ایک مشکل گھڑی تھی۔

سائنس کے پاس زلزلے کے بارے میں کسی قسم کا کوئی جواب، کوئی حل اور نہ سائنس زلزلے سے پہلے کسی قسم کی کوئی پیشین گوئی کر سکتی ہے اور یہ بالکل تازہ ترین رپورٹ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک کی یونیورسٹیوں میں اس پر تحقیق کا کام بند ہو چکا ہے۔

سائنس کے آلات صرف زلزلے کی شدت وغیرہ بتا سکتے ہیں اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ اس نازک ترین لمحے پر پوری قوم سوگ اور غم دکھ درد کا اظہار کر رہی ہے اس کے ساتھ ساتھ پوری قوم میں بھائی چارے کی عظیم مثال بھی رقم کر رہی ہے۔ ہر گلی ہر محلے ہر بازار ہر گاؤں ہر شہر سے یہاں تک کہ ہر گھر اور گھر کے ہر فرد جہاں تک ممکن ہو رہا ہے تمام لوگ اپنے بھائیوں، بہنوں، ماؤں بچوں اور بوڑھوں کے لئے ضروری ساز و سامان ان علاقوں تک پہنچانے میں مصروف ہیں۔ امداد جمع کرنے میں ہر فرد اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ عورتیں اپنے زیورات فروخت کر کے ان کے لئے نقد رقم اور ضرورت زندگی کی اشیاء بھجوا رہے ہیں۔ سکولوں کے بچے بھی اس مہم میں پیش پیش ہیں۔ سکولوں میں متاثرین کے لئے بچوں میں فنڈ اکٹھا کرنے اور ان کے لئے سامان کی کوششیں کر رہے ہیں۔ سکولوں میں اپنے ساتھیوں کے لئے اجتماعی دعا کا سلسلہ جاری ہے۔

میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ماہ مبارک میں ان مقدس لمحات میں ان قیمتی گھڑیوں میں ان بابرکت ساعتوں میں اپنے اللہ کو راضی کر لیں۔ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ اپنے رب کے سامنے آنسو بہالیں، نجانے اس کو کون سا آنسو پسند آجائے اس کے ساتھ اپنے بھائیوں، بچوں، عورتوں کے لئے بھی ضرور ہاتھ اٹھائیے کہ اے رب تو ان کی بخشش فرما۔ ان کی مغفرت فرما اور جو زندہ بچ گئے ہیں ان کو صبر جمیل عطاء فرما۔ اور ہمیں اپنی آزمائش پر پورا اترنے کی توفیق عطاء فرما۔

کیونکہ اس نازک گھڑی میں جہاں پوری قوم رنج و الم میں ڈوبی ہوئی ہے وہاں (چاند) کی چاندنی بھی خاموش ہے شاخیں اور شجر بھی خاموش ہیں، کہساروں کے سبز پوش خاموش ہیں۔ نیلم کا پانی بھی خاموش ہے۔ تاروں کے رواں قافلے دشت دریا خاموش ہیں۔

اللہ ہم سب کو اس آزمائش پر پورا اترنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہماری دعائیں ان کے حق میں قبول فرمائے۔ آمین

بڑوں کا بچپن

جب میں نے پہلا روزہ رکھا

جنرل حمید گل کے بچپن کی یادیں

وجیہہ احمد صدیقی

یہ کوئی نصف صدی سے زیادہ کی بات ہے اور اب کچھ یاد بھی دھندلا سی گئی ہے۔ ہم گاؤں میں رہا کرتے تھے۔ یہ گاؤں چک 38 شمالی صوبیدار والا سرگودھا میں قائم ہے۔ میں قریب ہی ایک گاؤں کے اسکول میں پڑھتا تھا۔ وہاں زراعتی فارم ہے اور وہیں اسکول ہے۔ مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے کہ میں نے 8 یا 9 سال کی عمر میں پہلا روزہ رکھا، یہ پاکستان بننے سے ذرا پہلے کی بات ہے۔ میں گھر میں بہت لاڈلا تھا۔ چار بہنوں کا اکلوتا بھائی۔ لیکن اس وقت دو بڑی بہنیں تھیں اور دو تو اس وقت پیدا ہی نہیں ہوئی تھیں۔ اکلوتا بیٹا ہونے کی وجہ سے بہت لاڈ پیار ہوتا تھا۔ ہم گاؤں میں رہتے تھے۔ گاؤں کا منظر کچھ اس طرح تھا کہ ایک احاطہ تھا جس میں شہتوت کے درخت لگے ہوئے تھے۔ اسے ہی ہمارا ڈرائینگ روم سمجھ لیں اور وہی ہماری بیٹھک تھی۔ ہم گاؤں میں نسبتاً خوشحال تھے میرے والد پڑھے لکھے زمیندار تھے۔ بہنیں بھی اس دور میں تعلیم حاصل کرتی تھیں۔ ہمارا گھرانہ روایتی دینی گھرانہ تھا۔ دینی امور کا ہر لحظہ خیال رکھا جاتا تھا۔

میں ان دنوں اسکول پیدل چل کر جایا کرتا تھا۔ اسکول قریب ہی تھا، شاید نصف میل کا فاصلہ ہوگا تاہم اس زمانے میں بہت دور لگتا تھا، اب ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ساتھ ہی ہے۔ اس کے باوجود گھر میں تانگہ بھی تھا لیکن شاید والد صاحب مجھے کسی فخر کا احساس نہ دلانے کے لئے پیدل ہی اسکول بھیجتے تھے۔

جب مجھے پہلا روزہ رکھوایا گیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میرا بڑا لاڈ ہوا۔ میری بڑی بہن بڑی خوش تھیں۔ گھر کے ملازموں میں بھی بہت جوش تھا۔ خاص طور پر ماسی مہراں، جن کا اصل نام مہر النسا تھا۔ گھر میں کھانا پکانے اور دیگر گھریلو کام کاج کرتی تھیں، ایک آدھ ملازم اور بھی تھا جو باہر کے کام کرتا تھا۔ پہلے روزے کے لئے ذہن کو پہلے سے ہی تیار کر دیا گیا تھا کیونکہ گھر میں دوسرے لوگ تو روزے رکھتے ہی تھے۔ یہ یاد نہیں کہ موسم کون سا تھا، پچاس سال پہلے کی بات ہے تو شاید گرمیوں کا ہی موسم ہوگا۔

عموماً صبح کا ناشتہ گھر میں تیار کردہ مکھن (جو چاٹی سے نکالا جاتا ہے) سے ہوتا تھا۔ سحری بھی اسی کی ہوتی تھی۔ اس مکھن کے ساتھ رات کی بچی ہوئی تندور کی روٹی کھاتے تھے۔ رات کی باسی روٹی مکھن کے ساتھ کھانے کا بہت لطف آتا تھا۔ وہ آج بھی یاد آتی ہے۔ اس کے ساتھ والد صاحب کا حکم تھا کہ بچوں کا دماغ روشن کرنے کے لئے بادام، الائچی کوزے کی مصری اور ربتا شیر کا نسخہ تیار رکھا جائے جو عموماً ایک بوتل میں رکھا ہوتا تھا۔ یہ نسخہ ہم بھائی بہن مکھن کے ساتھ کھایا کرتے تھے۔ دودھ دہی کا استعمال زیادہ ہوتا تھا۔ آج کی طرح پکوڑے اور تیز مصالحوں والی چیزوں کا استعمال نہیں تھا۔ مجھے یاد آتا ہے کہ گھر میں لوگ بہت خوش بھی تھے اور بار بار میری بھوک پیاس کے بارے میں پوچھا بھی جا رہا تھا۔ اس دن یا تو اسکول بند تھا یا پھر مجھے اس دن اسکول بھیجا نہیں گیا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد نہیں کہ کیا وجہ تھی لیکن میں گھر میں ہی تھا۔

دوپہر ہوئی تو معمول کے مطابق پردے کھینچ دیئے گئے۔ چھت کا پنکھا چلایا گیا۔ گھر میں بجلی تو تھی نہیں ہاتھ سے کھینچنے والا پنکھا چلایا جاتا تھا۔ وقت گزرتا جا رہا تھا اور افطار کے لئے اضطراب بڑھتا جا رہا تھا۔ ہمارے یہاں افطاری اس وقت بھی بہت سادہ ہوتی تھی اور آج بھی سادہ ہوتی ہے۔ ہم آج بھی کھجور اور شربت روح افزاء کے ساتھ روزہ کھلوتے ہیں۔ نماز کے فوراً بعد کھانا لگ جاتا ہے۔ یہ ہمارے یہاں رمضان کا معمول ہے۔ اس سے کھانے کا معمول ٹھیک رہتا ہے۔

لیکن جب میں فوج میں تھا تو وہاں کا ماحول تو بالکل مختلف ہے۔ رمضان کے پہلے روزے کا بہت اہتمام، طرح طرح کے پکوان، چاٹ، پھل پکوڑے وغیرہ وغیرہ پھر دس ساڑھے دس بجے کھانا کھانا۔

لیکن گھر میں افطار سادہ اور پھر نماز کے بعد کھانا روایت بن گئی ہے۔ اس وقت آج کی طرح، قسم قسم کے مشروبات تو تھے نہیں۔ عام سے شربت گھر میں ہی بن جایا کرتے تھے۔ روزہ کھولا نماز پڑھی اور کھانا کھایا۔

گھر میں مرغیوں کی موجودگی کے باوجود مرغی کم ہی پکا کرتی تھی۔ جس طریقے سے آج کل مرغی کھائی جاتی ہے ان دنوں کوئی تصور نہیں تھا۔ البتہ بکرے کا گوشت ہمارے یہاں ضرور پکتا تھا۔ میری والدہ ماسی مہراں کی موجودگی کے باوجود خود کھانا پکاتی تھیں۔ ان کے پکائے ہوئے کھانوں کا ذائقہ آج بھی نہیں بھولتا۔ شاید ہر ماں کے ہاتھ میں یہ ذائقہ ہو۔ لیکن مجھے تو ان کے پکائے کھانوں کا ذائقہ آج بھی یاد آتا ہے شاید ہی کوئی ماں کے ہاتھ کا کھانا پسند نہ کرے لیکن میری والدہ حقیقت میں بہت اچھا کھانا پکاتی تھیں۔ مجھے یاد ہے کہ گاؤں میں چولہے کے پاس ہی بیٹھ کر کھانا کھا لیا جاتا تھا۔ البتہ والد صاحب نے ایک اہتمام کر رکھا تھا۔ انہوں نے تخت پوش بنایا تھا۔ یہ تخت ہی تھا لیکن نہ جانے کیوں اسے تخت پوش کہا جاتا تھا۔ تخت پوش پر ہی بیٹھ کر ہم کھانا کھاتے تھے، یہ چولہے کے قریب ہوتا تھا۔ لکڑی کی آگ پر پکا کھانا۔ میری والدہ الٹے توے پر روٹی پکاتی تھیں۔ شوربے والا سالن چلا کرتا تھا۔ روسٹ وغیرہ تو شاید آج کا فیشن ہے۔ کم گوشت اور زیادہ سبزی وغیرہ۔ یہ منظر ذہن میں آتا ہے۔ اس طرح ہم نے پہلا روزہ رکھا۔ پہلی بار تو شاید میں نے ایک دو ہی روزے رکھے ہوں گے اور روزہ عبادت تو ہے ہی پھر یہ عادت بھی بن گئی۔

اس وقت ماحول یہ تھا کہ دین کے ساتھ رغبت بھی تھی، تحریک پاکستان بھی ان دنوں میں ابھر رہی تھی۔ پڑھے لکھے مسلمانوں میں بیداری بھی آچکی تھی، ہمارا گھرانہ بھی مسلم لیگ کا حامی تھا۔ یوں سمجھئے کہ اس وقت کا ایک عام مسلمان گھرانہ دین سے لگاؤ رکھتا تھا اور کفایت شعاری کا عادی تھا۔ اسراف سے گریز کرتا تھا۔ اب یہی دیکھئے کہ میں بہت ہی لاڈلا تھا اکلوتا بیٹا تھا لیکن ایسے اہتمام نہیں کئے جاتے تھے کہ جس سے میری شخصیت میں کوئی غرور وتکبر پیدا ہو۔ لہٰذا میری روزہ کشائی پر کسی کو اس طرح دعوت نہیں دی گئی، تاکہ دوسروں کے اندر احساس محرومی نہ پیدا ہو۔ فوج میں شاندار افطار کے ساتھ یہ بات لازمی روایت بن گئی ہے کہ روزے ضرور رکھے جاتے ہیں اور جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں تراویح کا اہتمام بھی لازمی حصہ بن گیا اور یہی وجہ ہے کہ آج بھی فوج میں رمضان میں میس بند ہو جاتے ہیں۔

مقابلہ شاعری

شمارہ 31 کا موضوع	عید
شمارہ 32 کا موضوع	قرآن

انعام یافتہ

رہ جائے جو محروم لیلۃ القدر کی خیر سے
تو اس سے بڑی بدبختی کوئی ہو نہیں سکتی

سعدیہ مغل ۔۔۔۔ بادامی باغ، لاہور

ہوگی جدا شان نزول قرآن سے اس رات کی
کر کیا جس نے قیام لیلۃ القدر میں
دی بشارت اس کو مغفرت کل گناہوں کی
بشرطیکہ بیدار ہو ایمان احتساب کے ساتھ

امت قائم ۔۔۔۔ بادامی باغ، لاہور

سورۃ قدر کا منظوم ترجمہ

نام سے اللہ کے کرتی ہوں آغاز بیان
جو بڑا ہی رحم والا ہے نہایت مہربان
ہے شب قدر، اس کو ہم نے یقیناً نازل کیا
تم نے کیا سمجھا ہے کیا ہے شب قدر (وہ)
ہے شب قدر ایک ہزار (افضل) مہینوں سے بھلی
جبرئیل اس رات اترتے ہیں فرشتے اور بھی
اپنے رب کے حکم سے ہر کام (اور) ہر بات (میں)
صبح ہونے تک سلام (وامن) ہے اس رات میں

سمعیہ امت سعید احمد شہید ۔۔۔۔ لدھیوالہ چیمہ

مبارک رات لے کر آئی "لیلۃ القدر" پیغام عبادت آئی
عبادت کے لئے جو سب سے بہتر ہے وہ رات آئی
اٹھو آئی شب بیدار لیلۃ القدر مشغول عبادت ہو
بخشوالیں اپنے گناہ یہی پیغام لیلۃ القدر لے کر آئی

آمنہ اصغر ۔۔۔۔ پھول نگر

ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر تھی اک شب اس قدر
لیلۃ القدر کے نام سے ہے قرآن میں اس کا ذکر

ابو عبیدہ محمد جہانگیر ۔۔۔۔ پنڈ شہیداں، گوندلانوالہ

مقابلے میں شریک دیگر ننھے مجاہد

نادیہ نذیر بہاول پور۔ ننھی سارہ حامد۔ رانا اسماعیل، عثمان غفار، محمد سرور، پھول نگر۔ امت آفتاب خان، کبیر، ساہیوال۔ حامد رشید، سنت نگر لاہور۔ آمنہ ایوب، مدینہ منورہ سعودی عرب۔

کوشش جاری رکھیں

امت اکمل مغل موڑ کھنڈا۔ عالیہ اشفاق ملتان۔ خدیجہ آصف رکن پور۔ مدیحہ خالد شکر گڑھ عبدالرحمن۔ بنت نذیر احمد جہانیاں۔ امۃ القیوم سرگودھا۔ امت اکمل اینڈ وقار طیب موڑ کھنڈا۔ محمد نعمان رفیق جھنگ۔ زارا، اقراء، فاطمہ، رابعہ، فرحت قصور۔ سدرہ عبدالواحد سرگودھا۔ حافظ سیف اللہ، عبدالحسیب محمدی، تیمور علی چونیاں۔ شیمہ کنول منڈی بہاؤ الدین۔ حافظ حبیب الرحمن یزدانی پنڈی بھٹیاں۔ نرگس بازمحمد اور لیس قصور۔ فیصل خالد شکر گڑھ۔ حفیظہ عادل، ام عائشہ باٹھ۔ ساجدہ تسنیم تلہ گنگ۔ نرگس بانو، حافظ قرۃ العین سانگلہ ہل۔ حافظ رقیہ مشال، خانیوال۔ امت محمد محسن سلیم 65 گ ب۔ حافظ راشد محمود چشتیاں۔ حافظ رانا محمد بلال گوندلانوالہ۔ حفصہ سعدیہ پشاور۔ ایمن عروج ملتان۔ عائشہ صدیقہ، صلاح نذیر، صبغت اللہ کیلیانوالہ۔ فرح دیبا، عبدالمنصور جہانیاں۔ ابراہیم احمد چٹھہ، اسماء احمد چٹھہ، ظفر احمد معاویہ اللہ یار خان، عذرا بلوچ بہاولنگر۔ شعیب۔ اظہر کالونی قصور۔ عبداللہ، عمر، محمد کوئٹہ۔ مریم جبیں، نصرت جبیں سکھر۔ حافظ عادل مسعود (آپ کی ارسال کردہ تحریر "ننھے مجاہد" میں شائع ہو چکی ہے) طاہرہ جبیں، مہوش عندلیب سکھر۔ زاہدہ بنت خدیجہ الکبریٰ، کاشف زبیر نورت عباس۔ محمد نعمان امین جھنگ۔ محمد عمران فاروق فروکہ۔ اسماء نساء، چکوال۔ ریاض احمد فاروقی سمندری۔ ابوبکر دوست پور قصور۔ امت عثمان اشرف شام کوٹ۔ ثوبیہ انا جوہر آباد۔ محمد اشفاق علوی بورے والا۔ امت مزمل ٹوبہ۔ سائرہ خورشید۔ بادیہ ہانی چونیاں۔ شہینہ کلثوم لیہ۔ حافظ محمد شریف رحیم یار خان۔ حبیب الرحمن عارف قصور۔ بنت مولوی محمد صدیق راجووال۔ محمد عمران بن محمد سلطان چھانگا مانگا قصور۔ ناصر جاوید بوریوالہ۔ صائمہ عبدالستار، عائشہ شفیق، عثمان طاہر فیصل آباد۔ مریم خنساء رحیم یار خان۔ امت عمر لاہور۔ مریم صالحہ و فاطمہ کراچی۔ امجد علی بہاولپور۔ امت سمیع اللہ شاکر۔ محمد عمیر بن قاری زاہد سلیم۔ عمارہ اسلام و محمد یحییٰ خلیق موڑ کھنڈا۔ ابو مسلم قصوری۔ شفیق الرحمن ضیاء جوہر آباد۔ امت ڈاکٹر عامر ملتان۔ شہزادہ اشرف اوکاڑہ۔ مقسوم عبدالرحمن ہاشمی دیپالپور۔ محمد ارسلان و عبدالباسط اشتیاق گوجرانوالہ۔ سدرہ بنت عمران کراچی۔ سعدیہ عندلیب لیہ۔

چاند دیکھنے کی دعا

"اللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ"

خنساء یونس ۔۔۔۔ بوریوالہ ضلع وہاڑی

اعتذار

گذشتہ شمارہ میں ننھے مجاہد کے مضمون "مدح صحابہ کا پیامبر" میں کمپوزنگ کی غلطی کی بنا پر تاریخ پیدائش کیم جنوری 1945ء کی بجائے 1995ء شائع ہوگئی۔ ہم قارئین اور مولانا غضنفر صاحب حفظہ اللہ سے معذرت خواہ ہیں قارئین تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

کیا آپ ترانے پڑھنے کا شوق رکھتے ہیں؟

جماعۃ الدعوۃ کے اشاعتی ادارہ "دارالاندلس" کو ترانوں کی کیسٹیں تیار کرنے کے لئے اچھے خوش الحان افراد کی تلاش ہے جو ترانے پڑھنے کا شوق رکھتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اچھی آواز سے نوازا ہے اور آپ ترانے پڑھنے کا شوق رکھتے ہیں تو رابطہ کیجئے۔

رابطہ اور خط و کتابت "دارالاندلس" مرکز القادسیہ 4۔ لیک روڈ چوبرجی 03009653872,042-720549

سلسلہ نمبر 5 کے سوالات

1۔ قرآن پاک میں حروف مقطعات کی تعداد کتنی ہے؟
2۔ نبی اکرم ﷺ کا نام قرآن میں کتنی دفعہ آیا؟
3۔ سب سے زیادہ احادیث کس ام المومنین سے مروی ہیں؟
4۔ سیدنا عمر فاروق پر کس نے قاتلانہ حملہ کیا تھا؟
5۔ رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ کی امامت کس نے کروائی؟
6۔ اقبال نے اپنے کس شعر میں گندے انڈوں کی ترکیب استعمال کی، شعر لکھیں؟
7۔ روزے کس سن ہجری میں فرض ہوئے؟
8۔ اس واحد اسلامی ملک کا نام بتائیں جو فقط نظریے کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا؟
9۔ رقبے کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک کون سا ہے؟
10۔ پاکستانی فوج کا ماٹو کیا ہے؟

جوابات بھیجنے کی آخری تاریخ 25 اکتوبر ہے

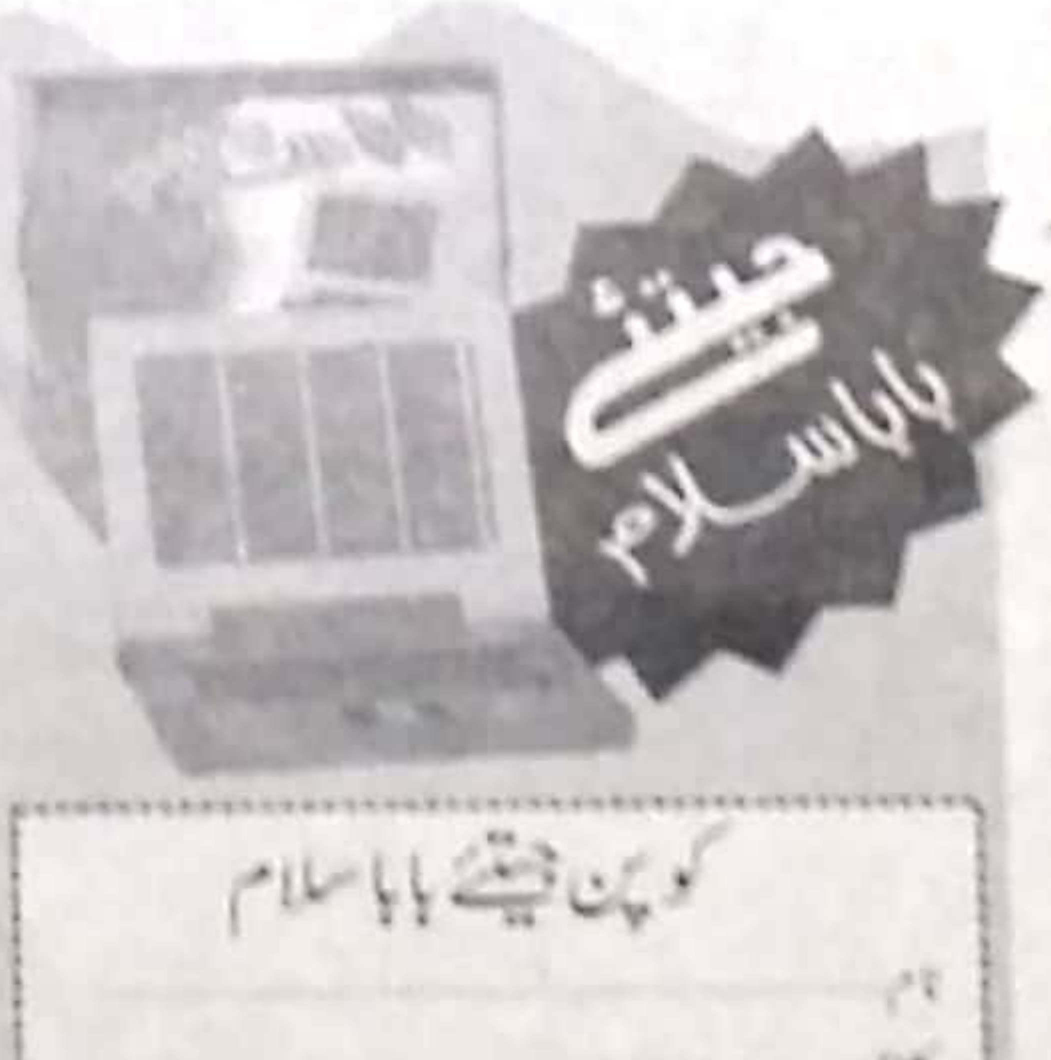

کوپن جیتئے بابا اسلام

نام ______
کلاس ______
سکول ______
ایڈریس ______

جوابات کے ساتھ کوپن کو اس پتہ پر ارسال کریں

ننھے مجاہد، القادسیہ روزہ غزوہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور

تعاون

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

دارالسلام مرکزی شوروم 36 لوئر مال ... فون 7240024-7232400

ننھے بچوں کا ننھا روزہ

زبیر اور صدیق دو ننھے منے بچے تھے۔ دونوں بھائی تھے اور آپس میں بہت محبت کرتے تھے۔ صبح کی نماز مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ پڑھتے تھے۔ نماز فجر کے بعد وہ قاری صاحب سے مسجد میں ہی قرآن پڑھتے تھے۔ پھر گھر آ کر ناشتہ کرتے اور سکول چلے جاتے۔ آج رمضان المبارک کا چاند نظر آ گیا تھا۔ سب گھر والے ماہ رمضان کی آمد پر بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ سب لوگ جلد از جلد تیار ہو کر نماز تراویح ادا کرنے کے لئے مسجد میں چلے گئے۔

صبح سحری کے وقت جب سب لوگ سحری کھا رہے تھے۔ یہ دونوں بھائی اٹھ بیٹھے۔ زبیر نے کہا: امی جان! میں نے روزہ رکھنا ہے، مجھے آپ نے کیوں نہیں جگایا؟ پھر صدیق نے کہا: میں نے بھی روزہ رکھنا ہے۔ گھر کے سب بڑے سمجھانے لگے کہ پیارے بچو! تم ابھی بہت چھوٹے ہو، تم پر روزہ رکھنا فرض اور ضروری نہیں ہے بلکہ تمہیں معاف ہے۔ اس طرح تو تم

ابو شرحبیل

کمزور ہو جاؤ گے، بیمار ہو جاؤ گے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ دونوں نہ مان رہے تھے بلکہ اپنی ضد پر قائم تھے اور کہہ رہے تھے کہ جب سب روزہ رکھ کر ثواب کما رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کو راضی کر رہے ہیں تو پھر ہم کیوں محروم رہ جائیں۔ گھر والوں نے ایک بار پھر سمجھانے کی بہت کوشش کی کہ تم میں ابھی اتنی طاقت نہیں کہ سارا دن روزہ نبھا سکو...... گھر والوں کی باتیں سن سن کر وہ کچھ سمجھنے کی بجائے رونے لگے۔ گھر والے ان کو چپ کروا رہے تھے لیکن وہ چپ ہی نہ ہو رہے تھے۔ وہ مسلسل اپنے مطالبے پر ڈٹے ہوئے تھے۔ ان کی والدہ سے ان کا رونا دیکھا نہ گیا۔ وہ ان کو چپ کروانے لگی مگر وہ کامیاب نہ ہو گی۔ آخر وہ پیار بھرے لہجے میں مسکراتے ہوئے بلند آواز سے کہنے لگی: میں دیکھتی ہوں ناں کہ کون ہے میرے بچوں کو روزہ رکھنے سے منع کرنے والا۔ میں ضرور رکھواؤں گی، اپنے بچوں کو روزہ۔ یہ

بات سن کر دونوں کے رونے کی آواز کچھ دھیمی ہوئی۔ یہ دیکھ کر امی جان نے دو پلیٹوں میں دہی اور مرغی کا سالن ڈالا اور ساتھ ہی ایک ایک گرم گرم پراٹھا رکھ کر ان کے سامنے بیٹھ گئیں اور چھوٹے چھوٹے لقمے بنا کر ان کے منہ میں ڈالنے لگی۔ اب ان کے رونے کی آواز ختم ہو چکی تھی۔ وہ اپنی امی جان کے ہاتھوں مزے سے پیار بھرے انداز میں سحری کھا رہے تھے۔ اب وہ نہیں نہیں کہہ رہے تھے لیکن ان کی ماں پھر بھی ان کو دودھ پلا رہی تھی۔ اسی دوران مسجد کے میناروں سے اذان کی آواز بلند ہوئی تو دونوں مسکراتے اور ہنستے ہوئے کہنے لگے: ہاں، تو امی جان! اب تو رکنا پڑے گا آپ کو۔ اور واقعی ان کی والدہ ان کو کھلانے پلانے سے رک گئیں۔ اس لئے کہ اذان کے ساتھ ہی سحری کھانے کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ اب کچھ کھانا پینا ممنوع اور گناہ تھا۔

دونوں ننھے منے بچے خوشی خوشی فخر سے ٹہلتے ہوئے سکول گئے کہ انہوں نے بھی روزہ رکھا ہے۔ سکول میں جب دوسرے طالب علموں کو علم ہوا کہ انہوں نے روزہ رکھا ہے تو وہ بہت حیران ہوئے، ٹیچروں نے منع کیا کہ تم ابھی بہت چھوٹے ہو، ایسا نہ کرو۔ انہوں نے جواب دیا: ہم نے ثواب لینا ہے اور اللہ سے جنت لینی ہے، اسی لئے ہم نے روزہ رکھا ہے۔ جب اللہ ہمارے روزے سے خوش ہو جائے گا تو ہمیں وہ انعام میں دے گا جو، ہم اس سے نہ مانگ سکیں گے، ان شاء اللہ۔

روزہ رکھنے کی خوشی میں ان کو وقت گزرنے کا پتہ بھی نہ چلا اور چھٹی کا ٹائم ہو گیا۔ چھٹی کے بعد جب گھر واپس آئے تو ان کو بہت زیادہ پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ ان کو سکول سے گھر آتے وقت اپنی چال میں بھی لڑکھڑاہٹ محسوس ہو رہی تھی۔ دونوں ننھے منے بچے ہانپتے کانپتے پسینے میں شرابور حالت میں گھر پہنچتے ہی بیڈ پر گر گئے اور کمزور سی آواز میں امی امی پکارنے لگے۔ ان کی امی بھاگتی ہوئی آئی اور دونوں کو سینے سے لگا کر کہنے لگی: کیا ہوا میرے بچوں کو؟ اتنے مرجھائے ہوئے کیوں ہو؟ دونوں بار بار ہونٹوں پر زبان پھیر رہے تھے۔ کچھ حواس بحال ہونے پر کہنے لگے: امی جان! پیاس...... پیاس لگی ہے۔ ماں بھاگتی ہوئی گئی اور فریج سے ٹھنڈا پانی دو گلاسوں میں بھر کر لے آئی۔ دونوں نے تیزی سے ٹھنڈے پانی کے گلاس پکڑے اور اپنے منہ سے لگا لیے، ٹھنڈا پانی جونہی خشک اور سوکھے ہونٹوں سے لگا۔ گرمی سے اکڑی زبان سے لگا...... تو وہ دونوں سوچ میں پڑ گئے۔ پھر ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا اور پھر آہستہ سے پانی کا گلاس ہونٹوں سے ہٹا کر ایک طرف رکھ دیا۔ دونوں نے نظریں اٹھا کر ماں کو دیکھا اور پھر کہنے لگے: امی جان! ...... یاد آیا، ...... ہمارا تو روزہ ہے...... ہم پانی...... کیسے...... پی سکتے ہیں۔ امی جان تڑپ کر بولیں: میرے لعلو، میرے جگر کے ٹکڑو! تم پر روزہ فرض نہیں، تم ابھی بہت چھوٹے ہو لہٰذا پانی پی لو...... دونوں نے صاف انکار کر دیا اور آنکھیں بند کر کے، نڈھال و نیم بے

پیارے بچو! کیا آپ بھ

یاد رکھیے!

- اگر آپ بالغ نہیں ہیں تو آپ پر روزہ رکھنا فرض نہیں ہے۔ لیکن
کے لئے روزہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر جگہ کامیابی دے گا۔
- جو بچہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے روزہ رکھے گا اللہ قیا
دروازہ صرف روزہ داروں کے لئے خاص طور پر بنایا گیا ہو گا۔
- روزہ رکھ کر اکثر قرآن مجید کی تلاوت کریں۔ قیا ت
کرے گا کہ اے اللہ! اس کو آگ میں نہ پھینک۔
- ہر لمحہ اللہ کا ذکر کریں۔ جو بچہ اللہ سے پیار کرتے
ثواب دے سکتا ہے۔ اور اس ایک دفعہ سبحان اللہ
آپ نے کبھی حساب کیا ہے کہ آپ یوں روزانہ
جنت میں لہلہاتے ملیں گے اور آپ ان کے حسی
- جب آپ روزہ رکھیں گے اور اس میں آ
کے والدین کو بھی دے گا۔
- جو بچے روزے نہیں رکھ سکتے وہ ر
پینے کی ضرورت پیش آ جائے تو دوس
- روزہ کے دوران والدین
لڑائی کریں، یوں اللہ ت
- جو بچہ روز

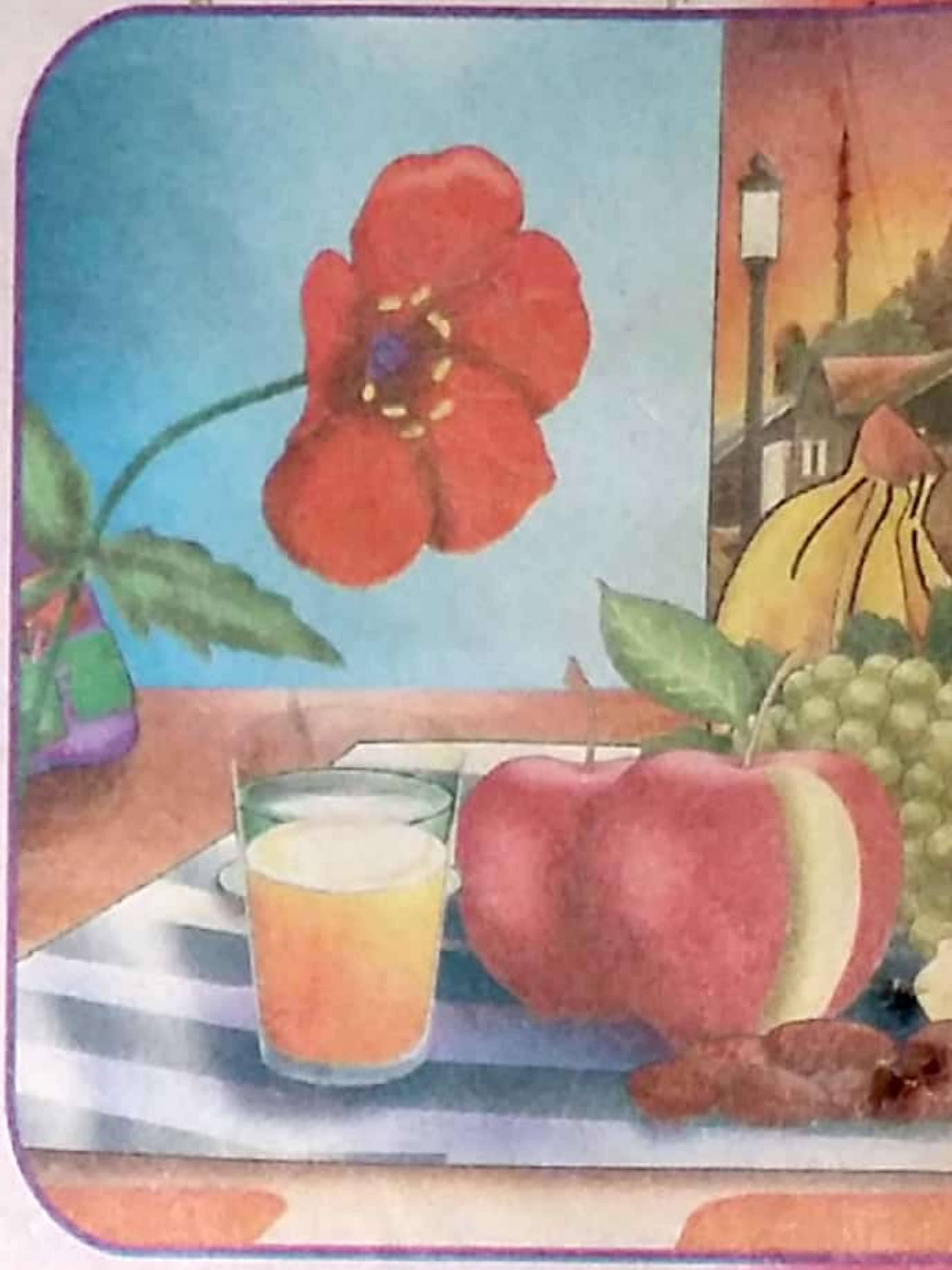

...ں روزے رکھتے ہیں؟

...روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں تو عادت ڈالنے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے

...کے دن اس کو ایک خاص دروازے سے خوبصورت جنت میں داخل کرے گا یہ
...دروازے کا نام ''باباالریان'' ہے
...دن جب کوئی بھی کسی کے کام نہ آئے گا، یہ قرآن اللہ کے پاس آپ کی سفارش

...ئے ایک دفعہ سبحان اللہ کہے گا اللہ تعالیٰ اس کو دس سے سات سو دفعہ سبحان اللہ کہنے کا
...لے کے نام کا ایک خوبصورت درخت جنت میں لگا دے گا۔
...میں کتنے جنتی درخت اپنے نام الاٹ کرواتے ہیں؟...... جو مرنے کے بعد آپ کو آپ کی
...بصورت نظاروں میں سیر کریں گے۔
...کے والدین آپ کی مدد کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے روزے کا ثواب آپ کو بھی دے گا اور آپ

...کا احترام کریں، سرعام بازاروں، گلیوں اور چوکوں میں کھڑے ہو کر نہ کھائیں پئیں بلکہ اگر کھانے
...لوں سے چھپ کر کھائیں۔
...تا تذہ سے دوسروں کی بے جا شکایتیں نہ لگائیں، کسی کی چغلی نہ کھائیں اور نہ کسی کو گالی دیں، نہ کسی سے
...پ سے ناراض ہو جائے گا اور آپ کا روزہ خراب ہو جائے گا۔
...ہے اللہ تعالیٰ اس کو بیماریوں سے نجات دے کر صحت مند و تندرست کر دیتا ہے۔
...کھ کر ٹی وی، وی سی آر اور فلم و ڈرامہ ہرگز نہ دیکھیں اور نہ ڈائجسٹ و ناول اور فرضی و بناوٹی قصے کہانیاں پڑھیں۔
...روزہ رکھ کر والدین کو تنگ نہ کریں، نہ بے جا کسی مطالبہ پر ضد کر کے والدین کو پریشان کریں، بلکہ اپنے امی اور ابو جان
...سے کہیں کہ وہ افطاری کے وقت آپ کے لئے دعا کریں کہ اللہ آپ کو دنیا اور آخرت میں کامیابیاں نصیب کرے، صحت دے،
عقیدہ توحید پر مرتے دم تک کاربند رکھے۔ یہی دعا آپ اپنے والدین اور بھائیوں کے لئے ہاتھ اٹھا کر کریں۔

ہوشی کے عالم میں بیڈ پر لیٹ گئے۔ اب ماں کی جان پر بنی ہوئی تھی کہ وہ کیا کرے۔ ان کو کچھ ہو ہی نہ جائے۔ کہیں ان کی جان ہی نہ نکل جائے...... وہ کمرے میں بے قراری کے عالم میں کبھی ادھر پھر رہی تھی تو کبھی ادھر...... وہ مسلسل سوچ رہی تھی کہ اسے کیا کرنا چاہیے؟......!! اچانک اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی، وہ کچھ سوچ کر نہایت پیارے کہنے لگی: میرے پیارے پیارے اور ننھے منے بچو! ایک بات میرے ذہن میں تھی وہ میں آپ کو بتانا بھول ہی گئی، اب مجھے یاد آئی ہے لیکن اس سے پہلے میرے ایک سوال کا جواب دو۔ کیا ایک روزے کا ثواب زیادہ ہوتا ہے یا دو روزوں کا؟؟...... اور کیا اللہ تعالیٰ تھوڑے روزے رکھنے والوں سے زیادہ محبت کرتا ہے یا زیادہ روزے رکھنے والوں سے؟ دونوں نے کہا: امی جان! یقیناً ایک کی بجائے دو روزوں کا ثواب زیادہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ زیادہ روزے رکھنے والوں سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ یہ سن کر امی جان بولیں: تو سنو میرے روزہ دار نیک بیٹو! تم چھوٹے چھوٹے اور ننھے منے بچے ہو، تمہارا روزہ بھی ننھا سا ہوگا، بڑا روزہ جو شام کو کھولا جاتا ہے، وہ بڑوں کا ہوتا ہے یعنی ننھوں کا ننھا اور بڑوں کا بڑا روزہ۔ زبیر اور صدیق حیرانی کے عالم میں بولے: امی جان ہم کچھ سمجھے نہیں، آسان طریقے سے بتائیں......! تو امی جان کہنے لگیں: میرے ننھے شہزادو! دیکھو تم بڑے نہیں ہو اس لئے تمہیں بڑوں کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ تم ننھے ہو تو تمہیں ننھا روزہ ہی رکھنا چاہیے۔ اس میں تمہارا فائدہ یعنی ثواب بھی زیادہ ہوگا۔ ''وہ کیسے امی جان؟''...... دونوں یک زبان ہو کر بولے۔ وہ ایسے کہ تم صبح اپنے ابو جان اور بڑی بہنوں کے ساتھ سحری کھا لیا کرو اور سکول سے گھر پہنچ کر اپنا روزہ افطار کر لیا کرو اس کے بعد دوسرا روزہ رکھ لیا کرو اور شام افطاری تک بالکل کچھ بھی نہ کھاؤ پیو۔ پھر سب کے ساتھ مل کر اپنا دوسرا روزہ کو افطار کر لیا کرو۔ تمہیں اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ لوگوں کا تو شام تک ایک روزہ ہوگا جبکہ تمہارے دو روزے ہو جائیں گے۔ اب جبکہ تم پہلے ہی بتا چکے ہو کہ دو روزوں کا ثواب زیادہ ہوگا۔ تو تمہارے ایک دن میں دو روزے ہو جائیں گے جبکہ دوسرے لوگوں کا ایک روزہ ہوگا۔ ہے نہ مزے کی بات!! تو پھر بتاؤ کہ ثواب کس کو زیادہ ملے گا؟؟...... دونوں معصوم ننھے بچے کہنے لگے: امی جان! اگر ایک دن میں ہمارے دو روزے ہو جائیں گے جبکہ لوگوں کا ایک ہی رہے گا تو پھر یقیناً ہمیں زیادہ ثواب ملے گا۔ یہ باتیں سننے کے بعد ماں نے آگے بڑھ کر اپنے دونوں بچوں کے رخساروں پر بوسہ دیا اور کہا: بیٹا! میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ میرے دونوں بیٹے لوگوں سے زیادہ روزے رکھیں، زیادہ ثواب کمائیں، اس طرح دنیا میں بھی شہزادے بن جائیں اور آخرت میں بھی جنتی شہزادے بن کر جنت میں داخل ہوں۔

یہ سن کر دونوں پیارے پیارے ننھے ننھے شہزادے اٹھے اور اپنا ننھا منا روزہ افطار کر لیا اور پھر روزہ کی نیت کر کے تلاوت قرآن پاک میں مصروف ہو گئے۔ شام کے وقت دونوں چھوٹے چھوٹے...... ننھے ننھے قدم...... اٹھاتے ہوئے...... آہستہ آہستہ...... فخریہ انداز میں چلتے ہوئے آئے...... اور سب گھر والوں کے ساتھ مل کر...... افطاری کی۔ وہ اپنی توتلی اور معصوم زبان میں سب کو سنا رہے تھے کہ تمہارا تو صرف ایک روزہ ہوا جبکہ ہم نے آج دو روزے رکھے ہیں۔ اور پھر وہ یونہی ہر سال رمضان المبارک میں کرتے۔ حتیٰ کہ وہ بڑے ہو گئے اور بڑوں کا بڑا (پورے دن کا) روزہ رکھنے لگے۔

پیارے بچو!...... وہ بچے اب بڑے ہو چکے ہیں اور انہوں نے کبھی بھی روزہ نہیں چھوڑا۔ ان کی عادت بن چکی ہے۔ اس دفعہ بھی وہ روزے رکھ رہے ہیں لیکن...... اب سحری اور افطاری کے وقت ان کے ابو جان ان کے پاس نہیں ہوتے۔ اس لئے کہ وہ اب اللہ تعالیٰ کے پاس جنتوں میں جا چکے ہیں۔ ضرور اللہ تعالیٰ ان کے والد کو ان کے باقاعدہ روزے رکھنے کا ثواب جنتوں میں پہنچاتا ہوگا اور وہ خوش ہوتے ہوں گے کہ ان کے بچے آج بھی اسی طرح روزے رکھ کر اللہ تعالیٰ کو راضی کر رہے ہیں جس طرح بچپن میں کرتے تھے۔ (یعنی یہ ان کے لئے صدقہ جاریہ بن چکے ہیں)

اے غافل مسلمان

اے غافل مسلمان! تو اب تک سو رہا ہے
فلسطین لہو لہو ہے بغداد رو رہا ہے
کشمیر کے دامن میں ہے اب وحشتوں کا سایہ
افغان کا سپاہی ہستی کو کھو رہا ہے
لرزتا ہوا بدن ہے بے گور و کفن ہے
عزت ہوئی ہے رسوا عظمت ڈبو رہا ہے
سوکھے ہوئے ہیں لب اور ویران زندگی ہے
کیا آنکھوں کو مل مل کے وہ اشکوں سے دھو رہا ہے
یتیم و بے سہارا چہروں پہ موت رقصاں
آہ! گلاب کے سینے میں ببول بو رہا ہے
معصوم حسرتوں نے دہرا دیا بدن کو!
قبل ازیں وہ بچہ بوڑھا ہو رہا ہے
یوم حساب آخر ہوگا کبھی تو برپا
وہی ہاتھ بنے گا منصف جسے نیزہ چبھو رہا ہے

سدرہ بحر عمران...... اسٹیل ٹاؤن کراچی

رمضان المبارک کے غزوات

"غزوات غزوہ کی جمع ہے اور سریات سریہ کی۔ اہل سیرت کے نزدیک غزوہ اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں نبی ﷺ نے بذات خود شرکت کی ہو اور سریہ جو لشکر آپ نے تیار کر کے بھیجا ہو اور لیکن شریک نہ ہوئے ہوں"

محمد الیاس حامد

سریہ سیف البحر:

یہ سریہ رمضان المبارک اھ کو ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے تیس صحابہ کا دستہ تیار کر کے سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو اس سریہ کا امیر بنایا۔ جن کا مشن شام سے آنے والے قریشی (مکی) قافلے کا پتہ لگانا تھا۔ اس قافلے میں تین سو آدمی تھے جن میں ابوجہل بھی شامل تھا۔ مسلمان عیص نامی جگہ پر پہنچے تو قافلے سے ٹاکرا ہو گیا۔ دونوں فریق جنگ کے لئے صف آراء ہو گئے۔ لیکن قبیلہ جہینہ کے سردار مجدی بن عمرو کی کوشش سے جنگ نہ ہوئی۔ سیدنا حمزہ کا جھنڈا یہ پہلا جھنڈا تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے باندھا تھا اس کا رنگ سفید تھا جسے سیدنا ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے اٹھا رکھا تھا۔

غزوہ بدر (اسلام اور کفر کا پہلا فیصلہ کن معرکہ)

یہ غزوہ ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ کو ہوا۔

غزوہ بدر کا واقعہ پہلے سے طے شدہ اور سوچی سمجھی حکمت عملی نہیں تھی بلکہ یہ حادثاتی طور پر رونما ہوا۔ ہوا یوں کہ مشرکین مکہ کا ایک قافلہ سامان تجارت لے کر ملک شام سے واپس آرہا تھا جس کی کمان ابوسفیان کر رہا تھا۔ نبی ﷺ نے طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو اس قافلے کا پتہ لگانے کے لئے روانہ کیا اور اس غزوے میں شریک نہ ہونے والوں سے کوئی باز پرس نہ کی گئی۔

ابوسفیان بہت چالاک آدمی تھا اس نے سراغ لگا لیا کہ مسلمان ہم پر حملہ آور ہونے والے ہیں چنانچہ اس نے نہایت چالاکی سے اپنا راستہ تبدیل کر لیا اور صحیح سلامت مکہ پہنچ گیا۔ ایک لشکر مسلمانوں سے باقاعدہ جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ جو یہ عزم لے کر روانہ ہوا کہ آج اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے۔ لیکن اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اللہ مسلمانوں کو سرخرو کر کے کفار کے دلوں پر ان کی دھاک بٹھانا چاہتا تھا اور جنگ کے نتائج کے بعد ایسا ہی ہوا۔ معرکے کا آغاز ہوا۔ قریش کے تین بہترین شہسوار نکلے جو سب ایک ہی خاندان کے تھے۔ عتبہ، شیبہ اور ولید مسلمانوں کی طرف سے عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ، حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ مقابلے کے لئے میدان میں آئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ اپنے شکار سے جلدی فارغ ہو گئے لیکن سیدنا عبیدہ رضی اللہ عنہ کا اپنے مدمقابل سے مقابلہ ہوا اور آپ کو زخم بھی آئے۔ اتنے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ کا کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد عام جنگ شروع ہو چکی تھی۔ دونوں فریق ایک دوسرے پر تابڑ توڑ حملے کر رہے تھے۔ مسلمان تعداد اور ہتھیار میں بہت کم تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے گڑگڑا کے اللہ کے حضور دعا کی کہ مسلمانوں کو فتح و نصرت سے نواز۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! اگر یہ چھوٹی سی جماعت ختم ہو گئی تو تیرا نام لینے والا اس دنیا میں کوئی باقی نہیں رہے گا۔ اے اللہ! اپنا وعدہ وفا کر دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیرے عہد اور تیرے وعدے کا سوال کرتا ہوں۔

اللہ نے اپنے بندوں کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتوں کو اتارا۔ ایمان اور کفر کے درمیان گھمسان کا رن پڑا اور آخر کار اللہ نے ایمان کو کفر پر غالب کر دیا۔ مکی لشکر کو شکست فاش ہوئی۔ مشرکین کی فوج کا کمانڈر ابوجہل دو ننھے مجاہدوں کے ہاتھوں مارا گیا اللہ نے اس کا غرور خاک میں ملا دیا۔ اس غزوہ میں 313 صحابہ نے شرکت کی۔ چودہ مسلمان شہید ہوئے جبکہ مشرکین کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا اور ان کے ستر آدمی مارے گئے جو عموماً قائد، سردار اور بڑے بڑے چوہدری قسم کے لوگ تھے۔

اس جنگ میں اہل ایمان کے تابناک واقعات بھی رونما ہوئے۔ ایسے ایسے لمحات گزرے کہ جن کو دیکھ کر ایمان میں پختگی اور اصول میں مضبوطی حاصل ہوتی ہے۔ باپ بیٹے سے اور بھائی بھائی سے صف آراء تھا۔ اصولوں کے اختلاف پر تلواریں ٹکرائیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کیا۔ جنگ کے خاتمے کے بعد سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اپنے بھائی ابوعزیز کے پاس سے گزرے۔ ابوعزیز نے مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑی تھی۔ اس وقت ایک انصاری اس کے ہاتھ باندھ رہے تھے۔ سیدنا مصعب نے انصاری سے کہا اس کے ہاتھ مضبوطی سے باندھنا اس کی ماں بڑی مال دار ہے وہ تمہیں اچھا فدیہ دے گی۔

اس غزوے کے اختتام پر اسلام اور مسلمانوں کا رعب اور دبدبہ کفار اور مشرکین کے دلوں میں بیٹھ چکا تھا۔ اسلام ایک طاقت بن کر ابھرا تھا۔ اس دن کو جس دن غزوہ بدر رونما ہوا "یوم الفرقان" بھی کہا جاتا ہے یعنی حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والا دن۔

سریہ وادی القریٰ:

یہ سریہ رمضان المبارک ۶ھ کو ہوا۔ یہ سریہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ بنوفزارہ کی ایک شاخ نے دھوکے سے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا تھا لہٰذا آپ نے ابوبکر صدیق کو روانہ کیا۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سریہ میں وہ بھی شریک تھے۔ جب ہم صبح کی نماز پڑھ چکے تھے تو آپ کے حکم سے ہم لوگوں نے چھاپا مارا اور چشمے پر دھاوا بول دیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو قتل کیا۔ ام قرفہ ایک شیطان صفت عورت تھی جو نبی ﷺ کے قتل کی تدبیریں کیا کرتی تھی۔ اس مقصد کے لئے اس نے اپنے خاندان کے تیس شہسوار بھی تیار کیے تھے لہٰذا اسے ٹھیک بدلہ مل گیا۔ سب شہسوار مارے گئے۔

سریہ میفعہ:

یہ سریہ رمضان المبارک ۷ھ کو ہوا۔ یہ سریہ سیدنا غالب بن عبداللہ لیثی کی قیادت میں بنوعوال اور بنوعبد بن ثعلبہ کی تادیب کے لئے روانہ کیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قبیلہ جہینہ کی شاخ حرقات کو سبق سکھانے کے لئے روانہ کیا گیا۔ مسلمانوں کی تعداد ایک سو تیس تھی انہوں نے دشمن پر اجتماعی حملہ کیا اور جس نے بھی سر اٹھایا اسے قتل کر دیا پھر چوپائے اور بکریاں مال غنیمت کے طور پر لے آئے۔ اسی سریہ میں سیدنا اسامہ بن زید نے نہیک بن مرداس کو لا الہ الا اللہ کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کر دیا تھا اس پر نبی ﷺ نے غصے سے فرمایا تھا تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ معلوم کر لیا کہ وہ سچا تھا یا جھوٹا۔

غزوہ فتح مکہ:

یہ غزوہ فتح مکہ رمضان ۸ھ کو ہوا۔ اس غزوے کی وجہ قریش کی وہ عہد شکنی تھی جو عہد اور پیمان انہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر کیا تھا۔ صلح حدیبیہ کی ایک مشق کے مطابق جو قبیلہ جس فریق کے ساتھ شامل ہو گیا اس فریق کا حصہ سمجھا جائے گا لہٰذا ایسا کوئی قبیلہ کسی حملے یا زیادتی کا شکار ہو گا تو یہ خود اس فریق پر حملہ اور زیادتی تصور کی جائے گی۔ اس دفعہ کی رو سے قبیلہ بنو خزاعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل ہو گیا اور بنوبکر قبیلہ مکہ کے مشرکین سے مل گیا اس طرح دونوں قبیلے ایک دوسرے سے بے خطر ہو گئے لیکن چونکہ دونوں قبیلوں میں دور جاہلیت سے عداوت اور دشمنی چلی آرہی تھی ایک رات نوفل بن معاویہ نے بنوبکر کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر بنوخزاعہ پر رات کی تاریکی میں حملہ کرایا اور ان کے متعدد افراد مارے گئے۔ قریش نے اس میں بنوبکر کی مدد کی

اور اس لڑائی میں براہ راست شریک ہو گئے ادھر نبی ﷺ کو علم ہوا تو آپ نے لشکر ترتیب دیا۔ ادھر قریش کو اس بات کا احساس تھا کہ ہم نے عہد شکنی کی ہے لہٰذا انہوں ابوسفیان کو مسلمانوں کے پاس عہد کی تجدید کے لئے بھیجا لیکن وہ ناکام و نامراد واپس لوٹا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ارادہ جنگ کو بالکل خفیہ رکھا۔ کفار کو اس وقت علم ہوا جب دس ہزار کا لشکر جرار ان کے سروں پر پہنچ گیا۔ معمولی جھڑپیں ہوئیں جس میں کفار کے اوباش کام آئے۔ مسلمان فاتحانہ انداز میں بیت اللہ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ قریش کو معاف کر دیا گیا لیکن چند لوگوں کو مارنے کا حکم دیا گیا خواہ وہ بیت اللہ کا غلاف بھی پکڑ لیں۔ صحابہ نے بیت اللہ کو بتوں سے صاف کر دیا۔ بیت اللہ پر اذان بلالی گونجی اس طرح وہ آبائی جگہ جہاں سے صحابہ کو مجبوراً نکلنا پڑا تھا فاتحانہ انداز میں داخل ہوئے۔ اللہ نے اسلام کو کفر پر غالب کر دیا۔

اس غزوہ میں متعدد واقعات پیش آئے۔ ابوسفیان کو چار و ناچار اسلام قبول کرنا پڑا اور اسے یہ اعزاز بخشا گیا جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے اسے امان ہے۔ جو اپنا گھر کا دروازہ بند کرلے اس کی بھی جان بخشی کر دی جائے۔ جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے اسے بھی امان ہے۔

فتح کے بعد نبی ﷺ نے بیت اللہ میں نماز ادا کی اور قریش سے خطاب کیا اللہ کی توحید بیان کی اور فرمایا کہ جاہلیت اور باپ دادا کا فخر ختم ہو چکا سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے ہیں۔ آج تم پر کوئی سرزنش یا پکڑ نہیں، جاؤ میں تم سب کو معاف کرتا ہوں۔ اہل مکہ نے کہا کہ ہم آپ سے یہی امید رکھتے تھے کیونکہ آپ کریم بھائی اور کریم شفقت کرنے والے کے صاحبزادے ہیں۔ حق آ گیا اور باطل جا چکا، کیونکہ باطل کو جانا ہی ہوتا ہے۔

روزہ کی اہمیت

سیدنا ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص رمضان میں ایک روزہ بھی کسی شرعی عذر کے بغیر چھوڑ دے تو اگر وہ ساری عمر کے روزے رکھتا رہے تو رمضان کے ایک روزے کے برابر ثواب نہیں حاصل کر سکتا اس لئے پیارے ننھے مجاہدو ہم رمضان المبارک کے روزوں کو غنیمت جانیں اور کبھی روزہ ترک نہ کریں۔

حافظ عثمان غنی ننکانہ..... اشتیاق احمد، چک 24

رمضان المبارک میں ہونے والی فتوحات

عریشہ ندیم۔ لاہور

امان

● ۱۳ رمضان 15ھ کو امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فلسطین گئے۔ اس سے پہلے شام کا علاقہ فتح کرنے کے لئے مسلم فواج خونریز جنگیں کر چکی تھیں۔ بیت المقدس شہر کے نگراں بطریک، یعنی مذہبی پیشوا نے شہر کی کنجی امیر المومنین کے حوالے کی۔ آپ نے شہر میں داخل ہو کر، باشندگان شہر کو جان و مال کی امان لکھ دی۔

● یکم رمضان ۲۰ھ کو امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد ہی میں سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مصر فتح ہوا۔

● ۲۳ رمضان ۳۱ھ میں خلیفہ راشد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلمانوں نے ساسانیوں (ایرانیوں) پر مکمل فتح پائی۔ ان کا سپہ سالار اور بادشاہ یزدگرد ہلاک ہوا۔

● یکم رمضان ۹۱ھ کو طریف بن مالک البربری نے تنگنائے ہرقل ...... جو بعد میں جبل الطارق کہلائی ...... عبور کی اور اپنے مجاہد ساتھیوں کے ساتھ اسپین کے ساحل پر اترا۔ ان کا یہ عمل ان عظیم مہمات کی تمہید ثابت ہوا جو آئندہ برس موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد کی قیادت میں لڑے۔

● ۲۸ رمضان المبارک کو مسلمانوں نے طارق بن زیاد کی کمان میں اسپین کے شہر القوط کو فتح کر لیا اور اسپینی کمانڈر مسلمانوں کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔

● ۱۰ رمضان ۹۶ھ میں محمد بن قاسم نے راجہ داہر کے ہاتھوں پہنچی بہت بڑے لشکر پر دریائے سندھ کے کنارے فتح پائی۔

● ۹ رمضان ۲۱۳ھ کو مسلمان جزیرہ صقلی کے ساحل پر اترے اور اسلام پھیلانے کی خاطر یہاں کا اقتدار سنبھال لیا۔

● ۹ رمضان ۴۷۹ھ کو مرابطیوں کے لشکر کے سپہ سالار یوسف بن تاشفین نے فونس ششم شاہ قشتالہ کی زیر کمان فرنگی فوجوں کو شکست دی۔ فونس ششم اپنے لشکر کے صرف ۹ افراد سمیت جان بچانے میں کامیاب ہوا۔

● ۲۵ رمضان ۵۸۴ھ کو صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے قلعہ صفر پر قبضہ کیا۔ اس میں موجود صلیبیوں کو نکال باہر کیا، اس طرح سلطان نے بیت المقدس کو صلیبیوں کے ناپاک وجود سے پاک کرنے کے لئے راستہ ہموار کر دیا۔

● ۲۶ رمضان ۵۸۴ھ کو صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے معرکہ حطین میں صلیبیوں کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ ان کے سپہ سالار ارناط کو گرفتار کیا۔ یہ معرکہ مشرق وسطیٰ سے صلیبی وجود کے خاتمے کا آغاز ثابت ہوا۔

● ۱۰ رمضان ۶۴۸ھ کو شجرۃ الدر (الملک الصالح کی اہلیہ) نے معرکہ المنصورہ میں لوئس نہم پر فتح حاصل کی۔ لوئس نہم گرفتار ہوا اور اس کے لشکر کا بڑا حصہ مارا گیا۔

● ۲۶ رمضان ۶۵۸ھ کو ظاہر بیبرس نے اپنے لشکر کی قیادت کرتے ہوئے عین جالوت کے مقام پر تاتاریوں سے لڑائی لڑی۔ اسے فتح عظیم حاصل ہوئی، جبکہ تاتاریوں کو بہت بری شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

● ۱۹ رمضان ۶۶۶ھ کو فاتح سپہ سالار ظاہر بیبرس نے ہی شمالی شام کے شہر انطاکیہ پر فتح پائی۔ صلیبیوں کی طاقت کو کچل کر رکھ دیا۔ اس کے بعد اس علاقے میں صلیبیوں کے قدم جم نہ سکے۔

● ۲۸ رمضان ۹۲ھ ۱۹ جولائی ۷۱۱ء کو ملک القوط کی فوجوں اور مسلمانوں کے مابین گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں مسلمانوں کی فتح نصیب ہوئی۔

رمضان کے عشرے

رمضان شریف کا پہلا عشرہ: (یکم رمضان تا 10 رمضان) رحمت کا ہوتا ہے۔

یہ دعا پڑھیں:

''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰاحِمِيْن''

ترجمہ: اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔

دوسرا عشرہ باعث مغفرت: (11 رمضان تا 20 رمضان)

''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ''

ترجمہ: اے اللہ میرے گناہ بخش دے، اور میری توبہ قبول فرما۔

تیسرا عشرہ نجات جہنم: (21 رمضان تا 30 رمضان)

''اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا يَا غَفُوْرُ''

ترجمہ: اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے۔ معاف کرنے کو پسند کرتا ہے پس مجھے معاف فرما دے۔

نادیہ نذیر
بہاولپور

نئی زندگی

میجر البرٹ نے سر سے ٹوپی اتاری، ماتھے پر ابھرتے ہوئے پسینے کو صاف کیا اور میز سے فائل ہٹاتے ہوئے اٹھنے لگا ہی تھا کہ اس کی نظر کھڑکی سے باہر میدان پر جا پڑی۔ جون کے مہینے کی دوپہر میں جھلسا دینے والی گرمی میں ایک فوجی میدان میں چکر کاٹ رہا تھا۔

میجر البرٹ اگرچہ فوجی تھا لیکن اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ اس قدر شدید گرمی میں جبکہ اٹک کے پہاڑ اور میدان گرمی کی وجہ سے تپ رہے تھے اور باہر پڑی ہر چیز جھلس رہی تھی۔ ایسے میں یہ سزا یافتہ قیدی کون ہو سکتا ہے؟

میجر البرٹ ریز نے اپنی نشست چھوڑی اور کھڑکی کے پاس آ کھڑا ہوا۔ اس نے دیکھا فوجی بدستور آٹھ کے ہندسے کی طرز پر زمین پر کھدے دائرے میں گھوم رہا ہے۔ اس کی کمر پر بندھے فوجی بیگ میں وزن اسے بڑی مشکل میں ڈال رہا تھا۔ فوجی کے قریب ہی ایک سایہ دار جگہ پر سکھ افسر کھڑا تھا جو مسلسل نگرانی کر رہا تھا دوڑ لگانے والا فوجی اگر ذرا آہستہ ہوتا تو سکھ فوجی گرج کر اسے تیز بھاگنے کا حکم دیتا۔

فوجی ایک گھنٹے تک مسلسل سزا کاٹتا رہا جب ایک گھنٹہ پورا ہوا تو سکھ افسر نے ہاتھ بلند کیا اور منہ سے رکنے کی آواز نکالی دوڑتا فوجی یک دم رک گیا لیکن وہ بری طرح ہانپ رہا تھا اس کا پورا جسم پسینے سے شرابور تھا اور تھکاوٹ نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا۔ سکھ فوجی نے اسے بیس منٹ کا وقفہ دیا۔ یہ وقفہ اس کے لئے آرام کا تھا لیکن فوجی نے سکھ افسر کا اشارہ پاتے ہی جلدی سے کندھوں پر چڑھا بیگ اتارا اور اسے زمین پر رکھتے ہی پانی کے نل کی طرف دوڑ لگا دی۔ میجر البرٹ جوں کا توں کھڑا کھڑکی سے سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ وہ فوج میں جس رینک میں کام کر رہا تھا اس عہدے پر پہنچتے پہنچتے اس نے ایسے بہت سے سزا یافتہ قیدی دیکھے تھے۔ یوں بھی انگریز فوج کا یہ دستور اور قانون تھا کہ جب کوئی فوجی کسی بڑی غلطی کا ارتکاب کرتا تو اس کی کمر پر بوجھ ڈال کر اسے سخت دھوپ میں دوڑ لگوائی جاتی۔ لیکن اس فوجی نے میجر البرٹ کو حیرت کے سمندر میں ڈبو دیا۔ میجر البرٹ کھڑکی میں کھڑا سوچ رہا تھا کہ یہ فوجی آرام کا وقفہ ملتے ہی چھپر کے تلے سائے میں جا کر گر جائے گا اور بیس منٹ تک آرام کرے گا تا کہ سزا پوری کرنے کے لئے خود کو کچھ تازہ دم کر سکے۔ لیکن اس کی سوچ کے برعکس فوجی دوڑتا ہوا پانی کے نل کے پاس گیا۔ پانی کا نل فوج کے لئے بنے ہوئے پریڈ گراؤنڈ کے ایک کونے پر لگا تھا۔ ہانپتے ہوئے فوجی نے اپنی سانسیں درست کیں، ماتھے اور سر سے بہنے والے پسینے کو ہاتھ سے صاف کیا اور جلدی جلدی وضو کرنا شروع کر دیا۔

میجر البرٹ بدستور فوجی پر نظریں جمائے اس کی حرکات و سکنات نوٹ کر رہا تھا فوجی نے تیزی سے پہلے ہاتھ دھوئے پھر ناک اور منہ میں تین مرتبہ پانی ڈال کر صاف کیا، چہرہ اور کہنیاں دھو کر سر کا مسح کیا اور پھر پاؤں دھو کر قبلے کی طرف منہ کر کے پتھریلی زمین پر ہی نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ قیدی کے اس سارے عمل نے میجر البرٹ کو بت بنا دیا۔ میجر حیرت میں ڈوبے دیکھ رہا تھا کہ فوجی کس قدر شوق اور لگن سے نماز میں مشغول ہے۔ اس کا خیال تھا کہ فوجی گرمی میں دوڑنے کی وجہ سے پیاس سے بے چین ہے اور وہ نل پر جی بھر کر پانی پیئے گا لیکن اس نے تو تین بار منہ میں پانی ڈال کر پھینک دیا اور پیٹ میں داخل نہ کیا......؟ وہ سوچ رہا تھا کہ فوجی اس کو آرام کے لئے ترجیح دے گا لیکن وہ بڑے سکون سے نماز کے لئے کھڑا ہے اور اسے یہ احساس بھی نہیں کہ اس کے آرام کا وقت ختم ہو رہا ہے......؟

میجر کے دل میں اٹھنے والے یہ دونوں سوال اسے اور بھی حیرت زدہ کر گئے۔ وہ یہ جاننے کے لئے بے چین ہو گیا کہ آخر کون سا ایسا جذبہ ہے جس نے اس فوجی کو سخت پیاس ہونے کے باوجود بھی پانی پینے سے روکے رکھا حالانکہ کسی کی طرف سے اس پر پانی پینے کی کوئی پابندی نہیں تھی اور یہی حال اس کی

عبدالوارث ساجد

نماز کا تھا کہ آرام کی شدید ضرورت کے باوجود بھی فوجی نے آرام کرنے کی بجائے اس وقت کو نماز پڑھنے پر صرف کیا ہوا ہے۔ میجر ابھی خیالوں میں گم تھا کہ سکھ افسر فوجی کے پاس آیا اور اسے آرام کا وقت ختم ہونے کا اشارہ دیا۔ فوجی نماز سے فارغ ہوا اور سزا والی جگہ پر جا پہنچا اس نے وزن والا بیگ کندھوں پر چڑھایا اور دوبارہ دوڑنے لگا۔

میجر البرٹ دل ہی دل میں فوجی کے حوصلے، قوت اور جذبے کو داد دینے لگا۔ سزا یافتہ فوجی کا طرزِ عمل میجر البرٹ کے لئے لحہ بہ لحہ حیرت کا سبب بن رہا تھا۔ اور وہ یہ جاننے کے لئے بے چین ہو رہا تھا کہ آخر یہ فوجی کس جذبے کے تحت اتنی سخت سزا جھیل رہا ہے۔ وہ دفتر سے اٹھا اور اس جذبے کی کھوج میں ہندوستان یونٹ کے انچارج اپنے ہم منصب کے پاس جا پہنچا۔ انڈین یونٹ کے انچارج نے میجر البرٹ کا بڑی خوش دلی سے استقبال کیا اور پوچھا کہ آخر اس وقت اسے کیوں آنا پڑا۔

میجر البرٹ نے بغیر کسی تمہید کے ساری بات بتا دی۔ اگرچہ انڈین یونٹ کے میجر کے لئے یہ کوئی نئی بات نہ تھی البتہ البرٹ نے جس اشتیاق سے آنکھوں دیکھی کارروائی سنائی تھی اس سے انڈین یونٹ کا میجر بھی بے چین ہو گیا۔ فوج کا اپنا قانون ہے اور اس قانون کے تحت سزا یافتہ فوجی کو اپنی سزا پوری کرنا تھی۔

دونوں میجر بیٹھ کر فوجی کی سزا کے ختم ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ طویل انتظار کے بعد فوجی کی سزا ختم ہوئی تو سکھ نے ہاتھ سے فوجی کو رکنے کا اشارہ کیا اور اسے سزا ختم کرنے کا عندیہ دیا۔ فوجی سامان اتار کر ابھی فارغ نہ ہوا تھا کہ اسے حکم ملا کہ میجر نے اسے اپنے کمرے میں طلب کیا ہے۔ وہ بغیر آرام کئے بوجھل قدموں کے ساتھ میجر کے کمرے کی طرف چل دیا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے زور سے سلیوٹ کیا اور تن کر کھڑا ہو گیا۔ میجر البرٹ نے پہلی نظر ہی میں دیکھ لیا کہ سزا یافتہ فوجی مسلمان ہے اس کے چہرے کی بشاشت اور حوصلے کی بلندی میجر البرٹ کے لئے حیرت کا سبب تھی۔

میجر البرٹ نے ہاتھ کے اشارے سے فوجی کو بیٹھنے کو کہا۔ اشارہ پاتے ہی فوجی ہلکے قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھا اور ایک کرسی پر میجر البرٹ کے سامنے بیٹھ گیا۔

میجر نے فوجی لہجے میں اس کا احوال پوچھا اور اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا:

“تمہیں اس قدر سخت سزا کیوں دی گئی......؟”

فوجی نے آہستگی سے جواب دیا۔

“آج صبح جب پی ٹی کا ٹائم ہوا تو میں اس کے لئے دو منٹ دیر سے گراؤنڈ میں پہنچا۔ ہماری کمپنی کا کمانڈر سکھ کیپٹن ہے جسے مسلمانوں سے سخت نفرت ہے اور وہ مسلمانوں کو ذرا سی غلطی پر بھی سخت سے سخت سزا دیتا ہے میں چونکہ مسلمان ہوں اس لئے سکھ کمانڈر نے مجھے یہ سزا سنا دی”۔

فوجی خاموش ہوا تو میجر نے کہا:

“کیا میں جان سکتا ہوں کہ سخت گرمی اور شدید پیاس کے باوجود تم نے پانی نہیں پیا حالانکہ تم پر کوئی پابندی بھی نہ تھی اور پھر تم پانی منہ میں ڈال کر گرا دیتے تھے لیکن نگلتے نہ تھے......؟”

فوجی نے جواب دیا:

“ہر بالغ مسلمان پر اللہ تعالیٰ نے روزے فرض کئے ہیں۔ رمضان کے مہینے میں سحری سے لے کر غروب آفتاب تک کچھ بھی نہ کھانے پینے کی ممانعت ہے”۔

“لیکن اس وقت تو تمہیں کوئی دیکھ بھی نہ رہا تھا؟”

“ہاں یہ ٹھیک ہے کہ اس وقت مجھے کوئی دیکھ نہیں رہا تھا”۔

“پھر تم کلی کرنے کے بہانے

اپنی پیاس بجھا سکتے تھے.......؟"

ہاں! آپ کا کہنا بجا ہے کہ مجھے اس وقت کوئی دیکھ نہیں رہا تھا اور میں کلی کرنے کے بہانے اپنی پیاس بجھا سکتا تھا لیکن میں نے جس ذات باری تعالیٰ کے حکم پر روزہ رکھا ہے وہ دنیا کی ہر چیز کو ہر وقت دیکھتا اور جانتا ہے اس لئے میرا کوئی بھی عمل اس سے مخفی نہیں ہے۔ ہاں میں اس اللہ کے حکم پر جان تو دے سکتا ہوں لیکن اس کے حکم کا انکار نہیں کر سکتا ہے۔

نوجوان فوجی کا جواب سن کر میجر البرٹ کے چہرے پر حیرت کے آثار لوٹ گئے۔ وہ گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے بولا: "سزا کے دوران جب آرام کا وقفہ ہوا۔ اس تھوڑی سی مدت میں تمہارے لئے ضروری تھا کہ تم اس وقت کا فائدہ اٹھاتے اور اس وقت میں آرام کرتے لیکن تم نے ایسا نہ کیا کیوں؟"

"قلیل وقت آرام میں گزار دیتا تو میری نماز رہ جاتی"۔

میجر نے تشویش آمیز لہجے میں پوچھا

"نماز کیا ہے؟"

"ہمارے مذہب اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے اللہ پر ایمان اور کلمہ شہادت کے بعد مسلمان کا نماز پڑھنا ضروری ہے"۔

میجر البرٹ فوجی کا جواب ختم ہوتے ہی خوشی سے بولا۔ "ویلڈن نوجوان تم گریٹ انسان ہو"۔ میجر کو اپنے عہدے کا پاس نہ ہوتا تو وہ سزا یافتہ فوجی کو گلے سے لگا لیتا۔ اس نے خوش اور مسرت کے آثار چہرے پر سجا کر کو فوجی کو اپنے کمرے سے جانے کی اجازت دی فوجی چلا گیا تو میجر البرٹ دیر تک اپنی نشست پر بیٹھا

اس فوجی اور مذہب اسلام کے متعلق سوچتا رہا۔ سزا یافتہ فوجی کی ایمانداری اپنے اللہ کے حکم کی پابندی اور اسے کا خوف میجر کو متاثر کر گیا۔

میجر نے بیٹھے بیٹھے ایک نظر اپنے مذہب، عبادت اور اپنے ہم مذہب لوگوں کی اللہ پر یقین پر دوڑائی تو اسے خود سے اور اپنے ہم مذہب لوگوں سے نفرت کی بو آنے لگی۔ دوسری طرف وہ اس نوجوان فوجی اور مذہب اسلام کی شائستگی دیکھتا تو اسے خوشی کا احساس ہوتا۔ وہ کوئی فیصلہ تو نہ کر سکا البتہ دفتر سے اٹھ کر اپنے کوارٹر میں چلا آیا۔ اپنے رہائشی کمرے میں کام کرتے ہوئے اس نے کئی بار سوچا کہ میں یہ کام کیوں اور کس لئے کر رہا ہوں؟ میری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ میں کس لئے جی رہا ہوں اور کیوں جی رہا ہوں؟ وہ جیسے جیسے سوچتا جاتا ویسے ویسے اسے محسوس ہوتا رہا جیسے وہ کسی اندھیرے کمرے میں بیٹھا ہے اور روشنی کی کرن کا متلاشی ہے۔ کبھی کبھار اس کے دل میں آتا جیسے کوئی طاقت اس کا ہاتھ پکڑ کر اس اندھیرے سے اسے باہر نکالنا چاہتی ہے۔ میجر رات کو بھی ایک لمحہ سو نہ سکا۔ سزا یافتہ نوجوان فوجی اور اسلام کی تعلیمات اس کے ذہن میں گردش کر رہی تھی۔ صبح ہوئی تو اس نے دو ماہ کی چھٹی لی اور اٹک سے راولپنڈی آ گیا۔ پنڈی پہنچتے ہی اس نے اسلام کے متعلق کتابیں خریدیں۔ بازار سے قرآن مجید کا انگلش ترجمہ لیا اور اسلام کا گہرائی سے مطالعہ شروع کر دیا وہ جیسے جیسے اسلام کے متعلق جانتا گیا۔ ویسے ویسے اس کے دل میں اسلام کی محبت زور پکڑتی گئی۔ ایمان کی روشنی سے اس کا دل منور ہونے لگا۔ وہ آہستہ آہستہ یہ جان گیا کہ اسلام کیا ہے.......؟ اس کے ارکان کیا ہیں اور یہ اپنے ماننے والوں کو کیا درس دیتا ہے؟ قرآن مجید کی آیت اس کے لئے رہنمائی مہیا کرتی گئی۔ دن رات ایک کر کے جب وہ کسی حد تک کتابیں پڑھ چکا تو اس کا دل مکمل طور پر اطمینان حاصل کر چکا تھا۔ یوں میجر نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا اور پہلے تمام گناہوں کی معافی مانگ کر آئندہ کے لئے خود کو اللہ کے دین کے لئے وقف کرنے کا عزم کیا۔

جمعہ کا روز آیا تو میجر البرٹ نے نہا کر نئے کپڑے پہنے۔ جمعہ کی نماز سے قبل ہی مسجد میں چلا گیا۔ مسجد سے اذان کی آواز بلند ہوئی تو نمازی بھی مسجد میں آنا شروع ہو گئے۔ اذان ختم ہوئی امام صاحب منبر پر کھڑے ہو گئے۔ لیکن اس سے پہلے ہی میجر البرٹ امام کے پہلو میں کھڑا ہو کر بلند آواز میں بولا۔

"میں انڈین آرمی کا میجر ہوں، میرا نام البرٹ ہے اور مجھے ایک مسلمان فوجی کے کردار نے متاثر کیا ہے میں دو ماہ سے اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرتا رہا اب میری خواہش ہے کہ مجھے کلمہ پڑھا کر دائرہ اسلام میں داخل کیا جائے"۔

نمازیوں کے لئے یہ بڑی خوشی کی بات تھی مسجد میں بیٹھا ہر شخص قابل دید نگاہوں سے میجر کی طرف دیکھ رہا تھا اور میجر ایک نئی زندگی کا آغاز کرتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں سے درخواست کر رہا تھا۔

امام مسجد نے میجر البرٹ کو کلمہ پڑھا کر دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ میجر البرٹ نے عیسائیت چھوڑ کر اپنا نیا نام عبدالرحمٰن رکھ لیا۔ میجر نے اسلام قبول کیا تو اسے فوج سے نکال دیا گیا اور اسے سخت سزا دی گئی لیکن میجر نے وہ سزا بڑے حوصلے اور جذبے سے پوری کی کیونکہ سزا پوری کرتے ہوئے اس کے سامنے وہ روزہ دار فوجی گھوم رہا تھا جس نے اسے نئی راہ دکھائی تھی وہ نئی راہ جس پر چلتے ہوئے میجر البرٹ نے نئی زندگی کا آغاز کیا۔ (استفادہ: جہاد ختم نبوت کے جانثار، ختم نبوت کراچی جلد 12 شمارہ 34)

رمضان المبارک
برکتوں کا مہینہ

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ ہے۔ روزہ اسلامی عبادت کا دوسرا بڑا رکن ہے عربی میں روزہ کے لئے صوم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی ہیں روکنا۔ اسلامی اصطلاح میں روزے سے مراد طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور ہر قسم کے گناہوں سے رکنے کا نام روزہ ہے۔ "روزہ ایک ڈھال ہے" سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزے میرے لئے ہیں میں خود اس کی جزا دوں گا۔ اس نیکی کے بدلہ میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس کے بارے میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے وہ قرآن جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے اور خوشگوار ہے کیونکہ روزہ دار نے اپنا یہ حال اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے دوسری خوشی اس وقت ہوگی جب روزہ کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوگی۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ انسان اس میں بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے انسانی فطرت ہے کہ وہ جس قدر کم کھاتا ہے۔ اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہی چاہتے ہیں کہ ایک غذا کو کم کرو اور ایک کو بڑھاؤ۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو روزہ کی اصل روح کو سمجھنے کی توفیق دے اور ہم رمضان کی تمام تر برکات سے اپنا حصہ پانے والے ہوں۔ آمین

ابو معاویہ محمد وقاص اشرف ۔۔۔ حجرہ شاہ مقیم

انعام یافتہ

موتی کیسے بنتے ہیں؟

"وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل کرے گا یہ وہ جگہ ہے کہ جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ان کو سونے اور موتی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا لباس ریشم کا ہوگا" (الحج:۲۳)

ترمذی کی ایک حدیث ہے "ان کے لئے تاج ہوں گے جن میں سب سے ادنیٰ چیز موتی ہے اور اس کی چمک مشرق سے مغرب تک محسوس ہو رہی ہوگی"۔ بہت سی قرآنی آیات اور احادیث میں موتیوں کا ذکر کثرت سے ہوا ہے اگرچہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے موتیوں اور جنت کے موتیوں میں زمین آسمان کا فرق ہے لیکن دنیا کے موتیوں کو جنت کے موتیوں کے ہلکے سے نمونے کے طور پر لیا جاسکتا ہے۔ جنت کے موتیوں کی خوبصورتی اور بناوٹ کا تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں دنیا کے موتیوں کے بارے میں بات ہوسکتی ہے۔

آیئے! دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے موتی بنانے میں کیا حُسنِ تدبیر رکھی ہے اور انسان اسے جاننے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہے۔

موتی کم گہرے سمندر کے ریتلے کناروں کے قریب پایا جاتا ہے۔ پہلے زمانے کے لوگوں کا خیال تھا کہ برسات کے موسم میں سیپی اپنا منہ کھول کر سطح سمندر پر تیرتی رہتی ہے۔ اگر بارش کا کوئی قطرہ اس میں داخل ہوجائے تو وہ قطرہ موتی بن جاتا ہے لیکن جدید تحقیقات نے یہ بات غلط ثابت کردی ہے۔ جدید تحقیقات کے مطابق سیپی کے اندر ایک آبی جانور ہوتا ہے جسے **Mytilus Margaratiferus** کہا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کی کئی قسمیں ہیں لیکن سب سے عمدہ قسم خلیج عرب کے گرم پانیوں میں پائی جاتی ہے۔ جس میں موتی بنانے کی صلاحیت دوسرے تمام موتیوں سے عمدہ ہوتی ہے۔ اسی لئے بحرین، دوبئی اور مسقط کے سمندروں سے حاصل کئے جانے والے موتی معیاری اور بھاری قیمت ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ بحرالکاہل، بحراوقیانوس، خلیج میکسیکو، خلیج کیلی فورنیا، جنوبی ہند، خلیج منارکا اور ساحل اومان سے لے کر مسقط تک بھی موتی پائے جاتے ہیں۔

سیپی کے اندر رہنے والے آبی جانور کے بارے میں لوگوں کو ایک ہزار سال قبل مسیح معلومات حاصل تھیں۔ سیپی کے اندر رہنے والے آبی جانور کا جسم لعاب دار اور چکنا ہوتا ہے۔ اس کی کوئی کھال یا ہڈی نہیں ہوتی۔ سمندر میں گھومنے پھرنے کے دوران اگر کوئی ریت کا ذرہ، کنکر یا کیچڑ کا ٹکڑا اس کے اندر داخل ہوجائے تو اس کے نرم و ملائم جسم کو شدید تکلیف ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس تکلیف سے بچانے کے لئے اس کے جسم میں ایسے لعاب پیدا کئے ہیں جو ان اذیت دینے والے بیرونی عنصر کی چبھن کو ختم کردیتے ہیں۔ جیسے وہ ذرہ جسم سے لگتا ہے۔ لیس دار لعاب خارج ہوتے ہیں اور اس چیز پر جم کر اسے چکنا اور نرم کردیتے ہیں۔ کچھ عرصہ میں اور ذرے یا کنکر کی شکل تبدیل ہوجاتی ہے اور وہ دودھیا رنگ کا گول چمک دار موتی بن جاتا ہے جب تک وہ جانور زندہ رہتا ہے موتی موم کی طرح نرم ہوتا ہے۔ اس کے مرنے کے بعد موتی سخت ہوجاتا ہے بلکہ وہ لوگ جو موتیوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ سیپی کے جانور کو مارنے کے بعد موتیوں کو نکال کر خاص قسم کی بوٹیوں کے ساتھ ابالتے ہیں جس سے ان میں سختی اور چمک پیدا ہوجاتی ہے۔ جس وزن سے موتیوں کو تولا جاتا ہے اسے "گرین" کہتے ہیں ایک گرین 50 ملی گرام کا ہوتا ہے۔ اب تک کی معلومات کے مطابق سب سے بڑا موتی 12 گرام (10 تولہ) وزن کا پایا جاچکا ہے۔ چین کے علم الحیوانات کے ماہرین نے جب یہ پتہ چلالیا کہ موتی کیسے بنتا ہے تو انہوں نے کوشش کی کہ وہ اسی عمل کو خود انجام دے کر اپنی مرضی کے موتی بنالیں۔ انہوں نے گاڑھا کیچڑ تراش کر لکڑی کے اندر داخل کیا جن سے دو تین سال کے عرصے میں موتی بن گئے۔ 1890ء میں جاپانی سائنسدان کوکوچی نے اسی طرح موتی سازی کی صلاحیت کو تحریک دی اور اس طرح موتی بنانے کی رفتار تیز ہوگئی۔ جس طرح اللہ کے مجاہد بندے اپنے جسم کو زخموں سے زینت دیتے ہیں اسی طرح دنیادار لوگ موتیوں سے اپنے جسم کو زینت دیتے ہیں۔ موتیوں کو دوا کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے اور یورپین ممالک میں تو سیپی کے آبی جانور کو خوراک کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ امریکی برائلر توچوہے بلیوں کی طرح ان کو پکانے کی بھی زحمت نہیں کرتے اور نمک مرچ اور سرکہ چھڑک کر ثابت ہی نگل جاتے ہیں۔

حمیرا منظور چمن آباد، لاہور

خواتین اہل بیت

"جناتی وشیطانی چالوں کا توڑ" اور "حاسدوں کے شر سے بچو" کے بعد آپ کے لئے ایک نیا خوبصورت تحفہ

مداح صحابہ مولانا محمود احمد غضنفر

یہ کتاب محبت رسول اور رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ گھرانے کی پاکیزہ خواتین کی سیرت پر منفرد بے مثال اور عظیم الشان کتاب ہے۔

محمد طاہر نقاش

میں نے جب اسے پڑھا تو بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے...... کیوں؟ یہ آپ کو کتاب پڑھ کر پتہ چل جائے گا...... میں اس کتاب کے مطالعہ کے دوران بار بار زاروقطار رونے لگتا...... حتیٰ کہ مجھ سے کتاب پڑھی نہ جاتی اور میں اسے بند کر کے رکھ دیتا۔ جب طبیعت سنبھلتی تو پھر پڑھنے لگتا...... اس لئے کہ اس میں امام کائنات سرور کائنات آقائے دو جہاں محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت والفت کی اور وفا و قربانیوں کی داستانیں ہی ایسی ہیں کہ پڑھنے کے بعد قاری کا دل چاہتا ہے کہ وہ خود آقا پر قربان ہوجائے۔

والدین اپنی بیٹی کو اور بہنیں اپنی سہیلیوں کو یہ بہترین تحفہ دے سکتی ہیں

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی بیٹیاں اور بیویاں روئیں...... اس غم سے کہ کاش! ہم بھی ایسی ہی بن جائیں...... تو آج ہی یہ کتاب انہیں پڑھائیں۔

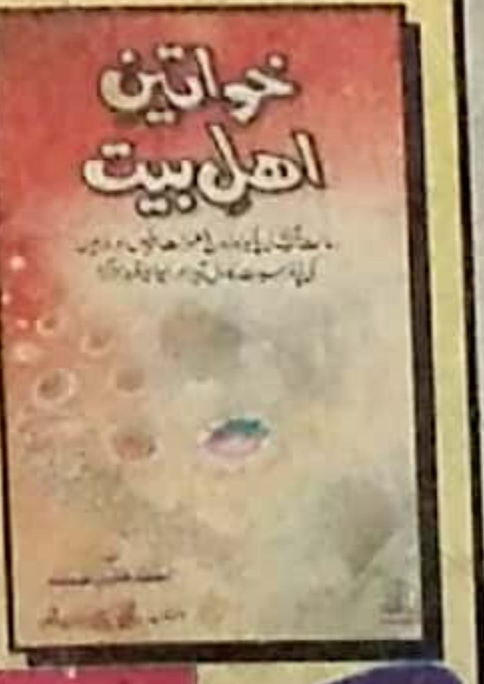

دارالابلاغ کی ایمان افروز کتابیں پڑھیں اور اپنے گھروں کی زینت بنائیں
0300-4453358
042-7230585

فرضی قصے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

ننھے مجاہد

پندرہ روزہ
لاہور پاکستان
33
13 ذوالقعدہ 1426ھ 16 دسمبر 2005ء

جب پاکستان لوٹا

زرتعاون 3 روپے

یے قرآن پڑھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ولنذیقنھم من العذاب ا دنیٰ دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون﴾ (سورۃ سجدہ، ۲۱)

ترجمہ: ہم انہیں (قیامت) بڑے عذاب سے پہلے ہلکے عذاب کا مزا بھی ضرور چکھائیں گے۔ شاید وہ (اپنی روش سے) باز آجائیں۔

تشریح: بڑے عذاب سے مراد قیامت کے دن جہنم کا عذاب ہے اور عذاب الادنیٰ سے مراد نیا میں پہنچنے والے مصائب ہیں جو انفرادی طور پر بھی ہر انسان کو دیکھنا پڑتے ہیں۔ مثلاً بیماریاں، مالی نقصان، عزیز واقرباء کی موت یا کئی دوسرے حادثے اور اجتماعی زندگی کے مصائب الگ نوعیت کے ہوتے ہیں۔ مثلاً قحط، زلزلے، وبا، فسادات اور لڑائیاں جن سے بیک وقت ہزاروں انسان لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔

یہ اللہ کی طرف سے ہلکے ہلکے عذاب ہی نہیں بلکہ تنبیہات بھی ہیں کہ وہ بروقت سنبھل جائیں اور انہیں معلوم ہو جائے کہ ان سے بالاتر کوئی ہستی موجود ہے جو ان کی بد اعمالیوں پر ان پر گرفت بھی کرسکتی ہے اور اس سے انہیں اپنا عقیدہ اور عمل درست کرنے میں مدد ملے۔ اس طرح شاید وہ بداعمالیوں سے اور آخرت میں ان کے برے انجام سے بچ جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سوچنے کی اور توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

طلحہ حافظ عبدالمجید......لدھڑ، سیالکوٹ

ضروری بات

پیارے ساتھیو..........السلام علیکم

پچھلے دنوں بھائی طاہر نقاش نے ایک کالم "ابوجان گڑیا لائیں گے" لکھا جو "غزوہ" کے صفحہ اول پر شائع ہوا۔ اس میں بتایا گیا کہ حالیہ زلزلہ میں ایک بچی یتیم ہوگئی، اس کا گھر تباہ ہوگیا اور وہ جماعۃ الدعوۃ کی مظفر آباد میں قائم کردہ خیمہ بستی میں رہ رہی ہے لیکن اس کو ابھی تک یہ علم نہیں کہ اس کا باپ فوت ہوچکا ہے۔ نہ کسی نے اس کو بتایا ہے۔ وہ اپنے باپ کا انتظار کررہی ہے اور کہتی ہے کہ جب بھی میرے ابوجان میرے پاس آئیں گے تو میں ان سے ایک گڑیا لاکر دینے کی فرمائش کروں گی۔ اب اسے گڑیا وغیرہ لاکر دینے والا باپ تو نہیں رہا لہٰذا اپیل کی گئی کہ سب سے پہلے اسے کوئی ایک تحفہ بھیجے۔ یہ پڑھتے ہی ہر ایک نے کوشش کی کہ اس کا تحفہ اس بچی تک سب سے پہلے پہنچ جائے۔ انہوں نے اپنے تحائف اور نقدی مرکز القادسیہ "ننھے مجاہد" کے دفتر میں پہنچادیئے۔

فیصل آباد سے کنول مختار، مریم مختار اور عبدالوارث نے جیولری، کھلونے، کتابیں، جوس، بسکٹ، ٹافیاں، چپس وغیرہ بھیجیں۔ سمندری سے ایک ننھے بچے نے 5 روپے کی ہنڈیاں خرید کر بھیجیں۔ کوئٹہ سے بھائی شفیق کے بچوں نے اپنا جمع کیا ہوا جیب خرچ نقد 1000-روپیہ بھیجا۔ جھنگ سے ننھی بچیوں نے جیولری، گڑیا اور کھلونے بذریعہ ڈاک بھیجے۔ ٹاؤن شپ لاہور سے سہیل احمد بھائی کے بچوں نے 2500 روپے جمع کرکے والد کے ہاتھ دفتر بھیجے۔ لاہور سے دو یتیم بہنوں رمشا اور اقصیٰ اکرم اور بھائی معتصم اکرم نے اپنے کزن مزمل سے مل کر گرم سوٹ، جیکٹیں، سویٹر، شال، جیولری، دستانے، جرابیں، کھلونے، ٹافیاں، بسکٹ، شہد، منرل واٹر اور بہت سی چیزوں کے پانچ کارٹن بھیجے اور ساتھ ہی کھلونوں میں سیل ڈالنے کے لئے 2000 روپے نقد بھی بھیجے۔ قصور سے ایک ایسی بہن کہ جس نے اپنا نام ظاہر کرنے سے منع کیا ہے نے 2000 بھیجے۔ گوجرانوالہ کے علاقے بوہلیانہ سے چھٹی کلاس کی ننھی بہنا فرح عبداللطیف نے تین سو روپے بھیجے۔ سعودیہ سے ایک بھائی نے فیصل آباد میں واقع اپنا مکان دینے کے ارادے کو ظاہر کیا۔ اسی طرح سعودیہ سے ہی ایک خاندان اور اس کے بچوں نے کہا کہ وہ پندرہ بیس دن تک پاکستان آئیں گے اور خود خیمہ بستی میں مقیم بیٹی کے پاس جائیں گے اور جو وہ مانگے گی اس کو لے کر دیں گے۔

پیارے بچو! زلزلہ میں زخمی ہوئے بے گھر ہونے والے ننھے ننھے بچوں کے دکھ درد میں ہمیں بھی شریک ہونا چاہیے۔ جیسے کہ ان بچوں نے اس یتیم بہن کو تحائف اور امداد بھیج کر اپنے عمل سے یہ ثابت کیا ہے کہ ننھی بہن مایوس نہیں ہونا، تمہارے ابو اگر فوت ہوگئے تو گھبرانا نہیں، ہم تمہیں رونے نہیں دیں گے۔ تمہاری ہر ضرورت و پریشانی میں تمہارا خیال رکھیں گے، ہم تمہیں گڑیا لا کر دیں گے۔

پیارے بچو! ان تمام تحائف اور نقدی رقم کو بھائی طاہر نقاش اور شبیر احمد سلفی نے خود اس بہن تک مظفر آباد جا کر پہنچایا۔ وہ بہت خوش ہوئی۔ اس نے آپ سب کو سلام بھیجا ہے۔ آپ بھی اگر زلزلہ زدہ ننھے منے زخمی و محروم بچوں کی مدد کریں۔ ہمیں ان کے لئے تحائف بھیجیں تو ہم آپ کے بھیجے ہوئے تحائف ان تک پہنچا کر آپ کو اطلاع دیں گے۔

والسلام

آپ کا بھائی

عبدالوارث ساجد

آئیں اپنا وضو صحیح کریں

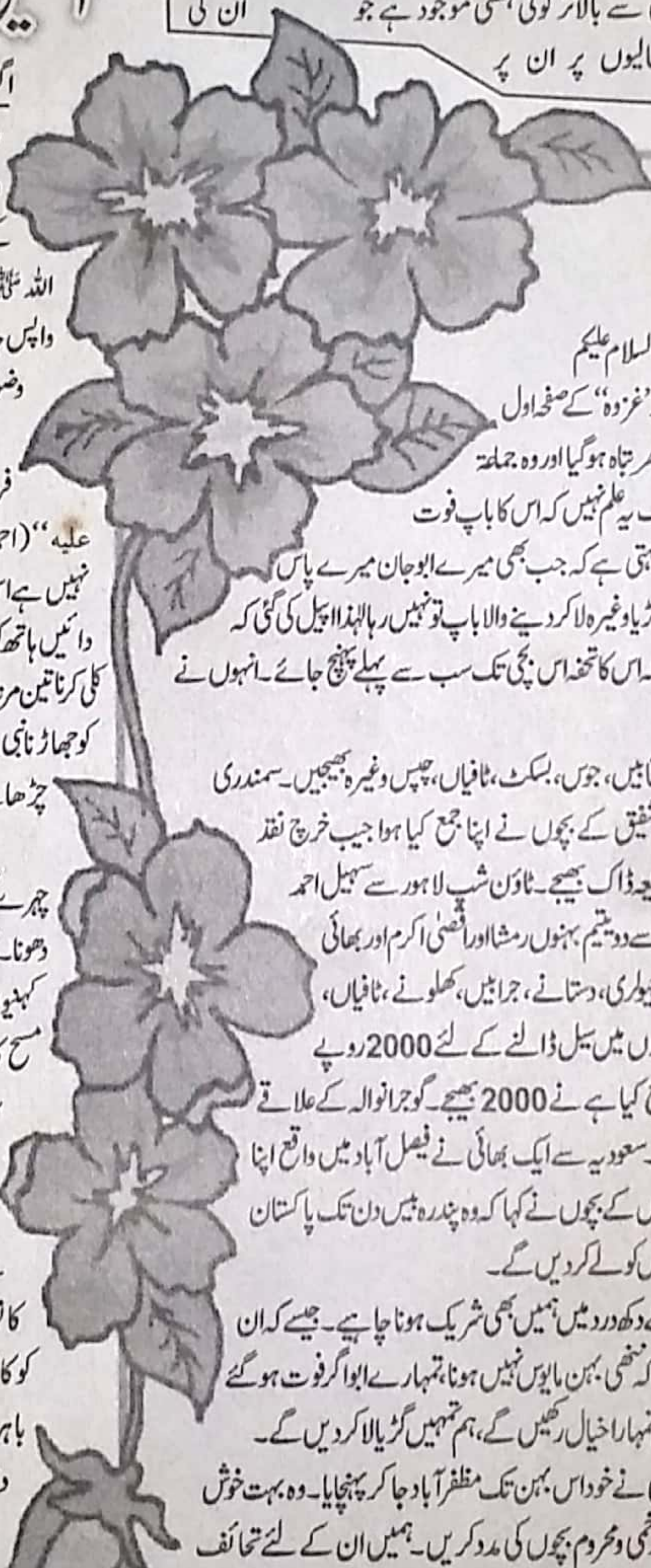

اگر وضو صحیح نہیں تو پھر نماز نہیں ہوتی:

رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا وہ آدمی وضو کر کے آرہا تھا۔ اس کے پاؤں میں ناخن کے برابر جگہ خشک رہ گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا "ارجع فاحسن وضوئک" واپس جا اور اپنے وضو کو اچھا کر (ابوداؤد والنسائی)

وضو کا مسنون طریقہ:

سب سے پہلے بسم اللہ پڑھنا، نبی ﷺ نے فرمایا: "لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ" (احمد وابن ماجہ)

نہیں ہے اس شخص کا وضو جس نے بسم اللہ نہیں پڑھی۔

دائیں ہاتھ کو تین مرتبہ دھونا پھر بائیں کو تین مرتبہ دھونا۔ کلی کرنا تین مرتبہ۔ ناک میں پانی چڑھانا تین مرتبہ۔ ناک کو جھاڑنا نبی ﷺ کلی کرنے کے لئے اور ناک میں پانی چڑھانے کے لئے ایک مرتبہ چلو لیتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

چہرے کو دھونا تین مرتبہ۔ دائیں ہاتھ کو کہنی تک دھونا۔ پھر بائیں کو بھی اسی طرح دھونا۔ دونوں کہنیوں پر پانی ملنا۔ سر کا اور دونوں کانوں کا مسح کرنا۔

مسح کا طریقہ:

سر کا مسح: اپنے دونوں ہاتھوں کو سر کے سامنے والے حصے سے لے کر گدی تک لے جانا پھر واپس سامنے والے حصے پر لے آنا۔ (بخاری ومسلم)

کانوں کا مسح: اپنی شہادت والی دونوں انگلیوں کو کانوں میں ڈال کر انگوٹھے سے کانوں کے باہر والے حصے کا مسح کرنا۔ (ابوداؤد ونسائی)

دائیں پاؤں کو ٹخنوں تک تین مرتبہ دھونا پھر بائیں کو اس طرح۔

آخر میں یہ دعا پڑھنا "اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ، اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص مکمل وضو کرتا ہے پھر یہ دعا پڑھتا ہے اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

عبدالرؤف بن عبداللہ جامعہ الدراسات الاسلامیہ کراچی

ننھے مجاہد 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور
ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں
www.jamatdawa.org
فون 7314531 فیکس 7117551
E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

بچہ کس کا؟

دربار لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اس مجمعے کا منظر قابل دید تھا۔ لوگوں کی آنکھیں داؤد علیہ السلام کے لبوں پر جا ٹھہرتی تھی کہ فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے۔ قصہ یہ ہے کہ دو عورتیں داؤد علیہ السلام کے پاس تشریف لائیں۔ ایک کے پاس بچہ تھا۔ دونوں عورتوں کا دعویٰ تھا کہ یہ بچہ میرا ہے۔ ان میں سے ایک بڑی عمر کی عورت تھی۔ دوسری کم عمر کی تھی۔ دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے دلائل اور ثبوت پیش کیے۔ پہلے بڑی عمر کی عورت نے زبان کی چالاکی کو خاطر میں لاتے ہوئے، بڑی پھرتی سے دلائل پیش کیے کہ یہ بچہ میرا ہے۔ میں ہی اس کی اصل ماں ہوں، اس دوسری عورت کا اس پر کوئی حق نہیں، جبکہ چھوٹی عورت اس بات پر بضد تھی کہ یہ بچہ میرا ہے۔ میں نے اس کو جنا ہے۔ میں ہی اس کی اصل ماں ہوں۔ اس عورت کا میرے اس بچے پر کوئی حق نہیں ہے۔ لوگ اس قابل دید منظر کو حیرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے کہ داؤد اب کیا فیصلہ فرماتے ہیں۔ اللہ کے نبی سیدنا داؤد علیہ السلام نے دونوں عورتوں کے دلائل سننے اور یہ فیصلہ دیا کہ بچہ بڑی عمر کی عورت کو دیا جائے۔ بچہ اس بڑی عورت کے پاس رہے گا۔ یہ فیصلہ سن کر چھوٹی عورت کی گویا جان ہی نکل گئی ہو۔ اپنا بچہ کسی غیر کے پاس جاتا دیکھ کر اسے بہت صدمہ ہوا۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی اس کے چہرے سے ہوتے ہوئے زمین پر گر رہی تھی۔ وہ زاروقطار روئے جا رہی تھی۔

اتفاق سے اسی مجلس میں سیدنا داؤد علیہ السلام کے بیٹے سلیمان علیہ السلام بھی موجود تھے۔ ان سے یہ دردناک منظر اور کربناک سماں دیکھا نہ گیا۔ لہٰذا انہوں نے کہا، اباجان! یہ فیصلہ ٹھیک نہیں اور اب میں یہ فیصلہ خود کروں گا۔ چنانچہ سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ ایک عدد چھری لائی جائے۔ ایک زبردست تیز نوک دار چھری لائی گئی۔ پھر حکم دیا کہ بچے کو ذبح کر دیا جائے۔ یہ بات سن کر چھوٹی عورت کی چیخیں نکل گئیں۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا دھارا دوبارہ جاری ہو گیا۔ وہ رو رو کر یہ التجا کرنے لگی کہ بچہ مجھے نہ ملے سہی، اس عورت کو ہی دے دیا جائے۔ اس کو ہی اس کی ماں مان لیا جائے۔ بچے کو ذبح نہ کیا جائے بے شک بچہ اس بڑی عورت کے حوالے کر دو۔ جب بھی مجھے میرے بچے کی یاد آئے گی تو دل کو یہ تسلی دے کر بہلا دوں گی کہ میرا بچہ زندہ تو ہے اگرچہ میرے پاس نہیں۔ کوئی تو اس کی پرورش کر رہا ہے...... کوئی تو اس کا سہارا ہے...... چلو میری نہ سہی...... کسی نہ کسی کی آغوش میں دم تو لے رہا ہے۔ جبکہ دوسری جانب بڑی عمر کی عورت اب خاموش بت بنے کھڑی تھی۔ اس کی نگاہیں جھکی جھکی تھیں۔ اس کے چہرے سے اس بات کے آثار نمایاں تھے کہ اس نے جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ جھوٹ بول کر بچہ اپنا ثابت کرنے کی کوشش کی مگر ناکام ہوئی۔ اس کی خاموشی سے اصل حقیقت واضح ہو چکی تھی اور اس کی خاموشی کئی راز فاش کر چکی تھی۔ اب لوگوں سے بھرا دربار بھی حقیقت جان چکا تھا۔ چنانچہ سلیمان علیہ السلام نے یہ فیصلہ کیا کہ بچہ بڑی عمر کی عورت کا نہیں ہے بلکہ چھوٹی عورت کا ہے۔ لہٰذا بچہ چھوٹی عورت کو دیا جائے۔ کیونکہ کوئی ماں اپنے بچے کو...... اپنے جگر گوشے کو...... اپنے جیتے جی آنکھوں کے سامنے کٹتا نہیں دیکھ سکتی۔ اگر بچے کو ذرا سی بھی تکلیف ہو تو ماں اپنے لعل کی خاطر رات کی نیند بھی بھول جاتی ہے۔ کونسی ایسی ماں ہوگی جو اپنے بچے کو کٹتا دیکھ سکے۔ چھوٹی عورت کے اس سچی ماں والے انداز نے ثابت کر دیا کہ بچہ اسی کا ہے۔ اس لئے سلیمان علیہ السلام نے فیصلہ چھوٹی عورت کے حق میں دیا تھا۔ اس مجلس میں بیٹھے ہوئے تمام لوگ سلیمان علیہ السلام کے اس حکمت مندانہ فیصلے پر عش عش کر اٹھے اور یوں چھوٹی عورت اپنے ننھے بچے کو لئے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کو دعائیں دیتی ہوئی چلی گئی۔ (ابن ماجہ، سنن نسائی جلد ۲ صفحہ ۲۲۷)

احمد ذکی قیوم آباد...... کراچی

دینی غیرت

امت کی ماں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ ایمان لانے سے پہلے مکہ کے کافروں کے سردار تھے۔ ایک دفعہ وہ مکے سے مدینہ منورہ آئے اور اپنی بیٹی سے ملنے ان کے گھر گئے۔ وہاں رسول پاک ﷺ کا بستر بچھا تھا۔ وہ اس پر بیٹھنے لگے تو سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فوراً بستر لپیٹ دیا۔ یہ بات ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو بری لگی اور وہ بولے: تمہیں اس بستر پر اپنے باپ کا بیٹھنا بھی پسند نہیں۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا۔ بے شک مجھے پسند نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاک بستر پر ایک کافر بیٹھے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے اور صرف اتنا کہا۔ تو میرے پیچھے بہت بگڑ گئی۔ یہی ابوسفیان رضی اللہ عنہ مکہ کی فتح سے کچھ پہلے مسلمان ہو گئے اور پھر آخری دم تک اسلام کی خدمت کرتے رہے اب وہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اس قدر محبوب ہو گئے کہ چند سال کے بعد جب وہ فوت ہوئے تو انہوں نے تین دن تک ان کا سوگ منایا۔ (غمگسار بیوی...... از طالب الہاشمی)

صفیہ رحمان...... بہاولپور

خدمت خلق قرآن کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں امت مسلمہ کو بہتر امت کے لقب سے یاد کیا ہے یعنی مسلمان بہترین جماعت ہیں اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ ان کی تشکیل کا مقصد بنی نوع انسان کو فائدہ اور نفع پہنچانا ہے۔ حقیقت میں یہی اصل خدمت خلق ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں خدمت خلق کے متعلق فرماتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے مسکین یتیم اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور بھلائی کے کام کرو تاکہ تم کامیاب رہو۔ (الدھر، الحج) مومن باوجود ضرورت کے دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں۔ (الحشر)

تم نیکی کو اس وقت تک نہیں پاسکتے جب تک اپنی محبوب چیزیں راہ خدا میں خرچ نہ کرو صلح بہترین چیز ہے۔ (آل عمران، الانفال) اور اپنے آپس کے تعلقات درست کرو۔ (الانفال)

اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو انکے درمیان صلح کراؤ۔ (الحجرات)

اپنے والدین کے ساتھ احسان کرو۔ (البقرۃ)

اے مومنو! اپنے پڑوسیوں کے ساتھ خواہ وہ قریب کا ہو یا دور کا نیکی اور بھلائی کیا کرو۔ (القرآن)

محمد توصیف الرحمٰن شاہ...... حویلی بہادر شاہ، جھنگ

وحی کی اقسام

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے وحی کے حسب ذیل مراتب ذکر کئے ہیں۔

1۔ سچا خواب: اسی سے نبی اکرم ﷺ کے پاس وحی کی ابتداء ہوئی۔

2۔ فرشتہ آپ کو دکھلائی دیئے بغیر آپ کے دل میں بات ڈال دیتا تھا مثلاً نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''روح القدس نے میرے دل میں یہ بات پھونکی کہ کوئی نفس مر نہیں سکتا۔ یہاں تک کہ اپنا رزق پورا پورا حاصل کر لے۔ پس اللہ سے ڈرو اور طلب میں اچھائی اختیار کرو اور رزق کی تاخیر تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اسے اللہ کی معصیت کے ذریعے تلاش کرو، کیونکہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کی اطاعت کے بغیر حاصل نہیں کیا جاسکتا۔''

3۔ فرشتہ نبی اکرم ﷺ کے لئے آدمی کی شکل اختیار کر کے آپ کو مخاطب کرتا پھر جو کچھ وہ کہتا اسے آپ ﷺ یاد کر لیتے۔

4۔ آپ ﷺ کے پاس وحی گھنٹی کے ٹن ٹنانے کی طرح آتی تھی۔ وحی کی یہ سب سے سخت صورت ہوتی تھی۔ اس صورت میں فرشتہ آپ ﷺ سے ملتا تھا اور وحی آتی تھی۔ تو سخت سردی کے زمانے میں بھی آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ پڑتا تھا اور آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوتے تو وہ زمین پر بیٹھ جاتی تھی۔ ایک بار اس طرح وحی آتی کہ آپ ﷺ کی ران سیدنا زید بن ثابت کی ران پر تھی۔ تو اس قدر بھاری محسوس ہوئی کہ معلوم ہوتا تھا ران کچل جائے گی۔

5۔ آپ ﷺ فرشتے کو اس کی اصلی شکل میں دیکھتے تھے اور اسی حالت میں وہ اللہ تعالیٰ کی حسب مشیت آپ ﷺ کی طرف وحی کرتا تھا۔ (بحوالہ: الرحیق المختوم)

مرسلہ: ابتسام الٰہی ساجد...... نوکھر

شہید کی ماں

عطیہ اشرف مغل ..... کیلیانوالہ

حارثہ بن سراقہ ؓ ایک انصاری صحابی تھے۔ سیرت نگاروں نے ان کا تذکرہ غزوہ بدر کے شہداء میں کیا ہے۔ غزوہ بدر کفر واسلام کے درمیان پہلی جنگ نہایت ہی اہمیت کی حامل تھی۔ یہ حق وباطل میں فرق کرنے والی جنگ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اسے ''غزوہ الفرقان'' بھی کہتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جب لوگوں کو دعوت جہاد دی اور ان سے کفر کے مقابلے کے لئے نکلنے کو کہا تو حارثہ ؓ اپنی والدہ کے پاس آئے۔ ان کی والدہ بوڑھی ہو چکی تھیں۔ خاوند پہلے ہی

فوت ہو چکا تھا۔ بڑھاپے کا واحد سہارا حارثہ ؓ تھے۔ جن سے شدید محبت تھی۔ یوں تو تمام مائیں اپنی اولاد سے بڑی محبت اور پیار کرتی ہیں۔ مگر اکلوتی اولاد کی وجہ سے وہ حارثہ ؓ سے بڑی محبت اور پیار کرتی تھیں۔ بیٹے کی معمولی تکلیف پر تڑپ اٹھتیں۔ سردی کے موسم میں ذرا سی سردی پر پریشان ہو جاتیں کہ کہیں میرے بیٹے کو سردی نہ لگ جائے۔ گرمی کے موسم میں یہ پریشانی لاحق ہوتی کہ کہیں میرے بیٹے کو لو نہ لگ جائے۔

اور آج بیٹا اپنی والدہ کے رو برو کھڑا تھا۔ ماں نے بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: بیٹے! اب تم بڑے ہو چکے ہو، میری ایک خواہش ہے کہ اب تمہاری شادی کر دوں۔ تمہارے بچے ہوں، میں ان سے دل بہلاؤں، ان سے کھیلوں، اور بیٹا کہہ رہا ہے: اماں جان! آپ کو معلوم ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد کا اعلان کیا ہے۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ جہاد کے لے جانا چاہتا ہوں۔ آپ کی اجازت لینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اماں جان! مجھے خوشی خوشی اجازت عطا فرمائیں۔

والدہ کہنے لگی! بیٹے مجھ سے تمہاری جدائی برداشت نہ ہو پائے گی، تم میرے پاس ہی رہو۔ ادھر حارثہ ؓ اپنی والدہ سے بار بار اجازت کے لئے اصرار کرنے لگے۔ انہوں نے اپنی والدہ کے ہاتھ چومے، ماتھے پہ بوسہ دیا اور کہا: اماں جان! خوشی سے اجازت دے دیں۔ جب بیٹے کا اصرار حد سے بڑھا تو بوڑھی والدہ نے کہا: ٹھیک ہے تم جہاد پر جانا چاہتے ہو، میں تمہیں اجازت دیتی ہوں۔ مگر سنو! تمہارے بغیر میرا دل نہیں لگے گا۔ جب تک تم واپس نہیں آجاتے، مجھے کھانا پینا اچھا نہیں لگے گا، مجھے چین نہیں آئے گا۔ پھر والدہ اٹھی، اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے کپڑے پہنائے، تلوار اس کے گلے میں لٹکائی، پھر بیٹے کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اسے میدان جہاد کی جانب روانہ کر دیا۔

جب مسلمان بدر کے مقام پر پہنچے تو کنویں کے پاس پڑاؤ ڈالا۔ ادھر قریش بھی اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ وارد ہوئے اور مسلمانوں نے اور کافروں نے لڑائی کے لئے صفیں باندھ لیں۔ خود رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے لشکر کی صف بندی کی۔ آپ نے حباب بن منذر ؓ کے مشورے پر آگے بڑھ کر پانی کے کنویں پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کی حفاظت کے لئے ایک انصاری جوان حبان بن عرقہ ؓ کو مقرر کیا کہ کوئی دشمن اس میں زہر نہ ملا دے، چنانچہ ان کو یہ ہدایت کی گئی کہ دشمن کا کوئی بھی آدمی کنویں کے قریب پھٹکنے نہ پائے۔

لڑائی شروع ہونے سے ذرا پہلے حارثہ ؓ کو پیاس محسوس ہوئی اور انہوں نے کنویں کا رخ کیا۔ وہاں پہنچ کر کنویں سے پانی نکالا۔ اپنی پیاس بجھانا چاہتے تھے کہ کنویں کی حفاظت پر مامور انصاری صحابی نے سمجھا یہ دشمن کا آدمی ہے۔ جو کنویں میں زہر ملانا چاہتا ہے یا مسلمانوں کو تکلیف پہنچانا چاہتا ہے۔ کہنے لگے: نعوذ باللہ، اسلام کا دشمن ہمارے کنویں کو خراب کرنے کے لئے آیا ہے۔ انہوں نے اپنے تیر کو کمان میں رکھا اور نشانہ باندھ کر پوری قوت سے تیر دے مارا۔ حارثہ ؓ نے چیخ ماری، زمین پر گر پڑے مسلمانوں نے انہیں دشمن کا آدمی سمجھا، کسی نے ان کی طرف توجہ نہ دی، حارثہ ؓ نے تیر نکالنے کی کوشش کی، مگر ان کی موت آچکی تھی، خون کا فوارا بہہ رہا تھا اور اسی حالت میں وہ اپنے رب کے پاس چلے گئے جب ان کی موت واقع ہو گئی تو کنویں پر مامور محافظ صحابی آگے بڑھے اور اپنے تیر کا شکار ایک مسلمان کو دیکھ کر سخت حیران و پریشان ہوئے کہ یہ کیا ہوا، میں نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا؟ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ میں نے تو اسے دشمن کا آدمی سمجھا تھا!! سرور کائنات نبی اکرم ﷺ کو خبر دی گئی۔ آپ نے اس انصاری صحابی کو معاف کر دیا کہ ان کا کوئی قصور نہ تھا۔ دونوں لشکروں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت سے ہمکنار فرمایا۔ مسلمان خوش خوش واپس مدینہ آئے۔

آپ ﷺ نے پہلے ہی سیدنا بلال ؓ اور سیدنا زید ؓ کو فتح کی خوشخبری دے کر مدینہ بھجوا دیا تھا۔ جب مسلمان واپس آئے تو اہل مدینہ نے مجاہدین کا والہانہ استقبال کیا۔ عورتیں بچے اور بوڑھی عورتیں اپنے خاوندوں، باپوں اور بیٹوں کے انتظار میں تھیں۔ رشتہ دار والہانہ طور پر اپنے عزیزوں کا استقبال کر رہے تھے۔ انہی استقبال کرنے والوں میں ام حارثہ ؓ بھی موجود تھی۔ مسلمان مجاہد مدینہ میں داخل ہوئے۔ بچے آگے بڑھ بڑھ کر اپنے باپوں کو سلام کر رہے ہیں، ان کے احوال پوچھ رہے ہیں۔ ام حارثہ ؓ شوق انتظار میں کھڑی ہے کہ کب اس کا لخت جگر آئے، اس کو سینے سے لگائے، اپنی اداسی دور کرے۔ قافلے آتے رہے، اس کے پاس سے گزرتے رہے، مگر ان میں اس کو اپنا لخت جگر حارثہ ؓ نظر نہ آیا۔ دل میں طرح طرح کے وسوسے اور خدشات پیدا ہو رہے ہیں تھے۔ آخر دل کو تھام نہ سکی، ایک صحابی کا راستہ روک کر کھڑی ہو گئیں۔

پوچھا: تم حارثہ کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں جانتا ہوں مگر تمہارا حارثہ سے کیا تعلق؟ کہنے لگی: میں اس کی والدہ ہوں۔ میں ام حارثہ ہوں۔ صحابی نے کہا: تو پھر اپنے بیٹے پر صبر کرو، تمہارا بیٹا شہید ہو گیا ہے۔ ام حارثہ ؓ نے جب خبر سنی، شہید کا مقام و مرتبہ یاد آ گیا۔ بیٹا شہید ہو گیا۔ میں شہید کی ماں، میرا بیٹا جنتی۔ اللہ اکبر۔ یہ مقام اور مرتبہ، میرا بیٹا میری سفارش کرے گا۔ بے اختیار کہنے لگی: میرا بیٹا شہید ہے۔ مگر میں تو اس کو شہید نہیں سمجھتا، صحابی نے جواب دیا۔ پوچھا: کیوں؟ کیا اس کو کافروں نے قتل نہیں کیا؟ کہا: نہیں تو۔ پوچھا: کیا وہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان لڑائی میں قتل نہیں ہوا؟ کہا: نہیں۔ کیا کہا؟ میرا بیٹا اپنے دین کا، اسلام کا دفاع کرتے ہوئے شہید نہیں ہوا، میرا بیٹا کیسے قتل ہوا؟ میرا بیٹا حارثہ کدھر ہے؟ وہ غم و مصیبت میں مبتلا سوال پر سوال کئے جا رہی تھی۔ صحابی نے کہا کہ دراصل تمہارا بیٹا معرکہ شروع ہونے سے پہلے ہی شہید ہو گیا تھا، اور اس کو قتل کرنے والا بھی مسلمان ہے۔ تمہارے بیٹے نے معرکے میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ اماں نے کہا کہ تمہارا مطلب یہ ہے کہ میرا بیٹا شہید نہیں ہے۔ اس بوڑھی اماں نے جب سارا قصہ سنا تو مضطرب اور بے چین ہو کر کہنے لگی کہ کائنات کے امام محمد رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ صحابی نے کہا وہ دیکھو اللہ کے رسول ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ وہ جلدی سے آگے بڑھی، آنکھوں سے آنسو جاری تھے، غم والم کا پہاڑ آ پڑا کہ جوان، اکلوتا بیٹا شہید نہیں ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ ایک خاتون آ رہی ہے، رک گئے۔ اماں پاس آئی تو پوچھا: کون؟ کہا: ام حارثہ۔ فرمایا: کیا چاہتی ہو؟ عرض کیا: اللہ کے رسول۔ آپ کو خوب معلوم ہے کہ مجھے اپنے بیٹے سے کتنی محبت تھی۔ سارا مدینہ میری محبت سے خوب واقف ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرا بیٹا قتل ہوا ہے۔ اللہ کے رسول! مجھے بتائیے قتل کے بعد حارثہ کہاں ہے، میرا لخت جگر کہاں ہے؟ اگر تو جنت میں ہے تو میں صبر و شکر کروں، اگر وہ جنت میں نہیں تو پھر مجھے اجازت دیں کہ میں اس کا نوحہ کروں، خوب روؤں، اتنا روؤں کہ اس سے پہلے اس کی کوئی مثال نہ ہو، حتیٰ کہ مجھے قرار آ جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''ام حارثہ! کیا کہتی ہو''؟ کہنے لگی: یا رسول اللہ! وہی جو آپ مجھ سے سن چکے ہیں۔ اگر جنتی ہے تو صبر اور شکر کروں اور جنتی نہیں تو کم از کم نوحہ تو کروں۔

کائنات کی سب سے مشفق شخصیت نے رحمت بھری نظروں سے دیکھا، ایک بوڑھی عورت اپنے بیٹے کے لئے تڑپ رہی ہے۔ پھر بھی صبر کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ وہ اگر اس کے سامنے ہوتا تو اسے گلے سے لگاتی، اس کا منہ چومتی، اپنے سے کبھی جدا نہ ہونے دیتی۔ ام حارثہ ؓ نہایت اضطراب کے عالم میں کھڑی نتیجے کا انتظار کر رہی ہے۔ نجانے آپ کیا فرماتے ہیں۔ قدموں میں لغزش ہے۔ حلق خشک ہو گیا ہے، چہرے پر آنسو ٹھہر گئے ہیں، حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہی ہے۔ کہ ابھی وہ زبان حرکت میں آنے والی ہے۔ جس سے صرف سچ نکلتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جب اس عورت کی اپنے بیٹے سے محبت دیکھی تو فرمایا:

''ام حارثہ ؓ! تمہیں کیا ہو گیا ہے، بیٹے کی محبت میں دیوانی ہو گئی ہو، تم ایک جنت کی بات کرتی ہو؟ رب العزت نے حارثہ کو بہت ساری جنتوں کا مالک بنا دیا ہے۔ خوش ہو جاؤ، تمہارا بیٹا جنت الفردوس میں پہنچ گیا ہے۔''

(بخاری: ۳۹۸۲، ترمذی: ۳۱۷۴، احمد: ۳/۱۲۴)

جب اس بوڑھی عورت نے خوشخبری سنی، سر عجز و انکسار سے جھک گیا، چہرے پر تازگی آ گئی اور آنسو رک گئے۔ چہرہ آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا: اللہ اکبر! اللہ اکبر! تیرا شکر ہے، میں شہید کی ماں بن گئی،

پہلا سرجن

بہت تھوڑے لوگوں کو یہ بات معلوم ہے کہ دور جدید کے علم جراحی یعنی سرجری کے فن کی باقاعدہ ابتداء ایک مسلمان نے کی اور اس فن کے لئے ایسے اصول بنائے کہ آج تک ان پر عمل ہو رہا ہے۔ اس مسلمان طبیب کا نام ابوالقاسم زہراوی تھا۔ وہ ۹۳۶ء میں اندلس میں قرطبہ کے مدینۃ الزہرہ میں پیدا ہوئے اور اسی جگہ کی نسبت سے الزہراوی کہلائے۔ ان کا ایک بہت بڑا کارنامہ یہ تھا کہ انہوں نے سرجری کے آلات خود بنائے اور انہیں استعمال کیا۔ ان میں سے بہت سے آلات اب بھی سرجری میں استعمال کئے جاتے ہیں۔

ابوالقاسم جس زمانے میں پیدا ہوئے وہ اموی خلیفہ عبدالرحمٰن کا دور تھا۔ قرطبہ میں پچاس سے زیادہ ہسپتال تھے۔ لوگوں کے علاج کا بہترین انتظام تھا۔ طبیبوں کی تعلیم اور تربیت کے لئے ایک بہت بڑا تعلیمی مرکز بھی شہر میں قائم کیا گیا تھا۔ جس کے کتب خانے میں دو لاکھ کتابیں تھیں۔ ابوالقاسم نے اسی تعلیمی مرکز میں تعلیم حاصل کی اور پھر شاہی شفاخانے میں کام کرنا شروع کر دیا۔ انہیں جراحی سے خاصی دلچسپی تھی۔ چنانچہ انہوں نے طب کے اسی شعبے میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ بہت جلد ان کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور انہیں شاہی طبیب مقرر کر دیا گیا۔

جراحی میں مہارت حاصل کرنے کے بعد ابوالقاسم نے ایک کتاب ”التصرف“ کے نام سے لکھی۔ یہ طب کے موضوع پر ایک مستند کتاب تھی۔ یہ درحقیقت ایک طبی انسائیکلوپیڈیا تھی جو تیس جلدوں میں پھیلی ہوتی تھی، اس میں بیماریوں کے اسباب اور ان کے علاج کی تفصیل تھی۔ کتاب کی تین جلدیں جراحی کے بارے میں تھیں اور ان ہی کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ ان میں خاص بات یہ تھی کہ ابوالقاسم نے خود مختلف بیماریوں کے سلسلے میں جو آپریشن کئے تھے، ان کا تفصیل سے ذکر تھا۔ بعض آپریشن تو بہت ہی نازک تھے، اس طرح کے بعض آپریشنز سے اس وقت تک کے لوگ واقف ہی نہ تھے۔

کتاب التصرف میں دانتوں، آنکھوں، حلق، مثانے کے آپریشن، ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑنے، اکڑے ہوئے پٹھوں اور جوڑوں کے بٹھانے، خراب عضو کو کاٹنے اور ہر قسم کے پھوڑے چیرنے کا ذکر ہے۔ الزہراوی نے سر کے آپریشن کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ داغنے کے مختلف آلات اور ان کے استعمال کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے۔ ابوالقاسم کی کتاب میں جراحی کے ان آلات کی تصویریں اور خاکے بھی دیئے گئے ہیں جو اس نے خود ایجاد کئے اور انہیں عمل جراحی یعنی آپریشن میں استعمال کیا۔ یہ کتاب صدیوں تک یورپ کی یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی رہی۔ عربی زبان سے سب سے پہلے اس کا ترجمہ ۱۴۹۷ء میں لاطینی زبان میں وینس میں ہوا۔ کوئی پچاس سال بعد اس کا ایک اور ایڈیشن شائع ہوا جس میں تصویریں اور خاکے بھی شامل تھے۔ اس کے بعد اس کا پہلا فرانسیسی اور پھر انگریزی زبان میں ترجمہ ہوا۔ انیسویں صدی کے آخر تک اس کتاب کی اہمیت باقی رہی اور آج بھی یہ طب کی تاریخ میں ایک اہم سنگ میل سمجھا جاتا ہے۔ الزہراوی نے اپنے علم اور تجربہ سے طب اور جراحی کو جو فائدہ پہنچایا، اس کا اعتراف آج بھی کیا جاتا ہے۔

فرحان ظفر......کوٹفرید، سرگودھا

ہیپی نیو ایئر

ابورضوان جاوید......بدھلہ سنت، ملتان

انگریزی سال کے اختتام پر جب دسمبر کی اکتیس تاریخ ہوتی ہے تو اسے سال کا آخری دن سمجھتے ہوئے نئے سال کی ابتداء کے لئے بعض جگہوں پہ انسان حیوانیت پر اتر آتا ہے۔ 31 دسمبر کی رات شیطانی کام کر کے شیطان کو خوش کیا جاتا ہے۔ وی سی آر کی دکانوں پہ فلموں کے آرڈر بک ہو جاتے ہیں اور یوں سال کی آخری رات بے حیائی اور فحاشی کے کھیل کھیلتے ہوئے اعمال نامے کو سیاہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح نئے سال کی ابتداء میں پہلا دن بھی ایسے پروگراموں کا شکار ہو جاتا ہے جس قدر کوئی چاہتا ہے کہ وہ کھل کر حیا کا پردہ چاک کر لیتا ہے اس سارے عمل کا نام دیا جاتا ہے ہیپی نیو ایئر (Happy New Year) کا۔ اسلام میں نئے سال کی ابتداء پر یوں ایسے کاموں کی کوئی اجازت نہیں مگر ہم پر مغربی ثقافت کا ایسا رنگ چھایا ہے کہ ہم بھول ہی گئے کہ اسلامی سال کی ابتداء محرم کے مہینہ سے ہوتی ہے اور اختتام ذوالحجہ کے مہینے پر ہوتا ہے۔ ہمارے کیلنڈروں اور ڈائریوں پہ انگریزی تاریخ ہی درج ہوتی ہے دفاتر میں انگریزی تاریخ والا کیلنڈر ملازمین کی تنخواہیں اسی کیلنڈر کے مطابق چھٹیاں بھی ان ہی تاریخوں کے حساب سے گویا کہ اسلامی مہینوں کی تاریخیں محض رمضان المبارک اور عیدین سے ہی لٹک کر رہ گئی ہیں۔ اس دن کے منانے میں اسلامی روایات کا مذاق ہے، مسلمانیت کے نام پر دھبہ ہے اور پیارے رسول ﷺ کے اس فرمان کی توہین ہے۔ ”یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو۔“

آیئے ذرا اس دن کی تاریخ اور ابتداء کو سامنے رکھتے ہیں۔

ہیپی نیو ایئر کی تاریخی حیثیت:

تاریخ میں نئے سال کا استقبال مختلف تاریخوں میں ہوتا رہا ہے۔ برطانیہ اور امریکی علاقوں میں 1752ء میں اس کیلنڈر کو اختیار کیا گیا جس کی ابتداء جنوری سے ہوتی تھی۔ چنانچہ جنوری کے پہلے دن کو نئے سال کے طور پر منایا جانے لگا۔ دنیا کی رسومات کے مطابق اس کے منانے کے طریقے مختلف رہے ہیں مثال کے طور پر جنوبی ایشیاء میں پرندے اور فاختائیں آزاد کرتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ آئندہ بارہ مہینے ان کے لئے اچھے ہوں۔ یہودی لوگ مخصوص کھانوں کے ساتھ مذہبی تقریبات منعقد کرتے ہیں۔ جاپانی چاولوں کا کیک تیار کرتے ہیں۔ امریکی لوگ 31 دسمبر سے ہی اس کا آغاز کر دیتے ہیں اور بسا اوقات بہروپ بھرتے ہوئے نئے کپڑے پہن کر منہ پر ماسک چڑھا لیتے ہیں۔ لیکن یہ ابتدائی چیزیں تھیں۔ آہستہ آہستہ کھانوں کی جگہ شراب و کباب نے لے لی اور تقریبات نے ڈانس پارٹیوں کا رنگ اختیار کر لیا پھر وہی سب کچھ ہونے لگا جس کا نام بے غیرتی ہے۔

افسوس اس بات پر ہے کہ اس قدر جوش و خروش سے یہ تہوار تو وہ بھی نہیں مناتے جنہوں نے اس رسم کو شروع کیا ہے ہم کہتے ہیں کہ ہم محبِ رسول ﷺ ہیں اور بسا اوقات یہ کہتے ہوئے دوسرے کے گریبان کو بھی تھام لیتے ہیں کہ میں تجھ سے زیادہ محبِ رسول ﷺ ہوں لیکن...... نقالی ان کی جو دشمن اسلام...... اسلامی روایات کے دشمن جن کا عزم و ارادہ یہ کہ اسلام کے نام لیواؤں سے مسلمانیت کو چھین لیا جائے۔

(بحوالہ: غیر مسلم تہوار، از تفضیل احمد ضیغم، صفحہ نمبر ۶۰،۶۳ بے حیائی کا بازار)

مظفر آباد کی ننھی یتیم بچی کیلئے بچوں کی طرف سے بھیجے گئے گرم کپڑے۔ سویٹر جیکٹس۔ کھلونے اور نقدی کا منظر

مقابلہ شاعری

شمارہ 34 کا موضوع	امانت و دیانت
شمارہ 35 کا موضوع	زلزلہ

انعام یافتہ

شعور نے آنکھ کھولی مسلماں کو جھکا پایا
عقل سے پوچھا عروج سے یہ زوال کس طرح آیا
قرآن نے کہا مجھ پر عمل چھوڑ دیا تھا
سنت بولی اسلام سے دوری کا مزہ پایا

حافظہ عظمیٰ......گوندلانوالہ

قرۃ العین خنساء اوکاڑہ — رضیہ جمیل صفدر آباد

سنا ہے کہ مومن کو ہی ملتی ہے جنت
جو مشرک ہوں وہ کبھی جنت میں جایا نہیں کرتے
جو بدعت کو سنت سمجھتے ہیں مظہر
اللہ ان پہ رحمت کا کبھی سایہ نہیں کرتے

مظہر اشفاق تبسم......بھمبہ کلاں، تحصیل و ضلع، قصور

توحید کا اس ملک میں کچھ پاس نہیں ہے
سنت کا کسی کو یہاں احساس نہیں ہے
قرآن کسی شخص کو بھی راس نہیں ہے
قوالوں کا شیدائی یہاں پیروجواں ہے
ہم کو بھی دکھاؤ کہ وہ اسلام کہاں ہے

حفصہ افضال......خورشید کالونی، گجرات

سب سلفی بھائیوں مل کے چلو احیاء سنت عام کریں
پھر آؤ دلوں کو گرمادیں پھر شوق شہادت عام کریں
پھر زنگ اتاریں سینوں کے پھر نور بصیرت عام کریں
دنیا سے نفرت سکھلائیں اللہ کی محبت عام کریں

سجاد الرحمٰن تاج......ملتان

یہ عہد کیا ہے اللہ سے سنت کردار بنائیں گے
ہم غلبہ دین کی خاطر اب یونہی تلوار چلائیں گے

نسرین ذکریا......چونیاں

دنیا کی عمر میری اسلام پہ ہو پوری
سنت پہ جان دے دوں بدعت نہیں گوارہ

ام مصعب......چوبرجی، لاہور

تم حدیثیں پڑھو اہل سنت بنو
ایک ملت بنو ایک امت بنو
حاملین لوائے اخوت بنو
وارثان علوم نبوت بنو
فرقے سب چھوڑ دو بت سبھی توڑ دو
فرقے سب چھوڑ دو بت سبھی توڑ دو

عبدالودود عاصم......لاہور

محمد مصطفیٰ ﷺ نور الھدیٰ، محبوب سبحانی
سراپا حلم و شفقت باعث افضال رحمانی
وہ جس کی عظمتوں کے غلغلے ہیں آسمانوں میں
وہ جس کے ذکر کی رفعت کے چرچے ہیں جہانوں میں
وہ جس کی مشعل سنت سے عالم میں اجالا ہے
وہ جس کے حسن سیرت کا جہاں میں بول بالا ہے

عائشہ حامد......سنت نگر، لاہور

جو سر کو جھکائے صف آرا مرنے کو ہیں تیار کھڑے
کوئی ہاتھ پکڑ کا قاتل کا دیکھے تو جرات کتنی ہے؟
یہ مسلم سب ہی غازی ہیں اور اللہ راضی ہے سب سے
ایمان کی حالت کیسی ہے سنت سے محبت کتنی ہے؟

سمیرا منظور......سمن آباد، لاہور

مقابلہ شاعری، موضوع ''قرآن'' میں جن بچوں کے اشعار لیٹ موصول ہوئے

سارہ حامد، لاہور۔ بنت محمد اصغر، فاروق آباد۔ ملکھانوالہ فیصل آباد۔ سلمٰی عبدالرحمٰن، مریم امین گویدپور، سیالکوٹ۔ لبنیٰ حکیم، بشریٰ حکیم، ہارون آباد۔ سجادالرحمٰن بن تاج محمد ملتان۔ عمر علی ولد اصغر علی، عالیہ اشفاق۔ عبدالرب اور عبدالعظیم پسران شوکت علی چونیاں۔ محمد مصعب عبقری، نارووال۔ حافظہ نادیہ نذیر، بہاولپور۔ اخت حافظ عمران منڈی بہاؤالدین۔ روبینہ ریاض ملتان۔ سامعیہ حسن صادق آباد۔ زینب بخاری بنت شوکت علی فیروز وٹواں، یاسمین محمد سرور شیخ بھائی پھیرو۔ انیلہ مقبول، ساہیوال۔ ابوعبیدہ محمد جہانگیر گوندلانوالہ۔ طیبہ جمیل، حافظہ عظمیٰ جمیل کھوکھر پنڈ شہیداں۔ جویریہ کرن۔ شگفتہ شاہین کنگن پور

موت کا قتل

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب اہل جنت کو جنت میں اور اہل جہنم کو جہنم میں داخل کردے گا تو موت کو کھینچ کر لایا جائے گا۔ ایک دیوار پر جو اہل جنت اور اہل جہنم کے درمیان واقع ہوگی پھر کہا جائے گا۔ اے جنت والو! وہ متوجہ ہوجائیں گے پھر کہا جائے گا۔ اے جہنم والو! وہ متوجہ ہوجائیں گے انہیں شفاعت کی امید ہوگی۔ پھر اہل جنت اور اہل جہنم کو مخاطب کرکے کہا جائے گا کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ اہل جنت اور اہل جہنم دونوں کہیں گے ہم پہچانتے ہیں یہ موت ہے جو ہم پر (دنیا میں) مسلط کی گئی تھی۔ چنانچہ اسے دیوار پر لٹا کر ذبح کردیا جائے گا پھر کہا جائے گا اے جنت والو! آج کے بعد موت نہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں رہو اور اے جہنم والو! آج کے بعد موت نہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہو۔

(ماخوذ از: ترمذی ابواب صفۃ الجنۃ)

عبدالرؤف انجم......فروکہ، سرگودھا

کوشش جاری رکھیں

طاہر رضوان وہاڑی (جنت کے پرندے) عبدالمالک ملتان (جاگ ذرا مسلم) عبدالمنان چک شمالی (عیدالفطر کے مسائل) رقیہ بانو کوٹ ادو (کامیابی) عطاء اللہ صادق شیخوپورہ۔ ابوحنظلہ فیصل آباد (گلدستہ احادیث) حافظہ فوزیہ بنت سلیم لاہور۔ (حمد باری تعالیٰ) عمار یاسر، سرگودھا (آثار قیامت) انعام الحق یزدانی قصور۔ (خوفناک منظر) رانا کبیر احمد، سیالکوٹ (اللہ کا ذکر) حافظہ فائزہ سعودی عرب (اقوال زریں) راحیلہ بنت اکرم، گوجرانوالہ (کیا تم پسند کرتے ہو) اسما نورین جھنگ (ماہ رمضان آپ کے فرائض) ثمینہ یاسمین (عقل و شعور کا قاتل) شاہد اعوان سیالکوٹ (حسن سلوک) محمد مصعب عبقری نارووال (میں روزے سے ہوں) ام مصعب لاہور، عائشہ، عاتکہ ارشد گوجرہ (دنیا کے دس بڑے پہاڑ) محمد بلال (حکایات صحابہ) محمد جمیل ڈسکہ، عامرہ بنت حاجی خلیل الرحمٰن لیہ (ممالک کے قومی نشان) محمد یونس سلفی لودھراں (میری آنکھ نہیں کھلتی) سائرہ رشید سلانوالی (ذہین بچہ) مدیحہ گوہر فیصل آباد (الوؤں کے مسائل) محمد کاشف احسن قصور (خدا کے نور کی مثال) حافظ عبدالرؤف بھلوال (عظیم فاتح مسلمان) سمیرا سائرہ طلعت گوجرانوالہ۔ حفصہ جمیل، فائزہ جمیل چونیاں (نماز ضروری ہے) بنت نذیر احمد بہاولپور (سورۃ اخلاص کے فضائل) شاہ زیب احمد لاہور (احادیث نبوی) محمد صدیق قیوم قصور (مایوسی گناہ ہے) اخت ابویونس شہید قصور (سائنسی معلومات) محمد عادل فاروق سمندری (زلزلہ اور انصاف) عالیہ نعیم گوجرانوالہ (معلومات عالم) زبیدہ بنت عبدالحمید (ہندو قوم کی شکست) محمد شعیب، عبدالرؤف بھٹی۔ (مجاہد کی شجاعت) رفیقہ نواز شیخوپورہ (ایسا نبی) کومل احتشام میانوالی (ماں، کشمیر کی صدا) اخت امیر حمزہ لالہ موسیٰ (استاد اور شاگرد) اخت ابوعلقمہ شہید، گوندلانوالہ (چاند ستارے) مدثر محمود کمبوہ ساہیوال (انمول موتی) جمیلہ شوکت، گوجرہ، محمد فضل الرحمٰن، دنیاپور (غور سے پڑھ اللہ سے ڈر) سحر سرور اینڈ زرغونہ دلاور تاندلیانوالہ (درس قرآن سن لو) فوزیہ فرزانہ ثاقب (اتحاد) مجاہدہ عفیفہ عرفان کیلیانوالہ (انسانیت کی پکار) ربیعہ نصر گجرات (چڑیا کی دانشمندی) عصمت اعجاز بٹ، لاہور (رسول اللہ کے آنسو) رابعہ جبین فیصل آباد (شیطان سے انٹرویو) خوشی محمد (ازواج مطہرات) صباحت فاطمہ میلسی (قرآن کے فضائل) امۃ القیوم (شعلے) نوید احمد، وہاڑی (ابوجہل کا قتل) سلیمان احمد راولپنڈی (ٹھوکر) مریم امین گویدپور سیالکوٹ (اشعار) زینب انصاری سیالکوٹ۔ لقمان بن ذکریا خانیوال (ماں) سبین اختر میرپور آزاد کشمیر (مرقع حسن خلق) نوید احمد قصور (بادشاہ کی موت) شگفتہ رفیق فیصل آباد (باوقار قاضی اور مکھی) صالحہ سکندر سومرو کراچی (ابوعبیدہ بن جراح) ثوبیہ ثناء اللہ، میاں چنوں (انوکھی وصیت) ابوذر، وقار، نوید خانیوال۔ شعیب بھٹی بھائی پھیرو۔ مہوش امان اللہ سرگودھا (والدین کی اطاعت) شہزاد احمد ساہیوال (غزوہ بدر) حافظ محمد اشرف رحیم یار خان (غزوہ بنو قریضہ) سعدیہ جاوید (نیک دل حکمران) عبدالغفار بن حنیف (چوری چھوڑنے کا صلہ) سائرہ سمیرہ طلعت خان گوجرانوالہ (ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ) شائلہ گلشن (خالد بن ولید کی بہادری) زعیمہ کوثر نارووال (ایک مناظرہ) ربیعہ ناز گرجاکھ (آزمائش) محمد سہیل نعمان علی ماموں کانجن (علم کا سمندر) سرفراز بھٹی (تقویٰ اور اس کا انعام) ابومعاذ (رزم حق باطل) عتیقہ نواز شیخوپورہ (جنت کی کھجور) سمیرا منظور لاہور (سچی گواہی) صبا عبدالرشید شیخوپورہ (جنت کے میوے اور ایمان) عمر شاہین مریدکے (اسپیشل چھاپہ مار) حافظ خلیل الرحمٰن بہاولپور (شاندار فتح) حافظ محمد اشرف رحیم یار خان (بیت المال کا خیال)۔ رباب عبدالغنی خوشاب (جب بھیڑیا بول پڑا) ابومعاذ بجرہ (پہلی تلوار) ثمینہ طالب فیصل آباد (بہادر ماں کے دلیر فرزند) اخت راشد ستار وٹو، سلطان محمود بہاولپور۔ عبدالغفار بن حنیف فیصل آباد۔ بنت محمد اسلام راولپنڈی۔ سامعیہ حسن فرحین قدیر صادق آباد۔ بنت ماسٹر عبدالغفور فیصل آباد۔ شبانہ جاوید نیالاہور۔ ظہیر عباس ڈھلہ چوک (پچاس سال کی عبادت) لقمان علی ماموں کانجن (عمر فاروق کی عید) ابوالحفص مکی رینالہ خورد (فلسفہ محبت)

جب زلزلہ آیا

مجھے زلزلے سے ڈر لگتا ہے:

میں تیسری کلاس میں پڑھتا ہوں، میں اپنے سکول گیا ہوا تھا اور میرا انگریزی کا پرچہ تھا۔ بس زلزلہ آیا۔ سکول بہت زور سے ہلنے لگا۔ سب بچے دوڑے اور میں بھی باہر دوڑا۔

میرے اوپر ایک پتھر گر گیا اور میں اس کے نیچے آگیا۔ بہت سارے بچے نیچے تھے اور شور کر رہے تھے۔ مجھے زمیر بھائی نے نکالا۔ میرا یہ بازو علیحدہ ہو گیا تھا، بہت خون نکلا۔ پھر مجھے آدمی اٹھا کر گھر لے گئے۔ مجھے بہت درد ہوتا تھا تو میرا بھائی مجھے فوجیوں کے ہسپتال لے گیا اور پھر دو دن بعد میں فوجیوں کے ساتھ پروں والے جہاز پر بیٹھ کر ہسپتال آگیا۔ میں اس سے پہلے جہاز پر نہیں بیٹھا تھا۔ مجھے جہاز پر بیٹھ کر بہت اچھا لگا۔ میں اکیلا ہسپتال آیا اور پھر دوسرے دن گھر والے یہاں آئے۔

مجھے زلزلے سے بہت ڈر لگتا ہے۔ اب جب ہسپتال والے مجھے ایک ہفتے کے بعد نکال دیں گے تو واپس اپنے گاؤں چلا جاؤں گا اور کھیلوں گا۔ پہلے بھی میں اپنے گھر میں گاڑیوں کے ساتھ کھیلتا تھا اب بھی کھیلوں گا۔ جب واپس جاؤں گا تو دوبارہ سکول جاؤں گا۔ ادھر ٹینٹ آگئے ہیں، کرسیاں آگئی ہیں۔ وردیاں آئیں گی، بیگ آئیں گے اور مفت کتابیں ملیں گی اور میں پھر پڑھوں گا۔

(راوی: رضا علی عمر دس سال
.....باانڈی، گوگیاں، مظفر آباد)

میں بہن کی قبر پر جاؤں گی:

آٹھ تاریخ کو میں اور میری چھوٹی بہن تیار ہو کر سکول گئے۔ ابو میری چھوٹی بہن سے بہت پیار کرتے تھے۔ جب میں اور میری بہن سکول جا رہے تھے تو وہ مجھ سے کہہ رہی تھی کہ کل سکول سے چھٹی ہے اور ہم دونوں روزہ رکھیں گے، اور ابو سے کہیں گے کہ ہمارے لئے بہت سی چیزیں لے کر آئیں۔ پھر وہ اپنی کلاس میں چلی گئی اور میں اپنی کلاس میں۔ جب زلزلہ آیا تو لڑکیاں باہر بھاگیں۔ میں نے بھی باہر بھاگنے کی کوشش کی لیکن میں دیوار کے نیچے آگئی۔ میرے ساتھ ایک اور لڑکی بھی تھی لیکن اس کے سر کے اوپر شاید پتھر لگا تھا۔ اس کا خون بہہ کر میرے پاس آرہا تھا تو میں نے زور سے چیخ ماری۔ لیکن اس وقت کوئی قریب نہیں تھا۔ میں کوئی ایک ڈیڑھ گھنٹہ دیوار کے نیچے رہی۔ جب مجھے نکالا گیا تو مجھے لگ رہا تھا کہ میری دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئی ہیں۔ بہت درد تھا۔ لیکن میں نے پھر بھی سب سے پہلے اپنی بہن کا پوچھا۔ اس وقت کوئی کچھ نہیں بتا رہا تھا۔

میری ٹانگ میں اتنا درد تھا کہ میں بے ہوش ہو گئی۔ مجھے گھر لے کر گئے۔ ایک یا دو دن بعد ہیلی کاپٹر پر ڈال کر مجھے پنڈی لے آئے۔ مجھے بعد میں پتہ چلا کہ میری بہن فوت ہو گئی ہے۔ میں اس دن کے بعد اپنی بہن کو نہیں دیکھ سکی۔ میری دوست کے بارے میں کچھ نہیں پتہ۔ میرے ابو بھی تب سے میرے ساتھ ہیں۔ پتہ نہیں ان کو میری بہن کی قبر یاد ہے یا نہیں۔ لیکن جب ہسپتال سے فارغ ہو کر جاؤں گی تو اپنے ابو سے کہوں گی کہ وہ مجھے اپنی بہن کی قبر پر لے کر جائیں۔

(چودہ سالہ سمینہ عابد کا تعلق مانسہرہ سے ہے)

میں پتھر کے نیچے آگیا:

میں پہلے اپنے ابو کو کہتا تھا کہ مجھے پنڈی لے کر جائیں، کیونکہ جو اور بچے میرے ساتھ سکول میں پڑھتے تھے وہ پنڈی آتے تھے، لیکن میں کبھی نہیں آیا کیونکہ میرے ابو مجھے کبھی نہیں لے کر آئے۔ اب میرے ابو مجھے دیکھ کر روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب میں ٹھیک ہو جاؤں گا تو وہ مجھے پنڈی کے ہسپتال سے لے کر باہر جائیں گے اور شہر دکھائیں گے۔ جس دن زلزلہ آیا میں اس دن اپنے سکول نہیں گیا تھا، کیونکہ استاد نہیں آئے تھے۔ میں اپنی بہن کے ساتھ گھر میں کھیل رہا تھا۔ بہت تیز زلزلہ آیا۔ ایک بڑا پتھر میرے اوپر آکر گر گیا۔ باقی سب گھر والے کہیں اور چلے گئے تھے۔ میں ایک گھنٹہ پتھر کے نیچے رہا، اور بہت شور کیا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد میں تھک گیا اور چپ کر گیا۔ جب مجھے نکالا تو دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئی تھیں۔ پھر مجھے

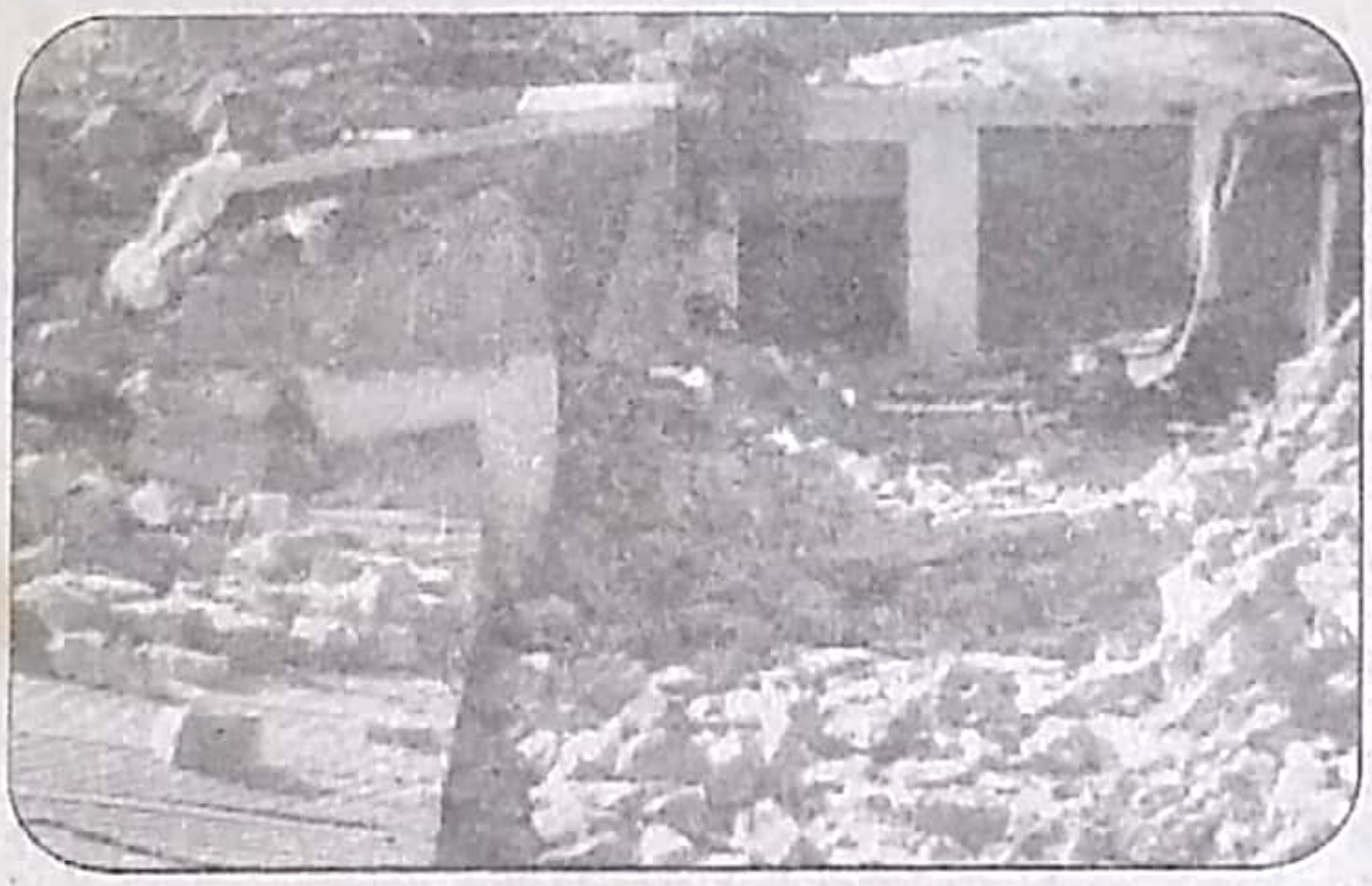

اٹھا کر میرے ابو ایبٹ آباد کے ہسپتال لے گئے۔ میرا آپریشن

انتخاب: محمد یوسف جکھڑ

ہوا اور دونوں ٹانگوں پر پلستر لگا دیا گیا۔ بعد میں مجھے راولپنڈی میں ہسپتال لے آئے۔ سارا دن لیٹا رہتا ہوں اور کھانا کھاتا ہوں۔ جب گھر واپس جاؤں گا تو پھر وہ گاڑی چلاؤں گا اور اپنی بہن کے ساتھ کھیلوں گا۔ باقی بچے جن کا ہاتھ زخمی ہے یا انہیں چوٹیں لگی ہیں وہ دن کو کبھی کبھی اپنے کمرے سے باہر نکل جاتے ہیں، اور کھیلتے ہیں۔ لیکن میں نہیں جا سکتا۔

بارہ سالہ نصیر احمد کلاس پنجم

میں پاگل نہیں ہوں:

آٹھ اکتوبر کی صبح میں اپنے گھر سے یہ سوچ کر نکلی تھی کہ میں جلدی سکول سے گھر واپس آجاؤں گی۔ لیکن میں پھر واپس نہیں جا سکی۔ تب سے ہسپتالوں میں پھر رہی ہوں۔ پہلے عارضی ہسپتال میں، پھر راولپنڈی ہسپتال میں اور اب اٹک کے اس ہسپتال میں۔ اب یہاں دو ہفتے سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ باغ سے پنڈی میں ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر آئی۔ اس سے پہلے میں کبھی راولپنڈی نہیں آئی تھی۔ جب راولپنڈی میں بتایا گیا کہ اب اٹک کے ایک ہسپتال جانا ہے تو میں بہت پریشان ہوئی۔ مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ اٹک کہاں ہے۔ میں سمجھ رہی تھی کہ شاید بہت دور ہے۔ بعد میں پتہ چلا کہ یہ پنڈی کے بہت قریب ہے۔

جن جگہوں کے بارے میں ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا، وہاں جانا پڑا۔ میرے ابو کہتے ہیں کہ بیٹا زلزلے کا بھی تو ہمیں پتہ نہیں۔ کسی چیز کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتے۔ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ میرے کچھ گھر والے ابھی بھی باغ میں ہیں۔ ان کے لئے اٹک بہت دور ہے۔ ان کو وہاں اس لئے رہنا پڑتا ہے کہ وہاں ان کو گھر بنانے کے لئے حکومت سے امداد لینی ہے اور گرے ہوئے گھر کو دوبارہ بنانا ہے۔ سب لوگ یہاں ہسپتال نہیں آسکتے۔ میں کبھی یہاں اکیلی ہوتی ہوں، کبھی ایک بھائی اور ابو میرے ساتھ ہوتے ہیں۔ جب انسان کا گھر نہیں ہوتا تو اس کے سارے پلان، پروگرام سب وہی رہ جاتے ہیں۔

میں کبھی اکیلے میں باتیں کرتی رہتی ہوں، جس کی وجہ سے مجھے نیند کی گولی دی جاتی ہے۔ میں ڈرنے والی لڑکی نہیں ہوں اور نہ ہی پاگل ہوں۔ وقت نے ایسا کر دیا ہے۔ یہاں جو دوسری خواتین ہیں وہ کہتی ہیں کہ میں چھوٹی ہوں، اس لئے ہر وقت ڈری ہوئی رہتی ہوں۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ ہسپتال میں ہمیں کھانا ملتا ہے اور باقی وقت ہم باتیں کرتے ہیں اور یادیں آتی ہیں۔ ہمیں مصروف کرنا چاہیے تاکہ ہمارا دھیان کہیں اور لگے اور ہم دوبارہ پہلے کی طرح سوچ سکیں۔

پندرہ سالہ بجیلا احمد کا تعلق باغ سے ہے

آنکھوں میں خون جم گیا ہے:

میں اپنے سکول میں تھی اور ہماری انگریزی کی کلاس ہو رہی تھی۔ اتنا شدید زلزلہ تھا کہ پتہ نہیں چلا۔ ہم اس وقت کلاس میں پینتیس لڑکیاں تھیں اور تقریباً ساری کی ساری چھت کے نیچے دب گئی تھیں۔ میں دو آدھے گھنٹے ملبے کے نیچے رہی، سب لڑکیاں پہلے تو بہت شور کر رہی تھیں کہ مجھے نکالو، مجھے نکالو۔ لیکن بعد میں آوازیں آنا بند ہو گئیں تھیں۔ مجھے بڑی مشکل سے نکالا گیا۔ میری ٹانگ میں فریکچر ہو گیا ہے اور آنکھوں میں خون جم گیا ہے۔ مجھے جب نکالا گیا تو بہت درد تھا، اور وہاں اس دن تو کوئی ڈاکٹر بھی نہیں تھا اور ہسپتال بھی ٹوٹ گئے تھے۔ بڑے درد میں وہ وقت گزرا۔ دوسرے دن ہیلی کاپٹر وہاں آئے اور اس میں ڈال کر مجھے یہاں لایا گیا، میں اکیلی تھی، پھر جب راستے کھلے تو چوتھے دن میرے گھر والے بھی آگئے۔

راولپنڈی میں ہمارے رشتہ دار تھے اگلے ہی دن جب میں ہسپتال آئی تھی میرے پاس آگئے تھے۔ مجھے ٹھیک تو نہیں پتہ لیکن میں جس کے بارے میں بھی پوچھ رہی ہوں وہ ساری کی ساری لڑکیاں جو میری کلاس میں تھیں وہ فوت ہو گئی ہیں۔ بس دو ٹیچر تھیں ان میں سے ایک بچ گئی ہیں۔ لیکن جو ٹیچر فوت ہو گئی ہیں وہ اس دن اپنے ایک چھوٹے سے بیٹے کو سکول لے کر آئی ہوئی تھیں وہ خود فوت ہو گئیں اور ان کا چھوٹا بیٹا بچ گیا ہے۔ سب گھر والے مجھے بڑا حوصلہ دیتے ہیں، بس ٹھیک ہو کر گھر جانا ہے اور اپنی پڑھائی جاری رکھنی ہے۔ یہاں اب تو کیونکہ چل پھر نہیں سکتی۔ اس لئے سارا دن لیٹی رہتی ہو۔ اخبار تو یہاں نہیں آتا لیکن جو رشتے دار آتے ہیں وہ بتا رہے ہیں کہ وہاں ٹینٹ لگ رہے ہیں اور سکول بھی ٹینٹوں میں بن رہے ہیں۔ جب واپس جاؤں گی تو اپنے گاؤں کو ٹھیک طرح دیکھوں گی، کیونکہ زلزلے کے بعد تو بس کسی چیز کا پتہ ہی نہیں لگ رہا تھا۔

طیبہ اقبال، کلاس دہم......چھلہ باانڈی، مظفر آباد

مشرقی پاکستان جو آج کل "بنگلہ دیش" کہلاتا ہے اپنے آخری دو سال میں قتل و غارت میں ڈوبا رہا۔
پاکستان سے جمہوری سیاستدانوں نے جب اقتدار کے لالچ اور اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے یہ فضا پیدا کی تو تاک میں بیٹھا ہوا بھارت بھی سرگرم ہو گیا۔ اس نے "مکتی باہنی" کے نام سے ایسی فورس تیار کر دی جو پاکستان کو دو حصوں میں بانٹنے کے لئے بھارتی فوج کی سپورٹ میں خون خرابہ کرتی رہی۔ ان دنوں ڈھاکہ ایسا شہر تھا کہ جو پاکستان کا نام لیتا یا اردو بولتا اسے قتل کر دیا جاتا۔
ایسے حالات میں پاکستانی فوج نے جو کیا سو کیا پاکستان کے دفاع کے لئے بہت سے ایسے طالب علم بھی اٹھے جو اپنے تئیں اس ملک کو دولخت ہونے سے بچاتے رہے۔ یہ ایک ایسے ہی نوجوان طالب ابو نصر فاروق کی کہانی ہے جو ان حالات میں پاکستان کے دفاع کے لئے لڑتا رہا۔
جب بنگلہ دیش بنا تو ایسے لوگوں پر کیا بیتی اور وہ کتنی دشواریوں کے ساتھ پاکستان پہنچے اس کا اندازہ اس سفر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ (عبدالوارث ساجد)

جب پاکستان ٹوٹا

16 دسمبر کو جب پاک فوج نے ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ کیا تو ہمیں حکم ملا کہ اپنے اپنے طور پر بچاؤ کرو۔ ہدایات لے کر میں شہر کے اندر چلا گیا۔

راستے میں مجاہد فورس کے رضاکاروں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے روک لیا۔ میں نے ان سے کہا کہ: "آپ اب کیسی ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ فوج نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں"۔

وہ بولے: "تم مکتی باہنی کے آدمی معلوم ہوتے ہو، ابھی تمہیں اس افواہ سازی کا مزہ چکھاتے ہیں!"

میں نے سمجھایا: "بھائی، یہ افسوسناک صورت حال واقعی پیدا ہو چکی ہے۔ آپ غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں۔"

یہ بات ہو رہی تھی کہ ایک مجاہد نے رائفل کی نالی میرے سینے پر رکھ دی، وہ تو خیریت گزری کہ اسی دوران پاک فوج کی ایک گاڑی ادھر آ نکلی۔ انہوں نے ہم لوگوں کو دیکھا تو بلند آواز سے کہا: "ہم گرفتار ہو کر جا رہے ہیں، تم لوگ روپوش ہو جاؤ!"

یہ سن کر رضاکاروں نے مجھے چھوڑ دیا اور خود بہت جلدی سے ایک طرف بھاگے میری سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ کہاں جاؤں۔ بالآخر کوتوالی تھانہ جانے کا ارادہ کیا جہاں مدرسۃ عربیہ کے چند طالب علم پولیس میں بھرتی ہو کر ڈیوٹی پر تھے۔ وہاں پہنچا تو محسوس ہوا وہ بوریا بستر باندھنے کی فکر میں ہیں۔ دریافت کرنے پر ایک صاحب بولے بھئی! یہ ہمارا تبادلہ کر رہے ہیں، اگر ہو سکے تو کسی افسر سے سفارش کر کے تبادلہ رکوا دو۔ ہم ڈھاکہ سے باہر نہیں جانا چاہتے۔ یہ سن کر مجھے ہنسی آ گئی۔ ہولناک انقلاب کو وہ ابھی تک ٹرانسفر ہی سمجھ رہے تھے۔ سرنڈر کے ذمہ دار اپنی پولیس کو بھی صحیح صورتحال سے آگاہ نہ کر سکتے تھے۔ یہاں سے مایوس ہو کر میں ٹپوا ٹولی کی جامع مسجد پہنچا۔

مغرب کا وقت ہو گیا تھا۔ نماز اسی مسجد میں ادا کی اور مسجد کے امام صاحب سے حال دل کہا۔ رات ان کے ہاں گزاری۔ خیال تھا چند دن اطمینان سے رہ سکوں گا، لیکن فجر کی نماز ادا ہی کی تھی کہ ایک لڑکے نے میری طرف دیکھے بغیر ایک جانب منہ کر کے کہا: "بھائی! میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ تمام ساتھی بیت المکرم (مرکزی مسجد) میں ہیں وہاں چلے جاؤ،" اور میں اس طرف روانہ ہو گیا۔

یہ 17/دسمبر کا واقعہ ہے، سارا ڈھاکہ فائرنگ کی آوازوں سے گونج رہا تھا، ہر طرف لہو کی بارش اور گولیوں کی بوچھاڑ تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے بارود کے ڈھیر کو آگ لگ گئی ہو۔

راستے بھر میں اردو بولنے والوں کو سنگینوں میں پروئے ہوئے دیکھ کر ذہن ماؤف ہو گیا۔ بہت سے ہندو اس قتل و غارت میں پیش پیش تھے اور یوں سنگینیں چلا رہے تھے جیسے کھیل کھیل رہے ہوں۔

بھارتی فوج کی گاڑیاں ڈھاکہ چھاؤنی کی طرف قطار در قطار جا رہی تھیں۔ خون کے آنسو رلا دینے والے یہ واقعات دیکھتا ہوا جب بیت المکرم پہنچا تو تمام ساتھی وہاں سے جا چکے تھے۔ مجبوراً وہاں سے اپنے بھائی کے ہاں پہنچا اور 25/دسمبر تک وہیں روپوش رہا۔ 25/دسمبر کو اخبارات میں اپنا نام چھپا ہوا دیکھا۔ دینک بنگلہ میں اشتہار تھا کہ "اس نام کے طالب علم کو پکڑو"! یہ اشتہار دیکھ کر اکھوڑہ جنکشن کی طرف چلا گیا جو اگرتلہ کے قریب ہے اور وہاں سے برہمن باڑیا، پھر سلہٹ شائستہ گنج سے ہوتا ہوا مکنڈ و پور پہنچا اور وہیں رہنا شروع کر دیا۔

میرا منصوبہ یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح بنگلہ دیش میں ہی رہوں گا۔ اسی اثناء میں عیدالاضحیٰ آ گئی۔ گھر جانے کو دل بہت مچلا، لیکن مصلحت کا تقاضا تھا کہ اس خیال کو ذہن سے نکال دوں، چنانچہ ایسا ہی کیا اور دوبارہ برہمن باڑیا چلا آیا۔

اپریل 1972ء میں جب چٹا گانگ اکھوڑہ ریلوے لائن بحال ہوئی تو چٹا گانگ آ گیا۔ اسی مہینے کرنا فلی پیپر زل میں مقامی اور غیر مقامی کے مسئلہ پر بنگلہ دیش میں زبردست جھگڑا ہوا۔ مزدوروں نے بیدردی سے ایک دوسرے کی گردنیں کاٹیں جو مادہ پرستانہ طبقاتی کشمکش کا فطری نتیجہ تھا۔ اس مہینہ میں نے یہیں قیام کیا۔

میں نے طے کیا کہ ہندوستان جانے کی بجائے برما جانا چاہیے، لیکن زبان سے ناواقفیت ایک بڑی رکاوٹ تھی۔ اس کے علاوہ وہاں کسی سے واقفیت بھی نہ تھی، تاہم میں نے سفر کی تیاری شروع کر دی اور اللہ سے امید کی ہلکی سی روشنی بھی دکھائی دی، میرے ایک دوست کی والدہ برمی تھیں۔ اسے میرے ارادے کا علم ہوا تو نہایت شفقت سے پیش آیا۔ ایک سمگلر کے ذریعے برما بھیجنے کی بات کی اور اس نے مجھے برما پہنچا دیا۔ اس سفر کی روائیداد بھی خاصی دلخراش ہے۔ قدم قدم پر دشواریاں پیش آئیں، بلکہ برما میں داخل ہو کر پریشانیوں کا خاتمہ نہ ہوا۔ کرنسی تبدیل کرانے میں سخت مشکل آئی۔ شام تک گھومتے رہے کسی نے مدد نہ کی۔

پاکستان اور برما کی چوکی "ٹکناف" پر پہنچا تو وہاں ابھی تک پاکستان کا ہلالی پرچم لہرا رہا تھا۔ اسے دیکھ کر یوں لگا جیسے پوری کائنات کپڑے کے اس ٹکڑے میں سمٹ آئی ہو۔ یہاں نماز عصر ادا کرتے وقت پانی منہ میں لیا تو کھارے پانی سے ہونٹ پھٹ گئے۔ مغرب کے بعد ایک مچھیرے سے ملے جو بنگلہ زبان جانتا تھا۔ اس نے رات کے کھانے کی دعوت دی، رات اسی کے گھر آرام کیا۔

برما میں ان دنوں تین گروپ سرگرم عمل تھے۔ ایک مسلم تحریک آزادی کا۔ دوسرا مونگ تحریک آزادی کے لئے اور تیسرا اس علاقے میں اشتراکی سٹیٹ قائم کرنے کا خواہاں تھا۔ ہمیں مونگ ڈو ضلع پہنچنا تھا اور اپنے گائیڈ سے یہ بات طے ہو گئی تھی کہ وہاں پہنچا دے گا، مگر اس نے آگے جانے سے انکار کر دیا اور عین راستے میں چھوڑ کر کھسک گیا۔

راستے میں شدت سے پیاس لگی تو ایک آدمی سے پانی مانگا۔ اس نے پوچھا کس پارٹی کے ہو؟ میں نے یہ سوچتے ہوئے کہ کسی نئی مصیبت میں نہ پھنس جائیں کہا: "اب تو سب عوامی لیگی ہیں"۔ تو اس نے پانی دینے سے انکار کر دیا۔ آگے چل کر کچھ اور لوگ ملے۔ انہوں نے بھی پانی دینے سے پہلے پارٹی کا نام پوچھا۔ میں نے جواب دیا۔ ایک ہی پارٹی ہے "مسلم لیگ"۔ یہ سن کر انہوں نے خوب خدمت کی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس علاقے کے لوگ عرصہ دراز سے قائداعظم اور مسلم لیگ کے پرستار چلے آ رہے ہیں۔

میں مغرب تک مونگ ڈو جانے کے لئے کشتی کا انتظار کرتا رہا، مگر وہ نہ آئی۔ بستی بہت دور تھی۔ گھپ اندھیرا اور پانی کی پراسرار چمک۔ خوفناک ماحول لگ رہا تھا۔ پہاڑوں کی عجیب و غریب ہیبت تھی۔ ایک بار غالباً شیر کے دھاڑنے کی آواز بھی

آئی۔ بڑے بڑے پرندے عجیب آوازیں نکالتے ہوئے سر کے اوپر سے گزرتے جا رہے تھے۔ سانپوں کی سرسراہٹ بھی صاف سنائی دے رہی تھی۔ اسی جگہ کھڑے کھڑے رات کے نو بج گئے۔ تب ایک کشتی آئی۔ اسے آواز دی تو کشتی والوں نے پوچھا: ''کہاں جاؤ گے؟''

اردو میں جواب دیا: ''مونگ ڈو جاؤں گا''۔ اس وقت میرا حلیہ بھی عجیب فقیرانہ تھا، لنگی اور بنیان زیب تن تھی۔ خطرہ تھا، لے جانے سے انکار ہی نہ کر دے، لیکن اس نے کشتی میں بٹھا لیا۔

ابھی تک وہی پر ہیبت، پراسرار، طلسماتی اور خوفناک ماحول تھا۔ چمکتا ہوا پانی اور خوفناک آوازیں، رات کے تقریباً دو بجے یونہی آنکھ سی آئی تھی کہ کسی نے ٹھوکر مار کر جگایا اور ٹوٹی پھوٹی اردو، برمی میں کچھ کہا۔ میری سمجھ میں کچھ نہ آیا، البتہ اس کے اشاروں سے اندازہ ہوا کہ وہ رقم مانگ رہے ہیں۔ میں نے کہا کچھ نہیں ہے۔'' انہوں نے میرا بیگ چھین کر تلاشی لی۔ اس میں کچھ نہ ملا۔ میں نے رقم اپنے زیر جامہ میں چھپا رکھی تھی۔ وہ مایوس ہو کر مجھے کشتی کے کنارے پر لے گئے۔ ان کی گفتگو سے میں نے اندازہ لگایا کہ ایک کہہ رہا ہے۔'' کیا مصیبت بٹھا لی ہے؟'' دوسرے نے کہا: ''اسے یہاں پانی ہی میں اتار چھوڑتے ہیں۔'' پہلے نے کہا مر جائے گا۔'' دوسرے نے جواب دیا۔ ''ہماری جان تو اس مصیبت سے چھوٹ جائے گی۔'' یہ کہہ کر اس نے ارادہ کیا کہ مجھے دریا میں پھینک دیا جائے، لیکن جیسے ہی وہ آگے بڑھا دوسرے نے کہا: ''خوامخواہ ایک جان ضائع کر رہے ہو۔''

یہ سن کر وہ رک گیا تھوڑی دیر بعد سحری ہو گئی۔ اب شہر جگنو کی مانند دکھائی دے رہا تھا۔ میں خوش ہوا کہ اپنی منزل پر پہنچ گیا، لیکن کشتی جیسے ہی ساحل کی طرف بڑھی کسی نے ٹارچ سے روشنی ڈالی جو میرے منہ پر پڑی۔ ملاحوں نے دھکا دے کر مجھے کشتی کے نچلے حصے میں سرکا دیا۔ خطرہ ٹل گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ امیگریشن والا تھا۔ فجر کی اذانوں کے ساتھ ہی میں نے شہر میں قدم رکھا۔ کنارے پر کیچڑ ہی کیچڑ تھی۔ کپڑے لت پت ہو گئے تھے۔ مسجد کی جانب لپکا۔ ان دونوں میں سے ایک میرے ہمراہ گیا۔ اب اطمینان سے کیچڑ صاف کی اور وضو کر کے نماز فجر پڑھی۔ پھر امام مسجد صاحب کے پاس گیا۔ جن کا نام مولانا مرتضیٰ احمد تھا اور وہ کچھ اردو جانتے تھے۔ انہوں نے میری داستان غم سنی تو دل گرفتہ ہوئے اور فوراً مجھے اپنے گھر میں چھپا دیا۔ مجھ سے رقم لے کر محفوظ کر دی۔

مونگ ڈو کی یونین کونسل کا چیئرمین مسلمان تھا۔ ہم دونوں مناسب وقت پر اس سے ملنے گئے۔ اس نے کھانا کھلایا۔ پھر بڑے غور سے تمام گفتگو سنی اور مشورہ دیا کہ میں فوراً امیگریشن والوں سے رابطہ قائم کروں اور بتاؤں کہ ''ابھی ابھی لٹا پٹا ہجرت کر کے یہاں پہنچا ہوں اس کے مشورے کے مطابق امیگریشن آفس پہنچا۔ رپورٹ درج کرائی۔

آفیسرز نے سوموار کو دوبارہ آنے کے لئے کہا۔ تین روپے پاس تھے۔ اس سے تنیم عالم منظر کو کراچی ٹیلی گرام دیا۔ لوگوں نے کہا کہ ''یہ لوگ تمہیں گرفتار کر لیں گے۔ پرسوں اس دفتر میں نہ جانا۔ ہم مقامی مسلمان تمہاری ضمانت کا بندوبست کرتے ہیں۔''

یہ سب غیبی امداد تھی کہ امیگریشن افسر نے میری ضمانت کا بندوبست کر لیا اور پروانہ ضمانت پر برمی میں کچھ لکھا، مجھ سے بھی دستخط کرائے، پھر کہا: ''بیٹا! اب تمہاری ضمانت ہو گئی ہے، روزانہ اس دفتر میں آ کر حاضری لگا دیا کرو۔'' میں واحد شخص تھا جو گرفتار نہ ہوا۔ ورنہ اس جانب آنے والے تمام افراد کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جاتا تھا۔

جیسا کہ میں بتا چکا ہوں یہاں جو تین طبقے آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں ان میں سب سے زیادہ فعال مسلمان ہیں اور اسی مسلم سپاہ آزادی سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس کے کمانڈر نے رات کو مجھے کہا کہ ''تم ہماری سپاہ آزادی میں شامل ہو جاؤ، ہم تمہارے گزارے کے لئے اپنی جانب سے تمہیں زمین دیں گے۔

یہاں کے مسلمان جوڈو کراٹے کے ماہر ہیں۔ لڑکیوں کو بھی اس کی تربیت دی جاتی ہے۔ ایک عجیب بات یہ ہے کہ یہاں لڑکے کم اور لڑکیاں زیادہ پیدا ہوتی ہیں۔

جولائی کے آخر میں اکیاب چلا گیا۔ وہاں پہنچ کر پاکستانی جنرل قونصل خانے سے رابطہ قائم کیا۔ انہوں نے تعاون کیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد میں پاکستان پہنچ گیا۔

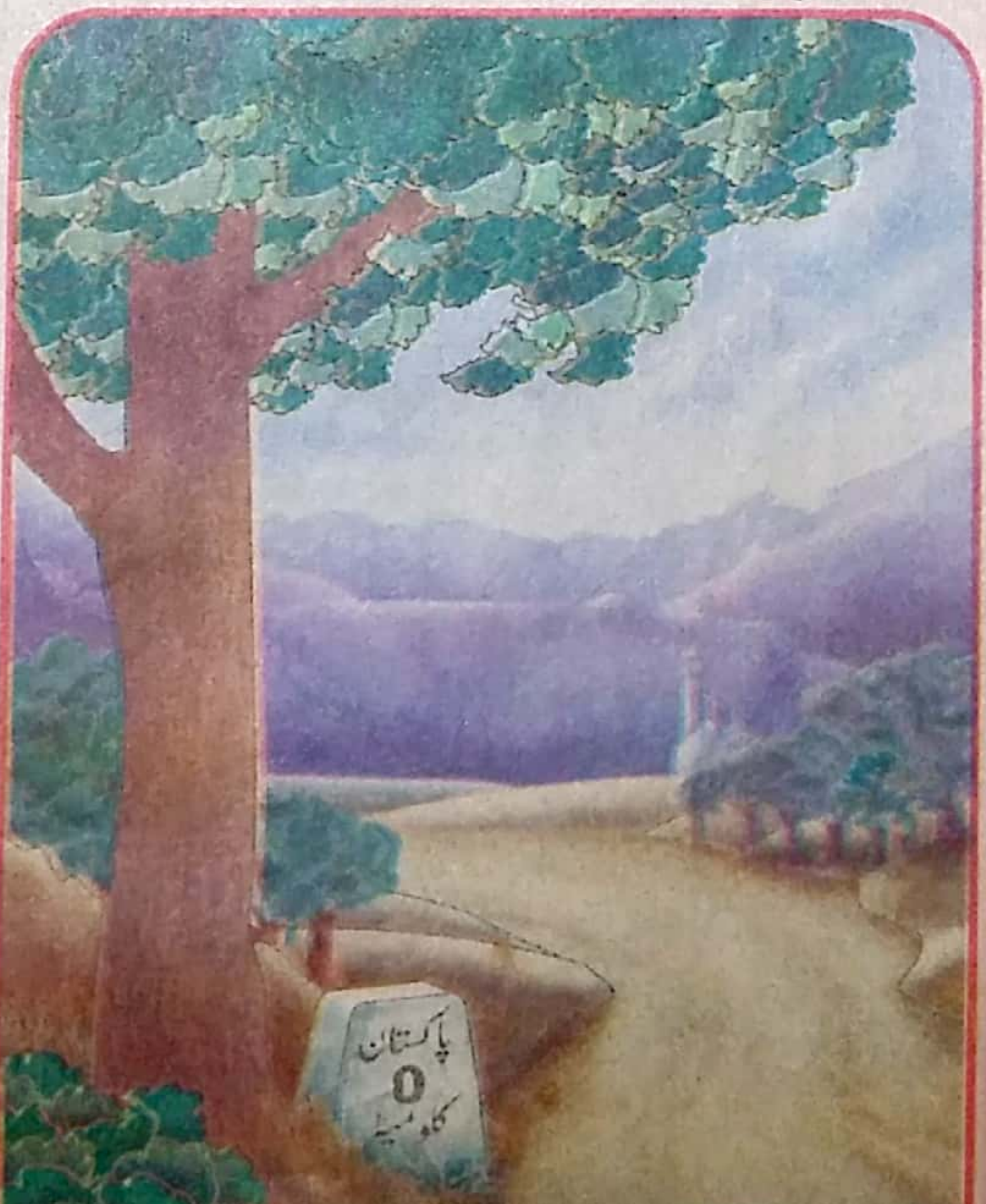

موت کے روپ

8 اکتوبر بروز ہفتہ صبح پونے 9 بجے چند منٹوں میں زلزلے سے مظفر آباد، راولاکوٹ، بالاکوٹ، آزاد کشمیر اور سرحد کے کئی علاقے صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ اب وہاں ملبے کے ڈھیر ہیں اور زخمی، سسکتی، کراہیں اور آہیں ہیں۔ لاکھوں افراد مر گئے، لاکھوں بے گھر ہو گئے، ہزاروں زندگی بھر کے لئے معذور ہو گئے۔ اس زلزلہ نے قیامت صغریٰ کا منظر برپا کر دیا۔ 1935ء میں بھی کوئٹہ میں زلزلہ آیا تھا جس سے 35 ہزار افراد لقمہ اجل بن گئے تھے۔

زلزلے کے حوالے سے ارشاد ربانی ہے:

موت سے فرار ممکن نہیں:

''تم کہیں رہو، موت تو تمہیں آ کر رہے گی۔ خواہ بڑے بڑے محلوں میں رہو''۔ (النساء:۷۸)

کوئی جاندار اپنی موت کی جگہ اور مقام نہیں جانتا:

''اور کوئی جاندار نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں اسے موت آئے گی۔ بے شک اللہ ہی جاننے والا اور صحیح خبر رکھنے والا ہے۔ (لقمان:۳۴)

قیامت اچانک واقع ہوگی:

''وہ ان پر اچانک آ واقع ہوگی اور انہیں خبر تک نہ ہوگی'' (الشعراء:۲۰۲)

قیامت قریب آ رہی ہے:

''بے شک قیامت تو آنے والی ہے، اس میں کچھ شک نہیں لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں رکھتے'' (المومن:59) آنے والی (یعنی قیامت) قریب آ پہنچی'' (النجم:۵۷)

کیا ہوش؟:

''کھڑکھڑانے والی، کھڑکھڑانے والی کیا ہے؟ اور تم کیا جانو کہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے؟ (وہ قیامت ہے) جس دن لوگ ایسے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے پتنگے'' (القارعۃ:۱-۴)

''جب زمین بھونچال سے لرزنے لگے'' (الواقعہ:۴)

''اور زمین اور پہاڑ دونوں اٹھا لئے جائیں گے پھر ایک ہی چوٹ سے توڑ پھوڑ کر برابر کر دیئے جائیں گے'' (الحاقۃ:۱۴)

''اور جو کچھ اس میں ہے اسے نکال باہر ڈال دے گی اور بالکل خالی ہو جائے گی'' (الانشقاق:۱۴)

خدا کا عذاب آ کر رہے گا:

''کوہ طور کی قسم! اور کتاب کی جو لکھی ہوئی ہے، کشادہ اوراق میں اور آباد گھر کی اور اونچی چھت کی اور ابلتے ہوئے سمندر کی کہ تمہارے پروردگار کا عذاب نازل ہو کر رہے گا (اور) اس کو کوئی نہ روک سکے گا'' (الطور:۱-۸)

(جس دن) دریا ابل پڑیں گے:

''اور جب دریا آگ ہو جائیں (ابلیں) گے'' (التکویر:۶)

''اور جب دریا بہہ کر (ایک دوسرے سے مل) جائیں گے۔ (الانفطار:۳)

وحشت ناک مناظر:

''پوچھا جاتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہوگا؟ جب آنکھیں چندھیا جائیں اور جب (سختی اور مصیبت کی وجہ سے) پنڈلی سے پنڈلی جڑ جائے'' (القیامۃ ۶، ۷، ۲۹)

انتخاب: ثمرین اختر......لاہور

گلدستہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے

✪ اچھی بات کہنا اور معاف کر دینا ایسے صدقے سے بہتر ہے جو بعد میں جتلایا جائے۔ (سورۃ البقرہ آیت: ۲۶۳)

✪ اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون ہوتا ہے۔ (سورۃ الرعد آیت: ۲۸) (موسیقی سے نہیں)

✪ کوئی شخص بھی کسی دوسرے کا مذاق نہ اڑائے۔ ہو سکتا ہے وہ اللہ کے نزدیک تم سے بہتر ہو۔ (سورۃ الحجرات آیت: ۱۱)

✪ کسی کو برے نام سے مت پکارو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام لینا بدترین ہے اور جو توبہ نہ کرے وہ ظالم ہے۔ (سورۃ حجرات آیت: ۱۱)

✪ اگر کوئی اپنے گھر آنے سے منع کر دے تو برا مانے بغیر واپس چلے جاؤ۔ (سورۃ النور آیت: ۲۸)

✪ کیا لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ اتنا کہنے پر ہی چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور وہ آزمائے نہیں جائیں گے۔ (سورۃ العنکبوت آیت: ۲)

محمد عثمان قمر سعید، محمد نعمان سعید، محمد سلیمان سعید...... رحیم یار خان

جدید ڈکشنری

اخلاق:...... جس کی سپلائی ہمیشہ ڈیمانڈ سے کم رہی ہے۔

دوپٹہ:...... آج کل لاکٹ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

بیوٹی پارلر:...... جہاں مشرقی تہذیب کی میت کو غسل دیا جاتا ہے۔

سیل:...... عوام کو لوٹنے کا نیا طریقہ۔

خودکشی:...... فرشتہ موت کا انتظار کون کرے۔

آدمی:...... وہ جانور جس کی کھال کئی مرتبہ اتاری جا سکتی ہے۔

قیامت:...... وہ واحد امتحان جس میں نقل کی گنجائش نہیں ہے۔

قبرستان:...... مردہ انسانوں کا حال، زندہ انسانوں کا مستقبل۔

ڈیسک:...... پرانے زمانے کے طلبا کے بیٹھنے اور آج کل کے طلباء کے بجانے کے کام آتا ہے۔

درزی:...... جو سر عام لوگوں کی جیبیں اور گلے کاٹتا ہے مگر پھر بھی کوئی اسے کچھ نہیں کہتا۔

بشریٰ حنیف، جویریہ...... فیصل آباد، مانانوالہ

سبزیاں اور انسانی صحت

مٹر ہر خاص و عام کی پسندیدہ سبزی ہے۔ اس میں حیاتین، پروٹین اور معدنیات وافر مقدار میں موجود ہیں، مٹر جسمانی کمزوری کو دور کرتا ہے۔ جسم کو فربہ کرتا ہے۔

پودینہ خوشبودار سبزی ہے۔ معدہ کے کام کو درست کرتی ہے۔ اس کی لذیذ چٹنی بہت پسند کی جاتی ہے۔ جو خود زود ہضم ہے اور کھانے کو ہضم کرنے میں مدد دیتی ہے۔

کچنار اس سبزی کے کھانے سے پیٹ کے کیڑے خارج ہوتے ہیں۔ قبض کشا ہے، پھوڑے پھنسی اور برص کے مریض سے فائدہ دیتی ہے۔ خون کی خرابی کو دور کرتی ہے۔

اروی صحت بخش غذا ہے۔ اور خشک کھانسی میں مفید ہے۔ امراض جلد میں فائدہ مند ہے۔

بینگن ایک عمدہ، لذیذ اور صحت بخش سبزی ہے۔ بھوک لگاتی ہے اور تبخیر معدہ کو دور کرتی ہے۔ اس کا بھرتہ بلغم کا خاتمہ کرتا ہے۔

پیٹھا بھوک لگاتا ہے۔ پیشاب کے امراض میں فائدہ مند ہے۔ سرد مزاج لوگ اسے استعمال نہ کریں۔

کھیاتوری سرد ترکاری ہے۔ اس کا سالن جریان خون میں موثر ہے۔ اس کے سالن کو کالی مرچ ڈال کر کھانے سے بخار کو افاقہ ہوتا ہے۔ قبض کشا ہے۔ بھوک لگاتی ہے۔

عبدالرؤف ساقی...... شاہکوٹ نو، چونیاں

اختصاریئے

◎ اقتدار کے چبوترے پہ کھڑے ہر شخص کو نیچے سے گزرنے والا ہر شخص 'بونا' نظر آتا ہے۔

◎ قوت برداشت سب سے بڑی ہی نہیں کڑوی بھی ہے

◎ بڑوں کی غلطیاں بھی بڑی ہوتی ہیں۔

◎ کانٹے کو آنکھ مل جاتی تو وہ پھول کو شاید ہی بخشتا۔

◎ چھری کا کام کاٹنا ہے، گلے دیکھنا نہیں۔

◎ اللہ کی یاد میں آنکھ سے نکلا ہوا ایک قطرہ ہی شاید تیری نجات کا باعث بن جائے۔

◎ دکھاوے کی انکساری غرور کی آخری حد ہے۔

◎ جب تک دنیا قائم ہے روشنی اندھیرے کی کوکھ سے جنم لیتی رہے گی۔

◎ اونچ نیچ کا تصور اونچوں کی نیچی انا کا مسئلہ ہے۔

ارحم...... میانوالی

"عبادت"

اللہ کی عبادت کرو پیارے بچو
اس سے ہمیشہ ڈرو پیارے بچو
عبادت نگاہوں کو ٹھنڈک دلائے
ہمیشہ بری صحبتوں سے بچائے
خدا سے عبادت ملاتی ہے سب کو
جو سارے جلوے دکھاتی ہے سب کو
سدا سیدھا راستہ دکھائے عبادت
گناہوں سے ہم کو بچائے عبادت
عبادت کو کہتے ہیں معراج مومن
یہی پاکبازی کا ہے تاج مومن

انتخاب: سجاد الرحمٰن...... مرکز ابن القاسم الاسلامی، ملتان

لقمے میں برکت

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ شیطان تمہارے کاموں کے وقت حاضر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی حاضر ہوتا ہے جب تم میں سے کسی شخص کے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے صاف کر کے کھالے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لے کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کس لقمہ میں برکت ہے۔ (مسلم)

سلمان احمد صدیقی...... کوٹ جعفری، وزیر آباد

وہ دردناک گھڑی

وہ دردناک گھڑی جس نے سب کچھ تہس نہس کر دیا۔ صرف چند منٹوں میں سب کچھ تباہ ہو گیا۔ کتنے گھر برباد ہو گئے کتنے لوگ بے اولاد ہو گئے کتنے بچے یتیم اور مسکین ہو گئے کتنے لوگ بے گھر ہو گئے وہ لوگ سخت سردی کے عالم میں کھلے آسمان تلے سردی سے ٹھٹھر رہے ہیں نہ کوئی گھر ہے نہ سایہ کتنے ہی بچے ایسے ہیں جن کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھنے والا باپ اور محبت سے کلیجے میں لگانے والی ماں جانے کہاں کھو گئی۔ ان کی کوئی پناہ گاہ نہ رہی، بوڑھے بے سہارا لوگ نہ اولاد رہی نہ کوئی رشتہ دار کہ دلاسہ ہی دے دے کوئی بوڑھی تنہا رہ گئی اور کوئی بہن اکیلی رہ گئی، اس کے ناز نخرے اٹھانے والے ماں باپ بہن بھائی منوں مٹی تلے ہمیشہ کی نیند سو گئے وہ تو ایسی جگہ چلے گئے جہاں سے کبھی واپس نہ آئیں گے اور ہمارے لئے نصیحت چھوڑ گئے ہم لاکھ انہیں دلاسے دیں مگر ان کے دلوں کی آگ کو ٹھنڈا نہیں کر سکتے وہ سہارا وہ تحفظ نہیں دے سکتے۔ اسلام آباد مظفر آباد، بالاکوٹ، آزاد کشمیر میں ایسے بیشمار منظر دیکھنے کو ملتے ہیں اور یہ علاقے سب سے زیادہ زلزلے سے متاثر ہوئے ہیں اور صرف وہاں کے لوگ متاثر نہیں ہوئے بلکہ پوری قوم کے لئے بہت بڑا المیہ ہے پوری قوم دکھ سے آنسو بہا رہی ہے کلیجے منہ کو آ رہے ہیں مگر ہم ابھی بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی رحمت سے بچایا ہے اس کا بڑا احسان ہے ہم پر اس نے ہمیں ڈرایا ہے کہ اب بھی ڈر جاؤ۔ گناہوں سے توبہ کرو میں تمہاری توبہ قبول کروں گا۔

زاہدہ فقیر حسین...... باغبانپورہ، لاہور

تاثیر قرآن...... یورپ کی نظر میں

❖ ...... ڈاکٹر مارس لکھتا ہے۔ قرآن نے دنیا پر وہ اثر ڈالا جس سے بہتر ممکن نہیں۔

❖ ...... یسیان فرانسیسی لکھتا ہے۔ قرآن ایسا زندہ اور پرزور ایمانی جوش پیدا کرتا ہے کہ پھر کسی شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

❖ ...... سر ولیم سیور لکھتا ہے کہ قرآن نے فطرت کائنات کی دلیلوں سے اللہ کو سب سے اعلیٰ ہستی ثابت کر کے انسان کو ایسی اطاعت پر جھکایا۔

❖ ...... مسٹر جی۔ ٹی لکھتا ہے۔ قرآن نے بے شمار انسانوں پر اثر ڈالا اور سائنس کی دنیا نے قرآن کی ضرورت کو اور واضح کر دیا۔

❖ ...... مسٹر عمانوئل ڈی انس لکھتا ہے۔ قرآن کی روشنی اس وقت یورپ میں نمودار ہوئی جب تاریکی محیط ہو رہی تھی اور اس سے یونان کے مردہ علم و عقل کو زندگی مل گئی۔

❖ ...... مسٹر ایچ ایس لیڈر لکھتا ہے۔ تعلیم قرآن سے حکمت و فلسفے کا ظہور ہوا اور واپسی ترقی کی کہ اپنے وقت کے بڑے سے بڑے یورپین حکومت سے بڑھ گیا۔

ام سعید محمد عارف یوسف...... دلی کالونی، کراچی

ماڈرن عادتیں

حفصہ افضال......خورشید کالونی، گجرات

انعام یافتہ

ان دنوں جب کہ ہر طرف سے کفر کے علمبردار ہمیں مسلمان ہونے کی سزا دینے پر تلے بیٹھے ہیں تو ہم مسلمان تو ہو جائیں! کافروں نے بڑی سازش کے تحت اپنا کلچر ہم میں پھیلانے کی مہم چلا رکھی ہے تاکہ ہم اسلام سے کچھ تو دور ہو جائیں۔ کافروں سے نقل کی گئی۔ یہ اگرچہ چھوٹی چھوٹی ہیں...... لیکن چھوٹی چھوٹی کالی کالی جوئیں مل کر خون چوس جاتی ہیں...... جینا حرام کر دیتی ہیں...... ہم ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑنا چاہتے۔ ان کے انڈوں، بچوں میں بھی صرف نظر نہیں کرتے!

انگریزی میں چھینکیے:

بچے کو چھینک آئی...... نہایت اہتمام سے سکھایا گیا...... بیٹا کہو Excuse me یہ بھی اردو میں نہیں انگریزی میں کہا جائیگا پھر جواب آئے گا God bless you یہ سنت مغرب ہے...... جو ہمیں تعلیم دی گئی تھی...... وہ الحمدلله، يرحمك الله اور يهديكم الله و يصلح بالكم ، کی میٹھی دعاؤں کے تسلسل کی تعلیم تھی...... یہ زبان پر نہیں چڑھتا تو تلی زبان کو مشقت سے E-x-c-u-s-e کہنا سکھا دیا جاتا ہے۔

تھینک یو:

کسی نے کوئی چیز دی...... فوراً تربیت دی جاتی ہے...... بیٹا کہو...... Thank you جواب آتا ہے My pleasure-Welcome جبکہ جزاک اللہ خیرا کہنے والے کو حیرت سے دیکھا جاتا ہے۔

تحیہ:

ملتے وقت السلام علیکم کی خوبصورت دعا اور سلامتی کے پیغام کی بجائے، ہائے (اوئی)، ہیلو چلتا ہے۔ جاتے وقت چھوٹے بچے کو ہاتھ ہلا کر ٹاٹا، بائے بائے کی تربیت دی جاتی ہے واپسی پر اب اللہ حافظ/خدا حافظ کے جھگڑے نے یہ بھلا دیا کہ واپسی کا تحیہ بھی السلام علیکم ہی ہے۔ اب اس پر مزید اضافہ سمندر پار سے یہ آیا ہے کہ Take care, Have a nice day، یہ الفاظ اردو میں بھی یونہی ادا کئے جا رہے ہیں...... اپنا خیال رکھئے گا......! ہم اتنے تہی دامن ہو گئے ہیں کہ سلام، کلام کے لئے بھی ہمارا 'اپنا' کچھ باقی نہ بچا:

آداب خورد و نوش:

کھانے پینے کے آداب میں بھی حدیث سے رہنمائی کا تصور نہیں ہے۔ گلاس میں مشروب چھوڑنا تہذیب کا تقاضا جانا جاتا ہے جبکہ ہمارے ہاں اصلاً یہ بدتہذیبی اور ناشکری کی علامت ہے، جسے شیطان کے لئے چھوڑا جا رہا ہوتا ہے۔ ہمیں کیا معلوم کہ کس قطرے میں برکت ہو۔

کھانے کے لئے ہاتھ کے فطری استعمال کی جگہ بڑی مشقت کے ساتھ چھری کانٹے کا استعمال سکھایا جاتا ہے۔ یہ زور آزمائی بیچارے بچوں کو شروع میں بھوکا مارتی ہے۔ فوجی تربیت کے اداروں میں صاحبی کے آداب سکھانے کے لئے چھری کانٹے کا جبری استعمال کروایا جاتا ہے۔ تربیت پانے کے بعد بھی ایسے واقعات سننے میں آئے ہیں جہاں ہمارے سفارتکار صاحب نیم پختہ آلو پر چھری کانٹے سے زور آزمائی کر رہے تھے کہ آلو ان کے کانٹے سے گردن چھڑا کر گورے صاحب کے منہ پر جا پڑا......!

قصہ مختصر یہ کہ ہم چھان پھٹک کر اپنے طرز ہائے زندگی میں سے غیر اسلامی طور طریقے نکال باہر کریں اور اسلامی تہذیب پر فخر کرنا سیکھیں۔ اولاد کو یہ اعتماد منتقل کریں اور کافروں کی مشابہت کے مرض سے معاشرے کو پاک کرنے کے لئے کمر کس لیں۔ اس کی جگہ پاکیزہ اسلامی تہذیب کو زندگی کے ہر شعبے میں رواج دیں۔ ہماری خوشیاں اس دنیا میں محتاط انداز ہی سے منائی جائیں گی لیکن آج کل تو پاکستان کی بیشتر عوام کا یہ حال ہے۔

ایماں مجھے روکے تو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ میرے آگے ہے تو کلیسا میرے پیچھے

مسکراہٹیں

◉ بھارت کے صدر کے طور پر جب پنجاب کے سکھ گیانی ذیل سنگھ کو نامزد کیا گیا، تو ان کے گاؤں کے معززین پر مشتمل ایک وفد انہیں 'بدھائی' (مبارکباد) دینے راشٹر پتی بھون آیا۔ گیانی جی نے وفد کا استقبال کیا۔ 'ست سری اکال' کے بعد وفد کے لیڈر نے بتایا کہ وہ "کرٹسی کال" (مبارک باد دینے) آئے ہیں۔ گیانی جی جھٹ میز پر پڑے فون کی طرف اشارہ کر کے بولے "ایہ پیا جے مترو! جنیاں مرضی جے کالاں کرو۔" (دوستو! فون یہ رہا، جتنی مرضی کالیں کرو)

◉ پروفیسر جگن ناتھ آزاد پاکستان آئے تو ان کے اعزاز میں منعقدہ ایک دعوت میں سبزیاں، دالیں تو وافر مقدار میں تھیں مگر گوشت کا دور دور تک نام و نشان نہ تھا۔ جگن ناتھ نے میزبان کو اپنے پاس بلایا اور کہا "بھائی صاحب! اگر آپ کو بھی یہی کچھ کھانا تھا، تو پھر آپ لوگوں کو پاکستان بنانے کی کیا ضرورت تھی۔"

◉ ایک آدمی نے قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ سے پوچھا: "پستے کا حلوہ زیادہ مزیدار ہوتا ہے یا بادام کا۔"
قاضی صاحب نے فوراً جواب دیا "معاملہ انصاف کا ہے اور میں فریقین کی عدم موجودگی میں فیصلہ نہیں کر سکتا۔ دونوں کو حاضر کیا جائے، تو بتاؤں۔"

◉ گھروں میں مشاعرے اس لئے نہیں ہوتے کہ وہاں بچے ہوتے ہیں اور ان کے اخلاق پر برا اثر پڑ سکتا ہے۔ اسی طرح بچوں کو پارلیمان لے جانے کی اجازت نہیں کہ اس طرح وہ لڑنا اور گالیاں دینا سیکھ جائیں گے۔

◉ مولانا محمد علی جوہر نے سیتا پور میں ایک کھانے کی دعوت میں مہاتما گاندھی سے کہا "میں یہ سب سسرال کا مال سمجھ کر کھا رہا ہوں۔
مہاتما گاندھی بولے "وہ کیسے؟"
مولانا نے جواب دیا: "میں رام پور کا ہوں اور یہ سیتا پور ہے اور رام اور سیتا کے رشتے کا، تو آپ کو علم ہی ہے۔"

عبدالرحمٰن اختر المدنی

وہ آگے سے آنکھیں نکالنے لگتا کبھی کبھار یہ دھمکی بھی سننے کو مل جاتی کہ "تمہیں دیکھ لیا جائے گا"۔

علیم الدین نے یہاں بھی ذہانت کو آزمایا، اپنے سکھ دوست جو پڑھنے میں تو نالائق تھے لیکن طاقت ور جسم والے تھے، ان سے کام لیا، کلاس میں جو لڑکا شرارت کر کے گڑ بڑ کرتا، علیم الدین سکھ دوستوں کو اشارہ کر دیتا کہ ذرا اس کو باز رکھ، یوں یہ کام اتنی آسانی سے حل ہو گیا کہ کبھی کوئی ناشگوار واقعہ پیدا نہ ہوا۔ سکھ لڑکے بھی علیم الدین سے دوستی اپنے کام نکالنے کی وجہ سے رکھتے تھے انہیں معلوم تھا کہ یہی ہمارے برے وقت میں کام کرے گا، سکھ لڑکے پڑھائی پر زیادہ توجہ دینے کی بجائے ادھر ادھر کے کاموں میں دلچسپی لیتے اور جب امتحان پر آتا تو وہ پریشانی کے عالم میں علیم الدین کے پاس جا پہنچتے۔ علیم الدین انہیں نوٹس تیار کر کے دیتا، گیس بناتا اور اسپیئس ہر وہ کام کرتا کہ اس کے دوست پاس ہو جائیں، امتحاں ہوتے تو پرچہ بھی اس انداز میں بیٹھ کر حل کرتا کہ سکھ لڑکے دیکھ کر اپنا پرچہ حل کر سکیں۔ وہ سکھ لڑکوں کو اپنے ساتھ بٹھاتا اور ان میں انکی مدد کرتا۔

خالصہ سکول چونکہ سکھوں کا تھا اس لئے وہ اسکول میں اکثر سکھ مذہب کے مطابق تقریبات مناتے رہتے۔ خالصہ گرو نانک کے جنم دن تو بہت ہی اہتمام سے منایا جاتا، سکول کے ہیڈ ماسٹر کو معلوم تھا کہ علیم الدین شاعری بھی کرتا ہے ہیڈ ماسٹر سکول کے استاد "جانی جی" کو بلاتے۔ ان کا اصل نام تو جان بخش سنگھ رنجیت تھا مگر سکول میں انہیں استاد "جانی جی" ہی کہتے تھے، وہ خود بھی شاعری سے شغف رکھتے تھے اس لئے علیم الدین سے بھی شفقت کرتے، یہی وجہ تھی سکول کا ہیڈ ماسٹر نظم لکھوانے کے لئے "جانی جی" کو خود بلا کر کہتا کہ علیم الدین سے نظم لکھواؤ، جانی جی گرومکھی زبان پڑھاتے تھے وہ علیم الدین کو بلاتے اور اسے بریفنگ دے کر کہتے کہ تم اس دن کے لئے نظم لکھو اور اشعار میں یہ کچھ بیان کرنا علیم الدین پنجابی میں نظم لکھتا اور تقریب میں خوش الحانی کے ساتھ سب کو سناتا اس کی نظم نہ صرف پسند کی جاتی بلکہ وہ انعام سے بھی نوازا جاتا۔ شاعری کی وجہ سے بہت سے بڑے سکھ بھی اسے جاننے لگے، وہ اسے عبادت خانے میں بھی ساتھ لے جاتے۔ علیم الدین دسویں کلاس میں تھا کہ اسے معلوم ہوا کہ مشہور شاعر عبدالحلیم کا تخلص "شرر" ہے یہ نام اس نے پہلے کئی مرتبہ پڑھا تھا لیکن ذہن میں نہ تھا۔ جب معلوم ہوا کہ اتنے مشہور شاعر کا تخلص بھی شرر ہے تو مجھے تو یہ بدلنا ہی ہوگا۔

اب دو سال بعد وہ پھر تخلص کے لئے غور و خوض کرنے لگا۔ کئی دن اسی سوچ بچار میں گزر گئے کہ اب نیا تخلص کیا رکھا جائے۔

ایک روز وہ سکول میں ہی تھے کہ ایک لڑکا عبدالعلیم گزر راوہ سامنے آیا تو اس کو دیکھتے ہی اس کا نام بھی ذہن میں ابھر آیا۔ علیم الدین کے ذہن میں یہ خیال کوندا کہ کیوں نہ "علیم" تخلص رکھ لیا جائے، دل نے اس کی بات کے آگے سر تسلیم خم کیا اور اس نے اپنا تخلص شرر کی بجائے "علیم" رکھ لیا۔ اب وہ علیم الدین علیم لکھنے لگا۔

انہیں دنوں علیم الدین علیم نے ایک کتاب دیکھی اس میں ایک شاعر کی نظم تھی جس میں اس نے اپنے گھوڑے کی تعریف کی تھی، علیم الدین نے اسی طرز پر ایک کمزور گھوڑے کے متعلق نظم لکھی اور اس کا نام "لاغر گھوڑا" لکھ کر اپنے استاد کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے ایک نظر کاغذ پر ڈالی اور نظم پڑھ کر علیم الدین کو شاباش دی۔ استاد کو نظم اتنی پسند آئی کہ انہوں نے اس نظم کو سکول کے نوٹس بورڈ پر مستقل لگوا دیا۔

میٹرک کا امتحان بورڈ کا تھا۔ علیم الدین نے امتحان کے لئے بڑی محنت کی۔ سکول میں تو وہ ہر سال اول آتا ہی تھا لیکن یہاں مسئلہ سکول کا نہ تھا بلکہ کئی سکولوں کے ذہین ترین لڑکے ایک جگہ بیٹھ کر امتحان دیں گے اس لئے علیم الدین علیم نے بھی خوب محنت کی۔ دن رات کی پروا کئے بغیر وہ پڑھائی میں مصروف رہا۔ امتحان ہوا اور جب رزلٹ منظر عام پر آیا تو علیم الدین علیم نے میٹرک کے امتحان میں پورے بورڈ میں اول پوزیشن حاصل کی خوشی کی بھی کوئی انتہا نہ تھی اور والدین کے لئے بڑی مسرت کی بات تھی۔

انہیں دنوں علیم الدین کو اپنے خالہ کے ہاں لاہور چھاؤنی جانا ہوا، علیم الدین علیم کی بڑی ہمشیرہ وہاں بیاہی ہوئی تھیں۔ وہاں شادی کی ایک تقریب تھی، علیم الدین علیم گھر والوں کے ساتھ وہاں پہنچا تو لوگ انہیں تلاش کرتے ہوئے اس تک پہنچے اور بڑی خوشی سے کہنے لگے کیا بات ہے، علیم الدین میٹرک میں پہلی پوزیشن سے پاس ہوا ہے، یہ بات شادی والے گھر میں بڑی مشہور ہوگئی۔ شادی میں ایک بوڑھے بزرگ بھی مدعو تھے، انہوں نے جب علیم الدین کی یوں سر عام تعریف سنی تو بولے ذرا مجھے بھی تو وہ لڑکا دکھاؤ۔ اس کے ساتھ ہی بوڑھے بزرگ اٹھے اور علیم الدین کے پاس چلے آئے، قریب پہنچے تو کسی نے کہا کہ "اے ہے نبی بخش دا پتر علیم الدین"، علیم الدین نے شلوار قمیص پہن رکھی تھی اور سر پر پگڑی باندھی ہوئی تھی۔ بزرگ نے ایک نظر علیم الدین کے چہرے اور لباس پر ڈالی اور پھر دھیمی آواز میں بولے: "واقعی یہ لڑکا پہلی پوزیشن کے لائق ہے۔"

بزرگ نے علیم الدین کی پیٹھ تھپکائی اور بولے۔

"ساڈے منڈے تے پینڈاں ہی کسدے رہندے نے اور چیرے کھدے رہندے نے"۔

علیم الدین میٹرک کر کے فارغ ہوا تو اس کے کلاس فیلوز اعلیٰ تعلیم کے لئے امرتسر کالج داخلہ لینے کے لئے چلے گئے۔ ایک تو وہ سکھ تھے اور مالدار تھے، علیم الدین کے پاس اتنی زیادہ استطاعت نہ تھی تعلیم کے اخراجات بھی نہ تھے۔ وہ سوچنے لگا کہ اب کیا کیا جائے، دل میں مزید تعلیم حاصل کرنے کا شوق تھا لیکن ظاہری اسباب نہ تھے۔ وہ دن رات اسی سوچ میں رہتا کہ کیا کیا جائے۔ انہیں دنوں یہ ہوا کہ خالصہ سکول ٹوٹ گیا وجہ یہ بنی کہ کانگریسی سکھ آگئے انہوں نے نیشنل کالج کی بنیاد رکھی یوں خالصہ کالج سکھ نیشنل کالج لاہور بن گیا اور انہوں نے فیس بھی معاف کر دی۔ رکھی بھی تو بہت تھوڑی۔

کالج میں داخل ہوئے علیم الدین کو ابھی آٹھ نو ماہ ہی ہوئے تھے کہ اسے معلوم ہوا کہ فوج میں کھیل کے شعبے میں بھرتی جاری ہے، علیم الدین کالج میں ہاکی بہت شاندار کھیلتا تھا۔ ہاکی کھیلنے کا شوق اسے اگرچہ میٹرک سے ہی ہوا تھا تاہم کالج آ کر اس میں اور بھی نکھار پیدا ہوا۔ اسے فوجی بھرتی کا پتہ چلا تو وہ کالج کو خیر باد کہہ کر فوج میں شامل ہو گیا۔ ان دنوں مشترکہ فوج تھی جس میں مسلمان، سکھ اور ہندو سب شامل ہوتے تھے اور انگریز ان کی کمان کرتے تھے۔

وہ فوج کی طرف سے ہاکی کھیلنے لگا۔ فوج میں کھیل اور پریڈ کے سوا انہیں کوئی کام نہ تھا۔ لہٰذا علیم الدین کو جو وقت فارغ ملتا وہ شاعری کرنے لگتا۔ شاعری میں اس کا ذہن اور قلم چلنے لگا تھا، کبھی کبھار فارغ وقت بیٹھ کر وہ نظم لکھتا اور پھر دوستوں کو سنا کر داد پاتا فوج میں رہتے ہوئے وہ برما کے محاذ پر لڑنے بھی گیا۔

فوج چھوڑ کر انہوں نے کچھ دیر کراچی میں ملازمت کی ساتھ ساتھ وہ شاعری میں کرتے رہے۔ پیارے بچو! انہوں نے برصغیر پاک و ہند میں سید احمد شہید، سید اسماعیل شہید کی جہادی تحریک پر ایک کتاب "شاہنامہ بالاکوٹ" لکھی جو بہت مقبول ہوئی اور ادبی حلقوں میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی گئی۔ ان کی ایک کتاب نعتوں پر مشتمل ہے جس کا نام "طلع البدر علینا" ہے۔ اس کتاب نے پاکستان بھر میں مقابلے میں پہلا انعام حاصل کیا اور انہیں حکومت پاکستان کی طرف سے بیس ہزار روپے کا انعام بھی ملا۔ جماعۃ الدعوۃ کے اشاعتی ادارے دارالاندلس کے تحت ان کی کتاب "بدر نامہ" بھی شائع ہو چکی ہے۔ محترم علیم الدین ناصری آج کل "علیم ناصری" کے نام سے معروف و مقبول رسالے "الاعتصام" کی مجلس ادارت میں شامل ہیں اور روزنامہ انصاف میں قطعات لکھ رہے ہیں۔

آٹو گراف

بچوں کو والدین کی تابعداری کرنی چاہیے

طالب علموں کو اپنا پورا نصاب پڑھنا چاہیے

علیم ناصری

9 اکتوبر 2005ء

القرآن الکریم

- تمام کتابوں میں مقدس ترین اور افضل ترین کتاب ہے۔
- القرآن الکریم دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔
- قرآن کریم محمد ﷺ پر نازل ہوا جو تمام انبیاء کرام میں سب سے افضل ترین نبی ہیں۔
- امت محمد کے لئے نازل ہوا جو تمام امتوں سے افضل ترین امت ہے۔
- رمضان المبارک میں نازل ہوا جو تمام مہینوں میں سب سے زیادہ افضل ترین مہینہ ہے۔
- شب قدر میں نازل ہوا جو کہ تمام راتوں میں سب سے افضل ترین رات ہے۔
- القرآن الکریم جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے جو کہ تمام فرشتوں میں سب سے زیادہ افضل ترین فرشتہ ہیں۔

مریم اکرام الحق .... صادق آباد موضع طالب ڈنڈی

موبائل فون! کیا زمانہ آیا......

محمد وقاص بھٹی......موڑا ایمن آباد

زیادہ نہیں صرف تیس سال پہلے مرنے والا انسان بھی آج اگر زندہ ہو جائے تو کسی اور چیز کا تو معلوم نہیں کم از کم موبائل فون کو دیکھ کر ایک مرتبہ پھر حیرت سے ضرور اس دنیا سے کوچ کر جائے گا کیونکہ محض چند سالوں میں یہ دنیا اس کے لئے ایک "جادوئی دنیا" کی حیثیت اختیار کر چکی ہوگی اور اس کے لئے مرنے کے سوا کوئی چارہ بھی تو نہیں اور اس سے زیادہ سالوں والے کا میں اس لئے نہیں کہوں گا کہ وہ دوبارہ زندہ ہونے کو "تیار" ہی نہ ہوگا کیونکہ اس کے خیال میں یہ وہ والی دنیا ہی نہیں ہے جدھر کبھی وہ رہا کرتا تھا۔

پیارے دوستو! کبھی آپ نے سوچا اور غور کیا کہ ہم ایک عجیب وغریب دنیا کے باسی ہیں۔ اس چھوٹی سی مشین سے میری مراد موبائل فون سے ہے جس نے ایک انقلاب برپا کر دیا۔ ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں موبائل فون استعمال کرنے والوں کی تعداد ایک کروڑ سے بھی تجاوز کر چکی ہے۔ نوجوان نسل میں اگر ہر کسی کے پاس نہیں تو لازمی طور پر ہر دوسرے کے پاس موبائل موجود ہے اور اس میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اب اس کے استعمال کرنے والوں میں فرق مٹ چکا ہے۔ امیر سے لے کر غریب تر تک، غریب ترین سے لے کر ایک بھکاری (اب یہ علیحدہ بات ہے کہ ہمارا بھکاری امیروں سے بھی کئی درجے بہتر ہے) تک سب اس "مشین" کو استعمال کر رہے ہیں۔ وہ زمانہ گیا جب ہمیں کسی کو تلاش کرنے کے لئے بڑے "پاپڑ" بیلنے پڑتے تھے۔ اب تو موبائل لحہ بہ لحہ تمام صورت حال سے آپ کو آگاہ کر رہا ہے۔ آپ کہیں بھی ہوں، اندر، باہر، زمین پر، چھت پر، کنویں میں، سمندر میں، آپ رابطے میں ہیں۔ موبائل فون کے SMS نے تو حد ہی کر دی ہے۔ اب تو کئی کئی ماہ محکمہ ڈاک کے کسی خط کی شکل ہی نظر نہیں آتی۔

Email اور SMS کی برق رفتاری کو دیکھتے ہوئے کم از کم مجھے تو پوسٹ آفس کا مستقبل تاریک نظر آ رہا ہے اور ویسے بھی اب پاکستان میں موبائل کمپنیوں نے SMS کو فری کرنا شروع کر دیا ہے اور آپ نوٹ کر لیں، کال چارجز بھی ایک روپے سے پچاس پیسے فی منٹ تک جائیں گے۔ عنقریب ایسا ہوگا اور پھر ہر بندے کے ہاتھ میں موبائل ہوگا۔ کیونکہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کا یہ جدید دور ہے۔ ہر کوئی آگے بڑھنے کی کوشش میں مقابلے کی اس دوڑ میں لازماً موبائل صارفین کو فائدہ پہنچے گا اور جو کمپنی اس دوڑ میں شامل نہیں ہوگی وہ خود بخود میدان سے آؤٹ ہو جائے گی کیونکہ اب لوگوں کے پاس چوائس ہے جس سے فائدہ ہوگا اس کی سروس لے لیں گے۔

دوستو! پیارے پڑھنے والے موبائل کے جہاں مثبت پہلو ہیں اس کے چند منفی پہلو بھی ہیں۔ آپ محسوس کرتے ہوں گے کہ اس کے استعمال سے آپ کی آزادی بھی سکڑتی جا رہی ہے۔ اب آپ "غائب" نہیں ہو سکتے۔

جدید موبائل فونز نے تو انسان کی ذاتی زندگی میں مداخلت شروع کر دی ہے۔ اس کے کیمرے، آواز کی ریکارڈنگ اور نہ جانے کیا کیا چیزوں نے انسان کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ وہ وقت زیادہ دور نہیں جب آدمی کسی دوسرے آدمی سے بات کرنے سے بھی گھبرائے گا کہ کہیں اس کی حرکات وسکنات کو نوٹ تو نہیں کیا جا رہا۔ سننے میں آتا ہے کہ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ اس لئے بندے کو کوئی خاص بات کرتے وقت محتاط رہنا چاہیے۔ جدید موبائل نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے۔ اب آدمی بات کرتے وقت سو مرتبہ سوچے گا اور بھائیو! جرائم پیشہ افراد تو اس مشین سے "بھرپور" انجوائے کر رہے ہیں۔

اور پھر میں سگریٹ کا عادی ہو گیا

روبی اسلم......مرید کے

ایک دفعہ ہم سب بہن، بھائی نانا جان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور نانا جان ہمیں ہندوستان کے مختلف واقعات سنا رہے تھے۔ میں نے اچانک نانا جان سے سوال کیا کہ نانا جان کیا آپ ہندوستان میں بھی سگریٹ پیا کرتے تھے یعنی کہ آپ نے کب سگریٹ پینا شروع کی (یہ سوال میں نے ان کو کثرت سے سگریٹ پیتا دیکھ کر کیا تھا) بیٹا کبھی ایسا وقت بھی تھا کہ جب میں سگریٹ کے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ نانا جی نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا: بیٹا یہ پاکستان بننے سے پہلے کی بات ہے اس وقت شاید میری عمر 10,12 سال ہوگی کہ جب میں ہندوستان کے ایک گاؤں ملک پور میں اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ گلی میں کھیل رہا تھا کہ گلی کی نکڑ سے 2 ٹرک نمودار ہوئے (اس گاؤں کی گلیاں کافی کشادہ تھیں) اور ہمارے سامنے آ کر رک گئے۔ ٹرک کے اندر سے گورے (انگریز) نکلے کہ انہوں نے اپنے سروں پر بڑے بڑے ڈبے اٹھا رکھے تھے۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے ان ڈبوں سے چھوٹے چھوٹے پیکٹ نکالے اور ہمارے پورے محلے میں بکھیر دیئے۔ ہم سب حیران و پریشان ان کی طرف دیکھ رہے تھے کہ دو گورے (انگریز) ہماری طرف آئے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں وہی پیکٹ تھا اس گورے (انگریز) نے ہمیں اپنی طرف متوجہ کر کے اس پیکٹ کو کھولا اور اس کے اندر سے ایک انگلی کے برابر چھوٹی سی سٹک (سگریٹ) نکالی اور اسے دانتوں میں دبایا پھر دیا سلائی جلا کر سگریٹ کے آگے آگ لگا دی اور دوسرے گورے (انگریز) نے مسکراتے ہوئے سگریٹوں کو آگ لگا کر باری باری ہمارے ہاتھوں میں تھما دی۔ پہلا گورا ہمیں بتانے لگا کہ اس کو منہ میں ڈالو اور سانس اندر کو کھینچو، پھر سگریٹ کو باہر نکالو۔ دیکھنا کتنا مزہ آئے گا۔

میرے دو، تین دوستوں نے تو فوراً ہی اس کی نقل کی۔ میں ابھی پریشان سا سگریٹ ہاتھ میں تھامے کھڑا تھا کہ ایک گورے نے مجھے بڑے پیار سے کہا "تم بھی پیونا" میں نے پی تو واقعی مجھے بہت مزہ آیا۔ ان کے کھڑے کھڑے ہی ہم سب نے ایک ایک سگریٹ پی لی تو انہوں نے فوراً ہی ہمیں ایک ایک سگریٹوں کا پیکٹ دے دیا اور کہا اس کے اندر سے نکال کر ہمارے سامنے پیو (وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ ان کو سگریٹ جلانا آ گئی ہے یا نہیں)۔ ہم نے ان سے پیکٹ لئے اور جھٹ سے سب نے سگریٹیں جلا کر دکھا دی۔ انگریزوں نے مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور واپس چل پڑے۔

گوروں کے چلے جانے کے بعد میں جس کسی کی طرف (مسلمانوں کی طرف) دیکھتا، سب کے ہاتھ میں سگریٹ ہوتی۔ یوں انہوں نے اپنے خوفناک حربے کے ذریعے ملک پور کے تمام مسلمانوں کو سگریٹ کا عادی بنا دیا۔

نانا جی نے اتنا کہہ کر اپنی گفتگو ختم کی۔

اور میں گم سم بیٹھی یہ سوچ رہی تھی کہ دیکھو ان اللہ کے باغیوں نے صرف مسلمانوں میں ایمان ختم کرنے کے لئے کیسے کیسے حربے استعمال کئے۔ دین محمدیہ کو مٹانے کے لئے اب تک وہ اپنا لاکھوں کروڑوں کا سرمایہ لگا چکے ہیں اور ہم سادہ لوح مسلمان اب تک یہ تسلیم ہی نہیں کر رہے ہے کہ دنیا میں ہمارا کوئی دشمن بھی ہے۔

کلونجی

کلونجی کیا ہے؟ کلونجی ایک خوشبودار پودہ ہے۔

کلونجی کو عربی میں: حبۃ السوداء فارسی میں: شونیز اردو میں: کلونجی

انگریزی میں: Negellastivum OR Black Carawpy کہا جا[illegible]

[illegible]ion تکونہ دار ہوتا ہے۔ اس کی خوشبو تیز اور مزہ تلخ ہوتا ہے۔ عام لوگ کلونجی کو پیاز [illegible] پیاز کا بیج سیاہ مگر ناہموار اور بے بو ہوتا ہے۔ کلونجی میں پروٹین، البومن، نشاستہ [illegible] جاتے ہیں اس لئے کلونجی بہت سے امراض کے لئے تریاق ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"ما من داء الاوفی الحبة السوداء منه شفاء الاالسام" (مسلم[illegible]

ترجمہ: بیماری میں موت کے سوا ایسی کوئی بیماری نہیں جس کے [illegible]

حافظہ فائزہ امیر علی......ینبع [illegible]

اٹھارہ کروڑ میل دور سیارے کا ٹکڑا

محمد الیاس حامد

...س کا کہنا ہے۔ جاپان زمین سے اٹھارہ کروڑ میل کی دوری پر سورج کے گرد گھومنے والے سیاروں میں سے ایک سیارے کی سطح کا نمونہ حاصل کر کے خلائی تحقیق میں اس نوع کی کامیابی حاصل کرنے والا پہلا ملک بن گیا ہے۔ جاپان کے ہیابوسا نامی اس مشن نے توکاوا نامی سیارے پر ایک گولہ داغا اور سیارے کا نمونہ حاصل کرنے کے لئے سطح کو چھوا بھی۔ ہیابوسا جاپانی لفظ ہے اور اس کے معنی شاہین کے ہیں۔ سائنسدانوں کو یقین ہے کہ مشن نمونے حاصل کرنے میں کامیاب رہا ہے تاہم ان کا کہنا ہے کہ اس کی تصدیق مشن کی واپسی پر ہی کی جا سکے گی۔ مشن دو ہزار سات میں زمین پر واپس آئے گا۔ خلائی تحقیق کے لئے جاپان کے ادارے jaxa جکسا کے سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ ہیابوسا نے سورج کے گرد گھومنے والے سیاروں میں سے ایک کی سطح کو کچھ دیر کے لئے چھوا بھی۔ جکسا کے ترجمان کا کہنا ہے کہ جاپانی مشن نے جس سیارے کو چھوا ہے وہ زمین سے اٹھارہ کروڑ میل کی دوری پر ہے اور اس نمونے کے حصول سے نظام شمسی کے بارے میں ایک نئی پیش رفت ہو سکے گی۔ اس سے پہلے چاند کی سطح کے نمونے حاصل کئے جا چکے ہیں اور ان کے تجزیئے بھی کیے گئے۔ ترجمان کے مطابق مشن نے سیارے کی سطح پر ایک دھاتی گولہ داغا تاکہ اس کے نتیجے میں اکھڑنے والے کچھ ٹکڑے اکٹھے کر سکے۔ ”جکسا کے کیوتا کا ائیشیرو“ کا کہنا ہے کہ ”نمونے جمع کرنے کا کام بہت عمدگی سے مکمل ہوا“۔

اس سے پہلے جکسا کے ایک ترجمان نے بتایا تھا کہ مشن کو کچھ دشواریوں کا سامنا ہے اس سے پہلے مشن سیارے پر ایک روبوٹ کو اتارنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ جاپان نے اس مشن کا آغاز مئی دو ہزار تین میں کیا تھا لیکن اس کی روانگی اسی سال دسمبر تک ممکن ہو سکی تھی۔

ستارے کیوں جگمگاتے ہیں؟

جب آپ آسمان پر ستارے کو دیکھے تو یہ جگمگاتے ہوئے نظر آتے ہیں حقیقت میں ستاروں سے سیدھی روشنی کی چمک دار شعاع نکلتی ہے۔ یہ چمک دار شعاع خلا سے سفر کرتی ہوئی ہم تک پہنچتی ہے اور پھر فضا سے ہو کر زمین تک آتی ہے۔ حرکت کرتی جو ہمارے سیارے کے اردگرد موجود ہے۔ روشنی کی شعاع کو موڑ توڑ دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے ستارے چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

سعد ریاض ...... رحیم یار خان

جدید سپورٹس کار

ٹیوٹا کمپنی کے یوشا کی کاتو نے سفری سہولت کے لئے ایک ایسی سپورٹس کار ایجاد کی ہے جو خلائی گاڑی کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ اس کی اختراع انسانی جسم سے کی گئی ہے۔ یہ الیکٹرانک آلات سے مزین کی گئی ہے۔ یہ تار کے ذریعے چلتی ہے۔ جب اس کو اوپر کی طرف اٹھایا جاتا ہے، اس کی چوڑائی ایک میٹر جبکہ اونچائی 1.8 میٹر ہے۔ جب یہ پہلی پوزیشن میں آتی ہے تو خوبصورت سپورٹس کار کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس کی سپیڈ 40 کلومیٹر فی گھنٹے سے کچھ زیادہ ہے۔ یہ راستے میں آنے والی رکاوٹوں کو بھی عبور کر جاتی ہے۔ اس کا اسٹیئرنگ تین جگہوں پر رکھا گیا ہے دائیں بائیں بازوؤں کے نیچے اور ضرورت پڑنے پر پاؤں والا اسٹیئرنگ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

حیرت انگیز موٹر سائیکل

المونیم دھات سے بنی ہوئی 90 کلو وزن رکھنے والے جدید موٹر سائیکل 80 کلومیٹر فی گھنٹے کی رفتار سے چلتی ہے۔ ہائیڈروجن ...ت کا ایندھن رکھنے والی یہ موٹر سائیکل ایک سیل انجن سے چلے گی۔ جیسے جیسے سڑک پر چلتی جائے گی سیل اسے ایندھن کی ...ت میں توانائی مہیا کرتا رہے گا۔ پٹرول ٹینکی کے بجائے ہائیڈروجن کا 140 ٹینکر اس میں نصب کیا جائے گا۔ جس کی قیمت ...کی ڈالر ہو گی اور یہ 160 کلومیٹر کا سفر آسانی سے کر سکے گی مگر اس میں خامی یہ ہے کہ کیلفورنیا ریاست کے اندر واحد ...شن ہے جس سے ہائیڈروجن ٹینکی بھروائی جا سکتی ہے۔

فاتح

پندرہ روزہ
ننھے مجاہد

40 یکم ربیع الاول 1427ھ 31 مارچ 2006ء

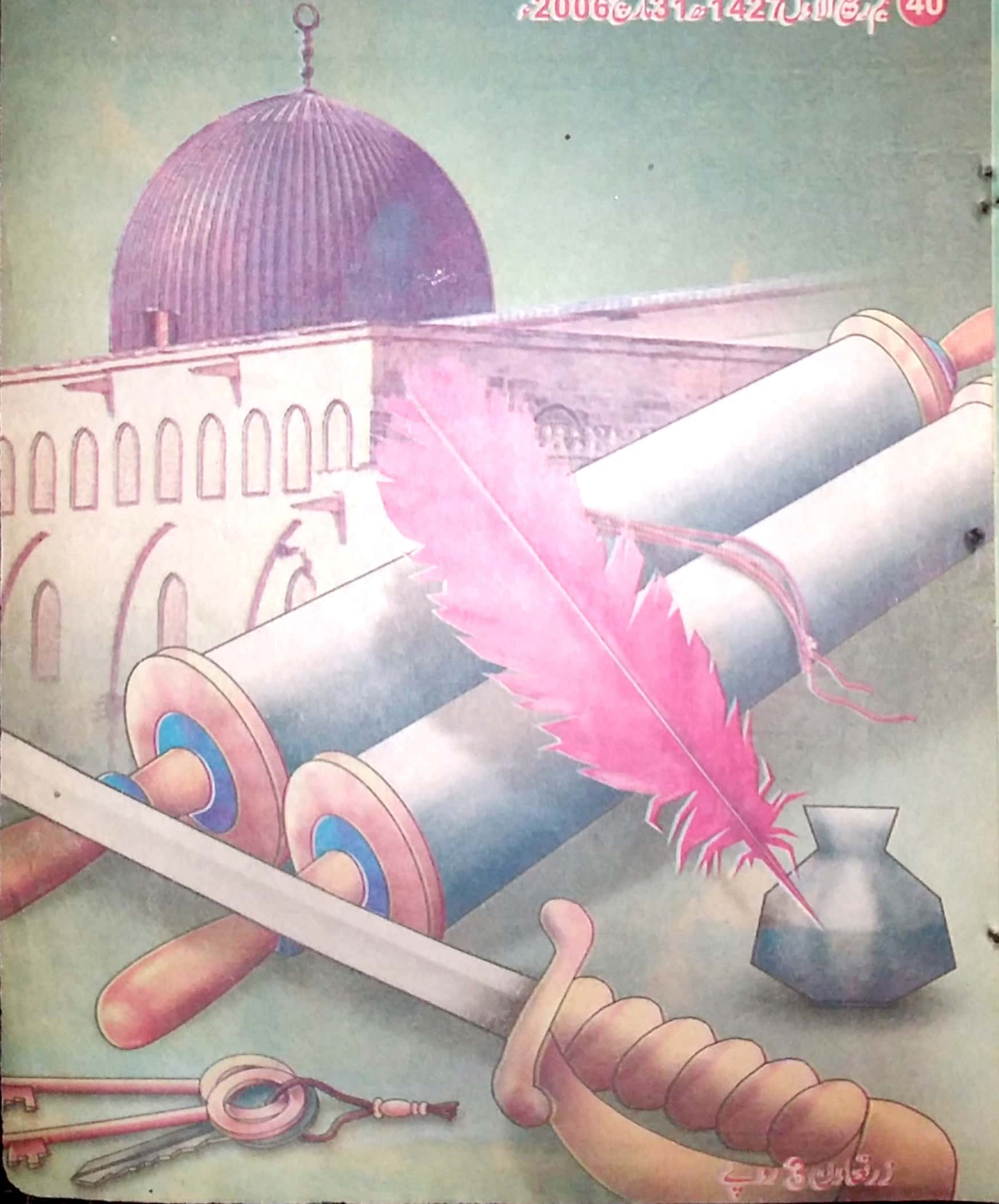

زرِ تعاون 3 روپے

اللہ کن سے محبت کرتا ہے

دین و دنیا کی سب سے بڑی نعمت محبت اور پیار ہے، خاص کر وہ محبت اور پیار جو اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کے ساتھ ہو، یہ غیر فانی نعمت اور یہ لازوال دولت جن ذریعوں سے انسان کو حاصل ہو سکتی ہے، ان میں دیگر ضروریات دین کے بعد سب سے بڑا اور اہم ذریعہ حسن اخلاق ہے اللہ تعالیٰ کی محبت پر زور تو، تورات اور انجیل میں بھی ہے مگر اصل سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا ذریعہ کیا ہے اور یہ دولت انسان کو کیونکر مل سکتی ہے، اس کا جواب صرف قرآن مجید نے دیا ہے، مختصراً یہ کہ ہر کام اور ہر چیز میں داعی خیر کی پیروی محبت الٰہی کا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ نے پیارے رسول ﷺ کی پاک زبان سے فرمایا:

''کہہ دو، اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔'' (آل عمران : ٤)

اس لیے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات، ارشادات، احکامات، اخلاق اور اعمال کی پیروی محبت الٰہی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے لیکن قرآن پاک نے اس مختصر جواب پر قناعت نہیں کی ہے، بلکہ نام بنام اس نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے مستحق اور سزاوار کون کون ہیں اور اس دولت سے محروم کون ہیں، اس سے اسلامی اصول اخلاق کا مسئلہ سمجھ میں آتا ہے کہ ان کاموں سے جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ ہیں، حسن خلق بھی ہے اور ان امور میں سے جن سے یہ نعمت چھن جاتی ہے، بد اخلاقی اور بدکرداری بھی ہے۔

آیئے قران میں دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کن کن لوگوں سے محبت کرتے ہیں اور وہی صفت ہم اپنے اندر شامل کر کے جنت حاصل کر سکیں۔

① اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (آل عمران)

② بے شک اللہ تعالیٰ اچھے کام کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (البقرۃ، مائدہ)

③ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (البقرۃ)

④ بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (آل عمران)

⑤ بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (مائدہ، حجرات)

⑥ بے شک اللہ تعالیٰ تقویٰ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (توبہ)

⑦ اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (آل عمران)

⑧ اور اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (توبہ)

⑨ بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے ان لوگوں سے جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں۔ (صف)

ان آیات پاک میں نو باتیں ایسی بیان کی گئی ہیں جو محبت الٰہی کو اپنی طرف کھینچتی ہیں، ایمان، احسان، توبہ، توکل، انصاف، تقویٰ، صبر، پاکیزگی، جہاد اب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کن کن لوگوں سے محبت نہیں کرتا اور محبت الٰہی سے انسان کو محروم کرنے والی کون سی بد اخلاقیاں ہیں تا کہ ان سے بچ کر جہنم سے بچ سکیں اور جنت کو حاصل کر سکیں۔

۱۔ بے شک اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔ (آل عمران)

۲۔ بے شک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ (بقرہ، مائدہ)

۳۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں محبت کرتا جو اترانے والے اور شیخی مارنے والا ہو۔ (نسا)

۴۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں محبت کرتا ...

والوں سے۔ (...)

ضروری بات

پیارے ننھے مجاہدو.......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چلیئے اس دفعہ کچھ آپس کی باتیں کرتے ہیں، آپ کے ہاتھوں میں ''ننھے مجاہد'' کا یہ چالیسواں شمارہ ہے یوں اس شمارے کے ساتھ ننھے مجاہد کو آج پورے دو سال ہو گئے ہیں۔

کچھ خبر ہے آپ کو۔ نہیں نا! بس ہمیں بھی ایسے ہی لگتا ہے جیسے چند ماہ پہلے کی بات ہے کہ ''ننھے مجاہد'' کا آغاز ہوا، وقت کیسے تیزی سے گزرتا جا رہا ہے اور معلوم بھی نہیں ہوتا بہر حال ہم کوشش کر رہے ہیں ننھے مجاہد اچھی اور معیاری تحریروں سے آراستہ کر کے آپ تک پہنچائیں، اللہ رب العزت کی توفیق اور آپ کی دلچسپی کے باعث ''ننھے مجاہد'' ایک لاکھ چالیس ہزار کی تعداد میں شائع ہو رہا ہے۔ دعوت کے اس ذریعے کو ابھی ہم نے اپنے اور بہت سے دوستوں سے متعارف کروانا ہے کیا خیال ہے......؟

''فلسطین نمبر'' کے متعلق بہت سے خطوط موصول ہو رہے ہیں: ''آپ کے خطوط'' کے لیے اتنے سارے خط ہمارے پاس کبھی بھی جمع نہیں رہے، ان خطوط کا کیا کریں یہ الگ پریشانی ہے۔ آپ کوشش کیا کریں، آنے والے دنوں کے متعلق ننھے مجاہد میں جو کچھ شائع ہونا چاہیے اس پر مشورہ یا کوئی تجویز لکھیں کہ کیا کیا کچھ ہونا چاہیے، یا پھر موجودہ شمارے میں جو کمی کوتاہی ہو اس کی نشاندہی کریں۔

کئی باتیں بار بار کہنا پڑتی ہیں، تب جا کر عمل درآمد ہوتا ہے، ویسے بھی معلوم ہوتا ہے اس محفل میں بہت سے نئے ''ننھے مجاہد'' بھی شامل ہو گئے اس لیے اب پھر کہنا پڑ رہا ہے کہ سب لکھاری تحریر صفحے کی ایک جانب لکھیں، میرے کچھ ساتھی کہتے ہیں کہ جی جو بچے آپ کی بات نہیں مانتے آپ ان کی تحریریں کیوں لگا دیتے ہیں، آپ لوگوں نے چونکہ محنت کی ہوتی ہے اس لیے باوجود آپ کی اس غلطی کے شائع کر دی جاتی ہے، لیکن اس سے ہمیں کیا پریشانی ہوتی ہے شاید آپ نہیں جانتے پہلے تو ایڈیٹنگ میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، پھر وہی تحریر کمپوزر کے لیے پریشانی کھڑی کرتی ہے اور آخر میں پروف ریڈر کو بھی تنگ ہونا پڑتا ہے یوں آپ دیکھ لیں آپ کی وہ تحریر جو صفحے کی دونوں جانب لکھی ہوتی ہے وہ کتنے آدمیوں کے لیے پریشانی کا سبب بن جاتی ہے۔

سو جناب! بار بار کی طرح ایک بار پھر تمام ننھے مجاہدوں سے درخواست ہے کہ صفحے کے ایک جانب لکھیں، کسی بھی کتاب سے کوئی واقعہ ہو بہو نقل نہ کریں بلکہ مطالعہ کر کے اپنے الفاظ میں تحریر لکھیں اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ آپ جو تحریر ارسال کر رہے ہیں وہ پہلے کہیں شائع نہ ہوئی ہو۔ ایسے ہی وہ تحریر جس میں کوئی مقصد نہیں ہوتا بھیجنا بھی بے فائدہ ہے۔

امید ہے کہ آئندہ آپ سب ان تمام باتوں کو ذہن میں رکھ کر تحریریں بھیجیں گے تا کہ ہم ''ننھے مجاہد'' کو اور زیادہ محنت سے معیاری اور اچھا بنا کر آپ تک پہنچا سکیں۔

اگلی ملاقات تک اجازت دیجیے!

والسلام آپ کا بھائی

عبدالوارث ساجد
awsaajid@yahoo.com
0321-4275767

خطوط
ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں
...w.jamatdawa.org
E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com
ننھے مجاہد 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور
فون 7314531 فیکس 042-7117551

جن بنا سانپ

وہ نماز میں تھے، جب ابو سائب ان کے پاس پہنچے
گئے، سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نماز ادا کر رہے
ہوتے ہیں، انھیں بیٹھے ابھی چند لمحے ہی ہوئے
آیا ابو سائب کہتے ہیں، میں نے ادھر دیکھا تو ایک
خدری رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا کہ بیٹھ جا، میں بیٹھ گیا
دکھاتے ہوئے پوچھا کہ یہ کوٹھڑی دیکھتے ہو، میں
میں سے ایک جوان رہتا تھا، جس کی نئی نئی شادی
طرف نکلے، وہ جوان آپ ﷺ سے اجازت لے
تو آپ ﷺ نے فرمایا ہتھیار لے کر جا کیونکہ مجھے
مشرکوں کی طرف ہو گئے تھے) اس شخص نے اپنے

دروازہ کھلا تھا اس لیے وہ مہمان خانے میں چلے
تھے۔ ابو سائب انتظار میں بیٹھ گئے کہ وہ کب فارغ
تھے کہ ایک کونے میں پڑی لکڑیوں سے سانپ نکل
سانپ تھا، میں اس کو مارنے کو دوڑا تو سیدنا ابو سعید
جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے ایک کوٹھڑی
نے کہا، ہاں! انھوں نے کہا کہ اس میں ہم لوگوں
ہوئی تھی، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق کی
کر گھر آیا کرتا تھا، ایک دن آپ ﷺ سے اجازت مانگی
بنی قریظہ کا ڈر ہے (جنھوں نے دغا بازی کی تھی اور موقع دیکھ کر

ہتھیار لے لیے جب اپنے گھر پر پہنچا تو اس نے اپنی بیوی کو دیکھا کہ دروازے
کے دونوں پٹوں کے درمیان کھڑی ہے، اس نے غیرت سے اپنا نیزہ اسے مارنے کو اٹھایا تو
عورت نے کہا کہ اپنا نیزہ سنبھال اور اندر جا کر دیکھ تو معلوم ہوگا کہ میں کیوں نکلی ہوں،
وہ جوان اندر گیا تو دیکھا کہ ایک بڑا سانپ کنڈلی مارے ہوئے بچھونے پر بیٹھا ہے، جوان نے اس پر نیزہ اٹھایا اور اسے نیزہ میں لپیٹ لیا، پھر نکلا اور نیزہ گھر میں گاڑ دیا، وہ سانپ اس پر
لوٹا، اس کے بعد ہم نہیں جانتے کہ سانپ پہلے مرا یا جوان پہلے مرا، ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے سارا قصہ بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا اپنے ساتھی کے
لیے بخشش کی دعا کرو، پھر فرمایا: ”مدینہ میں جن رہتے ہیں، جو مسلمان ہو گئے ہیں، پھر اگر تم سانپوں کو دیکھو تو تین دن تک ان کو خبر
دار کرو، اگر تین دن کے بعد بھی نہ نکلیں تو ان کو مار ڈالو کہ وہ شیطان ہیں (یعنی کافر جن یا شریر سانپ ہیں) (ماخوذ: مختصر صحیح مسلم.......

ابو سیاف میر پور آزاد کشمیر)

انوکھی شہادت

مدینہ میں جہاد کا اعلان ہوا، تو باپ بیٹے دونوں کا جذبہ دیدنی (دیکھنے کے قابل) تھا، سیدنا حذیفہ اور ان کے والد یمان رضی اللہ عنہ نے بڑے شوق سے غزوہ احد میں حصہ لیا، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ تو غازی بن کر مدینہ میں واپس آئے، لیکن ان کے والد سیدنا یمان رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں جام شہادت نوش فرما گئے، ان کے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا کہ یہ دشمن کی تلوار لگنے سے شہید نہ ہوئے بلکہ لاعلمی کی بناء پر مجاہدین اسلام کی تلواروں سے شہید ہوئے یہ عجیب و غریب واقع اس طرح پیش آیا کہ رسول اقدس ﷺ نے غزوہ احد میں بچوں اور

اخت افضل مغل......موڑ کھنڈا

عورتوں کی نگرانی سیدنا یمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے سپرد کی، چونکہ یہ دونوں صحابی عمر رسیدہ تھے، اس لیے خیموں کے پاس رہنے کی ذمہ داری ان کے سپرد کی گئی، لیکن جب گھمسان کی جنگ چھڑ گئی تو سیدنا یمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھی سے کہا، اب ہمیں کس کا انتظار ہے، اللہ کی قسم! ہم دونوں اپنی عمر کے آخری مرحلے میں ہیں، ہم اس دنیا میں پل بھر کے مہمان ہیں، آج گئے یا کل کیوں نہ ہم بھی اپنی تلواریں لے کر میدان جنگ میں اتریں اور رسول اللہ ﷺ کا بھرپور ساتھ دیں، شاید اللہ تعالیٰ ہمیں شہادت نصیب فرما دے، پھر کیا تھا دونوں نے اپنی تلواریں سنبھالی اور میدان کارزار میں اتر آئے، دونوں بڑی بے جگری سے لڑے، ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ ایک کافر کی تلوار لگنے سے شہید ہوئے، لیکن یمان رضی اللہ عنہ کی شہادت مجاہدین اسلام کی تلواروں سے ہوئی، دراصل وہ انھیں پہچان ہی نہ سکے، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ مسلسل پکارتے رہے، میرا باپ، میرا باپ لیکن چیخ و پکار میں کسی کو یہ آواز سنائی نہ دی، بالآخر اپنے ہی ساتھیوں کی تلوار کا نشانہ بن کر جام شہادت نوش کر گئے، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھ کر ارشاد فرمایا: ”میرے ساتھیو! خدا تمھیں بخش دے۔“

جب محمد ﷺ کو پتا چلا تو آپ ﷺ نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کے باپ کی دیت دینے کا ارادہ ظاہر کیا تو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

”یا رسول اللہ! میرے باپ شہادت کے طالب تھے، وہ ان کو مل گئی۔“

انھوں نے دیت معاف کر دی تو رسول اللہ ﷺ کے ہاں ان کی عزت اور وقار میں اضافہ ہو گیا۔

(بحوالہ: حیات صحابہ کے درخشان پھلو)

12 رکعات اور جنت

جس انسان نے دن رات میں بارہ رکعات ادا کیں اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جائے گا، چار رکعات ظہر سے پہلے اور دو اس کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت نماز فجر سے پہلے۔ (ترمذی)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم راستے پر نہ بیٹھا کرو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہماری مجبوری ہوتی ہے یہ راستے ہماری مجلسیں ہیں جہاں ہم بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، جب تم مجلسوں میں آؤ تو راستے کا حق ادا کیا کرو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نظریں جھکائے رکھنا، کسی کو تکلیف نہ دینا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا (امر بالمعروف) اور نہی عن المنکر یعنی برائی سے روکنا۔ (صحیح بخاری)

ابو محمد، محمد تصدق کاشمیری

جنگ بدر میں شکست کھا کر مشرکین غصے سے بے قابو تھے اور پورا مکہ نبی ﷺ کے ساتھ دشمنی رکھتا تھا، مکے کے دو بہادر جوانوں نے طے کیا کہ وہ نعوذ باللہ محمد ﷺ کا خاتمہ کر دیں گے، چنانچہ جنگ بدر کے کچھ ہی دنوں کے بعد کا واقعہ تھا کہ عمیر بن وہب جمحی جو قریش کے شیطانوں میں سے تھا اور مکے میں نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اذیتیں پہنچایا کرتا تھا اس کا بیٹا وہب بن عمیر جنگ بدر میں گرفتار ہو کر مسلمانوں کی قید میں تھا اس عمیر نے ایک دن صفوان بن امیر کے

قتل کی سازش

احمد ابو عبدالرحمن [illegible]

ساتھ حطیم (بیت اللہ سے ملحقہ چھوٹی سی دیوار) میں بیٹھ کر گفتگو کرتے ہوئے بدر کے کنویں میں پھینکے جانے والے مقتولوں کا ذکر کیا اس پر صفوان نے کہا خدا کی قسم! اس کے بعد جینے میں کوئی لطف نہیں جواب میں عمیر نے کہا، خدا کی قسم تم سچ کہتے ہو، دیکھو، اگر میرے اوپر قرض نہ ہوتا جس کی ادائیگی کے لیے میرے پاس کچھ نہیں اور اہل وعیال نہ ہوتے جن کے بارے میں اندیشہ ہے کہ میرے بعد ضائع ہو جائیں گے، تو میں محمد ﷺ کو قتل کر ڈالتا کیوں کہ میرے لیے وہاں جانے کی ایک وجہ موجود ہے میرا بیٹا جو ان کے ہاں قید ہے، صفوان نے اس صورت حال کو غنیمت جانتے ہوئے کہا اچھا چلو تمہارا قرض میرے ذمے ہے میں اسے تمھاری جانب سے ادا کر دوں گا اور تمھارے اہل وعیال میرے اہل وعیال ہیں جب تک وہ موجود ہیں میں ان کی دیکھ بھال کرتا رہوں گا، ایسا نہیں ہو سکتا کہ میرے پاس کوئی چیز موجود ہو اور ان کے پاس نہ ہو، عمیر نے کہا اب میرے اور اپنے معاملے کو راز میں رکھنا اس نے کہا ٹھیک ہے میں ایسا ہی کروں گا اس کے بعد عمیر نے اپنی تلوار زہر آلود کروائی پھر روانہ ہوا اور مدینہ پہنچا لیکن وہ ابھی مسجد کے دروازے پر اپنی اونٹنی بٹھا ہی رہا تھا، کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نگاہ اس پر پڑی وہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے درمیان جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عزت واکرام کے متعلق باتیں کر رہے تھے، انھوں نے دیکھتے ہی کہا یہ کتا اللہ کا دشمن عمیر کسی برے ارادے سے آیا ہے، پھر انھوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے نبی! یہ اللہ کا دشمن عمیر اپنی تلوار حمائل (لٹکائے) کیے آیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ، عمیر آیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تلوار کے پرتلے کو اس کے گلے کے پاس سے پکڑ لیا اور انصار کے چند افراد سے کہا تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور وہیں بیٹھ جاؤ اور آپ ﷺ کے خلاف اس خبیث سے چوکنا رہو کیونکہ یہ قابل اطمینان آدمی نہیں ہے، اس کے بعد وہ عمیر کو اندر لے گئے، نبی ﷺ نے جب یہ کیفیت دیکھی کہ عمر رضی اللہ عنہ اس کی گردن میں اس کی تلوار کا پرتلا لپیٹ کر پکڑے ہوئے ہیں تو فرمایا عمر! اسے چھوڑ دو اور عمیر تم قریب آجاؤ، پھر نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسے تحیہ (تحفہ) سے مشرف کیا ہے جو تمھارے اس تحیہ سے بہتر ہے یعنی اسلام جو اہل جنت کا تحیہ ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اے عمیر! تم کیوں آئے ہو اس نے کہا یہ قیدی جو آپ کے قبضے میں ہیں اس کے لیے آیا ہوں آپ لوگ اس کے بارے میں احسان فرما دیں، آپ ﷺ نے فرمایا پھر یہ تلوار آپ کی گردن میں کیوں ہے، اس نے کہا اللہ ان تلواروں کا برا کرے یہ ہمارے کچھ کام نہ آسکیں، آپ ﷺ نے فرمایا سچ سچ بتاؤ کیوں آئے ہو، وہ کہنے لگا، بس! اسی قیدی کے لیے آیا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ تم اور صفوان بن امیہ حطیم میں بیٹھے اور قریش کے جو مقتولین کنویں میں پھینکے گئے ہیں ان کا تذکرہ کیا، پھر تم نے کہا اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا تو میں یہاں سے جاتا اور محمد ﷺ کو قتل کر ڈالتا اس پر صفوان نے قرض اور اہل وعیال کی ذمے داری لی اس شرط پر کہ تم مجھ کو قتل کر دو، لیکن یاد رکھو اللہ تعالیٰ میرے اور تمھارے درمیان حائل ہے۔ عمیر حیران پریشان ہو گیا کہ محمد کو خبر کیسے ہو گئی اس کے دل نے گواہی دی کہ محمد ﷺ واقعی سچا نبی ہے۔ تب عمیر نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے پاس آسمان کی جو خبریں لایا کرتے تھے ہم اسے جھٹلا دیا کرتے تھے یہ تو ایسا معاملہ ہے جس میں میرے اور صفوان کے علاوہ کوئی موجود نہ تھا، اس لیے واللہ! مجھے یقین ہے کہ یہ بات اللہ کے سوا کسی نے آپ تک نہیں پہنچائی، پس اللہ تعالیٰ کی حمد ہے، جس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی اور اس مقام تک لے آیا، پھر عمیر نے کلمہ حق کی شہادت دی اور رسول اکرم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا، اپنے بھائی کو دین پڑھاؤ اور اس کے قیدی کو آزاد کر دو، ادھر صفوان لوگوں سے کہتا پھر رہا تھا کہ یہ خوشخبری سن لو کہ چند ہی دنوں میں ایک ایسا واقعہ پیش آنے والا ہے، جو بدر کے مصائب بھلا دے گا، ساتھ ہی وہ آنے جانے والوں سے عمیر کی بابت پوچھتا بھی رہتا تھا، بالآخر ایک سوار نے اسے بتایا کہ عمیر مسلمان ہو چکا ہے، یہ سن کر صفوان نے قسم اٹھائی کہ اس سے کبھی بات نہ کرے گا اور نہ کبھی اسے نفع پہنچائے گا ادھر عمیر نے اسلام سیکھ کر مکے کی راہ لی اور وہیں مقیم رہ کر اسلام کی دعوت دینی شروع کی ان کے ہاتھ پر بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ (بحوالہ: الرحیق المختوم)

اچھی باتیں

❀ ......اچھی بات کوئی کہے اسے پلے باندھ لو کیوں کہ جب کسی موتی کی قیمت معلوم کی جاتی ہے تو کوئی یہ نہیں دیکھتا کہ اسے سمندر کی تہہ سے نکالنے والا شریف تھا یا ذلیل۔

❀ ......جو لوگ زندگی کو ایک فریضہ سمجھ کر بسر کرتے ہیں وہ کبھی ناکام نہیں ہوتے۔

❀ ......خوشی کسی کی محتاج نہیں ہوتی فرق صرف اتنا ہے کہ اسے اپنانے والا کس رنگ میں اپناتا ہے۔

❀ ......اگر روٹی عقل سے حاصل ہوتی ہو تو دنیا میں سارے بے وقوف بھوکے مر جاتے۔

روشنی کے مینار

محمد سیف اللہ عثمانی ۔۔۔ رحیم یار خان

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ دینی اداروں میں پڑھنے والے طلباء کرام نے عالم اسلام کی رہنمائی اور اسلام کے تحفظ میں ایسا اہم کردار ادا کیا جو کہ کسی سے مخفی نہیں ہے، اسی لیے ضروری ہے "ننھے مجاہدوں" سے ان جامعات کا تعارف ہو جائے تا کہ ان میں دینی اداروں سے دینی تعلیم حاصل کر کے عالم اسلام اور اسلام کی بقا کے لیے کچھ کرگزرنے کا جذبہ موجزن ہو۔

① جامعہ الدعوۃ الاسلامیہ، مرید کے

یہ جامعہ مرید کے (شیخوپورہ) میں مرکز طیبہ کے اندر ہے۔ جس میں دینی علوم کا 6 سالہ کورس کروایا جاتا ہے۔

اس عظیم الشان جامعہ میں قریباً ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ طلباء کرام تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اس جامعہ سے کئی

ایک علماء کرام فارغ التحصیل ہو کر دین اسلام پھیلانے میں مصروف ہیں۔

② جامعہ ابی بکر الاسلامیہ

یہ جامعہ کراچی میں گلشن اقبال کے علاقہ میں واقع ہے، اس جامعہ کی خصوصیت ہے کہ یہ پاکستان میں وہ یونیورسٹی ہے جہاں مکمل عربی میڈیم تعلیم دی جاتی ہے اور اس جامعہ میں کلاس اوقات میں صرف عربی میں بات کرنے کی اجازت ہے، اس جامعہ میں سب سے زیادہ تعداد غیر ملکی طلبا کی ہے، جو کہ دینی علوم حاصل کرنے کے لیے یہاں تشریف لائے ہیں، اس جامعہ کی اور خصوصیت یہ ہے کہ اس کا الحاق عالم اسلام کی تقریباً ہر اسلامی یونیورسٹی سے ہیں، اس جامعہ میں سارا کورس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے مطابق ہے، اس میں درج ذیل شعبے ہیں ① مرکز اللغۃ العربیہ ② المعہد العلمی

الثانوی ③ کلیۃ الحدیث الشریف، اس جامعہ کی بنیاد امام حرم المکی الشیخ عبداللہ بن سبیل رحمہ اللہ نے رکھی۔

③ جامعہ الدراسات الاسلامیہ

یہ عظیم یونیورسٹی کراچی میں گلشن اقبال کے علاقہ میں واقع ہے، اس جامعہ میں 6 سالہ کورس کے ساتھ ساتھ عربی تعلیم اور کلیہ الدعوۃ واصول الدین بھی پڑھایا جاتا ہے اس جامعہ میں غیر ملکی طلباء کی ایک تعداد علم حاصل کر رہی ہے،

اس جامعہ کے تحت سندھ بھر میں مدارس کا ایک نیٹ ورک کام کر رہا ہے، جو کہ علوم اسلامیہ کی روشنی پھیلا رہے ہیں، انھی میں "مرکز باب الاسلام" حیدر آباد کا نام درخشاں ستارے کی مانند ہے۔

④ جامعہ سلفیہ

یہ جامعہ فیصل آباد (حاجی پورہ) میں واقعہ ہے اس جامعہ میں 8 سالہ دینی کورس کروایا جاتا ہے، علاوہ ازیں وفاق المدارس السلفیہ (بورڈ) بھی یہیں واقع ہے جس کا نصاب درس نظامی کے مطابق ہے اور اسی بورڈ سے پاکستان کے ہزاروں مدارس وابستہ ہیں۔

⑤ جامعہ ستاریہ الاسلامیہ

یہ جامعہ گلشن اقبال کراچی میں ہے اور اس میں 10 سالہ کورس کروایا جاتا ہے، اس جامعہ کا انتظام والنصرام

جماعت غربا اہلحدیث کر رہی ہے۔

اس کے علاوہ قابل ذکر دینی مدارس، جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ، جامعہ محمدیہ مغلپورہ لوکو ورکشاپ، جامعہ سلفیہ ستیانہ بنگلہ، مرکز تبوک (لاڑ) ملتان کی دینی خدمات قابل ذکر ہیں۔

پیاری ماں

پیاری ماں مجھ کو تیری دعا چاہیے
جب شہادت ملے مجھ کو کشمیر میں اور کیا چاہیے
جنگ برپا ہے آگے بڑھا دے مجھے
مسکرا کے ذرا حوصلہ دے مجھے
دین پر مر مٹوں یہ دعا دے مجھے
پیاری ماں مجھ کو تیری دعا چاہیے
شاخ بھی میرے ہاتھوں میں شمشیر ہو
میرے خوابوں کی بھرپور تعبیر ہو
اے خدا جلد آزاد کشمیر ہو
پیاری ماں مجھ کو تیری دعا چاہیے
بیج آزادیوں کے بکھیرے چلو
بھارتی فوج کو مل کے گھیرے چلو
بچ کے جانے نہ پائے لٹیرے چلو
پیاری ماں مجھ کو تیری دعا چاہیے
توڑ دینا میرا ہر کھلونا اے ماں!
آنسوؤں سے نہ دامن بھگونا اے ماں!
دیکھ کر لاش میری نہ رونا اے ماں!
پیاری ماں مجھ کو تیری دعا چاہیے

ثوبیہ ہما شیخ ۔۔۔ لیبر کالونی، جوہر آباد

میرا پسندیدہ شعر

تبلیغ اسلام کی منزل آساں بھی، دشوار بھی ہے
رحمت کا گہوارہ بھی طائف کا بازار بھی ہے
(محمد احسن...... ملتان)

دنیا میں جتنے لوگ بھی ہیں احترام کے قابل
سب کو مانتی ہوں مگر مصطفیٰ کے بعد
(مریم بی بی...... خانیوال)

نہ جب تک کٹ مروں میں تاجدار یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا
(فاطمہ یوسف...... چک اگو)

مانا کہ گنہگار، خطا کار ہیں، لیکن
ایماں کا کسی طور بھی سودا نہ کریں گے
جاتی ہے اگر جان تو چلی جائے بلا سے
توہین رسالت کو گوارا نہ کریں گے
(آمنہ اصغر...... بھائی پھیرو)

قفس توڑ دے یا جان پہ کھیل جا
یہ مجبوریوں کا جینا توہین زندگی ہے
(محمد ارسلان مطلوب...... فیصل آباد)

ایک بار تو فلسطین سے یثرب آیا
راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا
(حافظ عظمیٰ جمیل...... گوندلانوالہ)

بہنوں کی سسکیوں پہ قرآن کی پکار ہے
کیوں یہ تیرا مسلم جہاد سے فرار ہے
(بلال طاہر ولد محمود طاہر...... ٹوبہ ٹیک سنگھ)

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو
(شازیہ پروین پھولنگر)

شہیدوں کا لہو خاک وطن میں جذب ہو کر بھی
ہزاروں سال تاریخ وطن میں جگمگاتا ہے
بظاہر یہ لہو گرتے ہی چھپ جاتا ہے نظروں سے
مگر یہ پوری ملت کی رگوں میں سرسراتا ہے
(میمونہ اخت مدثر...... مریدکے)

تم ایسا کرنا کہ کوئی جگنو کوئی ستارا سنبھال رکھنا
میرے اندھیروں کی فکر چھوڑو بس اپنے گھر کا خیال رکھنا
(حافظ شمس الاسلام)

عزم رکھے تو فصیلوں کے سروں پر رکھے
زخم رکھا تو سمندر سے بھی گہرا رکھا
(جویریہ اشرف...... چھنیانوالہ، وہاڑی)

ہمیں دنیا سے کیا حاصل شہادت ہے مشن اپنا
پہاڑوں میں دفن ہوں گے برف ہوگی کفن اپنا
(ثوبیہ عنایت اللہ)

کشتیاں سمندروں میں چلتی ہیں کناروں پہ نہیں
منزلیں ہمتوں سے ملتی ہیں سہاروں سے نہیں
(شمائلہ اشرف...... چونیاں)

کوشش جاری رکھیں

حفصہ آصف لاہور (علم کا شوق) حافظ عبدالرحمٰن، شیخوپورہ (ہمسایوں سے اچھا سلوک) حافظ عبداللہ اشرف سعودی عرب (بہن بھائی) حافظ خلیل الرحمٰن، بہاولپور (اقوال زریں) ساجدہ حسن، صادق آباد (اللہ کی نعمتیں) محمد شاہد (صدقہ) حماد الرحمٰن گوجرانوالہ (بہادر بچہ) جویریہ خالد (آئیے قرآن پڑھیے) حمیرا کوکب (دو ننھے مجاہد) حمید حماد (ایمان اور شراب) عتیق الرحمٰن لاہور (وعدے کا پاس) محمد ریاض اور احسان خان (سنت رسول اور سائنس) عرفان لطیف (جہاد) حافظہ بشریٰ رشید سرگودھا (اہم بات) اشفاق احمد، چونیاں (حضرت محمد ﷺ) حافظ شہزاد (اقوال زریں) شاہد عمران (اللہ کے لیے محبت) جویریہ یعقوب فیصل آباد (حکومت ہماری چپ ہے) حمیرا عالم سرگودھا (قرآن کی یاد) جویریہ ادریس، طاہرہ ادریس ٹھمبہ کلاں (قبر کی فریاد) نوید احسن واہلہ (دریا کے نام خط) حفصہ (جاگتے ہوئے کشمیر کو دیکھو) غلام مجتبیٰ، چونیاں (اچھی اچھی باتیں) شاہد (اے مسلمان) عظیم اسلم، ڈھولن (دوستی) فرحان ظفر سرگودھا (نظم) صنوبر عظمیٰ، خانیوال (زندگی کی گھڑیاں) فائزہ سعید (نیک دل خاتون) ماجد غفور، چیچہ وطنی (منکر خدا) جویریہ یعقوب فیصل آباد (شیطان کے باجے) بشیر احمد ابراہیم زئی (سنہری کرنیں) لبنیٰ پاکپتن (گلدستہ احادیث) حسنین خالد جھنگ (کیا آپ جانتے ہیں) حفصہ محمدی خانپور (پانچ چیزوں سے محبت) حافظ محمد بلال شیخوپورہ (معرکہ میں پہلے شہید) سعدیہ ثمر، وزیر آباد (سوچنے کی باتیں) حبیب النساء، فیصل آباد (شہید کے فضائل) ندا الاریب راجن پور (انمول موتی) عصمت طاہرہ، سمندری (انوکھی معلومات) محمد وقاص، گولارچی بدین (ماں کی عظمت) محمد تصدق کاشمیری (نظم) نائلہ مجید ٹھمبہ کلاں (حدیث نبوی، تین چیزیں)

خادم خاص

بشریٰ بدر گل۔ کراچی

مدینہ منورہ میں ایک دور اندیش خاتون تھیں ان کا نام ام سلیم تھا، ام سلیم کا ایک ہی بیٹا تھا جس کا نام انس تھا وہ بہت خاموش طبع اور شرمیلا تھا سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنی ماں سے بہت محبت کرتا تھا ہمیشہ ان کی فرمانبرداری کرتا تھا۔ ام سلیم چونکہ ایک بہت اچھی مسلمان تھیں اس لئے انہوں نے اپنے بیٹے کی تربیت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اس کے اندر دین کا جذبہ محبت جگایا۔ اس کو پڑھنا لکھنا سکھایا ایک دن ام سلیم نے ایک فیصلہ کیا وہ یہ کہ انس رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا چنانچہ آپ ﷺ نے انس رضی اللہ عنہ کو اپنی خدمت کے لئے قبول کر لیا۔

ہر وقت رسول ﷺ کی خدمت میں رہنے سے ان کا دین و اخلاق اور علم بلند تو ہوتا گیا رسول ﷺ انس رضی اللہ عنہ کی ہر طرح سے دیکھ بھال فرماتے۔ گفتگو کے عمدہ آداب سکھائے، نماز سکھائی، چنانچہ انس رضی اللہ عنہ اس طرح نماز پڑھتے کہ دوسروں کو دیکھ کر رشک آتا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے دس سال آپ ﷺ کی خدمت کی۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان دس سالوں میں آپ ﷺ نے انہیں خادم سمجھ کر کبھی مارا اور نہ ہی بلند آواز میں ڈانٹا، بلکہ کبھی کبھی سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مزاح بھی فرما لیتے ایک دفعہ آپ ﷺ نے انس رضی اللہ عنہ کو پکارا ''اے دو کانوں والے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تو اس قدر لمبا قیام کرتے کہ ان کے پاؤں سوج جاتے سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ''مجھ سے علم حاصل کرو، میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ علم حاصل کیا اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کیا ہے۔''

انس رضی اللہ عنہ بہت روزے رکھتے تھے۔ جب آپ بوڑھے ہو گئے تو کھانا تیار کر کے مسکینوں کو کھلا دیتے۔ انس رضی اللہ عنہ بہترین تیر انداز تھے۔ انھوں نے ستائیس جنگوں میں حصہ لیا۔ انس رضی اللہ عنہ بڑے مخلص اور محبت کرنے والے شخص تھے رسول ﷺ کی محبت ان کے جسم میں خون بن کے دوڑ رہی تھی۔ آپ ﷺ کی وفات انس رضی اللہ عنہ کے لیے بہت بڑے صدمے سے کم نہ تھی وہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد جب بھی آپ ﷺ کا ذکر کرتے زار و قطار رو پڑتے۔ اسی محبت کی بنا پر انہیں آپ ﷺ کا خواب میں دیدار ہوتا رہتا تھا۔

90 سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کو بصرہ میں دفن کیا گیا۔''

کھانا کھانے کے بعد

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو وہ اپنا ہاتھ صاف نہ کرے، یہاں تک کہ اسے خود چاٹ لے یا کسی کو چٹا دے، ہاتھ چاٹنے کی وجہ رسول اللہ ﷺ نے خود بیان کی کہ کھانا کھانے والے کو معلوم نہیں کے اس کے کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔''

اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے پیالہ صاف کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر لقمہ گر پڑے تو اٹھا کر صاف کر کے کھا لے شیطان کے لیے نہ چھوڑ دے۔

برکت کا مطلب یہ بھی ہے کہ وہ آسانی سے ہضم ہو جائے پوری طرح جزبدن بنے کسی بیماری کا باعث نہ بنے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مددگار بنے۔'' (واللہ اعلم) (رواہ مسلم)

لبنیٰ حافظ عرفان جاوید...... پاکپتن

وادی کشمیر کے علاقے رام ہل میں کشمیری مجاہدین اپنے بقیہ مشن کے لیے ایک مکان میں موجود تھے کہ کسی مخبر نے آرمی کو اطلاع کر دی۔ یوں مجاہدین اور ظالم بھارتی فوج کے درمیان لڑائی شروع ہوگئی جو دن کے 2 بجے سے شام پانچ بجے تک جاری رہی، مجاہدین نے انڈین آرمی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور بھارتی فوج کے ایک کیپٹن سمیت پانچ فوجی ہلاک کیے، ایک مجاہد ابوعمیس عبدالمنان شہید ہو کر جنت میں اللہ کے مہمان بن گئے، ابوعمیس عبدالمنان نے وادی کشمیر میں جہاد کے لیے جاتے ہوئے اپنے پیارے والدین کے لیے جو آخری تحریر لکھی تھی وہ کچھ یوں ہے:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

پیارے اور قابل عزت والدین، آپ تو جانتے ہیں کہ کس مقصد کے لیے میں شہر آیا تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی خاص رحمت سے آج وہ دن آ گیا ہے کہ ہمیں آج وادی لہورنگ کشمیر جانا ہے۔

جس طرح خوشی سے فقط اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مجھے اللہ کے راستے میں لڑائی کرنے کے لیے بھیجا تھا اسی طرح صبر کی بھی انتہا کر دینا۔ ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر کے بدلے اپنی بتائی ہوئی جنتوں سے نوازے گا، کسی نے رونا نہیں اور نہ ہی کسی کے منہ سے ایسا کوئی کلمہ نکلے کہ لوگ کہیں کہ ان کا بھائی خود تو دوسروں کے بیٹوں کو وادی میں بھیجتا رہا اور جب اپنا بیٹا شہید ہوا تو رونا دھونا شروع کر دیا۔

یقیناً آنکھوں میں آنسو تو آئیں گے مگر وہ آنسو خوشی کے آنسوں ہوں، اتنے آنسو بھی نہ آنکھوں میں آنسو آ گئے، ایسے لانا کہ لوگ سمجھیں کہ عمیس کی ماں اپنے بیٹے کی شہادت برداشت نہ کر سکی اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میرے گھر کا کوئی بھی فرد میری شہادت پر آنسو نہ بہائے، ارے! یہ تو انعام ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جسے چاہتا ہے، اسی کو نوازتا ہے۔

آخری تحریر

ابو مسلم عطاء الرحمن

پیارے والدین! موت تو برحق ہے گھر بیٹھے بھی آ جاتی ہے، آپ معاشرے میں ارد گرد نظر دوڑا کر دیکھیں آپ کو کتنے ہی لوگ ایسے نظر آئیں گے جو حادثات زندگی میں موت کی بھینٹ چڑھ گئے، کیا آپ اس بات پر خوش نہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بیٹے کو شہادت جیسی عظیم موت سے نوازا، جو ہر کسی کا مقدر نہیں، جس کی خواہش نبی اکرم ﷺ نے کئی مرتبہ کی، جس موت کو گلے لگانے کے لیے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی ساری زندگی تلواروں کے سائے میں گزار دی۔

واللہ العظیم! خوش قسمت ہیں وہ ماں، باپ جن کے بیٹے اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑتے ہوئے اپنی جانوں کو لٹا دیتے ہیں... آپ انہیں والدین میں سے ہو کہ جن کا ایک بیٹا اس کے رستے میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر گیا ہے۔

قرآن وحدیث میں جہاد فی سبیل اللہ کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

❀ قتال کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے نعمتوں بھری جنت میں بہترین اور عمدہ گھروں کا وعدہ فرمایا ہے۔ (سورہ الصف: ۱۲)

❀ قیامت کے دن مجاہدین کے درجات سب سے بلند ہوں گے۔ (مسلم)

❀ قیامت کے روز شہید تازہ خون کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوگا، جس سے مشک کی خوشبو آ رہی ہوگی۔

❀ شہید قیامت کے روز اپنے عزیز واقارب میں سے ستر افراد کی سفارش کر سکے گا۔ (ابن ماجہ)

❀ شہید کو شہادت کے وقت جنت میں اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے۔

❀ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں ایسی قندیلوں میں رہتی ہیں، جو عرش الٰہی سے لٹک رہی ہیں۔ (مسلم)

❀ خون کا پہلا قطرہ گرنے سے پہلے شہید کے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

❀ شہید کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا، جس میں لگا ہوا ایک موتی دنیا وما فیہا سے زیادہ قیمتی ہوگا۔ (ترمذی)

اب انسان کو اس سے زیادہ اور کیا چاہیے، یہ ابھی میں نے بہت مختصر بیان کیا ہے، اس کے علاوہ کوئی اور راہ نہیں کہ جس میں اتنے انعام ہوں، مشکل کی چند گھڑیاں ہیں، اس مشکل کی رنگینی سے گزر کر آگے سبز باغات ہیں۔

پیارے والدین! آپ سے معافی چاہتا ہوں کہ دنیا ودین کے لحاظ سے میں آپ کو کوئی سکھ نہیں دے سکا، کبھی بھی آپ کی امید پر پورا نہیں اتر سکا، بلکہ ہمیشہ آپ میری وجہ سے دکھ اور پریشانی میں رہے، میرے اس عمل کو اللہ تعالیٰ کے لیے معاف کر دینا۔

آج میں آپ کی نظروں سے اوجھل ضرور ہوں، لیکن عنقریب اس دن جب ماں، باپ، بھائی، بہن ایک دوسرے سے دور بھاگ رہے ہوں، آپ کا یہ بیٹا جنت کے دروازے میں کھڑا آپ کا انتظار کر رہا ہوگا۔ (ان شاء اللہ)

میری یاد آئے گی تم کو صبر کرنا اے ماں!
جنت میں ہوں گے اکٹھے دعا کرنا اے ماں!

ابوعمیس عبدالمنان

جب زلزلہ آیا

میرے ساتھ بائیس لڑکیاں کلاس میں تھیں، زلزلہ اتنا شدید تھا کہ ہمیں باہر بھاگنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ ہم ساری لڑکیاں چھت کے نیچے دب گئیں۔ تھوڑی دیر تو کچھ لڑکیاں شور کرتی رہیں پھر چپ کر گئیں۔ میرے اوپر چار لڑکیاں جو گری ہوئی تھیں وہ سب فوت ہو گئیں تھیں۔ ان میں سے ایک کا نام نائلہ ہے اور دوسری کا نام نادرا ہے جبکہ تیسری کا نام مجھے یاد نہیں آ رہا۔

نیچے بڑا اندھیرا تھا میں آرام آرام سے سانس لے رہی تھی۔ پھر مجھے کچھ دیر کے بعد لوگوں نے نکالا اور میرے انکل مجھے گھر اٹھا کر لائے۔ گھر مکمل طور پر ٹوٹ گیا تھا۔ میرے امی ابو دونوں نہیں تھے۔ میرے چار بھائی تھے اور میں ایک بہن تھی۔ میری امی بھی فوت ہو گئیں ابو بھی اور دو بھائی بھی فوت ہو گئے۔ اب صرف میں اور میرے دو بھائی بچے ہیں۔

گیارہ سالہ آمنہ......نبجا، مظفر آباد

امی ابو والا پیار نہیں ملتا

میں اپنے گھر میں سر پر کنگی کر رہی تھی اور میرے امی اور ابو دونوں کمرے میں قرآن پڑھ رہے تھے زلزلہ نہیں تھا، قیامت تھی اور سب کچھ ختم کر گئی۔

میرے خاندان کے ایک سو آٹھ لوگوں کی ہلاکت ہوئی، میرے اپنے گھر میں، میری امی، ابو، میرے دو بھائی اور ایک بھتیجا اور ایک بھابی بھی اس کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ میرے گھر سے سات جنازے نکلے۔

مکان کی چھت ان کے اوپر گر گئی اور وہ سب دب گئے۔ ہر طرف شور تھا۔ پہلے تو میں سہم گئی، پھر میں اور لوگوں کی طرح گرے ہوئے مکان کے اوپر چڑھ گئی اور اپنے امی ابو کو زور سے آوازیں دے رہی تھی، لیکن کوئی جواب نہیں آ رہا تھا۔ کوئی مدد بھی نہیں کر رہا تھا، کیونکہ سب اپنے بچوں کو نکال رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد جو مرد بچ گئے تھے وہ اور میرے ایک بھائی مدد کے لئے آئے اور انہوں نے لاشوں کو نکالا۔

اب ہم صرف چار لوگ، دو بہنیں ایک بھائی اور ایک بھتیجا، بچے ہیں۔

میرے بڑے بھائی مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ ہسپتال میں بھی میرے ساتھ ہیں لیکن والدین بہت یاد آتے ہیں۔ ہم جو چار لوگ بچ گئے ہیں عید کے دن ہسپتالوں میں تھے اور اپنے امی ابو کو یاد کرتے رہے۔

انسان چیزوں سے خوش نہیں ہوتا، کیونکہ یہاں کھانا بھی ملتا ہے اور کپڑے بھی لیکن امی ابو والا پیار نہیں ملتا۔

اب میں ٹھیک ہو رہی ہوں، لیکن دل میں دکھ بڑھ رہا ہے۔

اب یہاں سے فارغ ہو کر جب گھر جائیں گے تو بہت دل دکھے گا۔

عابدہ یوسف......گاؤں کونہ کھیتر مظفر آباد

فاتح

بنت انور

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے پوپ سے سیدنا عمر کے اس شہر کو فتح کرنے کا سن کر عمر کو خط روانہ فرمایا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خط ملتے ہی سیدنا عثمان اور علی سے بیت المقدس جانے کے لیے مشورہ طلب کیا اور ان کے مشورہ سے بیت المقدس چل دیے۔ امیر المومنین نے یہ سفر کیسے کیا؟ شاہ بلیغ الدین نے اسے بڑے

خلیفہ کے ایک ہاتھ میں مٹی کا پیالہ تھا اور دوسرے ہاتھ میں اونٹ کی مہار تھی، اونٹ پر خادم بیٹھا تھا، ستوؤں کا ایک تھیلا اونٹ کی پشت پر بندھا تھا، انھیں جہاں بھوک محسوس ہوتی وہ تھیلے میں ستو نکالتے پیالے میں ڈال کر بھگوتے اور باری باری پی لیتے خادم نے لاکھ اصرار کیا کہ شہر آ گیا ہے آپ اونٹ پر بیٹھیے میں مہار پکڑتا ہوں۔ لیکن خلیفہ ماننے کو تیار نہ تھے، ان کا کہنا تھا کہ چونکہ اونٹ پر بیٹھنے کی باری تمھاری ہے اس لیے تم ہی اونٹ پر بیٹھو گے۔

خادم نے کہا امیر المومنین باری میری ہی ہے لیکن آپ سوار ہو جائیں امراء اور عوام استقبال کے لئے آئیں گے خلیفہ نے جواب دیا تو پھر؟ خادم نے کہا یہ ٹھیک نہیں لگتا۔ امیر المومنین بولے ٹھیک نہ ٹھیک اپنی جگہ باری چونکہ تمہاری ہے اس لئے اونٹ پر تم ہی بیٹھو گے اور میں نکیل پکڑ کر چلوں گا خادم خاموش ہو گیا اور وہ اونٹ کی مہار تھامے آگے بڑھتے رہے۔

دو آدمیوں کا یہ چھوٹا سا قافلہ مدینہ سے چلا تھا اور اسے بیت المقدس پہنچنا تھا، بیت المقدس میں اسلامی لشکر کے سپاہی اور عیسائیوں کا پوپ ان کا انتظار کر رہے تھے۔

خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں جب اسلامی لشکر فتوحات حاصل کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا تو جنگ یرموک کے بعد اسلامی لشکر دمشق میں قیام پذیر تھا، مدینہ میں یرموک کی فتح کی خوش خبری پہنچی تو مسلمانوں کی خوشی دیدنی تھی۔

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ خوش خبری سنتے ہی فوراً سجدے میں گر گئے۔

دمشق میں ٹھہری ہوئی اسلامی فوج امیر المومنین کی طرف سے کسی نئے حکم کے انتظار میں تھی۔

جیسے ہی مدینہ سے یہ حکم ملا کہ بیت المقدس کو فتح کیا جائے، سپہ سالار ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے تیس ہزار سپاہیوں کا لشکر چھ حصوں میں تقسیم کر کے بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا۔

بیت المقدس والوں کے دلوں میں رعب طاری ہوا، سرداروں، رئیسوں اور بہادروں نے سب سے بڑے کنیسہ کی طرف جس کا نام قمامہ تھا راہ لی، وہاں پہنچ کر پوپ کی خدمت میں حاضر ہوئے بتعظیم وتکریم کے بعد اسے تعظیم کا سجدہ کیا اور اس کے سامنے کھڑے ہو گئے، اس نے کہا یہ کیسا شور ہو رہا ہے؟ انھوں نے نہایت عاجزی کے ساتھ جواب دیا مقدس باپ مسلمانوں کا سردار لے کر یہاں آ پہنچا ہے، یہ اسی کا شور ہے، پوپ کا یہ سنتے ہی رنگ فق ہو گیا چہرے پر مایوسی چھا گئی اور کہنے لگا افسوس! افسوس! انھوں نے کہا اے ہمارے سب سے بڑے مقدس باپ! یہ کیا؟

اس نے کہا انجیل مقدس کی قسم! اگر فی الواقع آنے والا ان کا امیر اور سردار ہے تو تمھاری ہلاکت و بربادی قریب ہی پہنچ گئی ہے، انھوں نے کہا یہ کس طرح اس نے کہا جو علم ہم کو پہلوں کو وراثت میں ملتا ہوا چلا آ رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طول وعرض زمین کا فتح کرنے والا ایک گندم گوں رنگ اور خوب سیاہ آنکھوں والا اپنے نبی محمد ﷺ کا صحابی عمر نامی شخص ہو گا، یاد رکھو! اگر وہی آ گیا ہے تو پھر تم کو نہ اس کے ساتھ مقابلے کی طاقت ہے، نہ لڑائی کی۔ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ چل کر اس کی صورت و ہیئت دیکھوں، اگر وہی ہوا تو میں اس کے ساتھ ضرور مصالحت کر لوں گا اور جو وہ چاہے گا اس کے مطالبہ کو فوراً مان لوں گا، لیکن اگر وہ نہ ہوا تو میں کبھی اس شہر کو اس کے سپرد نہیں کروں گا کیوں کہ اس شخص کے سوا جس کا میں نے تم سے ذکر کیا ہے، ہمارے اس شہر کو اور کوئی شخص فتح نہیں کر سکتا۔ پوپ نے سپہ سالار ابو عبیدہ سے مذاکرات کے لیے اور کہا:

میں مسیح (علیہ السلام) کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم بیس برس بھی ہمارا محاصرہ کیے پڑے رہے تو بھی ہمارے اس شہر کو فتح نہیں کر سکتے اسے محض ایک ہی شخص جس کی تمام علامات اور صفات ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں فتح کر سکتا ہے اور وہ علامات وصفات میں تمہارے اندر نہیں دیکھتا، آپ نے فرمایا وہ کیا صفات ہیں جو اس شہر کے فاتح کے اندر ہوں گی، اس نے کہا وہ صفات تو میں تم سے بیان نہیں کر سکتا البتہ اتنا بیان کیے دیتا ہوں کہ ہم نے اپنی کتابوں میں جو کچھ دیکھا اور پڑھا ہے اس کا لب لباب یہ ہے کہ اس شہر کا فاتح محمد ﷺ کا ایک صحابی ہے، جس کا نام عمر اور لقب فاروق ہے وہ مرد خدا نہایت سخت اور اللہ کے کاموں میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے بالکل نڈر اور بے باک ہو گا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اس پوپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کیا تو اس شخص کو دیکھ کر پہچان لے گا؟ وہ بولا کیوں نہیں جبکہ اس کی تمام صفات حتیٰ کہ اس کا حسب ونسب بلکہ اس کی عمر کے سال اور دن تک ہماری کتابوں میں لکھے ہوئے موجود ہیں آپ نے فرمایا واللہ! وہی شخص ہمارا خلیفہ اور ہمارے نبی ﷺ کا صحابی ہے، اس نے کہا اگر ایسا ہے تو پھر تمھیں ہمارے قول کی صداقت معلوم ہو گئی اس خون ریزی کو موقوف کر دو اور اپنے خلیفہ کے پاس خبر بھیج دو کہ وہ یہاں بہ نفس نفیس تشریف لے آئیں، جس وقت ہم انھیں دیکھ لیں گے ان کی تمام صفات وعلامات پہچان لیں گے اور اس کے حلیہ سے یہ بات پایہ تصدیق کو پہنچ جائے گی تو ہم خود بخود شہر کے دروازے کو کھول دیں گے اور بلا چون و چرا جزیہ دینے لگیں گے۔

شاندار انداز سے لکھا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حلیہ پہنچنے سے پہلے صلح نامہ تیار ہو گیا۔ انتظار تھا کہ امیر المومنین پہنچیں تو اس پر مہر کر دی جائے۔

جابیہ میں سیدنا ابو عبیدہ، سیدنا خالد بن ولید اور یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم امیر المومنین کے انتظار میں تھے رومی حکومت کا امیر صفرنیوس بھی موجود تھا، اتنے میں ہرکارے دوڑے دوڑے آئے، اطلاع دی کہ:

''امیر المومنین بستی کے قریب پہنچ رہے ہیں، آپ لوگ خوش آمدید کہنے کو تیار ہو جائیں!''

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سب کو ساتھ لے کر استقبال کے لیے شہر سے باہر گئے رومی سردار صفرنیوس کا خیال کا محافظ دستہ آ پہنچے گا مگر وہاں تو دور دور تک ایسا کوئی اہتمام نظر نہ آتا تھا۔

جو کچھ اس نے دیکھا یہ تھا کہ ایک آدمی اونٹ پر بیٹھا ان کی طرف آ رہا ہے اور دوسرا اس کی نکیل پکڑے آگے آگے چل رہا ہے، سب مسلمان سالار جو صفرنیوس کے ساتھ آئے تھے اس طرف دوڑے اور جو شخص نکیل پکڑے ہوئے پیدل آ رہا تھا بڑے احترام سے اس کو سلام کرنے اور بڑے ادب سے اس سے باتیں کرنے لگے۔

صفرنیوس نے کچھ دیر تک تو یہ رنگ ڈھنگ دیکھا پھر پوچھا:

''یہ کون شخص ہے؟ امیر المومنین کہاں ہیں؟ وہ کب آئیں گے؟''

اسے بتایا گیا:

''یہی تو امیر المومنین ہیں۔''

اس نے بڑے تعجب سے پوچھا: ''یہ امیر المومنین ہیں؟''

امیر المومنین کا حلیہ دیکھنے کا تھا، پھٹے جوتے، پیروں پر گرد، پیوند لگا کرتا، پیوند بھی ایک دو نہیں چودہ پیوند! سفر کی تھکان سے بے حال! صفرنیوس کا دل نہ مانتا تھا کہ یہی وہ عظیم المرتبت فاتح ہے جس نے سلطنت عجم اور سلطنت روم کو اپنی مٹھی میں بھینچ لیا ہے، اگر یہ شخص امیر المومنین ہے تو پھر وہ کون

ہے جو اونٹنی پر سوار ہے؟ آخر صفرنیوس نے پوچھ ہی لیا، بتایا گیا کہ وہ امیر المومنین کا غلام ہے، کسی بات کا یقین کرنا بھی اس کے لیے بہت مشکل تھا، بہت غور کرنے کے باوجود یہ معمہ اسے سمجھ میں نہ آیا۔

بات یہ تھی کہ امیر المومنین مدینہ سے نکلے تو ایک ہی اونٹنی سواری میں تھی، لمبا راستہ تھا، احتیاط کے خیال سے ایک ملازم کو انھوں نے ساتھ لیا تھا، سفر شروع ہوا تو اس سے فرمایا:

یہ مت سمجھنا کہ راستہ بھر میں ہی آرام سے بیٹھا سفر کرتا رہوں گا اور تم پیدل چلتے رہو گے، نہیں یہ بات اصول اور انصاف کے خلاف ہے، تھوڑی دیر میں سواری کروں گا، تھوڑی دیر تم سواری کرنا غلام لاکھ انکار کرتا رہا لیکن امیر المومنین نے جو کچھ کہا تھا وہ کر دکھایا، اللہ اکبر! کس درجہ انسانیت کا احترام ملحوظ تھا، باری باری سواری ہو رہی تھی کہ جابیہ کے پاس غلام کی باری آئی، اس نے کہا:

''امیر المومنین باری باری میری سہی لیکن آپ ہی سوار رہیں یہاں امراء اور عوام آپ کے استقبال کے لیے آئیں گے۔''

فرمایا: ''تو کیا ہوا باری تمھاری ہے، تم ہی بیٹھو گے میں تو نکیل کو پکڑ کر چلوں گا اور اسی حال میں سب سے ملوں گا۔''

صفرنیوس نے تفصیل سنی تو اور بھی چکرایا، یہاں کی دنیا ہی الگ تھی ہر بات نرالی! برابری کا یہ برتاؤ آدمی کی یہ عزت تو اس نے دیکھی ہی نہ تھی، دیکھنا کیا سنی بھی نہیں تھی۔

کچھ دیر حلبیہ میں ٹھہر کر امیر المومنین بیت المقدس جانے کے لیے اٹھے، سفر میں کپڑے میلے ہو گئے تھے، کجاوے سے ٹیک لگانے سے پیچھے کی طرف کرتہ پھٹ بھی گیا تھا، صفرنیوس نے مسلمان سالاروں سے درخواست کی:

''خدارا اس حال میں امیر المومنین کو ہمارے شہر میں مت لے چلنا، عیسائی انھیں دیکھنے ٹھٹ کے ٹھٹ لگائے سڑکوں پر کھڑے ہیں، اجازت ہو تو ایک بڑھیا ریشمی جوڑا اور ایک بہترین گھوڑا میں پیش کروں۔''

آخر امیر میں کچھ تو شان ہونی چاہیے۔

صفرنیوس کی دل جوئی منظور تھی اس لیے مسلمان سالاروں نے اس کی درخواست منظوری کے لیے سیدنا عمر ؓ کی خدمت میں پہنچا دی، ورنہ سبھی جانتے تھے کہ وہ کیسے آدمی ہیں، صفرنیوس کی خواہش سن کر امیر المومنین نے فرمایا:

''میرا کرتا پھٹ گیا ہے، سلوا لو، میلا ہو گیا ہے ذرا دھلوا لو۔''

کرتا سل کر اور دھل کر آیا تو خوشی سے پہن لیا، صفرنیوس کا ریشمی جوڑا دھرے کا دھرا رہ گیا۔ سفر کے لیے اٹھے تو امیر المومنین نے صفرنیوس کا پیش کیا ہوا گھوڑا طلب کیا، رومی امیر بڑا خوش ہوا کہ اونٹ چھوڑ کر مسلمانوں کا خلیفہ میرے دیے ہوئے گھوڑے پر سوار ہوگا، کچھ تو اس سے امارت کی شان ظاہر ہوگی، ادھر سیدنا عمر ؓ گھوڑے پر بیٹھے ہی تھے کہ وہ اٹھلا کر چلنے لگا، امیروں کی سواری کے لیے اسے خاص طور پر تیار کیا گیا تھا، سیدنا عمر ؓ فوراً اس پر سے اتر پڑے، فرمایا:

''یہ مٹک مٹک کر چلتا ہے۔ یہ غرور اور تکبر کی چال ہے جو میرے اللہ کو سخت ناپسند ہے، اسے لے جاؤ اور میری غریب اونٹنی کو لے آؤ۔

صفرنیوس نے پوچھا:

''یہ کیا؟ تو جناب امیر المومنین نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو عزت دی ہے، وہ اسلام سے ہے، اس کے سوا ہمیں کچھ نہیں چاہیے ورنہ یہ تو ایک دکھاوا ہے۔'' (رزم حق وباطل)

جب آپ بیت المقدس کے پاس پہنچے تو مسلمانوں کے لشکر میں تکبیر و تہلیل کا ایک شور بلند ہو گیا اور اللہ اکبر کے فلک بوس نعروں کی آواز گونجنے لگی، اہل بیت المقدس اس شور کو سن کر فصیل پر چڑھے، پوپ نے کہا کم بختو! عربوں کو کیا ہوا کہ خواہ مخواہ بغیر لڑائی کے اس طرح شور کرنے لگے آخر دیکھو تو، ایک شخص جو عربی زبان جانتا تھا مسلمانوں کے لشکر کی طرف جھکا اور کہنے لگا یا اے عرب! ہمیں بھی اپنے اس قصہ سے مطلع کرو کہ کیا ہوا؟ انھوں نے کہا چونکہ مدینہ رسول ﷺ سے امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ تشریف لائے ہیں اس لیے ان کے آنے کی خوشی میں مسلمان تکبیروں کے نعرے بلند کر رہے ہیں، نصرانی یہ سن کے پوپ کے پاس آیا اور اسے اس کی اطلاع دی یہ سن کے چپکا ہو رہا اور نیچی گردن کر کے زمین کو دیکھنے لگا اور کچھ جواب نہیں دیا۔

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح ؓ شہر پناہ کی فصیل کے پاس تشریف لائے اور زور سے آواز دے کر فرمانے لگے بیت المقدس کے باشندو! ہمارے سردار امیر المومنین تشریف لے آئے ہیں تم نے جو کہا اس کے متعلق اب کیا کرنا ہے؟ لوگوں نے پوپ کو اس کی اطلاع دی، یہ اپنے کینسہ سے بالوں کا بنا ہوا لباس پہن کر نکلا، سرداران لشکر، پادری، رہبان اور بشپ اس کے ساتھ ہوئے وہ صلیب جسے وہ اپنی عید کے سوا کبھی نہیں نکالتے تھے سامنے اٹھائی گئی، پوپ نے کہا یہ سالار اگر تمھارے امیر جن کے اوپر اور کوئی سردار نہیں ہے، آ گئے ہیں تو ان کو بلا کر ہمارے سامنے کھڑا کر دو تا کہ ہم ان کی صفات اور تعریفیں پہچان سکیں، مگر اس طرح کھڑا کیجیے کہ وہ آپ کے تمام آدمیوں سے علیحدہ ہمارے بالکل سامنے ہو تا کہ ہم انھیں اچھی طرح دیکھ سکیں، اگر وہ ہمارے وہی صاحب ہوئے جن کی تعریف انجیل مقدس میں ہے تو ہم ان کے پاس آ کے امان مانگ لیں گے اور ادائے جزیہ کا اقرار کر لیں گے، اگر وہ نہ ہوئے جن کا ذکر انجیل مقدس میں ہے تو پھر ہمارے تمھارے مابین تلوار ہے اور بس۔

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح ؓ واپس آئے اور پوپ کی باتوں سے مطلع کیا، امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ چلنے کے لیے تیار ہو گئے آپ کا لباس وہی پرانا کرتا تھا اور سر پر ایک روئی کے کمبل کا ٹکڑا بندھا ہوا تھا، سیدنا ابو عبیدہ بن جراح ؓ ہمراہ آپ کے آگے آگے چل رہے تھے اور ان کے سوا اور کوئی شخص آپ کے ساتھ نہیں تھا، جس وقت آپ شہر پناہ کے قریب پہنچ گئے تو اس کے سامنے کھڑے ہو گئے، پوپ اور تمام سرداران روم فصیل پر کھڑے ہوئے تھے ابو عبیدہ بن جراح ؓ نے کہا لوگو! یہ ہیں امیر المومنین جو میرے ساتھ تشریف لائے ہیں، پوپ نے سیدنا امیر المومنین عمر ؓ پر ایک نظر ڈالی اور غائر نظر دیکھ کر چیخ چیخ کر کہنے لگا اللہ کی قسم! یہ شخص وہی ہے جس کی صفت اور علامات ہماری کتابوں میں ہیں اور یہی ہے وہ شخص جس کے ہاتھ سے ہمارا شہر فتح ہوگا اور یہ یقینی امر ہے اس کے بعد اہل بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کم بختو! دوڑو اور اس شخص کے پاس جاؤ امان اور ذمہ کا عہد لے لو واللہ! محمد بن عبداللہ ﷺ کا صحابی یہی شخص ہے۔

یہ سنتے ہی رومی جن کی جان محاصرے کی وجہ سے پہلے ہی مشکل میں تھی آپ کی طرف دوڑے دروازہ کھولا اور آپ کے پاس آ کے عہد و میثاق اور ذمہ کی درخواست کی کے جزیہ کا اقرار کرنے لگے، امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ ان کی یہ حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں عجز و انکساری کر کے فرض بندگی بجا لائے اور اونٹ کے پالان پر ہی سجدہ شکر میں گر پڑے سر اٹھایا تو ان سے مخاطب ہو کے فرمانے لگے جیسا کہ تم نے درخواست کی ہے اگر تم اسی پر جمے رہے اور ادائے جزیہ کا اقرار کیا تو تمھارے لیے ذمہ اور امان ہوگا جاؤ اب اپنے شہر کی طرف لوٹ جاؤ رومی اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ گئے اور دروازہ کھلا چھوڑ دیا۔

سیدنا عمر فاروق ؓ بھی اپنے لشکر کی طرف لوٹ آئے رات بھر خیمہ میں رہے صبح ہوئی تو آپ کھڑے ہوئے اور بیت المقدس میں داخل ہو گئے جس روز آپ اس میں تشریف لے گئے اس روز سوموار کا دن تھا جمعہ تک آپ نے اس میں اقامت فرمائی اور مشرق کی طرف ایک خط کھینچ کے محراب کا نشان بنا دیا اسی جگہ وہ مسجد ہے جو آپ کے نام کی طرف منسوب ہے (مسجد عمر ؓ) پھر اپنے ہمراہیوں کو نماز جمعہ پڑھائی اور بیت المقدس میں دس دن تک قیام فرمایا۔

ماخذ، فتوحات شام، علامہ واقدی، الفاروق شبلی نعمانی، رزم حق و باطل شاہ بلیغ الدین

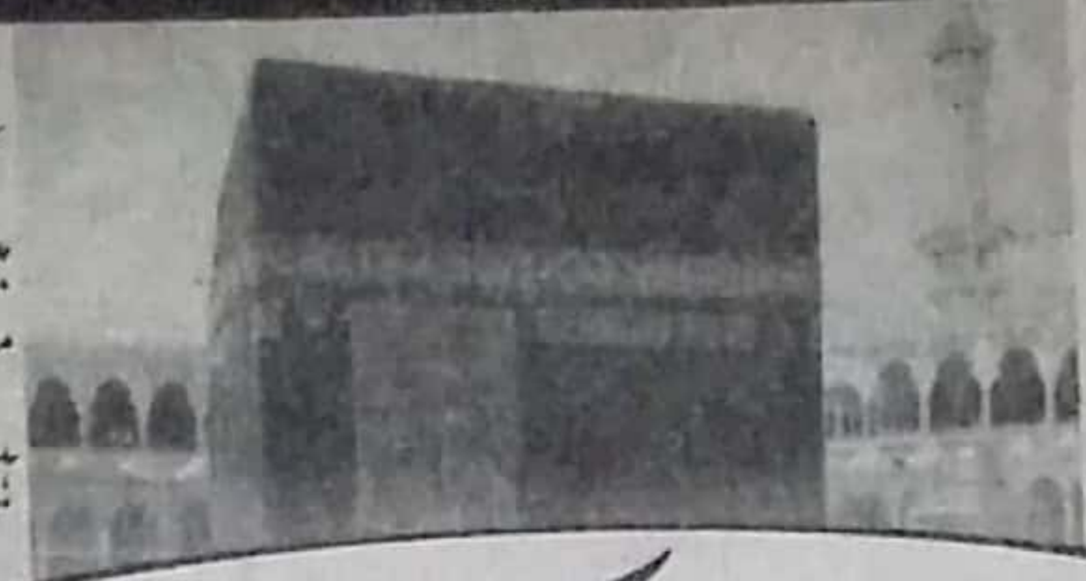

مختلف مذاہب کے بارے میں

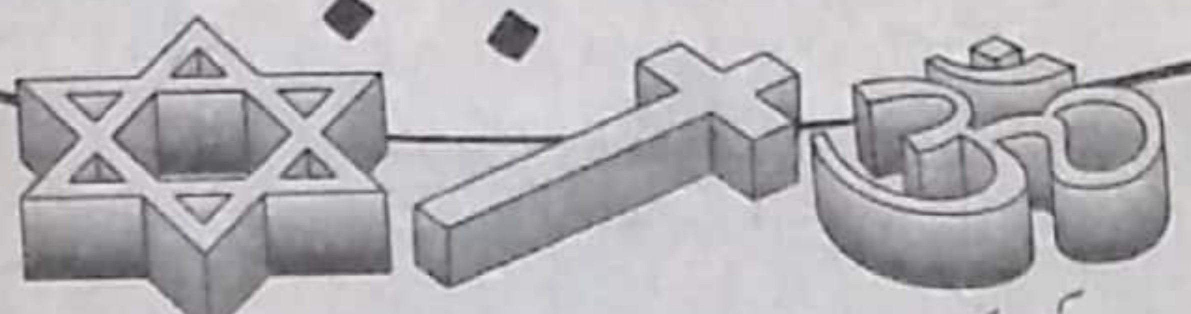

ساجد الرحمن وعی......نیا لاہور

اسلام

اسلام ایک ایسا مذہب ہے، جو اس وقت دنیا بھر کے مذاہب سے سچا، اچھا پاکیزہ و مقدس مذہب ہے، جس کے ماننے والوں کی تعداد تقریباً ایک ارب بیس کروڑ سے زائد ہے، اسلام کا مطلب ہے اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اطاعت کرنا، مسلمان قرآن پاک کو اللہ عزوجل کے الفاظ مانتے ہیں، اسلام میں اللہ کی نہایت جامع مگر مختصر تعریف سورۃ اخلاص میں ہے:

''کہو اللہ ایک ہے، اللہ سب سے بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔''

مسلمان اللہ تعالیٰ ہی کو واحد خالق، مالک، رازق، پروردگار اور الٰہ مانتے ہیں، پوری دنیا کے مذاہب میں جو اپنے خداؤں کو مختلف ناموں سے پکارتے ہیں، ان میں سے اللہ عزوجل سب سے پیارا اور شیریں نام ہے جو خود اللہ تعالیٰ کو بھی محبوب ہے۔

عیسائیت

یہ ایک الہامی (آسمانی) مذہب ہے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ پوری دنیا میں اس کے ماننے والوں کی تعداد تقریباً 2 ارب کے لگ بھگ ہے، عیسائی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر یقین رکھتے ہیں اور انھیں اللہ کا بیٹا مانتے ہیں (نعوذ باللہ) سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی بھی خدا (رب) اور نہ ہی خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا انھوں اپنے مشن کے بارے صاف کہا تھا کہ:

''سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدائے بزرگ و برتر نے یہودیت کی تکمیل کے لیے بھیجا تھا۔'' اسلام وہ واحد (غیر مسیحی) مذہب ہے جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان کی تلقین کرتا ہے۔''

یہودیت

یہ بھی ایک الہامی مذہب ہے، اسے ماننے والے یہودی کہلاتے ہیں اور وہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پیغمبرانہ مشن پر یقین رکھتے ہیں، ایک عبرانی آیت میں موسیٰ علیہ السلام کچھ یوں فرماتے ہیں:

''سنو! بنی اسرائیل ہمارا مالک خدا ہے وہ ایک ہے۔''

ہندو

کچھ ہندو ایک خدا پر کچھ تین خدا پر اور کچھ تو 330 کروڑ خداؤں پر یقین رکھتے ہیں، اس مذہب میں خدا کو بھگوان یا پھر وشنو نام سے پکارا جاتا ہے، جس کے معنی پالنے کے ہیں، ہندو مذہب میں کافی ذاتیں پائی جاتی ہیں، اعلیٰ ذات (برہمن) کے ہندو ہیں ان کے خداؤں کو اگر کوئی نیچ ذات کے ہندو ہاتھ وغیرہ لگا لے تو (برہمن) ناپاک ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے لیے اس بات کو بہت ہی برا سمجھتے ہیں۔

سکھ مذہب

یہ مذہب بھی ہندومت کی ایک شاخ ہے، جس کی بنیاد گرونانک نے رکھی، پندرہویں صدی کے آخر میں اس مذہب نے جنم لیا، اس مذہب میں خدا کی کئی ایک خصوصیات بیان کی جاتی ہیں:

① کرتار خالق ② صاحب، بادشاہ ③ رکال، ابدی ④ سنتا، مقدس نام ⑤ پروردگار، محبت سے پرورش کرنیوالا۔ ⑥ رحیم، رحم کرنیوالا۔ ⑦ کریم، خیرخواہ۔

سکھ مذہب میں خدا کو واہے گرو، ایک سچا خدا کے بارے زیادہ جانا اور پکارا جاتا ہے، جس طرح اسلام میں داڑھی مونڈھوانا ناجائز ہے، اسی طرح سکھوں میں جسم کا کوئی بال بھی اتروانا ناجائز ہے۔

پارسی مذہب

یہ ایک قدیم مذہب ہے، جس کا ظہور 2500 سال قبل فارس میں ہوا، اس کے ماننے والوں کی تعداد پوری دنیا میں ایک لاکھ 30 ہزار سے بھی کم ہے، ایک ایرانی پیش رو (زرتشت) نے پارسی مذہب کی بنیاد رکھی، پارسی مذہب میں خدا کے لیے رہورمزدا کا نام آیا ہے، جس کا مطلب عقل مند آقا ہے۔

پرہیزگار خلیفہ

عبدالمنان......ٹوبہ ٹیک سنگھ

عباسی خاندان کا چودھواں خلیفہ مہتدی بہت نیک اور پرہیزگار آدمی تھا، وہ عیش و آرام سے نفرت کرتا تھا، اور بہت سادہ زندگی گزارتا تھا، اس نے ایک خاص عمارت بنوائی تھی جس میں بیٹھ کر لوگوں کی شکایتیں سنتا اور ان کو دور کرتا تھا، عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر وہ اپنے اور بیگانے ہر ایک سے ایک جیسا سلوک کرتا تھا اور غریب، امیر سب سے پورا پورا انصاف کرتا تھا۔

ایک دفعہ رمضان شریف کے مہینے میں شام کے وقت ایک معزز بزرگ بوالعباس خلیفہ کے پاس تشریف لائے، خلیفہ نے ان کو بڑی عزت کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا، اتنے میں افطاری کا وقت ہو گیا، خلیفہ اور ابوالعباس نے ایک ایک کھجور سے روزہ افطار کیا اور پھر مغرب کی نماز پڑھی، نماز کے بعد کھانا آیا، جس میں دو روٹیاں کچھ نمک کچھ سرکہ اور کچھ زیتون کا تیل تھا، خلیفہ نے ابوالعباس کو کھانے میں شریک کر لیا، لیکن انھوں نے صرف چند لقمے کھائے ان کا خیال تھا کہ یہ صرف افطاری ہے اصل کھانا بعد میں آئے گا۔

خلیفہ نے پوچھا:

''آپ کھانا کیوں نہیں کھاتے، کیا آج روزہ نہ تھا؟''

انھوں نے کہا:

''امیر المومنین! میں اچھا بھلا ہوں روزہ کیوں چھوڑتا۔''

خلیفہ نے کہا:

''تو پھر کھانا کیوں نہیں کھاتے؟''

ابو العباس اس کے جواب میں خاموش رہے، خلیفہ سمجھ گئے کہ وہ کسی عمدہ کھانے کا انتظار کر رہے ہیں، خلیفہ نے کہا:

''ابوالعباس! جو کچھ آپ کے سامنے موجود ہے، اس کے سوا اور کوئی چیز دسترخوان پر نہیں آئے گی۔''

ابوالعباس نے کہا:

''امیر المومنین! آپ کو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دے رکھا ہے اور آپ کے دسترخوان پر دو روٹیوں، نمک، سرکہ اور زیتون کے تیل کے سوا اور کوئی چیز نہیں۔''

خلیفہ نے کہا:

''آپ سچ کہتے ہیں، لیکن بیت المال (سرکاری خزانہ) میرے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، اس کو رعیت کی بہتری پر خرچ ہونا چاہیے نہ کہ خلیفہ کے لیے لذیذ کھانوں اور دوسرے سامان پر۔''

ابوالعباس یہ سن کر حیران رہ گئے اور پھر انھوں نے خلیفہ کے ساتھ مل کر وہی کھانا بڑی رغبت سے کھایا۔

مسکراہٹیں

رسول اللہ ﷺ ہنسی مذاق کیا کرتے تھے، مگر آپ ﷺ اس ہنسی مذاق میں بھی حق بات ہی کہتے تھے۔

ایک دیہاتی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہو کر اس نے اپنی اونٹنی اس کے صحن میں باندھ دی، بعض صحابہ نے سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ بن عمرو انصاری سے کہا: ''بڑا اچھا ہوتا اگر تم اسے ذبح کرتے اور ہم اس کا گوشت کھاتے آج گوشت کھانے کی بہت خواہش ہو رہی ہے، رسول اللہ ﷺ تو اس کا تاوان دے ہی دیں گے۔'' اس کے بعد سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ نے اسے ذبح کر دیا۔

دیہاتی جب باہر نکلا تو اپنی سواری کو ذبح کیا ہوا دیکھ کر چیخ پڑا کہنے لگا: ''یا محمد ﷺ! میری اونٹنی ذبح کر دی گئی۔'' آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور پوچھا: ''یہ کس نے کیا ہے۔'' لوگوں نے بتایا: ''نعمان نے۔'' آپ ﷺ پوچھتے ہوئے ان کی تلاش میں نکلے تو انھیں سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کی بیٹی ضباعہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں پایا، وہاں وہ ایک گڑھے میں چھپ گئے تھے اور اپنے اوپر کھجور کی ٹہنیاں ڈال لی تھیں، ایک شخص نے اشارے سے بتایا اور زور سے کہا: ''اے اللہ کے رسول! میں نے انھیں نہیں دیکھا ہے، اور یہ کہتے ہوئے جہاں وہ چھپے ہوئے تھے وہاں اشارہ کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے انھیں نکالا کھجور کی ٹہنیاں وغیرہ گرنے سے ان کا چہرہ بدل گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے ایسا کیوں کیا، انھوں نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! جن لوگوں نے آپ ﷺ کو میرے متعلق بتایا ہے، انھوں نے ہی مجھے اس کا مشورہ دیا تھا اس پر آپ ﷺ ان کے منہ سے غبار جھاڑنے لگے اور ہنسنے لگے، پھر آپ ﷺ نے اونٹنی کا تاوان دے دیا۔

☆☆☆☆☆☆

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ تجارت کی غرض سے بصریٰ کا سفر کیا، ان کے ہمراہ سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا سویبط رضی اللہ عنہ بھی تھے، یہ دونوں بدری صحابی تھے، سیدنا سویبط رضی اللہ عنہ کے پاس زادِ راہ تھا، سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ''مجھے کھلاؤ۔'' انھوں نے کہا اس وقت کھلاؤں گا جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئیں گے۔''

سیدنا نعمان بہت زیادہ ہنسنے والے اور بہت زیادہ مذاق کرنے والے تھے، وہ کچھ لوگوں کے پاس گئے جو اونٹ لادے جا رہے تھے، ان سے کہا کہ: ''مجھ سے ذہین عربی غلام خریدو گے۔'' انھوں نے کہا: ''ہاں'' سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ''وہ بہت چرب زبان ہے شاید کہے کہ میں آزاد ہوں، اگر اس بناء پر نہ لو تو پھر رہنے دو، اسے مجھ سے نہ بھڑکاؤ۔'' انھوں نے کہا: ''نہیں ہم اسے خریدیں گے۔'' چنانچہ ان لوگوں نے دس اونٹنیوں کے عوض اس غلام کو خرید لیا، سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ ان اونٹنیوں کو ہانکتے ہوئے لے آئے، اور کہا: ''دیکھ یہی غلام ہے۔'' سیدنا سویبط رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یہ جھوٹا ہے، میں آزاد ہوں۔'' ان لوگوں نے کہا: ''ہمیں تمھارے بارے میں خوب معلوم ہے۔'' چنانچہ ان لوگوں نے ان کی گردن میں رسی ڈالی اور انھیں اپنے ساتھ لے گئے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے انھیں معلوم ہوا تو وہ مسکرائے اور اپنے رفقاء کے ساتھ ان لوگوں کے پاس گئے، ان کی اونٹنیاں واپس کیں اور سیدنا سویبط رضی اللہ عنہ کو واپس لائے پھر لوگوں نے یہ واقعہ آپ کو سنایا تو آپ ﷺ اور مجلس میں بیٹھے ہوئے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ہنسنے لگے۔ (الاصحابہ فی تمییز الصحابہ)

☆☆☆☆☆☆

سیدنا صہیب رومی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ کے سامنے روٹی اور کھجوریں تھیں، آپ نے فرمایا: ''قریب ہو جاؤ اور کھاؤ۔'' چنانچہ میں کھجوریں کھانے لگا مجھے آشوبِ چشم (آنکھوں میں تکلیف) تھی اور میری ایک آنکھ سرخ تھی آپ نے میری طرف دیکھا آپ نے فرمایا: ''تم کھجوریں کھا رہے ہو، حالانکہ تمھاری آنکھ خراب ہے۔''

میں نے عرض کیا اللہ کے رسول! میں اس آنکھ کی طرف سے تو نہیں کھا رہا ہوں، جس میں مرض لاحق ہے بلکہ دوسری جانب سے کھا رہا ہوں، اللہ کے رسول ﷺ میری بات سن کر مسکرانے لگے۔ (بحوالہ: صحیح ابوداؤد...... سنہرے اوراق)

حافظ عثمان غنی منڈی وار برٹن

ذرا بتائیں تو؟ سلسلہ نمبر 6

وہ یکم جولائی 1918ء کو ہندوستان کے ضلع سورت میں پیدا ہوئے۔ 1927ء میں انھوں نے اپنے والد کے ساتھ جنوبی افریقہ ہجرت کی۔ وہ بچپن ہی سے بڑے ہونہار اور آگے بڑھنے والے طالبعلم تھے۔ انھوں نے دنیا کے تمام براعظموں میں ہزاروں لیکچر دیے اور عیسائی مبلغوں کے ساتھ کامیاب مباحثے کیے۔ مذاہب کے تقابلی جائزے کے سلسلے میں انھوں نے تمام براعظموں کا سفر کیا اور امریکہ کے پروٹسٹنٹ حلقوں اور پاپ جان پال دوم سے بھی مکالمہ کیا۔ سچائی کے دفاع پر ان کی استقامت کی وجہ سے ان پر فرانس اور نائیجیریا میں داخلہ پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ہزاروں غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے اور اسلام کی نشر و اشاعت کی خدمات کے سلسلے میں انھیں 1986ء میں شاہ فیصل ایوارڈ سے نوازا گیا۔ وہ قرآن اور بائبل کے زبردست عالم تھے اور وہ اس کی تعلیمات سے زیادہ شناسا اور ماہر تھے، ان کی اسی سوجھ بوجھ اور تقابلی تناظر نے بہت سے عیسائیوں کو اپنے مذہب کے بارے میں از سرِ نو سوچنے پر مجبور کر دیا۔ انھوں نے یورپ اسلام کی تبلیغ کے لیے بڑی محنت کی اور دعوت کا کام کرتے رہے وہ اسلام کے خلاف عیسائیوں کے سوالات کا خود بائبل سے جواب دیتے یوں بہت سے عیسائی مسلمان ہوئے۔ وہ 8 اگست 2005ء کو اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے، اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کرے اور ان کی ان کوششوں کو منظور فرمائے جو انھوں نے اسلام کی اشاعت کے لیے کیں۔ آپ اسلام کے اس مبلغ کو جانتے ہیں تو بتایئے ان کا نام کیا ہے......؟

ذرا بتائیں تو؟

سلسلہ نمبر 3 کی شخصیت، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

سلسلہ نمبر 3 کے بذریعہ قرعہ اندازی انعام یافتگان

- ★ عبدالقیوم ظہیر...... مرکز اسلام آباد
- ★ شعیب نذیر...... منڈی بہاؤالدین
- ★ عمران احمد...... چونیاں
- ★ مریم اکرام الحق...... صادق آباد
- ★ رضاء الرحمٰن ثاقب...... فیصل آباد
- ★ عاطف علی جاہن...... نوشہرہ ورکاں
- ★ صہیب وسیم...... گوجرانوالہ
- ★ اخت عبداللہ...... بادامی باغ لاہور
- ★ اخت عبدالرحمٰن...... موڑ کھنڈا
- ★ اخت رضوان اسماعیل...... ملتان

''جناتی و شیطانی چالوں کا توڑ'' اور ''حاسدوں کے شر سے بچو'' کے بعد آپ کے لئے ایک نیا خوبصورت تحفہ خواتین اہل بیت

مداح صحابہ مولانا محمود احمد غضنفر: یہ کتاب محبت رسول اور رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ گھرانے کی پاکیزہ خواتین کی سیرت پر منفرد بے مثال اور عظیم الشان کتاب ہے۔

محمد طاہر نقاش: میں نے جب اسے پڑھا تو بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے...... کیوں؟ یہ آپ کو کتاب پڑھ کر پتہ چل جائے گا...... میں اس کتاب کے مطالعہ کے دوران بار بار زار و قطار رونے لگتا...... حتیٰ کہ مجھ سے کتاب پڑھی نہ جاتی اور میں اسے بند کر کے رکھ دیتا۔ جب طبیعت سنبھلتی تو پھر پڑھنے لگتا...... اس لئے کہ اس میں امام کائنات سرور کائنات آقائے دو جہاں محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت و الفت کی اور وفا و قربانیوں کی داستانیں ہی ایسی ہیں کہ پڑھنے کے بعد قاری کا دل چاہتا ہے کہ وہ خود آقا پر قربان ہو جائے۔

والدین اپنی بیٹی کو اور بہنیں اپنی سہیلیوں کو یہ بہترین تحفہ دے سکتی ہیں

تعاون دارالابلاغ روایات صحیحہ کا امین 0300-4453358

دعا

جو گزری بڑی پر گناہ پر خطا تھی
پھر بھی مجھ پر خدا کی عطا تھی
میں کہاں تھا اس کرم کے قابل
میرے ساتھ میری ماں کی دعا تھی

(مظہر اقبال...... چونیاں)

حق بات کہے اور ڈٹ جائے
پھر سر ہی کیوں نہ کٹ جائے
خون بہے دشمن بھی کہے
کردار مسلماں زندہ ہے

(محمد شکیل انجم وٹو)

بہتر مسلمان کون؟

(نفیسہ کنول عبدالحمید...... گوجرانوالہ)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے بہتر وہ شخص ہے کہ جس نے قرآن سیکھا اور پھر اسے اوروں کو سکھایا۔'' (بخاری شریف)

شہادت کی اقسام

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص گھر سے اللہ کی راہ میں نکلتا ہے، پھر راستے میں مرجاتا یا قتل ہو جاتا ہے، تو وہ شہید ہے، جو شخص اپنے اونٹ یا گھوڑے سے گر کر مرجاتا ہے وہ شہید ہے، جس کو زہریلا جانور سانپ یا بچھو کاٹ لے اور وہ مرجائے تو وہ بھی شہید ہے، بستر علالت پر مرجانے والا بھی شہید ہے اور اس کے لیے جنت ہے۔'' (ابوداؤد شریف)

(آمنہ اور مریم...... علی آباد)

ہیرے جواہرات

- غصہ ایک ایسی آندھی ہے جو دماغ کے چراغ کو بجھا دیتی ہے۔
- خود کو تبدیل کر دو، قسمت خود بخود بدل جائے گی۔
- دنیا سے دل نہ لگانا، یہ دنیا فانی ہے۔
- خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔
- نیکی ایک ایسی شمع ہے جو دوست اور دشمن دونوں کے گھر اجالا کرتی ہے۔
- اخلاق میں اتنی طاقت ہے کہ وہ اپنے دشمن کو بھی زیر کر سکتا ہے۔
- چراغ خواہ کتنا بھی چھوٹا ہو، دنیا کا پورا اندھیرا بھی مل کر اسے بجھا نہیں سکتا۔
- برے دوست کے پاس مت بیٹھو کیوں کہ برے دوست سے تنہائی بہتر ہے۔
- جتنا تم خدا کو دوست جانو گے اتنا لوگ بھی تمھیں دوست جانیں گے۔

(ریحانہ نذیر، حافظہ نبیلہ...... فیصل آباد)

گلدستہ

مریض

ایک مریض جس کا نام کشمیر ہے، مگر ہمسایہ دشمن ملک کے قبضے ہسپتال کے واڑ مالی حقوق میں زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے اس مریض کو مومنین کے خون کی اشد ضرورت ہے ایسے تمام حضرات جن کے خون کا گروپ آزادی پازیٹو یا غلامی نیگیٹو ہے فوراً مجاہدین سے رابطہ فرمائیں خون کا عطیہ دینے والے حضرات کو جنت انعام میں ملے گی۔ (ان شاء اللہ) (حافظہ بشریٰ رشید...... سرگودھا)

لگتا ہے

شہر یہ اپنا مقتل لگتا ہے
ہر چہرہ قاتل کا چہرہ لگتا ہے
کس کو خبر کب پیٹھ پے چھپ کر وار کرے
دوست سے بھی ملتے ہوئے ڈر سا لگتا ہے
دنیا چاہے اس کو نادانی سمجھے
ہمیں سچ پر مٹنا اچھا لگتا ہے
لاکھ ہوں دھبے خون کے اس کے دامن پر،
صورت سے وہ شخص فرشتہ لگتا ہے
موت کا ننگا ناچ ہوا ہوگا شاید
دیکھ کے ہر سو لاشیں ایسا لگتا ہے
دھل نہیں سکتا چہرے کے اجلے پن سے دامن پر
جو خون کا دھبہ لگتا ہے
امن کا گلشن تھا جہاں آباد فائزہ
آج وہاں لاشوں کا میلہ لگتا ہے

(حافظہ فائزہ امیر علی...... ینبع البحر، سعودی عرب)

مردوں کو گالی

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مردوں کو گالی مت دو، کیونکہ وہ اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں۔'' (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردہ کو گالی نہیں دینی چاہیے، چاہے وہ کتنا ہی برا کیوں نا ہو، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں جو کچھ مردوں نے اپنی زندگی میں اعمال کیے ہیں ان کو ان کا پورا پورا بدلہ مل گیا ہے، ان کو گالی دینے کا کوئی فائدہ نہیں۔

(محمد شفیع...... پاکپتن)

واثق باللہ کی ذہانت

عباسی خلیفہ واثق باللہ کے دربار میں ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا: ''امیر المومنین! صلہ رحمی کریں، اپنے رشتہ داروں کے ساتھ احسان کریں، اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی مدد کریں۔

واثق باللہ نے پوچھا:

''تم کون ہو، میں تمھیں نہیں پہنچانتا نہ ہی میں نے کبھی تمھیں دیکھا ہے؟''

وہ بولا: ''جناب! میں آپ کے دادا آدم علیہ السلام کا بیٹا ہوں، واثق نے اپنے غلام کو بلایا اور حکم دیا کہ اسے ایک درہم عطا کر دو۔''

وہ بولا: ''اے امیر المومنین! میں اس کا کیا کروں گا۔''

واثق باللہ: دیکھو! میں تمھیں ایک درہم دے رہا ہوں، اگر میں بیت المال میں اپنے دادا کی تمام اولاد پر خرچ کروں تو پھر تیرے حصے میں گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا۔

وہ بولا: یا امیر المومنین! اللہ آپ کو خیر و بھلائی میں رکھے، آپ کس قدر ذہین و فطین ہیں۔

واثق باللہ نے اس کو عطیہ دینے کا حکم جاری کیا، اور وہ دعائیں دیتا ہوا چل دیا۔ (حمید حماد...... میاں چنوں)

پسندیدہ شعر

کوئی بھی مردِ حق نہیں حکومتی ایوانوں میں
شعور کی کمی ہے یورپ کے غلاموں میں
اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں، اسلام آباد میں
مسلم پیدا ہو رہے ہیں یورپ کے غلاموں میں

ابوالحسن حافظ عبدالرزاق ربانی...... پاکپتن شہر

ننھے مجاہد

انعام یافتہ

کتنا پیارا ہے ''ننھے مجاہد''
یہ سارا ہمارا ہے ''ننھے مجاہد''
اس میں تحریریں ہی کتنی پیاری
یہ ساری بے مثل ہے محنت ہماری
اس کا شمارہ ہے کتنا پیارا
اس کو سنوارنا ہے کام ہمارا
یہ پیارا ہے وارث اسلام کا
اس میں چرچا ہوتا ہے قرآن کا
کتنا ہے اچھا ہمارا یہ میگزین
کیونکہ بے مثل ہیں اس کے منتظمین
اس کی دشمن ہے صرف ایک کم بخت
ہے اس کا نام ''ردی کی ٹوکری''
ہوتی ہے یہی سارا دن اس کی نوکری
بچائے اس سے خدا کریں گے دعا
نہیں مرے گی تو دیں گے اس کو دوا
ہمارا یہ ''ننھا'' زندہ باد
پائندہ باد، پائندہ باد
کتنا پیارا ہے ''ننھے مجاہد''
یہ سارا ہمارا ہے ''ننھے مجاہد''

(ابوبکر صدیق...... سرگودھا)

ننھے مصور

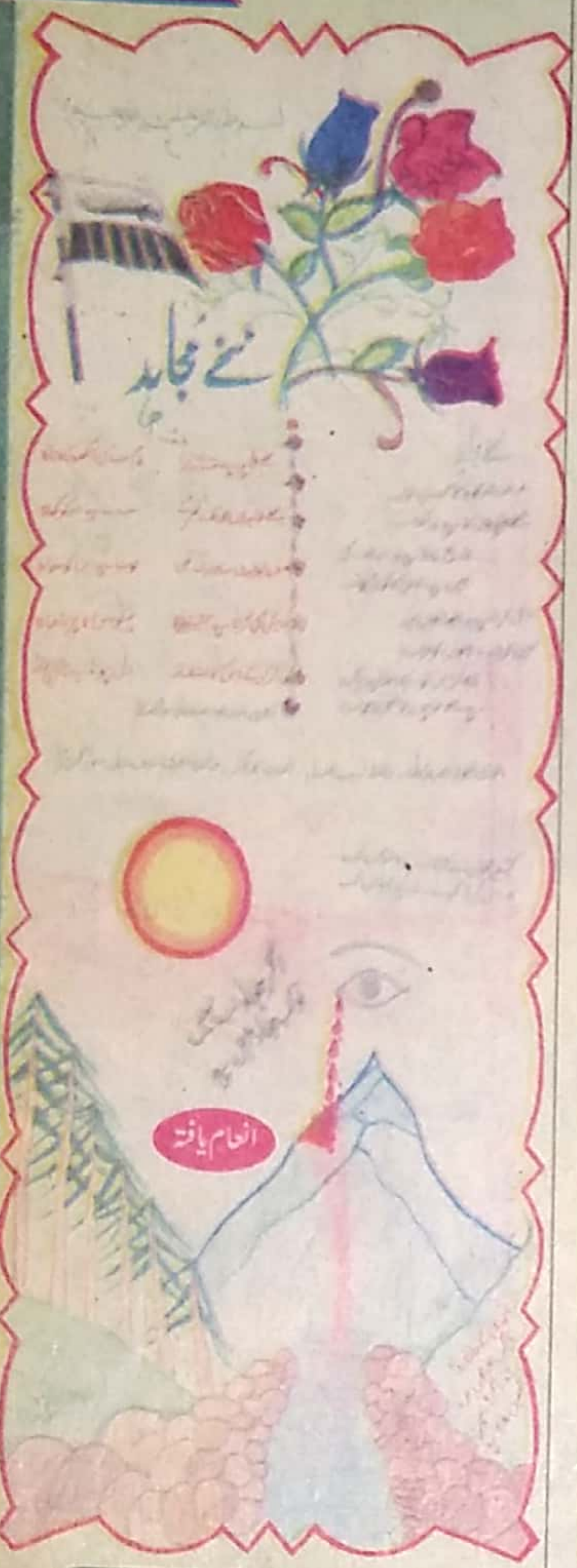

زوبین اخلاق

قرۃ العین خنسا

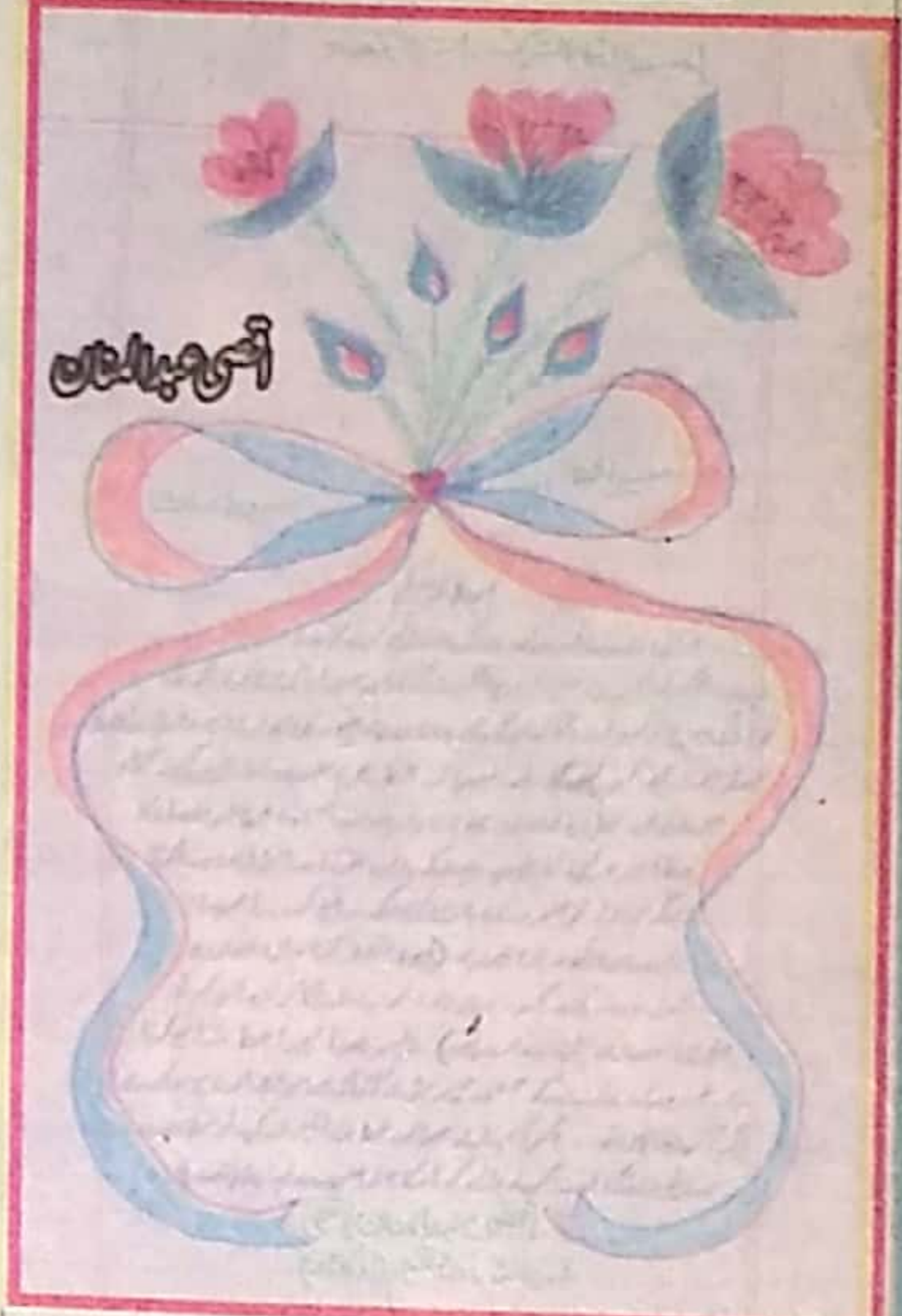

اقصیٰ عبدالمنان

"ننھے مصور" میں حصہ لینے والے "ننھے مجاہد"

عبدالقدوس رنگپوری، حامد فاروق۔ رینالہ، ثوبیہ عنایت اللہ۔ گاؤں ببر کھائی، آمنہ ابراہیم ۔ باٹھ تمسرین فلاح الدین ۔ شہداد پور، اقصیٰ عبدالمنان۔ حجرہ شاہ مقیم، صباحت فلاح الدین۔ شہداد پور

غار حرا

غار حرا میں بیٹھے بیٹھے
سرور عالم ﷺ سوچ رہے تھے
لوگوں کو کیسے سمجھاؤں
کیونکہ سیدھی راہ دکھاؤں
ہادی حق نے دل میں سوچا
عام کروں پیغام میں رب کا
اک دن آئے کوہ صفا پر
بولے پھر لوگوں کو بلا کر
لوگو! میری بات کو مانو
رب کو اپنے تم پہچانو
جھوٹ ہے کیا اور کیا سچائی
کیا ہے برائی اور کیا اچھائی
مکہ چھوڑ مدینہ آئے
رب کا وہ پیغام بھی لائے
سارے مہاجر اور انصار
کرنے لگے پھر آپ ﷺ سے پیار
آپ ﷺ کو پھر معراج ہوئی
اللہ پاک سے بات ہوئی

مائرہ عمر کلاس چہارم۔ افتخار ٹاؤن جوہر آباد

محبت کا ثبوت دیں!

اب تقریباً تمام اسلامی ممالک کو یہودی سازشوں کا علم ہو چکا ہے۔ کہ ڈنمارک کے اخبار نے نبی رسول ﷺ کے توہین آمیز کارٹون شائع کیے۔ اور نبی سے محبت کا دعویٰ کرنے والے تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ یہود و انصاریٰ کی سازشوں کو کچل ڈالیں۔ اور ان ہاتھوں کو توڑ ڈالیں جنھوں نے یہ حرکت کی ہے۔ اس کے لیے میں تمام ننھے مجاہدوں سے کہتی ہوں کہ وہ یہود و نصاریٰ کی تمام مصنوعات (جہاں تک ممکن ہو) کا بائیکاٹ کریں اور مکمل بائیکاٹ کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ سچی محبت کا ثبوت دیں۔

"نبی برحق محمد ﷺ کا ارشاد ہے کہ۔"

"تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں محمد ﷺ اسے ماں باپ (حتیٰ کہ) ہر انسان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

اس لیے سچی محبت کا تقاضا یہی ہے کہ ہم ڈنمارک اور اس کے ساتھ ساتھ تمام یہود و نصاریٰ کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔

روبینہ کوثر، کنگن پور

پیارے نبی ﷺ کی پیدائش

مکہ میں شعب بنی ہاشم کے اندر ربیع الاول ایک عام الفیل بمطابق 22 اپریل 571 بروز پیر صبح کے وقت پیدا ہوئے آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ نے عبدالمطلب کے پاس پوتے کی خوش خبری بھجوائی آپ کے دادا خوشی خوشی آئے اور آپ ﷺ کو خانہ کعبہ میں لے جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

آپ ﷺ کی پیدائش کے ساتویں روز آپ کے دادا عبدالمطلب نے عقیقہ کرنے کے لئے قریش کے لوگوں کو کھانے کی دعوت دی کھانے کے اختتام پر آپ نے اپنے پوتے کا نام (محمد) رکھا لوگ کہنے لگے آپ نے اپنے خاندان کے دوسرے لوگوں سے نام مختلف رکھا ہے عبدالمطلب نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ آسمان پر اللہ تعالیٰ اور زمین پر خلق اس کی تعریف کریں۔

سائرہ جبین ککر کہار

سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ

بنت عادل ...... کوئٹہ

نجم الدین ایوب تکریت کا گورنر تھا، عماد الدین زنگی عراق سے شکست کھا کر تکریت آیا تو ایوب نے اس کی بہت خدمت کی اور اسے کشتیوں کے ذریعے اس کے ہمراہیوں کے ساتھ دریائے دجلہ پار کروادیا، ایک دن ایوب شکار کھیل رہا تھا کہ اس کے تیر سے ایک عیسائی ہلاک ہوگیا، ایوب کے بھائی نے فساد کے ڈر سے اسے تکریت چھوڑ دینے کا مشورہ دیا، جس دن ایوب نے شہر چھوڑنا تھا، اس دن قلعہ تکریت میں اس کے گھر ایک بیٹا پیدا ہوا۔ لیکن ایک عیسائی نے پیشین گوئی کی کہ یہ بچہ بڑا ہوکر ایک نہایت عالیشان بادشاہ بنے گا، نجم الدین تکریت سے شام آیا یہاں عماد الدین زنگی نے اسے جاگیریں عطا کیں اور بعلبک کا حاکم مقرر کیا، نجم الدین کا یہی بیٹا جس کی پیدائش کو اس نے منحوس خیال کیا تھا، آگے چل کر عماد الدین کے بیٹے نورالدین زنگی کا دست راست بنا پھر بالآخر اس کا جانشین ٹھہرا اور تاریخ میں ایک عظیم الشان و عظیم بادشاہ کہلایا یہ مشہور بادشاہ سلطان صلاح الدین ایوبی تھا، سلطان مصر شام، عراق، بحرین یمن اور افریقہ کے بعض صوبوں کا حکمران تھا، اس کے عہد میں بیت المقدس عیسائیوں کے قبضے میں تھا جس کا اسے بہت رنج تھا، اس کی زندگی کی سب سے بڑی آرزو فلسطین کو عیسائیوں کے ناپاک ہاتھوں سے چھڑانا تھا، چنانچہ بیت المقدس کے حصول کے لیے اس نے عیسائیوں سے بڑی بڑی خونریز جنگیں کیں جو تاریخ میں تیسرے کروسیڈ یا صلیبی جنگ کے نام سے مشہور ہے، اس میں شکست کی تلخی کو یاد کر کے آج بھی عیسائیوں کا حلق کڑوا ہوجاتا ہے، شام عراق اور فلسطین کے نواح میں عیسائیوں کو شکست دے کر فلسطین کا رخ کیا، اس وقت یروشلم میں 6 لاکھ میں سے صرف ایک لاکھ عیسائی بچے، 15 رجب 583 ہجری میں سلطان نے یروشلم کا محاصرہ کرلیا اور بغیر خونریزی کے عیسائیوں کو اطاعت قبول کرنے کا کہا لیکن انھوں نے انکار کردیا۔

بیت المقدس کی فتح کے بعد عیسائیوں میں کہرام مچ گیا، انھوں نے تمام عیش وعشرت ترک کر کے دوبارہ سے جنگ کی تیاری شروع کردی، اس کے بعد کئی جنگیں ہوئیں لیکن پے در پے شکستوں کے بعد بالآخر عیسائیوں نے صلح کر لی، صلح کے بعد سلطان واپس دمشق لوٹ آیا اور یہاں سے حج پر جانے کا ارادہ کیا مگر امراء نے مشورہ دیا کہ عیسائی کہیں سلطان کی غیر موجودگی میں اپنے عہد سے پھر نہ جائیں چنانچہ حج پر نہ جاسکا جس کا اس کو بہت رنج ہوا، صفر 589 ہجری میں سلطان پھر سے بیمار ہوگیا بیماری طویل ہوگئی۔ 27 صفر 589 ھ بروز جمعرات نماز فجر کے بعد سلطان فوت ہوگیا (انا للہ وانا الیہ راجعون) سلطان کی موت سے تمام عالم اسلام میں غم کی لہر دوڑ گئی، دمشق میں دفن کیا گیا اور سلطان کی وہ تلوار جس سے وہ جہاد کرتا تھا وہ بھی اس کے پہلو میں دفن کردی گئی۔

سلطان کی زندگی کا نصف سے زائد حصہ عیسائیوں سے لڑنے میں گزرا، جہاد کے دوران خیمہ اس کا محل تھا، گھوڑے کی پیٹھ اس کا تخت اہل فوج اس کی درباری اولاد، تلواروں کی چمک اس کی شان وشوکت کا سامان اور یہی سرد لوہا اس کی دلچسپی کے اسباب تھے، جو شخص اس کے ساتھ جہاد کی باتیں کرتا وہی اس کو محبوب تھا۔

کیا وہ دہشت گرد تھا؟

آج نہ جانے کیوں مجھے وہ ننھا فلسطینی بچہ بہت یاد آرہا تھا جو اپنے باپ کی انگلی پکڑے سڑک کے کنارے کنارے معصومانہ اٹھکیلیاں کرتا ہوا بڑی بے نیازی سے جا رہا تھا ماں اس کے گھر لوٹ آنے کا انتظار کررہی ہوگی پھر اچانک کسی یہودی فوجی کی بندوق نے...... آگ اگلی اور گولیاں ماں کے لخت جگر کے جسم میں...... پیوست ہوگئیں...... ہائے ماں کا کلیجہ بھی تو ڈوبا ہوگا...... اسے بھی تو سوجا ہوگا...... اس پھول نے ہمیشہ کے لئے مرجھانے سے پہلے...... توتلی زبان میں...... اپنے باپ کی گود میں تڑپتے ہوئے...... پوچھا تو ہوگا...... بابا...... میں نے...... کیا کیا......

لیکن اسے کون بتائے کہ وہ ''دہشت گرد'' تھا...... ٹینکوں کی موٹی چادروں کے اندر بیٹھے...... دنیا کی مہذب ترین قوم کے بہادر ترین فوجیوں کو اس سے خطرہ تھا...... ظالم عقابوں کو معصومانہ فاختہ سے...... خطرہ تھا...... کیونکہ وہ دہشت گرد تھا دنیا کے منصفو، چودھریو، امن کے علمبردارو...... مجھے بتاؤ کیا وہ دہشت گرد تھا؟...... اللہ کے لئے بتاؤ...... کیا وہ دہشت گرد تھا؟

رحمین خادم حسین ...... گرھی گوندل

ذہین بچہ

عمرہ بنت عبدالستار ...... ضلع خانیوال

ایک دفعہ حجاز کے گورنر کو راستے میں ایک بچہ ملا اس کا نام اشعب تھا، والی نے بچے سے پوچھا، بچے کیا تجھے قرأت آتی ہے؟

بچے نے جواب دیا، جی ہاں!

حجاز کے گورنر نے کہا: ''کچھ پڑھو!

بچے نے پڑھنا شروع کیا۔

((اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا))

''اے نبی ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کو کھلی فتح عطا کر دی۔''

امیر کو بچے کی اس موقع پر یہ تلاوت بہت اچھی لگی، چنانچہ اس نے بچے کو ایک دینار دیا بچے نے دینار قبول کرنے سے انکار کردیا۔

... اچھی تو بچے ...

... کہا

... جواب دیا: ''میرے والد میری بات کو تسلیم نہیں کریں گے۔''

امیر نے پوچھا: ''وہ کیوں؟''

بچہ کچھ دیر خاموش رہا، پھر بولا: ''ایک دینار بادشاہوں کا عطیہ نہیں ہوسکتا، امیر یہ سن کر ہنس پڑا اور اسے ایک سو دینار عطیہ دینے کا حکم دیا۔''

واہ کیا بات

ایک مرتبہ سیدنا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں بیت المال کی خوشبو لائی گئی تو آپ نے اپنی ناک پر اپنا رومال رکھ لیا تاکہ عطر کی خوشبو ناک تک نہ پہنچے لوگوں نے پوچھا یا امیر المومنین! آپ نے اپنی ناک پر رومال کیوں رکھا ہے تو آپ کہنے لگے کہ یہ خوشبو بیت المال کی ہے اگر میں نے اس کو سونگھا تو یہ اس میں خیانت ہوگی۔

حافظ محمد محسن لطیف

ہوائی سکوٹر

محمد الیاس حامد

انسان کو اللہ تعالیٰ نے فہم و فراست اور عقل و شعور سے نوازا ہے، اس عقل کی بنیاد پر آج بیش بہا ایجادات اور دریافات ہو چکی ہیں، سائنس اور ٹیکنالوجی میں اس قدر ترقی ہو چکی ہے کہ عقل دیکھ کر دھنگ رہ جاتی ہے، انھیں میں سے ایک دلچسپ اور منفرد ایجاد کے بارے میں آپ معلومات حاصل کریں گے۔

(Air scooter 2) ہوائی موٹر سائیکل دوم ایک ذاتی استعمال کے لیے اڑنے والی سواری ہے جو کہ ایک جگہ منڈلانے اور 55 میل بحری فی گھنٹہ کے حساب سے پرواز کرنے کی صلاحت رکھتا ہے۔ Norris نورس نامی شخص اس کا موجد ہے، جو کہ اس سے پہلے سیٹر یو سپیکر اور خطرے کے وقت بجنے والے الارم کے سگنلز کو زیادہ موثر اور کا ِگر بنانے میں اہم کردار ادا کر چکا ہے۔

یہ ننھا سا سکوٹر جو کہ اڑان بھرنے والی سواری کی مانند نظر آتا ہے، 15 منٹ کے اندر پرواز کے لیے تیار ہو جاتا ہے، اسے صرف عام لوگوں کے لیے تیار کیا گیا ہے، اس کا وزن 300 پونڈ کے لگ بھگ ہے۔ جس کے لیے پائلٹ کے اجازت نامے کی ضرورت نہیں ہوتی کمپنی اس کی عام پرواز کی اجازت حاصل کرنے کی کوشش میں ہے، تاہم کمپنی کا کہنا ہے کہ اس ہوائی سکوٹر کی عام پیدوار شروع ہونے تک اجازت ملنے کا امکان ہے اور پیداواری ہدف ایک سال تک حاصل کر لیا جائے گا۔

(Air scooter 2) ہوائی سکوٹر دوم کے دو روٹر ہیں جن کا فنکشن ہیلی کاپٹر کے روٹر جیسا ہے، اس کا ہینڈل سپورٹس موٹر سائیکل کی مانند ہے، جس سے پرواز کو کنٹرول کیا جاتا ہے، لیکن اس کے پیڈل نہیں ہیں (Operate) کرنے کے لیے ٹانگوں کا کوئی استعمال نہیں۔

کمپنی نے ایک فلم بھی جاری کی ہے، جس میں اس سکوٹر کو چلانے اور استعمال کرنے کے متعلق تفصیل سے بتایا گیا ہے، اس سے پہلے جو ہوائی سکوٹر تیار کیا گیا اس کے مقابلے میں یہ زیادہ ہلکا اور کارکردگی کے لحاظ سے بہتر ہے، تاہم اس کی ترقی میں پہلے ہوائی سکوٹر کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

ہوابازی کے سلسلے میں خلابازی اور ایوی ایشن اتھارٹی ہی کا کردار تھا لیکن اس سکوٹر کی آمد کے بعد ہوابازی صرف ان محکموں تک محدود نہیں رہے گی۔

برفانی تودوں میں گیس کے ذخائر

برفانی علاقوں میں پائے جانے والے برفانی تودوں میں گیس ہائیڈریٹ اور خصوصاً سوئی گیس کے ذخائر موجود ہیں جن کو اگر استعمال میں نہ لایا گیا تو زیر زمین اس کی زیادہ دیر تک موجودگی سے دنیا کے موسم بدل جائیں گے، مالیک ریسرچ سنٹر جو شمالی کینڈا کے علاقے ریچرڈ پر قائم ہیں ان کے مطابق کینڈا کے اس علاقے میں پائی جانے والی گیس کے سب سے زیادہ ذخائر موجود ہیں جو وہاں کے برف پوش سمندروں اور زمین کی تہوں میں موجود ہیں اور یہ ذخائر ایندھن کا بہت قیمتی ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں گیس ہالیڈریٹ کی تلاش کے بعد 2002ء میں عالمی سائنسدانوں کی ٹیم نے شمالی مغربی کینیڈا کی ریاستوں میں موجود دوسری بار مالیک گیس ریسرچ ادارے کی مدد سے برفانی میدان میں تجربہ کو ممکن بنانے کی کوشش کی، اس جگہ موجود گیس کو سائنس دانوں نے جلا کر ٹیسٹ کیا جس کی مدد سے قدرتی گیس کا ایک بہترین ذریعہ سوئی گیس کی صورت میں دریافت ہوا، مالیک پروجیکٹ کے چیف سائنسدان ٹیم کولیٹ نے کہا: ''ان کی ٹیم کو یقین تھا ایک نئی گیس دریافت ہوگی، لیکن ایک منظم ماحول میں ریسرچ ہوگی اور کامیاب رہے گی، یہ ان کو علم نہ تھا۔'' حال ہی میں دو سال کے عرصے کے بعد کولیٹ اور اس کے ساتھیوں نے پانی خاص طور پر برفیلے پانی میں موجود اس قدرتی گیس کو قابل استعمال بنانے کا منصوبہ بنایا، گزشتہ سال موسم بہار میں جاپان کو قومی آئل کمپنی جو کہ مالیک پروجیکٹ کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے اس جاپان کے ساحل سمندر پر ہالیڈریٹ گیس نکالنے کا اپنا پروجیکٹ شروع کر دیا ہے۔ کولیٹ (Collett) نے یہ تجربہ کیا ہے کہ قدرتی گیس کی اس دریافت سے امریکہ دنیا میں گیس فراہم کرنے والا دوسرا بڑا ملک بن سکتا ہے۔

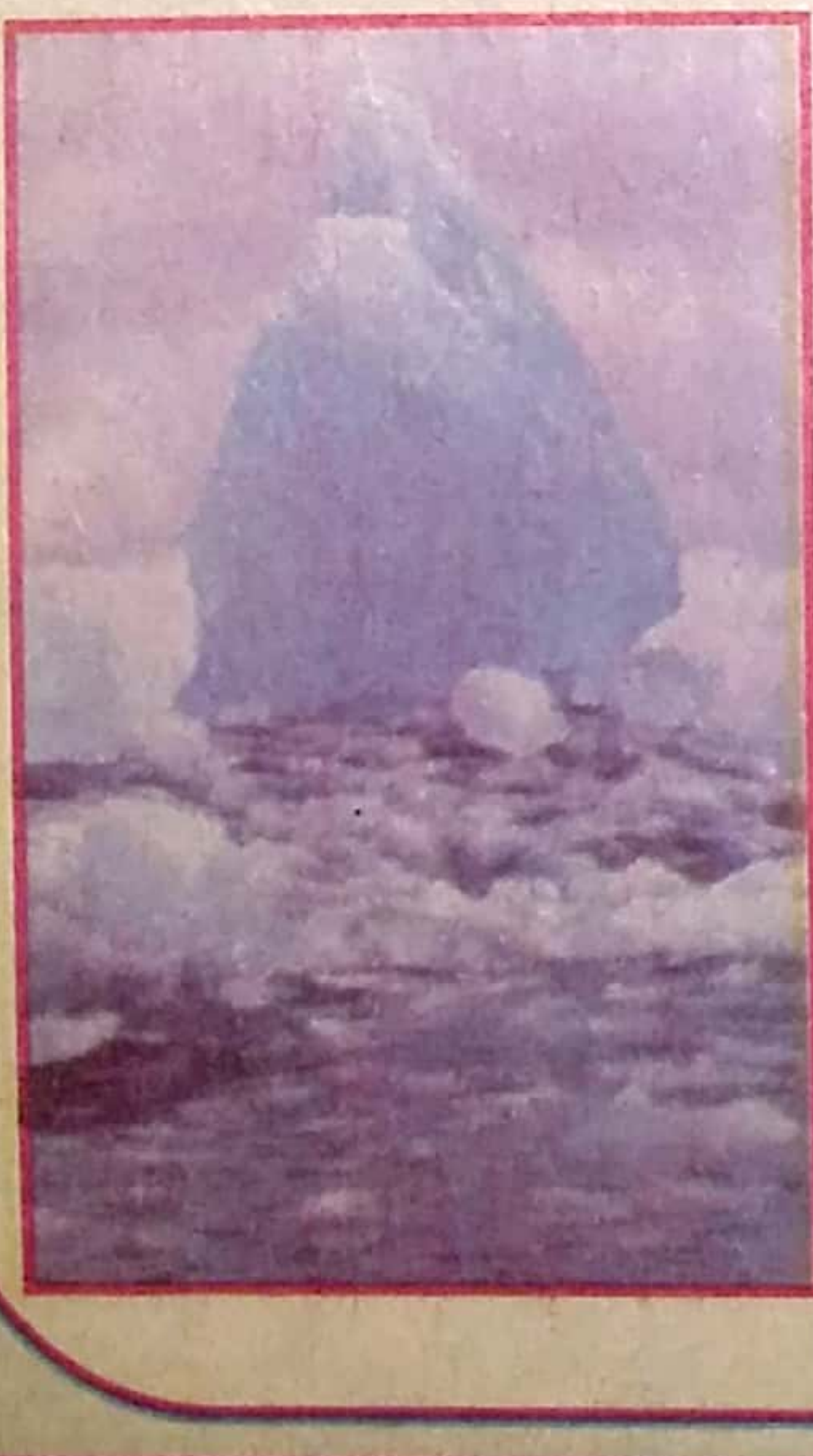

سعدیہ غلام رسول ...... سرگودھا

فرضی قصے کہانیوں اور بھونڈے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

ننھے مُجاھد

42 — 29 ربیع الاول 1427ھ 28 اپریل 2006ء

سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا مہمان

طاہرہ جبیں...... راجن پور

رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے تھے، ایک آدمی آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں بھوکا ہوں، رسول اللہ ﷺ کے پاس کئی صحابی بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا اس آدمی کو کون مہمان رکھے گا، سیدنا ابو طلحہ ؓ بولے یا رسول اللہ ﷺ اس کو میں مہمان رکھوں گا، یہ کہہ کر اس آدمی کو اپنے گھر لے گئے، بیوی سے کہا: ''یہ مہمان رسول اللہ ﷺ کا ہے، اس کی خوب خدمت کرنی ہے، بیوی بولی گھر میں صرف بچوں کے کھانے کے علاوہ کچھ نہیں، سیدنا ابو طلحہ ؓ سوچ میں پڑ گئے پھر بولے! ایسا کرو بچوں کو سلا دو وہ سو جائیں تو ہم مہمان کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھیں گے۔

جب مہمان کھانا شروع کرے تو تم چپکے سے دیا ٹھیک کرنے کے بہانے سے بجھا دینا، ہم خالی منہ چلاتے رہیں گے، وہ پیٹ بھر کر کھانا کھا لے گا، بیوی نے ایسا ہی کیا، پہلے بچوں کو سلایا پھر مہمان کے آگے کھانا رکھا، مہمان نے کھانا شروع کیا تو سیدنا ابو طلحہ ؓ کی بیوی نے چپکے سے دیا بجھا دیا، دونوں میاں بیوی خالی منہ چلاتے رہے، مہمان نے پیٹ بھر کر کھا لیا، اگلے دن سیدنا ابو طلحہ ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے فرمایا، سیدنا ابو طلحہ ؓ تم نے رات مہمان کی جس طرح خدمت کی اللہ اس سے بہت خوش ہوئے ہیں، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہمارے گھر کوئی مہمان آئے تو اس کی اچھی خدمت کرنی چاہیے، اس سے اللہ بھی خوش ہوگا۔

ضروری بات

پیارے بچو!..........السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کوئی بھی بڑا انسان چاہے وہ انجینئر ہو یا ڈاکٹر، وکیل ہو یا سائنسدان یا پھر زندگی کے کسی بھی شعبے میں اسلام، ملک اور قوم کے لیے بہت بڑی خدمت سر انجام دے رہا ہو۔

اس کی اس کامیابی میں تین شخصیات کا بڑا کردار ہوتا ہے یہ تین شخصیات ماں باپ اور استاد ہیں، ماں باپ کے بعد ''استاد'' اکیلا شخص ہوتا ہے جسے ہم یہ کریڈٹ دے سکتے ہیں کہ وہی شخص ایک عام انسان کو نکھار کر اس روپ میں پیش کرتا ہے۔

''استاد قوم کا معمار ہوتا ہے'' آپ نے یہ جملہ کئی جگہ پڑھا ہوگا یہ جملہ اسی لیے تو لکھا پڑھا جاتا ہے کہ استاد کی شخصیت ہی ہوتی ہے جو نئی نسل کی صحیح سمت راہنمائی کرتی ہے آج جو بڑے لوگ ہیں وہ کبھی چھوٹے چھوٹے ہوا کرتے تھے اور ان میں سے ہر کسی کی ایک ''استاد'' نے ان کی راہنمائی کی ہے انھیں پڑھنا سکھایا لکھنے کا طریقہ بتایا اور بہت سے ایسے علم سکھائے جوان کے بنا کوئی بھی طالب علم سیکھ نہیں سکتا تھا۔

اس لیے تو کہتے ہیں ''استاد انگلی پکڑ کر چلنے کا طریقہ بتاتا ہے۔''

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے ملک اور ہمارے معاشرے میں ''اساتذہ'' کی وہ قدر نہیں جو حقیقت میں ہونی چاہیے۔

کسی بھی قوم کے اصل ہیرو یہی ''استاد'' ہوتے ہیں لیکن ہمارے ہاں تو معاملہ ہی الٹ ہے۔

بہت سی جگہوں پر خاص طور پر اخبارات اور میگزینوں میں کرکٹرز اور فلمی شخصیات کو تو ''ہیرو'' بنا کر پیش کیا جاتا ہے لیکن قوموں کے اصل ہیروز ''اساتذہ'' کا کہیں کوئی تذکرہ نہیں ہوتا۔

سو اسی بات کے پیش نظر ہم نے ''ننھے مجاہد'' کا شمارہ نمبر 46 ''استاد نمبر'' ترتیب دینے کا پروگرام بنایا ہے، آپ کے لیے یہ بہت ہی خوشی کی بات ہوگی، لہٰذا آپ اپنے موجودہ اساتذہ کے متعلق اور تاریخ میں نمایاں خدمات سر انجام والی شخصیات کے استاد اور اپنے تعلیمی اداروں کے متعلق تحریریں ارسال کر سکتے ہیں لیجیے، ابھی سے تیاری کیجیے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ لیٹ ہو جائیں اور آپ کی تحریر چھپنے سے رہ جائے۔

والسلام آپکا بھائی

عبدالوارث ساجد

0321-4275767

ایمان کی گواہی

3 ہجری کو مسلمان غزوۂ احد کی تیاری میں مصروف تھے کہ ایک پندرہ سالہ نوجوان رحمت عالم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی کہ اے اللہ! کے رسول اللہ آپ مجھے بھی اپنے ساتھ میدان جنگ میں لے جائیں میں بھی کفار کے ساتھ لڑنا چاہتا ہوں، نبی کریم ﷺ نے نوجوان کو میدان جنگ میں ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا، تو اس کے جواب میں نوجوان نے کہا: ''اللہ کے رسول بدر میں بھی آپ مجھے پیچھے چھوڑ گئے تھے، اب تو میں پندرہ برس کا ہو چکا ہوں۔ اب تو میں آپ ﷺ کے ساتھ ضرور جاؤں گا۔''

رحمت عالم ﷺ اس کم سن مجاہد کے جذبہ جہاد سے بہت خوش ہوئے اور ساتھ چلنے کی اجازت دے دی، یہ خوش نصیب نوجوان سیدنا رافع ؓ تھے۔

احد کے میدان میں جب فوجیں آپس میں ایک دوسرے سے بھڑ گئیں تو سیدنا رافع ؓ نے لڑنے کا حق ادا کر دیا، آپ ؓ جنگ میں دشمن سے اس طرح لڑتے جس طرح بڑے جنگجو ایک دوسرے پر وار کرتے ہیں۔

جب جنگ خوب گرم ہوگئی تو کسی کافر نے ایسا تاک کر رافع ؓ کو تیر مارا کہ تیر سینے میں پیوست ہوگیا، جب رافع ؓ کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ تیر کو کھینچ کر سینے سے نکال دو، تیر ہڈیاں توڑ کر سینے کے اندر اچھی طرح گھس چکا تھا۔

جب زور لگا کر تیر کو کھینچا تو اس کی اگلی نوک سینے میں ہی ٹوٹ جاتی ہے، رحمت عالم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں، آپ ﷺ نے اس بہادر مجاہد کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ''قیامت کے دن کسی کے ایمان کی گواہی کوئی دے گا اور کسی کے ایمان کی گواہی کوئی دے گا لیکن رافع! قیامت کے دن تیرے ایمان کا پکا گواہ میں محمد ہوں۔

(طبرانی، بحوالہ سیرت صحابہ کرام ؓ)

اخت ابو عمار یاسر...... ڈیرہ اسماعیل خان

ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں۔

www.jamatdawa.org
E-mail:-nanhemujahid@yahoo.co

خط و کتابت کیلئے

ننھے مجاہد ہفت روزہ غزوہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور
فون 7314531 فیکس 042-7117551

قاضی سوداگر اور بادشاہ

بادشاہ نے سوداگر سے گھوڑے خریدے، مگر رقم کی ادائیگی کرنے کی بجائے بادشاہ وہاں سے چل دیا، سوداگر نے جب دیکھا کہ بادشاہ رقم ادا نہیں کرنا چاہتا تو وہ بہت پریشان ہوا کہ آخر معاملہ کیا ہے، جس وجہ سے بادشاہ نے رقم نہیں ادا کی۔

رقم بہت زیادہ تھی، اسے چھوڑا بھی نہیں جا سکتا۔ جب اس نے دیکھا کہ رقم کی وصولی کا اور کوئی حل نہیں، تو اس نے عدالت میں دعویٰ کر دیا، کسی نے اس سے کہا کہ بے وقوف آدمی! کیا تم نے بادشاہ کے خلاف مقدمہ کیا ہے، یہ کوئی ہنسی مذاق تو نہیں...... اس کھیل میں تمھاری جان بھی جا سکتی ہے۔

مگر سوداگر کو اسلامی عدالت پر بھروسہ تھا کہ اسے ضرور انصاف ملے گا اور پھر اس کے علاوہ وہ کر بھی کیا سکتا تھا، کیونکہ وہ غریب تھا اور اس کے پاس کوئی رقم باقی نہ تھی، اس رقم کی وصولی نہ ہوتی تو وہ بھوکا مر جاتا، آخر ایک دن اس نے سنا کہ عدالت نے بادشاہ کو طلب کر لیا ہے۔

سوداگر مقررہ دن، وقت پر عدالت میں پہنچ گیا، دیکھا کہ بادشاہ عدالت کے کٹہرے میں کھڑا ہے اور عدالت میں اس کے ساتھ عام آدمیوں جیسا سلوک کیا جا رہا ہے، یہ دیکھ کر اسے اطمینان ہوا کہ عدالت دباؤ میں نہیں آئے گی اور ضرور انصاف ہوگا، آخر قاضی نے فیصلہ سنایا اور بادشاہ کو حکم دیا کہ فوراً سوداگر کی رقم ادا کرے۔ بادشاہ نے اپنی غلطی تسلیم کی اور رقم کی فوری ادائیگی کی، مقدمے کا فیصلہ سنانے کے بعد قاضی

حبیبہ ابوبکر...... موڑ کھنڈا

اپنی جگہ سے اٹھا اور ادب کے ساتھ بادشاہ سے ملا۔ اب تک وہ یوں بے تعلق بیٹھا رہا تھا، گویا بادشاہ کو جانتا ہی نہ ہو اور بادشاہ نے بھی مقدمے کے دوران اپنی بڑائی یا شان و شوکت بالکل نہ دکھائی۔

عدالت کا وقت ختم ہوا تو بادشاہ قاضی کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا، اس نے اپنے لباس میں سے ایک خنجر نکالا اور قاضی کو دکھا کر بولا: "میں نے جان بوجھ کر سوداگر کو رقم ادا نہیں کی تھی، میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تمھاری عدالت میں مقدمہ آئے تو تم انصاف کرتے ہو یا نہیں؟"

اگر آج تم انصاف نہ کرتے تو اسی خنجر سے تمھیں اسی جگہ ختم کر دیتا، یہ سن کر قاضی اپنی جگہ سے اٹھا، گدی کا ایک کونہ اوپر اٹھایا اور اس کے پیچھے سے ایک تلوار نکالی، یہ دودھاری تلوار تھی، کچھ دیر پہلے ہی اسے تیز کیا گیا تھا، قاضی بولا:

"آپ نے یہ تلوار دیکھی، میں نے یہ تلوار اس مقصد کے لیے یہاں رکھی تھی کہ اگر آپ نے قانون کی پابندی نہ کی تو یہ تلوار میرے اور آپ کے درمیان فیصلہ کرے گی، میرے محلے کے لوگ آپ کے شاہی رعب سے ڈر سکتے ہیں، اس لیے میں نے سوچا تھا کہ خود آپ سے اللہ تعالیٰ کے قانون کی پابندی کرواؤں گا۔"

پیارے بچو! آپ کو پتا ہے کہ بادشاہ کون تھے؟ یہ بادشاہ شاہ حسن ارغوان تھے، جو ۹۲۷ھ کے زمانے میں سندھ کے حکمران تھے اور اپنی رعایا کا بڑا خیال رکھتے تھے اور انصاف کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرنے والے تھے، انصاف کے اسی معیار نے مسلمان حاکموں کو رعایا کی نظر میں انتہائی قابل احترام بنا دیا تھا۔

نبی رحمت ﷺ

اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو تمام دنیا کے لیے رحمت بنا کر بھیجا، آپ مسلمانوں، کافروں حتیٰ کہ یہودیوں تک کے لیے رحمت ثابت ہوئے، آپ ﷺ کے راستے میں کافروں نے کانٹے بچھائے لیکن آپ ﷺ نے کبھی اف نہ کیا، دوران نماز آپ ﷺ پر تالیاں بجائیں آپ ﷺ کے اوپر اوجڑی تک پھینک دیتے لیکن آپ ﷺ نے کبھی ان کے لیے بددعا نہ کی بلکہ یہی کہا اے اللہ! انھیں سیدھی راہ دکھا یہ لوگ بھٹکے ہوئے ہیں۔

اگر سمندروں میں جتنا پانی ہے سب مل کر سیاہی بن جائے اور آپ ﷺ کی ذات گرامی کی فضیلت بیان کی جائے تو بھی زبان سے بیان نہ ہو۔

آپ ﷺ کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا نبی اکرم ﷺ کو کیسا پایا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ کا اخلاق "قرآن" ہے مجھ سے پوچھنے کی بجائے اللہ کے قرآن کو کھول کر دیکھو، ارشاد ربانی ہے:

"بے شک رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ان لوگوں کے لیے پیروی اور اتباع کا بہترین نمونہ ہے، جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے اور کثرت سے ذکر کرنے والے ہیں۔" (سورۃ الاحزاب)

آپ ﷺ کو بچوں سے بہت پیار اور محبت تھی، کوئی بچہ ملتا تو اسے خوب پیار کرتے یتیم بچوں سے بہت پیار تھا، آپ ﷺ کو اپنی چھوٹی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی، وہ جب آپ ﷺ سے ملنے کے لیے آتیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے اپنی چادر ان کے لیے بچھا دیتے، کوئی تحفہ آپ کو دیتا تو سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھیجتے، آپ ﷺ نے کبھی کسی کو بددعا نہ دی، ایک بڑھیا روزانہ آپ ﷺ پر کوڑا پھینکتی تھی، لیکن آپ ﷺ اسے کچھ نہ کہتے، ایک روز ایسا ہوا کہ اس بڑھیا نے آپ ﷺ پر کوڑا نہ پھینکا تو آپ اس کے دروازے پر دستک دینے کے لیے گئے اور پوچھا کہ خیریت ہے آج آپ نے مجھ پر کوڑا نہیں پھینکا وہ بڑھیا بخار میں تڑپ رہی تھی، اپنے کیے پر بہت شرمندہ ہوئی آپ ﷺ نے اس بڑھیا کے لیے دوا دارو کا انتظام کیا، وہ بڑھیا آپ ﷺ سے بہت متاثر ہوئی اور اسلام لے آئیں، پیارے بچو! ہمیں بھی اپنے پیارے نبی ﷺ کی ذات سے سبق سیکھنا چاہیے اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیے۔

مہتاب خاتم...... راولپنڈی

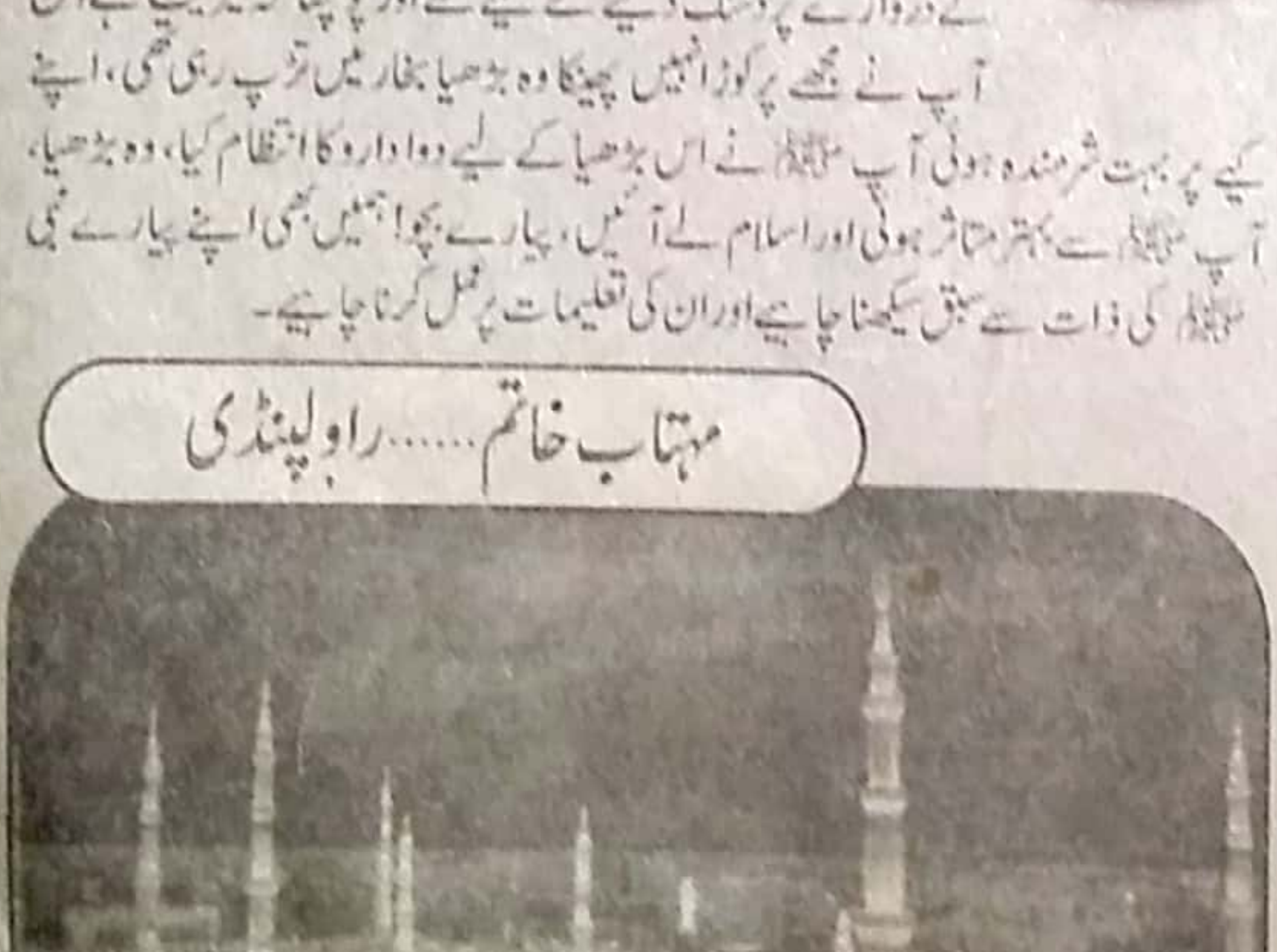

ماں

ایک رات ستارے غروب ہو گئے، اندھیرا چھا گیا، سیدہ خدیجہ ؓ کئی مرتبہ بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی تھیں، ان کے وہ بیٹے نظروں سے اوجھل تھے جو نیند میں خراٹے لیا کرتے تھے، تب وہ اپنے بستر کی طرف اس حال میں گئیں کہ ان کے ہونٹوں پر خوشی اور مسکراہٹ کے آثار دکھائی دیتے تھے، ان کا ذہن یہ نہیں جانتا تھا کہ اس وقت ان کے دل میں کون سے خیالات آئے ہیں، انھوں نے آرام کے لیے بستر پر اپنے جسم کا پہلو لگایا ہی تھا کہ بڑے پر امن انداز میں نیند کی آغوش میں چلی گئیں، تھوڑی دیر بعد ہی وہ خواب کی وادی میں پہنچ چکی تھیں، انھوں نے خواب میں دیکھا کہ:

''آسمان سے ایک بہت بڑا سورج اتر رہا ہے اور ان کے گھر کے آنگن میں آ کر ٹھہر گیا ہے اور گھر کے در و دیوار کو روشن کر رہا ہے، پھر یہ روشنی گھر سے نکل کر چہار سو پھیلنے لگی ہے، جس سے لوگوں کے دل اور آنکھیں یکساں مستفید ہو رہی ہیں اور اس روشنی کی شدت آنکھوں اور دلوں پر غلبہ پا رہی ہے۔''

سیدہ خدیجہ ؓ اپنی نیند سے اٹھیں اور گھبرا کر اپنی آنکھوں کو ادھر ادھر گھمانے لگیں، دنیا پر بدستور رات کی تاریکی چھائی ہوئی تھی اور ہر چیز کو اندھیرے نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا، خواب میں جو نور اس پر غالب تھا اس کے احساسات عروج پر تھے، دل کی گہرائیوں میں وہ بدستور چمک دمک رہا تھا۔

وقت لمحہ بہ لمحہ گزرتا گیا لیکن روشنی اور چمک سیدہ خدیجہ ؓ کے احساسات سے الگ نہ ہوئی، چند ہی لمحات کے بعد وہ بستر پر دراز ہوئی تاکہ وہ دوبارہ سو جائے لیکن اس کی آنکھوں میں نیند نے پھیرا نہ پایا، اس کا ذہن صاف شفاف ہوا، دل میں کھٹکا پیدا ہوا اور عقل روشن ہوئی، اسے اپنے خواب کی آہٹ دوبارہ محسوس ہونے لگی، اس کا دل ماضی، حال کے خوف اور امید کے جذبات و احساسات میں تقسیم ہو کر رہ گیا، یہ واقعی بڑا عجیب و غریب اور خوبصورت خواب تھا، سیدہ خدیجہ ؓ اپنے آپ سے پوچھنے لگی:

''کیا سورج میرے گھر میں!؟''

کیا اس گھر سے پھوٹنے والا نور ساری دنیا کو روشن کر رہا ہے؟

واقعی یہ تو ایک بڑی ہی عجیب و غریب چیز ہے؟

جب رات بیت گئی، سیدہ خدیجہ ؓ نے اپنا بستر چھوڑا، صبح کے معمولات سے فارغ ہوئی، صبح سویرے سیدہ خدیجہ طاہرہ ؓ اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے گھر گئی، تاکہ اس سے تاریک رات میں دیکھے جانے والے اپنے روشن خواب کی تعبیر کر سکے۔

سیدہ خدیجہ ؓ ورقہ بن نوفل کے پاس گئی تو اسے آسمانی صحیفے کا مطالعہ کرنے میں محو پایا، وہ صبح و شام اس کا مطالعہ کیا کرتا تھا، جب اس کے کانوں نے سیدہ خدیجہ ؓ کی آمد کی آہٹ سنی، تو حیرانی سے کہا: ''خدیجہ طاہرہ آئی ہیں؟''

انھوں نے جواب دیا:

''ہاں میں ہی ہوں، ورقہ بن نوفل نے گھبراہٹ کے عالم میں پوچھا: ''اس وقت کیسے آنا ہوا؟''

سیدہ خدیجہ ؓ اس کے پاس بیٹھ گئیں اور خواب میں جو کچھ دیکھا وہ حرف بحرف بیان کرنے لگیں، اس نے سارا مشاہدہ بیان کر دیا، ورقہ بن نوفل سیدہ خدیجہ ؓ کی باتیں غور سے سننے لگے، ہاتھ میں جو آسمانی صحیفہ پکڑا ہوا تھا اس کا مطالعہ بھول گئے، یوں دکھائی دیا جیسے کسی چیز نے اس کے احساس کو بیدار کر دیا ہے، اس نے پورا خواب بڑے غور سے سنا، جب سیدہ خدیجہ ؓ نے اپنی پوری بات سنا دی تو ورقہ بن نوفل کا چہرہ خوشی سے تمتا اٹھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

پھر اس نے نہایت پر سکون اور باوقار لہجے میں کہا:

''میری چچا زاد بہن! خوش ہو جایئے...... یہ بڑا مبارک خواب ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے تیرا یہ خواب سچ کر دکھلایا تو تیرے گھر میں نورِ نبوت ضرور داخل ہو گا اور پھر اس سے خاتم النبیین کا نور پھوٹے گا۔''

سیدہ خدیجہ ؓ ایک معزز خاتون تھیں ان کا نسب پانچویں پشت میں نبی اکرم ﷺ سے ملتا ہے، آپ ؓ کا

ابو بکر صدیق

تعلق اسد قریش قبیلہ سے تھا، اس رشتہ کے لحاظ سے وہ آپ کی چچیری بہن تھیں، آپ کی ولادت باسعادت پندرہ قبل عام الفیل میں ہوئی والد کا نام خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب ہے، آپ کا نسب قصی پر آ کر محمد ﷺ کی نسبت سے متصل ہوتا ہے، آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ بنت الاصم تھا، جو بنی عامر بن حوئی سے تھیں۔

سیدہ خدیجہ ؓ کی پہلے دو شادیاں ہو چکی تھیں اب وہ بیوہ تھیں، خدیجہ ؓ نہایت شریف النفس اور پاکیزہ اخلاق کی مالک تھیں زمانہ جاہلیت میں لوگ ان کو ''طاہرہ'' کے لقب سے پکارتے تھے، آپ ؓ کی کنیت ''ام ہند'' ہے، نہایت دولت مند تھیں، ان کا تمام کاروبار تجارت احسن طریقہ سے جاری تھا، ان کی خواہش تھی کہ ایسے افراد کو سامان تجارت دے کر بھیجا جائے جو نہایت ایماندار ہوں۔

سیدہ خدیجہ ؓ نے آپ ﷺ کی شہرت پہلے ہی سن رکھی تھی چنانچہ آپ ؓ نے نبی اکرم ﷺ کو پیغام بھیجا کہ آپ میرا مال تجارت لے کر شام کو جائیں جو نفع آپ پسند فرمائیں لے لیں، جناب رسول اللہ ﷺ نے قبول فرمایا اور مال تجارت لے کر بصرہ تشریف لے گئے۔

تجارت کے اس سفر میں سیدہ خدیجہ ؓ کا غلام میسرہ اور ایک شخص خزیمہ شامل تھا، اس تجارت کے سفر میں آپ ﷺ نے دوسرے تاجروں سے دوگنا نفع کمایا، سیدہ خدیجہ ؓ بہت زیادہ متاثر ہوئیں، پھر جب ان کے غلام میسرہ نے اور خزیمہ نے اس سفر میں جو کچھ دیکھا اسے سیدہ خدیجہ ؓ سے بیان کیا تو ان کی طبیعت کا میلان حضور اقدس ﷺ کی طرف ہوا، تو تین ماہ بعد خدیجہ ؓ نے آپ ﷺ کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا جسے آپ ﷺ نے قبول فرما لیا اس وقت آپ کی عمر ۲۵ برس جب کہ خدیجہ ؓ کی عمر ۴۰ برس تھی۔

ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھایا اور پانچ سو طلائی درہم مہر قرار پایا، نکاح کے بعد آپ ﷺ اکثر گھر سے باہر رہنے لگے، کئی کئی روز مکہ کے پہاڑوں میں جا کر عبادت الٰہی میں مشغول رہتے، ایک دن آپ غار حرا میں عبادت میں مصروف تھے کہ آپ کو نبوت ملی، اس واقعہ سے نبی اکرم ﷺ کی طبیعت بے حد متاثر ہوئی گھر تشریف لائے تو فرمایا: ''مجھ کو کپڑا اوڑھا دو...... مجھ کو کپڑا اوڑھا دو۔'' سیدہ خدیجہ ؓ نے ارشاد کی تعمیل کی پوچھا کہ آپ کہاں تھے، میں سخت فکر مند تھی اور کئی آدمیوں کو آپ کی تلاش میں بھیج چکی تھی، نبی اکرم ﷺ نے سیدہ خدیجہ ؓ کو تمام واقعہ سنا دیا، آپ ؓ نے فرمایا کہ:

''آپ سچ بولتے ہیں، غریبوں کے دستگیر ہیں، مہمان نواز ہیں، صلہ رحمی کا خیال رکھتے ہیں، امانت گزار ہیں، اللہ آپ کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔''

گویا سیدہ خدیجہ ؓ نے آپ کو غمی کے موقع پر تسلی دی، سیدہ خدیجہ ؓ کو آپ کی نبوت کا یقین ہو گیا تھا۔ تو آپ نے اسلام قبول کر لیا، آپ ؓ عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لائیں نبی اکرم ﷺ سے نکاح کے بعد سیدہ خدیجہ ؓ تقریباً ۲۵ سال تک زندہ رہیں اس مدت میں انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر قسم کے مصائب کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ سیدہ خدیجہ ؓ نے ۶۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔

بے عمل

سیدنا اسامہ بن زید ؓ نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

''قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اور جہنم میں جھونک دیا جائے گا، وہ اس میں اس طرح چکر کھاتا رہے گا، جیسے چکی کا پاٹ گھمانے والا گدھا چکر کھاتا رہتا ہے، دوزخ والے اس کے گرد جمع ہو کر پوچھیں گے: ''ارے! کیا تو وہی شخص نہیں جو (دنیا میں) بھلائی کا حکم دیتا تھا اور برائی سے روکتا تھا؟'' وہ جواب میں کہے گا کہ ''میں بھلائی کا حکم تو دیتا تھا مگر خود اس پر عمل نہ کرتا تھا اور برائی سے روکتا تھا لیکن خود برے کام کیا کرتا تھا۔'' (صحیح بخاری)

سائرہ اور حفصہ مغل ... قلعہ دیدار سنگھ

ناریل

مطہر غازی

جسے عربی میں جوز الہندی اور انگلش میں (کوکونٹ) کہتے ہیں عام طور پر مشرق بعید کے ان جزیروں اور علاقوں میں پایا جاتا ہے جہاں آب و ہوا نہایت معتدل ہو اور خاص طور پر سمندر کے قریب وہ علاقے جہاں بارش بکثرت ہوتی ہو، اس کا درخت جس قدر سمندر کے قریب ہوگا پھل زیادہ اور با مزہ ہوگا۔

اس کا پھل چھوٹا اور بڑا بعض خشک اور بعض سبز ہوتے

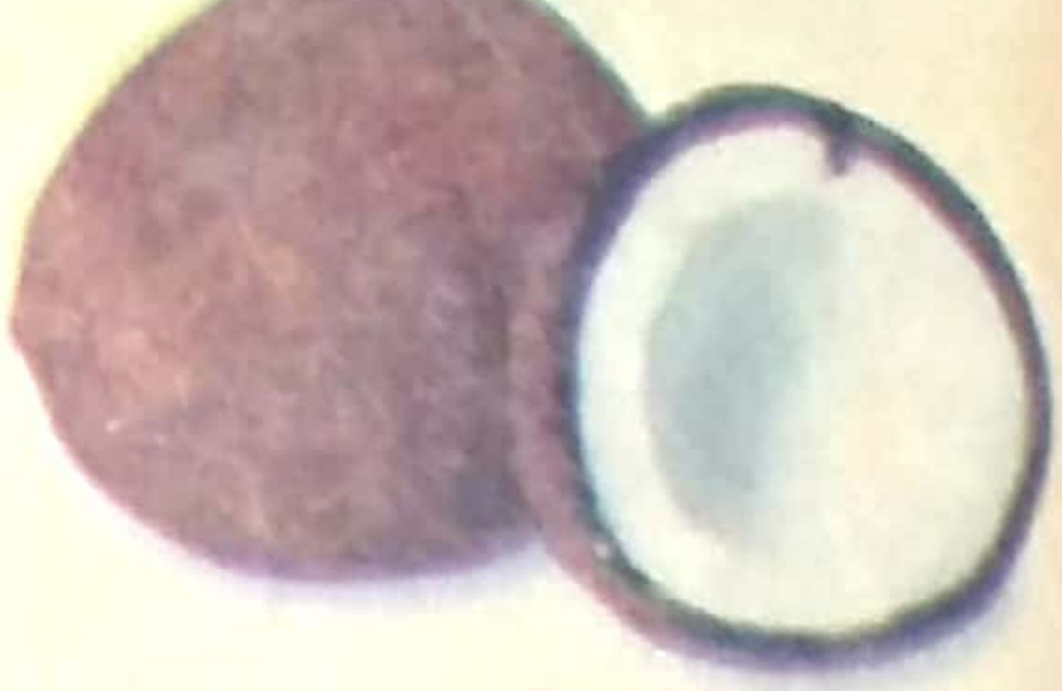

ہیں، اس کے پھل سے عام طور پر دودھ اور تیل بنایا جاتا ہے، ان علاقوں میں جہاں یہ پھل پایا جاتا ہے لوگ سالن پکاتے ہیں اس کا دودھ اور تیل استعمال کرتے ہیں اس کے تیل اور دودھ سے تیار کیا ہوا گوشت بہت لذیذ اور طاقت ور ہوتا ہے۔

پاکستان میں اس کی کچی گری بڑے شوق سے کھائی جاتی ہے عام طور پر اسٹیشنوں، چوکوں اور چوراہوں، بڑے پارکوں اور بسوں میں بکتے ہوئے دیکھنے کو ملتی ہے۔

کچی گری بننے سے پہلے اس کا پھل اگر اتار لیا جائے تو اس میں پانی بھرا ہوتا ہے، جو کہ انتہائی لذیذ ذائقہ دار اور دل کے لیے مفید ہوتا ہے۔

اور جب کچی گری بننا شروع ہوتی ہے تو پانی سے دودھ اور کریم کی طرح کا مواد بنتا ہے، جیسے عام طور پر لوگ کیلے کے ساتھ ملا ملک شیک تیار کرتے ہیں۔

پختہ گری جس کا استعمال پاکستان میں مٹھائیوں، حلوہ جات اور میٹھی ڈشوں میں بکثرت ہوتا ہے، عام طور پر ان ممالک میں اس کا صرف تیل ہی نکالا جاتا ہے۔

دنیا میں جن ممالک میں پھل کثرت سے پایا جاتا ہے ان میں کمبوڈیا، تھائی لینڈ، مالدیپ، ملیشیا، برما، انڈونیشیا، سنگا پور، فلپائن اور انڈیا قابل ذکر ہیں، ان ممالک میں اس کے پھل کی کاشت بہت زیادہ ہے اور سڑکوں کے کناروں پر خوبصورتی کے لیے بھی لگایا جاتا ہے۔ اس کا درخت اوسطاً تیس گز (۹۰ فٹ) تک اونچا ہوتا ہے۔

تھائی لینڈ، مالدیپ، ملیشیا، کمبوڈیا وغیرہ کی گری ہندوستان کی گری سے اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے۔

بونے کے آٹھ سال بعد پھل دینے لگتا ہے اور ۱۰۰ سال تک پھل دیتا ہے ہر مہینے یعنی ایک سال میں بارہ دفعہ پھل دیتا ہے کھجور کی طرح خوشہ لگتا ہے ہر ایک خوشہ میں سات سے پندرہ تک پھل ہوتے ہیں۔ پھل کے اوپر والے چھلکے کی رسیاں بنتی ہیں جو کشتیوں اور بحری جہازوں میں استعمال ہوتی ہیں، جن کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ پانی میں گلتی نہیں۔

ایک دلچسپ بات جس سے آپ حیران ہوں گے کہ ناریل کا درخت انتہائی بلند اور اس کا تنا انتہائی صاف ہونے کی وجہ سے آدمی کا اوپر چڑھنا ناممکن ہے اور اس کے پھل کو کاٹنا بھی کوئی آسان کام نہیں۔

تو ان ممالک میں جہاں یہ پھل پایا جاتا ہے پھل کو کاٹنے کے لیے بندروں کا استعمال کیا جاتا ہے، لوگ اسپیشل اس کام کے لیے بندر پالتے اور سدھاتے ہیں، کیونکہ بندر درختوں پر چڑھ جاتے ہیں، اس لیے وہ یہ کام بڑے احسن طریقے سے سر انجام دیتے ہیں۔

ہم آنکھیں کیوں جھپکتے ہیں؟

خراب موسم میں گاڑی ڈرائیونگ کے دوران وائپر کا صحیح طریقے سے کام کرتے رہنا ضروری ہے، لیکن کسی بھی گاڑی کے بہترین وائپرز بھی ان وائپرز کا مقابلہ نہیں کر سکتے، جو فطرت نے ہماری آنکھوں کو عطا کیے ہیں۔

ہماری آنکھوں کے پپوٹے ہی ہمارے وائپر ہیں، یہ پپوٹے جلد سے بنے ہوتے ہیں اور انھیں مخصوص پٹھوں کی مدد اور اوپر اور نیچے کیا جا سکتا ہے لیکن وہ اتنی تیزی سے حرکت کرتے ہیں کہ ہمارے دیکھنے کی راہ میں رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔

ہمارے آنکھوں کے پپوٹوں کے حوالے سے ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ خود بخود کام کرتے ہیں، ہم ایک منٹ میں تقریباً چھ مرتبہ آنکھیں جھپکتے ہیں، اس کا مطلب ہوا کہ اوسط زندگی میں ہماری آنکھیں تقریباً 25 کروڑ مرتبہ جھپکتی ہیں۔

آنکھیں جھپکنا اس قدر اہم کیوں ہیں؟ یہ ہماری آنکھوں کو کیسے محفوظ رکھتا ہے؟ اس کی ایک وجہ کا تعلق ہماری پلکوں کے ساتھ ہے یہ پپوٹوں کے کنارے سے منسلک جھکے ہوئے بال ہوتے ہیں ان کا کام آنکھوں میں جانے والی گرد کو فلٹر کرنا ہے، بارش یا ریت کے طوفان میں آپ کی آنکھوں کے پپوٹے خود بخود نیچے آ جاتے ہیں اور پلکیں بیرونی مواد کو باہر رکھتی ہیں، بھنویں بارش کے پانی اور پسینے کو ایک طرف بہاتی ہیں، تاکہ قطرے آنکھوں میں نہ جائیں۔

لیکن آنکھیں جھپکنے کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے آنکھیں نم رہتی ہیں، پپوٹے کے کنارے پر بیس یا تیس ننھے ننھے رطوبتی غدود ہوتے ہیں ہر مرتبہ آنکھ جھپکنے پر ان غدود سے رطوبت (نمی) باہر نکلتی ہے جو پپوٹوں کے کنارے کو خشک نہیں ہونے دیتی۔

ہر آنکھ میں آنسوؤں کی ایک گلٹی ہوتا ہے جس میں سے آنسو پیدا ہوتے ہیں آنکھ جھپکنے پر اس غدود میں سے تھوڑا سا مائع باہر نکلتا ہے اور پتلی کو نم کر دیتا ہے، اس طرح آنکھ خشک نہیں ہونے پاتی۔

(بحوالہ: کیا آپ جانتے ہیں ۔۔۔ آر کیلی لیوکم)

ابو دجانہ عسکری خالد عظیم ......

میرا پسندیدہ شعر

الٰہی جب تک میرے جسم میں جان رہے
تجھ پہ صدقے ترے دین پہ قربان رہے
میں رہوں یا نہ رہوں یہ دعا ہے دل کی
دین احمد رہے عزت قرآن رہے

امیر حمزہ، امیر معاویہ...... علی آباد

افسوس صد افسوس کے شاہین نہ بنا تو
دیکھے نہ تیری آنکھ نے فطرت کے اشارات
تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

عطیہ بنت عبدالواحد......

مقصد کے لیے جو بہہ جائے وہ پاک لہو سستا تو نہیں
ہر روز افق پر سجتا ہے شہدا کا لہو چھپتا تو نہیں

سعدیہ بنت محمد حسن...... صادق آباد

بڑا چرچا سنا تھا ہم نے حاکم کی سزاؤں کا
قفس میں آکر حاکم کی سزا بھی دیکھ لی ہم نے

ابو مرصد محمد نعمان ساقی...... ستیانہ بنگلہ

کچھ سوچ کر ہوا تھا موج دریا کا حریف
وگرنہ جانتا تو میں بھی تھا کہ عافیت ساحل میں ہے

ملا دو خاک میں ہمیں مگر یاد رہے
ہم جیسے لوگ دوبارہ ملا نہیں کرتے

عابد جان...... آف چونیاں

جہاں میں اہل ایمان، صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے، ادھر ڈوبے ادھر نکلے

عبدالسلام صدیقی...... ملتان

ہم روک رہے ہیں باطل کو کوئی آئے ہمارے ساتھ چلے
یہ راستہ جنت جاتا ہے جو چاہے ہمارے ساتھ چلے

ثوبیہ عنایت اللہ...... ہر کھائی

کفار کے قاتل کو دیکھا تو نہیں ہے
پر مقتل یہ بتاتا ہے کہ قاتل پہ جوانی ہے

حافظ عنبر لطیف، آمنہ لطیف، عائشہ صدیقہ...... ستیانہ بنگلہ

جو ظالم ایک بار میری نظر کے شیشے میں اتر جائے
قسم اللہ کی اسے پنجوں میں اٹھا لوں گا۔

حافظ عمر امین...... گوندلانوالہ

رنگین غلافوں میں چھپاتے ہیں جنھیں ہم
روحوں کے وہ آزار خدا دیکھ رہا ہے

مینا کاشمیری...... کھاریاں کینٹ

بھنور آنے کو ہیں اے اہل کشتی ناخدا چن لیں
چٹانوں سے جو ٹکر لیں وہ ساحل آشنا چن لیں
وقت کہہ رہا ہے میں نئی کروٹ بدل رہا ہوں
انوکھی منزلیں ہیں کچھ نرالے رہنما چن لیں

حبیبہ ابوبکر...... موڑ کھنڈا

ہر کسی کی آنکھ اٹھتی ہے چمکتی چیز پر
سیم وزر کے اس شہر میں مفلس کا گھر دیکھے گا کون
ہم بھی دو چار قدم چل کے اگر بیٹھ گئے
پھر وقت کی رفتار ٹھہرائے گا کون

شاہنواز...... شیخوپورہ

اس قوم کو شمشیر کی ضرورت نہیں رہتی
ہو جس قوم کی صورت خودی صورت فولادی

وقاص بن شبیر...... کوئٹہ

بس یہی دوڑ ہے اس دور کے انسانوں کی
تیری دیوار سے اونچی میری دیوار بنے

اخت الشہداء ثوبیہ ہما شیخ...... جوہر آباد

جب سے خطرے میں لپٹی دین کی آبرو ہے
تب سے دل میں شہادت کی آرزو ہے

دین و ناموس رسالت کی سربلندی کے لیے اپنا لہو بہاؤں گی
میں جہاد سے کفر کی ہر دیوار گراؤں گی (ان شاء اللہ)

مجاہدہ سمیرا اخت سعید احمد شہید رحمہ اللہ...... گوجرانوالہ

سیکنڈ کی تعداد

فضل الرحمٰن، عبدالرؤف انجم...... سرگودھا

ایک منٹ میں سیکنڈ کی تعداد 60 ہے۔
ایک گھنٹے میں سیکنڈ کی تعداد 3600 ہے۔
ایک دن میں سیکنڈ کی تعداد 86400 ہے۔
ایک ہفتے میں سیکنڈ کی تعداد 604800 ہے۔
ایک ماہ میں سیکنڈ کی تعداد 2592000 ہے۔
ایک سال میں سیکنڈ کی تعداد 31536000 ہے۔
ایک صدی میں سیکنڈ کی تعداد 3153600000 ہے۔

منٹ کی تعداد:

ایک گھنٹے میں منٹ کی تعداد 60 ہے۔
ایک دن میں منٹ کی تعداد 1440 ہے۔
ایک ہفتے میں منٹ کی تعداد 10080 ہے۔
ایک ماہ میں منٹ کی تعداد 43200 ہے۔
ایک سال میں منٹ کی تعداد 525600 ہے۔
ایک صدی میں منٹ کی تعداد 52560000 ہے۔

گھنٹے کی تعداد:

ایک دن میں گھنٹوں کی تعداد 24 ہے۔
ایک ہفتے میں گھنٹوں کی تعداد 168 ہے۔
ایک ماہ میں گھنٹوں کی تعداد 720 ہے۔
ایک سال میں گھنٹوں کی تعداد 8760 ہے۔
ایک صدی میں گھنٹوں کی تعداد 876000 ہے۔

دنوں کی تعداد:

ایک ہفتے میں دنوں کی تعداد 7 ہے۔
ایک ماہ میں دنوں کی تعداد 30 ہے۔
ایک سال میں دنوں کی تعداد 365 ہے۔
ایک صدی میں دنوں کی تعداد 36500 ہے۔

ہفتوں کی تعداد:

ایک ماہ میں ہفتوں کی تعداد 4.2857143
ایک سال میں ہفتوں کی تعداد 52.1428571
ایک صدی میں ہفتوں کی تعداد 5214.2857140

مہینوں کی تعداد:

ایک سال میں مہینوں کی تعداد 12.1666667
ایک صدی میں مہینوں کی تعداد 1216.6666670

سالوں کی تعداد:

ایک صدی میں سالوں کی تعداد 100 ہے۔

ہمارے کام

اٹھتے ہیں ہم صبح سویرے
منہ اندھیرے منہ اندھیرے
پڑھنے جاتے ہیں نماز
قرآن سے کرتے ہیں آغاز
پھر سکول کو جاتے ہیں
اپنا سبق سناتے ہیں
ٹیچر دیتے ہیں شاباش
دل ہو جاتا ہے بشاش
ابو جان! لینے آتے ہیں
سکول سے گھر لے جاتے ہیں
علم کی دولت پائیں گے
اور ننھے مجاہد! بن جائیں گے

(ننھی منھی نظمیں از فاروق، حارث)

جاوید اسماعیل...... ملتان

ذرا بتائیں تو؟

سلسلہ نمبر 8

وہ میسور کے حکمران تھے، اپنے والد سلطان حیدر علی کی وفات کے بعد ۲۶ دسمبر ۱۷۸۳ء کو میسور کے تخت پر بیٹھے، اپنے وقت کے بہادر حکمران تھے، جن سے انگریز بھی تھر تھر کانپتے تھے، انگریزوں کے دلوں پر ان کی دہشت اس طرح طاری تھی کہ برطانیہ کی عورتیں بچوں کو ان کا نام لے کر ڈراتی تھیں، انھیں بچپن ہی سے بہادری کے کھیل پسند تھے اور شیروں کا بڑا شوق تھا، انھوں نے محل میں بھی شیر پال رکھے تھے، بچپن میں ہی گھوڑ سواری، تلوار بازی اور نیزہ بازی سیکھ لی تھی وہ عربی اردو کے علاوہ انگریزی اور فرانسیسی زبان بھی جانتے تھے۔

جس وقت انھوں نے اپنی حکومت سنبھالی اس وقت اس کے شمال میں نظام اور مغرب کی جانب مرہٹوں کے سردار پیشوا باجی راؤ کی حکومت تھی، انگریز دھیرے دھیرے پورے ہندوستان کو ہڑپنے کا منصوبہ بنا رہے تھے، ان کے والد نے انگریزوں کو کئی بار شکست دی تھی، انگریزوں نے ان کے خلاف سازش رچائی، ان کے وزیروں کو لالچ دے کر ساتھ ملایا اور سرنگا پٹنم کے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔

وہ آخری وقت تک اپنے دشمنوں سے لڑتے رہے، ان کے غدار ساتھیوں نے بھاگ جانے کا مشورہ دیا، مگر انھوں نے ٹھکرا دیا، ان کا کہنا تھا کہ:

"شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔"

اس طرح وہ آخر دم تک تلوار چلاتے رہے اور اسی حالت شہادت پائی۔

تب انگریز نے کہا:

"اب ہم آہستہ آہستہ انڈیا لے لے گا۔"

تاریخ گواہ ہے کہ اس کے بعد انگریزوں نے مرہٹوں نظام حیدر آباد اور چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو لڑا کر اپنے قبضہ میں کرلیا۔

یوں ان کا خواب چکنا چور ہوگیا، وہ ہندوستان کو متحد دیکھنا چاہتے تھے تاکہ انگریز دشمن اس ملک پر قبضہ نہ کرسکیں، مگر ہندوستانی حکمران ان کی اس خواہش کو نہ سمجھ سکے اور حکومت گنوا بیٹھے، اس لیے پیشوا باجی راؤ نے ان کی شہادت پر کہا کہ "افسوس میرا دایاں ہاتھ ٹوٹ گیا۔"

ان کا نام آج بھی وطن کے وفادار سپوتوں میں لیا جاتا ہے، اس منصف بادشاہ کی حکومت "خداداد سلطنت" کہلاتی تھی، ان کے دور میں بے حد خوشحالی تھی، کھیتوں میں خوب اناج پیدا ہوتا تھا، کاروبار و تجارت کو خوب فروغ حاصل تھا، یہاں کا ریشمی کپڑا، برتن اور تلواریں خاص مصنوعات تھیں، جو دوسرے ملکوں میں جاتی تھیں۔

سلطان اسلامی فرائض کی پوری طرح پابندی کرتے تھے، وہ ہندو اور مسلم رعایا کو ایک نگاہ سے دیکھتے تھے، اس لیے عوام ان پر فدا رہتے تھے، انھیں ان کی موت کا نہایت صدمہ رہا اس کے بعد آج تک اس جیسا بہادر محب وطن بادشاہ نہ ملا۔

یہ بادشاہ کون تھا؟ اس سوال کے جواب پر آپ حاصل کرسکتے ہیں ایک خوبصورت انعامی کتاب ——

ذرا بتائیں تو سلسلہ نمبر 5 کے صحیح جواب بھیجنے والے احباب!

فیصل آباد: محمد نثار، عمر فاروق آفریدی، شاہ یعقوب، اسارہ آصف، احتشام الحق، حامد غلام حسین، محمد زوہیب، عثمان، اخت محمد قاسم، محمد شہزاد، اخت ابو حنظلہ ذوالفقار، سلمیٰ بنت نصیر، حبیب خنساء، فاطمہ بنت یوسف، ابوبکر فاروقی، حافظ نبیلہ، حافظہ عدیلہ، عصمت طاہرہ۔ **شیخوپورہ ننکانہ:** اخت عبدالرحمن، ثوبیہ فاروق، ابو حبیب عسکری، عبدالرحمن احسن، عارف اللہ، فاطمہ امین، بنت حاجی محمد اسحاق، اخت اکمل شہزاد، زینب القسام، اخت ابوذر، اخت ابوبکر، حافظ آصف، کلثوم یونس، حنزیلہ عبداللہ۔ **گوجرانوالہ:** طاہرہ مجاہدہ، ولی الرحمن حماس، میر طلال فاروق، حافظ ارسلان جہانگیر، امۃ الرحمن، صبیحہ سعید، ہادیہ بنت غلام رسول، موحد منصور۔ **لاہور:** حافظ ابوسفیان، حفصہ بنت مقبول، اخت علی، عمارہ ادریس، جویریہ داؤد، اخت عبداللہ، آسیہ دلاور، ام ظفر اللہ ڈوگر، حافظ عبدالرحمن احسن، آمنہ ابراہیم، اخت عثمان اشرف۔ **قصور:** اخت ابو انس شہید، نثار احمد، اخت وقار احمد، وقار احمد، جبیں حمید، عبدالقدوس، عبدالشکور عاصم، عطاء الرحمن عابد، اقصیٰ شاہین، محمد سرور شیخ، آمنہ اصغر، خضر حیات سندھو، ماریہ حمید، سدرہ ابراہیم۔ **میانوالی:** محمد خالد، اویس شفی۔ **ٹوبہ ٹیک سنگھ:** عبدالرحمن، حمزہ یعقوب۔ احسان الٰہی ظہیر، محمد اشرف، سعدیہ تبسم۔ شعیب ارشد۔ محمد یونس۔ اسامہ ظفر۔ فیصل عمران۔ **سرگودھا:** سمیرا عالم، رخسانہ بشیر۔ کہکشاں عامر۔ اسماء صابرہ۔ ندا علیم۔ اخت ابوعبدالرحمن۔ بدر منیر۔ عائشہ صابرہ۔ سائرہ خورشید۔ **خوشاب:** اخت صابرہ عبدالرحمن۔ **اوکاڑہ:** محمد ایوب قرۃ العین خنساء۔ ڈاکٹر محمد خان۔ **چکوال:** بلال جمشید، دانش تنویر۔ محمد سہیل۔ **بلوچستان:** سلیم اللہ فارانی۔ محمد وقاص بن بشیر۔ نور اللہ۔ حبیب الرحمن صابر۔ احمد اللہ احمدی۔ خنساء بنت یونس۔ فضیلت بنت اصغر۔ عطاء الرحمن ابن اختر۔ عمران سرور۔ حفیظ الرحمن۔ **پاکپتن:** زاہدہ نذیر۔ فردا مریم۔ بنت اشرف نجفی۔ حافظ عرفان جاوید۔ **مظفر گڑھ:** عبدالباری۔ **وہاڑی:** حافظ کلیم اللہ۔ اشفاق نذیر۔ بنت میاں بشیر احمد۔ حافظ حسین احمد۔ **کراچی:** نبیل احمد۔ بشریٰ انصاری۔ آسیہ سلطانہ۔ **ساہیوال:** بنت سعید احمد۔ مدثر بشیر۔ عائشہ پروین۔ **خانیوال:** مزمل ثناء اللہ۔ محمد افضل۔ راشدہ ابراہیم۔ شمشاد بنت حاجی اکرم۔ اخت حذیفہ رفیعہ مختار۔ **بہاولنگر:** ناصر۔ عائشہ شفیق، مزہ حبیب امین۔ **رحیم یار خان:** اخت زبیر سلیم۔ اقراء انجم۔ افتخار بن عبدالستار، شمشاد اشرف ممتاز اشرف۔ عارفہ صدیق۔ **منڈی بہاؤالدین:** ماریہ شوکت۔ **لودھراں:** ابوذر حیات۔ علمہ۔ ارم۔ عائشہ خان۔ **راولپنڈی اسلام آباد:** افشاں، زہرا، حافظ عبدالصمد۔ **جھنگ:** ایمن نصر اللہ، حرا محسن، محمد عثمان حیدر، ذکوان طاہر، عبداللہ، منیبہ طارق، خدیجہ زبیر، عارفہ بی بی۔ **سیالکوٹ:** میمونہ قیوم، ساجدہ پروین۔ فرحان یاسین۔ عثمان یاسین۔ **لیہ:** اخت حبیب الرحمن۔ **ملتان:** ارسلان قیصر لقمان الیاس۔ راشد۔ اسماء حمید۔ ام رضوان۔ بنت جاوید۔ کنزہ یاسمین۔ اخت بلال۔ اخت رضوان۔ ایمن خان۔ **سندھ:** عبدالحفیظ

ذرا بتائیں تو؟ سلسلہ نمبر 5 کی شخصیت

سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا

سلسلہ نمبر 5 کے انعام یافتہ

1. حبیبہ ابوبکر —— موڑ کھنڈا ننکانہ
2. محمد عثمان یاسین —— پسرور سیالکوٹ
3. حافظ ولی الرحمن حماس —— گوجرانوالہ
4. زہرا اسد اللہ —— اسلام آباد
5. کنزہ یاسمین —— ملتان
6. اسامہ ظفر —— کوئٹہ
7. عفیفہ بنت رحمت —— جدہ سعودی عرب
8. اخت حبیب اللہ —— لیہ
9. ارم حیات —— لودھراں
10. حافظ کلیم اللہ —— وہاڑی

خواتین اہل بیت

تعاون: دارالابلاغ روایات صحیحہ کا امین 0300-4453358

ے فرات بیچ میں ہے ایک طرف مسلمان ہیں دوسری طرف سلطنت عجم کا سپہ سالار بہمن جادویہ! بہمن جادویہ کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ عربوں کے طریقہ جنگ سے خوب واقف ہے اور بڑی بہادری سے اپنی فوجیں لڑاتا ہے۔

رستم وزیر جنگ ہے، نمارق میں اپنی فوجوں کی شکست پر سخت غصے میں بھرا بیٹھا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی طرح مسلمانوں کی تکا بوٹی کر دے اس لیے بہمن جادویہ نے مروحہ کے مقام پر جہاں اب عجمی لشکر نے ڈیرہ ڈالا ہے بڑا سازوسامان جمع کر رکھا ہے، اس مرتبہ فوجوں کی ترتیب اور تنظیم بھی بڑے اعلیٰ پیمانے پر کی گئی ہے رستم خود ہر بات کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔

ہاتھی اور مجاہد

حافظ محمد اشرف ...... رحیم یار خان

ابوعبیدہ ثقفی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے امیر لشکر ہیں، سیدنا مثنیٰ بن حارثہ اور سیدنا سلیط رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ ہیں، مسلمان عجمی فوجوں کے جمع ہونے کا حال سن کر سیدھے بابل تک چلے آئے اور پھر مروحہ کی طرف مڑ کر پڑاؤ ڈال دیا جس وقت اسلامی لشکر مدینہ سے چلا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خاص طور پر یہ نصیحت فرمائی تھی کہ:

''تم ایک ایسی جگہ جا رہے ہو، جہاں تمہارے ساتھ بڑا دھوکا کیا جائے گا، اس لیے اپنے دشمنوں سے ہوشیار رہنا۔''

جمادی ثانیہ ۱۳ھ کے دن تھے جب لڑائی چھڑنے کا وقت آیا تو بہمن نے مسلمانوں کے سپہ سالار کو پیغام بھیجا:

''اگر کہو تو ہم دریا کے اس پار آ جائیں، ورنہ تم لوگ اس طرف آ جاؤ تاکہ مقابلہ کھل کر ہو سکے۔''

اس کے ساتھ عجمی قاصد نے یہ بھی کہا:

''ہمارے خیال میں مسلمان کبھی دریا کے اس پار نہ جائیں گے اس لیے ہم ہی اس طرف آ جاتے ہیں۔''

سیدنا ابوعبیدہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہم ضرور ادھر آئیں گے۔''

اور حکم دیا: ''کشتیوں کا پل بنایا جائے۔''

پل بن کر تیار ہوا تو سارا اسلامی لشکر ادھر پہنچ گیا، جہاں مسلمانوں کی فوج اتری وہ جگہ بہت اونچی نیچی اور بہت تنگ تھی، آگے جو کھلا میدان تھا وہ دشمن کے قبضے میں تھا اور اس کی فوج پوری طرح آراستہ تھی، پیادے اور سوار اپنی اپنی جگہ صف باندھے کھڑے تھے، سواروں نے سر پر ٹوپیاں پہن رکھی تھیں، سب سے خوفناک نظارہ ہاتھیوں کے دستے کا تھا، پہاڑ جیسے اونچے اونچے ہاتھی! ان پر بڑے بڑے ہودج، ہر ایک میں تیرانداز، نیزہ باز، بھرے بیٹھے تھے، ہاتھیوں کے گلے میں بڑے بڑے گھنٹے لٹک رہے تھے، جب یہ بجتے اور ہاتھی سونڈ اٹھاتے تو میدان جنگ میں ٹھہرنا بہت مشکل ہو جاتا عجمیوں کے ساتھ چیتے کی کھال سے بنا ہوا پرچم بھی تھا، یہ ایک بہت بڑا پرچم تھا، مسلمان جیسے ہی دریا کے پار سے اترے انھوں نے حملہ کر دیا۔

مسلمانوں کے گھوڑے ان بے ڈول پہاڑ جیسے جانوروں کو دیکھ کر بدک جاتے تھے سوار انھیں لاکھ پھیرتے، گھوڑے وحشت سے پلٹ جاتے تھے عجمی تیرانداز اسی موقع کی تاک میں تھے اپنے تیروں سے مسلمانوں کے کلیجے چھلنی کرنے لگے یہ بڑا ہی سخت مرحلہ تھا، ابوعبیدہ نے دیکھا کہ دشمن کا پلہ بھاری رہا ہے تو للکارے:

''اپنے گھوڑے چھوڑ دو۔''

مسلمانوں نے دیکھا کہ ان کا سپہ سالار گھوڑے سے کود گیا ہے تو خود بھی گھوڑے چھوڑے اور تلوار اور نیزے لیے، میدان پر ٹوٹ پڑے، لڑائی نے شدت پکڑ لی، مجاہدین دشمنوں کے قلب لشکر میں پہنچ کر دھواں دھار ہو گئے اور دم کے دم میں چھ ہزار عجمی مار گرائے، بہمن نے دیکھا میدان ہاتھوں سے جا رہا ہے تو سوچا کہ

مسلمانوں کو زیر کرنے کے لیے ایک ہی صورت ہے حکم دیا:

''جس طرح ہو سکے ہاتھیوں کو آگے بڑھاؤ۔''

حکم کے ساتھ ہی ہاتھی آگے بڑھے جس طرف یہ جھک جاتے مسلمانوں کی صف کی صف پس جاتی، جنگ کا پانسہ پلٹ رہا تھا کہ سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے دیکھا پاس ہی ان کے اپنے قبیلے کے چند نوجوان کھڑے ہیں تو ہاتھ بڑھا کر تلوار ان کے آگے کر دی، یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ جو بہادر ہے آئے موت کے لیے مجھ سے بیعت کرے، بہادروں نے جن کی تلواروں سے خون ٹپکتا تھا، اپنے سپہ سالار کو اس حال میں دیکھا تو دوڑ کر ان کے پاس پہنچے۔

سپہ سالار نے حکم دیا:

''پہلے ہودج کی رسیاں کاٹ کر دشمنوں کو ہاتھیوں سے نیچے گراؤ۔''

حکم کی دیر تھی کہ مجاہد ہتھیار چمکاتے، نعرے مارتے، جھپٹے، دشمن کے لشکر میں کھلبلی پڑ گئی، لڑائی کا پانسہ پھر ایک بار پلٹا، ہاتھیوں پر ایک ہودج باقی نہ رہا، اب مسلمان ہاتھیوں سے بچ کر دشمن کے لشکر میں دور تک گھس گئے، اتنے میں ابوعبیدہ نے دیکھا ایک سفید ہاتھی جو مست ہو گیا تھا بے تحاشا مسلمانوں کی طرف بڑھا آ رہا ہے۔

پلک جھپکنے میں مسلمانوں کا سالار وہاں پہنچا اور آگے بڑھ کر اس غضب کا ہاتھ مارا کہ بپھرے ہوئے ہاتھی کی سونڈ کٹ کر جھول گئی، غضب ناک ہاتھی کی خوفناک چنگھاڑ گونجی، جانے یہ گرج کتنوں کے کان کھا گئی......

کس کس کی جان پر بن گئی، مگر اللہ کا بندہ سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے داؤ پر لگا رہا۔ وہ پھر ایک بار موت کی کالی آندھی کے مقابل کھڑا ہو گیا، مجاہد نے دوسرے وار کے لیے ہاتھ تولا، یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہو رہا تھا، زخمی ہاتھی خون کے شراٹے چھوڑتا چنگھاڑتا، دیوانہ وار مدمقابل پر ٹوٹا، اس سے پہلے کہ اٹھی تلوار پڑ جاتی حریف کو پیروں تلے دب دیا، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اسلامی پرچم تھا، لپک کر ایک مجاہد نے یہ علم اٹھا لیا اور پینترا بدل کر ہاتھی پر جھپٹا، ہاتھی کی خوفناک چنگھاڑ پھر بلند ہو گئی اور دوسرا مجاہد بھی اس کے پیروں تلے روندا گیا، اسلامی علم اب تیسرے مجاہد کے ہاتھ میں تھا، ہاتھی نے اسے بھی پیس دیا، چوتھے نے موت کے منہ میں چھلانگ لگائی...... اب پانچویں نے قدم آگے بڑھایا...... مجاہد اور ہاتھی، ہاتھی اور مجاہد، موت سے جنگ کی یہ خوفناک پیکار جاری تھی...... ایک پہاڑ تلے دب جاتا، دوسرا انتظار نہ کرتا، آندھی کی سی لپٹ جھپٹ سے آگے بڑھتا، موت تو مجاہد کے لیے زندگی کا ایک وقفہ ہے، جو خود بڑھ کر موت کو گلے لگا لے، اسے جان کی کیا پرواہ یکے بعد دیگرے سات مجاہد ہاتھی کی جھپٹ میں آتے رہے کہ...... جھنڈا اونچا رہے، ہمارا......

آخر یہ جھنڈا اونچا رہا!! اب سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اسے اپنے سینے سے لگا لیا، دور ہاتھی ان کے آگے ڈھیر ہو کر گر پڑا۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

انصاف کا طریقہ

پیارے بچو! پرانے وقت میں بزرگ اور بادشاہ انصاف کے لیے عقلمندی سے کام لیا کرتے تھے، تاکہ لڑائی جھگڑے سے بچا جا سکے اور انصاف کے تقاضے پورے ہو سکیں ایسا ہی ایک حقیقی واقعہ آپ کی نذر ہے۔

ایک ایرانی شخص جو کہ خراسان کا رہائشی تھا حج ادا کرنے کی نیت سے جا رہا تھا۔ وہ عراق میں ایک کام کی غرض سے رک گیا اور شہر بغداد میں ایک عطار کی دکان پر پہنچ گیا اس کے پاس ایک قیمتی ہار تھا۔ خراسانی سوچنے لگا کہ اس ہار کو فروخت کر دیا جائے مگر ہار قیمتی ہونے کی وجہ سے فروخت نہ ہو سکا۔ آخر کار خراسانی نے ہار اس عطار کے پاس بطور امانت رکھ دیا کیونکہ اس کی شہرت اچھی تھی حج سے واپسی پر اس عطار سے ملا اور اپنے ہار کی واپسی کا مطالبہ کیا مگر عطار نے کہا کہ "آپ کون ہیں اور کس سلسلے میں حاضر ہوئے ہیں۔" خراسانی حاجی حیرانگی سے بولا: "بھائی وہی ہوں جس نے تمہیں ہار امانت دیا تھا۔" یہ سن کر عطار نے دھکے مار کر خراسانی کو دکان سے باہر نکال دیا اور کہا کہ تو جھوٹ بول رہا ہے، تو نے میرے پاس کوئی ہار نہیں رکھا۔ وہاں لوگ جمع ہو گئے انھوں نے حاجی سے کہا کہ:

"جس شخص پر تو ہار کی چوری کا الزام لگا رہا ہے ایمان دار ہے۔"

خراسانی حاجی حیرت زدہ تھا اس نے بار بار لوگوں سے کہا مگر جواب میں اسے گالیاں ملنے لگیں۔ آخر کسی آدمی نے خراسانی کو مشورہ دیا کہ عضد الدولہ بادشاہ کے پاس جاؤ وہ ایسے معاملات میں کافی سمجھداری کرتا ہے اس بے چارے نے تمام واقعہ ایک کاغذ پر لکھا اور عضد الدولہ بادشاہ کی خدمت میں ایک درباری کے ذریعے پیش کر دیا۔

خراسانی نے تمام واقعہ بادشاہ کو سنایا عضد الدولہ نے کہا کہ تم کل عطار کی دکان پر جانا اگر نہ بیٹھنے دے تو سامنے کسی دکان پر بیٹھ جانا، میں وہاں سے گزروں گا جو تم کو کہوں فکر جواب دے دینا بڑی بے رخی کے ساتھ، اگر وہ ہار تمہیں دے دے تو ٹھیک ورنہ جو جواب دے مجھے اس کے بارے بتا دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا خراسانی حاجی اس عطار کی دکان پر گیا اور بیٹھنے کی اجازت چاہی مگر اس نے نہ بیٹھنے دیا وہ سامنے دکان پر بیٹھ گیا، وہ دو دن تک وہاں بیٹھا بادشاہ کا انتظار کرنے لگا جب تیسرا دن ہوا تو بادشاہ ایک پرہجوم جلوس کے ساتھ ادھر آیا جب خراسانی کو دیکھا تو رک گیا اور السلام علیکم کہا

حاجی نے اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے سلام کا جواب دیا بادشاہ نے کہا: "جناب یہاں تشریف لائے ہیں مگر ہمارے ہاں نہیں آئے اور نہ ہی کوئی خدمت ہمارے سپرد کرتے ہیں اس نے منصوبے کے مطابق صرف ہاں ہوں کی اس طرح لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص بادشاہ عضد الدولہ کا قریبی دوست ہے۔ جب بادشاہ رخصت ہوا تو عطار نے کہا کہ میاں افسوس ہے تم نے پتہ تک بتایا ہی نہ تھا کہ ہمارے پاس ہار کس زمانے میں رکھا تھا یا کوئی نشانی بتاؤ کہ کس چیز میں لپیٹ کر دیا تھا تم مجھے یاد دلاؤ، شاید یاد آ جائے۔ اس نے دوبارہ یاد دلایا عطار اب ہار ڈھونڈنے کے لیے کمرا ادھر اور الٹ پلٹ کرنے لگا۔ ایک تھیلا اٹھایا جس سے ہار نکل پڑا کہنے لگا:

"میں در حقیقت بھول گیا تھا اگر تم پورا حال نہ بتاتے تو اب بھی یاد نہ آتا۔"

حاجی نے ہار لیا اور خوشی سے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ نے ایک افسر کو عطار کی دکان پر بھیجا اور عطار کو سخت سزا دی۔ حاجی اپنا ہار لے کر وطن چلا گیا۔ (تقاضائے انصاف عمر ؓ سے کس عمر تک صفحہ نمبر ۳۲)

ساجد اسماعیل ڈاہر

تاجدار پرندہ

کائنات میں جہاں بہت سے رنگ برنگے پھول پودے ہیں وہاں خوش رنگ پرندوں کی بھی کمی نہیں پرندے، اپنے رنگوں اور جسمانی بناوٹ کے لحاظ سے بہت خوبصورت دکھائی دیتے ہیں، کچھ پرندوں کے سروں پر قدرتی تاج بھی ہوتا ہے، ہد ہد بھی ایک ایسا ہی پرندہ ہے جس کے سر پر یہ تاج ہے، جو پروں سے بنا ہے، ہد ہد کے تاج میں موجود ہر پر کے آخری کنارے کالے رنگ کے ہوتے ہیں، تاج اور پروں کی خاص ترتیب کے باعث ہد ہد بہت ہی خوبصورت لگتا ہے، ہد ہد زمانہ قدیم کا پرندہ ہے، ہد ہد کو انگریزی میں (Hoopoe) جبکہ اردو اور عربی زبان میں ہد ہد ہی کہا جاتا ہے اس کے پر چھوٹے ہوتے ہیں، یہ پرندہ با آسانی زمین پر دوڑ سکتا ہے، ہد ہد غذا کے طور پر زمین میں موجود کیڑے مکوڑے کھاتا ہے، اس کی چونچ آگے کی طرف مڑی ہوئی ہوتی ہے۔

اس کی اڑان زیادہ اونچی نہیں ہوتی لیکن شکاری پرندوں سے بچنے کے لیے اونچی اڑان بھی اڑ سکتا ہے، عام طور پر یہ درختوں کے سوراخوں میں رہتے ہیں ہد ہد چھ تا آٹھ انڈے دیتی ہے ہد ہد کا ذکر "سورۃ النمل" میں بھی موجود ہے۔

صفیہ بنت رحمت خان ــــ بھوہ حجرہ شاہ مقیم

ناراضگی

ابو ایوب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین رات سے زیادہ ناراض رہے جب آپس میں ملیں تو یہ منہ ادھر اور وہ ادھر کرے اور دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔" (متفق علیہ)

پیارے بچو! اگر ناراضگی کا باعث ذاتی معاملات ہوں تو اس میں تین دن سے زیادہ ناراض رہنا جائز نہیں لیکن اگر ناراضگی کی وجہ دینی معاملہ ہو تو اس کے لیے کوئی حد مقرر نہیں، بلکہ دینی ناراضگی عین ایمان ہے۔

بشریٰ خالد ــــ ہارون آباد

مومن ہوں تو کیوں ڈروں؟

مومن ہوں تو کیوں ڈروں، اسلام سے پیچھے کیوں رہوں
اللہ میرا مالک ہے، کفار کا دم بھر کیوں بھروں
جس کا رب نے حکم دیا، جی جان سے اس کو مانوں میں
نیکی کا کام پسند جو رب نے کیا، اس کام میں آخر کیوں کروں
ہیں مسلم سارے میرے بھائی، عزت ان کی دل میں ہے
میرا کام محبت کرنا، ان سے آخر کیوں لڑوں
فرمان محمد (ﷺ) ہادی ہے، رب کو اپنا مانو تم
اپنے رب کو مانوں میں، دین سے آخر کیوں پھروں
آخر میں رب سے مانگو تم عزت، موت شہادت کی
عظمت والی موت ہے یہ، یہ موت نہ آخر کیوں مروں

محمد حسید حمزہ ــــ بھکر

گلدستہ

ربنا

"اے ہمارے رب! ہمارے گناہ معاف فرمادے اور ہم سے ہماری برائیاں دور فرمادے اور ہمیں نیکوکاروں کے ساتھ فوت کرنا، اے ہمارے رب! ہمیں وہ کچھ عطا کر جس کا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعہ وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کرنا بے شک تو اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔" (آل عمران: ۱۹۳تا۱۹۴)

حنا خالد...... جنوبی سرگودھا

ایمان کہاں ہے؟

عام بات ہے کہ تصویر کے دو رخ ہوتے ہیں اسی طرح ہر چیز دو رخ رکھتی ہے بہتر نتائج کے لیے ضروری ہے کہ انسان صرف ایک ہی پہلو پر نظر نہ رکھے، بلکہ دوسرے پہلو کو بھی دیکھتا رہے، کیونکہ ایک ہی رخ اور ایک ہی پہلو کو مسلسل دیکھتے رہنے سے بہت سی چیزیں اوجھل رہ جاتی ہیں اسی لیے قرآن کریم میں جہاں اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمی وغفوری کا بیان ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اس کی دوسری صفت جباری وقہاری کا بیان بھی ملتا ہے تا کہ امید اور خوف دونوں پہلو ساتھ رہیں، کیونکہ اگر امید ہی امید سامنے رہے تو انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر دلیر ہو جاتا ہے اور اگر خوف ہی خوف ہر وقت دل و دماغ پر مسلط رہے تو اللہ کی رحمت سے مایوسی ہو جاتی ہے یہ دونوں ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔

یعنی دونوں باتوں کے درمیان اعتدال و توازن کا نام ایمان ہے اسی لیے انسان کو چاہیے کہ نہ اللہ کے عذاب کے خوف سے بے پرواہ ہو اور نہ اس کی رحمت سے مایوس۔

حفصہ...... ہری پور (ڈھنڈہ)

اسلام میں سب سے پہلے

- سب سے پہلے اللہ کے راستے میں تیر پھینکنے والے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔
- مسلمان مہاجرین کے ہاں مدینہ منورہ پہنچ کر جو سب سے پہلا بچہ پیدا ہوا وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے۔
- سب سے پہلے جن یہودیوں نے نبی اکرم ﷺ سے لڑائی کی وہ بنوقینقاع تھے۔
- سب سے پہلے نبی پاک ﷺ نے سریہ حمزہ میں جھنڈا تیار کیا تھا۔
- سب سے پہلے جو لفظ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نازل ہوا "اقراء" ہے۔
- سب سے پہلے پھانسی پر چڑھنے سے پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھنے والے خبیب بن ارت رضی اللہ عنہ تھے۔
- سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ نے جس غزوہ میں شرکت کی وہ غزوہ ابواء تھا۔
- سب سے پہلے اسلام میں جس شخص کو لشکر کا امیر بنایا وہ امیر عبداللہ بن جحش اسدی رضی اللہ عنہ تھے۔
- سب سے پہلے اسلام میں جس خاتون کو شہادت نصیب ہوئی وہ سیدہ سمیہ بن حناط رضی اللہ عنہا تھیں۔
- سب سے پہلے جس نے اپنی بیوی سمیت ہجرت کی وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔

ثناء عروف، زنیرا، عائشہ صدیقہ...... خوشاب

جنت پر قبضہ کرو

جنت پر قبضہ کرنا اتنا آسان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایک مرتبہ سُبحَانَ اللہِ "اللہ پاک ہے" کہے تو جنت میں اس انسان کے لیے ایک درخت لگا دیا جاتا ہے اور اس درخت کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ایک درخت ہے اگر اس کے سائے میں سوار سو سال چلے لیکن اسے طے نہ کر پائے گا" اندازہ کرلیں وہ درخت کتنا بڑا ہوگا کتنا ہلکا کام کرنے سے کتنا بڑا انعام ملے گا اور جتنا زیادہ ہم سُبحَانَ اللہ کہیں گے اتنے زیادہ درخت ہمارے لیے ہوں گے اتنی ہی جنت پر قبضہ ہو جائے گا۔ ان شاءاللہ

بنت عبدالستار

کیا آپ کو معلوم ہے؟

- افغانستان کو پہلے خراسان کہا جاتا تھا۔
- "ام القریٰ" مکہ مکرمہ کو کہتے ہیں۔
- قوم ثمود بادل کے گرجنے کی آواز سے تباہ ہوئی تھی۔
- بحیرہ مردار کو بحیرہ لوط بھی کہا جاتا ہے۔
- جنگ موتہ میں مسلمانوں کے لشکر کے پہلے سردار سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے۔
- طارق بن زیاد کو فتح اسپین کے لیے موسیٰ بن نصیر نے بھیجا تھا۔
- فتح مکہ کے بعد سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو وہاں کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔
- سیدنا لوط علیہ السلام اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام چچا بھتیجے تھے جو کہ ایک ہی وقت میں پیغمبر ہوئے۔
- لفظ سورۃ قرآن میں سات مرتبہ آیا ہے۔
- سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد تھی۔

عاصم ادریس بٹ

کوشش جاری رکھیں

انور میاں چنوں (پہلی اذان) شفیقہ سیف۔ حافظ آباد (خواہش) عبدالرحمٰن عابد (حدیث نبو) ابو اسامہ جرار۔ خانیوال (انمول موتی) لقمان بن زکریا (اللہ ناپسند فرماتے ہیں) حافظہ عفت نورین۔ خانیوال (جائزہ) صائمہ لدھیوالہ چیمہ (دعا) حمیرا۔ شیخوپورہ۔ (اس چمن اس چمن میں گزارہ نہیں) ابرارالحق (علی کل شیءٍ قدیر) حافظہ مبین بلال۔ ستیانہ بنگلہ (پوری کائنات) ابو مرصد نعمان ساقی (تین چیزیں) عمر فاروق آفریدی (مسواک کی برکتیں) راجہ راشد خالد (نماز) اخت اکمل شہزاد۔ موڑ کھنڈا (میری ڈائری) اخت ابوانس شہید۔ قصور (تاریخی معلومات) عذرا بلوچ۔ منچن آباد (کیا اللہ کافی نہیں) محمد بشیر ظفر۔ چیچہ وطنی (آلودگی اور ہم) تہمینہ کشمیری بنت زین محمد خان (جنت سے نکالے ہوئے لوگ) حافظ عبدالرزاق ربانی۔ پاکپتن (کیا کھویا کیا پایا؟) بنت ایوب (ماں کی یاد میں) عاصمہ منظور۔ کھاریاں (معلومات) حافظہ عنبرین لطیف (نظم) قاری محمد اکرم حافظ آباد (درس قرآن) اسامہ طارق۔ رائیونڈ (گلدستہ) اخت عبدالواحد۔ گجرات (تخلیق انسانی کے مراحل) شمائلہ یوسف (سچ کہو) اخت عبداللہ بن بلال۔ مریدکے (ترانہ) حافظ عمر امین۔ گوندلانوالہ (انوکھا پرندہ) حرا فیاض، اقصیٰ فیاض۔ خوشاب (جہادی ترانہ) سلیم اللہ، سیف اللہ۔ مریدکے (جبرائیل کی محبوب چیزیں) ضیاءالحق۔ کسووال (شکرگزار) ماریہ ایوب (تین سوال) سونیا فیاض۔ جوہر آباد (دنیا کی حقیقت) مظہر سجاد۔ جڑانوالہ (ماں) رابعہ نوشین۔ کھڈیاں (سلام کے آداب) سمیرا عالم سرگودھا۔ (قرآن) حافظ محمد وقاص گل۔ راولپنڈی (واقعہ عمرو بن جموح) عابد بن علی اصغر۔ مردان (مذاہب کا تعارف) عمر فاروق کنول (ڈاکٹر بننے کا راز) محمد نعمان ساقی (معلومات) خدیجہ وزیر (اہل ایمان کے اوصاف) حسین نواز (محنت کی عظمت) مہوش بتول۔ (فرمان الٰہی) فردوس عمران۔ چونیاں (حمد) کلثوم امین۔ گوہد پور سیالکوٹ (قرآن معلومات) مصباح شریف (زندگی کے ادوار) محمد ضیا اسلم (شکر کا بیان) شمشاد اکرم (کعب بن اشرف کا قتل) حمید حماد۔ میاں چنوں (سردار ایسا ہوتا ہے) حافظہ نورین فاطمہ (ننھا ذہین عمدہ سوچ) سعدیہ بنت محمد حسن (جمعہ کی پانچ خوبیاں) معظم اقبال (فقر محمدیہ کے مظاہرے) عامرہ بنت حاجی خلیل احمد۔ لیہ (دنیا میں سب سے پہلا خون)

مسکراہٹیں

اصمعی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان کے پاس ایک آدمی لایا گیا، اس پر الزام تھا کہ یہ بغاوت کرنے والے لوگوں کے ساتھ ہے، حکم ہوا کہ اس کی گردن اڑا دو، اس شخص نے کہا: ''امیر المومنین! میری بات سن لیں، پھر جو چاہیں کریں دراصل بدلہ وہ نہیں جو آپ مجھے دے رہے ہیں، خلیفہ نے کہا کہ تمھارا بدلہ کیا ہے؟ اس نے کہا: ''امیر المومنین میں بڑا ہی منحوس ہوں، میں آپ کے خلاف جب بھی کسی کے ساتھ لڑائی کے لیے نکلا تو نظر بد لگانے کے لیے نکلا اور اسے شکست و رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا، اگر سچ پوچھیں تو میں آپ کے دشمنوں کے ساتھ رہتے ہوئے بھی آپ کے حق میں آپ کے لاکھوں خیر خواہوں سے بہتر ثابت ہوا ہوں، دیکھیے میں فلاں کے ساتھ گیا تو وہ نیست و نابود ہو گیا، فلاں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے، میں فلاں کے ساتھ نکلا تو وہ قتل ہو گیا، فلاں کے ساتھ ہوا تو اسے شکست فاش ہوئی اس طرح اس نے کتنے ہی امراء کے نام گنوائے جس کے ساتھ وہ تھا انھیں شکست ہوئی۔

عبدالملک نے اس کی گفتگو سنی تو بے اختیار ہنسنے لگا اور اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ (بحوالہ : سنہرے اوراق)

بنت سرور...... وادیٔ دیوال، ایبٹ آباد

موسم گرما

مئی کا آن پہنچا ہے مہینا
بہا چوٹیوں سے ایڑی تک پسینا
بجے بارہ تو سورج سر پہ آیا
ہوا پیروں تلے پوشیدہ سایا
چلی اور تڑاتے کی دھوپ
لپٹ[1] ہے آگ کی گویا کڑی دھوپ
زمین ہے یا کوئی جلتا توا ہے
کوئی شعلہ ہے یا پچھوا[2] ہوا ہے
در و دیوار ہیں گرمی سے تپتے
بنی آدم ہیں مچھلی سے تڑپتے
پرندے اڑ کے ہیں پانی پہ گرتے
چرندے بھی ہیں گھبرائے سے پھرتے
درندے چھپ گئے ہیں جھاڑیوں میں
مگر ڈوبے پڑے ہیں کھاڑیوں میں
نہ پوچھو کچھ غریبوں کے مکاں کا
زمین کا فرش ہے چھت آسماں کا
امیروں کو مبارک ہو حویلی
غریبوں کا بھی ہے اللہ بیلی

مشکل الفاظ	۱۔ شعلہ۔ ۲۔ گرم ہوا جس سے کھیتی پکتی ہے۔

نمیرہ عارف...... ظفر آباد

ہم بچے کشمیر کے

توڑنے نکلے ہیں بندھن ظلم کی زنجیر کے
ننھے منھے تن بدن ہیں حوصلے شبیر کے
چین پائے گی نہ ظلمت سامنے تنویر کے
ہم بچے کشمیر کے ہم غازی کشمیر کے

حریت کے راہیو! ہم بھی تمھارے ساتھ ہیں
ناتواں ہم کو نہ سمجھ آہنی ہم ساتھ ہیں
ٹکڑے ہم کریں گے ہر جفا کے تیر کے
ہم بچے کشمیر کے ہم غازی کشمیر کے

کھیلنی ہے جان کی بازی کھیل سارے چھوڑ کر
تھام لی بندوق ہم نے سب کھلونے توڑ کر
اب خوشی ہو گی ہمیں دشمن کا سینہ چیر کے
ہم بچے کشمیر کے ہم غازی کشمیر کے

سرفروشی کا سبق سکھلایا ماؤں نے ہمیں
اور بھی جذبہ دیا خونی گھٹاؤں نے ہمیں
لوریاں سنتے ہیں ہم تو سائے میں شمشیر کے
ہم بچے کشمیر کے ہم غازی کشمیر

سامنے ہے ابوجہل اور ہم ہیں معوذ و معاذ رضی اللہ عنہم
ہمارے ناموں پہ کرے گی قوم مسلم ناز
خون سے اپنے لکھیں گے فیصلے تقدیر کے
ہم بچے کشمیر کے ہم غازی کشمیر

بچے ہیں تو کیا سہی جذبہ ہے اپنا جواں
شوق شہادت پانے کو ہیں ہم بے تاب
ہم لوٹیں گے مزے اس جام کی تاثیر کے

عامرہ بنت حاجی خلیل الرحمن...... لیہ

پہیلیاں

① مٹی سے نکلی رانی گوری...... سر پر لائی پتوں کی بوری۔
② بیسیوں کا سر کاٹ دیا...... نہ مارا نہ خون کیا۔
③ شکر کریں جب ہم کو آئے...... وہی اس کو برا بتائے۔

جواب! ① مولی۔ ② ناخن۔ ③ چھینک۔

راحت العین...... خانیوال

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

❁ جو کوئی اللہ کی راہ میں خرچ کرے اس کے لیے 700 گنا اجر لکھا جاتا ہے۔ (صحیح الجامع)

❁ اللہ تعالیٰ نے میری امت کی وہ باتیں معاف کر دی ہیں جو وہ اپنے دل میں لائیں جب تک اس پر عمل نہ کریں یا زبان پر نہ لائیں۔ (مسلم)

❁ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے لڑے تو منہ پر نہ مارے۔ (مسلم)

❁ کوئی ہمسایہ اپنے پڑوسی کے لیے کسی چیز کو حقیر نہ جانے خواہ وہ بکری کی کھری کیوں نہ ہو۔ (بخاری)

❁ جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے وہ انھی میں سے ہے اور قیامت والے دن انھیں میں سے اٹھے گا۔ (ابوداؤد)

❁ اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہے۔ (مسلم)

❁ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جانے والی ہے۔ (مسند احمد)

❁ ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصوں کو قوت دیتا ہے۔ (مسلم)

اخت ابو قحافہ بخاری...... شاہکوٹ نو

تین مساجد

آج کل دنیا میں موجود ہر ملک میں عمارات کی خوبصورتی اور بلندی کی دوڑ شروع ہے، کہیں ''ورلڈ ٹریڈ سینٹر'' (جو کہ اب تباہ ہو چکا ہے) تو کہیں ''ایفل ٹاور'' جو کہ پیرس میں واقع ہے، اور کہیں دبئی کی عمارات اور کہیں لندن کا ''گولڈن برج'' کہ سیاح ان کو دیکھنے کے لیے بھاگے جا رہے ہیں، لیکن ان سب کی کوئی اہمیت اور وقعت نہیں بلکہ ان کی چمک کائنات کی ان تین 3 عمارات کے سامنے بالکل ماند پڑ جاتی ہے، آیئے ''ننھے مجاہدو'' ہم ان مقامات کی اہمیت اور ان کی روحانی محبت قرآن مجید سے سنیں۔

محمد سیف اللہ عسکری، رحیم یار خان

بیت اللہ الحرام (خانہ کعبہ)

کائنات کا مقدس ترین مقام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے تعمیر کیا گیا وہ مکہ مکرمہ ہے، (بیت اللہ الحرام) جو بابرکت ہے اور اس میں تمام جہانوں کے لیے ہدایت ہے، اس میں کھلی نشانیاں اور مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہوا وہ امن پا گیا۔'' (آل عمران ۹۶ تا ۹۷)

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''بیت اللہ الحرام میں پڑھی گئی ایک نماز عام نماز سے لاکھ گنا زیادہ باعث اجر و ثواب ہے۔'' (حدیث)

مسجد نبوی ﷺ

یہ پہلی باقاعدہ مسجد تھی جو کہ نبی مکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خود مل کر تعمیر کی، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی زیادہ حق دار ہے کہ آپ اس میں نماز قائم کریں۔''

(سورۃ التوبہ: ۱۰۸)

آگے فرمایا:

''کیا وہ مسجد بہتر ہے جس کی بنیاد تقویٰ اور اللہ کی رضا پر رکھی گئی یا وہ جس کی بنیاد ایک گڑھے کے کنارے پر ہے اور وہ کنارہ اس کو جلد ہی جہنم میں گرا دے گا۔''

(سورۃ التوبہ: ۱۰۹)

مسجد اقصیٰ (بیت المقدس)

یہ فلسطین میں واقع ہے اور اسے مسلمان قبلہ اول مانتے ہیں اور اس سے مسلمانوں کا روحانی و ایمانی رشتہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی، جس کے اردگرد ہم نے بابرکت ماحول بنایا۔'' (سورۃ بنی اسرائیل: ۱)

ان متبرک مقامات سے مسلمانوں کا روحانی اور ایمانی رشتہ ہے اور ان مقامات سے محبت ہمارے ایمان کا لازمی جزو ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''تین مقامات کے علاوہ کسی کی طرف سامان نہ باندھو، (یعنی زیارت کی نیت سے سفر نہ کرو)۔ ① بیت اللہ الحرام۔ ② مسجد نبوی ﷺ۔ ③ مسجد اقصیٰ''

بجلی کی دریافت

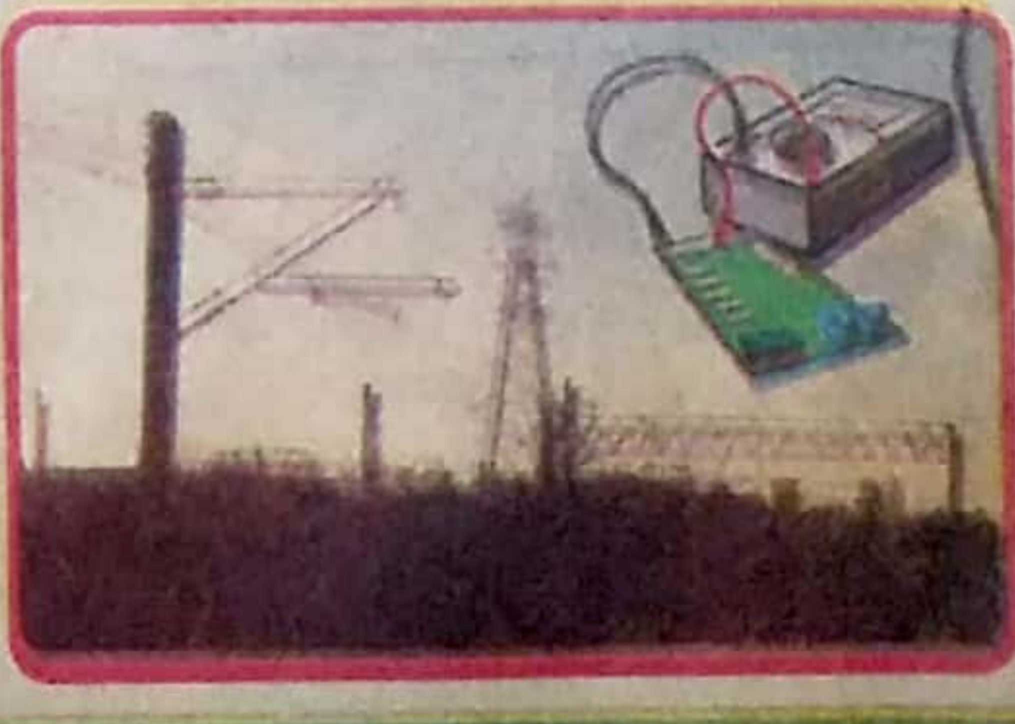

برق سکونی کی دریافت کا سہرا یونانیوں کے سر ہے، جنھوں نے پہلی مرتبہ یہ دریافت کیا کہ جب امبر پتھر کو اون پر رگڑا جاتا ہے تو اس سے روشنی خارج ہوتی ہے، بجلی کے لیے نام بھی الیکٹرک یونانی لفظ سے اخذ کردہ ہے جس کے معنی ''امبر'' ہے، بجلی اور مقناطیسیت پر پہلی مرتبہ سنجیدہ تحقیق سولھویں صدی میں ولیم گلبرٹ نے کی، منفی اور مثبت چارج کا ثبوت سب سے پہلے 1752ء میں بنجمن فرینکلن نے پیش کیا، اٹھارویں صدی کے وسط تک کئی برقی مادے سے مثلاً موصل، غیر موصل وغیرہ علیحدہ پہنچانے جا چکے تھے، انیسویں صدی کے آغاز میں کاؤنٹ ایز نڈر وولٹا نے پہلا برقی سیل ایجاد کیا۔ 1808ء میں سوہنری ڈیوی نے پہلی مرتبہ یہ ثابت کیا کہ برق کو روشنی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

1820ء میں ہینز کوسٹن اور سٹڈے برقی مقناطیسی میدان کا پتہ چلایا گیا۔ 1831ء میں مائیکل فیراڈے نے اس ضمن میں مزید تجربات کیے۔ 1873ء میں زینوب تھیوفائل گریم نے برقی سیل کا علمی مظاہرہ کیا، اس کے بعد سے اب تک مزید کئی سائنس دان اس سلسلے میں کام کر چکے ہیں، دلچسپ بات یہ کہ بجلی ایجاد کرنے والا کوئی بھی بڑا سائنس دان کرنٹ لگنے سے نہیں مرا۔

میر طلال فاروق ..... پنڈ شہیداں گوندلانوالہ

مور — خوبصورت پرندہ

سدرہ سحر عمران .... کراچی

اللہ کی اتنی بڑی کائنات میں جہاں زمین کا حسن، پھول، کلیوں، درختوں، کہساروں، نیلی جھیلوں، بہتے دریاؤں اور پر جوش سمندروں سے ہے وہاں گھنے اور بڑے بڑے جنگلات بھی اس حسن کا ایک حصہ ہیں، جنگلات میں یوں تو ہر طرح کے پرندے اور درندے ہوتے ہیں تا ہم پرندوں کی بات کی جائے تو خوب صورتی کے لحاظ سے مور ایک نازک، حسین اور ملنسار پرندے کے طور پر جانا جاتا ہے، چڑیا گھروں میں اکثر بڑے بڑے اور بے حد خوبصورت پروں والے مور ہوتے ہیں، جس کے خوبصورت پر دیکھنے والی نگاہ کو مسحور کر دیتے ہیں، آیے آج ہم تھوڑی سی گفتگو اس خوبصورت پرندے کے متعلق کرتے ہیں۔

بچو! دنیا کے بیشتر مقامات پر مور کو ایک مقدس پرندے کا درجہ دیا جاتا ہے، کہیں پر یہ علم کی دیوی کا پرندہ کہلاتا ہے، تو کہیں جنگ و جدل کے دیوتا کا پرندہ سمجھا جاتا ہے، لہٰذا ایسے علاقوں میں متعدد مور بغیر کسی روک ٹوک کے انسانی آبادی کے اطراف میں بلا خوف و خطر منڈلاتے دکھائی دیتے ہیں۔

بھارت اور سری لنکا کے مختلف علاقوں میں مور کثرت سے پائے جاتے ہیں دنیا بھر میں انھیں پالتو پرندوں کے طور پر متعارف کرایا جاتا ہے، نیلے مور چھوٹے گروہوں کی صورت میں کوہستانی جنگلات میں رہنا پسند کرتے ہیں، عموماً دن کے وقت گھنے درختوں کے سائے تلے زمین پر ہی چہل قدمی کرتے دکھائی دیتے ہیں، لیکن گہری ہوتی شام میں جب یہ اپنے اپنے گھروں کی طرف پڑھتے ہیں تو تب اس کا با آواز بلند اور نہایت چیختی ہوئی آواز میں چلانا کافی دور تک واضح سنائی دیتا ہے۔

اپنی ملنسار اور انسان دوست فطرت کے باعث بعض اوقات یہ حسین پرندہ انسانی آبادیوں کے قرب و جوار میں پایا جاتا ہے، بنیادی طور پر یہ ایک مستقل مزاج پرندہ ہے انتہا یہ ادھر ادھر جانے کی بجائے ایک ہی جگہ مستقل قیام کو ترجیح دیتا ہے، مور کی طبیعت نہایت حساس ہوتی ہے، اپنی نازک مزاجی اور حساسیت کی بنا پر یہ اپنے دلکش پنکھ پھیلانے کے لیے ہمیشہ اپنی من پسند جگہ مخصوص رکھتا ہے، مور کی خاصیت یہ ہے کہ بلی کے خاندان کے تمام جانوروں کی نقل و حرکت کے حوالے سے یہ فوراً ہی باخبر ہو جاتا ہے، گویا یہ اس معاملے میں دیگر حیوانات سے زیادہ چوکنا اور ہوشیار ہوتا ہے، ایک مور کا اوسط قد 90 تا 130 سینٹی میٹر تک ہو سکتا ہے، جبکہ مورنی کی اوسط لمبائی 86 تا 100 سینٹی میٹر ہوتی ہے، مور کے حسین و جمیل پنکھ کا پھیلاؤ 1.4 تا 1.6 میٹر تک ہو سکتا ہے۔

عام طور پر یہ ایک مور اور تین مورنیوں پر مشتمل چھوٹے چھوٹے معاشرتی گروہوں کی صورت میں رہنا پسند کرتے ہیں جبکہ اناج، بیج، زمین کے کیڑے، چوہے اور سانپ ان کی مرغوب غذائیں ہیں، مور ایک زیبائشی (خوبصورت) پرندہ ہے۔ جبکہ اس کے پر (پنکھ) بے شمار آرائشی اشیاء کی تیاری میں استعمال ہوتے ہیں، اس لیے نہایت مفید گردانے جاتے ہیں۔

میرا اسکول

سب سے اچھا میرا سکول
میرے سکول میں بہت سے پھول
پودے بھی ہیں گھاس بھی ہے
نرسری کی کلاس بھی ہے
میرے استاد اچھے ہیں
اپنی بات کے سچے ہیں
سب کو وہ سمجھاتے ہیں
اچھی بات بتاتے ہیں
بہت بڑا سکول ہمارا
ہر ایک بچہ اس کا پیارا
ایک ہی یونیفارم
محنت سے ہیں کرتے کام
کھیلوں کا میدان بھی ہے
اور اس کا سامان بھی ہے
جیتیں ہر میدان میں ہم
ہم بھی کسی سے نہیں ہیں کم
شہرت والا میرا سکول
سب سے اچھے اس کے اصول

کل اور آج

حافظہ فوزیہ بنت سلیم .... لاہور

مقام بیداء میں ایک لاوارث عورت کا انتقال ہوگیا، وہ اسی طرح پڑی رہی، آنے جانے والے آتے اور گزر جاتے، اس کے دفن کا کوئی انتظام نہ ہو سکا، یہاں تک کہ بنی لیث کے ایک آدمی کلیب نامی نے اس پر توجہ دی اور اس کے کفن کا انتظام کیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کلیب سے بہت خوش ہوئے اور واقعہ کا تذکرہ اپنے صاحبزادے، عبداللہ سے فرمایا تو انھوں نے کہا، میری نظر ایسی کوئی عورت پر نہیں پڑی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! اگر تم نے دیکھا ہوتا اور پھر بغیر کفن دفن کیے چلے آتے تو تم کو ایسی سزا دیتا جو اہل زمانہ کے لیے قابل عبرت ہوتی۔ (سنن کبریٰ: ۳/۳۸۶ و استیعاب: ۱/۲۲۴)

دور خلافت راشدہ کا ایک منظر آپ نے ملاحظہ فرمالیا اب ذرا اس "ترقی یافتہ" اور "جمہوری" دور کی ایک مثال ملاحظہ فرمایئے، مشہور اخبار "اسٹیٹسمین" کلکتہ نے اپنے اسٹاف رپورٹر کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ۱۹۴۸ء میں جس دن دہلی میں ہفتہ صحت منایا جا رہا تھا، اسی دن ایک شخص ارون ہسپتال نئی دہلی کے دروازہ پر پڑا دم توڑ رہا تھا، وہاں تک گھسٹتا ہوا وہ اسی امید پر گیا تھا کہ ڈاکٹروں اور افسروں کی آمد و رفت تو اسی دروازے سے رہا کرتی ہے، لیکن کسی کی نظر کرم اس پر نہ پڑ سکی وہ قسمت کا مارا اسی طرح پڑا رہا یہاں تک کہ اس کا دم نکل گیا، لاشہ دن بھر پڑا رہا رات بھر پڑا رہا اور سڑک ہفتہ صحت منانے والوں کی چہل پہل سے خوب چالو رہی دوسرے دن شام کو ٹرک پر لاد کر پھینکا گیا۔ (بحوالہ: صدق جدید ۱۹ مارچ ۱۹۴۸ء)

...... السلام علیکم! بھیا ایک بات اب یاد آئی وہ جو پچھلے زمانے میں آپ نے عربی سیکھیں کے نام سے سلسلہ شروع کیا تھا اس کا پہلا سبق ہمیں یاد ہو گیا ہے دوسرا سبق کب دیں گے۔ اگر عربی نہیں سکھانی تو پھر ترکی سکھنے کے لیے تیار ہیں جتنی آپ نے ہمیں عربی سکھائی اتنی ہم آپ کو ترکی سکھا دیں گے۔

(اخت ابودانیال سعید احمد سعدی۔ٹیکسلا)

...... السلام علیکم! میری تجویز یہ ہے کہ آپ خطوط شائع نہ کیا کریں بلکہ خطوط کے جواب دے دیا کریں، اس طرح تمام قارئین کو ان کے خطوط کے جواب مل جایا کریں گے۔

اخت زبیر سلیم...... رحیم یار خان

...... السلام علیکم! میری رائے یہ ہے کہ جس خط میں بہت ہی اہم پیغام ہو وہی قابل اشاعت جانا جائے اور سب شکوہ شکایات سے بھر پور خطوط کا انجام، موٹو کا بھوکا پیٹ ہے نا......؟

بشریٰ محمد علی بٹ...... گوجرانوالہ

...... السلام علیکم! میری چاہت ہے کہ آپ ''ننھے مجاہد'' کو ماہنامہ کر دیں...... '' آپ سولہ صفحات تین روپے قیمت کے ساتھ شائع کرتے ہیں اگر ان دونوں اعداد کو تین سے ضرب دیں تو 48 صفحات بقیمت 9 روپے بنتی ہے اگر ''ننھے مجاہد'' کو ماہنامہ 50 صفحات بقیمت دس روپے شائع کر دیا کریں تو میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

عبدالسلام صدیقی...... ملتان

...... السلام علیکم! میں انگلش اردو، پنجابی میں ایک لیٹر اور تحریر بھیجنا چاہتی ہوں، ضرور بتائیں۔

شائلہ یوسف...... ٹھینگ موڑ

❀...... آپ صرف اردو میں تحریر بھیج دیں تو ٹھیک رہے گا۔

...... السلام علیکم! کچھ روز پہلے میں نے اپنی گلی میں ایک مجلے کا ورق گرا ہوا دیکھا جس پر نبی اکرم ﷺ کا اسم مبارک واضح نظر آ رہا تھا، اس میں احادیث نبوی ﷺ بھی لکھی ہوئی تھیں، ایسے ہی کئی اوراق ہم مسلمانوں میں سے ہی کوئی نہ کوئی پھینکتا ہے، حالانکہ آج کل تقریباً دوسرے یا تیسرے کھمبے یا جگہ پر مقدس اوراق کو ڈالنے کے لیے ڈبے موجود ہیں۔

حفصہ نذیر...... لاہور

...... السلام علیکم! ''عمر کا قبول اسلام'' میں دجال نہیں اور ماں کی خدمت اور اس کے علاوہ بھی بہت سی تحریریں بھیجی ہیں اگر آپ نے میری تحریروں کو اس بے دردی سے ہی قتل کرنا ہے تو مجھے اچھی طرح بتا دیں کہ میں اپنے فارغ اور بہت قیمتی وقت میں کچھ اور ہی کر لوں۔

حفصہ بنت مقبول احمد...... بادامی باغ لاہور

❀...... آپ کی تحریر ''ماں کی خدمت'' تو شائع ہو چکی ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے واقعہ کی بجائے آپ کوئی اور تحریر ارسال کریں۔

...... السلام علیکم! آپ تو بے رحم حاکم بن بیٹھے، آپ ہمارے لیٹر سے ٹوکری صاحبہ کا پیٹ بھر دیتے ہیں اب ان صاحبہ کو کیا لقب دیں۔

زرغونہ خان، ثانیہ خان...... لیہ

❀...... جو جی میں آئے کہہ لیں ٹوکری صاحبہ کا صبر بھی دیکھیں کہ آپ سب کی کڑوی باتیں سنتی ہے اور خاموش رہتی ہے۔

...... السلام علیکم! نماز میں جو رفع الیدین کیا جاتا ہے یہ ضروری ہے یا نہیں۔

وقار مشتاق...... وہاڑی

❀...... نماز میں رفع الیدین بہت ضروری ہے یہ نماز کا ایک رکن ہے جس کی ادائیگی ضروری ہے اور صحیح احادیث سے ثابت بھی ہے اس لیے نماز میں رفع الیدین ضرور کرنا چاہیے۔

آپ کے خطوط

...... السلام علیکم! سب سے پہلے ضروری بات پڑھنے کے بعد جو واقعی ضروری تھی، آپ کا مضمون ''قاتل کون'' پڑھا تو دل اور بھی زیادہ غمزدہ ہو گیا کہ اف میرے خدایا اس ظالم اور سفاک ڈورنے اس معصوم سے پھول کو اپنی بات بھی مکمل نہ کرنے دی کہ اس کی توتلی زبان اور دنیا کی رنگینیوں کو دیکھتی آنکھیں بند ہو گئیں۔

ذہنوں پہ جمی برف پگھل جائے تو بہتر
غافل تو اپنی غفلت سے سنبھل جائے تو بہتر

نائلہ اسلم...... مرید کے

...... السلام علیکم! میری تحریر ''فاطمہ برناوی'' کا نام نہ تو آپ نے کوشش جاری رکھیں میں دیا اور نہ شائع کی۔

عاتکہ فدائیہ

❀...... آپ نے اپنی تحریر کا حوالہ تو لکھا ہی نہیں ویسے بھی آپ کی ارسال کی گئی تحریر نقل شدہ ہے اس لیے اشاعت سے معذرت۔

...... السلام علیکم! ننھے مجاہد کے تمام سلسلے پسند ہیں، خطوط قارئین کے بے انتہا پسند ہیں، لیکن ننھے مجاہد جی آپ کی بہن یعنی ردی کی ٹوکری بالکل ناپسند ہے، ہمیں اس سے سخت نفرت ہے۔

کلثوم نذیر...... میاں چنوں

...... السلا علیکم! بھائی جان! دیکھئے آپ انصاف نہیں کرتے آپ صرف اپنے قریبی رشتے داروں اور عزیزوں کے خط شائع کرتے ہیں۔

حافظ احمد اشرف چیمہ...... سعودی عرب

❀...... کیا آپ بھی ہمارے قریبی رشتہ دار ہیں؟

...... السلا علیکم! یقیناً مزاج بخیر ہوں گے، 40 نمبر شمارہ ہاتھ میں آیا تو ہمیں بھی حیرت ہوئی کہ دو سال پلک جھپکتے بیت گئے۔ ''ضروری بات'' میں آپ ہمیشہ کی طرح وہی راگ الاپ رہے تھے جسے ننھے مجاہد کم ہی سننا پسند کرتے ہیں، خیر! دل تھوڑا نہ کریں یہ سمجھ کر درگزر کیا کریں کہ ان تلوں میں تیل نہیں، یاد آیا یہ لاہور کے چند لوگوں نے مجھ سے کیا بیر باندھ رکھا ہے، میری کزن لاہور سے آئی تو بتا رہی تھی کہ لڑکیاں سدرہ سحر عمران سے خاصا حسد رکھتی ہیں...... ارے واہ! ہم کوئی سیاسی پارٹی ہیں کیا؟ بہر کیف! اس بار کا شمارہ روکھا پھیکا لگا۔ وجہ آپ کو معلوم ہے نا حبیب الرحمٰن ثانی، اخت مدثر بنت انور کی تحریریں زبردست رہیں۔ ''آپ کے خطوط'' میں چند خطوط دوبارہ شائع ہوئے ہیں، کیا بہت پسند آ گئے تھے، ان کی جگہ ہمارا خط شائع کر دیتے (آپ کا بھی بھلا ہوتا ہمارا بھی)...... اقصیٰ عبدالمنان نے کیا خوب لکھا ہے کہ لیٹر میں بسم اللہ لکھی ہوئی ہے اس لیے ردی کی ٹوکری میں نہ پھینک دیجیے گا...... بھئی واہ! اتنی سی بات تھی تو دیگر ننھے مجاہد کیوں آہ و فغاں کرتے رہتے ہیں۔

سدرہ سحر عمران...... کراچی

...... السلا علیکم! کیا جانیئے! آپ کو میرے ساتھ کون سی دشمنی ہے، بلکہ میرے ساتھ اور بھی بہت سے ننھے مجاہد اتنے مشکلوں سے سچی تحریریں ڈھونڈ ڈھونڈ کر لکھتے ہیں، پھر اتنی دور سے ارسال کرتے ہیں، لیکن آپ بے انصافی پر تلے ہوئے ہیں، ہماری بہن اخت طلحہ شاہد محمود، نے واقعی میرے دل کی بات کی ہے، کہ یا تو پھر ہماری تحریریں اور خطوط واقعی اتنے اچھے ہوتے ہیں کہ آپ سوچتے ہوں گے کہ اگر شائع کر دیے تو سارے لوگ انہیں کے خطوط اور تحریریں پڑھنا شروع کر دیں گے اور ہماری تحریریں کم پڑھی جائیں گی۔

عمارہ جاوید...... مدینہ

❀...... مظلوم بہنا! آپ کی ارسال کی ہوئی تحریر فرضی کردار پر مشتمل ہے اب میں اسے کیسے شائع کر سکتا ہوں ایسے ہی اس سے پہلے آپ تحریریں ارسال کر چکی ہیں یا پھر جو کسی کتاب سے لکھتی ہیں تو وہ ہو بہو نقل کر دیتی ہیں، اس میں اتنے مشکل الفاظ ہوتے ہیں کہ بچے تو انہیں سمجھ نہیں سکتے اب آپ ہی بتائیے کہ میں کیا کروں؟

...... السلا علیکم!

باغوں میں پھول ہوتے ہیں
جن کے کچھ اصول ہوتے ہیں
وہ کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں
جن کے خط قبول ہوتے ہیں

اخت ابوعمر فاروق...... بورے والا

...... السلا علیکم! کسی کی خوشی چھین کر خوشی حاصل کرنا یہ خوشی نہیں بلکہ بہن بھائیوں کو خوشی کا احساس دلا کر خوشی حاصل کرنا یہی حقیقی خوشی ہوتی ہے۔

مغیرہ طاہر شیخ...... شاہکوٹ نو

...... السلا علیکم! بھائی جان میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ شمارہ نمبر 4 میں ایک تحریر جادوگر کا شاگرد میں آپ نے لکھا ہے کہ وہ قرآن کی کہانی ہے، مجھے اس کا جواب چاہیے کہ یہ کون سی سورۃ میں آتا ہے۔

❀...... یہ تذکرہ پارہ تیس سورۃ البروج میں آتا ہے۔

...... السلا علیکم! شمارہ نمبر 39 پڑھا شایان کی شہادت کا واقعہ پڑھ کر بہت صدمہ ہوا آنکھوں میں آنسو آ گئے، ننھے مجاہد جامعہ میں لے گئی سب دوستوں کو پڑھایا سب نے ←

افسوس کا اظہار کیا، ہم طالبات تقریری مقابلہ کی تیاری کر رہی تھی، تو ایک طالبہ نے اپنی تقریر کا موضوع بسنت رکھ لیا، اب ہم بسنت جیسے خونی تہوار کے بارے میں بائیکاٹ کریں گے اور شایان کی موت کے حق میں آواز بلند کریں گی۔ (ان شاء اللہ)

ویسے بھی آج کل خطوط کی محفل "شکایات سیل دفتر" کا منظر پیش کر رہی ہے، ایک ہی طرز کے خطوط پڑھنے کا مزہ نہیں آ رہا، ہاں! البتہ کبھی کبھی سدرہ سحر عمران باجی باتیں بناتے نظر آ جاتی ہیں، لیکن وہ سارے ننھے مجاہد کدھر گئے؟

جن کے لیٹرز انعام یافتہ ہوتے تھے، باقی جو بھی میری بہن یا بھائی ننھے مجاہد کو سراہتا ہے وہ میرے دل کی بات کرتا ہے۔

بنت عبدالرشید...... جلہن

السلام علیکم! آپ لوگ انصاف تو بہت ہی اچھا کرتے ہیں، ہمیں کہتے رہتے ہیں کہ صبر سے کام لیا کرو صبر سے کام لیا کرو ہمیں تو لگا دیا صبر کرنے پہ اور جو قارئین! بے ہی بے صبرے ہیں ان کے خط دو دو بار شائع کرتے ہیں۔

سعید محمود...... ٹوبہ ٹیک سنگھ

السلام علیکم! ہمیں امید ہے کہ ہماری تحریر ضرور شائع ہوگی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ آپ کے پاس اتنی زیادہ تحریریں آتی ہیں کہ باری بہت دیر سے آتی ہے آپ اتنی مشکل میں ہوتے ہیں مگر پھر بھی کئی دوست شکایتوں کے پہاڑ توڑ دیتے ہیں، ان تک "ننھے مجاہد" کی وساطت سے میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ صبر کیا کریں اور دوسروں کی شکایات کا بھی خیال کیا کریں اور باحوالہ اور معیاری تحریریں بھیجا کریں۔

ذیشان علی رحمٰن...... ملکہ ہانس

منہ بولا بیٹا

۸ ہجری کی بات ہے، مسلمانوں کا لشکر کوچ کرنے والا ہے، رومیوں سے مقابلہ ہے، جن کا قریب قریب آدھی دنیا پر قبضہ ہے، مدینے والے، مدینے سے باہر آ کر اپنے ساتھیوں کو رخصت کر رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ خود فوج کے ساتھ بستی سے باہر تشریف لے آئے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک ایک کر کے سلام عرض کرنے اور دعائیں لینے کے لیے خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہو رہے ہیں، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی اپنا گھوڑا لیے ہوئے آگے بڑھے معزز انصاری مانے ہوئے شاعر! پکے اس مہم کے سرداروں میں سے ایک! نبی اکرم ﷺ نے جب بصریٰ کے بادشاہ شرجیل بن عمرو غسانی سے لڑنے کے لیے فوج بھیجنے کا فیصلہ کیا تو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر مسلمانوں سے ارشاد فرمایا:

"اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر، تمہارے امیر ہوں گے اور اگر جعفر شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ تمہارے امیر ہوں گے۔"

عبداللہ بن رواحہ خوش ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی نظر انتخاب میں ہیں لیکن آنکھیں ترہچکی بندھی ہوئی، نبی اکرم ﷺ کی طرف سے کوچ کا حکم ملا۔

مسلمان معان پہنچے تو قیصر روم کی فوجیں ماب کے مقام پر ٹھہری تھیں ایک طرف ۲ لاکھ کے لگ بھگ سپاہی تھے اور دوسری طرف ۳ ہزار کا لشکر...... اللہ اکبر! کسی نے کہا اتنی بڑی تعداد سے مقابلہ کرنا ممکن نہیں سب کے دل ڈولنے لگے، پھر خیال ہوا دربار نبوت کو خط لکھے جائیں اور وہاں سے ہدایت آنے تک انتظار کیا جائے۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور بولے: "مسلمانو! واللہ! کیا تم اس بات سے ڈرتے ہو، جس کی خاطر نکلے؟ شاید تم بھول گئے کہ ہم اپنی تعداد کے بل بوتے اور ساز و سامان کے بھروسے پر نہیں لڑتے ہم تو صرف دین کی خاطر لڑتے ہیں ہمارے سامنے ۲ سعادتیں ہیں، "شہادت یا فتح" سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے علم جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے سنبھالا، پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کے دین کا علم بلند کیا اور بے ساختہ زبان سے اشعار جاری ہو گئے، اتنے میں ان کے چچازاد بھائی گوشت کا ایک بھنا ہوا ٹکڑا لائے اور کہا یہ کھا لیجیے کچھ سہارا ہو جائے، اتنے میں ایک شور سنائی دیا فوراً وہاں پہنچے اور کہنے لگے، جنگ کا یہ رنگ اور میں پیٹ بھروں۔" ان کی تلوار چمکتی رہی تلوار کی نوک سے خون کے فوارے پھوٹ پڑے، سیدنا زید بن ارقم جب یتیم ہو گئے، تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پالا، جب جنگ موتہ پر چلے تو ابن ارقم رونے لگ پڑے، عبداللہ بن رواحہ نے کوڑا پکڑا اور بولے اللہ مجھے شہادت کا درجہ دے گا اور تم ہو کہ روتے ہو، خبردار! جو تم نے بزدلی دکھائی، اسی اونٹ پر بیٹھ کے گھر جانا۔"

جب اسلامی لشکر واپس ہوا تو ابن ارقم اس پر تھے مگر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ نہیں تھے، زید کی زبان خاموش تھی لیکن رو رہ کر ہوک اٹھتی تھی جیسے شہید کی روح کہہ رہی ہو

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی!!

(رزم حق و باطل از شاہ بلیغ الدین)

فاطمہ بنت ارقم...... گجرات

فضیلت نماز

حدیث پیغمبر سنو دوستو
یہ حکمت کے موتی چنو دوستو
بخاری میں مرقوم[1] ہے
بہت دل نشین اس کا مفہوم ہے
نبیؐ نے صحابہ سے اک دن کہا
ذہن وا کرو[2] اور سوچو ذرا
کوئی شخص رہتا ہو ایسی جگہ
جہاں کا سماں ہو بہت پر فضا
نہر گھر کے آگے ہو ایسی رواں[3]
بہے اس میں پانی سدا بے کراں[4]
اگر روز اپنا بنا لے شعار
نہر میں کرے غسل وہ پانچ بار
بدن پر رہے گی ذرا میل کیا؟
بتاؤ مجھے دوستان[5] صفا
کہا سب صحابہ نے بے ساختہ[6]
ملے گا نہ میل کا کچھ پتہ
کیا پھر نبی نے ان سے بیاں
سنو ہم نشیناں[7] کرو بیاں
یہ پانچوں نمازوں کی تمثیل[8] ہے
چھپی اس میں ایمان کی تفصیل ہے
نمازیں گناہوں کو دھوتی ہیں یوں
نجاست کو جیسے جوئے نیلگوں[9]

حافظ صفت اللہ...... پاکپتن

مشکل الفاظ کے معنی

① لکھا ہوا۔ ② ذہن نشین کرو۔ ③ جاری۔ ④ جس کا کنارہ نہ ہو۔ ⑤ پاکیزہ ساتھی۔ ⑥ بلا ارادہ۔ ⑦ دوست، ساتھی۔ 8۔ مثال ⑨ نیلے رنگ کی نہر۔

فرمان الٰہی

"جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا گویا آسمان سے گر گیا، پرندوں نے اسے نوچ لیا اور ہواؤں نے کہیں دور جگہ پر پھینک دیا۔" (الحج: ۳۱)

اخت ابو بصیر۔ دنیاپور

فنگر پرنٹس

ابو حارث

طرزِ زندگی کے عکاس

جرائم کی تحقیقات میں پولیس کو بہت جلد انگلیوں کے نشانات سے لوگوں کے طرز زندگی کے بارے میں بھی اہم معلومات حاصل ہو سکیں گی جن کی مدد سے انھیں مجرم تک پہنچنے میں بہت مدد ملے گی۔

برطانیہ میں ہونے والی ایک تحقیق سے ایسے امکانات پیدا ہوئے ہیں جن سے سگریٹ نوشی، منشیات کے استعمال یا انگلیوں کے نشانات میں عمر کے ساتھ رونما ہونے والی تبدیلیوں کا پتا چلایا جا سکتا ہے۔

اس تحقیق سے ایسا طریقہ کار وضع کرنے میں بھی مدد ملے گی کہ جس کے ذریعے واقعہ پیش آنے کی جگہ انگلیوں کے واضح نشانات حاصل کیے جا سکیں گے جن کا روایتی طریقے سے کئی ہفتوں اور مہینوں تک پتا نہیں چل پا ۔

اس تحقیق کے ذریعے یہ معلوم کرنے کی بھی کوشش کی جا رہی ہے کہ بندوقوں اور بم کے ٹکڑوں پر پائے جانے والے انگلیوں کے نشانات کا بہتر حالت میں کسی طرح پتا چلایا جا سکے۔

برطانیہ کے کنگز کالج کے ڈاکٹر سو جلیلو کی رہنمائی میں ہونے والی اس تحقیق پر کام انسانی انگلیوں پر پائے جانے والے کیمیائی اجزا اور ان میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں کے تجزیے سے ہوا۔

ڈاکٹر جلیلو کا کہنا ہے کہ جب انسان کسی چیز کو چھوتے ہیں تو کچھ نامیاتی مرکبات (خود بخود نشوو نما پانے والے) انگلیوں کے پوروں سے اس چیز پر لگ جاتے ہیں۔

انھوں نے کہا کہ انگلیوں کے پوروں میں بہت سے نامیاتی مرکبات پائے جاتے ہیں اور یہ بہت سے امکانات کو جنم دیتا ہے۔

اس طرح کے ایک نامیاتی مرکب جس سے کولیسٹرول (چربی کی منجمد شکل) بھی بنتا ہے انسانی پوروں میں بڑی تعداد میں پایا جاتا ہے۔

یہ مرکب جسے سکیوئیلین کہا جاتا ہے انسانی ہاتھ سے مس ہونے والی چیز پر رہ جاتا ہے، اس کا روایتی طریقہ یا انسانی آنکھ سے پتا لگانا ناممکن ہے۔

ڈاکٹر جلیلو نے کہا کہ جوان، بچوں اور عمر رسیدہ لوگ کی انگلیوں سے مختلف نوعیت کے نامیاتی مرکب چیزوں پر لگتے ہیں۔

اس کے علاوہ منشیات کا استعمال کرنے والے میں اس نشہ آور چیز کے اثرات بھی ان نامیاتی مرکبات میں پائے گئے جو ان کی انگلیوں کے پوروں میں پائے جاتے ہیں۔

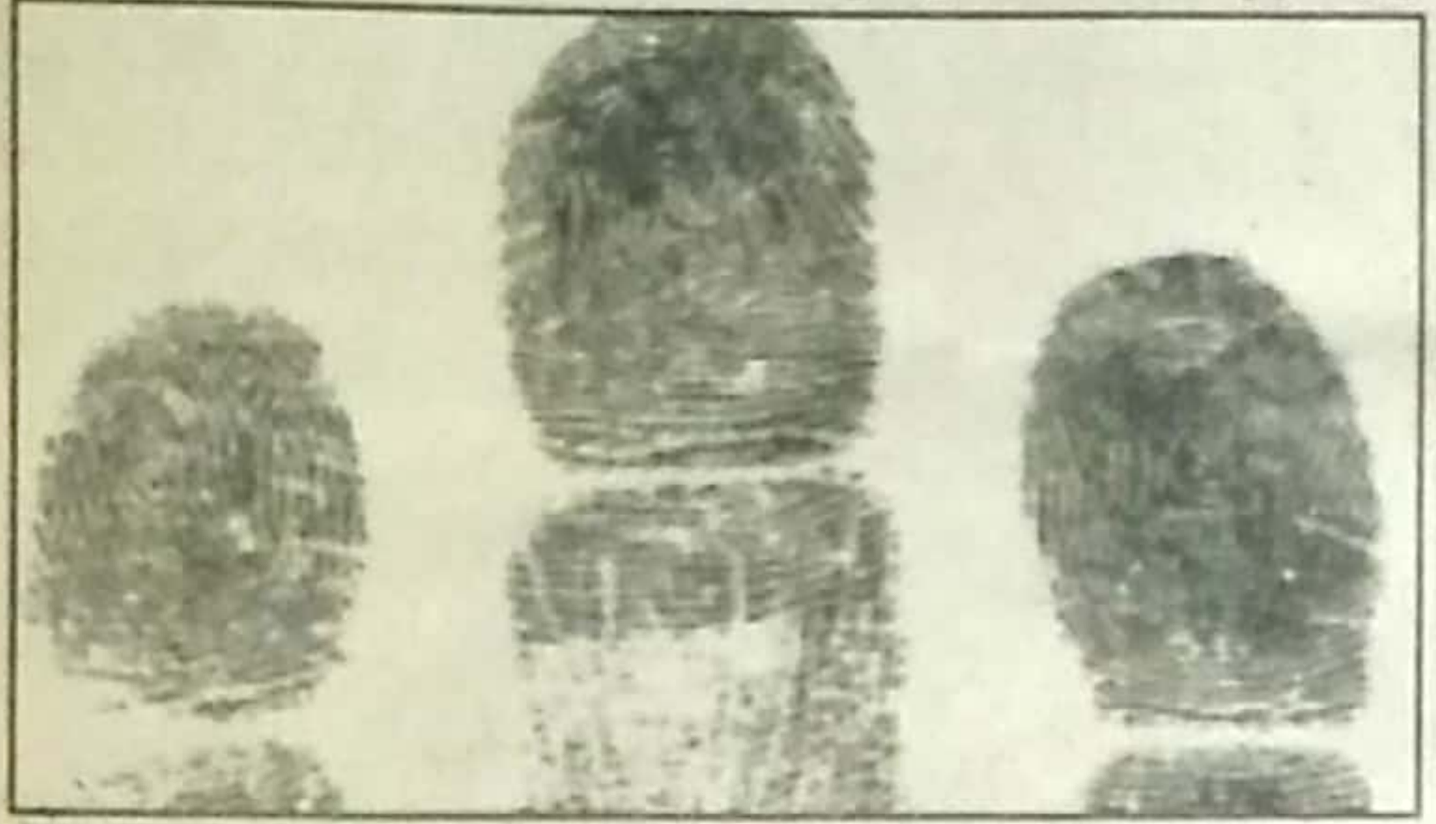

بلب روشنی کیسے دیتا ہے

ننھے مجاہدو! آج ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ بلب سے روشنی کیسے نکلتی ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ جب مختلف چیزوں جیسا کہ برقی ہیٹر، بجلی کی استری، برقی چولہا وغیرہ کو برقی کرنٹ مہیا کی جاتی ہے تو ان میں حرارت پیدا ہوتی ہے ان تمام چیزوں میں ایک خاص قسم کا تار استعمال کیا جاتا ہے، جس میں سے یہ برقی کرنٹ گزرتی ہے تو حرات پیدا ہوتی ہے، یہ تار "ٹنگسٹن" یا مائی کروم کی دھات کی ہوتی ہے۔

ان تمام چیزوں کی طرح سے ہی بجلی کے بلب سے بھی روشنی نکلتی ہے یعنی بجلی کے بلب میں بھی اس تار کا ایک باریک لچھا لگایا جاتا ہے، جس کو "فلامنٹ" کہتے ہیں یہ فلامنٹ بلب کے اندر دو موٹے تانبے کے تادوں کے ذریعے لٹکا ہوتا ہے اور ان ہی موٹے تادوں کے ذریعے کرنٹ فلامنٹ تک پہنچتی ہے اور روشنی پیدا ہوتی ہے۔

دراصل حقیقت کچھ یوں ہے کہ شیشے کے بلب میں سے آکسیجن کو خارج کر دیا جاتا ہے تا کہ جب فلامنٹ کو حرارت ملے تو وہ گرم ہو کر جل نہ جائے اور اس طریقے سے بلب سے مسلسل روشنی خارج ہوتی رہتی ہے جبکہ دوسری چیزوں میں آکسیجن کو خارج کرنے کا کوئی انتظام نہیں ہوتا یعنی ان کے جلنے کے وقت آکسیجن موجود ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان چیزوں میں روشنی پیدا نہیں ہوتی بلب میں استعمال ہونے والا فلامنٹ ٹنگسٹن دھات کا بنا ہوتا ہے، کیونکہ ٹنگسٹن کی ایک یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ یہ گرم ہونے پر پگھلتی نہیں اور نہ ہی یہ بخارات میں تبدیل ہوتی ہے۔

پہلے پہل جو بلب بنائے جاتے تھے، ان میں کاربن کا فلامنٹ استعمال کیا جاتا تھا، لیکن یہ استعمال کے دوران بخارات میں تبدیل ہو جاتا تھا اور اس سے شیشے کا بلب کالا ہو جایا کرتا تھا۔ (سائنسی معلومات : ۱۹۸۹ء)

نفیسہ کنول عبدالمجید..... گوجرانوالہ

فرضی قصے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

ننھے مجاہد

43
۱۳ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ 12 مئی 2006ء

غدار کا انجام

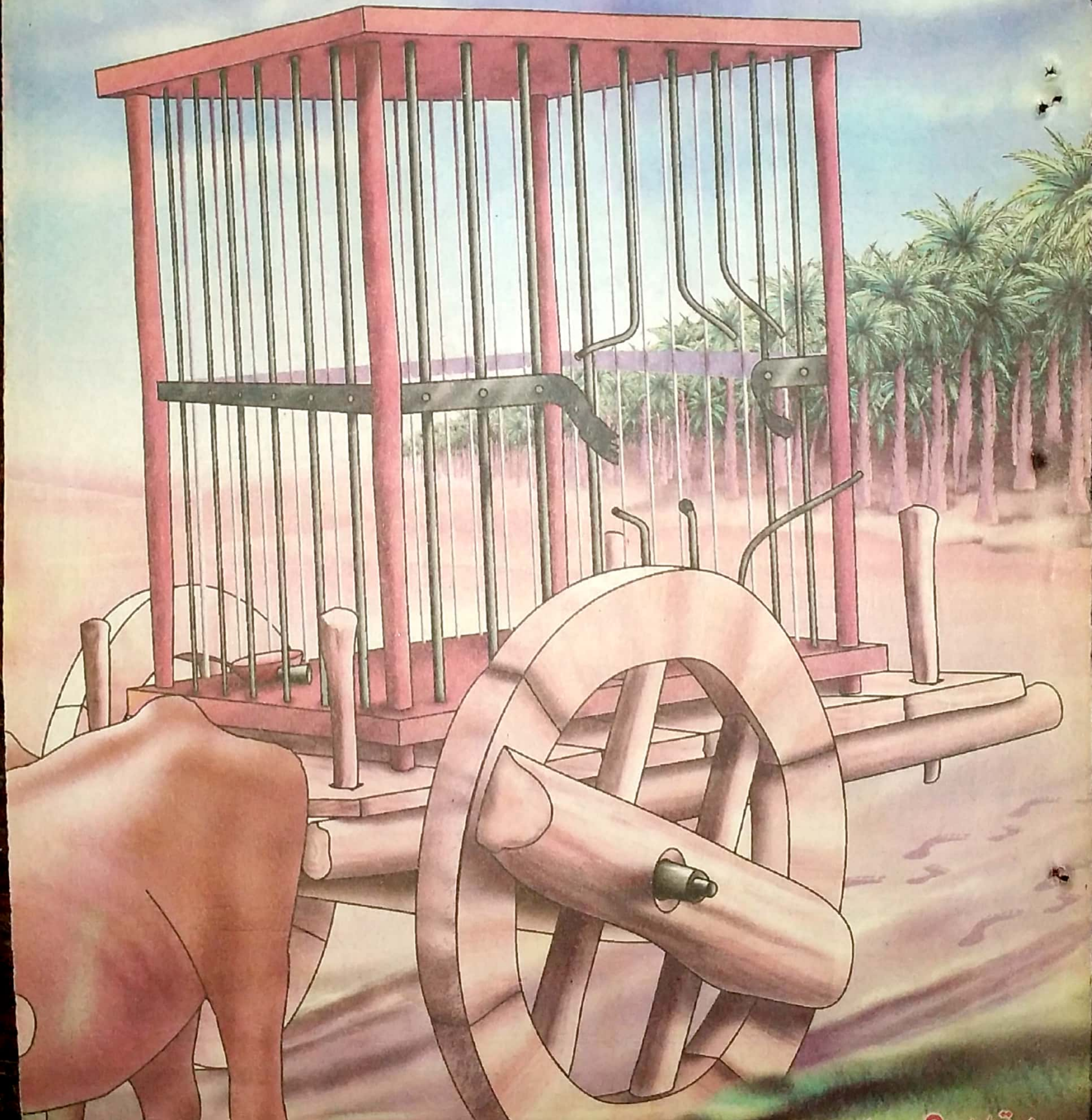

زرتعاون 3 روپے

فرمانِ الٰہی

اللہ ہر چیز پر قادر ہے

’’اگر اللہ تمھیں کسی قسم کے نقصان سے دوچار کر دے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو تمھیں اس نقصان سے بچا سکے اور اگر وہ تمھیں خیر عطا فرمائے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔‘‘ (الانعام : ۱۷)

نفیسہ کنول عبدالمجید، گوجرانوالہ

حدیثِ نبوی

بلند آواز سے آمین کہنے کی فضیلت

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب امام ”غیر المغضوب علیه و الضالین“ کہے تو تم سب بلند آواز سے آمین کہو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی تو اس کے سب گناہ بخش دیے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

مریم، لاہور

ربنا

افضل ذکر اور دعا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’سب سے افضل ذکر کلمہ ”لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ“ کا ورد کرنا ہے اور سب سے افضل دعا: ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ“ پڑھنا ہے۔ (نسائی، ابن ماجہ)

آمنہ مریم، علی آباد

ضروری بات

پیارے دوستو!...............السلام علیکم!

امید ہے آپ سب خیر خیریت سے ہوں گے اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو خوش اور سلامتی سے رکھے، پچھلے کئی شماروں میں ’’بڑوں کا بچپن‘‘ سلسلہ شائع نہیں ہو رہا۔

سب دوستوں کا اصرار ہے کہ امیر جماعۃ الدعوۃ محترم حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کے بچپن کا احوال شائع کیا جائے ہم کئی بار ان سے وقت لینے کی کوشش کر چکے ہیں تاہم ابھی تک ناکام ہیں ’’ننھے مجاہد‘‘ کا شمارہ نمبر 42 آئے ابھی پہلا روز ہی تھا کہ محترم حافظ محمد سعید حفظہ اللہ سے ملاقات ہوئی۔

فرمانے لگے: ’’کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں ’’ننھے مجاہد‘‘ کا ہر شمارہ پڑھتا ہوں، مجھے اس بات سے جہاں خوشی ہوئی وہاں حیرت بھی ہوئی کہ محترم حافظ صاحب بے پناہ مصروفیات کے باوجود ’’ننھے مجاہد‘‘ پڑھتے ہیں۔

میرے لیے یہ بہت خوشی کی بات ہے شاید آپ کے لیے بھی ہو محترم حافظ صاحب نے مزید کہا: ’’ہم ’’ننھے مجاہد‘‘ کی اشاعت بڑھانے کے لیے مسئولین کی میٹنگیں کر رہے ہیں میرے لیے یہ بھی بڑی خوشی کی بات تھی کہ ’’ننھے مجاہد‘‘ جتنا زیادہ چھپے گا اتنے زیادہ لوگ پڑھیں گے اور جو پڑھے گا وہ ہماری اس ’’بزم‘‘ میں شریک ہوتا چلا جائے گا تب میں نے سوچا یہ کام تو ہم سب بہت آسانی سے کر سکتے ہیں۔

’’بہت خوب!!‘‘

تو پھر جناب اس کام میں آپ کو بھی شریک ہونا پڑے گا آپ صرف ایک کام کریں اگر آپ پندرہ دن بعد ایک ’’ننھے مجاہد‘‘ خریدتے ہیں تو اگلی دفعہ دو خریدیں اور اپنے کسی ایک دوست کو پڑھنے کے لیے دیں، ہم سب مل کر اگر ایک دفعہ ایسا کر لیں تو ’’ننھے مجاہد‘‘ کی اشاعت میں بیک وقت ایک لاکھ چالیس ہزار کا اضافہ ہو سکتا ہے، اور اگر آپ چاہیں تو یہ اضافہ دگنا کر سکتے ہیں، یہ کام اتنا مشکل بھی نہیں کہ ہم کر نہ پائیں، ہمارے بہت سے دوست ایسے ہیں جو من گھڑت کہانیوں والے ڈائجسٹ اور رسالے پڑھتے ہیں، ہم انھیں ’’ننھے مجاہد‘‘ تحفے میں دے کر انھیں اچھائی کی طرف لا سکتے ہیں، یہ ہماری طرف سے صدقہ جاریہ بھی ہوگا، اور ایک دوست پر احسان بھی۔

اگر آپ اس کام کے لیے راضی ہیں تو ہو جایئے تیار!! اس دفعہ کم از کم اپنے ایک دوست کو ’’ننھے مجاہد‘‘ ضرور گفٹ دیں!!

اگلی ملاقات تک اجازت دیجیے!

والسلام

عبدالوارث ساجد

ضروری اعلان

’’ننھے مجاہد‘‘ کا شمارہ نمبر 46 ’’استاد نمبر‘‘ ہوگا۔

تمام ننھے مجاہد اپنی تحریریں جلد ارسال کر دیں۔ (ادارہ)

گلدستہ احادیث

۱ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ (بخاری)

۲ پاکیزگی نصف ایمان ہے۔ (مسلم)

۳ کفر اور بندے کے درمیان نماز کا فرق ہے۔ (ابوداؤد)

۴ رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔ (بخاری)

۵ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (بخاری)

۶ ہر مسلمان اپنے مسلمان بھائی کا آئینہ ہے۔ (ترمذی)

۷ اچھا کلمہ ایک صدقہ ہے۔ (بخاری)

۸ ہر بدعت گمراہی ہے۔ (مسلم)

۹ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (مسلم)

۱۰ منافق کی ایک علامت جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (مشکوٰۃ)

۱۱ منافق کی دوسری علامت جب عہد کرے تو بے وفائی کرے۔ (مشکوٰۃ)

۱۲ منافق کی تیسری علامت جب کسی سے جھگڑا کرے تو گالی دے۔ (مشکوٰۃ)

۱۳ منافق کی چوتھی علامت جب امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ (مشکوٰۃ)

۱۴ خودکشی کرنے والا دوزخی ہے۔ (بخاری)

۱۵ عرش الٰہی کا خزانہ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) ہے۔ (بخاری)

۱۶ جس نے میری سنت سے منہ پھیر لیا وہ میرا امتی نہیں۔ (بخاری)

محمد عبدالکریم مہتاب : راجن پور

ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں
www.jamatdawa.org
E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com
خط و کتابت کیلئے
ننھے مجاہد ہفت روزہ غزوہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور
فون 7314531 فیکس 042-7117551

درویش کی موت

محمد شفیق ...... جمبر کلاں

ہر لمحہ خوف خدا رکھنے والے اس بزرگ کا نام ''ربیع بن خثیم رحمہ اللہ'' ہے۔ موت کو یوں یاد کرتے جیسے لاڈلے بیٹے کا نام ہو۔

ایک دفعہ منذر نے ان سے پوچھا: ''شیخ صبح کیسی گزری ہے؟''

وہ بولے:

''ایک گنہگار ضعیف کی حیثیت سے جو رزق کھا رہا ہے اور اپنی موت کا منتظر ہے۔''

وہ کہا کرتے تھے:

''موت کو اکثر یاد کیا کرو! یہ تمھارا نظر نہ آنے والا ساتھی ہے۔''

ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کا شمار مشہور تابعین میں ہوتا ہے، ان کی زندگی زہد و تقویٰ کا مجموعہ تھی، بچپن میں ایسا ماحول ملا کہ اطاعت الٰہی کا عنصر زندگی بھر غالب رہا۔

صحابیٔ رسول ﷺ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے انھیں سے سب کچھ سیکھا اور پھر عمل کر کے دکھایا۔

جوں جوں ربیع جوان ہوتے گئے، توں توں ان کا خوف و خشیت الٰہی بھی بڑھتا گیا، ان کے کثرت عاجزی و انکساری اور رات کی تاریکیوں میں ان کی شدت آہ و زاری نے ماں کو اس قدر متاثر کر دیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگیں، بیٹے کو مخاطب کر کے کہتیں:

''بیٹا! تجھے کیا ہو گیا ہے؟ کہیں تو کوئی بہت بڑا جرم تو نہیں کر بیٹھا؟ کسی کو قتل تو نہیں کر دیا؟''

بیٹا جواب میں کہتا: ''ہاں! میں نے ایک جان کو قتل کر ڈالا ہے۔''

ماں چونک کر پوچھتیں: ''بیٹا! بتاؤ کہ مقتول کون ہے؟ ہم لوگوں سے کہہ کہلوا کر اس کے ورثا کو راضی کر لیں گے کہ آپ کو معاف کر دیں۔''

''اللہ کی قسم! اگر تیری گریہ و آہ و زاری اور شب بیداری کا انھیں علم ہو جائے تو وہ ضرور تجھے معاف کر دیں۔''

بیٹا کہتا: ''کسی سے بات نہ کرنا، میں نے اپنے ہی نفس کو قتل کر ڈالا ہے۔''

''جی ہاں! میرے گناہوں نے اسے مار ڈالا ہے۔''

عبدالرحمٰن بن عجلان کہتے ہیں:

میں ایک دفعہ رات کو ربیع رحمہ اللہ کے ہاں ٹھہرا، جب انھیں یقین ہو گیا کہ میں سو گیا ہوں تو وہ اٹھے اور نماز پڑھنا شروع کر دی، نماز میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول پڑھنے لگے:

﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ [الجاثیہ: ۲۱]

''کیا جن لوگوں نے برائیاں کمائی ہیں یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم انھیں ان لوگوں جیسا ہی کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے (تب تو) ان کی زندگی و موت برابر ہو گئی؟ بہت برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کر رہے ہیں۔''

ربیع رحمہ اللہ ساری رات نماز میں اسی آیت کو دہرا دہرا کر تلاوت کرتے رہے، حتیٰ کہ فجر ہو گئی، ان کی حالت یہ تھی کہ آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں تھا۔

ربیع رحمہ اللہ کے خوف الٰہی اور خشیت ربانی کے بہت سے واقعات ہیں ان کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ ایک دن ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ باہر نکلے، ربیع بن خثیم رحمہ اللہ بھی ساتھ تھے، جب ہم فرات کے کنارے پہنچے تو ہمارا گزر آگ کی ایک بہت بڑی بھٹی کے پاس سے ہوا، اس کی چنگاریاں اڑ اڑ کر باہر گر رہی تھیں، شعلے دور تک بلند ہو رہے تھے اور آگ کے دہکاؤ کی آواز بھی آ رہی تھی، اس بھٹی میں چونا بنانے کے لیے پتھر ڈالے ہوئے تھے۔

جب ربیع رحمہ اللہ نے آگ کو دیکھا تو انھی قدموں پر کھڑے ہو گئے، ان پر شدید کپکپی طاری ہو گئی، اس وقت انھوں نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ۝ وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا﴾ [الفرقان: ۱۲، ۱۳]

''وہ (آگ) جب دور سے ان کو دیکھے گی تو یہ اس کے غضب اور جوش کی آوازیں سن لیں گے اور جب یہ ہاتھ اور پاؤں بندھے ہوئے اس میں ایک تنگ جگہ ٹھونسے جائیں گے تو اپنی موت کو پکارنے لگیں گے۔''

آیت پڑھنے کے بعد ان پر غشی طاری ہو گئی، ہم نے ان کو سنبھالا دیا، ہوش میں آئے تو ہم انھیں گھر لے آئے۔

گھر آ کر بھی یہی حالت رہی جیسے ابھی مرے۔

ان کی ساری زندگی پر ایک نظر ڈالی جائے تو یہی معلوم ہوتا ہے جیسے وہ ہر شام مرنے کے لیے تیار بیٹھے ہوں، 67 ہجری کو جب ان کی موت کا وقت قریب ہوا تو وہ بستر پر لیٹے تھے۔

قریب بیٹھی بیٹی نے رونا شروع کر دیا۔

ربیع نے ایک نظر دیکھا اور پھر کہا:

''بیٹی تو کیوں آنسو بہا رہی ہے، آنسو بہاتی بیٹی خاموش رہی...... پھر بولے:

''اری! تیرے باپ پر تو خیر اور بھلائی کا نزول ہو رہا ہے اور تو رو رہی ہے۔'' ایسے میں ایک ہچکی لی اور ہمیشہ کے لیے آنکھیں بند کر لیں۔

کیا آپ نے محسوس کیا......؟

بچپن نام ہی مسکراہٹ خوشی اور کھیل کود کا ہوتا ہے جب ہر بات اور چیز کے مسکراتے پہلوؤں پر ہی توجہ مرکوز ہوتی ہے نہ ذہن پر کسی کام کا بوجھ نہ دل میں کسی بات کا دکھ...... چھوٹی چھوٹی شرارتیں چھوٹے موٹے مطالبے، بچوں کو ہر طرف سے پیار مل رہا ہوتا ہے اور وہ اپنی معصوم باتوں سے ہر طرف ہر حال اور ہر دکھ میں صرف اور صرف خوشیاں بکھیر رہے ہوتے ہیں۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہر بچے کو بچپن کی یہ خوشیاں نصیب نہیں ہو پاتیں، بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو حالات کی ستم ظریفی کا شکار ہو کر ننھی عمر میں ہی دکھوں کا بوجھ اٹھانے پر مجبور ہوتے ہیں جو ہنسنے مسکرانے اور کھیل کود کے دن رو کر گزارتے ہیں جب ہمارے بچے خوبصورت لباس کے ساتھ اپنے بستے کے ساتھ سکول کی طرف جا رہے ہوتے ہیں وہ بھی کچرے کی طرف ملنے والی پھل یا روٹی کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے گلیوں وغیرہ میں با آسانی نظر آ جاتے ہیں۔

خوشیاں سمیٹنے والے بچوں کو کسی گھر، سکول یا پارک میں دیکھا جا سکتا ہے، لیکن دکھ سمیٹنے والے بچے کسی بھی گلی یا سڑک پر نظر آ جاتے ہیں ہمارے ملک میں ایسے بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جو فٹ پاتھوں پر آنکھ کھولتے ہیں اور کھلے آسمان کے نیچے ہی اپنا سارا بچپن گزار دیتے ہیں۔

بہت سے بچوں کو کچرے میں کھانے پینے کی چیزیں تلاش کرتے ہوئے بھی دیکھا گیا ہے۔

ایک دنیا وہ ہوتی ہے جہاں بچوں کو صاف ستھری چیزیں کھانے کو دی جاتی ہیں پھل یا روٹی کا ایک ٹکڑا بھی زمین پر گر جائے تو اسے چھوڑ دیا جاتا ہے لیکن ان بچوں کے لیے روٹی کا ایک ٹکڑا بھی نعمت ہوتا ہے کھانے کی کوئی چیز مل جائے تو اسے وہیں زمین پر بیٹھ کر کھانے لگتے ہیں، کچرے سے ملنے والی کوئی بھی ٹوٹی پھوٹی چیز مل جائے تو اس کو جان سے زیادہ سنبھال کر رکھتے ہیں ان کے پاس کھلونے ہوتے نہیں ہیں یہ ٹوٹی پھوٹی چیزیں ہی ان کا دل بہلاتی ہیں۔

فٹ پاتھوں پر زندگی گزارنے والے ان بچوں کو دیکھ کر ترس ہر کوئی کھاتا ہے لیکن ان کو زندگی کی خوشیاں دینے کے لیے کوئی کوشش نہیں کی جاتی عوام کو گھر کی دہلیز پر سہولیات زندگی (فراہم کرنے کے وعدے کرنے والے روشن خیال حکمرانو! کیا آپ نے محسوس کیا بے گھروں کو گھر فراہم کرنے کے بارے اور خوشیوں سے محروم ان بچوں کو مسکراہٹیں لوٹانے کے بارے میں اقدامات کی ضرورت ہے یہ پیارے پاکستان کا اور اسلام کا مستقبل ہے۔

زوہیب، فائزہ...... چوآ سیدن شاہ

دشمن کے بھائی

سمیرا منظور ..... سمن آباد، لاہور

رات کا آدھا سے زیادہ حصہ گزر چکا تھا، اندھیرا اس قدر شدید تھا کہ ہاتھ تک دکھائی نہ دیتا تھا، سردی سے دانت بج رہے تھے، مظفر آباد کی پہاڑیوں پر مجاہدین کی بستی آباد تھی، خیموں کے باہر میں اور میرا ساتھی پہرا دے رہے تھے، نیچے ڈھلوان تھی اور ساتھ ہی کافی گہری کھائیاں تھیں، نیچے جنگل پھیلا ہوا تھا، ہر طرف سناٹا تھا، اچانک ہی ایک آواز رات کے سناٹے کو چیرتی ہوئی نکل گئی، میں جہاں تھا وہیں جم کر رہ گیا ان دنوں حالات کافی خراب تھے اور دشمن کے حملے کا خطرہ رہتا تھا، میں نے محتاط نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا، لیکن اندھیرا گہرا ہونے کی وجہ سے کچھ نظر نہ آ رہا تھا، میں نے یہ کہہ کر اپنے آپ کو تسلی دی کہ ''یہ ضرور میرا وہم ہوگا۔'' اور پھر اپنی جگہ پر ہوشیار ہو کر کھڑا ہو گیا، لیکن تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہی آواز دوبارہ آئی (پہلے کی نسبت قریب سے) جیسے جنگل میں کوئی نپے تلے قدموں سے چل رہا ہو، میں نے فوراً اپنی جگہ بدلی اور تقریباً ایک فرلانگ دور کھڑا ہو گیا کہ آواز کی سمت کا تعین بھی کرنا تھا، اب میں ٹارچ بھی نہیں جلا سکتا تھا کہ اس طرح وہ جو کوئی بھی تھا اسے آسانی سے پتا چل سکتا تھا کہ میں کس جگہ پر ہوں اور وہ مجھے آسانی سے ٹارگٹ بنا سکتا تھا، میں سوچ رہا تھا کہ کیا کروں کیونکہ میرا ساتھی بھی مجھ سے کافی فاصلے پر تھا میں اسے آواز بھی نہ دے سکتا تھا، پھر اچانک خیال آیا کہ کیوں نہ اپنی گن لوڈ کروں لیکن وہ تو پہلے ہی لوڈ تھی، میں گن اس لیے لوڈ کرنا چاہتا تھا کہ وہ جو کوئی بھی ہے جان لے کہ یہاں مرد مجاہد بھی موجود ہیں اور میرا ساتھی بھی خبردار ہو جائے، میں نے گن کو گود میں رکھ کر زور دار آواز سے لوڈ کیا تو پہلے لوڈ ہوئی گولی گود میں گر پڑی اور گن دوبارہ بھی لوڈ ہوگئی، آواز سن کر میرا ساتھی میرے پاس چلا آیا اور سرگوشی کے انداز میں بولا: ''عمران بھائی! کیا بات ہے کوئی خطرہ ہے۔''

میں نے بھی اسی انداز میں جواب دیا کہ: ''میں نے ادھر جنگل میں کوئی آواز سنی ہے۔'' اتنے میں وہ آواز دوبارہ آئی، میرے ساتھی نے کہا کہ: ''ٹارچ روشن کر کے دیکھ لیتے ہیں آگے اللہ مالک ہے۔'' اس نے ٹارچ روشن کی اور اس کا منہ جنگل کی طرف موڑ دیا، ہیں! یہ کیا؟...... یہ تو...... یہ تو بندر ہے بلکہ ایک نہیں کئی بندر ہیں جو نیچے جنگل میں چل پھر رہے ہیں اور ایک بندر ایک درخت سے دوسرے درخت پر جھول رہا ہے یہ دیکھ کر میری بے اختیار ہنسی نکل گئی کہ یہ کوئی دشمن نہیں بلکہ ان کے بھائی بندر ہیں جو ہمارے لیے بے ضرر ہیں، اسی طرح کے ایک نہیں کئی واقعات ہیں۔

ایک دفعہ بھائیوں نے رات کا کھانا کھایا اور چاولوں کی دیگ خیمے سے باہر ہی چھوڑ دی، رات کو بندر کھانے کی تلاش میں پہاڑی پر آئے اور چاولوں کی دیگ کا صفایا کر گئے، صبح مجاہدین نے دیکھا تو بندروں کا تماشا ذہن میں آیا سب بھائی مسکرانے لگے، اگلے دن انھوں نے خالی دیگ، پہاڑی پر رکھ دی، بندر رات کو آئے، خالی دیگ دیکھ کر ان کو شاید بلکہ یقیناً غصہ آیا اور انھوں نے دیگ پہاڑی سے نیچے لڑھکا دی، اگلے دن بھائی یہ سب دیکھ کر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوگئے۔ راوی: ابو اسد اللہ عمران

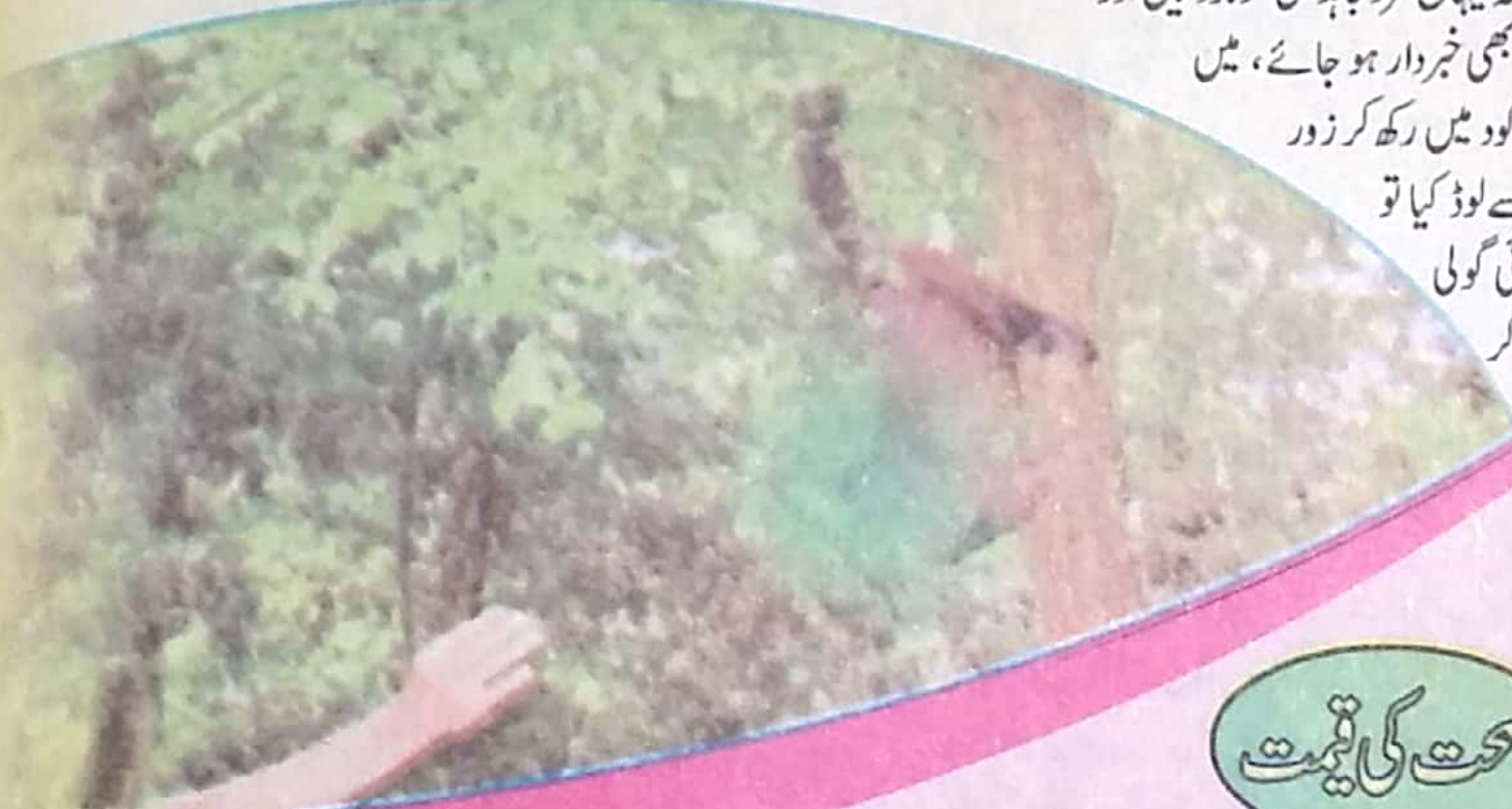

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مجلس میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''بیماریوں میں چھوت چھات (یعنی کسی بیمار انسان یا بیمار حیوان سے کسی دوسرے تندرست انسان یا جانور کو بیماری لگ جانا) صفر (عربی مہینے کا نام اور پیٹ کی ایک بیماری) اور الو (پرندے کا نام) کے منحوس ہونے کی کوئی بنیاد نہیں (یعنی زمانہ جاہلیت میں لوگ اگر الو کو دیکھ لیتے یا کسی کے گھر آ کر بیٹھ جاتا تو وہ کہتے کہ آج ہمارا یہ کام بگڑ جائے گا یہ کام نہیں ہو سکے گا وغیرہ) نبی اکرم ﷺ کی یہ بات سن کر کہ بیماریاں ایک دوسرے کو نہیں لگتی، صفر اور الو کی وجہ سے کام نہیں بگڑتے یہ منحوس نہیں ہیں

خارش والا اونٹ

ایک بدو بولا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ پھر میرے اونٹوں کو کیا ہو گیا ہے وہ جب تک ریگستان میں رہتے ہیں تو ہرنوں کی طرح (صاف اور خوب چکنے رہتے ہیں پھر ان میں ایک خارش والا اونٹ آ جاتا ہے اور ان میں گھس کر انھیں بھی خارش لگ جاتا ہے۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سن کر فرمایا: ''لیکن تم یہ بتاؤ! کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی۔''

[illegible] غازی ..... مرکز القادسیہ لاہور

صحت کی قیمت

گجرات کا حکمران سلطان قطب الدین جو شاہ محمد کا بیٹا تھا وہ 855 ہجری میں فوت ہوا وہ جب مرنے کے قریب تھا تو بڑی تکلیف میں تھا، اس حالت میں اس کی نظر اپنے محل کے روشندان سے ساحل پر پڑی، جس پر ایک لکڑ ہارا سر پر لکڑیاں اٹھائے جا رہا تھا اور بوجھ کے زیادہ ہونے کی وجہ سے تکلیف میں مبتلا تھا، اس نے بڑی مشکل سے ندی کو عبور کیا، کنارے پر آ کر بوجھ کو زمین پر ڈالا اور کمر سے سوکھی روٹی نکال کر پیاز سے کھانے لگا، اس کو بہت بھوک لگی ہوئی تھی، اس لیے بڑی رغبت سے کھاتا رہا، پھر ندی کے کنارے آیا اور خوب سیر ہو کر پانی پیا اور ایک دیوار کے سایہ میں سو گیا، سلطان یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا، اس نے کہا، اے کاش! میری بادشاہت اس لکڑ ہارے کو دے دی جاتی اور اس کی تندرستی مجھ کو عطا کر دی جاتی اور میں لکڑ ہارے کا کام کرتا رہتا۔

(بحوالہ: بزم رفتہ کی سچی کہانیاں ۱۱۴)

سمیرا الحق ..... گولارچی

احساس کے بدلے جنت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایک شخص کو زور سے پیاس لگی، وہ کنویں میں اترا اور پانی پیا، اندر سے نکلا تو دیکھا ایک کتا ہانپ رہا ہے، اور پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا ہے، اس نے اپنے دل میں کہا کہ اس کو بھی وہی تکلیف ہوگی جو مجھ کو تھی، چنانچہ وہ دوبارہ کنوئیں میں اترا اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا اور اوپر چڑھا کر کتے کو پانی پلایا، اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل کو قبول کیا اور اسے بخش دیا، یہ سن کر صحابہ نے عرض کی...... اے اللہ کے رسول! کیا جانوروں کو پانی پلانے میں بھی ہم کو ثواب ملے گا، آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں، ہر جاندار کی خدمت کرنے میں ثواب ہے۔'' (بخاری)

مدیحہ شہروز ..... میاں چنوں

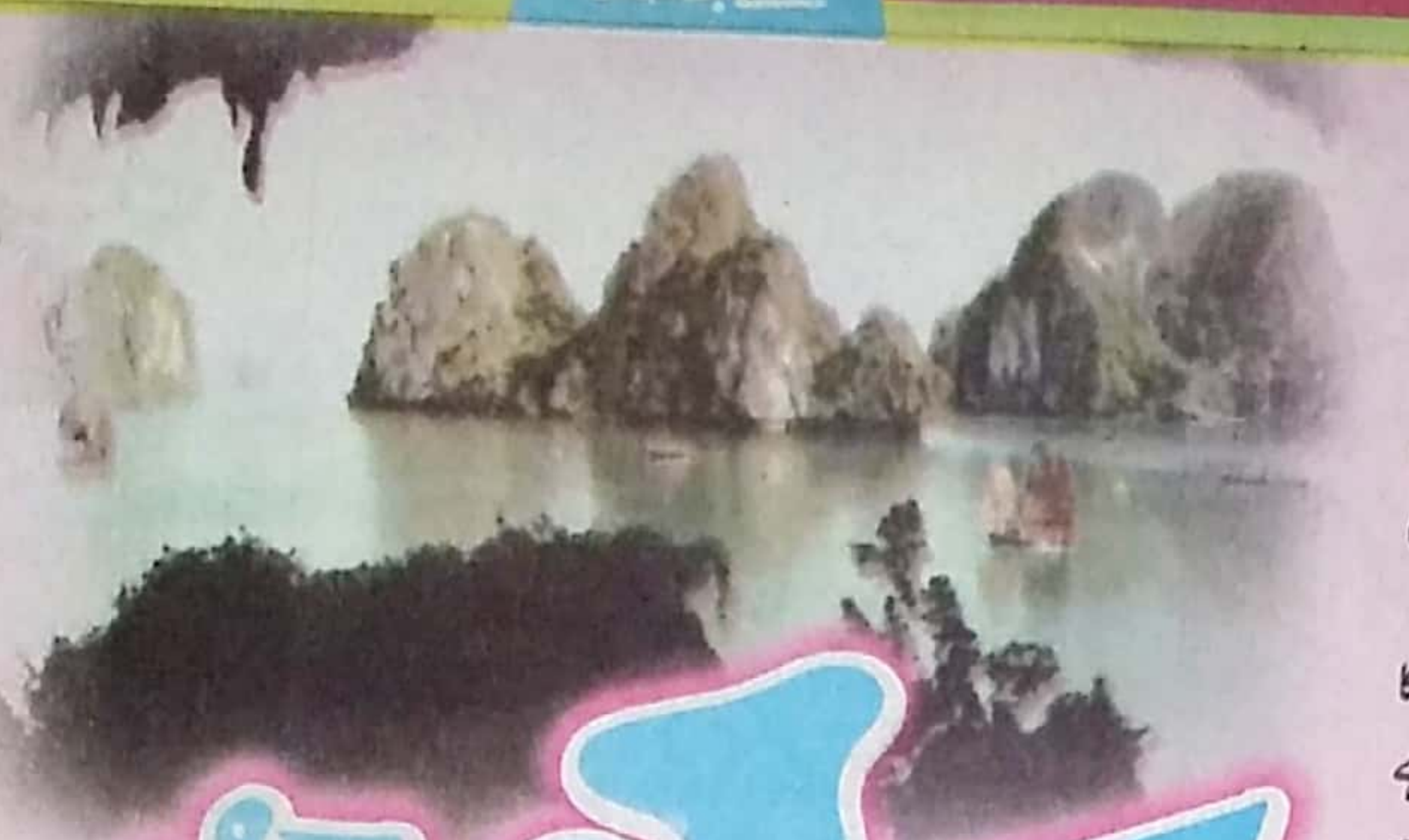

خوفناک مخلوق

سمندر سے مچھلیاں پکڑنے والوں سے آپ کبھی پوچھیں کہ آپ کون سی بحری مخلوق سے زیادہ ڈرتے ہیں تو ہر کوئی یہی جواب دے گا ''شارک سے'' اور یہ حقیقت بھی ہے کہ مچھلیوں میں صرف شارک واحد مچھلی ہے جس سے دنیا کے سب انسان ڈرتے ہیں۔

یہ ایک خوفناک مخلوق ہے جس کا محبوب ترین مشغلہ انسانوں کو کھانا ہے یہ گہرے سمندروں میں ساحل سے تھوڑی ہی دور پانی کے اندر خاموشی سے بیٹھی تیراکوں یا طوفان میں گھرے بدقسمت انسانوں کا انتظار کرتی رہتی ہے جونہی کوئی نظر آئے پلک جھپکنے میں اسے اپنے آری جیسے دانتوں میں دبوچ لیتی ہے انسانی شکار نہ ملے تو یہ چھوٹی چھوٹی مچھلیوں سے پیٹ بھرتی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ شارک میں بعض ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جن کی بناء پر یہ آدمی کو ڈراؤنے خواب کی طرح نظر آتی ہے اس کے دانت خنجر کی طرح ہیں اور یہ بروقت اپنا خونخوار جبڑا کھولے شکار کی تلاش میں رہتی ہے پھر انسانی گوشت اس کی پسندیدہ ترین غذا ہے جہاں کہیں ان کا اجتماع ہو وہاں دوسرے سمندری جانوروں کا جینا حرام ہو جاتا ہے یہ سمندری دنیا کی حکمران ہے اور بڑی آن بان اور دبدبے سے حکمرانی کرتی ہے حتیٰ کہ وہیل جیسی عظیم ترین سمندری مخلوق بھی اس کے سامنے سرنگوں رہتی ہے۔

شارک مچھلی کا اوپری حصہ بہت زیادہ خوبصورت ہوتا ہے سر بہت موٹا و سخت اور کھردرا چابک جیسی دم پانی کے اندر دائیں بائیں ایک خاص انداز سے حرکت کرتی ہے اور بعض اوقات شکار پر جھپٹتے وقت شارک اسے تلوار کی طرح استعمال کرتی ہے۔

دنیا میں شارک کی اڑھائی سو اقسام ہیں اگرچہ تقریباً تمام شارکیں سمندروں میں رہتی ہیں لیکن بعض ندی، نہروں اور دریاؤں میں بھی پائی جاتی ہیں وہ شارک مچھلیاں جن کے متعلق اب تک معلومات حاصل ہو چکی ہیں زیادہ تر کم گہرے پانیوں میں یا سطح کے نزدیک رہتی ہیں، دیگر

مصباح اشرف ...... سعودی عرب

جانوروں کی طرح شارک کی بھی بہت سی اقسام ہیں بعض شارکیں سمندروں کی انتہائی گہرائی میں بسیرا کرتی ہیں، پورٹ یوگیزر نامی شارک دو ہزار میٹر سے بھی زیادہ گہرے سمندری میں رہتی ہے۔

سفید شارک جسامت میں سب سے بڑی اور خوفناک ہوتی ہے اور زیادہ تو یہی انسانوں کے لیے خطرناک ہوتی ہے اسے آدم خور شارک بھی کہتے ہیں۔

''بھوری نرس'' اور ''کاکو'' نامی شارکوں کے دانت بڑی بڑی میخوں کی طرح ہوتے ہیں جو اپنے شکار کے گوشت میں دھنس جاتے ہیں۔

''پورٹ جیکسن'' ایک ایسی شارک ہے جس کا گزارہ زیادہ تر مچھلیوں کے خولوں اور کیکڑوں پر ہوتا ہے اس کے دانت نہایت سخت اور کونوں پر جا کر چوڑے ہو جاتے ہیں جو شکار کو پیس ڈالتے ہیں کیونکہ یہ شارک اپنا شکار سالم نہیں نگل سکتی۔

شارک کی آنکھیں اس کے بدصورت سر کے دونوں طرف ذرا سا اوپر موجود ہوتی ہیں اور ان کے ذریعے وہ اطراف میں دور تک آسانی سے دیکھ سکتی ہے، حیرت انگیز طور پر اس کی آنکھیں چیزوں کے رنگ پہنچاننے سے بالکل قاصر ہیں، تاہم یہ خرابی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاتی، بلکہ اس کی نظر آنکھ سے کہیں زیادہ طاقتور ہوتی ہے اور اس کی مدد سے وہ نہایت کم روشنی میں بھی اپنا شکار فوراً پہچان لیتی ہے۔

شارک شکار کو چباتی نہیں بلکہ اسے خونخوار دانتوں میں دباتے ہی نگل جاتی ہے سولہ فٹ لمبی شارک آٹھ فٹ لمبی دوسری شارک کو آسانی سے زندہ نگل سکتی ہے اور آدمی ہاتھ آ جائے تو پلک جھپکنے میں وہ اس خونخوار حیوان کے معدے میں سالم پہنچ جاتا ہے۔

ہتھوڑا نما سر والی شارک سب سے عجیب و غریب ہے اسے یہ نام اس لیے دیا جاتا ہے کہ اس کا سر ہتھوڑے جیسا بلکہ انگریزی حرف ٹی (T) کی طرح بنا ہوتا ہے سمندر میں یہ راکٹ کی طرح انتہائی تیز رفتاری سے تیرتی ہے ان میں بعض آدم خور بھی پائی جاتی ہیں، یہ شارک سمندروں میں چلنے والی کشتیوں اور چھوٹے چھوٹے بادبانی (ہوا سے چلنے والے) اور دخانی (ایندھن سے چلنے والے جہازوں کا پیچھا کرتی ہیں اور اپنے ہتھو[ڑا] نما سر سے ٹکر مار کر انھیں لرزا ڈال[تی] ہیں، شارک کی اور اقس[ام] اینجل شارک و[...] ہینڈ شارک و[...] بھی ہیں

محبت

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ایمان لانے کے بعد جنت میں داخل نہیں ہوگے یہاں تک کہ تم مومن نہ ہو جاؤ اور تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرنے لگو، کیا تمھیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جس پر عمل کر کے تم آپس[...] محبت کرنے لگو وہ یہ ہے کہ آپس میں کثرت سے سل[ام] کرو۔'' (رواہ مسلم)

بنت امیر حمزہ ...... فیصل آباد

اسلامی معلومات

① نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوموار والے دن ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری کو وفات پائی۔

② نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت نماز کی ادائیگی میں پابندی کرنا، خادمہ اور غلام سے حسن سلوک۔

③ وہ آخری الفاظ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ادا ہوئے، اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقُ الاَعْلیٰ۔ ''اللہ تعالیٰ ہی رفیق اعلیٰ ہے۔''

④ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل، اچھی طرح مسواک کی اور پانی سے چہرے پر چھینٹے مارے (مسواک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے چبا کر نرم کی)۔

⑤ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کل سترہ نمازیں پڑھائیں۔

⑥ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منگل کے روز غسل دیا گیا اور غسل سیدنا عباس رضی اللہ عنہ ان کے دو بیٹے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام، شقران، اسامہ بن زید، اوس بن خولہ رضی اللہ عنہم نے دیا۔

⑦ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کھودی۔

⑧ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کا کوئی امام نہیں تھا، دس دس صحابہ رضی اللہ عنہم اندر داخل ہوتے فرداً فرداً درود ابراہیمی پڑھتے، نماز جنازہ میں منگل کا پورا دن اور بدھ کی بیشتر رات صرف ہوئی۔

ننھا شہید

گاؤں کا کریک ڈاؤن کیا جا چکا تھا، گاؤں کے سب بچوں بوڑھوں مردوں اور عورتوں کو گھروں سے نکال کر ایک کھلے میدان میں جمع کر لیا گیا تھا، سب لوگوں کی ٹولیاں بنا کر فوجیوں کے سامنے پیش کیا جا رہا تھا، سوال و جواب ہو رہے تھے کسی کو چھوڑا جا رہا تھا کسی کو پکڑا جا رہا تھا کسی کو پیٹا جا رہا تھا اور کسی کو قید کے لیے علیحدہ کیا جا رہا تھا ایسے میں ایک بچے کی باری آ گئی اس بچے کی عمر بارہ سال ہے ہندو آفیسر سوال کرتے کرتے اچانک بچے کی کلائی کے ساتھ بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھتا ہے ہندو آفیسر ٹائم پوچھتا ہے بچہ ٹائم بتلاتا ہے تو ہندو کہتا ہے یہ تو پاکستانی ٹائم ہے تم نے ٹائم کو پاکستان سے ملا رکھا ہے بولتا کیوں نہیں بچہ خاموش کھڑا ہے۔

اب ہندو افسر گرجتا ہے۔

رہتے ہندوستان میں ہو اور ٹائم پاکستان سے ملا رکھا ہے اس کا ٹائم ہندوستانی کرو بچہ کہتا ہے میں پاکستانی ہوں اس لیے اپنی گھڑی کا ٹائم پاکستان سے ملا رکھا ہے ہندو افسر کا زوردار طمانچہ پھول جیسے رخسار پر رسید ہوتا ہے اور پھر وہ چیختا ہے سالے پاکستانی بدلو اس کا ٹائم۔

بچہ صاف انکار کرتا ہے اور کہتا میں پاکستانی ہوں گھڑی کا ٹائم نہیں بدل سکتا ہندو افسر غصے سے لال پیلا ہو جاتا ہے بچے کی ماں کو حکم دیتا ہے، اسے کہو ٹائم ہندوستانی کرے اگر نہیں کرتا تو پھر یہ ہندوستان کی دھرتی پر جی نہیں سکتا، ماں جو خود تربیت دینے والی تھی لخت جگر کی جانب پھٹے دل غمناک جگر اور آنسوؤں میں ڈبڈباتی آنکھوں سے دیکھے چلے جا رہی تھی...... بیٹا پہاڑ کی طرح اپنے عزم پر پختہ تھا ہندو افسر نے جب یہ دیکھا کہ اس کی تو دال نہیں گلی تو اس نے بچے کو بندوق سے پیٹنا شروع کر دیا...... اور پھر اللہ اکبر کی صدا ننھی سی زبان سے بلند ہوئی اور ماں کا لخت جگر اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ (بحوالہ غازیان صف شکن)

اخت ابو انس شہید ...... بھمبھہ کلاں

مسکراہٹیں

❀ مشہور اموی حکمران مروان بن حکم کا ایک بیٹا ذرا کم عقل تھا ایک مرتبہ وہ دمشق میں ایک جگہ اپنے بھائی کا انتظار کر رہا تھا، قریب ہی ایک گدھا چکی گھما رہا تھا، گدھے کے گلے میں گھنٹی تھی جو گدھے کے چلنے کی وجہ سے بج رہی تھی، ابن مروان نے گدھے کے مالک سے کہا: ''آپ نے اس کے گلے میں گھنٹی کیوں باندھ رکھی ہے؟''

مالک نے جواب دیا: ''دراصل کبھی کبھار مجھ پر نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے، ایسی حالت میں جب گھنٹی کی آواز نہیں سنائی دیتی تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ گدھا کھڑا ہے، چکی نہیں گھما رہا، میں آواز دیتا ہوں تو وہ چلنا شروع کر دیتا ہے۔''

ابن مروان نے کہا:

''اگر گدھا ایک ہی جگہ کھڑا ہو کر صرف اپنا سر دائیں بائیں ہلانے لگے، تب بھی تو گھنٹی کی آواز آئے گی جبکہ وہ چل نہیں رہا ہوگا اور چکی رکی ہوگی؟''

گدھے کے مالک نے کہا:

''یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے جب گدھے کے سر میں آپ کی عقل ہو جبکہ میرا گدھا اس عقل سے محروم ہے۔''

❀ ابو نجم عربی کا مشہور شاعر تھا، شاعروں کے بارے میں یہ بات عام ہے کہ وہ بادشاہوں کی مجلسوں میں بادشاہوں کی تعریف کر کے ہمیشہ انعام و اکرام بٹورتے ہیں، یہ بات پہلے بھی عام تھی اور اب بھی کئی شاعر اس رستے پر چلتے ہوئے لاکھوں میں کھیلتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ کبھی کبھی لینے کے دینے بھی پڑ جاتے ہیں، یہی بات ابو نجم کے ساتھ پیش آئی یہ ہشام بن عبدالملک کا زمانہ تھا، ابو نجم ایک روز اس کے دربار میں پہنچے اس نے دیکھا کہ مجلس خوب گرم ہے اس نے ہشام کی تعریف میں شعر کہتے ہوئے کہا: ''قریب ہے کہ تو سورج کی زردی کی طرح ہو جائے جو افق پر ہوتی ہے جیسے بھینگے کی آنکھ۔'' ابو نجم بے چارہ ہشام کو سورج کی زردی کے ساتھ تشبیہ دے کر مال بٹورنا چاہتا تھا مگر ہشام خود ایک آنکھ سے بھینگا تھا جب اس نے لفظ ''بھینگا'' سنا تو طیش میں آ گیا اس نے حکم دیا کہ ابو نجم کو قید میں ڈال دیا جائے یوں ابو نجم مال کی بجائے جیل کی ہوا کھانے لگا۔

(بحوالہ: ہفت روزہ غزوہ ۱/ش ۶، کالم سبق آموز از عبدالوارث ساجد)

یاسر جاوید ، حیدر جاوید

❀ ایک دفعہ ایک شخص نے سرسید احمد خان کو خط لکھا کہ اگر نماز میں بجائے عربی عبارت کے اس کا اردو ترجمہ پڑھ لیا جائے تو کوئی حرج اور نقصان تو نہیں، سرسید نے جواب دیا: ''ہرگز کوئی حرج اور نقصان نہیں، صرف اتنی بات ہے کہ نماز نہیں ہوگی۔''

کیمبرج کی تعلیم کے زمانے میں اقبال کی چند ساتھیوں سے مذہب پر بحث چھڑ گئی ایک صاحب پوچھنے لگے کیا بات ہے کہ جتنے بھی پیغمبر دنیا میں آئے سب کے سب ایشیا میں ہی آئے یورپ میں ایک بھی پیدا نہیں ہوا، اقبال نے جواب دینا شروع کیا کہ شروع میں ہی اللہ میاں اور شیطان نے اپنا علاقہ چن لیا، اللہ تعالیٰ نے ایشیا کو پسند کیا اور شیطان نے یورپ کو اسی لیے جتنے اللہ کے پیغمبر آئے وہ تو ایشیا میں پیدا ہوئے اور شیطان کے نمائندے یورپ میں اس پر سب کھلکھلا کر ہنسنے لگے۔

مدثرہ اخت ضیاء الرحمن

کوشش جاری رکھیں

خالد وقار، لودھراں (چار خوبی چار امر) محمد فاروق، چکوال (سرکے کے فوائد) مظہر سجاد، ...نوالہ (آج اور کل) محمد ارشد مجاہد (احسان مند) عبدالرحمٰن مغل جلالپور جٹاں (معلومات ...) اخت ابو انس شہید، قصور (مت بھول) محمد ایثار الرحمٰن ...، اوکاڑہ (کشمیری ترانہ) بنت ظفر، سرگودھا ... عجیب کیفیت) اخت عابد (جو ...سو پوچھو) فاطمہ بنت عبدالقیوم (احمد) ...ثناء اللہ (اسم محمد ﷺ) سینا سسٹرز، ... (سب سے افضل) حبیب النساء (اصحاب ... کے القابات) حمزہ بن احسان گوجرانوالہ (نظم) عائشہ بنت ...للہ) بشریٰ خالد، ہارون آباد (حلف نامہ) محمد قاسم (فرشتے) رابعہ کنول، جوہر آباد حافظ محمد صفت اللہ (پھانسی پہ چڑھا دو) حذیفہ اطہر (فیصل آباد) نادیہ شہزادی جوہر ...ع رسالت کے پروانے) عبدالرحم مغل (اپنے نفس سے باتیں) شوکت علی پتوکی (یاد ...ینہ تبسم (اقوال زریں) محمد انیس فیصل، کوٹلی (خوف) سلمان نذیر (مجاہدین کا عزم) ...اطمہ بنت احمد علی (قطرہ) نعیم افضل، اوکاڑہ (نظم) عبدالخالق، فیصل آباد (اطاعت بشریٰ زینب لاہور (اللہ کی مدد) شگفتہ جبیں، شاہکوٹ نو (میری آرزو) حافظ عمر فاروق (رسول اللہ ﷺ کی مسکراہٹیں) شاہد اقبال (اسلامی گنتی) قائداعظم پارک فیصل آباد (محرم لوگ) عامر خاں، ساہیوال (اساتذہ کے حقوق) محمد جمیل حسین، اسلام آباد (ہمارے نبی ﷺ بہادر نبی) میر طلال فاروق گوندلانوالہ (روشنائی والے قلم کی ایجاد) عصمت طاہرہ سمندری (میری رفیق زندگی) سعدیہ ارشد کمالیہ (ماں کی ممتا) معظم اقبال، فورٹ عباس۔ (بے پال سے جنگ) محمد بلال، دنیا پور (آداب معاشرت) فوزیہ فاروق (شہادت کا سوال) راؤ عامر علی زاہد (خیال کے پھول) اخت عبدالستار قریشی (ہنس بتیاں) عمر فاروق بہاولنگر (دلچسپ حادثہ) عذرا بلوچ (سچ یہ ہے کہ) عائشہ احسان رجانہ (فرمان الٰہی) اخت ابو حذیفہ، اختر آباد (اقوال حکمت) ضیاء اللہ حقانی (تصویر کے بارے میں) محمد ابراہیم سیالکوٹ (بدقسمت) فاطمہ، یوسف احمد، ماریہ ساجد (احسان جتلانے کی ممانعت) اخت افضل، موڑ کھنڈا (دعا) شہباز شمس، لیہ (عجیب و غریب معلومات) مدیحہ مصطفیٰ، فیصل آباد (جہان معلومات) اقرا سیماب (مسلم کی بے بسی) ام عمارہ، اسلام آباد (دل) مجاہد وسیم یوسف (ترانہ) حبیب النسا (سب سے عظیم) ماریہ و مدیحہ عادل کوئٹہ (نظم) رفیق الرحمن (اقوال زریں) احسان حنیف، لاہور (قرآن کی فریاد) مریم رحمن، لاہور (گواہی) شائلہ یوسف، ٹھینگ موڑ۔ (بے مثال) امیر عادل، کراچی (شعر) اعتزاز احمد جام پور۔ (عقلمند سپاہی)۔

ذرا بتائیں تو؟ سلسلہ نمبر 6

درست جواب بھیجنے والے ننھے مجاہد

فیصل آباد: عبدالقدیر، زینب افضل، طاہرہ شریف، شمائلہ اقبال، ذوالفقار احمد، مطیع الرحمٰن۔ **شیخوپورہ، ننکانہ:** سیف الرحمٰن۔ حبیبہ ابوبکر۔ اخت عبداللہ۔ علی رضا۔ انس کبیر۔ اخت اکمل شہزاد۔ بنت حاجی اسحاق۔ **گوجرانوالہ:** بنت عبدالرشید، شمسہ مغل۔ ابراہیم زاہد۔ امیر حمزہ۔ محمد قاسم۔ **لاہور:** عبدالوہاب سلیم، محمد صفی۔ انس حماد۔ ابرار سلفی۔ **سوات سرحد:** صائمہ مرسلین۔ صدف مرسلین۔ ثنا امین۔ اسماء یاسین۔ **بھاولپور:** حمزہ علی۔ حنظلہ علی۔ سیدہ حفصہ۔ **بھاولنگر:** معظم اقبال۔ **ملتان:** نذیر احمد رنگپوری۔ **وھاڑی:** محمد محسن، محمد اسماعیل۔ **سندھ:** بنت عبدالسلام۔ **کوئٹہ، بلوچستان:** محمد وقاص۔ نجیب خارانی۔ سلیم اللہ خارانی۔ صغیر احمد خارانی۔ **ساھیوال:** ضیاءالحق۔ **رحیم یار خان:** سیف اللہ عثمانی۔ **خانیوال:** نصر اللہ۔ **نارووال:** شاہد رضا۔ **راولپنڈی، اسلام آباد:** حافظ عبدالصمد۔ **کراچی:** ابن چاند محمد۔ **لودھراں:** محمد ابوذر حیات، ارم حیات، طلحہ حیات۔ **دیگر شہروں سے:** عاصمہ بٹ، محمد کامل، عابد جان۔ محمد کاشف، محمد یاسین۔

ذرا بتائیں تو؟ سلسلہ نمبر 9

اللہ کے رسول ﷺ نے جنھیں دین کے غلبے کے لیے اللہ سے مانگا۔

- ☆ اللہ تعالیٰ نے جنھیں دین کی ترقی کے لیے چنا۔
- ☆ جن کے ایمان لانے سے تمام صحابہ کے ایمان کو تقویت ملی۔
- ☆ جن کے آنے پر اللہ کے رسول نے مرحبا فرمایا۔
- ☆ جس نے کفر کو للکار کر بیت اللہ میں نماز ادا کی۔
- ☆ جن کی آمد سے مسلمانوں کو بیت اللہ میں عبادت کرنا نصیب ہوا۔
- ☆ جنھوں نے غزوۂ بدر کے قیدیوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا اللہ تعالیٰ نے ان کی تائید فرمائی۔
- ☆ جنھوں نے غزوۂ تبوک کے موقع پر اپنے کل مال کا نصف پیش کر دیا۔
- ☆ جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو یہ ہوتے۔''
- ☆ جن کی دعا پر شراب حرام قرار دی گئی۔
- ☆ جن کی غیرت پوری دنیا میں مشہور ہوئی۔
- ☆ جنھوں نے منافق کا جنازہ نہ پڑھنے کی رائے دی اور اللہ کی طرف سے اس کی تائید نازل ہوئی۔
- ☆ جن کی رائے کے مطابق عورتوں کو پردے کا حکم ہوا۔
- ☆ جنھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگنے پر فرمایا: ''سبحانك هذا بهتان عظيم'' ''یہ بہت بڑا بہتان ہے'' اور قرآن میں انھی الفاظ میں آیت نازل ہوئی۔
- ☆ جن کو دنیا میں جنت کی بشارت ملی۔
- ☆ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا جب میں نے کے میں اسلام کی دعوت دی تو آپ ۲۷ سال کے تھے۔
- ☆ آج لوگ کہتے ہیں: ''اے اللہ! ہمیں ان جیسا حکمران عطا فرما۔''

کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ شخصیت کون ہے؟
جواب دے کر حاصل کیجیے ایک خوبصورت گفٹ

مرتب: محمد ریاض، حسان خان پٹھان...... وہاڑی

ماں کی محبت

ماں کی محبت میں شفقت بڑی ہے
مجھے اپنی ماں سے محبت بڑی ہے
بچپن میں دن رات کرتی تھی پیار
میرے آرام و سکون پہ ہوئی وہ نثار
دیا مجھ پہ اپنا سب کچھ ہی وار
میرے پالنے میں بہت ہی مصیبت جھری ہے
مجھے اپنی ماں سے محبت بڑی ہے
پہلے مجھ کو پلاتی کھلاتی تھی وہ
پھر میٹھی لوری سنا کر سلاتی تھی وہ
ذرا میں اٹھا بے چین ہو جاتی تھی وہ
اس کی بدولت یہ کھیتی ہری ہے
مجھے اپنی ماں سے محبت بڑی ہے
باتیں کرنا بھی مجھ کو اسی نے سکھایا
چلنا پھرنا بھی مجھ کو اسی نے سمجھایا
ہر اک کا ادب کرنا مجھ کو اسی نے بتایا
مجھے اپنی ماں سے محبت بڑی ہے
اسی نے مدرسے میں پڑھنے بٹھایا
اسی نے مجھے سیدھا راستہ دکھایا
علم کا خزانہ سب مجھ پہ لٹایا
اس سے میری عقل و عظمت بڑھی ہے
مجھے اپنی ماں سے محبت بڑی ہے

ذیشان صادق۔ رائے ونڈ

نصیحت

''کیا یہ لوگ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے عجیب بنائے گئے ہیں، آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کیسا بلند بنایا گیا ہے، پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح جمائے گئے ہیں اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بچھائی گئی ہے اچھا تو اے نبی ﷺ نصیحت کر دیجیے آپ ﷺ تو بس نصیحت ہی کرنے والے ہیں۔''

(سورۃ الغاشیہ، آیت: ۸۸)

نجیب اللہ اینڈ حسیب اللہ...... رائیونڈ، کڑیال

ذرا بتائیں تو......؟ سلسلہ نمبر 6 کی شخصیت

شیخ احمد دیدات

سلسلہ نمبر 6 کے انعام یافتہ

1. سیف الرحمٰن۔ مرکز طیبہ مریدکے
2. شاہد رضا۔ نارووال
3. امیر حمزہ۔ گوجرانوالہ
4. سیف اللہ عثمانی۔ رحیم یار خان
5. سید حمزہ علی۔ بہاولپور
6. عبدالقدوس۔ ملتان
7. ضیاالحق۔ چیچہ وطنی
8. انس کبیر۔ ننکانہ
9. ابرار احمد سلفی۔ لاہور
10. محمد اسماعیل، وہاڑی

سنہری باتیں

- زندگی کو غنیمت جانو کیونکہ یہ عنقریب چھین لی جائے گی۔
- دنیا میں وہ انسان سب سے غریب ہے جس کا کوئی دوست نہیں۔
- انسان کا کردار ایسی مالا ہے جس کی گرہ کھل جائے تو تمام موتی بکھر جاتے ہیں۔
- محبت کا درس اس پھول سے سیکھو جو مسل دینے والوں کے ہاتھوں میں خوشبو بساتا ہے۔
- جھوٹ بول کر معمولی فائدہ اٹھانے والا بڑا نقصان اٹھاتا ہے۔
- مایوسی انسان کی سب سے بڑی دشمن ہے۔

شبانہ یسین۔ راولپنڈی

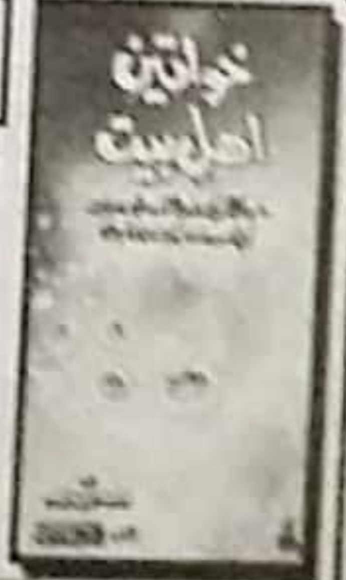

خواتین اہل بیت ''جناتی و شیطانی چالوں کا توڑ'' اور ''حاسدوں کے شر سے بچئے'' کے بعد آپ کے لئے ایک نیا خوبصورت تحفہ

یہ کتاب محبت رسول اور رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ گھرانے کی پاکیزہ خواتین کی سیرت پر منفرد بے مثال اور عظیم الشان کتاب ہے۔

میں نے جب اسے پڑھا تو بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ...... کیوں؟ یہ آپ کو کتاب پڑھ کر پتہ چل جائے گا ...... میں اس کتاب کے مطالعے کے دوران بار بار اشکبار ہوا ...... کہ مجھ سے کتاب پڑھی نہ جاتی اور میں اسے بند کر کے رکھ دیتا ...... جب طبیعت سنبھلتی تو پھر پڑھنے لگتا ...... اس لئے کہ اس میں امام کائنات سرور کائنات آقائے دو جہاں محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت و الفت کی اور وفا و قربانیوں کی داستانیں ہی ایسی ہیں کہ پڑھنے کے بعد قاری کا دل چاہتا ہے کہ وہ خود آقا پر قربان ہو جائے۔

والدین اپنی بیٹی کو اور بہنیں اپنی سہیلیوں کو یہ بہترین تحفہ دے سکتی ہیں

تعاون دارالابلاغ روایات صحیحہ کا امین 0300-4453358

غدّار کا انجام

قسط نمبر 1

عبدالوارث ساجد

''اب کاہے کے بادشاہ ہو تم، تمھاری فوج پر حیدر مسلط ہے، ملک میں تمھارے وزیر کا حکم چلتا ہے اور تم بیٹھے ہو محل میں قیدی بن کر...... یہ کس طرح کا بادشاہ ہے جو اپنے ملک میں ہی ایک قیدی کی طرح رہ رہا ہے۔''

رانی نے کھانے کی میز پر ''بادشاہ'' کو تلخ حقیقت سے آگاہ کیا تو اس نے حسرت بھری نظروں سے رانی کو دیکھا، اسے علم تھا کہ رانی جو کہہ رہی ہے سچ وہی ہے وہ بادشاہ تو ہے لیکن ملک میں حکم اس کے وزیر نندراج کا ہی چلتا ہے لیکن جہاں تک فوج کا معاملہ ہے فوج کا کمانڈر چیف تو اس کی مکمل اطاعت کرتا ہے بہر حال جو بھی ہے وہ بادشاہ تو ہے لیکن صرف محل کا۔

''ہاں! تو تم کیا چاہتی ہو میں کر بھی کیا سکتا ہوں۔''

''بادشاہ نے رانی کو جواب دیا۔''

''بادشاہ سلامت! ذرا آنکھیں کھولیے! آپ کے ملک میں حالات پہلے جیسے نہیں رہے...... آپ عوام میں اپنی مقبولیت کھو رہے ہیں، جبکہ دوسری طرف وزیر نندراج سرکاری اداروں میں اپنا اثر و رسوخ بڑھا رہا ہے، اگر ایسا ہی رہا تو یہ بڑے نقصان کی بات ہوگی، میں کہتی ہوں جو بھی ہو، اس وزیر نندراج سے جان چھڑاؤ!''

''کیسی بات کرتی ہو...... ملکہ؟''

بادشاہ نے رانی سے ناراض ہوتے ہوئے کہا:

''مجھے تسلیم ہے کہ جو کچھ تم کہہ رہی ہو سب درست ہے! لیکن میں بغیر کسی الزام کے نندراج کو کیسے وزارت سے الگ کراؤں اگرچہ وہ پچھلے کئی سالوں سے یہاں کام کر رہا ہے، اس فیصلے سے دربار کے دوسرے وزیر ناراض ہو سکتے ہیں اور عوام بھی تو مشتعل ہوگی۔''

''کچھ بھی نہیں ہوگا بادشاہ سلامت! آپ خوامخواہ گھبراہٹ کا شکار نہ ہوں، یہ کام حیدر علی کر سکتا ہے جب حیدر علی نندراج کو وزارتِ عظمیٰ سے چھٹی کروا دے پھر آپ اسے بھی فوج کے عہدے سے ہٹا دینا دونوں سے جاں چھوٹ جائے گی، سانپ بھی ختم ہو جائے گا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی۔

''اگر آپ کہتے ہیں تو یہ کام میں اپنے ذمے لیتی ہوں۔''

''رانی دیوا جی نے بادشاہ کے کان کے قریب منہ کر کے راز داری سے کہا: ''ٹھیک ہے لیکن ہوشیاری سے ذرا سی غلطی ہوئی تو بہت بڑا ہنگامہ ہو جائے گا۔''

''آپ پروا نہ کریں میں اس کی منصوبہ بندی پہلے سے ہی کر چکی ہوں۔''

رانی نے بادشاہ کو رام کرتے ہوئے کہا۔

اگلے روز صبح ہوتے ہی رانی نے محل کے خاص ملازم کو طلب کر کے کہا جاؤ ''کھنڈے راؤ'' کو بلا لاؤ کہنا بادشاہ سلامت نے آپ کو اسی وقت محل میں بلایا ہے جہاں ہو جیسے ہو فوراً چلے آؤ اور کسی کو خبر نہ ہو کہ تمھیں بادشاہ نے بلایا ہے۔''

ملازم چپکے سے گیا اور کھنڈے راؤ کو بلا لایا۔

کھنڈے راؤ حیدر علی کا خاص سیکرٹری تھا، وہ ہندو تھا اور مسلمانوں سے سخت نفرت کرتا تھا۔

رانی نے کھنڈے راؤ کو اپنے سامنے بٹھایا اور راز دارانہ لہجے میں کہا:

''کھنڈے راؤ! میں جو کہتی ہوں وہ سنو اور خاموش رہو! یہ باتیں میرے اور تمھارے درمیان ہیں، ان کی کسی کو بھی خبر نہیں ہونی چاہیے اور اگر آپ یہ کام کر دیتے ہیں تو سلطنت کے وزیر اعظم بن سکتے ہیں۔''

مارے حیرت کے کھنڈے راؤ کی آنکھیں پھیل گئی۔

کہاں وہ ایک جرنیل کا سیکرٹری اور کہاں وزارت عظمیٰ اس نے حسرت آمیز نگاہوں سے رانی کی طرف دیکھا۔

''ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں، رانی نے اپنی بات پھر دہرائی ''بات کیا ہے۔''

کھنڈے راؤ بے صبری سے بولا:

''بات یہ ہے کہ بادشاہ سلامت وہ کام نہیں کر رہے جو ان کے شایان شان ہیں میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ بادشاہ کم اور قیدی زیادہ معلوم ہوتے ہیں اقتدار نندراج کر رہا ہے اور بادشاہ کٹھ پتلی بنا ہوا ہے۔''

''عوام کی نگاہوں میں ان کی مقبولیت نہ ہونے کے برابر ہے اگر بادشاہ کا یہی رویہ رہا تو پھر میں ملکہ کہاں کی رہوں گی، آپ یہ کام کرو کہ حیدر علی کو اس بات پر راضی کرو کہ وہ فوراً نندراج سے وزارتِ عظمیٰ چھڑائے پھر ہم حیدر علی سے جان چھڑائیں گے اور نندراج کی جگہ میں تمھیں وزیر بناؤں گی۔''

یہ کام جس قدر خفیہ طریقے سے کیا جائے گا اتنا ہی بہتر رہے گا۔

''رانی نے ایک بار پھر کھنڈے راؤ کو راز داری کی تلقین کی آپ کا حکم سر آنکھوں پر ''کھنڈے راؤ نے خوش دلی سے کہا اور وہ محل سے باہر نکل گیا دن کا آغاز ہو چکا تھا، کھنڈے راؤ خیالوں ہی خیالوں میں خود کو وزارتِ عظمیٰ کے عہدہ پر دیکھ رہا تھا، رانی نے جو کچھ بھی کرنے کو کہا وہ اسے اچھا لگنے لگا تھا، کھنڈے راؤ نے دل میں منصوبہ بندی شروع کر دی کہ یہ سب کام کیسے کرنا ہے، اسے یہ پکا یقین تھا کہ رانی نے جو کہا ہے وہ کر کے دکھائے گی۔''

کھنڈے راؤ سورج بلند ہوتے ہی سپہ سالار حیدر علی کے پاس جا پہنچا اور جاتے ہی رانی کا پیغام کہہ سنایا۔ حیدر علی کے لیے یہ خبر بڑی حیرت کی تھی۔ ''یہ کیسے ممکن ہے۔''

حیدر علی نے کھنڈے راؤ سے پوچھا:

''ملکہ کا یہی حکم ہے۔''

''کیا بادشاہ اس پر راضی ہیں۔''

''ہاں! بادشاہ بھی یہی ارادہ رکھتے ہیں۔''

''پھر تو یہ بہت غلط فیصلہ ہے۔''

''جو بھی ہے بادشاہ کا حکم ہے کہ اس پر عمل درآمد ضروری ہے۔''

حیدر علی سلطنت کا سپہ سالار تھا بادشاہ کا ہر حکم ماننا اس کی ڈیوٹی میں شامل تھا دوسری طرف پریشانی کی بات یہ تھی کہ وزیر نندراج کے حیدر علی پر بہت احسانات تھے۔

حیدر علی جب فوج میں آیا تھا تو وہ کم عمر تھا جب ۱۹ سال کا ہوا تو وزیر نندراج نے اس کی شادی کا خود اہتمام کیا اور حیدر علی کی شادی ریاست میسور کے بزرگ پیرزادہ شاہ کی بیٹی سے کر دی ۱۷۵۲عیسوی میں اسے ترقی دے کر چار ہزار سپاہیوں اور ڈیڑھ ہزار سواروں کا افسر بنایا اور پھر اس کے سپہ سالار ہونے میں نندراج کا کردار تھا۔

حیدر علی پریشان تھا کہ اب وہ کیا کرے نندراج کے احسان ایک طرف تھے اور بادشاہ کا حکم ایک طرف! میسور کی رانی دیوا جی نے حیدر علی کو عجب امتحان میں ڈال دیا تھا، وہ ایک چالاک عورت تھی ہندو ہونے کی وجہ سے مکار بھی تھی، وہ جانتی تھی کہ نندراج کے سامنے صرف ایک آدمی ہی بول سکتا ہے اور وہ ہے حیدر علی، کوئی اور یہ کام اس لیے نہیں کر سکتا کہ نندراج کے سامنے کوئی بھی درباری بول نہیں سکتا تھا یہ خون خرابے کا بھی مسئلہ تھا اگر ایسا بھی ہوتا تو۔ حالات کو صرف حیدر علی ہی سنبھال سکتا تھا۔

حیدر علی، رانی کے حکم پر نندراج کے ہاں جا پہنچا، نندراج اس کا محسن تھا اس لیے حیدر علی نے صاف لہجے میں سچ کہتے ہوئے کہا:

''مہاراج! رانی اور بادشاہ اب نہیں چاہتے کہ آپ وزیر اعظم رہیں انھوں نے صاف لفظوں میں مجھے کہا ہے کہ آپ سے نجات دلاؤں، میں نہیں چاہتا کہ ریاست میں کوئی خون خراب ہو، خانہ جنگی سے ریاست کمزور ہو سکتی ہے اور بغاوت سے دشمن حملہ کر

سکتے نہیں اس لیے میں آپ کے پاس آیا ہوں، آپ بادشاہ اور رانی کی بات مان لیں۔"

"کیا میں وزارت چھوڑ دوں؟" نندراج نے غصے سے تلملا کر کہا:

"ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔"

"آپ کو بادشاہ کا حکم ماننا ہی پڑے گا۔"

"میں نے بڑی محنت سے اس سلطنت کو استحکام بخشا ہے۔"

"اب اسی استحکام کا سوال ہے۔"

"مگر میں یہ نہیں کرسکتا ہوں۔"

"پھر میں بھی مجبور ہوں مجھے ہر حال میں بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرنا ہے۔"

نندراج غصے سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے وزارت کا عہدہ چھوڑنے سے بالکل انکار کردیا۔

حیدر علی نے نرم لہجے سے کہا:

"مہاراج! میں آپ کا احترام کرتا ہوں، اس لیے خود آپ کو مشورہ دینے آیا ہوں، آپ بغیر کسی لڑائی کے وزارت سے علیحدہ ہو جائیں، اس سے عوام کی نظروں میں آپ کی عزت بڑھے گی ورنہ مجھے تو ہر حال میں بادشاہ اور رانی کا حکم ماننا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میں آپ سے لڑائی کروں اور ریاست میں خون بہے۔"

نندراج کے ذہن میں بات بیٹھ گئی اس نے حیدر علی کا شکریہ ادا کیا اور چپ چاپ اپنے عہدے سے سبکدوش ہوگیا رانی کو اطلاع پہنچی تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا، اسی دن حیدر علی کی شام کے کھانے کی دعوت محل میں ہوئی۔

رانی نے حیدر علی کو تعریف کے الفاظ سے یاد کیا اور وفادار ساتھی کا لقب دیا۔

اب ریاست کو نندراج کی جگہ ایک نئے وزیر کی ضرورت تھی اور ان کی نظروں میں کھنڈے راؤ بسا ہوا تھا، اس نے پہلے سے طے کر رکھا تھا کہ یہ ورزات اسی کو دی جائے گی کھانے سے فارغ ہو کر حیدر علی یونہی محل سے نکلے، رانی دیو جی! نے راجہ کو شنا راؤ سے کہا:

"سلطنت کو اب نئے وزیر کی ضرورت تو ہے ہی، کھنڈے راؤ ہمارا اپنا آدمی ہے، اعتماد والا بھی ہے، اگر اس عہدے پر اسے فائز کر دیا جائے تو کیسا ہے؟"

راجہ نے رانی کو کوئی جواب تو نہ دیا البتہ مشورے کے لیے اگلے روز حیدر علی کو محل میں طلب کرلیا۔

"رانی نے مشورہ دیا ہے کہ نیا وزیر اعظم کھنڈے راؤ کو بنایا جائے آپ کیا کہتے ہیں؟"

"جو آپ بہتر سمجھیں مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔"

حیدر علی نے پر اعتماد لہجے میں جواب دیا:

اسی مجلس میں بادشاہ نے کھنڈے راؤ کو وزیر اعظم کے عہدے پر بٹھا دیا۔

رانی کو خبر ہوئی تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں تھی، اسے یقین نہ تھا کہ کھنڈے راؤ کے وزیر اعظم بننے پر حیدر علی راضی ہو جائے گا، حیدر علی نہ جانتا تھا کہ رانی اور کھنڈے راؤ کے درمیان کیا کھچڑی پک رہی ہے۔

حیدر علی شریف آدمی تھا اور سلطنت کے استحکام کے لیے مخلص تھا۔

اس کے نزدیک سلطنت میسور کا دفاع ہر چیز سے عزیز تھا اور اسی کام کے لیے وہ اپنے محسن نندراج کو بھی وزارت کے عہدے سے ہٹا چکا تھا۔

حیدر علی جہاں اخلاص سے کام کر رہا ہے، وہاں رانی دیوا جی مکاری کے جال بن رہی تھی، سلطنت میسور پر قبضے کا جو منصوبہ تیار کیے بیٹھی تھی، اس پر دو بڑی رکاوٹیں تھیں اور وہ تھیں نندراج اور حیدر علی نندراج کو تو وہ حیدر علی کے ہاتھوں ٹھکانے لگا چکی تھی لیکن اب حیدر علی کو کون سنبھالے گا؟

یہ سوال رانی کے دماغ میں رہ رہ کر آرہا تھا، کھنڈے راؤ ہی اس کا پر اعتماد ساتھی تھا، جسے وہ بڑی مکاری سے استعمال کررہی تھی۔

رانی سمجھ رہی تھی کہ "کھنڈے راؤ" اس کے سامنے پتلا، ہے جسے وہ جیسے چاہے استعمال کرسکتی ہے، لیکن کھنڈے راؤ ان کے ساتھ اس لیے کام کر رہا تھا کہ وہ چاہتا تھا کہ خود حیدر علی کی جگہ لے کر راجے رانی کو ملک بدر کر کے بادشاہ بن جائے گا، نہ رانی کو پتا تھا کہ کھنڈے راؤ کیا منصوبہ بنا چکا ہے اور نہ حیدر علی جانتا تھا کہ رانی اور راجہ کیا چاہتے ہیں۔

رانی نے ایک روز کھنڈے راؤ کو بلا بھیجا اور راز داری سے کہا:

"حیدر علی اگرچہ سپہ سالار ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ اس نے سلطنت کے دفاع کو ہر چیز پر ترجیح دی ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ "مسلمان" ہے اور مسلمان ہم سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔"

سلطنت میسور ہندو ہے اور رانی راجہ بھی ہندو پھر سپہ سالار کا مسلمان ہونا خطرے سے خالی نہیں کبھی بھی کچھ ہوسکتا ہے، اس لیے حیدر علی کا اس عہدے سے فارغ ہونا ضروری ہے۔

"آپ کی بات بجا ہے لیکن حیدر علی کو اس عہدے سے ہٹانا خطرے سے خالی نہیں، حیدر علی عوام کی آنکھوں کا تارا ہے، بغیر کسی ٹھوس ثبوت کے کوئی حربہ عوام کو اشتعال دے سکتا ہے۔"

"تو پھر؟"

رانی نے حیرانگی سے پوچھا:

"کسی موقع کی تلاش میں رہنا چاہیے، جب بھی موقع ملا یہ کام بھی کرلیا جائے گا۔"

کھنڈے راؤ نے پر اعتماد لہجے میں مشورہ دیا رانی راجہ اور کھنڈے راؤ، حیدر علی کے خلاف سازش کر رہے تھے اور حیدر علی سلطنت کے دفاع کے لیے غور و فکر میں مصروف تھا یہ وہ دن تھے کہ انگریز برصغیر پاک و ہند پر آہستہ آہستہ قبضہ کیے جارہے تھے۔

انگریز کا منصوبہ ہی یہ تھا کہ تجارت کی آڑ میں پورے برصغیر پر قبضہ کر لیا جائے لیکن برصغیر میں انگریزوں کے ساتھ ساتھ فرانس نے حیدر علی سے انگریزوں کے خلاف مدد چاہی تو حیدر علی نے بخوشی اپنی یقین دہانی کروا دی، حیدر علی جانتا تھا کہ انگریز کے مقابلے میں فرانسیسی اس خطے کا مفاد میں زیادہ بہتر ہیں۔

حیدر علی نے فوج کے کچھ سپاہی فرانسیسیوں کی مدد کے لیے بھیج دیے خود فوج کے کچھ حصے کے ساتھ سرنگا پٹنم میں رہا۔

حیدر علی کا یہ فیصلہ رانی راجہ اور کھنڈے راؤ کے لیے بہانہ بن گیا۔

اور وہ حیدر علی کے خلاف عوام کو بھڑکانے لگے۔

کھنڈے راؤ بھی کئی دنوں سے موقع کی تلاش میں تھا کہ جیسے بھی ہو وہ حیدر علی کی پوسٹ پر آ کر رانی راجے کو تخت سے محروم کر کے خود ریاست سنبھال لے، اس نے موقع پاتے ہی پڑوس کی ریاست پونا کے بادشاہ "مادھوراؤ مرہٹہ" کے نام خط لکھا کہ:

"میں آپ کے تعاون سے حیدر علی کو قتل کر کے اس کی جگہ لینا چاہتا ہوں، جیسے ہی میں کامیاب ہوگیا راجے رانی کو ملک بدر کر کے سلطنت سنبھال لوں گا، اگر آپ میری مدد کریں تو میں آپ سے وفاداری کا عہد کرتا ہوں۔"

مادھوراؤ کے لیے اس سے بہتر فائدہ اور کیا ہوسکتا تھا، حیدر علی نے اس کے ناک میں دم کر رکھا تھا اور کئی مرتبہ اس کی فوج کو شکست فاش دے چکا تھا، بدلا چکانے کا شاندار موقع تھا اس لیے مادھوراؤ نے خط کا فوراً جواب دیا اور کھنڈے راؤ کی ہمت بندھوائی، حیدر علی ان دنوں سرنگا پٹنم میں ٹھہرا ہوا تھا، پونا کے راجہ مادھوراؤ نے اپنے سپہ سالار "ایسا جی پنڈت" کو فوج دے کر میسور کی طرف روانہ کیا، دونوں نے شہر سرنگا پٹنم کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں یوں حیدر علی خود کو پیش کر دے گا طے شدہ منصوبے کے تحت مرہٹہ فوج نے شہر کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا۔

جاری ہے۔

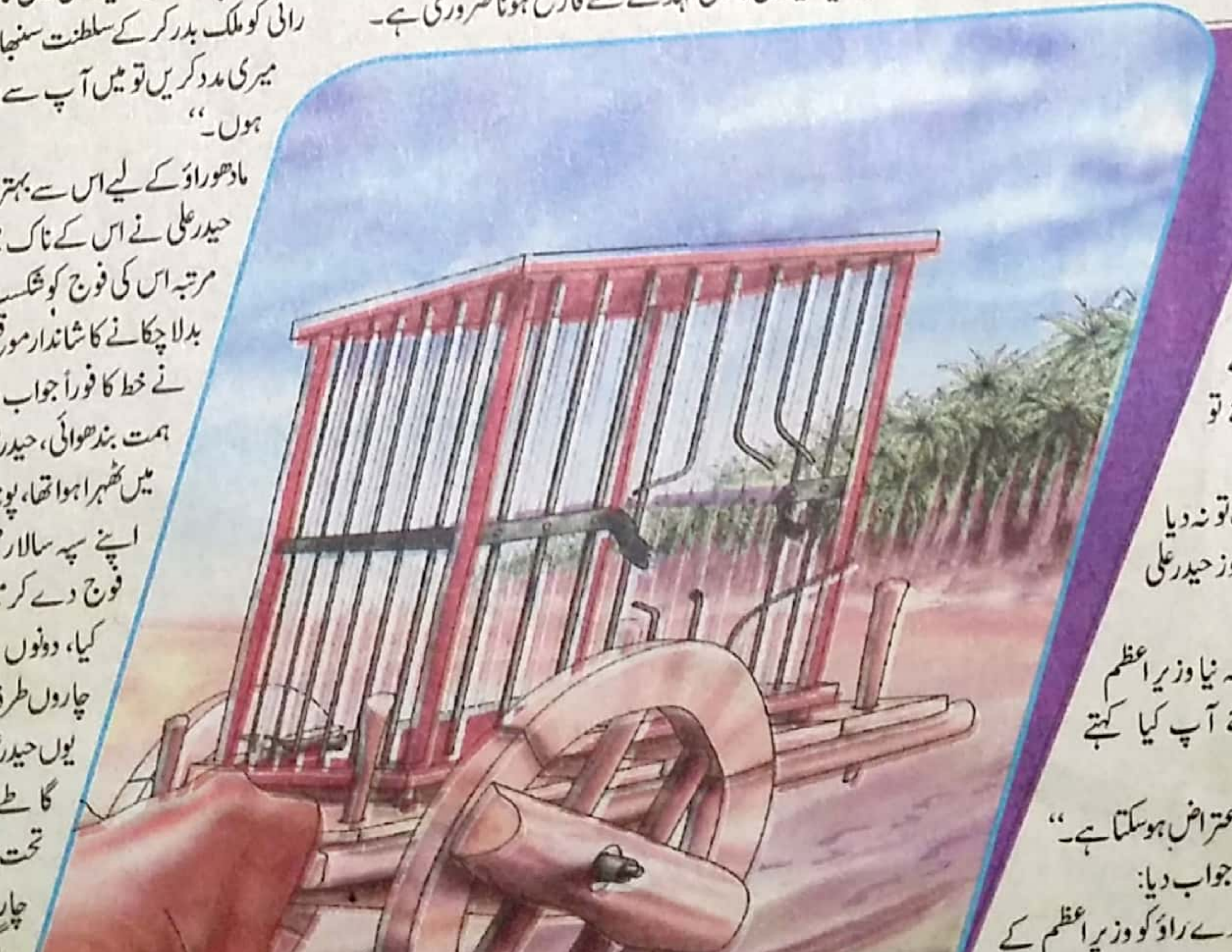

میرا پسندیدہ شعر

انعام یافتہ!

زندگی کیوں تلاش کرتے ہو ہاتھ کی لکیروں میں
قسمت تو ان کی بھی ہوتی ہے جن کے ہاتھ نہیں ہوتے
مریم رحمٰن......لاہور

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے
اسمارہ آصف......

تیری دوا جنیوا میں ہے، نہ لندن میں
فرنگ کی رگِ جاں پنجہ یہود میں ہے
سنا ہے میں نے غلامی سے امتوں کی نجات
خودی کی پرورش و لذت نمود میں ہے
جویریہ آصف......

خنساءؓ سے سیکھا ہے ہم نے جرأتوں کا سبق
صبر کی میراث ہم نے صفیہ سے پائی ہے
حافظ عمرامین......گوندلانوالہ

پر پیچ ہو ہر راستہ سنگلاخ چٹانیں ہوں
یخ بستہ ہوائیں ہوں شاہیں کی اڑانیں ہوں
قرآن ہو ہونٹوں پر ایمان ہو سینے میں
وادی کی راتیں ہوں جہاد کی باتیں ہوں
سمیرا منظور......سمن آباد لاہور

زور بازو آزما شکوہ نہ کر صیاد سے
آج تلک کوئی قفس ٹوٹا نہیں فریاد سے

چلنا راہ جہاد پر قسمت کی بات ہے
کٹ جانا دین حق پر عظمت کی بات ہے
کچھ دوست جہاد کچھ دشمن جہاد
یہ اپنے اپنے دوستوں مقدر کی بات ہے
فاطمہ، ثمرین بنت عبداللہ......رینالہ خورد

امامت اماموں کی بے شک بجا ہے
اطاعت کے لائق صرف مصطفیٰ ہے
حفصہ بنت مقبول

میرے لہو سے رقم ہوگا لفظ آزادی
کفر کے غرور کا بت پرانا ٹوٹے گا
ہر ایک جوان کے بعد آئے گا جوان ایک اور
شہادتوں کا یہ حسین سلسلہ نہ ٹوٹے گا
ظفر احمد معاویہ، عذرا بلوچ......بونگہ بلوچاں

قرآن کریم کی خصوصیات

۱۔ قرآن ہر قسم کے شک اور شبہ سے پاک ہے۔ (البقرۃ)
۲۔ قرآن مومنوں کے لیے خوشخبری اور ہدایت کا ذریعہ ہے۔ (اسرائیل:۹)
۳۔ قرآن نبی ﷺ پر حق کے ساتھ نازل کیا گیا ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ (آل عمران:۳۰)
۴۔ قرآن بابرکت کتاب ہے۔ (انعام:۹۲)
۵۔ اس بابرکت کتاب کو ہم نے نازل کیا ہے پس اس کی پیروی کرو۔ (انعام:۱۰۰)
۶۔ قرآن پر بعض لوگ خوش ہوتے ہیں اور بعض کڑھتے ہیں۔ (الرعد:۳۶)
۷۔ قرآن ایسی کتاب ہے جس میں کسی قسم کی کمی اور ٹیڑھا پن نہیں ہے۔ (الکہف:۱)
۸۔ قرآن ایسی کتاب ہے جو ہم نے اے نبی ﷺ آپ پر اتاری ہے تاکہ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر آپ روشنی کی طرف لائیں۔ (ابراہیم:۱)
۹۔ قرآن کو ہم نے اے نبی ﷺ! تجھ پر نازل کیا ہے جس میں ہر قسم کا بیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت، رحمت اور خوشخبری ہے۔ (نحل:۸۹)
۱۰۔ قرآن کریم حکمت والی کتاب ہے۔ (لقمان:۲)
۱۱۔ قرآن کی تلاوت کرنے والے، نماز ادا کرنے والے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کو دے رکھا ہے، اس میں سے ظاہر اور پوشیدہ خرچ کرنے والے ایسے تاجر ہیں جن کی تجارت میں ہرگز ہرگز گھاٹا نہیں۔ (فاطر:۲۹)
۱۲۔ قرآن کی ایک سورت جیسی سورت بنانے سے دنیا قاصر رہے گی۔ (البقرۃ:۲۳)
۱۳۔ قرآن بڑی برکت والی کتاب ہے، جس کو ہم نے اے نبی ﷺ آپ پر نازل کیا ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور عقلمند اس سے نصیحت پکڑیں۔ (ص:۲۹)
۱۴۔ قرآن کو ہم نے اے نبی ﷺ! تم پر حق کے ساتھ نازل کیا لوگوں کی ہدایت کے لیے پھر جو کوئی راہ راست پر آ گیا اس نے اپنا بھلا اور جو گمراہ ہو گیا اس نے اپنے لیے برے راستے کا انتخاب کیا......اور اے نبی ﷺ! آپ ان کے وکیل نہیں۔ (الزمر:۴۱)
۱۵۔ قرآن کو بہت رحم والے مہربان اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے جس کی آیات واضح واضح ہیں۔ یہ قرآن عربی زبان میں سمجھ دار لوگوں کے لیے ہے، اس میں خوشخبریاں بھی ہیں اور ڈرانے والی باتیں بھی۔ اس قرآن سے اکثر لوگوں نے منہ پھیر لیا ہے اور اس کو نہیں سنتے۔ (حم سجدہ:۴)
۱۶۔ قرآن کو اگر ہم پہاڑ پر اتارتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے جھک رہا ہے اور پھٹنے لگا ہے، یہ مثال اس لیے اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے کہ لوگ سوچیں اور فکر کریں۔ (حشر:۲۱)
۱۷۔ قرآن کی مثل کتاب پیش کرنے کے لیے اگر جن اور انسان جمع ہو جائیں اور ایک دوسرے کی مدد کریں تو پھر بھی اس کی مثال پیش نہیں کی جا سکے گی۔ (بنی اسرائیل:۸۸)
۱۸۔ قرآن میں یہ لوگ غور و فکر کیوں نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر تالے ہیں؟ (محمد:۲۴)
۱۹۔ قرآن کو جنوں کی ایک جماعت نے جب سنا تو وہ پکار اٹھے کہ یہ عجیب کلام ہے جو بھلائی کی طرف راہنمائی کرتا ہے ہم اس پر ایمان لائے اور ہم اپنے رب کے ساتھ ہرگز ہرگز کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔ (جن:۱۰۲)
۲۰۔ قرآن کو عربی زبان میں نازل فرمایا تاکہ تم سمجھو۔ (یوسف:۲)

حبیب الرحمٰن ثانی۔ گوجرانوالہ

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی بہادری

غزوۂ احزاب میں مشرکوں اور یہودیوں نے متحد ہو کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے خواتین اور بچوں کو حفاظت کے لیے انصار کے ایک قلعے میں بھیج دیا ان خواتین میں آپ ﷺ کی پھوپھی سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب بھی تھیں، ایک دن سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ ایک یہودی مشکوک انداز میں قلعہ کے آس پاس گھوم پھر رہا ہے وہ سمجھ گئیں کہ اس کے ارادے ٹھیک نہیں وہ فوراً اٹھیں، انھوں نے خیمہ کی ایک لکڑی اکھاڑی اور قلعہ سے باہر آ کر یہودی پر اس زور کا حملہ کیا کہ اس کا کام تمام ہو گیا پھر انھوں نے یہودی کا سر کاٹ کر قلعے سے نیچے پھینک دیا یہودیوں نے اپنے ساتھی کا کٹا ہوا سر دیکھا تو انھیں یقین ہو گیا کہ قلعہ میں مسلمانوں کی فوج موجود ہے چنانچہ انھیں قلعہ پر حملہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی دلیری اور حاضر دماغی سے ایک بہت بڑا خطرہ ٹل گیا۔

جویریہ بنت ادریس......بھمبہ کلاں

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ کریں

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''ایک آدمی نے کہا، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ فلاں آدمی کو نہیں بخشے گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کوئی ہے جو مجھ پر اس بات کی قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں شخص کو نہیں بخشوں گا؟ بے شک میں نے اس کو بخش دیا اور تیرے عمل میں نے برباد کر دیے۔''

(صحیح مسلم کتاب البر)

محمد احسن......ملتان

فرمان الٰہی

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا رکوع اور سجدے کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی تلاش میں ہیں...... ان کی نشانی یہ ہے کہ ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے نشان پڑ چکے ہیں، ان کی یہی صفت تورات میں ہے اور ان کی یہی صفت انجیل میں ہے، مثل اس کھیتی کے جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹی ہو گئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور کسانوں کو خوش کرنے لگی، تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔''

(سورۃ الفتح: ۲۹/۴۸)

مینا کاشمیری......کھاریاں کینٹ

باجماعت نماز

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے کی نماز سے ستائیس درجے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔'' (بخاری و مسلم)

عبداللہ یونس......گوجرانوالہ

نظم

حلیہ مصطفیٰ ﷺ !!

اونچی آنکھیں و کشادہ پیشانی
شفاف چہرہ و داڑھی نورانی
ناک پتلا اور قد میانہ
نہایت خوبصورت کشادہ سینہ
آنکھیں تھیں سرخ اور کالی
جھکی پلکیں بہت شرم والی
دانت مبارک تھے ایسے
ڈبی میں بند موتی جیسے
ریشم جیسی نرم ہتھیلیاں
نہایت خوبصورت اور لمبی انگلیاں
سر اقدس سب سے بلند اور بالا
خدائے واحد کے آگے جھکنے والا

گلدستہ

والیل¹ کی زلفوں کا نہیں کوئی ثانی
خورشید² کو ہے جس کے آگے سخت حیرانی
اس جسم اطہر³ جیسی نہیں کوئی مثال
مزمل جس کا ہے ہر ہر عضو باکمال

مزمل ثناء اللہ......میاں چنوں

مشکل الفاظ: ① والیل رات یعنی سیاہ۔ ② سورج۔ ③ پاک۔

قرآن

سیدنا ابو امامہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ق والقرآن یعنی سورۃ ق پڑھا کرو اس لیے کہ قیامت والے دن یہ اپنے (پڑھنے والے) ساتھیوں کے لیے سفارشی بن کر آئے گی۔ (مسلم)

شازیہ پروین......بوریوالہ

اللہ پسند نہیں کرتا

۱: اللہ حد سے تجاوز کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ (البقرۃ: ۱۹۰)
۲: یقیناً اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ (البقرۃ: ۲۰۵)
۳: یقیناً اللہ تعالیٰ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔ (المائدۃ: ۶۴)
۴: بے شک اللہ تعالیٰ کسی کافر گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔ (البقرۃ: ۲۷۶)
۵: یقیناً اللہ تعالیٰ کسی خیانت کار اور گناہ کرنیوالے شخص کو پسند نہیں کرتا۔ (النساء: ۱۰۵)
۶: اللہ بدگمانی پر زبان کھولنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ (النساء: ۱۴۸)
۷: بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔ (الروم: ۴۵)
۸: اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ (آل عمران: ۵۷)
۹: بے شک اللہ تعالیٰ کسی غرور کرنے والے اور تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ (النساء: ۳۶)
۱۰: اللہ تعالیٰ اپنے مال صرف لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (النساء: ۳۸)
۱۱: اسراف نہ کرو، اللہ فضول خرچوں کو پسند نہیں کرتا۔ (الانعام: ۱۴۱۔ الاعراف: ۳۱)
۱۲: یقیناً اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (الانفال: ۵۸)
۱۳: اللہ زیادتی کرنے والوں کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ (المائدۃ: ۸۷)
۱۴: بے شک اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے خیانت کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ (الحج: ۳۸)
۱۵: بے شک اللہ تعالیٰ متکبروں کو پسند نہیں کرتا۔ (النحل: ۲۳)
۱۶: بے شک اللہ تعالیٰ شیخی خوروں کو پسند نہیں کرتا۔ (القصص: ۷۶)
۱۷: اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھنے اور فخر جتانے والے کو پسند نہیں کرتا۔ (الحدید: ۲۴)
۱۸: اللہ بخل کرنے اور دوسروں کو بخل کرنے پر اکسانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (الحدید: ۲۴)

بنت عبدالستار......گوجرانوالہ

دین اسلام کی بنیاد پانچ امور پر ہے

① کلمہ طیبہ ② نماز ③ روزہ ④ زکوٰۃ ⑤ حج

❀......جب اسلام قبول کر لیا تو اپنی مرضی نہیں چلے گی جب اپنی مرضی کی تو پھر اسلام نہیں رہے گا، اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنا ہو گی اور یہی اسلام ہے۔

حافظ نعیم الرحمن طاہر......قصور

نجومی کے پاس

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص نجومی کے پاس گیا اور سوالات کیے پھر اس کی باتوں کی تصدیق کی اس کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہو گی۔'' (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے تعویذ باندھا اللہ تعالیٰ اس کو کامیاب نہ کرے اور جس نے منکا باندھے اللہ تعالیٰ اسے سکون نصیب نہ کرے۔'' (احمد)

ابو بکر صدیق......بھنگووالا (موکل)

عہد نبوی ﷺ

- ★ مکہ کی شہری ریاست کی تشکیل ۴۴۰ء میں ہوئی
- ★ ولادت محمد رسول اللہ ﷺ ۹ ربیع الاول عام الفیل ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کو ہوئی۔
- ★ وفات عبدالمطلب ۵۷۹ء میں ہوئی۔
- ★ حرب فجار میں نبی ﷺ کی شرکت ۵۸۶ء میں کی۔
- ★ معاہدہ حلف الفضول ۵۹۵ء میں طے پایا۔
- ★ سیدہ خدیجہ ؓ کے ساتھ نبی ﷺ کا نکاح ۵۹۶ء میں ہوا۔
- ★ خانہ کعبہ کی تعمیر نو، حجر اسود نصب کرنے کا واقعہ ۶۰۶ء میں پیش آیا۔
- ★ نزول قرآن کا آغاز رمضان المبارک ۱ نبوی اگست ۶۱۰ء میں ہوا۔
- ★ کوہ صفا کا وعظ اور اعلان حق ۴ نبوی ۶۱۴ء میں کیا ہجرت حبشہ ۵ نبوی ۶۱۵ء میں کی۔
- ★ سیدنا حمزہ ؓ اور سیدنا عمر فاروق ؓ نے قبول اسلام ۶ نبوی میں کیا ابو طالب اور سیدہ خدیجہ ؓ کی وفات ۱۰ نبوی میں ہوا۔
- ★ واقعہ معراج النبی ﷺ ۲۷ رجب ۱۰ نبوی میں ہوئی۔
- ★ سفر طائف ۱۰ نبوی ۶۱۹ء میں کیا۔
- ★ ہجرت مدینہ، مکہ سے روانگی ۲۷ صفر ۱۳ نبوی ۱۲ ستمبر ۶۲۲ قبا میں آمد ۸ ربیع الاول ۱ھ ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء میں ہوئی۔

(بحوالہ: تاریخ اسلام)

اخت مصعب

میں خربوزہ ہوں

جی ہاں! آپ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں، گرمیوں کی آمد کے ساتھ جوں جوں سورج تیز ہونے لگتا ہے، میں آپ کی مدد کے لیے بازار میں آجاتا ہوں یوں تو سب پھل اچھے ہوتے ہیں لیکن گرمیوں کے موسم میں میری زیادہ قدر ہوتی ہے، کیونکہ میں اسی موسم کی سختیوں اور تکلیفوں کو دور کرنے میں آپ کی بڑی مدد کرتا ہوں، میرا ذائقہ اور خوشبو سب کو پسند آتی ہے، پاکستان میں میری کئی قسمیں پائی جاتی ہیں، زرد، گہرا سرخ، سفید اور سبز سب کے اپنے رنگ اور مزے ہوتے ہیں کوئی اتنا میٹھا ہوتا ہے کہ لب بند ہو جائیں، کوئی ہلکی مٹھاس والا اور کچھ بالکل پھیکے ہوتے ہیں، لیکن ہم سب فائدے مند ہوتے ہیں میرا شمار سستے پھلوں میں ہوتا ہے، گاؤں دیہات میں تو مجھے ڈھیروں کے حساب سے کھایا جاتا ہے۔

ہاں! شہروں میں مہنگا بکتا ہوں، مجھ میں کافی غذائی اجزاء ہوتے ہیں، مجھے آپ پابندی سے کھائیے، اگر آپ دبلے اور کمزور ہیں تو آپ کا وزن بھی بڑھے گا اور آپ خود کو تازہ دم بھی محسوس کریں گے، طبی لحاظ سے مجھ میں پیشاب زیادہ لانے کی صلاحیت ہوتی ہے، اسی لیے میں گردوں کے مریضوں کے لیے بہت مفید ثابت ہوتا ہوں، پیشاب لانے کی وجہ سے جسم سے خون کے خراب مادوں کے علاوہ میں گردوں اور مثانے سے پتھری بھی نکال دیتا ہوں، میرے چھلکوں سے نمک بھی حاصل کیا جاتا ہے، میرے چھلکوں کو پانی یا گلاب عرق میں پیس کر چہرے پر لیپ کرنے سے رنگ صاف ہو جاتا ہے، میرے بیجوں کو پھینک دیا جاتا ہے حالانکہ بیج بھی مفید ہوتے ہیں ان کے استعمال سے بھی گردے، مثانے اور آنتیں صاف ہوتی ہیں، ان کے کھانے سے (گلے کی) خشکی اور خراش بھی دور ہوتی ہے میرے بیجوں کے مغز کے استعمال سے دماغ کو بھی طاقت ملتی ہے۔

ہاں! آپ نے میرے فائدے جان لیے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہوں، اب میری ایک گزارش ہے کہ آپ جب بھی اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت کو استعمال کریں تو نعمتوں کے خالق (اللہ تعالیٰ) کا شکر ادا ضرور کریں۔

احمد ابوعلقمہ شہید ... پنڈ شہیداں (گوندلانوالہ)

رضی الرحمٰن

محمد طاہر ایوب

مبین حمید، شاکوٹ نو

عبدالوحید کھڈیاں

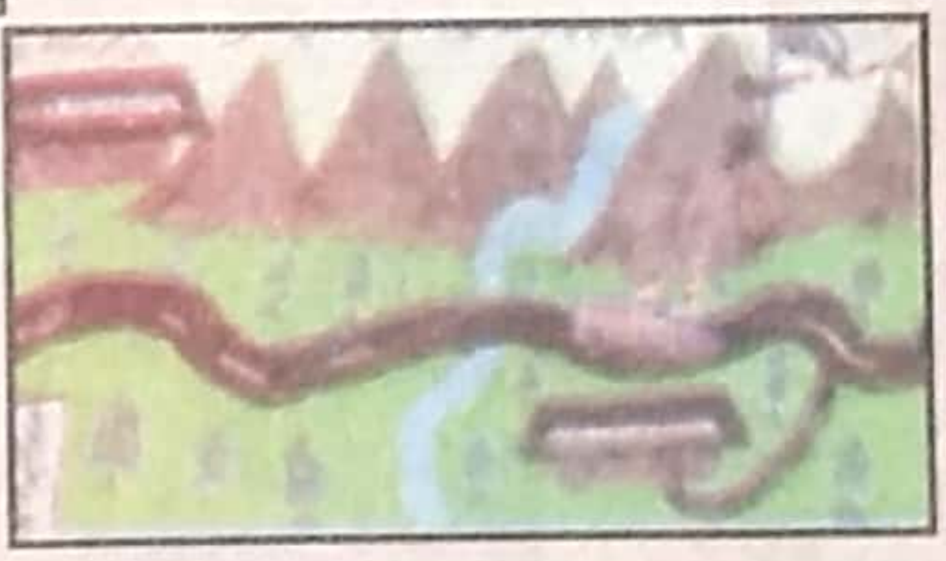

محمد سعد، واہنڈو

محمد احمد حیات علی خیل

حفیظ

ملیحہ لودھی سانگھڑ

لاجواب باتیں

خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹے مامون کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بہت حاضر جواب تھا مگر تین بار ایسے ہوا کہ کسی نے مامون سے ایسی بات کہی کہ مامون لاجواب ہو کر رہ گیا، مامون نے یہ تینوں واقعات خود بیان کیے ہیں۔

پہلا واقعہ یہ ہے کہ جب فضل بن سہل نے وفات پائی (جو کہ مامون کے زبردست حامیوں میں سے تھا) تو فضل کی ماں رونے پیٹنے لگی مامون نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ: ''آپ غم نہ کریں اگر فضل کو اللہ تعالیٰ نے بلا لیا ہے تو اس کی جگہ میں آپ کا بیٹا بنوں گا اس سے زیادہ آپ کے آرام کا خیال رکھوں گا، اس پر فضل کی ماں نے کہا: ''اس بیٹے کو کیوں نہ روؤں جس کی وجہ سے مجھے آپ جیسا بیٹا ملا مامون کہتا ہے کہ اس کی بات سن کر مجھ سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ مصر میں ایک حبشی نے دعویٰ کیا کہ میں پیغمبر ہوں میں موسیٰ ہوں، مامون نے اسے کہا: ''سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے تو معجزے دکھائے تھے انھوں نے اپنا ہاتھ بغل میں دے کر نکالا تو وہ سفید، چمکدار اور اپنی لاٹھی ڈالی تو وہ اژدھا بن گئی تو بھی کوئی معجزہ دکھا اس پر وہ حبشی کہنے لگا: ''سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے تو یہ معجزے تبھی دکھائے تھے جب فرعون نے لوگوں سے کہا تھا کہ: ''انا ربکم الاعلیٰ (میں تمھارا سب سے بڑا رب ہوں) اگر آپ بھی یہ دعویٰ کریں تو میں معجزے دکھائے دیتا ہوں، مامون کہتا ہے کہ اس کی یہ بات سن کر مجھ سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

تیسرا واقعہ یہ ہے کہ کوفے والوں کی طرف سے مامون کو ایک درخواست ملی کہ حکومت نے وہاں جو حاکم مقرر کر رکھا ہے وہ لوگوں کو بہت تکلیف پہنچاتا ہے مامون نے کہا: ''کوفے والے اپنا ایک نمائندہ مقرر کر کے بھیجیں تو میں اس سے بات کروں گا۔'' کوفے والوں نے ایک عمر رسیدہ آدمی بھیج دیا، اس نمائندے نے آ کر کہا: ''امیر المومنین! ہم غریبوں کے سر پر آپ نے ایک ایسا امیر مسلط کیا ہے جو ایک ظالم شخص ہے، ہم نے اپنی عورتوں کے زیورات بیچ کر اپنی زمینیں اور اسباب فروخت کر کے اس کے ظلم کی پیاس بجھائی (یعنی اس نے ہمارا سب کچھ ہی چھین لیا ہے) اب ہم خالی ہاتھ ہیں تن ڈھانکنے کو کپڑا اور پیٹ بھرنے کو روٹی میسر نہیں۔'' مامون یہ بات سن کر خفا ہوا اور بولا: ''بڑے میاں تم جھوٹ بولتے ہو تمھارا امیر تو بڑا نیک، عالم، امین اور انصاف پسند آدمی ہے۔'' اس پر بوڑھا کہنے لگا: ''اگر آپ کے نزدیک وہ ایسی ہی خوبیوں کا مالک ہے تو آپ کو چاہیے کہ اس کی خوبیوں سے تمام دنیا کو فائدہ اٹھانے کا موقع دیں اسے ہمارے لیے ہی مخصوص نہ فرمائیں آخر باقی دنیا کا کیا قصور ہے کہ وہ اس کی نیکیوں سے محروم رہیں۔'' مامون کہتا ہے کہ مجھے اس کی بات سن کر کوئی جواب نہ بن پڑا بلکہ مجھے ہنسی آ گئی اور میں نے اسی وقت اس امیر کی برطرفی کا حکم دے دیا۔

افشاں اسلم...... مرید کے

گفتگو کے آداب

قرآن وحدیث کی روشنی میں

- بات کرنے سے پہلے سلام کرو۔
- نیک بات کہو ورنہ خاموش رہو۔ (صحیح بخاری)
- ہر سنی سنائی بات کو بیان نہ کرو۔ (صحیح مسلم)
- چیخو چلاؤ نہیں، آہستہ آواز سے بات کرو۔ (لقمان: ۱۹)
- لوگوں کے رتبوں کا خیال رکھو۔ (رواہ ابو دائود)
- جھگڑالو نہ بنو، ہر ایک سے رحم و کرم سے پیش آؤ۔ (بخاری و مسلم)
- جب تم تین ہو (یعنی دو سے زیادہ) تو تیسرے کے علاوہ دو آپس میں سرگوشی نہ کرو۔ (بخاری و مسلم)
- ایک دوسرے کو منہ در منہ برا نہ کہو نہ حقارت سے اشارے کرو۔ (بخاری و مسلم)
- جھوٹ نہ بولو۔ (الحج: ۳۰)
- لوگوں سے گال پھلا کر بات نہ کرو۔ (لقمان: ۱۸)
- لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ نہ بولو۔ (رواہ ابو دائود و النسائی و احمد والترمذی)
- کسی پر لعنت نہ کرو۔ (صحیح مسلم)
- قہقہہ لگا کر نہ ہنسو۔ (صحیح بخاری)
- کسی مسلم کی بے عزتی نہ کرو۔ (صحیح مسلم)
- کسی مسلم پر بہتان نہ لگاؤ۔ (الحجرات)
- لوگوں کی بد کلامی کا جواب خوش کلامی سے دو۔ (المومنون)
- جاہلوں سے نہ الجھو، بلکہ سلام کہتے ہوئے گزر جاؤ۔ (الفرقان: ۶۳)
- لغو (بے کار، بے فائدہ) باتوں سے پرہیز کرو۔ (رواہ الترمذی وابن ماجۃ)
- کسی مسلم کو دھوکا نہ دو۔ (صحیح مسلم)
- کسی کے آگے دست سوال نہ کرو۔ (صحیح بخاری)
- بدعہدی نہ کرو، گالی نہ بکو، چغلی نہ کھاؤ۔ (صحیح بخاری)
- نہ طعنہ دو، نہ بد زبانی کرو اور نہ فحش بکو۔ (رواہ الترمذی)
- افواہیں نہ پھیلاؤ۔ (النساء: ۸۳)
- ایک دوسرے کے راز معلوم نہ کرو اور نہ عیب تلاش کرو۔ (صحیح مسلم)
- کسی کا مذاق نہ اڑاؤ، کسی پر تہمت نہ لگاؤ اور نہ کسی کو برے نام سے پکارو۔ (الحجرات: ۱۱)
- جب بے ہودہ بات سنو تو اس سے منہ پھیر لو۔ (النساء: ۱۴۰)
- دو رخی باتیں نہ کریں، یعنی ایسا نہ کریں جس کے پاس جائیں، اس کی سی باتیں کریں بے جا تعریف کریں اور فساد کا بیج بوئیں۔
- کیونکہ جو لوگوں میں دو رخا پن اختیار کرتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں بدترین لوگوں میں ہوگا۔ (ابوداؤد)
- جب قسم کھاؤ تو صرف اللہ کی قسم کھاؤ کسی دوسرے کی قسم کھانا شرک ہے۔ (صحیح بخاری)
- جھوٹی قسم ہرگز نہ کھاؤ۔ (صحیح بخاری)
- اگر غصہ آئے تو اسے پی جاؤ، غصہ دلانے والے کو معاف کر دو۔ (صحیح بخاری)
- احسان نہ جتایئے کیونکہ احسان جتانے والے شخص کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت والے دن نظر رحمت نہیں کریں گے اور نہ ہی انھیں گناہوں سے معاف فرمائیں گے۔ (صحیح مسلم)

اخت قاسم، بادامی باغ

ادارہ خدمت خلق جماعۃ الدعوۃ پاکستان
فی سبیل اللہ

نسل در نسل چلنے والا صدقۂ جاریہ

الدعوۃ واٹر پروجیکٹ

☆ خشک صحراء تھرپارکر اور بلوچستان جہاں پر پانی کے ایک ایک قطرہ کے لئے انسان، جانور اور پرندے تڑپتے ہیں۔

☆ جہاں ہر سال سینکڑوں جانور پانی نہ ہونے کی بناء پر پیاس سے بلک بلک کر مر جاتے ہیں۔

☆ جہاں پر معیشت کا انحصار صرف بارش کے پانی پر ہوتا ہے۔

☆ اس سال تھرپارکر میں بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے یہ علاقہ معاشی بدحالی اور قحط سالی کا شکار ہے۔

☆ نسل در نسل چلنے والے صدقۂ جاریہ میں دل کھول کر حصہ لیں۔

☆ ایک کنواں صدیوں تک ہزاروں انسانوں، جانوروں اور پرندوں کو پانی مہیا کرتا ہے۔

اللہ نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلانے پر جنت کی بشارت دی۔ (الحدیث)

آپ اپنے خاندان کی طرف سے ایک کنواں تعمیر کر کے سینکڑوں انسانوں جانوروں اور پرندوں کو پانی مہیا کر سکتے ہیں۔

اپنے فوت شدہ عزیزوں کی طرف سے اس صدقہ جاریہ میں حصہ ملائیں۔

جماعۃ الدعوۃ کے زیر اہتمام صحراء تھرپارکر میں صاف پانی مہیا کرنے کے منصوبے کے تحت مختلف علاقوں میں میٹھے پانی کے کنوؤں کی کھدائی اور تعمیر جاری ہے۔

نوٹ: مزید علاقوں میں پانی مہیا کرنے کے سلسلے میں الدعوۃ واٹر پروجیکٹ بڑے پیمانے پر منصوبہ شروع کر رہا ہے۔
اس منصوبہ میں مخیر حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ دل کھول کر عطیات جمع کرائیں اپنے خاندان کے نام سے کنواں تعمیر کروائیں

اپنے عطیات بذریعہ بینک یا خدمت خلق کے دفتر میں جمع کروا کر رسید حاصل کریں۔ اکاؤنٹ الدعوۃ واٹر پروجیکٹ۔ UBL-2498-2 ماڈل ٹاؤن لاہور

مرکزی دفتر: ادارہ خدمت خلق جماعۃ الدعوۃ
4 لیک روڈ چوبرجی لاہور
فون: 042-7230550, 0300-8444992

اپیل منجانب: ادارہ خدمت خلق جماعۃ الدعوۃ صوبہ سندھ فون نمبر: 0333-2520875
کنویں کی کھدائی اور مزید علاقائی معلومات کیلئے اس فون نمبر پر رابطہ کریں 0300-3039031

فرضی قصے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

پندرہ روزہ

ننھے مجاھد

لاھور پاکستان

44 | 28 ربیع الثانی 1427ھ | 26 مئی 2006ء

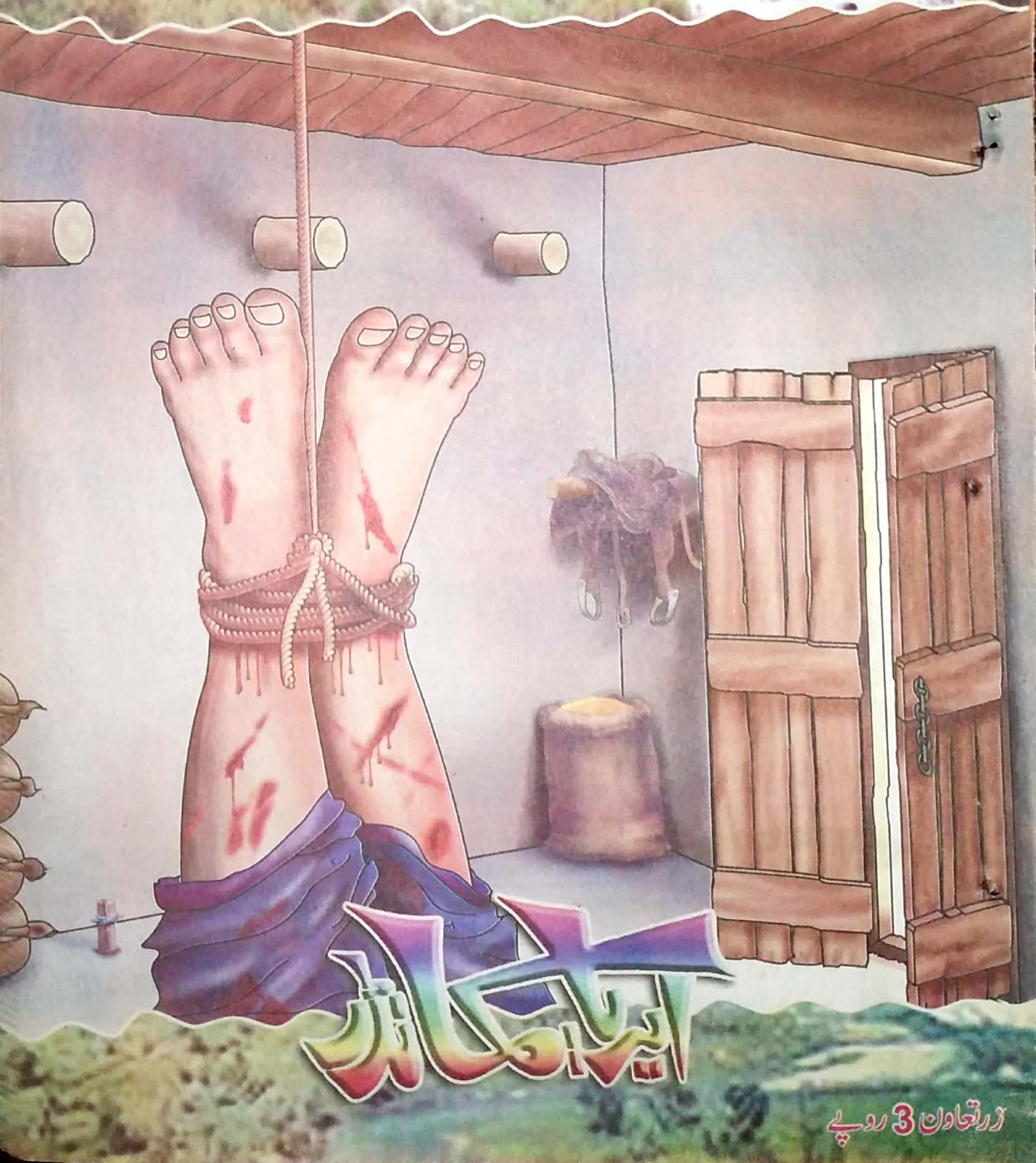

ایک کمانڈر

زرِ تعاون 3 روپے

فرمانِ الٰہی

''ہماری آیتوں پر تو وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو ان سے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور غرور نہیں کرتے، ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو مال ہم نے (ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' (السجدہ : ۱۵تا۱۶)

جویریہ بتول...... چکوال

حدیثِ نبوی

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پہلوان وہ نہیں جو دوسرے پر قابو پانے والا ہو بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر کنٹرول کرلے۔'' (بخاری و مسلم)

ثوبیہ الرحمان خانم، رتہ خیل میانوالی

ربنا

((اَللّٰھُمَّ کَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ))

''الٰہی! آپ نے جیسے میری صورت اچھی بنائی میری سیرت بھی اچھی بنا دے۔''

[نزل الابرار، ص: ۳۷۲]

آمنہ یوسف...... چک اُگو

ضروری بات

پیارے بچو!...... ـــــــــــــ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم نے پچھلے شمارہ میں لکھا تھا کہ محترم حافظ محمد سعید حفظہ اللہ ''ننھے مجاہد'' پڑھتے ہیں، بہت سے ننھے مجاہدوں نے خطوط میں خوشی اور حیرانی کا اظہار کیا ہے۔

''ننھے مجاہد'' شروع ہوئے دو سال سے زائد عرصہ ہوگیا ہے اس دوران مجھے جس شہر بھی جانا ہوتا ہے، بہت سی دلچسپ معلومات سامنے آتی ہیں اور ایسے ہی میں بھی حیران ہو جاتا ہوں جیسے آپ اس بات سے حیران ہو رہے ہیں کہ محترم حافظ محمد سعید حفظہ اللہ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود بھی ''ننھے مجاہد'' کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ارے بھئی! حیران ہونے کی بات ہی ہوتی ہے کہ بچوں کے میگزین کے متعلق جب ستر سالہ بزرگ یہ کہے کہ میں ''ننھے مجاہد'' شوق سے پڑھتا ہوں۔ پچھلے دنوں ایک پروفیسر صاحب سے ملاقات ہوگئی انھوں نے بتایا کہ میرے پاس جب غزوہ اور ''ننھے مجاہد'' آتے ہیں تو میں پہلے ننھے مجاہد پڑھتا ہوں اور پھر ''غزوہ'' کا مطالعہ کرتا ہوں، اس سے بھی دلچسپ بات یہ کہ اس دوران ان کے پوتے اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ کب دادا جان ''ننھے مجاہد'' کے مطالعہ سے فارغ ہوں اور ہماری باری آئے۔ تو میں کوشش کے باوجود بھی ان سب بزرگوں کے متعلق نہیں لکھ سکتا جو سفید بالوں والے ہوتے ہیں لیکن ''ننھے مجاہد'' کو ایسے ہی شوق سے پڑھتے ہیں جیسے آپ ''ننھے'' پڑھتے ہیں۔

اب آیئے ''ضروری بات'' کی طرف جس کی وجہ سے مجھے یہ سب بتانا پڑا آپ شاید سوچیں نہ سوچیں لیکن جب بھی کہیں میرے سامنے بڑی عمر کے بزرگ ''ننھے مجاہد'' کی پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں تو میں عزم کرتا ہوں کہ ''ننھے مجاہد'' کو بہتر بنانے میں اور کوشش کروں گا......

یقیناً آپ سب بھی پسند کرتے ہوں گے کہ آپ کا پیارا میگزین اور بھی زیادہ بہتر ہو، لیکن اس میں پریشانی یہ ہے کہ ہمیں موصول ہونے والی زیادہ تر تحریریں ایسی ہوتی ہیں جو نقل شدہ ہوتی ہیں، بہت سے ''ننھے مجاہد'' یوں کرتے ہیں کہ کسی کتاب سے کوئی واقعہ یا کہانی ہوبہو نقل کرکے بھیج دیتے ہیں، اب ایک تو وہ تحریر نقل شدہ ہوتی ہے اور پھر اس کی زبان اتنی مشکل ہوتی ہے کہ عام آدمی سمجھ بھی نہیں سکتا اس میں اردو کے علاوہ عربی اور فارسی کے مشکل الفاظ ہوتے ہیں ایسے میں جو بھائی کسی کتاب سے تحریر بھیجتے ہیں وہ موضوع کا خیال بھی نہیں کرتے، یوں ہمیں نہ چاہتے ہوئے بھی ایسی تحریریں ''بے چاری'' ٹوکری کی نذر کرنا پڑتی ہیں، آپ دیکھ لیں ''کوشش جاری رکھیں'' میں زیادہ ناموں کی تعداد اسی لیے ہوتی ہے اس سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ آپ جو تحریریں ارسال کرنا چاہتے ہیں، کتاب سے اس کا مطالعہ کریں اور پھر اسے آسان الفاظ میں خود لکھیں اس سے آپ کو لکھنے کا طریقہ آئے گا ورنہ اگر آپ کتابوں سے تحریریں نقل کر کے بھیجتے رہے تو آپ لکھاری بھی نہیں بن سکتے اور ''ننھے مجاہد'' میں بہتری بھی نہیں آسکتی ایسا نہ ہو آج جو بزرگ ''ننھے مجاہد'' کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کل شکایت کرنے لگ جائیں کہ جی آپ کا ''ننھے مجاہد'' معیاری نہیں رہا تو امید ہے کہ آپ میرے ساتھ تعاون کریں گے اور کوئی بھی تحریر نقل کر کے نہیں بلکہ مطالعہ کے بعد خود اپنے الفاظ میں لکھ کر ارسال کریں گے، تاکہ ''ننھے مجاہد'' اور بہتر ہو سکے۔

والسلام

آپکا بھائی

عبدالوارث ساجد

ضروری اعلان

''ننھے مجاہد'' کا شمارہ نمبر 46 ''استاد نمبر'' ہوگا۔

تمام ننھے مجاہد اپنی تحریریں جلد ارسال کر دیں۔ (ادارہ)

روشن باتیں

- سچائی کو لازم پکڑو کیوں کہ سچ نیکی کی راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ (صحیح مسلم)
- بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کی مدد اس کے کمزوروں کی دعا کی وجہ سے کرتا ہے۔ (نسائی)
- لوگوں میں دو چیزیں کفریہ ہیں، نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔ (صحیح مسلم)
- اس امت کے پہلے لوگ یقین اور زہد کی وجہ سے نجات پا گئے اور اس امت کا آخری حصہ بخل اور امید سے ہلاک ہوگا۔ (صحیح الجامع)
- اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ دے دیتا ہے۔ (متفق علیہ)
- بے شک اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول کرتا ہے جو خالص اللہ کی رضا کے لیے ہو۔ (نسائی)
- جہاد میں ایک دن کا پہرہ ایک ماہ کے روزوں اور قیام سے افضل ہے۔ (مسند احمد)
- جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے وہ انھی میں سے ہے۔ (ابوداؤد)
- جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ (بخاری و مسلم)
- جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ (متفق علیہ)

سدرہ سحر عمران...... کراچی

خط و کتابت کیلئے

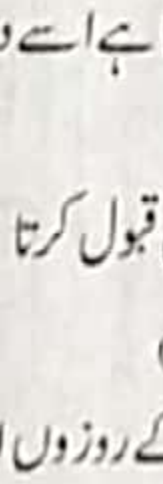

ننھے مجاہد ہفت روزہ غزوہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور

فون 7314531 فیکس 042-7117551

ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں

www.jamatdawa.org

E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

قرآن کریم کیسے جمع ہوا؟

سیدنا زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جنگ یمامہ میں قرآن کریم کے بہت سے حافظ شہید ہوئے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہاں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا یہ عمر میرے پاس آئے انھوں نے مجھ سے کہا: ''جنگ یمامہ میں قرآن مجید کے قاری بڑی تعداد میں شہید ہوگئے ہیں، مجھے یہ ڈر ہے اگر قرآن کے پڑھنے والے اس طرح جنگوں میں شہید ہوتے گئے تو قرآن مجید کا بڑا حصہ ضائع ہو جائے گا اس لیے میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کو جمع کرنے کا حکم دے دیں، میں نے ان کی بات سن کر کہا: ''اے عمر! تم وہ کام کیسے کر سکتے ہو، جسے رسول ﷺ نے نہیں کیا میری بات سن کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ کی قسم! یہ کام خیر کا ہے، پھر یہ مجھ سے برابر اصرار کرتے رہے اور میں انکار کرتا رہا یہاں تک کہ اس معاملے میں اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا اور اب میری بھی رائے وہی ہے جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ہے۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: ''تم ایک جوان آدمی ہو، عقل مند ہو تمھارے بارے میں ہمیں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں ہے اور تم نبی کریم ﷺ کے لیے کتابت کا کام کرتے رہے ہو اس لیے اب تم قرآن کے اجزاء کو تلاش کرو اور جمع کرو سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اللہ کی قسم! وہ مجھے پہاڑ اٹھانے کا حکم دیتے تو وہ میرے لیے اتنا بھاری نہ ہوتا جتنا بھاری کام یہ تھا میں نے ان سے عرض کیا آپ وہ کام کیسے کر سکتے ہیں جو رسول ﷺ نے نہیں کیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں، اللہ کی قسم! یہ کام خیر کا ہے، پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ برابر مجھ سے اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا اس کام کے لیے جس طرح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وعمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا تھا پھر میں نے کھجور کی چھالوں سفید پتھر کی مختلف تختیوں اور لوگوں کے سینے سے تلاش کر کے جمع کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ سورۃ توبہ کی آخری آیات مجھے سیدنا ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ملیں اور کسی کے پاس سے نہیں ملیں اس طرح قرآن کے جو صحیفے جمع کیے گئے یا یکجا کیے گئے یا لکھے گئے وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی زندگی تک رہے ان کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی زندگی تک رہے پھر ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ کر دیے گئے۔ (بخاری)

بعد میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کے نسخوں کو مزید احتیاط سے لکھوایا اور تمام اسلامی ممالک میں پھیلایا۔

عبدالغفار مجاہد..... رینالہ خورد

دعا کی اہمیت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی چیز مکرم نہیں۔'' (ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دعا ہی عبادت ہے اور فرمایا اللہ کے ہاں دعا سے بڑھ کر کوئی عمل افضل نہیں۔'' (ابوداؤد، نسائی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ سے اپنی حاجت کا سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کا اس پر غضب ہوتا ہے۔'' (مشکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اللہ تعالیٰ کی قبولیت کا یقین اور امید رکھتے ہوئے دعا کیا کرو، یاد رکھو اللہ تعالیٰ غافل یا بے پرواہ دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔'' (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو وقت دعا رد نہیں ہوتی، ''اذان کے وقت اور جنگ کے وقت۔'' (ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سجدے میں بندہ اپنے رب کے بہت نزدیک ہو جاتا ہے تو تم زیادہ دعا مانگا کرو۔'' (صحیح مسلم)

اخت عابد، گوجرانوالہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قضا کو کوئی چیز نہیں ٹال سکتی سوائے دعا کے۔'' (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جس کے لیے دعا کا دروازہ کھل گیا، اس کے لیے رحمت کے دروازے کھل گئے، اللہ سے جتنی دعائیں مانگی جاتی ہیں ان میں سے محبوب دعا عافیت کی ہے۔'' (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ شرم وحیا اور ذوالفضل و کریم ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے تو خالی ہاتھ واپس ہوئے اس کو شرم آتی ہے۔'' (ابوداؤد)

ہدایت مانگنے کی دعا:

((اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا بِالْھُدٰی وَ زَیِّنَّا بِالتَّقْوٰی وَاغْفِرْ لَنَا فِی الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی)) [مسلم]

''اے اللہ! ہمیں راہ راست پر چلا دے اور تقویٰ سے مزین فرما دے اور دنیا اور آخرت میں ہم کو بخش دے۔''

(بحوالہ، قرآنی اور نبوی دعائیں)

اللہ کا خوف

خلیفہ ہارون الرشید کے سامنے ایک باغی کو ہتھکڑیوں میں پیش کیا گیا، یہ ایک خطرناک شخص تھا، ہارون فیصلہ دے چکا تھا کہ اسے قتل کر دے گا، قتل کا حکم صادر کرنے سے پہلے ہارون نے غضب ناک آواز میں باغی سے پوچھا: ''تمھارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟''

''وہی سلوک جو خدا آپ کے ساتھ کرے گا، جب آپ اس کے سامنے جائیں گے۔''

ہارون کا غصہ ختم ہو گیا، اس نے سر جھکا لیا، چند لمحوں بعد درباریوں نے اس کی تھکی ہوئی آواز سنی...... اسے آزاد کر دیا جائے، سپاہیوں نے ہتھکڑیاں کھول دیں، باغی دربار سے چلا گیا، درباریوں میں سے کسی نے ہارون سے کہا:

''امیر المومنین! آپ نے باغی کا ایک ہی جملہ سن کر آزاد کر دیا، یہ بھی نہ سوچا کہ اس کی گرفتاری میں سپاہیوں کو کتنی زحمت ہوئی...... نیز اس کی آزادی سے شر پسندوں کو اور شہہ مل سکتی ہے۔''

ہارون نے بے ساختہ حکم دیا، باغی کو دوبارہ گرفتار کر لیا جائے، دوبارہ باغی ہتھکڑیوں میں پہنچا، اس نے آتے ہی ہارون الرشید سے کہا: ''حضور میرے متعلق دوسروں کی رائے پر کان نہ دھریں، اگر اللہ تعالیٰ آپ کے متعلق دوسروں کی رائے سنتا تو آپ ایک لمحہ بھی خلیفہ نہ رہ سکتے، ہارون نے اسے پھر آزاد کر دیا۔

محمد ساجد اقبال، شکر گڑھ

حیدر علی تمام تر حالات سے بے خبر تھا اسے اچانک اطلاع ملی کے مرہٹہ فوج نے شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے، حیدر علی کے لیے یہ خبر بڑی پریشان کن تھی وہ بہادر آدمی تھا اور سپہ سالار بھی، لیکن جس صورتحال سے وہ دوچار تھا وہ تھی ہی پریشان کن یونہی شام کا اندھیرا پھیلا پریشانی اور بڑھ گئی سرنگا پٹنم میں حیدر علی کے بیوی بچے بھی تھے وہ پریشانی کا الگ سبب تھے۔

حیدر علی اب تک کوئی فیصلہ نہ کر پایا تھا کہ کیا کیا جائے، فوج کا بہت سا حصہ وہ فرانسیسیوں کی مدد کے لیے بھیج چکے تھے جو کچھ سپاہی تھے ان کے ساتھ زیادہ دیر تک لڑائی ممکن نہ تھی دوسرا راستہ فرار کا تھا، فرار میں بھی دو خطرے تھے اول پکڑے جانے کا اور دوسرا بیوی بچوں کے ساتھ ناروا سلوک کا ممکن ہے کہ مرہٹہ فوج انھیں قتل ہی نہ کر دے، ایسے میں کیا کیا جائے یہ الگ پریشانی تھی۔

رات کے سائے اور گہرے ہو گئے تھے ایسے میں مرہٹہ فوج کچھ بھی کر سکتی تھی لہٰذا جو بھی ضروری تھا فوراً کرنا تھا، حیدر علی نے فرار کا منصوبہ بنایا اور کچھ وفادار سپاہیوں کے ساتھ رات کے اندھیرے میں سرنگا پٹنم چھوڑ دیا۔

مرہٹہ فوج نے سرنگا پٹنم جانے والے تمام راستے بند کر رکھے تھے فرار کا رستہ بھی خطرے سے خالی نہ تھا، حیدر علی سپہ سالار تھا وہ جانتا تھا ایسے حالات میں سفر غیر معروف راستوں سے ہی ٹھیک رہے گا، حیدر علی معروف راستوں سے ہٹ کر دشوار گزار راہ اختیار کر کے سرنگا پٹنم سے دور ہوتا چلا گیا راستے میں دریائے کاویری آ گیا حیدر علی کے پاس دریا عبور کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا اور دریا پار کرنا بھی ضروری تھا، دریا میں طغیانی تھی اور دریا ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ حیدر علی کنارے کھڑا دیکھ رہا تھا۔

اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

حیدر علی نے اللہ کا نام لیا اور بہتے دریا میں چھلانگ لگا دی حیدر علی نے تیر کر بہتا دریا پار کیا اور بنگلور پہنچ گیا، حیدر علی کی فوج کا ایک دستہ وہاں پہلے سے موجود تھا، وہ جرنیل تھا جانتا تھا کہ جونہی مرہٹہ فوج کو پتا چلے گا وہ پیچھا کرے گی لہٰذا حیدر علی نے بنگلور پہنچتے ہی تیاری کر لی اور مقابلے کے لیے فوج کو تیار کرنا شروع کر دیا، صبح ہوتے ہی جب سرنگا پٹنم کا محاصرہ کیا۔ فوج کو جب پتا چلا کہ حیدر علی رات کے اندھیرے میں فرار ہو چکا ہے تو ان کے تمام خواب چکنا چور ہو گئے سارے منصوبے خاک میں ملنے پر کرشنا راجہ، ایبا پنڈت جی اور کھنڈے راؤ کے چہرے لٹک گئے مارے ناامیدی کے انھوں نے ویران چہروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا کہ اب کیا کیا جائے؟

حیدر علی اچانک ہاتھ آنے کی بجائے ان سے بہت دور نکل چکا تھا اور ان سے ہوشیار ہو چکا تھا، مرہٹہ فوج کا مقابلہ تو وہ کئی بار کر چکا تھا لیکن تب معاملہ اور ہوتا تھا۔

اس وقت وہ سلطنت میسور کے دفاع کے لیے لڑتا تھا لیکن اب معاملہ الٹ تھا خود سلطنت کے حکام اس کے خلاف تھے۔

اور اب تو صرف اسے اپنے ذاتی دفاع کے لیے لڑنا تھا۔

غدّار کا انجام

آخری قسط

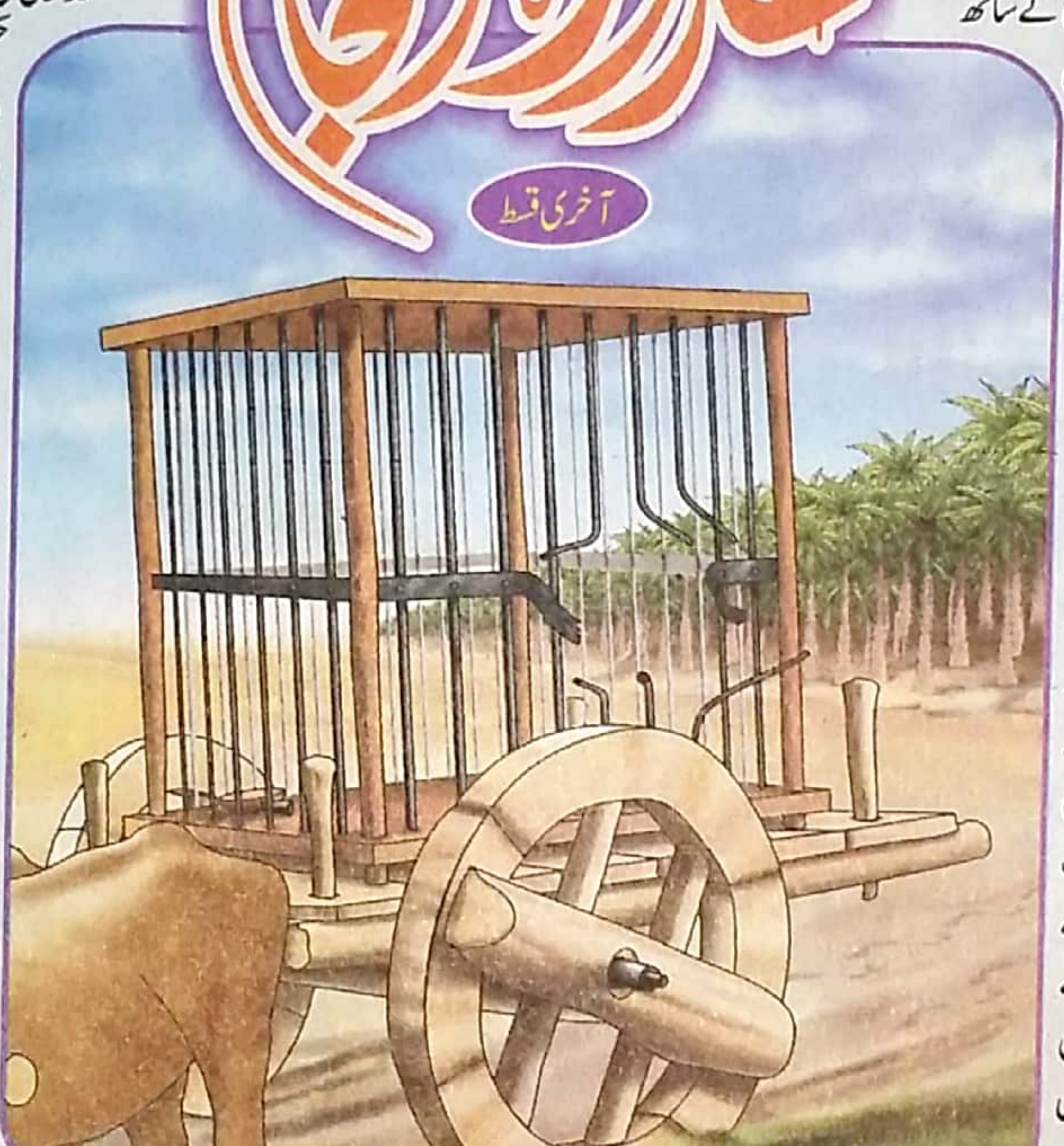

عبدالوارث ساجد

حیدر علی کو کھنڈے راؤ پر زیادہ غصہ تھا کہ اس نے یہ منصوبہ بنایا تھا، کھنڈے راؤ نے ایبا جی پنڈت سے کہا کہ ہمیں حیدر علی کا پیچھا کرنا چاہیے حیدر علی کو زیادہ دیر موقع دینا ہمارے لیے نقصان دہ ہے، ایبا جی پنڈت نے فوج سرنگا پٹنم سے ہٹائی اور حیدر علی کے پیچھے پیچھے بنگلور جا پہنچے، حیدر علی کے خفیہ جاسوس اسے اطلاع پہنچا چکے تھے کہ مرہٹہ فوج بنگلور کی طرف آ رہی ہے، تب تک حیدر علی اپنی تیاری مکمل کر چکا تھا، حیدر علی نے شہر سے باہر کھلے میدان میں پڑاؤ ڈال کر مقابلے کی تدبیر کی۔

مرہٹہ فوج پہنچی تو بنگلور میں گھمسان کی جنگ ہوئی، حیدر علی جانتا تھا کہ شکست کا مطلب ہے ہمیشہ کے لیے قید یا پھر موت...... اس لیے وہ مٹھی بھر سپاہیوں کے ساتھ بھی جان توڑ کر لڑا نتیجہ یہ رہا کہ مرہٹہ فوج کے بہت سے سپاہی جنگ میں کام آ گئے جو باقی بچے زخموں سے چور بھاگ نکلے، میدان حیدر علی کے ہاتھ میں رہا ایک جنگ ختم ہوگئی دوسری سر پر تھی،

حیدر علی پہلے خود کے لیے لڑا اب اسے بیوی بچوں کے لیے لڑنا تھا، سرنگا پٹنم میں اس کے بیوی بچے تھے، اس شہر پر حملہ بہت ضروری ہو گیا اس کے سپاہی تھک چکے تھے اور زخموں سے چور تھے، حیدر علی نے فوج کے جو سپاہی فرانسیسیوں کی مدد کے لیے "ہانڈی چری" میں بھیجے تھے، انھیں فوری بنگلور بلایا یہاں سے سرنگا پٹنم پر حملہ کے لیے کوچ کیا، حیدر علی کی فوج نے محل کا محاصرہ کر لیا، محل میں راجہ رانی پریشان تھے ہی، کھنڈے رائے کو بھی جان کے لالے پڑے تھے، حیدر علی جان گیا تھا کہ راجہ کرشنا راؤ اور رانی دیوا جی کی نیت میں تو فتور تھا ہی کھنڈے راؤ اس سے بڑا مکار ہے، اس سازش میں سب سے زیادہ حصہ اسی کا ہے، حیدر علی اسے اس غداری کی سزا دینا چاہتا تھا، فوج نے سپہ سالار کا حکم پاتے ہی محل پر گولہ باری شروع کر دی، جب چاروں طرف سے بارود برسنے لگا تو راجہ نے پیغام بھیجا......

حیدر علی نے کہا "کھنڈے راؤ" کو میرے سپرد کیا جائے۔...... "کھنڈے راؤ" کو معلوم ہوا تو مرنے پر آ گیا، بادشاہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر بولا۔

"جان کی امان چاہتا ہوں۔"

بادشاہ خود چاہتا تھا کہ "کھنڈے راؤ" بچ جائے لیکن بات اس کے بس سے باہر تھی دوسری طرف رانی دیوا جی الگ پریشان تھی وہ کھنڈے راؤ کو مردہ دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔

حیدر علی نے محل میں پیغام بھجوایا:

"میں ریاست کا نقصان نہیں چاہتا، میرا مطالبہ ایک ہی ہے کہ کھنڈے راؤ کو میرے حوالے کیا جائے۔"

رانی نے حیدر علی کو کہا: "کھنڈے راؤ" آپ کے حوالے کرتے ہیں لیکن آپ کو وعدہ کرنا ہوگا۔

"کیسا وعدہ......؟"

"یہی کہ آپ اسے قتل نہیں کریں گے۔"

"میں اسے خود نہیں ماروں گا۔"

حیدر علی نے وعدہ کر لیا اور رانی نے کھنڈے راؤ کو حیدر علی کے سپرد کر دیا۔

حیدر علی نے لوہے کی تاروں کا ایک بڑا پنجرہ بنایا اور اسے ایک بیل گاڑی پر لاد دیا۔ کھنڈے راؤ کو پنجرے میں بند کر کے اس کی حفاظت کے لیے سپاہیوں کی ڈیوٹی لگا دی "کھنڈے راؤ" کو کھانے میں صرف دودھ اور ابلے چاول دیے جاتے، سپاہی بیل گاڑی کو سارا دن شہر کی گلیوں، بازاروں میں گھماتے رہتے تاکہ ہر آدمی غدار کو پہچان لے۔

حیدر علی چاہتا تو راجہ کرشنا راؤ اور رانی کا بھی یہی حال کر سکتا تھا لیکن اس نے ایک اعلیٰ انسان ہوتے ہوئے کرشنا راؤ سے کہا تم اس لائق نہیں کہ سلطنت میسور کا نظام سنبھال سکو، جو اپنے وفاداروں کے لیے دشمن سے دوستی کرے وہ عوام کا

رہبر نہیں راہزن ہے، لہٰذا ریاست کا نظام حیدر علی کے سپرد کر دیا گیا، کیونکہ عوام بھی اب یہی چاہتی تھی۔

حیدر علی میسور کا بادشاہ بنا تو عوام میں خوشحالی کا نیا دور آیا، حیدر علی کے اب دو ہی دشمن تھے، مرہٹے اور انگریز وہ ان کے خلاف سینہ سپر تھا، گزرتا گیا اور دن رات بیتتے گئے، حیدر علی نے رانی دیو جی سے جو وعدہ کیا تھا وہ اب تک نبھا رہا تھا، کھنڈے راؤ ابھی تک زندہ تھا لیکن قید میں اسے روزانہ دودھ اور چاول کھانے کو دیئے جاتے اور گلی گلی بیل گاڑی پر گھمایا جاتا...... مسلسل دودھ اور ابلے چاول کھانے کی وجہ سے ''کھنڈے راؤ'' پھول گیا تھا پہلے پہل جب کھنڈے راؤ کی پنجرے والی بیل گاڑی کسی شہر میں جاتی تو لوگوں کا اچھا خاصا رش لگ جاتا، لیکن اب کئی برس بیتنے کی وجہ سے لوگوں کی دلچسپی میں بھی کمی آ گئی تھی۔

لوگ پنجرے میں بند کھنڈے راؤ کو دیکھنے کم ہی گھروں سے نکلتے تھے لیکن سپاہی اپنی ڈیوٹی پر مسلسل اسے شہر محلے گھما رہے تھے۔

ایک روز حیدر علی کے سپاہی بیل گاڑی کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جا رہے تھے کہ راستے میں سخت دھوپ نے انھیں آرام کرنے پر مجبور کر دیا، سپاہیوں نے راستے کے ایک طرف بیل گاڑی روکی اور یہ کہہ کر چھاؤں کی طرف چل دیے ہم کچھ آرام کے بعد آتے ہیں، آپ ذرا دھوپ تاپیے۔

کھنڈے راؤ بے بسی سے انھیں ٹھنڈی چھاؤں کی طرف جاتا دیکھتا رہا، سپاہی ابھی چھاؤں میں جا کر بیٹھے ہی تھے کہ بیل گاڑی کے پاس ایک جوگی پھرتا پھراتا آ گیا، اس نے پہلے پہل تو منہ میں دبی بین بجائی پھر کچھ حرکتیں کرتا ہوا پنجرے کے قریب آ گیا، جب اس نے اچھی طرح محسوس کر لیا کہ سپاہی اسے دیکھ نہیں رہے تو اس نے جلدی جلدی پنجرے کو توڑنا شروع کیا: ''کھنڈے راؤ'' حیران تھا کہ یہ کون آدمی ہے جو مجھے رہا کرانے کی کوشش میں ہے، لیکن وہ خوش تھا کہ برسوں بعد آج رہائی نصیب ہو رہی ہے۔

جوگی نے جلدی جلدی پنجرے کو کھولا اور آہستگی سے کہا:

''میں بھاؤ کر ہوں آپ کا بھتیجا!''

کھنڈے راؤ خوشی سے چمک اٹھا شاباش بھتیجے تم نے حق ادا کر دیا، چلو جلدی بھاگو کہیں حیدر کے سپاہی نہ آ جائیں۔

یوں دونوں نے سرپٹ بھاگنا شروع کر دیا، کھنڈے راؤ چند قدم ہی چل پایا تھا کہ دھڑم سے زمین پر گر پڑا، وہ اٹھنا چاہتا تھا لیکن اٹھ نہ پایا اس کی ٹانگوں نے اس کا وزن سہنے سے انکار کر دیا، مسلسل دودھ چاول کھانے اور ایک جگہ بیٹھنے سے ناکارہ ہو گیا تھا وہ بھاگنا چاہتا تھا لیکن اس میں سکت نہ تھی، بھاؤ کر نے اسے سہارا دیا اور چلتے ہوئے، بیل گاڑی سے کچھ دور نکل آئے، بھاؤ کر مجھ میں اب مزید ہمت نہیں کہ میں چل پاؤں: ''تم جاؤ اور پاس گاؤں سے کوئی گھوڑا لے آؤ، میں دوبارہ قید نہیں ہونا چاہتا۔''

کھنڈے راؤ نے بے بسی سے کہا۔

''ٹھیک ہے چاچا، آپ یہاں جھاڑیوں میں بیٹھے رہنا میں پاس کے گاؤں جاتا ہوں۔'' بھاؤ کر کھنڈے راؤ کو وہیں چھوڑ کر گاؤں جا پہنچا۔

اس کے پاس اتنی رقم نہ تھی کہ وہ گھوڑا خرید سکتا نہ ہی کوئی جان پہچان تھی کہ اسے کوئی گھوڑا دے دیتا، ایک جگہ اس نے گھوڑا دیکھا تو ہاتھ ڈال دیا، مالک نے دیکھا تو چور چور کی صدا بلند کی، بھاؤ کر نے گھوڑے کی رسی چھوڑی بھاگنے لگا لوگ پیچھے لگ گئے، بھاؤ کر کھنڈے راؤ کی طرف بھاگے جا رہا تھا اور شور مچاتے لوگ پیچھے پیچھے دوڑ رہے تھے کھنڈے راؤ کو دوبارہ قید نظر آنے لگی، اسے خبر تھی کہ لوگ آ گئے تو سپاہی شور سن کر بیدار ہو جائیں گے اور اسے تلاش کے بعد پھر پنجرے میں بند کر دیا جائے گا۔

قید کا خیال آتے ہی کھنڈے راؤ نے اپنے جسم کی پوری طاقت یکجا کی اور زور لگا کر اٹھ کھڑا ہوا، چند قدم ہی چلا تھا کہ سانس پھول گیا، بھاگنا تو دور کی بات اسے چلنا مشکل تھا وہ کھڑا ہو کر پیچھے دیکھنے لگا ایک چکر آیا اور دھڑم سے زمین پر آ گرا گرتے ہی اس کی جان نکل گئی یوں کھنڈے راؤ قید سے فرار کی کوشش میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

شور سن کر حیدر علی کے سپاہی وہاں پہنچے تو پنجرہ ٹوٹا ہوا تھا اور لوگوں نے بھاؤ کر کو پکڑ رکھا تھا، سپاہی دیکھ کر لوگ بھاؤ کر کو وہاں لے آئے۔ بھاؤ کر نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا۔

اسے سپاہیوں نے حیدر علی کے سامنے پیش کر دیا، حیدر علی نے بھاؤ کر سے کہا:

''آپ اپنے چاچا کے وارث ہیں۔''

اس کی لاش کو لے جاؤ اور اپنے مذہب کے مطابق اس کی آخری رسم ادا کرو۔ یاد رکھنا میں نے اپنا وعدہ پورا کیا میں نے کھنڈے راؤ کو زندہ رکھا لیکن وہ اپنی بزدلی کے ہاتھوں خود مر گیا۔

اور غداروں کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے۔

(تاریخ ٹیپو سلطان، سید میر علی کرمانی۔ حیدر علی، ستار طاہر)

دنیا کی جنت

سب کہتے ہیں کہ کشمیر دنیا کی جنت ہے اور حقیقت میں بھی یہ دنیا کی جنت ہی ہے، آج کشمیر پر ہندو اپنا اقتدار قائم کرنا چاہتے ہیں، یہ ہندو دنیا کی جنت کو مٹا دینا چاہتے ہیں، لیکن ہم کہتے ہین یہ جنت نہیں مٹے گی بلکہ اسے مٹانے والے مٹ جائیں گے۔ (ان شاء اللہ)

قرآن پاک میں ہے کہ:

﴿ اَلْمُسْلِمُ اَخُوْ الْمُسْلِمْ ﴾

''مسلمان تو مسلمان کا بھائی ہے۔''

اسی طرح کشمیری بھی ہمارے بھائی ہیں، جس طرح ہمارے جسم کے کسی حصے میں کوئی تکلیف ہو تو ہمارا سارا جسم اسے محسوس کرتا ہے اور تڑپ اٹھتا ہے، اسی طرح اگر کوئی غیر مسلم ہمارے مسلمان بھائیوں کو کچھ کہیں گے تو ہم سب کو برا لگے گا اور ہم جہاں تک ہو سکے گا اس کا بائیکاٹ کریں گے، اسی طرح اگر کوئی ہماری بہن کی طرف بری نظر سے دیکھے گا، تو ہم اسے قتل کرنے تک جائیں گے لیکن ادھر کشمیر میں ہماری بہنوں کے آنچل لٹ رہے ہیں ان کی عزتیں خطرے میں ہیں ان کو بیوہ کیا جا رہا ہے یتیم کیا جا رہا ہے، گھر سے بے گھر کیا جا رہا ہے۔

ہماری وہ بہنیں تڑپ رہی ہیں، سسک رہی ہیں، وہ ہمیں پکار رہی ہیں، آج ان کو ہماری مدد کی ضرورت ہے۔

لیکن ہم گہری نیند سوئے ہوئے ہیں، ہم اپنی زندگیوں میں مگن ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ ہم آزاد ہین، خوش ہیں، اپنے ملک میں ہیں، یہاں ہمیں کوئی تنگ کرنے والا نہیں، لیکن کیا فائدہ ایسی آزادی کا کیا فائدہ ایسی خوشی کا جو اپنے مسلمان بھائیوں کے مقدر میں نہیں، یعنی کشمیروں کے مقدر میں نہیں۔

بنت محمد امین ضیاء ...... چونیاں

ہم روزانہ رسائل، ٹیلی وژن، اخباروں بہت سی دوسری جگہوں پر دیکھتے ہیں سنتے ہیں کہ کشمیر پر کتنا ظلم ہو رہا ہے، کس طرح بہنوں کی عزتوں کو پارہ پارہ کیا جا رہا ہے، کس طرح ماؤں کے جگر گوشوں کو ان کی نظروں کے سامنے شہید کیا جا رہا ہے، کس طرح بہنوں کو بیوہ کیا جا رہا ہے۔

ہم یہ دیکھتے تو ہیں لیکن اس متعلق سوچتے نہیں ہم بات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اگر آج ہم سے کوئی یہ کہہ دے کہ اے بھائی! اپنے لیے تو بہت کرتا ہے اپنی ذات پر تو بہت خرچ کرتا ہے، اے بھائی! کچھ رقم کشمیری فنڈ میں بھی جمع کرا دے تو جواب ملتا ہے، ہمارے دینے سے کیا کشمیر کے مسئلے حل ہو جائیں گے ہم کتنا دے سکتے ہیں دینے والا تو خدا ہے، اگر ہم سے کوئی یہ کہہ دے کہ جہاد میں حصہ ڈالو اپنے بیٹے کو ویڈیو گیمز، کلب اور مختلف جگہوں پر بھیجنے کی بجائے جہادی کام سکھا دے تو جواب ملے گا، ہمیں کیا پڑی ہے ہم کیوں اپنے بچوں کی زندگیاں برباد کرتے پھریں اور پھر ہمارے بچے کیا کشمیر کو آزاد کروا لیں گے (اللہ اکبر اللہ) کشمیر کے لیے کچھ کریں گے۔

اے مسلمانو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اے مسلمانو! جاگو اپنے کشمیر کے لیے سوچو، کبھی پاکستان کیلئے بھی کسی نے سوچا تھا اے مسلمانوں کبھی ہمیں بھی کسی نے آزادی کے لیے ولولہ دیا تھا، اے میرے بھائیو! ہوش کرو، خدارا! ہوش کرو۔

آج اگر کشمیر پوری طرح سے ہندوؤں کے قبضے میں نہیں آیا تو یہ صرف مجاہدین کی بدولت ہے، میری خدا سے دعا ہے کہ خدا مجاہدین کی مدد کرے اور انھیں کامیابیاں عطا فرمائے۔ (آمین)

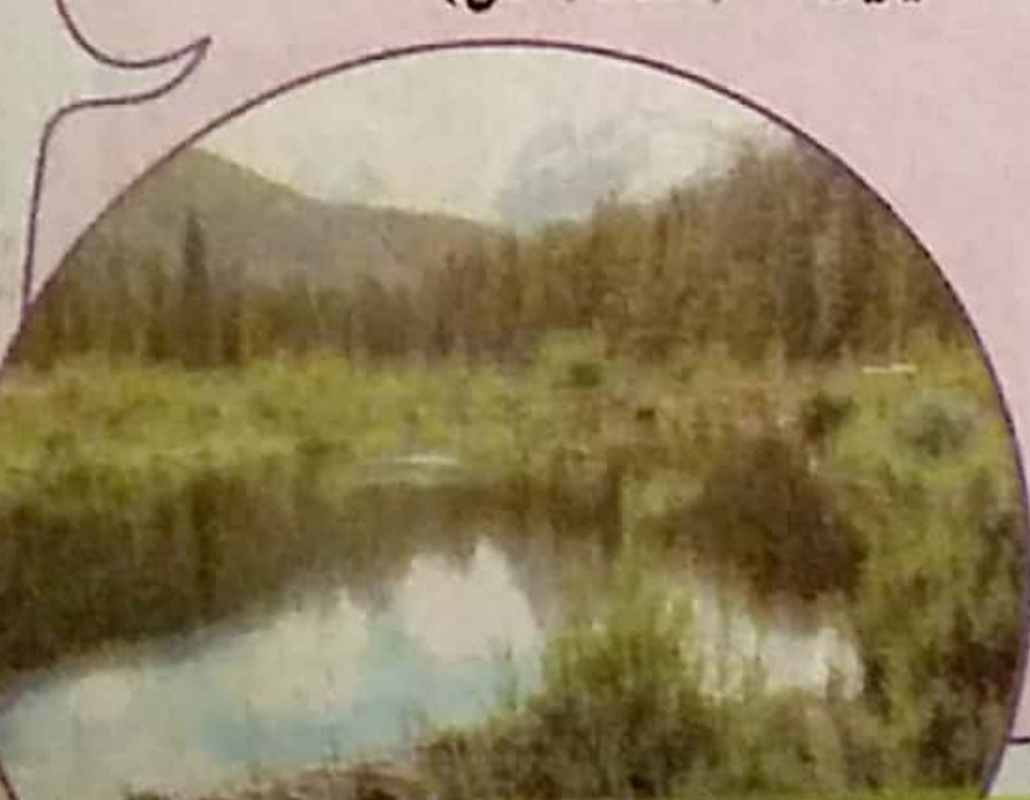

ذرا بتائیں تو؟ سلسلہ نمبر 10

وہ ۲۹ نومبر ۱۷۸۶ء میں پیدا ہوئے، بچپن میں علم حاصل کرنے کا زیادہ شوق نہ تھا، مدرسے میں تین سال گزارنے کے بعد بھی قرآن مجید کی چند سورتوں کے سوا کچھ یاد نہ ہوا۔ جب جوان ہوئے تو روزگار کی تلاش میں گھر سے نکلے اور لکھنؤ ہوتے ہوئے دہلی پہنچ گئے، دہلی کے علمی ماحول نے ان کے اندر علم حاصل کرنے کا شوق پیدا کیا اور وہ اکبر آبادی مسجد پہنچ گئے جہاں شاہ عبدالقادر درس دیا کرتے تھے، اتنے عظیم استاد کے پہلو میں بیٹھ کر بھی لکھنے پڑھنے میں کوئی نمایاں ترقی نہ کر سکے لیکن اس کے باوجود قدرتی طور پر مذہبی مسائل کو سمجھنے اور کسی صحیح نتیجے تک پہنچنے کی بے پناہ صلاحیت موجود تھی۔ اکثر امور میں ان کی رائے عقل صحیح اور شعائر اسلامی سے قریب تر ہوتی، ان کی اسی صلاحیت نے انھیں مقبول کر دیا اور وہ جامع مسجد میں وعظ دینے لگے، وہ کوئی بڑے مقرر نہیں تھے لیکن ان کی وضع قطع سیدھی سادی ہوتی۔ کلام میں سیدھی سادی مثالیں ہوتیں جنھیں سامعین بہ آسانی سمجھ لیتے۔ طبیعت میں خلوص تھا، نتیجہ یہ کہ جو لفظ زبان سے نکلتا تیر کی طرح پیوست ہو جاتا، اس وقت جہالت کی وجہ سے معاشرے میں توہمات کا زور تھا، وہ اپنی تقریروں کے ذریعے بدعات کا زور گھٹانے میں مصروف ہو گئے۔

شاہ ولی اللہ کے فرزند شاہ عبدالعزیز سے بیعت کی اور اپنے وطن واپس چلے گئے۔ ۱۸۱۰ء کے شروع میں والی ٹونک نواب امیر خاں کے پاس سوار بھرتی ہوئے، چھ سات سال کی اس نوکری میں لڑائی کے علوم حاصل کیے۔

۱۸۱۶ء کے قریب دوبارہ دہلی آ گئے اور رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کر دیا، شاہ عبدالعزیز کا داماد...... مولانا عبدالحی نے آپ سے بیعت کر لی، اس کے بعد مولوی محمد اسماعیل، شاہ ولی اللہ کے پوتے نے آپ سے بیعت کر لی، جہاں جہاں یہ خبر پہنچی کہ ان دو حضرات نے ان سے بیعت کر لی ہے، لوگ جوق در جوق بیعت کے لیے پہنچنے لگے، ایک مرتبہ وہ پھر وطن کے لیے روانہ ہوئے، راستے بھر مریدوں کو بیعت کرتے ہوئے وہ اپنے وطن پہنچ گئے، اب ان کے مرید پورے ہندوستان میں پھیل گئے تھے، ہندوستان کے ہر گوشے میں ان کا پیغام پہنچ رہا تھا، یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کی ہدایت، کفر کے چراغ کو مٹا دے گی، اسی دوران میں انھیں یہ معلوم ہوا کہ ملک پنجاب میں سکھوں نے بڑا سر اٹھایا ہے اور مسلمان عورتوں کو زبردستی اپنے گھروں میں ڈال لیا ہے، ان کی زبان سے نکلا ''میں عنقریب سکھوں سے جہاد کروں گا۔'' جہاد سے پہلے انھوں نے حج پر جانے کا ارادہ کیا۔ جہاد کے ضروری انتظامات کرنے کے بعد وہ حج پر روانہ ہو گئے۔

حج سے واپسی پر انھوں نے اپنے خلفا کو ہند کی چاروں طرف میں تبلیغ کے لیے بھیجا اور عام مسلمانوں کو جہاد کی دعوت دی۔ چھ ہزار ساتھیوں کے ساتھ وہ جہاد کے لیے روانہ ہوئے۔ گوالیار، ٹونک، اجمیر، سندھ سے ہوتے ہوئے کابل پہنچے اور وہاں سے براستہ خیبر پشاور میں داخل ہوئے پھر یہاں سے نوشہرہ تشریف لے گئے۔

دربار لاہور کی طرف سے جرنیل بدھ سنگھ ایک بڑے لشکر کے ساتھ ان کے مقابلے پر آیا۔ اکوڑہ کے مقام پر یہ مقابلہ ہوا، اس میں مجاہدین کامیاب رہے، علماء...... و روسا نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اب دوسری جنگ نوشہرہ میں ہونے والی تھی۔ یہاں کسی نے آپ کو زہر دے دیا۔ آپ کی حالت غیر تھی لیکن اس کے باوجود میدانِ جنگ میں تشریف لے گئے۔

حاکمانِ پشاور نے ان کی امامت قبول تو کر لی تھی لیکن دل سے ان کے ساتھ نہیں تھے چنانچہ عین عالم جنگ میں انھوں نے اپنا لشکر ہٹا لیا۔ مجاہدین کا لشکر تتر بتر ہو گیا۔

ان مصائب کے باوجود انھوں نے سکھوں سے جہاد جاری رکھا۔

سکھوں نے حاکم پشاور یار محمد کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ جن افغان مسلمانوں کو سکھوں سے نجات دلانے کے لیے مجاہدین سارے ہندوستان سے کھنچ کر آئے تھے، راجا رنجیت سنگھ کی حکمت عملی سے مجاہدین کے سب سے بڑے دشمن بن گئے۔

ایک معرکے میں یار محمد مارا گیا اور پشاور پر مجاہدین کا قبضہ ہو گیا۔ مجاہدین نے یار محمد کے بھائی سلطان محمد کو پشاور کا علاقہ بخش دیا لیکن اس شرط پر کہ اس علاقے میں شرع کے مطابق مقدمات کا فیصلہ ہوگا۔

سلطان محمد کے دل میں کھوٹ تھا۔ اس نے یہ فیصلہ کیا کہ جس قدر مجاہدین ہیں ایک ہی رات میں قتل کر دیے جائیں چنانچہ عشا سے فجر تک مسلمانوں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا۔

آپ بالاکوٹ تشریف لے گئے جہاں راجا شیر سنگھ کے لشکر سے سامنا ہوا۔ اس جنگ میں سازشوں نے کام کر دکھایا۔ مجاہدین کو شکستِ فاش ہوئی اور جہاد کی یہ کوشش آخری ثابت ہوئی کیونکہ اس معرکے میں وہ مجاہد ہی شہید ہو گیا جس نے ہندوستان کو گمراہی سے نکالنے کے لیے طوفان برپا کر دیا تھا۔

کیا آپ بتا سکتے ہیں؟ بالاکوٹ میں شہید ہونے والے یہ مجاہد کون تھے......؟

ذرا بتائیں تو؟ سلسلہ نمبر 7

درست جواب بھیجنے والے ننھے مجاہد

فیصل آباد: ریاض احمد رضا، محمد نثار، محمد رفیع، اقصیٰ یعقوب، عاصمہ شبیر، محمد بن طاہر، زبیر بٹ، احمد اسامہ، حافظ محمد بن عاشق، اسماء آصف، محمد جاسم، کبنی شہزادی، نعمان علی، شعیب الرحمٰن، رضا دالرحمٰن، رئیس احمد صدیقی، عاصم اشتیاق، محمد جابر، محمد احسان، محمد زوہیب، وسیم، نمرا قریشی، نازیہ حنیف، تحریم اقبال، عصمت طاہرہ، بنت آصف، آصف بند احمد علی، ابو عقاب اللہ، زبیر شاہد، مجتبیٰ ابن حمید خان، احسان الحق، ابوبکر عثمان بن محمد مشتاق، طاہرہ بنیش، شیخوپورہ ننکانہ: ابوسفیان، عبدالحمید، مریم بدیعہ، عبدالرحمٰن، رافعہ رحمٰن، طوبیٰ رحمٰن، زید اخت افضل، ذکی الرحمٰن کثیر، علی رضا، بابر جاوید، بنت حاجی محمد اسحاق، اخت اکمل۔ **قصور**: شائستہ فرزند، عمران سبحانی، محمد عمیر، ستارہ مبین، سراج منیر، رخسانہ نعیم، شبنم ناز، حافظ محمد کاشف، آصف جاوید، عبدالوحید، عمران، وقار ادریس، نثار احمد۔ **لاہور**: حافظ طارق فاروقی، اسامہ بلال، سمیعہ خادم الرحمٰن، ذیشان صادق، اخت قاسم، نفیس، ایمان عطیہ، نگینہ تبسم، سائرہ عمیر، ام مصعب، بابر علی شریف۔ **گوجرانوالہ**: مونا مقصود، عبدالرحمٰن آزاد، محمد اعظم، دلاور اقبال، آمنہ اختر، شمسہ مغل، فاطمہ، آمنہ، زرینہ ارشد اعوان، زاہد، طلال فاروق، فیصل اقبال، عتیق الرحمٰن اطہر۔ **ساہیوال**: حافظ عامر خان، مدثر بشیر، محمد امجد، فائزہ گوہر، عبدالمجید، عامر خان، عبداللہ ولید، عدنان شاف، حافظ عبدالرحمٰن۔ **نارووال**: حافظ محمد بلال یونس۔ **سیالکوٹ**: بنت اشرف، تجمل بشیر، مدیحہ انجم، میمونہ، محمد عرفان۔ **وہاڑی**: ناعمہ شمعون، عزیز احمد، طلحہ یاسین، کلیم اللہ، زاہد ذوالفقار، اشفاق نذیر، محمد

ذرا بتائیں تو......؟ سلسلہ نمبر 7 کی شخصیت

ابوریحان محمد بن احمد البیرونی

سلسلہ نمبر 7 کے انعام یافتہ

1۔ محمد عرفان — قلعہ دیدار سنگھ
2۔ زید اکرم — خانپور
3۔ سمید الحق — گولارچی سندھ
4۔ بنت حاجی محمد اسحاق — ننکانہ
5۔ مریم بدیعہ — مرکز طیبہ مرید کے
6۔ اسامہ ظفر — کمالیہ
7۔ بابر علی شریف — لاہور
8۔ اقصیٰ یعقوب — فیصل آباد
9۔ محمد دانیال — سرگودھا
10 رئیس احمد صدیقی — فیصل آباد

دارالابلاغ کی نئی پیشکش عفت و عصمت کا تحفظ
خواتین اہل بیت، جناتی شیطانی چالوں کا توڑ اور حاسدوں کے شر سے بچو کے بعد
حافظ صلاح الدین یوسف: مرد وزن کی پاکدامنی کے لیے تہذیبی کشمکش کے اس دور میں انسانیت کے لیے کون سا رخ بہتر ہے کس میں انسانیت کی فلاح مضمر ہے اور دین و دنیا کی سعادتوں اور خوش بختیوں کا امین کون ہے؟ اس کا فیصلہ یہ کتاب پڑھ کر ہر عقل مند کر سکتا ہے۔
فضیلۃ الشیخ مبشر احمد ربانی: خاتون اسلام کی عصمت کی حفاظت کے اعتبار سے یہ کتاب اب تک شائع ہونے والی اشاعتوں میں سب سے مفصل محقق جامع اور معیاری ہے۔
محمد طاہر نقاش: خاتون اسلام کے پاس ایمان باللہ کے بعد سب سے بڑی دولت اس کی عفت و عصمت ہوتی ہے اور یہ کتاب اسی کے تحفظ کی ضامن ہے۔
انمول تحفہ
پاکدامنی کے خواہشمند اسلام کے بیٹوں اور بیٹیوں کیلئے
تعاون MOB:0300-4453358
دارالابلاغ

محسن لطیف، قاری اسمعیل ۔ **سرگودھا** : عرفان لطیف ، زوبیہ رمضان، دانیال، راشد علی اصلاحی، سعدیہ ادریس، ابو زعارف، الیاس سلفی، عالیہ، عائشہ، بنت عبدالرحمٰن، ندا حلیم ، مدثر بنت طاہر، مدیحہ گل اخت عبدالرحمٰن، نائلہ عتیق ۔ **اوکاڑہ** : ماریہ اسمعیل، فرحان اجمل، عائشہ فہیم، رخسانہ مقبول، احسان الٰہی، سلیمان نذیر، حافظ علی معاذ، نعیم افضل۔ لیہ: محمد طیب امین ۔ لودھراں: نوید الرحمٰن، محمد بلال، محمد یونس سلفی ۔ **بھاولنگر** : فاروق احمد، بنت سرور، ناصر رفیق، محمد عمران انور، قمر ضیا، عمران خالد، امین، محمد شاہد، عذرا بلوچ، ابصار الرحمٰن، فیاض احمد قمر، سعودی عرب: مصباح اشرف۔ سندھ: سمید الحق، محبوب علی شیخ ۔ پاکپتن : مدیحہ امین، محمد عمران، محمد اکبر صدیق، حافظ عمران ۔ **کوئٹہ بلوچستان** : محمد وقاص بن سرور، عثمان بن بلال، نور اللہ، نعمان، محمد عبداللہ، احسان اللہ، احمد اللہ ۔ **منڈی بھاوالدین** : شعیب نذیر۔ میانوالی: الیاس سلفی، ثوبیہ الرحمٰن ۔ **بھکر** : اخت عطاء الرحمٰن، محمد عالم گیر، محمد صدیق حجازی، انیقہ گل، **جھنگ**: بنت عبدالحمید، صفدر اقبال۔ **حافظ آباد** : نزہت فاطمہ۔ **خوشاب** : عتیق الرحمٰن ضیاء چوختہ ، محمد ایوب ، بابر شعیب شیخ ۔ **کراچی** : ابن چاند۔ **چکوال** : جویریہ مقبول۔ **راولپنڈی ، اسلام آباد** : ام عمارہ، اسامہ ریاض، حافظ عبدالصمد۔ **ملتان** : اخت بلال اسمعیل ، اخت عدنان ، اخت رضوان ، عمیر شمیم ، ماریہ شمیم ، کنزہ یاسمین ، بنت ابو رضوان ، صبیہ عبدالرزاق ، اخت طلحہ ۔ **ٹوبہ ٹیک سنگھ** : عثمان، عائشہ ارشد، حافظ عمران، بنت حاجی عبدالرفیق، عبدالرشید، یونس سعدیہ ارشد، اسلم مطیع اللہ سیف ، اسامہ ظفر ، سدرہ مسعود ، محمد اشرف ، عبدالرشید، محمد عظیم، محمد شعیب، محمد اکرم، انعم مسعود، ایمن رانی ، خانیوال: مزمل ثناء اللہ۔ **کوٹلی آزاد کشمیر** : محمد انس ، عبدالجبار، حمزہ نیاز، محمد جہانگیر ، ماجد اقبال ، **بھاولپور** : سیدہ حفصہ ، سید منظلہ ، سید حمزہ علی۔ **رحیم یار خان** : جنید عبدالغفار۔ **دیگر شہروں سے** : عبیداللہ ناصر، ام اختر، صدیقہ بنت عبدالرشید، محمد ارشد، ماریہ ایوب مہر، اطہر شہزاد، فائزہ سعید، سائرہ عزیز، زیدا کرم، بنت عبدالرحمٰن، حنا کنول، فاطمہ عزیز ، رخسانہ بشیر، یوسف مغل، حفصہ داؤد، فریحہ اکبر، ناحید اختر، سمیرہ اخت عبدالعزیز ، نعمان شاہد ، ذیشان علی ، راجہ آفتاب، نسیم کوثر۔

تکبر

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“

”جس میں ذرا برابر بھی غرور اور تکبر ہوا اللہ تعالیٰ اسے رحمت کی نظر سے نہیں دیکھیں گے، نہ ہی اسے محبت سے بلائیں گے وہ قیامت کے دن ذلیل و رسوا ہوگا اور جہنم میں داخل کیا جائے گا۔“

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو چاہے کھالو جب تک دو چیزیں نہ ہو، فضول خرچی اور تکبر۔“ (بخاری)

محمد یونس سلفی ...... دنیا پور شہر

میرا پسندیدہ شعر

پھیلے ہوئے ہاتھوں کو حقارت سے نہ دیکھ
ہر شخص کی چوکھٹ پر گدا گر نہیں آتے

حافظہ عنبر لطیف ...... ستیانہ بنگلہ

خون کے رشتوں میں محبت ہوتی گرائے مسکین
تو یوسف کبھی مصر کے بازار میں نہ بکتا

حافظہ آمنہ لطیف ...... ستیانہ بنگلہ

چلے گا کام کب تک زور سے زر سے، جوانی سے
اک دن کرنا پڑے گا کنارہ زندگانی سے

حافظ محمد شہزاد، اصغر کالونی گوجرانوالہ

وقت خود ہی بتائے گا کہ میں زندہ ہوں
کب وہ مرتا ہے جو زندہ رہے کردار کے ساتھ
آہ میرے دوست ذرا دیکھ! میں ہارا تو نہیں
میرا سر بھی تو پڑا ہے، میری دستار کے ساتھ

عاتکہ فدائیہ

رستے تیری بستی کے پر اسرار بہت تھے
اور ان راہوں میں چھپے بہت تھے

اہل کشمیر کے دکھ کا مداوا نہ کر سکا کوئی
یوں تو اس زمانے کے غم خوار بہت تھے

جذبہ شوق شہادت سے کیا
ہم نے ہاتھوں میں سر لے لیا
موت سے آخر کب تک ڈریں
ہم نے قاتل کے محلے میں گھر لے لیا

محمد یحییٰ خلیق، موڑ کھنڈا

تمھیں تو کالی گھٹا کو بھی پہچاننا نہیں آیا
نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو ساون ہے

عاتکہ فدائیہ ......

ہم نے لکھا ہے اپنے شہیدوں کے لہو سے
مقتل کی داستان کا عنوان زندگی

سعدیہ حسن ...... صادق آباد

اگر اجالے کی ضرورت ہے تو دل میں کر ضیاء پیدا
یہ دنیا چاند تاروں سے درخشاں ہو نہیں سکتی

سمیعہ بنت امین ...... پرناواں

غیروں نے ہم کو آگ لگائی اپنوں نے ہم کو پھولوں سے مارا
الٰہی ہمارا تو ہی سہارا تیرے سوا ہے کون ہمارا

صباء امین ...... ڈاہرانوالہ

نہ رکے تھے نہ رکے ہیں نہ رکیں گے جو روکو ے
نہیں رکتے قدم ان کے طلب جن کی شہادت ہو

فاطمہ یوسف ...... چک اُگو

المسعودی

المسعودی چوتھی صدی ہجری کا بلند پایا مسلمان مورخ، عظیم سیاح اور نامور جغرافیہ دان تھا، وہ بغداد میں پیدا ہوا، اس کا پورا نام ابوالحسن علی بن الحسنین تھا، اس کا سلسلہ نسب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جا ملتا تھا۔

اس نے بہت سے ممالک کے سفر کیے تھے جن میں ہندوستان، چین، فلسطین، شام، مصر اور دنیا کے کئی اور بڑے ممالک شامل ہیں، وہ فقہ، ادب، حکمت، قانون، لسانیات، تاریخ، سیاسیات اور دیگر بے شمار علوم کا ماہر تھا، اس نے ان علوم پر بیسیوں کتب لکھیں، اس نے جن مقامات کی سیاحت کی وہاں کے جغرافیائی، معاشرتی اور مذہبی حالات پر بھی کتب لکھیں۔

عظیم مسلمان مؤرخ ابن خلدون نے بھی اپنی کتب میں المسعودی کی تاریخی روایات کے حوالے دیے ہیں علامہ شبلی نعمانی کے نزدیک المسعودی جیسا وسیع المنظر مؤرخ ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔

حمزہ نیاز ...... کوٹلی، آزاد کشمیر

قرآن میں

سکون ڈھونڈتا پھرتا تھا میں بہاروں میں
حسین وادیوں میں سرمئی نظاروں میں
میں اس کی تلاش میں جا پہنچا چاند تاروں میں
یہ پر ملا مجھے قرآن کے سپاروں میں

امبر بنت کمال ...... کراچی

ایریا کمانڈر

مقبوضہ کشمیر میں بھارتی مظالم کا پمفلٹ میرے سامنے ہے، اس کو لکھنے والا ایک بھارتی صحافی ہے، اس پمفلٹ کے اندر اس صحافی نے کشمیریوں پر تشدد کے مختصر مختصر واقعات نقل کیے ہیں، جن کو پڑھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آجاتا ہے اور غم وغصہ کی ایک زبردست لہر جسم کے اندر دوڑتی ہے اور ایک واقعہ مکمل پڑھنا بہت مشکل ہو جاتا ہے ان میں سے ایک قارئین کرام کی نظر ہے، جسے لکھتے ہوئے قلم لرز جاتا ہے۔

پانچ بچوں کا باپ گل محمد لون جسے فوجیوں نے مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا، اپنا واقعہ اس طرح بیان کرتا ہے۔

''مجھے گھر سے نکالا گیا تو پتا چلا کہ عمر کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ گروپ بنائے گئے ہیں، تقریباً ۳۵ سال تک کے جوانوں کو الگ رکھا گیا اور انھیں خصوصی طور پر تشدد کا نشانہ بنایا گیا میں ایک کسان ہوں نہ میں نے کبھی کلاشنکوف دیکھی اور نہ چلائی میرے گھر سے باہر نکلتے ہی آرمی آفیسر نے کہا: ''ہاں مل گیا...... بڑا موٹا تازہ ہے، لگتا ہے، ایریا کمانڈر ہے...... آفیسر نے مجھ سے سوالات شروع کیے :

''تم ایریا کمانڈر ہو؟''

''نہیں!''

ابھی میں نے اتنا ہی کہا تھا کہ میرے گھر کا سامان ٹی وی، ریڈیو وغیرہ لا کر باہر پھینک دیے گئے، پھر پوچھا...... سامان (ہتھیار) کہاں ہے؟''

''میرے پاس کھیتی کا سامان ہے...... آپ اندر (گھر میں) جا کر دیکھ لیجیے...... اس بات پر مجھے، دو فوجی رائفل کے بٹ سے پیٹنے لگے، ٹانگوں پر چوٹ لگنے سے میں گر گیا۔''

''سالا سیدھے طریقے سے نہیں بتائے گا۔''

مارتے ہوئے اسٹور روم میں لے گئے، جس میں کھیتی کا سامان جمع تھا، ہتھیار نہیں ملے تو مجھے گھر کی چھت سے الٹا لٹکا دیا گیا اور کہا:

یاسمین طاہرہ ...... بھمبہ کلاں قصور

''بتاؤ ہتھیار کہاں چھپائے ہیں؟ بتاؤ ورنہ پھانسی دے دیں گے۔''

''میرے سر، بازو، پاؤں اور کندھوں سے خون بہہ رہا تھا، میں نے کہا اس طرح مارنے کی بجائے پھانسی ہی دے دو۔''

میرا جواب سن کر انھوں نے پھر مارنا شروع کیا...... پیٹ میں رائفل کے بٹ مارے اور پھر کہا کہ کیا تیری لاش کا اچار ڈالیں گے؟ تجھے زندہ رکھ کر ہی پوچھ گچھ کی جائے گی۔

سرحد ''پاکستانی'' کدھر ہے؟''

''مجھے نہیں معلوم۔''

پاکستان میں تجھے کون جانتا ہے

''کوئی نہیں۔''

داڑھی کیوں رکھی؟

''سنت ہے۔''

سالے داڑھی رکھتے ہو...... اسے کاٹو......

''میں نہیں کاٹوں گا سنت ہے۔''

سالے کیا تو ایریا کمانڈر ہے، جو داڑھی نہیں کاٹے گا:

''پھر مارنا شروع کیا...... میں چیختا رہا...... مجھے مت مارو میں بے گناہ ہوں۔''

پھر چار فوجیوں نے میرے گھٹنوں کو سامنے کی طرف سے موڑ کر کندھوں کے ساتھ باندھ کر زمین پر لٹایا۔ اوپر سے دو فوجی میرے جسم پر رائفل کے بٹ برساتے رہے، میرے جسم کے ہر حصے حتیٰ کہ کانوں سے بھی خون بہنے لگا، اس کے بعد چار فوجیوں نے ایک مرتبہ پھر چھت سے لٹکا دیا...... جلتی ہوئی موم بتی سے میرے جسم کے نازک حصے جلائے گئے، میں چیختا رہا...... تکلیف اور شدید پیاس سے میرا برا حال تھا...... میں نے پینے کا پانی مانگا...... تو ایک فوجی نے میرا منہ کھول کر دانتوں کے درمیان ایک ڈنڈا پھنسا دیا اور پھر میرے حلق میں جلتی ہوئی موم بتی کے پگھلتے ہوئے موم کے قطرے ٹپکائے گئے، پھر اتار کر فرش پر لٹایا گیا...... اور چار فوجیوں نے میری دونوں ٹانگیں مخالف سمتوں میں کھینچ کر مجھے درمیان سے چیرنے کی کوشش کی...... میں بے ہوش ہوگیا...... مجھے نہیں معلوم بعد میں میرے ساتھ کیا ہوا، لیکن ہوش آیا تو میں اسپتال میں تھا...... اور میرے ایک ہاتھ اور پاؤں کی ہڈیاں ٹوٹ چکی تھیں۔

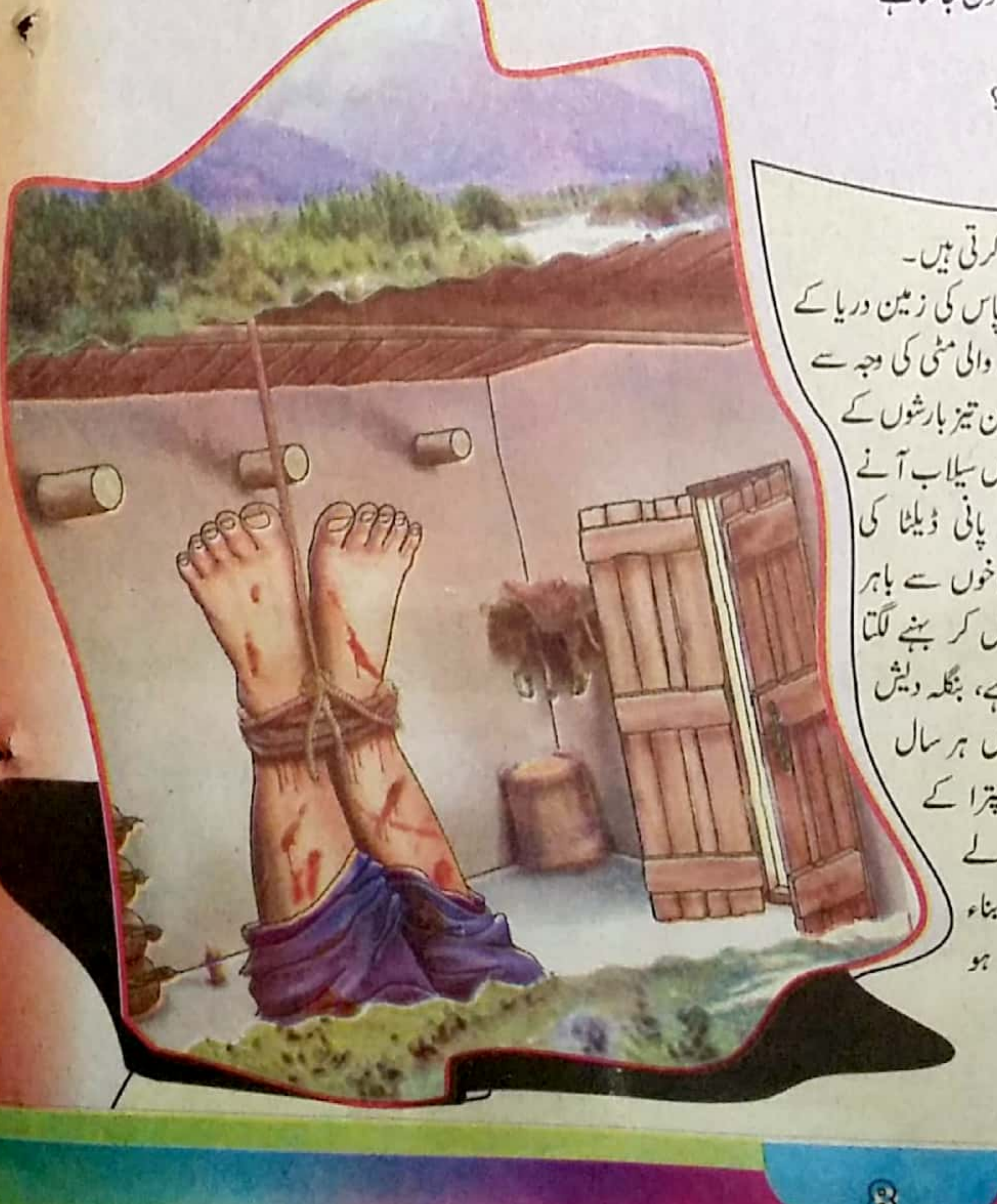

دریا کے سمندر میں گرنے کی شکل

وہ مقام جہاں پر کوئی دریا، سمندر میں جا گرتا ہے اسے دریا کا دہانہ کہتے ہیں دہانے کے قریب دریا کی رفتار مزید سست ہو جاتی ہے، یہ اپنے ساتھ بہہ کر آنے والی مٹی اور پتھر وغیرہ کی بڑی مقدار کو رستے میں ہی چھوڑتا ہے، ڈیلٹا عموماً دریاؤں کے دہانے پر ہی بنتے ہیں، اس جگہ پر دریا کے راستے بہہ کر آنے والی مٹی اور پتھروں کی وجہ سے دریا مختلف شاخوں میں بٹ کر ایک تکونی سیلابی قطعہ بناتا ہے جسے اکثر دوسری شاخیں کاٹتی ہوئی گزرتی ہیں، دریا کی یہ شاخیں بالآخر سمندر میں جا گرتی ہیں۔

ڈیلٹا کے آس پاس کی زمین دریا کے ساتھ بہہ کر آنے والی مٹی کی وجہ سے زرخیز ہوتی ہے، لیکن تیز بارشوں کے زمانے میں دریا میں سیلاب آنے کی صورت میں پانی ڈیلٹا کی شاخوں سے باہر نکل کر بہنے لگتا ہے، بنگلہ دیش میں ہر سال دریا گنگا، برہما پترا کے ڈیلٹا پر رہنے والے لوگ سیلاب کی بناء پر زخمی یا ہلاک ہو جاتے ہیں۔

فاطمہ یوسف، چک اگو

گستاخ کی سزا

حافظ عنبر لطیف

پیارے بچو! مدینے میں ایک یہودی رہتا تھا، یہ بہت حسین وجمیل ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام اور رسول اللہ ﷺ کا بدترین دشمن بھی تھا، اس کا قلعہ اپنے قبیلے بنونضیر کی آبادی کے پیچھے تھا۔

ایک دن جب اسے پتا چلا کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو جنگ بدر میں فتح ہوئی ہے، اس نے پیارے رسول ﷺ کے خلاف بدزبانی کرنا شروع کردی اور پھر اس نے اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف منصوبے بنانے شروع کردیے، یہ نبی اکرم ﷺ کو اذیتیں پہنچاتا تھا، اور کافروں کو نبی ﷺ کے خلاف اور زیادہ بھڑکاتا تھا، پھر اس نے اپنی زبان سے بیہودہ شعر اللہ کے پیغمبر کے خلاف کہنے شروع کردیے اور یہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے لگا:

پیارے مجاہدو! آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ گستاخ رسول ﷺ اس دنیا میں کب زندہ رہتا ہے؟ ہر کوئی اپنے برے انجام کو پہنچتا ہے، اس طرح اب اس کی بھی موت کا وقت قریب ہی آگیا تھا۔

ہوا یوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو اس شخص سے نمٹے؟ کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے پیغمبر کو اذیت دی ہے؟''

پھر کیا تھا؟ اس کے جواب میں محمد بن مسلمہ ؓ، عباد ؓ بن بشر، ابو نائلہ (جو اس شخص کے رضاعی بھائی تھے) حارث بن اوس اور ابو عبس ؓ بن جبر اٹھ کھڑے ہوئے۔

محمد بن مسلمہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ میں حاضر ہوں؟ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں!''

اس کے بعد محمد بن مسلمہ ؓ اس شخص کے پاس گئے، کیونکہ یہ اس مختصر سی جماعت کے کمانڈر تھے، اور کہنے لگے:

''اس شخص نے (یعنی نبی ﷺ) ہم سے صدقہ طلب کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس نے ہمیں مشقت میں ڈال دیا ہے۔''

اس شخص نے کہا: ''واللہ! ابھی تم لوگ اور بھی اکتا جاؤ گے۔''

محمد بن مسلمہ ؓ نے کہا: ''اب ہم اس کے پیروکار بن چکے ہیں تو مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا ساتھ چھوڑ دیں، جب تک اس کا انجام نہ دیکھ لیں۔'' اب یہ ساری باتیں ایک منصوبے کے تحت ہو رہی تھیں، پھر محمد بن مسلمہ ؓ نے کہا: ''اچھا ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں ایک دو وسق غلہ دے دیں۔''

اس نے کہا: ''میرے پاس کچھ رہن رکھو۔''

محمد بن مسلمہ ؓ نے کہا: ''آپ کون سی چیز پسند کریں گے؟''

اس نے کہا: ''اپنی عورتوں کو میرے پاس رہن رکھ دو۔''

محمد بن مسلمہ ؓ نے کہا:

''بھلا ہم اپنی عورتوں کو کیوں رہن رکھیں جبکہ آپ تو عرب کے خوبصورت انسان ہیں۔''

اس نے کہا:

''چلو اپنے بیٹوں کو میرے پاس رہن رکھ دو۔''

محمد بن مسلمہ ؓ نے کہا: ''ہم اپنے بیٹوں کو کیسے رہن رکھ دیں؟ انھیں تو گالی دی جائے گی کہ آپ کو تھوڑے سے غلے کے بدلے رہن رکھ دیا، ہم اپنے ہتھیار آپ کے پاس رکھ سکتے ہیں۔''

اس کے بعد دونوں میں یہ طے ہوگیا کہ محمد بن مسلمہ ؓ آپ کے پاس ہتھیار لے کر آئیں گے۔

ادھر ابو نائلہ نے بھی اسی طرح اقدام کیا: پہلے ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے پھر بولے:

''میں ایک ضرورت کا ذکر لے کر آپ کے پاس آیا ہوں، آپ اس کو راز میں ہی رکھیں گے۔''

اس نے کہا: ''ٹھیک ہے میں ایسا ہی کروں گا۔''

ابو نائلہ نے کہا: ''بھی اس شخص (یعنی نبی ﷺ) نے ہمیں آزمائش میں ڈال دیا ہے، ہم اور ہمارے بچے مشغول ہوگئے۔

ادھر یہ جانباز فدائیوں کو دستہ اس شخص کے قلعے کے دامن میں پہنچا تو ابو نائلہ نے قدرے زور سے آواز دی۔ آواز سن کر وہ ان کے پاس جانے کیلئے اٹھا تو اس کی بیوی نے ...... جو ابھی نئی نویلی دلہن تھی ...... کہا: اس وقت کہاں جا رہے ہیں۔ میں ایسی آواز سن رہی ہوں جس میں گویا کہ خون ٹپک رہا ہے۔''

اس نے کہا: یہ تو میرا بھائی ہے۔ اور میرا دودھ کا ساتھی ابو نائلہ ہے کریم آدمی کو اگر نیزے کی مار کی طرف بلایا جائے تو اس کا پکار پر بھی وہ جاتا ہے اس کے وہ باہر آگیا۔ اس کے سر سے خوشبو بہت آرہی تھی۔

ادھر ابو نائلہ نے اپنے ساتھی کو سمجھا رکھا تھا۔ کہ جب وہ آئے تو میں اس کے سر سے خوشبو سونگھوں گا۔ دو تین مرتبہ ایسا ہی کروں گا پھر اس کو پکڑ لیا جائے گا۔

جب وہ شخص آیا تو پھر ابو نائلہ نے اس سے کہا: کیوں نہ آج شب عجوز تک چلیں؟ اس نے کہا: ''اگر تم چاہتے ہو تو چلتے ہیں'' پھر وہ سب چل پڑے۔ آدھی رات کو چاند اپنی پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا۔ سارا قلعہ نیند میں ڈوبا ہوا تھا۔ لیکن ادھر اس شخص کی موت بھی اس کے قریب ہی چلی آرہی تھی۔ اسی دوران میں ابو نائلہ نے کہا: آج جیسی عمدہ خوشبو میں نے کبھی سونگھی نہیں۔ یہ سننا تھا کہ اس شخص کا سر فخر سے تن گیا۔ اس نے کہا: ''میرے پاس عرب کی سب سے زیادہ خوشبو والی عورت ہے'' ابو نائلہ ؓ نے کہا: اجازت ہو تو آپ کا سر سونگھ لوں؟ اس نے کہا: ہاں ہاں! لیکن اسے کیا پتا تھا کہ آج میری آخری رات ہے۔ تمام مجاہدوں نے باری باری ابو نائلہ ؓ کی طرح ہی کیا:

اس کے بعد کچھ دیر چلے ابو نائلہ نے کہا: ایک بار اور! اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ اب کی بار ابو نائلہ نے اس کے بالوں کو اچھی طرح جکڑ لیا اور کہا! پکڑ لو اس گستاخ کو۔ پھر کیا تھا سارے مجاہد اس پر تلواروں سے مارنے لگے۔ محمد بن مسلمہ نے اپنی کدال ماری۔ جو اس کے جسم سے آر پار ہوگئی۔ اس خبیث نے اتنی زبردست چیخ لگائی کہ سارا قلعہ چیخ کو سن کر روشنی میں نہا گیا۔ یوں وہ گستاخ رسول اپنے انجام کو پہنچا۔

ننھے مجاہدو! اب آپ اس بدنصیب کا نام جاننے کیلئے بے تاب ہوں گے؟ تو یہ گستاخ کعب بن اشرف تھا جس کو اپنی خوبصورتی پر بڑا ناز تھا۔

اس کارروائی میں حضرت حارث ؓ زخمی ہوگئے۔ پھر جب یہ قافلہ نبی ﷺ کے گھر کے قریب پہنچا تو اس زور سے نعرہ لگایا کہ آپ ﷺ کو بھی سنا۔ تو آپ ﷺ نے سمجھ لیا کہ انہوں نے اسے مار لیا۔ پھر جب یہ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ چہرے کامیاب رہیں۔ ان لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ ﷺ کا چہرہ بھی۔ اور اس طاغوت کے چیلے کے سر کو آپ ﷺ کے پاؤں میں رکھ دیا۔

آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی۔ اور اس کے بعد حارث ؓ کے زخم لعاب دہن لگایا جس سے وہ شفایاب ہوگئے اور آئندہ کبھی تکلیف نہ ہوئی۔

(بحوالہ الرحیق المختوم)

عشرہ مبشرہ کی آخری گھڑیاں

خالد وقار......امیر پور سادات

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

۲۲ جمادی الاخری ۱۳ ہجری بروز سوموار کو مغرب اور عشاء کے درمیان فوت ہوئے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

آپ کو فیروز نامی مجوسی غلام نے دو دھاری خنجر سے زخمی کیا اور آپ یکم محرم ۲۴ ہجری کو فوت ہو گئے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

آپ ایام تشریق یعنی ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذوالحجہ ۳۵ ہجری میں ۸۲ سال کی عمر میں باغیان مصر کے ظالم ہاتھوں سے شہید ہوئے بعض نے آپ کی عمر ۸۶ سال اور بعض نے ۹۰ سال بھی بیان کی ہے۔

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

آپ ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کی صبح کو بدبخت شخص ملعون ابن ملجم کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

آپ ۱۸ ہجری میں جہان فانی سے آخرت کی طرف کوچ کر گئے، آپ نے ۵۸ سال کی عمر پائی۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

سالوں کے اختلاف کے ساتھ ۵۱ یا ۵۴ھ ۵۸ ہجری تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں وادی عتیق میں جو مدینہ سے ۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہے وفات پائی، عشرہ مبشرہ میں سب سے آخر میں فوت ہو گئے۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

سن وفات مختلف بیان کیا گیا ہے، صاحب اکمال نے ۳۲ ہجری اور ابن الاثیر الجزری نے ۳۵ ہجری تحریر فرمایا، بمقام مدینہ منورہ بعمر ۷۵ سال میں وفات پائی۔

سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

آپ کی شہادت بروز جمعرات ۱۰ جمادی الاولیٰ ۳۶ ہجری میں بعمر ۷۷ سال ہوئی۔

سیدنا طلحہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ

آپ ۱۰ جمادی الاخریٰ ۳۶ ہجری کو واقعہ جمل میں کچھ اوپر ۶۰ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ

باختلاف روایات ۵۰ھ و ۵۱ھ و ۵۲ ہجری میں آپ وفات پا گئے۔

معلوماتِ معراج

❀ تحفہ میں آپ ﷺ کو پانچ وقت کی نمازیں ملی، (جو کہ پچاس تھیں مگر موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر آپ ﷺ نے بار بار جا کر اللہ تعالیٰ سے پینتالیس نمازیں معاف کروا لی تھیں مگر اللہ عزوجل نے ان کا ثواب پچاس نمازوں جتنا ہی رکھا ہے۔

❀ آپ ﷺ کی ملاقات پہلے آسمان پر سیدنا آدم علیہ السلام سے ہوئی۔

❀ دوسرے آسمان پر یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔

❀ تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے ہوئی۔

❀ چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام سے ہوئی۔

❀ پانچویں آسمان پر سیدنا ہارون علیہ السلام سے ہوئی۔

❀ چھٹے آسمان پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔

❀ ساتویں آسمان پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔

بشریٰ بدر گل......کراچی

اُف گرمی

اخت قاسم، بادامی باغ لاہور

گرمی کا عالم یہ ہے کہ ہر سال شدت پکڑتی جا رہی ہے، 2 منٹ کی لوڈ شیڈنگ سے کلیجے منہ کو آنے لگتے ہیں، گھر سے باہر نکلنا تو عذاب نظر آتا ہے، گرمی سے نجات پانے کے لیے کوئی بار بار نہار رہا ہے، کوئی کپڑا پانی میں تر کر کے چہرے اور پاؤں پر رکھ کر طبیعت پر سکون کر رہا ہے، کوئی اپنے خشک حلق کو تر کرنے کے لیے، بار بار پانی پی رہا ہے تو کوئی صحت افزا مقامات کا رخ کر رہا ہے۔

سوچا دنیا میں تو ہم گرمی سے بچاؤ کے لیے انتظامات کر لیتے ہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سہولیات دے رکھی ہیں، لیکن کیا ہم کبھی روز قیامت کی گرمی کا تصور ذہن میں لائے؟ کہ اب تو ہم سے سورج لاکھوں میل دور ہے تو پھر یہ حال ہے کہ آئے روز اخبارات میں خبریں...... آج گرمی کے باعث اموات ہوئیں، آج اتنی ہوئیں۔

اور قیامت کا دن حدیث میں ہے کہ اس روز سورج مخلوق کے اتنا قریب ہوگا کہ ایک میل کی مقدار کے قریب فاصلہ ہوگا۔ (حدیث)

راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ نبی ﷺ نے میل سے زمین کی مسافت والا میل مراد لیا ہے یا وہ سلائی جس سے سرمہ آنکھوں میں ڈالا جاتا ہے، پس لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ہوں گے، اور قیامت کا دن اتنا بڑا ہوگا کہ سورۃ سجدہ آیت نمبر 5 فرمان الٰہی ہے کہ: ''جو تمہارے حساب سے ہزار برس کا ہوگا اور سورۃ معارج آیت نمبر 4 میں قیامت کے دن کی مقدار پچاس ہزار برس فرمائی، جس کے معنی یا تو ہیں کہ شدت وخوف سے کفار کو قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا معلوم ہوگا یا یہ کہ قیامت کے دن میں پچاس مرحلے ہوں گے جس میں ہر مرحلہ ہزار برس کے برابر ہوگا، ذرا سوچیں! ہماری دنیا میں چالیس، پچاس سال عمر گزارنے کے لیے، راحت و آسائش لینے کی کوشش، قیامت کے لمبے ترین دن گزارنے سے بڑھ کر نہیں۔

انگور

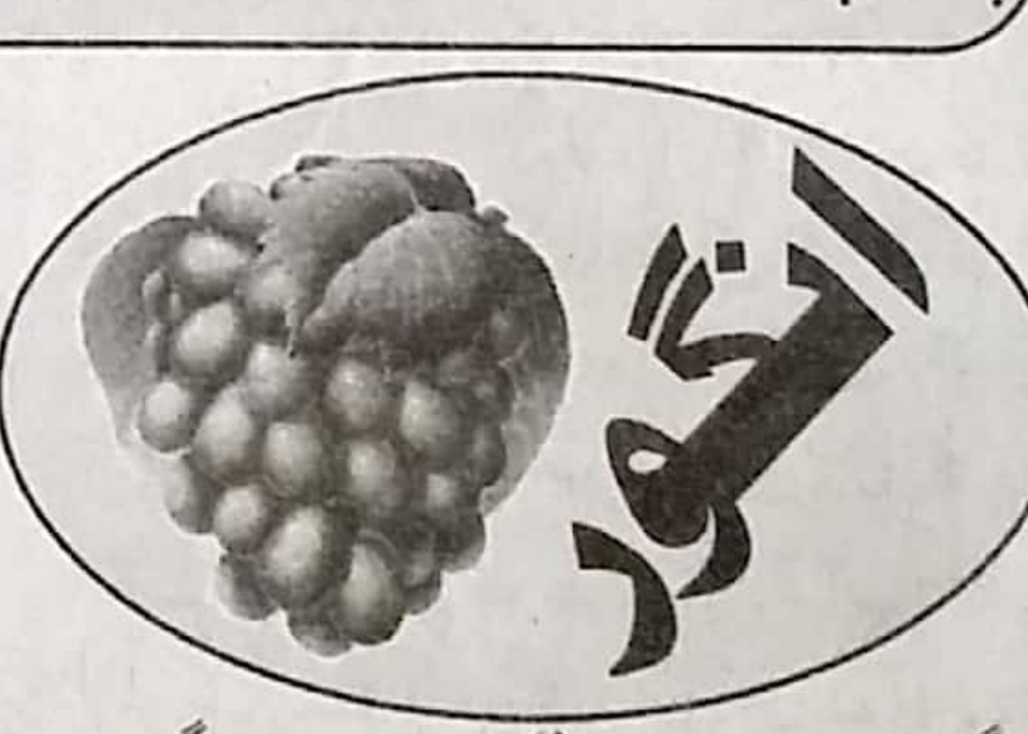

انگور دل، معدے اور دماغ کو طاقت دیتا ہے، انگور بہت میٹھا اور خوش ذائقہ پھل ہے، یہ موسم گرما کے آخری دنوں میں ہوتا ہے اور خوب شوق سے کھایا جاتا ہے انگور کی کئی اقسام ہیں، جن میں چھنی ابری، کوہستانی، بستانی، بیوانہ، موی سندر خانی زیادہ مشہور ہیں، ان تمام قسموں کی رنگت، جسامت اور لذت جدا جدا ہے، انگور میں وٹامن سی، میگنیشیم، سوڈیم، وٹامن بی، وٹامن ای، بائیوٹین، آئرن، کاربو ہائیڈریٹس، گلوکوز، فرٹوز کے اجزاء مختلف مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

انگور کی کاشت سب سے پہلے کب اور کہاں ہوئی اس سلسلے میں مختلف آراء ہیں۔

یہ پہلے خود بخود اگنے والی جنگلی بیل کی صورت میں پایا جاتا ہے، انگور بہت مفید پھل ہے، جلدی ہضم ہو جاتا ہے، دل، معدے اور دماغ کو طاقت دیتا ہے صالح خون پیدا کرتا ہے، خون کی زہریلا پن اور تیزابیت دور کر کے انسان کے چہرے کی رنگت نکھارتا ہے، حکیم لوگوں کی متفقہ رائے ہے کہ خون بنانے میں انگور کا مقابلہ انجیر کے سوا کوئی پھل نہیں کر سکتا، غذائی خوبیوں کے ساتھ ساتھ انگور مختلف بیماریوں میں بھی بہت مفید ہے، بعض حکماء تو بہت سی بیماریوں کا علاج انگور ہی سے کرتے ہیں۔

امۃ القدوس بنت صفت اللہ طاہر

حدیث

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک اللہ تمھاری شکلوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بے شک اللہ تعالیٰ تمھارے دل اور تمھارے عملوں کو دیکھتا ہے۔" متفق علیہ

چار خلفاء

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت 2 سال 3 ماہ 9 دن ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت 10 سال 5 ماہ 4 دن ہے۔

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت 12 سال 11 دن ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت 4 سال 9 ماہ ہے۔

(بحوالہ: عشرہ مبشرہ)

خالد وقار ...... امیر پور سادات

داڑھی کے بغیر

حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ سے کسی نے دریافت کیا: "انگریز کہتے ہیں کہ داڑھی رکھنا خلاف فطرت ہے کیونکہ انسان داڑھی کے بغیر پیدا ہوا ہے، لہٰذا اسے داڑھی کے بغیر ہی مرنا چاہیے۔"

مولانا نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

"پھر تو انگریزوں کو چاہیے کہ سارے دانت توڑ ڈالیں کیونکہ انسان دانتوں کے بغیر پیدا ہوا ہے، دانت بھی تو بعد میں ہی نکلتے ہیں۔"

مجلس میں بیٹھے ایک صاحب بولے: "واہ! مولانا صاحب! کیا دندان شکن جواب دیا ہے!"

محمد تجمل ...... سیالکوٹ

مسکراہٹ

① اس پر کچھ خرچ نہیں آتا لیکن یہ سب کچھ دیتی ہے۔

② یہ حاصل کرنے والوں کو مالا مال کرتی ہے اور دینے والے سے کچھ نہیں مانگتی۔

③ اس کے بغیر کوئی امیر نہیں، جس کے پاس یہ نہیں اس جیسا کوئی غریب نہیں۔

④ مسکراہٹ کی ضرورت اسے سب سے زیادہ ہوتی ہے جس کے پاس دوسروں کو دینے کے لیے کچھ نہ ہو۔

⑤ اگر آپ دوسروں کے لیے باعث احترام بننا چاہتے ہیں، ان کے دلوں میں گھر کرنا چاہتے ہیں تو مسکرایئے۔

⑥ یہ ایک جھلک ہوتی ہے لیکن اس کی یاد اکثر و بیشتر ابدی ہوتی ہے۔

حافظہ فوزیہ سلیم ...... لاہور

گلدستہ

ذہانت شرط ہے

ان جملوں میں پھول کے نام تلاش کریں:

① راجا منصور بہت اچھا انسان ہے۔

② پتوکی لاہور سے 80 کلومیٹر دور ہے۔

③ ہمیں محمد ﷺ سے بہت پیار ہے۔ (ان شاء اللہ)

④ ہر دم مانگو رب سے خیر۔

⑤ سردیوں میں سرد اور ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں۔

⑥ دوسروں کو ہنسانا رونے سے زیادہ آسان ہے۔

① جامن۔ ② کیلا۔ ③ سیب۔ ④ انگور۔ ⑤ سردا۔ ⑥ انار

ابو محمد محمد تصدق ...... آزاد کشمیر

اے خدا

اے خدا اے خدا
تو ہے بڑا سب سے بڑا
تو ہے آقا مرا
میں ہوں بندہ تیرا
اے خدا اے خدا
تو ہے سب سے غنی
سب ہیں تیرے گدا
اے خدا اے خدا
تو ہے بڑا سب سے بڑا
عقل اور عمل کی
روشنی کر عطا
اے خدا اے خدا
تو ہے بڑا سب سے بڑا

نجیب اللہ ...... رائیونڈ، کڑیال

حرام چیزیں

"اے محمد ﷺ! آپ فرما دیجیے! اے لوگو! آؤ میں تمھیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں، جن کو تمھارے رب نے تم پر حرام فرمایا اور وہ یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو اور اپنی اولاد کو بھوک کے سبب قتل مت کرو، ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے علانیہ یا پوشیدہ جتنے بھی طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ اور جس کا خون بہانا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، اس کو قتل مت کرو، ہاں مگر حق کے ساتھ یہ چیزیں ہیں جن کا اس نے تم کو تاکیداً حکم دیا ہے تا کہ تم سمجھو۔" (الانعام: 151)

ابوبکر فاروقی ...... فیصل آباد

اجر و ثواب

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے کسی ہدایت کی طرف بلایا تو اس کے لیے ان لوگوں کے اجر کے برابر اجر ہوگا جو اس کی پیروی کریں گے اور یہ ان کے اجروں سے کچھ بھی کمی نہیں کرے گا اور جس نے کسی گمراہی کی طرف بلایا تو اس پر ان لوگوں کے گناہوں کے برابر ہوگا جو اس کی پیروی کریں گے اور یہ ان کے گناہوں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا۔" (مسلم)

اسماء بنت صدیق ...... وہاڑی

علم کی فضیلت

...... اور آپ فرما دیں، اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔ (سورۃ طٰہٰ: ۱۱۴)

...... کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں۔ (الزمر: ۹)

...... اللہ تعالیٰ تم میں سے اہل ایمان اور اہل علم کے درجات بلند فرماتا ہے۔ (المجادلہ: ۱۱)

...... جو شخص علم حاصل کرنے کی راہ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان فرما دیتے ہیں۔ (البیہقی)

...... جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے نکلے وہ اپنے گھر میں واپس آنے تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں رہتا ہے۔ (ترمذی)

...... علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے۔ (ابن ماجہ)

...... دو قسم کے (لالچی) سیر نہیں ہوتے، علم کا حریص جو اس سے کبھی سیر نہیں ہوتا اور دنیا کا حریص بھی اس سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ (البیہقی)

سجاد الرحمن تاج ...... ملتان

غسل کا طریقہ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فرضی غسل کرتے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر نماز کی طرح وضو کرتے پھر اپنی انگلیاں پانی میں داخل کرتے ان کے ذریعے اپنے بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے پھر اپنے سر پر تین چلوں پانی ڈالتے پھر سارے جسم پر پانی بہاتے۔
(صحیح البخاری: ۲۴۸۔ موطا للامام مالک: ۶۵/۱)

محمد عمر ...... بورے والا

علم

① علم سے انسان معرفت الٰہی حاصل کرتا ہے۔

② علم حاصل کرو، اللہ کے لیے علم حاصل کرنا نیکی ہے۔

③ علم کی طلب عبادت ہے۔

④ علم سکھاؤ، کہ یہ صدقہ ہے۔

ابوبکر صدیق ...... سرگودھا

انوکھی معلومات

ابو رضوان......ملتان

عجیب وغریب ٹائپ مشین:

امریکہ کے ریڈیو کارپوریشن نے ایک ایسی عجیب وغریب ٹائپ مشین ایجاد کی ہے جس کے ہوتے ہوئے دفتر میں سیکرٹری رکھنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہوگی کیونکہ یہ خود کار ٹائپ مشین خود بخود مضمون ٹائپ کر دیتی ہے صرف اس کے

سامنے مطلوبہ الفاظ بولیے یہ فوراً ٹائپ کر کے آپ کے سامنے پیش کر دے گی۔

عجیب وغریب کار:

فرانس میں پچھلے دنوں ایک خاص اور عجیب وغریب موٹر کار ایجاد کی گئی ہے جو ڈرائیور کو باقاعدہ انسانی آواز میں کار میں خرابی کی اطلاع فراہم کرتی ہے اس مقصد کے پیش نظر کار میں ایک خود کار نظام فٹ کیا گیا ہے جو مردانہ اور زنانہ آواز میں ٹیپ کی صورت میں ہے کسی بھی خرابی سے آپ کو آواز سنائی دے گی اس کے بعد آئندہ چند دنوں بعد ہونے والی خرابی سے آگاہ کیا جاتا ہے، دروازہ بند نہ ہونے، سیٹ بیلٹ ٹھیک طرح نہ باندھنے اور پٹرول کی کمی کی اطلاع آواز میں سنی جاسکتی ہے، جبکہ کار کے انجن کا گرم ہونا یا گیس ڈیزل کی کمی کی معلومات بھی آواز میں سنائی دیتی ہیں یہ آوازیں کار کے ڈیش بورڈ کے پاس لگے سپیکر سے موصول ہوتی ہے۔

انوکھی لالٹین:

عرب کے جزائر میں عجیب قسم کی لالٹین استعمال کی جاتی ہے جو ایک کدو سے بنائی جاتی ہے لالٹین میں سوراخ ہوتے ہیں اور ان میں سینکڑوں کی تعداد میں جگنو ڈال دیے جاتے ہیں جب وہ اپنی روشنی نکالتے ہیں تو کدو میں کیے گئے سوراخوں سے روشنی باہر آتی ہے جس سے روشنی پھیل جاتی ہے۔

ڈرائیور کے بغیر:

ایک ریل گاڑی راجھرہ (دہلی) ریلوے اسٹیشن سے روانہ ہوئی اور اچانک اس کی بریک فیل ہوگئی جس کے سبب وہ مقررہ اسٹیشن پر نہ رک سکی گاڑی ''بھلائی'' ریلوے اسٹیشن تک مسلسل چلتی رہی اور ڈرائیور اسے روکنے میں ناکام ہوگیا بالآخر ڈرائیور نے عملے اور گارڈ کے ہمراہ گاڑی سے چھلانگ لگا دی یہ مال گاڑی بغیر ڈرائیور کے تیس کلومیٹر کا سفر طے کر کے خود بخود ڈنڈالاپل کے قریب رک گئی اور کوئی حادثہ پیش نہ آیا اس گاڑی پر لوہا لدا ہوا تھا۔

دنیا کا سب سے اونچا پٹرول پمپ:

دنیا کا سب سے اونچا پٹرول مقبوضہ کشمیر کے ضلع لداخ کے صدر مقام لیہ میں لگایا گیا ہے یہ پٹرول پمپ بیس ہزار تین سو فٹ کی بلندی پر لگایا گیا ہے اور اس کو پٹرول 210 میل لمبی پائپ لائن کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے۔

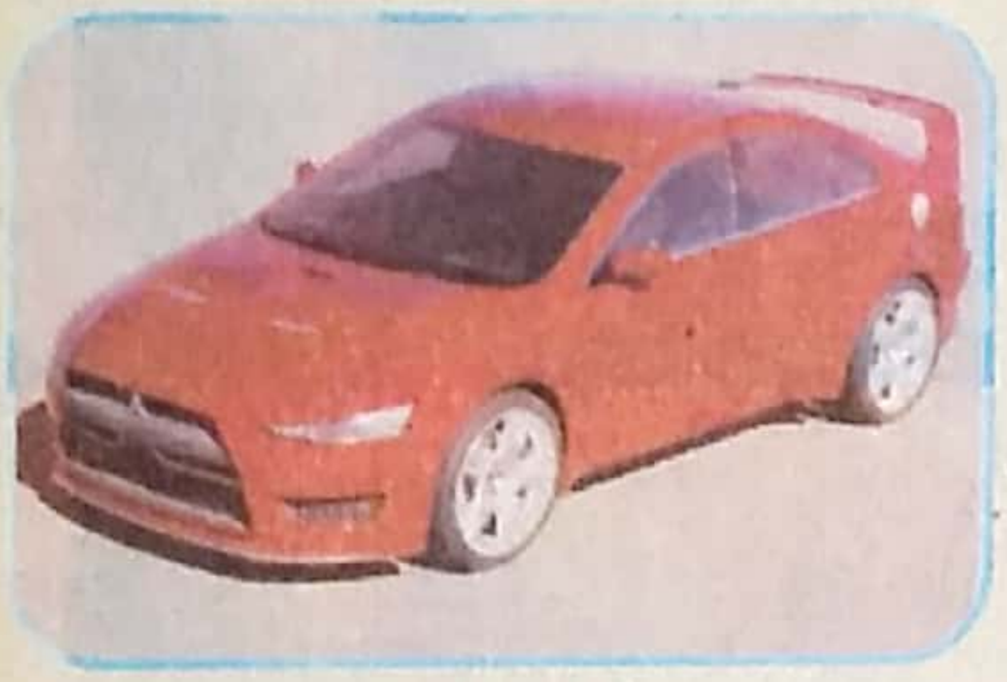

انوکھی مشین:

حال ہی میں امریکہ نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جو انسان کو صنعتی اور مشینی دور کے بڑھتے ہوئے شور سے نجات دلائے گا المونیم کا بنا ہوا یہ آلہ اڑھائی پونڈ وزنی اور دو فٹ لمبا ہے فیکٹریوں، ملوں اور شور سے بھرپور لہروں کو اپنی طرف کھینچ کر شور کو جذب کر لیتی ہے اس طرح قریب بیٹھا ہوا انسان خاموشی اور سکون محسوس کرتا ہے۔

(بحوالہ! حیرت انگیز معلومات، الیاس عادل)

تربوز
انسانی صحت کا ضامن

گرمی کے ساتھ ہی تربوز بازار میں آنے لگتا ہے پاکستان اور بھارت میں اسے شوق سے کھایا جاتا ہے یہ مزاج کے لحاظ سے سرد اور تر ہے اس لیے گرمی کو دور کرتا ہے، صحت بخش رس سے بھرا اس پھل کا گودا سرخ اور نرم اور بیج کالے یا سفید ہوتے ہیں، تربوز کچا ہو تو اس کے بیج اور گودا سفید ہوتا ہے اس کا گودا براہ راست کھایا جاتا ہے اور جوس میں بھی استعمال کیا جاتا ہے گرمیوں کے موسم میں اس کا استعمال بہت فائدہ مند ہے، جسم میں ٹھنڈک پہنچاتا ہے اور پیاس کو دور کرتا ہے اس وجہ سے یہ جگر کے لیے بھی مفید ہے یرقان کے مریض کو بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے تربوز کھانے کے بعد پانی نہیں پینا چاہیے اسے کھانے سے پہلے یا خالی پیٹ بھی نہیں کھانا چاہیے۔ تربوز سفید زیرہ سیاہ مرچ اور نمک سفوف چھڑک کر کھانے سے فائدہ پہنچاتا ہے، ہائی بلڈ پریشر میں بھی مفید ہوسکتا ہے تربوز کا جوس بدن کو ہوشیار بناتا ہے، ہائی بلڈ پریشر کو نارمل کرتا ہے، دل اور دماغ کو قوت دیتا ہے۔

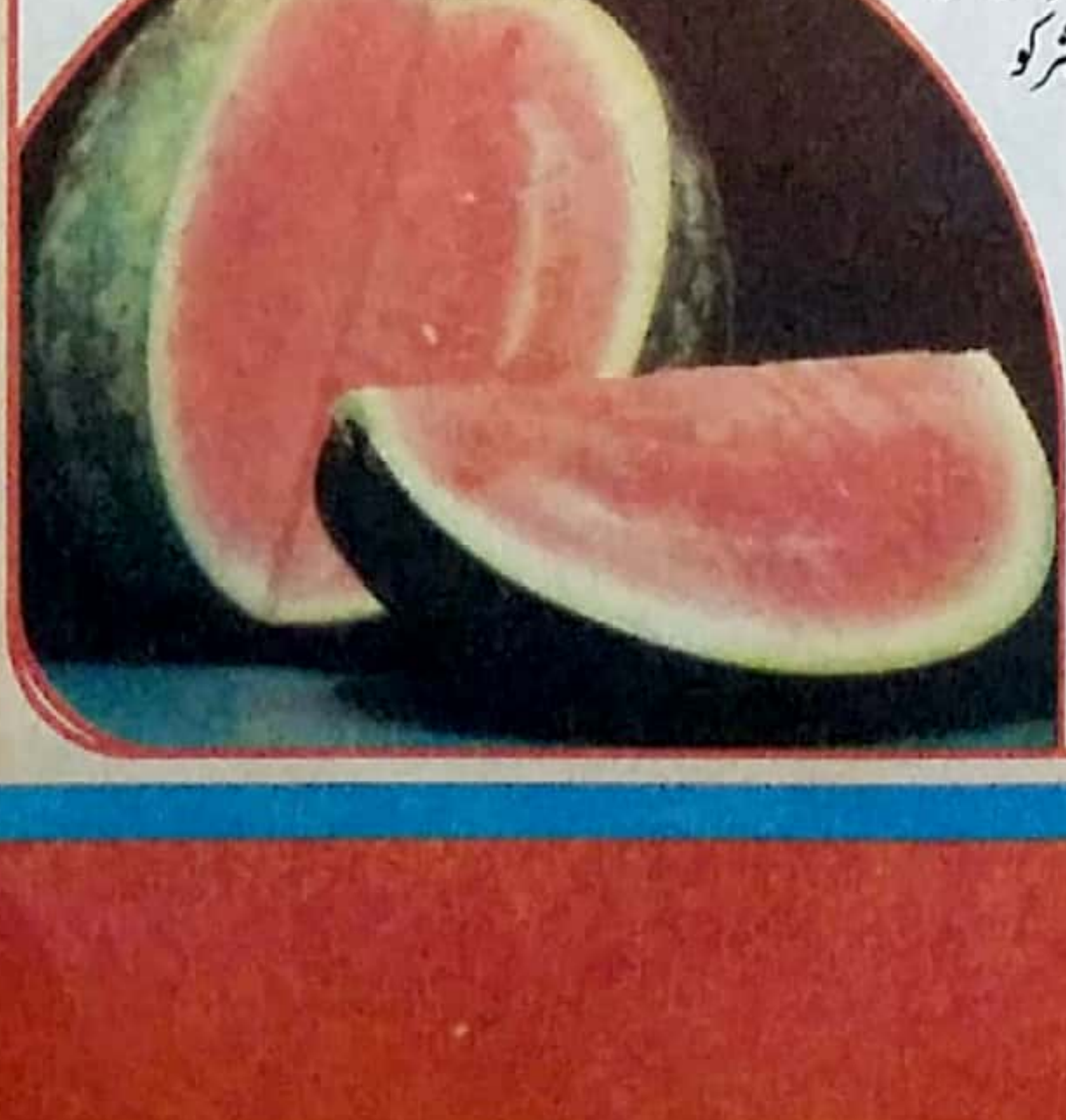

یرقان کا علاج، ہاضمہ ٹھیک کرتا ہے پرانے سر درد سے نجات دلاتا ہے متلی قے پر قابو پاتا ہے، اعصاب کو پرسکون کرتا ہے، ذہنی قوت بڑھاتا ہے، جسم کو ٹھنڈا رکھ کر شدید دھوپ کے موسم کے منفی اثرات سے تحفظ دیتا ہے۔

فرزانہ رمضان، جھمرہ سٹی

کوشش جاری رکھیں

محمد ایوب اوکاڑہ (خلیفہ کا فیصلہ) عبدالرحمٰن، جڑانوالہ (بڑے لوگوں کی بڑی باتیں) خدیجہ فیاض، گوجرانوالہ (حمد) بابر شعیب شیخ، جوہر آباد (فرمان ابو بکر) افشاں، مرید کے (خیال افروز باتیں) روبی اسلم، مرید کے (غور کیجیے) ابو مرصد نعمان، جڑانوالہ (زندگی) حافظ خلیل الرحمٰن، بہاولپور (دو چار باتیں) صائمہ دارم شہزادی، چیچہ وطنی (دعا) محمد بنیامین، گوجرانوالہ (حدیث نبوی) مہناز اشرف (کثیر الروایہ صحابہ) مہناز اشرف، رحیم یار خان (سلام عام کرو) محمد شکیل اشرف (اشعار) میمونہ فردوس، سیالکوٹ (اچھی باتیں) حافظ فوزیہ بنت سلیم، لاہور (اشعار) فوزیہ بنت سلیم، لاہور (سات خصلتیں) صلاح الدین، شہداد پور (زندگی کیا ہے) محمد بابر شعیب، جوہر آباد (احادیث نبوی) نورالعین خدیجہ، فیصل آباد (شعر) شمائلہ الطاف، فیصل آباد (جملے) حافظ فائزہ، سعودی عرب (گناہوں سے نجات پانے کا نسخہ) سارہ بتول قریشی، ملتان (انکشاف) حافظ عنبر لطیف، ستیانہ بنگلہ (کشمیری بہن کا پیغام) رفیقہ نواز، شیخوپورہ (شہزادے کی قیمتی وصیت) سدرہ سحر عمران (چاند اور سورج) سعدیہ نواز (جسے اللہ رکھے) آمنہ ابیحہ، بلتستان (سگریٹ نوشی کے مضر اثرات) عدیلہ بلتستان (عظیم فیصل کے عظیم کارنامے) حافظ محمد شہزاد (مسلمان کی پردہ پوشی) ام امامہ، گوجرانوالہ (ابوثمیٰ قذافی بٹ) محمد سعید، ایبٹ آباد (نظم) عابدہ اکرم غوری، راجن پور (واہ کیا بات ہے) ثانیہ افسر، راجنپور (ماں) تمنا بنت محمود، لاہور (شعر) اخت ابوولید ہزاروی، ہزارہ (موتیوں کا ہار) حافظ شاہد محمود، فورٹ عباس (نظم) طاہرہ جبیں سومرو، راجن پور (بارہ ہیں اسلامی ماہ) عطاء الرحمٰن عابد (دانیال کا قصہ) میر طلال فاروق (واہ کیا بات ہے) طلحہ ابو ذر، لاہور (خوش آمدید) لبنیٰ کلیم، بشریٰ کلیم، محمد فیصل، ہارون آباد (انبیائے کرام کی عمریں) محمد وقاص بدین (عدالت کا فیصلہ) بنت محمد خوشی، گوجرانوالہ (اقوال زریں) صفورہ مجاہدہ، چونیاں (شعر) عابد جان، چونیاں (شعر) نفیسہ نسیم (علم) قرۃ العین خنساء، کلرمہند (تین چیزیں) شفیق الرحمٰن عاصم (معلومات قرآن) فرحانہ بنت محمد رمضان، گولارچی (بے نمازی کے لیے حکم) طیبہ ذبیح اللہ، کنگن پور (دعا) بنت عبداللطیف، ملتان (اللہ سے دل مانگو) حافظہ زیب النسا، موڑ کھنڈا (شعر) خالدہ اخت سیف اللہ (محبت) آمنہ طاہرہ، اوکاڑہ (گلدستہ) صفیہ بنت رحمت خان، سعودی عرب (نظم) ابوحذیفہ شاکر، خانیوال (فراڈ)

خطوط بھیجنے والے دیگر ننھے مجاہد

عطاء الرحمٰن اور محمد اشفاق۔ محمد عادل سمندری۔ سمیہ کوثر۔ محمد آصف رحمٰن فیصل آباد۔ خدیجہ بنت صدیق وہاڑی۔ محمد عثمان عابد، نواں لاہور۔ گلشن اقبال رحیم یار خان۔ محمد وسیم طاہری کراچی۔ مریم اکرام الحق صادق آباد۔ محمد وسیم اکرم گوجرہ۔ حافظ محمد مرتضیٰ، حافظ محمد سلیمان، اشفاق فیصل آباد، عنبر سعدیہ گوجرانوالہ، محمد ندیم صدیقی، بنت مختار احمد، ابوبکر فاروق جمیل آباد۔ فیاض احمد قمر۔ اخت عادل خان۔ محمد زبیر دنیاپور۔ بنت رفیق کھیاڑے کلاں۔ راجہ آفتاب احمد، منڈی بہاؤالدین۔ جنید عبدالغفار لیاقت پور۔ محمد اویس کرنی۔ حبیب الرحمٰن ثانی گوجرانوالہ۔ عبدالوحید قریشی راولپنڈی۔ عظیم احمد عثمان والا۔ سلمیٰ صدیق چوہدری سمبڑیال۔ محمد عرفان لطیف سرگودھا۔ عائشہ عبدالرحمٰن۔ سامعیہ حسن صادق آباد۔ فردوس جبین۔ بنت محمد افضل گوجرانوالہ۔ عبدالمنان رجانہ۔ ابو عمیر عقیل احمد سندھ۔ اخت ابو معاویہ ایبٹ آباد۔ عابد مجاہد بہاولپور۔ عاصمہ سرور۔ ثمینہ، ثوبی دیوال ایبٹ آباد۔ عثمان ثناء اللہ ملتان۔ حذیفہ شاکر خانیوال۔ سانیہ مبین، حمید بھٹی شاہکوٹ نو۔ نوید احمد سندھو بورے والا۔ رافعہ مرکز طیبہ مرید کے۔ محمد تجمل بشیر سیالکوٹ۔ مونا مقصود گوجرانوالہ۔ نفیسہ کنول عبدالمجید۔ ابو سعد کوئٹہ۔ منیبہ سدرہ۔ محمد راحیل ظفر گجرات۔ حافظ عمران گوندلانوالہ۔ جمیلہ شوکت گوجرہ۔ اسامہ اکرم ننکانہ۔ انعام اللہ ثاقب۔ حافظ محمد رمضان قصور۔ عابد جان چونیاں۔ مریم سیالکوٹ۔ غلام مصطفیٰ نارووال۔ بشیر حفیظ۔ جویریہ حفیظ فیصل آباد۔ حافظ خضر حیات سندھو قصور۔ حافظ محمد بلال احمد فاروق آباد۔ حافظ محمد رضوان چیچہ وطنی۔ ابو بکر صدیق سرگودھا۔ اخت طارق خلیل۔ حافظ مبین بلال ستیانہ بنگلہ۔ محمد شاہد سمندری۔ حافظ عمیر ہری پور۔

جن

جی تو ننھے مجاہدو! آپ کو اندھیرے سے ڈر لگتا ہے؟ ''کیا کہا؟ نہیں لگتا۔'' اچھا بھئی تو جن سے تو آپ ضرور ڈرتے ہوں گے نا...... امی و بڑی باجی اور بھائی بھی جنوں سے ڈراتے ہوں گے ہے نا...... دیکھا مجھے پتا ہے، کیا کہا؟ آپ کو جن سے بھی ڈر نہیں لگتا، آپ کو صرف اللہ سے ڈر لگتا ہے واہ! کیا بات ہے، جناب آپ کی ہاں بھئی، آپ ننھے مجاہد جو ہوئے، مجاہد تو واقعی بڑے نڈر ہوتے ہیں، اللہ کے سوا کسی سے کبھی نہیں ڈرتے، کسی سے بھی نہیں ہے نا...... صحیح کہا نا میں نے ......

اچھا تو آپ کو پتا ہے کہ جن آگ سے بنے ہیں اور ان کی بھی اقسام ہوتی ہیں، کیا کہا؟ نہیں پتا چلیں آج میں آپ کو کچھ جنات کے بارے میں بتاتی ہوں۔

تو بچے! جن ناری مخلوق ہے، ناری یعنی آگ سے بنی مخلوق بھئی، جیسے مچھر، چیونٹی یا ہم انسان ہیں اسی طرح جن بھی ہیں، جن آگ کی لپٹ یا تیز شعلہ سے پیدا کیے گئے ہیں۔ ننھے مجاہدو! آپ نے کبھی کوئی جن دیکھا ہے، یا کبھی آپ نے دیکھا ہو کوئی جن سکول جا رہا ہے، یا پھر کوئی جن فٹ بال کھیل رہا ہے، نہیں دیکھا نا...... پر آپ کو پتا ہے کہ جن آپ کو دیکھ سکتے ہیں اور تو اور وہ تو آپ کی ساری باتیں سنتے ہیں اور بڑی اچھی طرح سمجھتے بھی ہیں...... بالکل انسانوں کی طرح ان میں بھی بعض نیک ہوتے ہیں، بعض بدکردار اور نافرمان بھی ہوتے ہیں، بدکردار جنوں کو شیطان کہا جاتا ہے اور جی ہاں! جناب جس طرح آپ ننھے ننھے مجاہد ہیں، اسی طرح ننھے جن بھی ہوتے ہیں اور جیسے آپ ایک دن ان شاءاللہ بڑے مجاہد بن جائیں گے...... بالکل اسی طرح جن بھی بڑے ہو جائیں گے۔

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عرب میں دور جاہلیت میں لوگ جب کسی ویران، اندھیری، سنسان وادی میں رات گزارتے تو پکار کر کہتے کہ ہم اس وادی کے مالک جن سے پناہ مانگتے ہیں گویا انسان کی وہم پرستی کا یہ عالم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تو انسان کو اشرف المخلوقات جنوں سے بھی افضل بنایا تھا لیکن اس زمین کے خلیفہ انسان نے الٹا جنوں سے ڈرنا اور ان سے پناہ مانگنی شروع کر دی اور پتا ہے اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ ارے بھئی! ہونا کیا تھا، جنوں کا دماغ اور زیادہ خراب ہو گیا اور وہ واقعی اپنے آپ کو انسان سے افضل سمجھنے لگے، جیسے ابلیس آگ کا بنا تھا پر عبادت گزار تھا، جب سجدہ آدم علیہ السلام کا حکم ہوا تو غرور میں آ گیا اور انکار کر دیا اور انجام یہ کہ شیطان بن گیا یعنی نافرمان اور بدکردار جن، لہٰذا ابلیس کی اور اس کی اولاد کی پہلے دن سے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد سے ٹھن گئی۔

ان کی بھی کئی اقسام ہیں۔

کچھ ایسے جن ہیں جو انسانوں کی بستیوں میں رہتے ہیں، انھیں عامر کہتے ہیں۔ انھیں میں سے ایک قسم ہے جو ہر انسان کے ساتھ لگی رہتی ہے، اسے برے کاموں پر اکساتی ہے اور وسوسے ڈالتی رہتی ہے، اسے ہماری زبان میں ہمزاد کہتے ہیں، اس قسم کو شیطان کہتے ہیں جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ''شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔'' (تیسر القرآن، تفسیر سورۃ البقرہ و جن)

عاتکہ فدائیہ

دیاسلائی
کی دلچسپ معلومات

میر طلال فاروق...... پنڈ شہیداں، گوندلانوالہ

آپ نے اکثر دیکھا ہوگا رات کو جب تانگے پکی سڑکوں پر چلتے ہیں تو گھوڑے کا قدم زمین پر پڑنے سے کبھی کبھی چنگاریاں نکلتی ہیں، پتھر اور لوہے کے ٹکرانے سے آگ پیدا ہوتی ہے، گھوڑوں کے سموں میں لوہے کے نعل لگے ہوتے ہیں یہ نعل جب پتھریلی سڑک پر پڑتے ہیں تو چنگاریاں پیدا ہوتی ہیں، پرانے زمانے میں آگ جلانے کا کام بھی اسی طرح کی دھات سے لیا جاتا تھا، پتھر کے زمانے میں جب انسان پتھر کے غاروں اور جنگلوں میں رہتے تھے، تو آپس میں جب ان کا جھگڑا ہو جاتا تو وہ ایک دوسرے کو پتھر مارتے تھے اور جب پتھر آپس میں ٹکراتے تو چنگاریاں نکلتی تھی ان میں سے اور وہ ان چنگاریوں سے ڈرتے تھے یہ کیا چیز ہے پھر آہستہ آہستہ ان میں شعور پیدا ہوگیا اور انھوں نے ان چنگاریوں سے آگ جلانے کا کام لینا شروع کر دیا، اسی طرح اچانک شیشے کا وجود بھی آگ کی وجہ سے قائم ہوا اگر کوئی شخص ہم سے پوچھے شیشہ کس کی ایجاد ہے، تو ہم با آسانی کہہ سکتے ہیں شیشہ آگ کی ایجاد ہے، ہوا یوں کہ مصر والوں کا ایک قافلہ جنگل سے ہوتا ہوا صحرا تک جا پہنچا انھوں نے صحرا میں آگ جلائی کھانا پکایا اور سو گئے۔

جب صبح ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک تکون کی شکل میں ایک چیز چمک رہی ہے، سورج کی کرنوں سے وہ چیز چمک

رہی تھی، قریب جا کر دیکھا تو ان کو اس تکون میں اپنا چہرہ نظر آیا، ہوا یوں کہ ریت کے سفید چمکتے ہوئے ذرے آگ کی حرارت سے پگھل کر آپس میں جڑ گئے، اس تکون نما آئینہ میں سب نے حیران ہو کر اپنا اپنا چہرہ دیکھا اور حیرانگی سے دیکھتے رہے یہ کیا جادو ہے، وہ اس تکون نما آئینہ کو اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ بھی حیرانگی سے اپنا چہرہ دیکھتا رہا اور خوش ہوتا رہا، اس طرح شیشے کا وجود عمل میں آیا آپ کہہ سکتے ہیں شیشہ دیاسلائی کی یا آگ کی ایجاد ہے، دیا سلائی

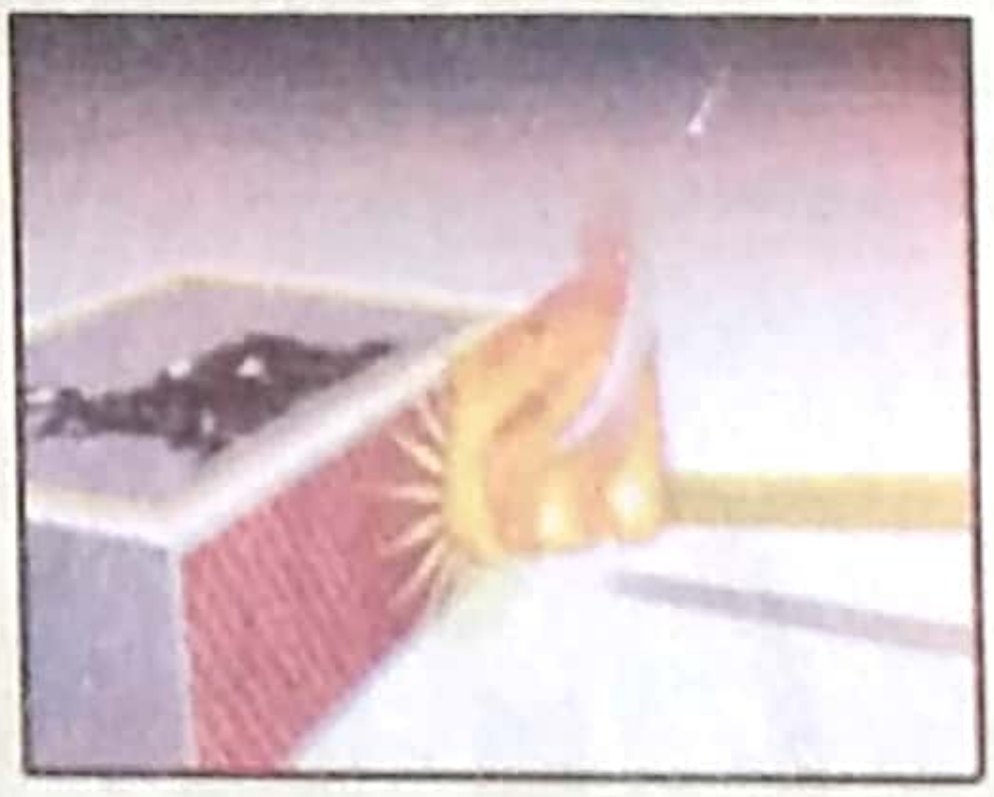

بن جانے سے اب بڑی آسانی ہوگئی ہے ماچس کی ڈبیا سے دیا سلائی نکالی اور آگ جلالی اب ان کاموں میں دیر بھی نہیں لگتی 1918ء میں ایک کروڑ اسی لاکھ گرس دیا سلائیاں صرف برصغیر میں باہر سے آئی تھیں۔ ایک گرس بارہ درجن کا ہوتا ہے اب ذرا حساب لگا کر دیکھیں کہ صرف ایک سال میں ہندوستان میں کتنی دیا سلائی خرچ ہوئیں دیا سلائیاں کو دیکھو تو ایک چھوٹا سا پتلا نما لکڑی کا ٹکڑا ہوتا ہے جس کے ایک سرے پر ذرا سا مسالہ لگا ہوتا ہے مگر آپ کیا جانتے ہیں کہ یہ چھوٹی سی دیا سلائی بنانے کے لیے جنگل کٹوائے جاتے ہیں اور ہزاروں من مسالہ تیار کروایا جاتا ہے۔

دیا سلائی کی لکڑی پاپولر اور سفیدے کے درختوں سے لی جاتی ہے یہ دونوں درخت بہت تیزی سے بڑھتے ہیں ایک سفیدے کے درخت کی اونچائی تقریباً 50 سے 70 فٹ تک ہوتی ہے۔

دیا سلائی بنانے کے کارخانے میں مشینیں ہوتی ہیں، مشینیں لکڑی کے بڑے بڑے تختے بناتی ہیں اور کوئی مشین لکڑی کے بڑے بڑے لٹھوں میں سے پتلے پتلے تختے تراشتی ہے کوئی ان تختوں کو کاٹ کر تیلی تیلی چھڑیاں سی بناتی ہے کوئی مشین ان چھڑیوں کو دیا سلائی کی لمبائی کے برابر کاٹ کر لاکھوں ٹکڑے کر دیتی ہے کوئی مشین ان ٹکڑوں کا سر مسالے میں ڈبو کر خشک کر دیتی ہے۔

دیا سلائی کے مسالے میں فاسفورس، پوٹاشیم اور سلفر وغیرہ کیمیکل استعمال ہوتے ہیں بعض لوگ ماچس کی تیلی کو دانت کے لیے استعمال کرتے ہیں، دیا سلائی کو منہ میں چبانا خطرے سے خالی نہیں کیونکہ تیلی کو پہلے ایک زہریلے کیمیکل میں بھگویا جاتا ہے اور پھر خشک کر دیا جاتا ہے، اس طرح دانت کریدنے سے زہریلا کیمیکل انسان کے اندر چلا جاتا ہے، جس سے مختلف قسم کی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں، انسان نے اپنی عقل سے کیسی کیسی مشینیں ایجاد کر دی ہیں جو کام ہزاروں آدمی مل کر ایک سال میں نہیں کر سکتے وہ ایک مشین دن بھر میں کر دیتی ہے۔

آج اگر آدمی اپنے ہاتھ سے دیا سلائی بناتے تو پھر دیا سلائیوں کی اتنی ریل پیل نہ ہوتی اور پھر ایک روپے کی دیا سلائی مشکل سے ملتی، پہلے دیا سلائیاں دوسرے ملکوں سے آیا کرتی تھیں اب پاکستان دیا سلائی بنانے میں پیش پیش ہے، پاکستان میں دیا سلائی بنانے کے لیے پشاور، ڈنڈوت، کراچی میں بہت بڑی بڑی فیکٹریاں بنی ہوئی ہیں آج کے دور میں سائنس نے بہت ترقی کر لی ہے، اب نت نئے گیس کے چولہوں میں آٹومیٹک سسٹم لگے ہوئے ہیں، ہینڈل کو گھمایا تو فوراً چولہا جلنے لگتا ہے ایک وقت ایسا آئے گا کہ دیا

سلائی کی ضرورت ختم ہو کر رہ جائے گی اور ان کی جگہ لائیٹر وغیرہ استعمال ہوں گے دنیا میں سب سے زیادہ دیا سلائی بھارت میں استعمال ہوتی ہے۔

بحوالہ: حیرت انگیز معلومات

فرضی قصے کہانیوں اور بھونڈے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

ننھّے مُجاھد

پندرہ روزہ
لاھور پاکستان
45
۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۷ھ 9 جون 2006ء

نیند اُڑ گئی کیوں؟

زرتعاون 3 روپے

فرمانِ الٰہی

اللہ سے ملاقات

''اور جو کوئی اپنے اللہ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔'' (سورۃ الکہف : ۱۱۰)

ثمینہ مریم، سرگودھا

حدیثِ نبوی ﷺ

جنت کا دروازہ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کی راہ میں جہاد کرو بے شک جہاد فی سبیل اللہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ غم سے نجات دلاتا ہے۔'' (مسند احمد)

اخت ابومنذر شہید......کھاریاں

ربنا

کفار کے شر سے پناہ

((اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ)) [ابوداؤد]

''یا اللہ! ہم کفار کے مقابلے میں تجھے آگے کرتے ہیں اور ان کی شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔''

زنیرا ایمن، تسنیم فاطمہ، سعدیہ حسن، فرح حسن، بھنگو والا

ضروری بات

پیارے ننھے مجاہدو!...........................السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

یوں تو ہماری ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ ''ننھے مجاہد'' کا ہر سلسلہ ہی دلچسپ ہو لیکن ''آپ کے خطوط'' کے سلسلے کی دلچسپی بڑھانے کے لیے زیادہ کوشش کی جاتی ہے، ہماری یہ تمنا ہے کہ اس صفحے پر شکوہ شکایات نہ ہوں بلکہ اچھے اور تعمیراتی خطوط شائع ہوں، تنقید بھی ہوسکتی ہے لیکن اگر اچھے طریقے سے اور بہتری کے لیے ہو اس کے علاوہ کسی بھی موضوع پر بحث بھی ہوسکتی ہے، لیکن اس صفحے پر ایسا کچھ بھی نہیں ہوتا، اگر آپ ''ننھے مجاہد'' کے پچھلے دو شماروں میں ''آپ کے خطوط'' کا سلسلہ پڑھیں تو آپ کو قابل تعریف کوئی خط نہ ملے گا، بس یہی کہ ہمارا یہ خط ضرور شائع کریں، ورنہ میں ''ننھے مجاہد'' پڑھنا چھوڑ دوں گا یا اس سے ملتے جلتے خط ہیں ہمیں موصول ہونے والے ایسے خطوط کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے بس بہت احتیاط کے بعد بھی ایسے خط شائع کرنے ہی پڑھتے ہیں ایک تو ایسے خط ہوتے بہت زیادہ ہیں دوسرا اگر یہ بھی نہ شائع کریں تو پھر دھمکی آمیز خط آنے لگتے ہیں یا پھر کچھ خطوط ایسے ہوتے ہیں جن میں ناشائستگی کے الفاظ ہوتے ہیں، جنھیں پڑھ کر بہت صدمہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے پاس جو خطوط آتے ہیں وہ سب تو ہم شائع کرنے سے رہے۔ ایسے میں چند خطوط ہی شائع کرنا پڑتے ہیں، باقی تمام بچوں کے نام شائع کر دیے جاتے ہیں۔ یوں بہت سی جگہ یہ نام بھی لے لیتے ہیں، ہم بار بار لکھ چکے ہیں اور چونکہ مسئلہ ''ننھے مجاہد'' کے معیار کی بہتری کا ہے اس لیے پھر گزارش ہے کہ ایسے خطوط لکھنے کا کوئی فائدہ نہیں جس میں کوئی تجویز یا آراء نہ ہو اور نہ ہی کسی بات پر تبصرہ ہو۔ اس کے علاوہ آنے والے ایسے خطوط جس میں دھمکی اور اس بات کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ میرا ''اتناواں خط ہے اور آپ شائع نہیں کرتے۔''

ہم انھیں جان بوجھ کر شائع نہیں کرتے کیونکہ ان میں شائع ہونے والی کوئی بات ہی نہیں ہوتی، لہٰذا ایسے خط ارسال کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔

اگر آپ ایسے خط نہ لکھیں بلکہ ہر بار خط لکھنے کی بجائے کبھی کبھار اچھی رائے والا خط لکھیں تو اس سے آپ کا وقت بھی بچے گا ہمیں بھی کچھ ایسے لمحات مل جائیں گے جس میں ''ننھے مجاہد'' کی مزید بہتری کے لیے کام ہوسکتا ہے۔

اب آپ ان تجویزوں پر غور کریں اور ہمیں اجازت دیں! بھئی اگلے شمارے کی تیاری بھی تو کرنا ہے، آپ کو تو پتا ہے کہ اگلا شمارہ ''استاد نمبر'' ہے جس کا انتظار آپ کو پچھلے دو ماہ سے ہے۔

والسلام

آپکا بھائی

عبدالوارث ساجد

خط و کتابت کیلئے

ننھے مجاہد ہفت روزہ غزوہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور

فون 7314531 فیکس 042-7117551

ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں

www.jamatdawa.org

E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

مثالی حکمران

حبیبہ ابو بکر۔ جویریہ تبسم موڑ کھنڈا

جنگ اپنے اختتام کو پہنچ چکی تھی، مجاہدین کے چہروں پر خوشی کے آثار نمایاں تھے اور اب مجاہدین کے درمیان مالِ غنیمت تقسیم کیا جانے لگا۔ اتنے میں امیر لشکر سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ایک خوبصورت ہار آیا۔ امیر لشکر سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا کیوں نہ ہو یہ ہار مجاہدین سے اجازت لے کر امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک بطور تحفہ پہنچا دیا جائے، پھر آپ مجاہدین سے مخاطب ہوئے۔

میرے مجاہد ساتھیو! اگر یہ قیمتی ہار میں ٹکڑے ٹکڑے کر کے آپ کے درمیان تقسیم کر دوں تو اس کی خوبصورتی ختم ہو جائے گی، اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ ہار امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بطور تحفہ بھجوا دوں، تمام مجاہدین نے یہ بات سن کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ:

''ضرور یہ ہار آپ امیر المومنین کو بطور تحفہ بھجوا سکتے ہیں۔''

سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے یہ ہار ایک خوبصورت ڈبے میں پیک کیا اور اپنے ایک قاصد کو بلا کر کہا:

''تم یہ ہار لے کر مدینہ منورہ روانہ ہو جاؤ، وہاں پہنچ کر امیر المومنین کو فتح کی خوشخبری سنانا اور یہ ڈبہ انھیں پیش کر دینا۔''

سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ کے یہ قاصد امیر المومنین کو فتح کی خوشخبری سنانے اور یہ تحفہ پیش کرنے کے لیے اپنے جذبوں سے سرشار دشوار گھاٹیوں، جنگلوں اور بیابانوں کو عبور کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر امیر المومنین سے ملاقات کی۔ کھانے کا وقت ہو چکا تھا، بہت سے لوگ کھانا کھا رہے تھے اور امیر المومنین اپنی چھڑی سے ٹیک لگائے اپنے خادم یرفاء کو حکم دے رہے تھے کہ کسی ساتھی کو کھانا کھائے بغیر نہیں جانے دیا جائے گا۔

سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ کے قاصد بھی کھانا کھا کے فارغ ہو چکے تھے تو امیر المومنین اپنے گھر کی طرف چل دیے، سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ کے قاصد بھی ان کے پیچھے چل دیے۔ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھر کے اندر داخل ہو گئے تو انھوں نے بھی اندر آنے کی اجازت طلب کی اور اسے بھی اندر آنے کی اجازت مل گئی، امیر المومنین ایک چٹائی پر بیٹھ گئے، کھجور کے پتوں سے بھرے ہوئے تکیے کے ساتھ انھوں نے ٹیک لگائی اور قاصد کو بھی بیٹھنے کا حکم دیا پھر امیر المومنین نے اپنی بیوی سے کھانا لانے کو کہا، کھانا آیا تو آپ کھانا کھانے لگے، کھانے سے فارغ ہوئے، تو پاس بیٹھے قاصد کو کہا، کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا اے امیر المومنین میں سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی جانب سے آیا ہوں، آپ نے پوچھا ایرانیوں سے نبرد آزما ہونے والے لشکر اسلام کا کیا بنا؟

اس نے کہا:

''اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے لشکر اسلام کو فتح سے نوازا ہے۔''

پھر آپ نے پوچھا کیا تمھارا بصرہ سے گزر ہوا؟

اس نے کہا: ''جی ہاں! میرا بصرہ سے گزر ہوا ہے۔''

پھر آپ نے پوچھا وہاں کے مسلمانوں کا کیا حال ہے؟

اس نے بتایا: ''الحمدللہ وہ سب خیریت سے ہیں۔''

پھر آپ نے دریافت کیا کہ بازار میں چیزوں کے نرخ کیسے ہیں؟

اس نے کہا کہ: ''بازار مین تمام چیزیں بہت سستی ہیں۔''

پھر آپ نے کہا: ''وہاں گوشت کا کیا بھاؤ ہے؟''

''اس نے بتایا گوشت وہاں کم قیمت میں مل جاتا ہے۔''

امیر المومنین نے اس خوبصورت ڈبے کی طرف دیکھا، جو قاصد نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا، امیر المومنین نے پوچھا یہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟

اس نے عرض کی:

''اے امیر المومنین اس میں ایک قیمتی ہار ہے، جو لشکر اسلام کے امیر سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے آپ کو تحفہ بھیجا ہے، یہ ہار انھیں مال غنیمت میں ملا تھا، جو انھیں بہت پسند آیا اور آپ کی خدمت مین حاضر کرنے کو کہا ہے۔''

سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ کے قاصد نے ہار کا ڈبہ امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا، امیر المومنین نے ڈبہ کھولا اور ان کی نظر اس قیمتی اور خوبصورت ہار کے زرد رنگ اور سبز رنگ کے چمکتے ہوئے موتیوں پر پڑی، تو امیر المومنین غصے سے آگ بگولہ ہو گئے اور ڈبے کو زور سے زمین پر پٹخ دیا، ہار کے موتی زمین پر بکھر گئے، امیر المومنین نے غضبناک لہجے میں کہا، اٹھاؤ ان موتیوں کو...... قاصد جلدی سے موتی اکٹھے کرنے لگا...... امیر المومنین نے حکم دیا اسی وقت واپس چلے جاؤ اور جاتے ہی یہ ہار مجاہدین میں تقسیم کر دینا۔

قاصد نے کہا:

''امیر المومنین! میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا، امیر المومنین نے اس کی طرف غصیلے انداز میں دیکھا اور فرمایا:'' اللہ کی قسم! اگر یہ ہار مجاہدین میں نہ تقسیم کیا گیا تو میں تمھارے اور سلمہ بن قیس کے ساتھ برا پیش آؤں گا۔''

قاصد نے وہاں سے اپنی سواری کو سرپٹ دوڑانا شروع کر دیا اور دشوار گزار راستوں سے گزرتا ہوا، سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچا۔

سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین کا حکم سناتے ہوئے کہا: ''اے سلمہ! اگر تم میری اور اپنی جان کی خیر چاہتے ہو تو اسی وقت یہ ہار مجاہدین میں تقسیم کر دو، سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''کیا ہوا؟ اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟ تو قاصد نے اپنے ساتھ آنے والا تمام واقعہ انھیں سنا دیا، سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے فوراً وہ ہار مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔''

مدینہ منورہ پہنچ کر اس قاصد کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا وہ آج کے حکمرانوں کے لیے سبق آموز ہے۔

[بحوالہ: جرنیل صحابہ]

دھوپ سے جلد کا رنگ گہرا کیوں ہو جاتا ہے؟

دھوپ میں رہنے سے جلد کا رنگ سانولہ ہو جاتا ہے، یہ عمل دراصل فطرت کی طرف سے انسانی جلد کو قدرتی تحفظ دینے کا میکنزم ہے، اس میکنزم کے تحت جلد کی رنگت تشکیل دینے والا مادہ میلانن زیادہ مقدار میں پیدا ہونے لگتا ہے، یہ مادہ جلد کو خطرناک اثرات سے تحفظ دیتا ہے، جو سورج کی کرنوں میں موجود الٹرا وائیلٹ شعاعیں مرتب کرتی ہیں۔

جلد کی سب سے اوپر والی تہہ میں جو خلیے پائے جاتے ہیں انھیں میلانو سائٹس کہتے ہیں اور یہی خلیے میلانن مادہ پیدا کرتے ہیں، جب جلد پہ دھوپ پڑتی ہے تو میلانو سائٹس فعال ہو جاتے ہیں اور انسانی جسم جس قدر زیادہ عرصہ تک دھوپ کی زد میں رہتا ہے، مذکورہ خلیے اسی قدر زیادہ مقدار میں میلانن خارج کرتے رہتے ہیں، یہ عمل کسی فلٹر کی طرح کام کرتا ہے اور جلد کو الٹرا وائیلٹ شعاعوں کے خلاف ڈھال مہیا کرتا ہے، سفید رنگت والی جلد اس عمل کے تحت سانولی اور گندمی رنگت سیاہی مائل ہو جاتی ہے، دھوپ میں رہنے سے اسی وجہ سے جلد کا رنگ گہرا ہو جاتا ہے۔

[حوالہ: کیوں...... طاہر منصور فاروقی: ص/۱۲]

عدنان اسماعیل ملتان

ایک بھائی کی جدائی کا غم کیا ہوتا ہے یہ تو کوئی ان سے پوچھے جو اس وقت رات کے اندھیرے میں بلند و بالا پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھے تھے، ان سب کی عجیب کہانی ہے ان کی ہنستی مسکراتی زندگی اچانک غموں میں بدل گئی ان کا ملک کشمیر دنیا کی جنت ہے جس پر انڈیا جیسے ملک نے قبضہ کر کے وہاں کے لوگوں کا جینا حرام کر رکھا ہے پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھے یہ نوجوان مجاہد تھے، جو اس ظالم انڈیا کے خلاف لڑ رہے تھے، آزادی کی اسی کوشش میں ان کا ایک ساتھی مجاہد ایک معرکے میں شہید ہوگیا۔

جب ابو حفص رحمہ اللہ شہید ہوئے تو باقی مجاہدین نے اپنے بھائی کا بدلہ لینے کا پروگرام بنایا، انھوں نے اپنا امیر منتخب کیا اور اس کی کمان میں ایک منصوبہ تیار کیا، دس مجاہدوں نے

بھگوان کا اغوا

ایک چوکی پر حملہ کرنا تھا، پلان کے مطابق چھ مجاہد باہر رہتے ہیں، ان میں سے تین مجاہد اس طرف نظر رکھنے کے لیے پہرے پر کھڑے ہوگئے، جس طرف چوکیاں ہیں، اللہ کے چار شیر ان تاروں کو کاٹتے ہوئے اندر داخل ہوگئے، جن میں عام طور پر کرنٹ چھوڑا جاتا ہے، لیکن اس وقت اللہ کی مدد تھی کہ بروقت ان میں بجلی نہیں تھی، مجاہدین بیرکوں کی طرف بڑھتے ہوئے آخر مین گیٹ پر پہنچے، مین گیٹ پر آ کر ابو عبدالوہاب نے آواز دی: ''بھائی دروازہ کھولو'' پہرے پر کھڑے شخص نے قریب آکر کہا: ''کون؟''

ابو عبدالوہاب نے کشمیری زبان میں کہا: ''مچھو پنی نفر'' یعنی میں اپنا ہی بندہ ہوں، تو اس نے منشی کو بلایا کہ باہر کوئی آدمی آپ سے ملنا چاہتا ہے، جب وہ باہر آیا تو بھائی انجم نے کہا: ''مجھے جانتے ہو؟''

اس نے کہا: ''جی میں جانتا ہوں۔''

حافظ عنبر لطیف ستیانہ بنگلہ

تو بھائی انجم نے کہا: ''تو پھر دروازہ کھولو۔''

مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمھارے پاس وائرلیس سیٹ ہے، تم یہاں فوج کو اطلاع دیتے ہو جس سے مجاہدین پر حملہ ہوتا ہے اور میں اس بات کی تحقیق کرنے کے لیے آیا ہوں: ''لہٰذا دروازہ کھولو۔'' اس نے دروازہ کھول دیا۔

ساتھی اندر داخل ہوئے، مختلف کمروں کو دیکھتے ہوئے جب مال خانے تک پہنچے تو بھائی انجم نے کہا: ''اس کی چابی مجھے دو۔''

کہنے لگا: ''سر یہ امانت ہے۔''

بھائی انجم نے دھاڑ کر کہا: ''چابی ادھر دو۔''

اس بزدل کو بالآخر چابی دینا پڑی، جب دروازہ کھولا تو اندر اسلحے کے ڈھیر لگے ہوئے تھے، جوں ہی بھائی انجم نے لائٹ کو سامنے دیوار پر مارا تو کیا دیکھتا ہے کہ سامنے آٹھ بازوؤں والی ایک مورتی لٹکی ہوئی ہے، اس کا چہرہ چمک رہا تھا، ساری چاندی کی بنی ہوئی تھی، اسے دیکھتے ہی بھائی انجم نے اسے کھینچ کر نیچے اتارا اور اپنے مجاہد ساتھی کو کہا:

''اسے باہر رکھ دو۔''

تو منشی بولا: ''سر! یہ امانت ہے۔''

بھائی انجم نے کہا: ''تم مسلمان ہو؟''

اس نے کہا: ''جی!''

بھائی انجم نے کہا: ''بکواس بند کرو، ہندو کی مورتی کو امانت کہتے ہو، ہم اسے ساتھ لے جائیں گے۔''

باہر لے جا کر اسے کہا: ''سب کمروں میں جتنے ملازمین ہیں سب کو بڑے ہال میں بند کر دو۔''

لہٰذا پس منظر کے پیش نظر ان کو یہ شرم دلائی گئی کہ دیکھو!

''امت مسلمہ پریشان کھڑی ہے، تم ان کی مدد کی بجائے ان کو نقصان پہنچاتے ہو، لہٰذا تمھاری سزا یہی ہے کہ تم کان پکڑ لو!

''یہ حکم سنتے ہی تھانیدار پریشان ہوگیا اور سب کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔''

بھائی انجم نے پھر انھیں دھاڑ کر کہا: ''میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ سب لوگ کان پکڑ لو!''

چنانچہ سب نے کان پکڑ لیے۔

اس کے بعد انھیں کہا: ''کان چھوڑ دو اور سب چارپائیوں کے نیچے چلے جاؤ۔''

چنانچہ ایسا ہی ہوا، پھر تھانیدار نے چارپائی کے نیچے سے سر نکال کر کہا اب ہمارے لیے کیا حکم ہے؟

بھائی انجم نے کہا:

''اب ہم باہر نکلیں گے اور سارا مال لے کر جائیں گے، باہر چند منٹ تک فائرنگ ہوگی، جوں ہی فائرنگ کی آواز بند ہو، تم ٹیلی فون کنکشن کاٹ دینا اور چوکی کو آگ لگا دینا تاکہ پھر کبھی مجاہدین کے خلاف یہاں سے کارروائی نہ ہو سکے۔''

چنانچہ جب وہ یہ ہندوؤں کا بھگوان لے کر باہر نکلے تو ایک ایک ساتھی نے دس دس گنیں اٹھائی ہوئی تھیں اور سب سے زیادہ خوشی ان کو اس مورتی کی تھی۔

یہ معرکہ لڑنے کے بعد وہ جا رہے تھے لیکن زیادہ مال غنیمت ہونے کی وجہ سے چلا نہیں جا رہا تھا اور پھر تین کیمپوں کا خطرہ بھی تھا۔

لیکن اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ زبردست بارش ہوگئی اور ہندوؤں کو اپنی چوکیوں سے باہر نکلنے کی ہمت تک نہ ہوئی، یہ ساتھی فائرنگ کرتے ہوئے جا رہے تھے اور پیچھے سے پولیس والوں نے غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی گاڑیوں سے پٹرول نکال کر چوکی کے اندر پھینک دیا۔

چند ہی منٹوں میں پوری چوکی شعلوں کی نظر ہوگئی، سارا ریکارڈ اور گاڑیاں جل گئیں انڈین آرمی نے مجاہدین کا پیچھا بھی کیا، لیکن وہ الحمد للہ اپنے محفوظ مقام پر پہنچ گئے۔

ابو عبدالعزیز، ابو عبدالوہاب انجم اور شیخ سمیع اللہ نے اس مورتی پر ہتھوڑے برسا برسا کر محمود غزنوی رحمہ اللہ کی سنت زندہ کر دی۔

[بحوالہ: غازیان صف شکن از طاہر نقاش]

اللہ کی یاد

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں انسان بنایا عقل اور شعور سے نوازا، بولنے کی طاقت دی، اپنی ذات کی پہچان کرائی اور اپنے ذکر کے طریقے سکھائے جہاں مومن کے دل میں سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے، وہاں اس کی زبان سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

''اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔''

(الاحزاب: ۴۲،۴۱)

اس آیت میں خاص طور پر ''صبح و شام'' کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی بات کی گئی ہے تاکہ مومن آدمی کے دن کی ابتدا اور اختتام اپنے خالق کی یاد میں ہی ہو جب ہماری زندگی کا آغاز اور انجام اسی کے ہاتھ میں ہے تو کیوں نہ ہماری زندگی کے ہر دن کی ابتدا اور انتہا بھی اسی کی یاد سے ہو، ایسے میں اسی خالق عظیم نے خود اس معاملے میں بھی ہماری رہنمائی فرمائی اور اپنے پیارے حبیب محمد ﷺ کے ذریعے ہمیں وہ اذکار اور دعائیں سکھا دیں جن کے ذریعے ہم بہترین طریقہ سے اس کو یاد کر سکتے ہیں اور ویسے بھی دیکھا جائے تو جو طریقۂ ذکر بہترین ہو سکتا ہے وہ خود اس نے سکھایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور اس کو اس طرح یاد کرو جس کی ہدایت اس نے تمھیں کی ہے۔'' (البقرۃ: ۱۹۸)

اس کے علاوہ انسان اپنی زندگی میں بہت سے خوف و پریشانیوں کا شکار ہوتا ہے، جس کے لیے وہ کسی ایسی ہستی کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو اس کے سارے غم اور دکھ دور کر دے اسے اپنے دامن میں پناہ دے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو اس بے قرار کی دعا سنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے اور جب وہ اسے پکارے تو کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے۔''

(النمل: ۶۲)

ارشاد نبوی ہے:

''اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔'' (بخاری و مسلم)

عبدالوہاب ...... پشاور

زلزلے

تاریخ کے آئینے میں

محمد الیاس حامد

حالیہ دنوں انڈونیشیا میں شدید زلزلہ آیا جس نے بڑے پیمانے پر تباہی مچائی یہ زلزلہ انڈونیشیا کے شہر جاوا میں آیا زلزلے کی شدت اس قدر تھی کہ پختہ مکان اور کنکریٹ کی عمارتیں ملیامیٹ ہوگئیں ہزاروں کی تعداد میں بچے بوڑھے مرد اور عورتیں ہلاک ہوئے لاکھوں کی تعداد میں زخمی ہوئے بے شمار لوگ اپنے گھروں سے محروم ہو گئے جو اب کھلے آسمان تلے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، ایسا ہی بلکہ اس سے بھی شدید زلزلہ **8** اکتوبر **2005** ء کو پاکستان مین بھی آیا جس کی تباہی اور نقصان سے آپ آگاہ ہیں، زلزلے انسانی تاریخ کے شروع سے ہی آرہے ہیں بعض چھوٹے یعنی کم نقصان دہ ہوتے ہیں اور بعض بڑے پیمانے پر تباہی پھیلاتے ہیں آگے ہم جانیں گے کہ تاریخ میں بڑے بڑے زلزلے کب اور کہاں آئے اور انھوں نے کس قدر تباہی اور نقصان سے دوچار کیا، ویسے تو ان کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن ذیل میں ہم چند ایک اہم کا تذکرہ کریں گے۔

تاریخ کا قدیم ترین زلزلہ کب اور کہاں آیا، یہ تو وثوق سے نہیں کہا جا سکتا البتہ وہ پہلا زلزلہ جو انسان نے اپنی تحریر میں ریکارڈ کیا تقریباً تین ہزار برس قبل **1177** قبل مسیح میں چین میں آیا تھا۔ اس کے بعد قدیم ترین ریکارڈ **580** قبل مسیح میں یورپ اور **464** قبل مسیح میں یونان کے شہر اسپارٹا کے زلزلے کا ملتا ہے، مؤرخین کا خیال ہے یہ زلزلہ اسپارٹا اور ایتھنز کے درمیان لڑی جانے والی پولینیشن جنگ کے دور میں آیا تھا۔

پورے شہر کو ملیامیٹ کر دینے والا زلزلہ **226** قبل مسیح یونان کے جزیرے رہوڈس میں آیا تھا، جس نے یہاں کے شہر کیمریوس کو نیست و نابود کر دیا اور ساتھ ہی اس شہر کے ساحل پر نصب عظیم الشان مجسمہ ہیلوس بھی تباہ ہوگیا جس کا شمار دنیا کے سات عجائبات میں ہوتا ہے۔

893 ء میں تاریخ کے تین بڑے زلزلے آئے۔ ایک کاؤکاسس **Caucasus** شہر میں جس سے **84** ہزار افراد ہلاک ہوئے، دوسرا ایران کے شہر اردبل میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ جانیں ضائع ہوئیں اور تیسرا زلزلہ ہندوستان میں وادیٔ سندھ کے قدیم شہر دے پور یعنی دیبل میں آیا اور تقریباً ایک لاکھ اسی ہزار افراد ہلاک ہوئے، تاریخ ابن کثیر میں تحریر ہے کہ اس وقت سندھ پر عبداللہ بن عمر ہباری کی حکومت تھی جو خلیفہ بغداد معتضد باللہ کی جانب سے مقرر کردہ تھا۔ یہ زلزلہ **14** شوال **280** ہجری میں برپا ہوا اور اس دوران چاند گرہن اور تیز آندھی کے آثار بھی روایتوں میں بیان ہوئے ہیں۔ ابن کثیر کے مطابق نصف شب کے بعد دیگرے پانچ زلزلے آئے اور بمشکل سو مکان ہی سلامت رہ سکے، طبری اور ابن کثیر نے مرنے والوں کی تعداد ایک لاکھ پچاس ہزار بتائی ہے۔

11 اکتوبر **1737** ء میں کلکتہ شہر میں خوفناک زلزلہ سے **3** لاکھ افراد ہلاک ہوئے۔ اس کے پانچ دن بعد ہی کمچاٹکا (روس) میں ریکٹر سکیل **9.3** کی شدت کا زلزلہ آیا۔ **7** جون **1755** ء کو شمالی ایران میں زلزلے سے **40** ہزار افراد ہلاک ہوئے اس کے ایک ہفتے بعد **18** نومبر کو بوسٹن میساچوسٹس میں بھی زلزلہ آیا تھا مگر خوش قسمتی سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ **28** فروری **1780** ء میں ایران میں زلزلہ سے دولاکھ افراد جاں بحق ہوئے۔

1935 ء میں پاکستان کے شہر کوئٹہ میں تباہ کن زلزلہ آیا، جس سے کوئٹہ شہر بری طرح تباہ ہوگیا، یہ زلزلہ ریکٹر سکیل پر (زلزلہ ماپنے کا آلہ) **7.8** کی شدت کا تھا، جس سے مستونگ، لورالائی، قلات، پشین اور چمن کے علاقے بھی متاثر ہوئے تھے۔ زلزلہ کا مرکز چمن فالٹ کا مقام تھا اس زلزلے نے **30** سیکنڈ میں پورے شہر کو ملیامیٹ کر کے رکھ دیا۔ اس زلزلے سے ہونے والی اموات کی تعداد اندازاً **60** ہزار تک بتائی جاتی ہے۔ **1930** ء میں ترکی میں زلزلے سے **32** ہزار **7** سو افراد کی جانیں گئیں۔

1970 ء میں پیرو (امریکہ) میں زلزلے سے **66** ہزار افراد ہلاک ہوئے، اسی سال بھڑوچ (انڈیا) کے مقام پر زلزلے میں **900** افراد جان بحق ہوئے۔ **1971** ء میں کیلیفورنیا میں زلزلے سے **65** ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ **1974** ء میں پاکستان کے علاقے مالاکنڈ اور پتن میں زلزلے سے کل **6** ہزار افراد ہلاک ہوئے۔

1997 ء میں بھارت کے علاقے جے پور اور جبل پور میں زلزلہ آیا۔ اسی سال پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں بھی زلزلہ آیا اور ہلاک ہونے والوں کی کل تعداد تقریباً ایک ہزار تھی۔ **1998** ء میں نیوگینیا میں زلزلہ سے **2183** افراد لقمہ اجل بنے۔ **1999** ء میں **4** بڑے زلزلے آئے، جس میں کولمبیا کے **1185** ء ترکی کے **17118**، تائیوان کے **2400** اور ترکی ہی کے **895** افراد ہلاک ہوئے۔ **1999** ء ہی میں بھارت کے علاقے چھولی میں زلزلے سے ایک ہزار افراد ہلاک ہوئے۔

26 جنوری **2001** ء میں بھارت کے علاقے گجرات میں زبردست قسم کا زلزلہ آیا جس کی شدت ریکٹر اسکیل پر **7.7** تھی۔ اس زلزلے کی شدت پاکستان میں بھی محسوس کی گئی۔ اس زلزلے سے بھارت کے **25** ہزار اور پاکستان کے کل **20** افراد ہلاک ہوئے۔ اسی سال پیرو میں زلزلے سے **75** افراد جان بحق ہوئے۔

2002 ء میں افغانستان میں زلزلے سے ایک ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ اسی سال الجیریا میں بھی زلزلہ آیا تھا، جس سے **2266** اموات ہوئیں۔ **2002** ء میں پاکستان کے شہر گلگت میں **3** زلزلے آئے جس سے کل **41** ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ **2003** ء میں کیلیفورنیا میں آنے والے زلزلے سے **2** افراد ہلاک ہوئے۔ اسی سال ایران میں زلزلے سے **31** ہزار افراد لقمہ اجل بنے۔

2004 ء میں جاپان، تیمور (انڈونیشیا)، ڈومینکا اور کوسٹاریکا (امریکہ) میں معمولی شدت کے زلزلے آئے جس سے کل **61** افراد ہلاک ہوئے۔ اسی سال مراکش میں بھی زلزلے سے **500** افراد ہلاک ہوئے۔

2004 ء میں سب سے بڑی تباہی **26** دسمبر کو انڈونیشیا کی ریاست سماٹرا میں زیرِ سمندر زلزلے سونامی سے آئی، سمندر سے اٹھنے والی لہریں انڈونیشیا، ملائیشیا، بنگلہ دیش، بھارت، تھائی لینڈ، سری لنکا، میانمار (برما)، مالدیپ، صومالیہ، کینیا، تنزانیہ، سیشلز (مڈغاسکر) اور جنوبی افریقہ تک گئیں۔ اس تباہی سے ہونے والی اموات **5** لاکھ سے زائد ہیں، جبکہ سرکاری طور پر ہلاکتوں کا اندازہ **2** لاکھ **83** ہزار ایک سو چھ لگایا گیا ہے۔

2005 ء میں انڈونیشیا میں زلزلے سے **1313** ء افراد ہلاک ہوئے۔ اسی سال ایران میں بھی زلزلہ آیا جس میں **790** افراد لقمہ اجل بنے جبکہ جاپان میں ایک اور چلی میں گیارہ افراد اسی سال زلزلے سے جاں بحق ہوئے۔

8 اکتوبر **2005** ء کو اب تک کا شدید ترین زلزلہ پاکستان کے شمالی علاقے میں آیا۔ ریکٹر اسکیل پر اس کی شدت **7.6** تھی۔ اس زلزلے سے کشمیر، اسلام آباد، بالاکوٹ، مانسرہ، ہزارہ سمیت بہت سے چھوٹے بڑے دیہاتوں اور قصبوں کو شدید نقصان پہنچا ہے...... تقریباً لاکھ کے قریب لوگ ہلاک ہوئے لاکھوں کی تعداد میں زخمی ہوئے جس میں بالاکوٹ کا شہر مکمل طور پر صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔

ذرا بتائیں تو؟

سلسلہ نمبر 11

لمبا قد، چوڑے کندھے، نوکیلے نقش، سانولی رنگت، ہلکی شرعی داڑھی، انگریزی سوٹ، سر پہ نماز والی ٹوپی اور آنکھوں پہ بڑے سائز کی عینک، اگر اس حلیے کا کوئی شخص آپ کو کسی ذرائع ابلاغ پر تقابل ادیان، اسلام وسائنس کی باہم مطابقت اور اسلام کے صحیح تاثر کے موضوعات پر نرم لہجے میں لیکچر دیتا نظر آئے تو یقیناً اس کا نام ذاکر نائیک ہوگا۔

ذاکر نائیک 18 اکتوبر 1965ء کو ممبئی (بھارت) میں پیدا ہوئے، ممبئی ہی کے سینٹ پیٹرز ہائی سکول اور کشن چند چلا رام کالج سے بنیادی تعلیم حاصل کی۔ طب کی تعلیم نودی والا نیشنل میڈیکل کالج نائیر ہسپتال سے لی اور ایم بی بی ایس کی ڈگری یونیورسٹی آف ممبئی سے حاصل کی۔

شروع ہی سے ڈاکٹر نائیک کی دلچسپی کے شعبے مطالعہ، تقابل ادیان، میڈیسن اور انسانی، سماجی، اخلاقی، تعلیمی اور معاشی بہبود کی سرگرمیاں تھیں اور انھوں نے انھی شعبوں میں نام پیدا کیا۔ بھارت کے علاوہ بھی دنیا بھر کے ممالک میں سینکڑوں لیکچرز اور مباحثوں میں شرکت کر چکے ہیں ان لیکچرز کے شرکاء (جو مقرر سے سوالات بھی پوچھتے ہیں) میں عام لوگوں کے علاوہ متعدد ممالک کے سفراء، جرنیل، سیاسی قائدین، معروف کھلاڑی، بڑے بڑے تاجر اور سب سے بڑھ کر مختلف مذاہب کے سکالرز بھی شامل ہوتے ہیں، جن کی اکثریت ڈاکٹر ذاکر کے لیکچر اور جوابات سے مطمئن نظر آتی ہے۔

ڈاکٹر ذاکر کی دیگر خوبیوں کے علاوہ سب سے بڑی خصوصیت ان کا حوالہ جات کا موقع کے مطابق استعمال ہے، وہ اپنی بات واضح کرنے کے لیے نہ صرف قرآن وحدیث کا عربی متن، انگریزی ترجمہ اور آیت نمبر زبانی سناتے ہیں بلکہ عیسائیوں کی مذہبی کتاب انجیل، یہودیوں کی مذہبی کتاب تلمود اور تورات اور ہندوؤں کی مذہبی کتب مہابھارت اور بھگوت گیتا کے حوالے بھی زبانی دیتے ہیں، وہ مذہبی کتب کے علاوہ سائنسی (بالخصوص حیاتیاتی) وریاضیاتی تھیوریز اور اعداد وشمار پر بھی مکمل عبور رکھتے ہیں۔ اپنی خصوصیات کے باعث وہ مجمع کو شافی علاج دے پاتے ہیں اور لوگ انھیں ''ڈاکٹر جینیس'' کے نام سے پکارتے ہیں۔ یکم اکتوبر 2000ء کو امریکی شہر شکاگو میں ''قرآن اور انجیل سائنس کی روشنی میں'' کے موضوع پر ڈاکٹر ولیم کیمپبل کے ساتھ ان کے مباحثہ نے بہت شہرت حاصل کی۔

گیارہ ستمبر کو امریکہ میں ہونے والے حملوں کے بعد امریکہ جانے والے مسلمانوں کو یہ شکایت ہونے لگیں کہ انھیں امریکی ایئر پورٹس پر بے جا تلاشی اور تفتیش سے پریشان کیا جاتا ہے، جب ڈاکٹر نائیک حملوں کے ایک ماہ بعد 12 اکتوبر کو انٹرنیشنل اسلامک انٹرنیٹ یونیورسٹی کی جانب سے اسلام اور انسانیت کی خدمات کے اعتراف میں دیا جانے والا ایوارڈ لینے کے لیے امریکہ گئے تو لاس اینجلس ایئر پورٹ پر انھیں بھی داڑھی اور ٹوپی کے باعث روک لیا گیا۔ کسٹم افسران انھیں تفتیش کے لیے کمرے میں لے گئے اور سوالات شروع کر دیے۔ جب تفتیش کاروں نے ''جہاد'' کے متعلق ان کے نظریات جاننا چاہے تو ڈاکٹر نے عیسائیت، یہودیت، ہندومت اور دیگر تمام مذاہب کی کتابوں کے حوالوں سے ثابت کیا کہ جہاد صرف اسلامی تصور نہیں بلکہ ہر مذہب میں موجود ہے۔ کسٹم حکام یہ حوالے سن کر حیران ہو گئے اور سوال در سوال پوچھنے لگے۔ ڈاکٹر ذاکر مسکراتے ہوئے اپنے نرم اور مدلل انداز میں جواب دیتے گئے، یہاں تک کہ ایک گھنٹہ گزر گیا اور باہر لوگوں کی قطار لگ گئی۔ ڈاکٹر ذاکر کو تفتیش سے کلیئر کر دیا گیا۔ جب وہ کمرے سے باہر آئے تو 70 کے قریب کسٹم افسران نے انھیں گھیر لیا اور اسلام اور اپنے مذاہب کے متعلق سوالات شروع کر دیے، بعد میں ایک سعودی روزنامہ سے گفتگو کرتے ہوئے ان افسران نے اعتراف کیا کہ وہ اس شخص کے علم کو دیکھ کر حیران رہ گئے ہیں۔

ڈاکٹر ذاکر ان گنت لیکچرز، مباحثوں اور مضامین کے علاوہ سات کتب بھی تصنیف کر چکے ہیں، جن کے نام یہ ہیں:

1 غیر مسلموں کی جانب سے سب سے زیادہ پوچھے جانے والے سوالات کے جواب۔
2 قرآن اور جدید سائنس (باہم مطابق یا غیر مطابق)
3 اہم مذاہب میں خدا کا تصور
4 اسلام اور دہشت گردی۔
5 اسلام میں حقوقِ نسواں (محفوظ یا سلب)
6 القرآن (کیا اسے سمجھ کر پڑھا جانا چاہیے)
7 کیا قرآن میں خدا کے الفاظ ہیں؟

تقابل ادیان کے موضوع پر عیسائیت، یہودیت، ہندومت اور سکھ مت کے متعلق ڈاکٹر ذاکر کے مقالے پڑھے جانے کے قابل ہیں۔

ذاکر نائیک نے دنیا بھر میں اسلام کی تبلیغ کے لیے ''آئی آر ایف'' کے نام سے ایک ادارہ بھی بنایا ہے۔

آئی آر ایف ممبئی میں رجسٹرڈ ایک غیر منافع بخش فلاحی ادارہ ہے جسے فروری 1991ء میں قائم کیا گیا، ادارہ کا سب سے بڑا مقصد اسلام کی دعوت اور اسلام کے متعلق درست فہم اور شعور اجاگر کرنا اور غلط تاثرات کو دور کرنا ہے، یہ ادارہ اپنے کام کے لیے عصرِ حاضر کی تمام جدید ٹیکنالوجی کے ذرائع ابلاغ استعمال کرتے ہے۔

دنیا بھر میں اسلام کی روشنی پھیلانے والے ڈاکٹر ذاکر نائیک کا اصل نام کیا ہے، کیا آپ بتا سکتے ہیں؟

ذرا بتائیں تو......؟ سلسلہ نمبر 8 کی شخصیت
''ٹیپو سلطان''

سلسلہ نمبر 8 کے انعام یافتہ

①	محمد سعد بن محمد معاذ	جڑانوالہ فیصل آباد
②	بنت اصغر	بھائی پھیرو قصور
③	محمد نعیم افضل	اوکاڑہ
④	حفصہ شفیق	مانانوالہ، فیصل آباد
⑤	حافظ کلیم اللہ	وہاڑی
⑥	امامہ بنت عبد الجبار	کوئٹہ
⑦	سائرہ عمر	راوی روڈ لاہور
⑧	وقاص بن سرور	کوئٹہ
⑨	زبیر بن خالد	دنیاپور
⑩	سمیرا وحید	لیہ

دارالابلاغ کی نئی پیشکش عفت وعصمت کا تحفظ
خواتین اہل بیت، جناتی شیطانی چالوں کا توڑ اور حاسدوں کے شر سے بچو کے بعد

حافظ صلاح الدین یوسف مردوزن کی پاکدامنی کے لیے تہذیبی کشمکش کے اس دور میں انسانیت کے لیے کون سا رخ بہتر ہے، کس میں انسانیت کی فلاح مضمر ہے اور دین ودنیا کی سعادتوں اور خوش بختیوں کا امین کون ہے؟ اس کا فیصلہ یہ کتاب پڑھ کر ہر عقل مند کر سکتا ہے۔

فضیلۃ الشیخ مبشر احمد ربانی خاتونِ اسلام کی عصمت کی حفاظت کے اعتبار سے یہ کتاب اب تک شائع ہونے والی اشاعتوں میں سب سے مفصل محقق جامع اور معیاری ہے۔

محمد طاہر نقاش خاتونِ اسلام کے پاس ایمان باللہ کے بعد سب سے بڑی دولت اس کی عفت وعصمت ہوتی ہے اور یہ کتاب اسی کے تحفظ کی ضامن ہے۔

انمول تحفہ
پاکدامنی کے خواہشمند اسلام کے بیٹوں اور بیٹیوں کیلئے

تعاون MOB:0300-4453358
دارالابلاغ

ذرا بتائیں سلسلہ نمبر 8 کے درست جوابات بھیجنے والے احباب

فیصل آباد: حفصہ شفیق۔ اشفاق عاجز۔ نائلہ زینب۔ محمد احسان۔ محمد سعید۔ ابو مرصد نعمان۔ بنت بشیر۔ زوہیب کاشف۔ عنبرین یاسمین۔ شعیب الرحمٰن۔ لبنیٰ شہزادی۔ عاصمہ۔ ابراہیم بن یوسف۔ نبیلہ۔ **شیخوپورہ۔ ننکانہ:** اخت ابو ذر عبداللہ۔ حافظ زیب النساء۔ تنزیلہ عبداللہ۔ جاوید اقبال منہاس۔ محمد یحییٰ خلیق۔ حافظ حبیب الرحمٰن احسن۔ فیصل تعظیم۔ علی رضا۔ انس کبیر۔ حافظ محمد بلال۔ اخت ابو مرثد۔ اخت نعیم۔ اخت مدثر۔ ثمیس سرور۔ وقار طیب۔ رابعہ۔ اخت اکمل۔ بنت حاجی اشفاق۔ جاوید اقبال۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ عبدالمجید بن عبداللہ۔ صائمہ۔ شازیہ۔ **قصور:** سرور شیخ۔ اقصیٰ شاہین۔ آمنہ اصغر۔ اخت ابو انس شہید۔ ثمریہ سعدیہ۔ عتیق الرحمٰن۔ عابدہ عنایت۔ حافظ خضر حیات۔ اخت عامر۔ راحیلہ ہارون۔ محمد اشفاق۔ بنت اصغر۔ ملک زمان۔ **لاہور:** حافظ اویس۔ محمد احمد۔ محمد عمر صدیقی۔ عبدالرحیم طارق۔ سمیرہ منظور۔ ابو عکاشہ سلمان۔ سائرہ عمر۔ منیحہ فاروق۔ **گوجرانوالہ:** شیخ محمد مقصود سلیم مان۔ خضر عباس۔ نیلم اکبر۔ بنت محمد یعقوب۔ ساجد علی۔ بادیہ بنت غلام رسول۔ احمد سعید مرصد۔ مولوی یونس۔ حافظ عمر۔ ابو بکر احسان۔ عظمیٰ جمیل کھوکھر۔ صدیقہ تسیم۔ سرفراز انور۔ نوشین ثناء اللہ۔ میر طلال فاروق۔ فضہ عبدالجبار۔ ابو بکر عاصم۔ سمعیہ سحر۔ نثار۔ **ملتان:** عابدہ عبدالعلیم۔ شاہد لیٰسین۔ بنت ابو رضوان۔ جاوید اسماعیل۔ ابو رضوان جاوید۔ عمیرہ شمیم۔ بلال اسماعیل۔ رضوان اسماعیل۔ عدنان اسماعیل۔ کنزہ یاسمین۔ ماریہ شمیم۔ محمد فیصل۔ **رحیم یار خان:** مریم اکرام الحق۔ جمشید۔ راحیلہ کوثر۔ مزمل شماس۔ اخت ابو سعد۔ **ہزارہ:** حافظ عمیر۔ سجاد فاروقی۔ **وہاڑی بورے والا:** دجانہ احمد۔ کامران اکرم۔ راشد اسلم۔ اشفاق نذیر۔ نائمہ شمعون۔ قاری اسماعیل۔ محمد محسن لطیف۔ حافظ کلیم اللہ۔ معاذ ارشد۔ عبدالرحمٰن سلفی۔ عبدالرزاق۔ وقار مشتاق۔ اسماء بنت صدیق۔ اسامہ بشیر۔ عثمان حیات۔ **سعودی عرب:** فاطمہ ایوب۔ صفیہ بنت رحمت۔ **سرگودھا:** عائشہ۔ مدیحہ گل۔ بدر منیر۔ فیصل اقصیٰ۔ شہزاد حسن۔ عائشہ رمضان۔ اخت ابو عبدالرحمٰن۔ **پاکپتن:** ابو بکر صدیق۔ عبدالجبار۔ ثنا علیم۔ افضل صدیق۔ **نارووال:** عائشہ شوکت۔ اللہ دتہ۔ غلام مرتضیٰ۔ مدیحہ خاتون۔ **جھنگ:** بنت عبدالحمید۔ **ٹوبہ ٹیک سنگھ:** بلال طاہرہ۔ عائشہ ارشد۔ طیب طاہر۔ **کوہاٹ** محمد۔ **خوشاب:** اقصیٰ فیاض۔ ایمن فیاض۔ حرا فیاض۔ وردہ فیاض۔ نادیہ شہزادی۔ رباب عبدالغنی۔ عمر فاروق۔ **بہاولنگر، ہارون آباد:** فوزیہ مدیحہ۔ فیاض احمد قمر۔ عمر فاروق بشریٰ خالد۔ عذر بلوچ۔ صبا امین۔ **سیالکوٹ:** فرزانہ عبدالستار۔ تجمل حسین۔ خزیمہ بٹ۔ منزہ صدیق۔ مریم ایمن۔ سعد حلیم۔ فرحان لیٰسین۔ فریحہ انجم۔ **ساہیوال:** ام اختر۔ مدثر بشیر۔ حافظ عامر خان۔ محمد عدنان۔ عبدالمجید۔ ضیاء الحق۔ **کوئٹہ، بلوچستان:** عبدالرحمٰن عابد۔ ثاقب۔ حفیظ الرحمٰن۔ سیف اللہ جانباز۔ شاہجہان۔ ارسلان۔ جویریہ بلال۔ امۃ بنت عبدالجبار ملیکہ۔ سارہ۔ وقاص سرور۔ سردار علی۔ دلدار علی۔ ریاض علی۔ در محمد۔ گل محمد۔ نور محمد۔ نور اللہ۔ نعمت اللہ۔ ذبیح اللہ۔ اسد اللہ۔ رحمت اللہ۔ عبداللہ بن قاسم عبدالرحمٰن بن قاسم۔ زینب بنت قاسم۔ احسان اللہ حبیب الرحمٰن صابر۔ زین الدین۔ اعجاز الدین۔ نصر الدین۔ اعجاز الحق۔ شفیق الرحمٰن۔ وسیم۔ اللہ دتہ۔ آمنہ بنت یوسف۔ فوزیہ بنت یوسف۔ عبداللہ بن عباس۔ عبید اللہ بن عباس۔ اسامہ عبدالرزاق۔ سعد بن یوسف۔ ابو بکر حمزہ۔ عثمان بن قربان علی۔ **خانیوال:** مزمل ثناء اللہ۔ ارشد مسعود۔ عاصم حبیب۔ راشدہ ابراہیم۔ **بھکر:** آصفہ جاوید۔ **اوکاڑہ:** حنظلہ علی۔ نعیم افضل۔ قراۃ العین خنساء۔ محمد عظیم۔ احسان الٰہی ظہیر۔ سلمان نذیر۔ امان اللہ مجاہد۔ طیب اسحاق۔ **بہاولپور:** عبدالحفیظ عابد۔ اسامہ بلال۔ سیدہ حفصہ۔ سید حمزہ علی۔ سید۔ حنظلہ علی۔ شازیہ۔ عقیلہ۔ سدرہ۔ **آزاد کشمیر:** تہمینہ کشمیری۔ **لودھراں:** محمد یونس سلفی۔ زبیر بن خالد۔ شائستہ اکرام۔ بلال خالد۔ **راولپنڈی، اسلام آباد:** اخت رضوان۔ حافظ عبدالصمد۔ ثناء نذیر۔ **کراچی:** محمد سالار ناصر۔ آسیہ سلطانہ۔ عبدالاحد۔ سنیہا سسٹرز۔ ابن چاند۔ شہزاد علی۔ ہدیٰ احمد۔ **ڈیرہ اسماعیل خان:** محمد فاروق۔ کبیرا وحید۔ **ڈی جی خان:** مصباح اسحاق۔ **پشاور:** عبدالوہاب۔ ثناء امین۔ سمیع الرحمٰن۔ روح۔ **سندھ:** محمد عزیز زین۔ عنایت اللہ بروہی۔ سوہا عائشہ۔ ندرہ۔ اسماء۔ ثقلین۔ شعیب۔ **گجرات:** فیصل شہزادہ۔ **لیہ:** طیب احمد۔ **دیگر شہروں سے:** وقاص حسین ایوبی۔ حنا محسن۔ عاصمہ ادریس بٹ۔ ایمن نصر اللہ۔ محمد علی۔ حمیرا سلیمان۔ عینی سلیمان۔ ریما سلیمان عبدالقدوس رنگپوری۔ طاہرہ ملک۔ اسد اللہ حیدر۔ حماد یوسف۔ عثمان اکرم۔ ولی الرحمٰن نورستانی۔ امیر معاویہ فائزہ سعید۔ ابن قاسم۔ جعفر طیار۔ عبدالجلیل۔ اسحاق۔ طلحہ۔

میرا پسندیدہ شعر

انعام یافتہ

جن کے سر پہ ممتا کی دعائیں ہیں
قسمت والے ہیں جن کی مائیں ہیں
جسم تو ہوتا ہے پر جان نہیں ہوتی
ان سے پوچھو جن کی مائیں نہیں ہوتیں

معظمہ لقمان...... گوندلانوالہ

دنیا کی محفلوں سے اکتا گیا ہوں یا رب
کیا لطف انجمن کا جب دل ہی بجھ گیا ہو

حافظ عبدالرحمٰن احسن...... لاہور

ہے شکایت یا رب مجھے خداوندان مکتب سے
سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

حافظ محمد عثمان...... راولپنڈی

سنبھل سنبھل کر بکھرتے رہنا بکھر بکھر کر سنبھلتے رہنا
یہ رنگ و بو ہے زمانے کی کہ ڈوب کر ابھرتے رہنا
یہ آزمائش تو عارضی ہے بلند ہمت نہ ٹوٹ جائے
فتح تمہارا نصیب ہے بس تم حق کی یہ جنگ لڑتے رہنا

حافظ عظمیٰ...... گوندلانوالہ

توکل کا یہ مطلب ہے کہ خنجر تیز رکھ اپنا
انجام اس کی تیزی کا مقدر کے حوالے کر

ثوبیہ کنول...... خانیوال

جاگنا ہے جو جاگ لے افلاک کے سائے تلے
سوئے گا پھر عمر بھر خاک کے سائے تلے

ثناء واحد...... کراچی

یا الٰہی ہم میں صدیق سا ایمان پیدا کر
عمر فاروق سا کوئی جلیل انسان پیدا کر
رگ تاریخ کٹ جائے ذریں عثمان پیدا کر
علی مرتضیٰ شیر خدا کی آن پیدا کر

عاصمہ اور عمارہ...... شیخوپورہ

نیکی کی کرنیں پھیلائے سب کو سچی کہانیاں سنائے
"ننھے مجاہد" جب بھی ہمارے گھر میں آئے

سامعیہ حسن...... صادق آباد

ایک ہوا کے جھونکے سے گر پڑیں ایسے پتے نہیں ہم
ان کفر کی آندھیوں سے کہہ دو اپنی اوقات میں رہو

میمونہ اقبال...... 132/16-L

راہ خدا میں جاں دے کر مت پوچھو کیسا کیف ملا
جب زخم لگے تھے سینے میں جب خوں بہا شریانوں سے
ٹوٹ گئے زنجیر کے حلقے ہر قدغن مسمار ہوئی
یہ جوشِ جنوں کب رکتا ہے زنجیروں سے زندانوں سے

سمیرا منظور...... لاہور

جو اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کر ملتے ہیں
صراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

عائشہ حافظ عبدالمجید...... سیالکوٹ لدھڑ

جو شمع گھر میں لوٹاتی ہے سرعام اجالے
اس شمع کی گھر میں کوئی عزت نہیں رہتی
مردوں کے شانہ بشانہ چلے جو عورت
کچھ اور وہ بن جاتی ہے عورت نہیں رہتی

انیقہ گل...... بھکر

ڈھونڈ کر لاؤں کہاں سے عہد رفتہ
پوچھتی ہے خالد کی شمشیر بے نیام

حافظ عامر خاں...... ساہیوال

مجھ کمزور کو میرے اللہ منزل پر پہنچا دینا
تیری رحمت سے محروم تو رستے میں رہ جاتے ہیں

مریم اکرام الحق...... صادق آباد

جس دیس کو انگریز کے پنجے سے چھڑایا
اس دیس کی مسند پہ لٹیروں کو بٹھایا
کیوں خون شہیداں کا دیا ہم نے بجھایا
ساحل پہ لگی بیڑی کو طوفان میں اتارا

حفصہ بنت مقبول...... بادامی باغ لاہور

نیند اُڑ گئی کیوں؟

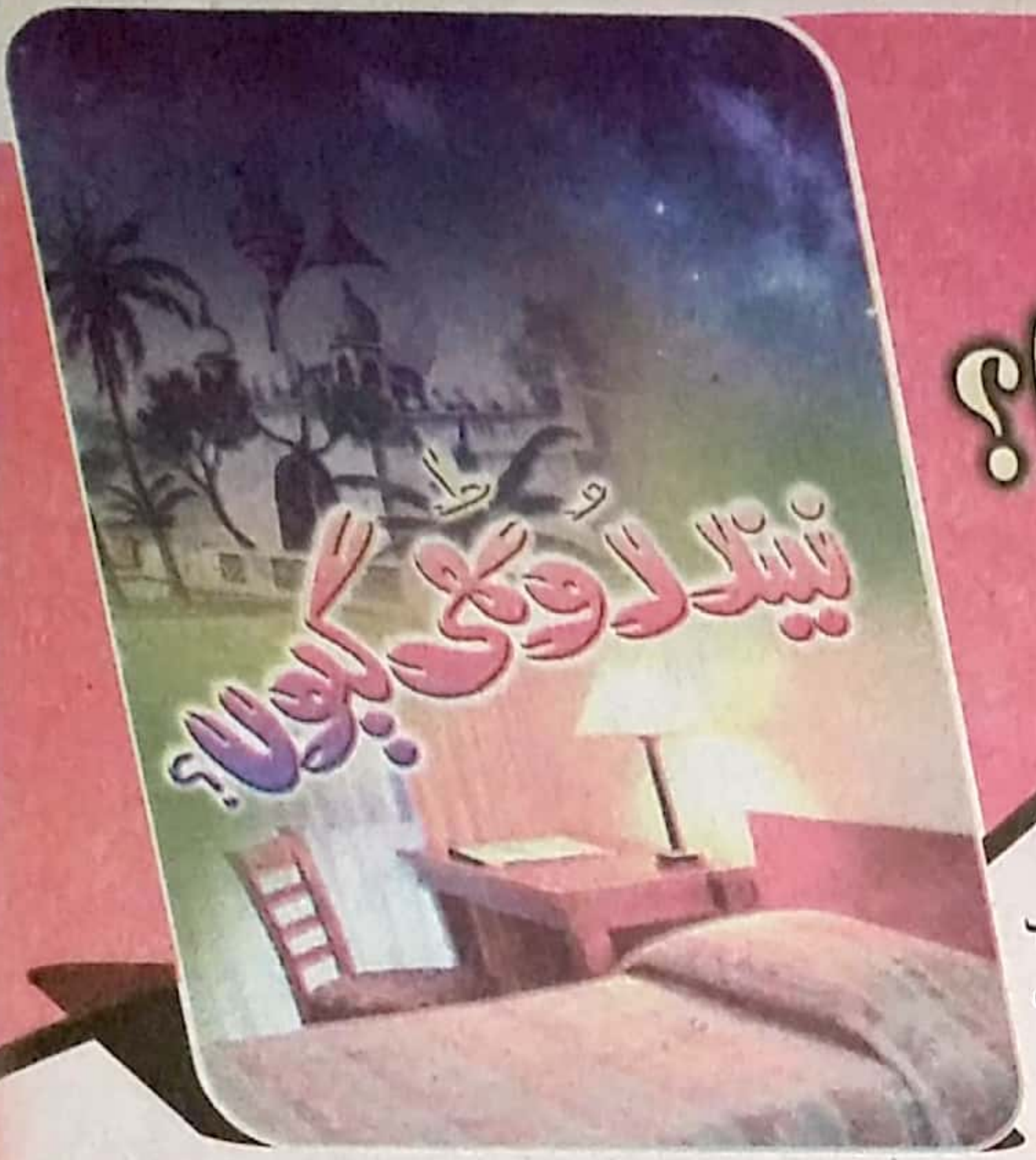

آدھی رات گزر چکی تھی ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا اچانک سویا ہوا عبدالخالق ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا اس کے ماتھے پر پسینہ آیا ہوا تھا وہ تیز تیز قدموں سے میز کی طرف گیا وہاں سے اس نے پانی کا گلاس اٹھایا اور غٹا غٹ کر کے پورا گلاس پی گیا اس نے دوسرے پلنگ پر اپنے بھائی عثمان کی طرف دیکھا تو وہ گہری نیند سو رہا تھا، عبدالخالق بستر پر لیٹ گیا اور دوبارہ سونے کی کوشش کی مگر سو نہ سکا کیونکہ وہ ڈراؤنا خواب اس کے دماغ میں گردش کر رہا تھا جو ابھی اس نے دیکھا تھا

عبدالخالق...... عارف والا

حتی کہ صبح کی اذان ہوگئی عبدالخالق اٹھا اپنے بھائی کو جگایا اور مسجد میں جا کر فجر کی نماز باجماعت ادا کی اور گھر واپس آ گئے سکول جانے سے پہلے جب تمام گھر والے دسترخوان پر بیٹھے تو ان کے ابو کی نظر عبدالخالق کی سرخ سرخ آنکھوں پر پڑی، ابو نے سرخ آنکھوں کی وجہ پوچھی تو عبدالخالق نے بتایا کہ آج رات کو اسے ایک ڈراؤنا خواب آیا تھا، جس کی وجہ سے پوری رات نیند نہیں آئی ابو نے ہدایت فرمائی کہ رات کو آیۃ الکرسی پڑھ کر سو جایا کرو کوئی ڈراؤنا خواب نہیں آئے گا، اگلی صبح جب پھر ابو نے عبدالخالق کی وہی حالت دیکھی تو پوچھا میں نے کل جو تم کو ہدایت کی تھی کیا تم نے اس پر عمل نہیں کیا عبدالخالق، جی ہاں! ابو جان میں نے عمل کیا تھا، اس دن سکول سے اتوار کی چھٹی تھی اس لیے اس کے ابو نے اس پر پوری طرح نظر رکھی صبح سے شام ہوگئی لیکن کوئی غیر معمولی بات سامنے نہ آئی عصر کے بعد وہ کرکٹ کھیلنے چلا گیا مغرب سے پہلے گھر واپس آ گیا مغرب کی نماز ادا کی کھانا کھایا اور لیٹ گیا اس رات پھر نیند نہ آئی صبح جب تمام لوگ دسترخوان پر بیٹھے تو ابو نے کہا، میں نے عبدالخالق کے نیند نہ آنے کی وجہ دریافت کر لی ہے، تمام بہن بھائی چونک کر بولے، ابو جلدی سے بتائیں! ابو عبدالخالق سے مخاطب ہوئے اور پوچھا تم نے کتنے دن سے عشاء کی نماز ادا نہیں کی عبدالخالق نے مدہم سی آواز میں جواب دیا۔ تین دن سے اور نیند کتنے دنوں سے نہیں آ رہی تھی...... تین دنوں سے اس کی امی حیران تھی کہ اس کا بیٹا نماز کیسے چھوڑ سکتا ہے، ابو جان! بیٹا نماز چھوڑنا بری بات ہے، نماز چھوڑنے کا نتیجہ تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے میں تم کو کتنی بار نصیحت کر چکا ہوں کہ نماز نہیں چھوڑنی دل کا سکون اس میں چھپا ہے، تم نے ہمیشہ نماز دل لگا کر اور نیک نیتی سے پڑھی جب وقفہ آیا تو جسم کے معمولات نے احتجاج تو کرنا ہی تھا۔

عبدالخالق! ابو جان میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی نماز نہیں چھوڑوں گا آج ہی میں عشاء کی تینوں نمازوں کی قضا ادا کرتا ہوں، اس رات جب ان کے امی ابو نے ان کے کمرے میں جھانکا تو دونوں بھائی گہری نیند سو رہے تھے۔

تھپڑ مارنے کا انجام

محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا، دیکھا کہ ایک آدمی یہ دعا مانگ رہا تھا:

''اے اللہ! مجھے معاف کر دے، مگر امید ہے کہ تو مجھے معاف نہیں کرے گا۔''

میں نے کہا:

''اے اللہ کے بندے، تو نے کون سا ایسا گناہ کر لیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے اس طرح مایوس ہو رہا ہے۔''

اس نے کہا: سنو!

''جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف فتنہ بپا ہوا تھا، تو میں ان باغیوں کے ساتھ مل گیا، میں نے یہ نیت کر لی کہ جب بھی مجھے کوئی موقع ملے گا، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے منہ پر تھپڑ ماروں گا۔'' (نعوذ باللہ)

پھر اس نے کہا:

''میں ان کی زندگی میں تو ایسی حرکت نہ کر سکا، لیکن جب ان کو کفنا کر اندر کمرے میں رکھا گیا تو لوگ ان کے کمرے میں آ کر ان کے چہرے کا دیدار کر رہے تھے، اور میں بھی دیدار کے بہانے کمرے میں آ گیا، اس وقت کمرے میں کوئی نہیں تھا، کہنے لگا: ''کہ میں نے سوچا کہ مجھے موقع تو میسر آ ہی گیا ہے، کیوں نہ اپنی نیت پوری کر دوں؟...... چنانچہ میں نے ان کے چہرے سے چادر ہٹا کر ان کے منہ پر تھپڑ مارا، جب میں نے دیکھا کہ میرا دایاں ہاتھ اسی وقت سوکھ گیا۔''

ابن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میں نے اس بدبخت کے ہاتھ کو دیکھا تو وہ لکڑی کی طرح سوکھا ہوا تھا۔''

[بحوالہ: سنہرے اوراق]

حافظ قمر لطیف، حافظ شاہ خالد...... سقیانہ بنگلہ

پچھتاوا

ناپ تول میں جو خود کا امتحان لیا ہوتا
دنیا میں نہ یوں خود کو برباد کیا ہوتا
قیامت ہوئی برپا تو احساس ہوا ہم کو
کاش اس کے لیے کچھ تو سامان کیا ہوتا
دنیا میں تو غیبت سے فرصت نہ ملی مجھ کو
کاش ان برائیوں کو بھی دور کیا ہوتا
چپ چاپ بھی کٹوالی شیطان سے گردن
اک بار اپنے رب کی طرف دیکھ لیا ہوتا
حشر میں سوچے گا ہر شخص یہی بے شک
اچھا تھا کہ شیطان سے منہ موڑ لیا ہوتا

حفصہ افضال...... خورشید کالونی، گجرات

عقلمند شہزادہ

ابو عمر جرار، ڈی جی خان

باغ والا رو رو کر اپنا حال سنا رہا تھا:

"حضور! اس آدمی نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے، مجھے برباد کر دیا، میرے باغ کی فصل بالکل تیار تھی، اناج دو ایک دن میں کٹنے ہی والا تھا مگر اس نے اپنی بکریوں کو نہیں روکا۔ سب کی سب میرے باغ میں گھس آئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ساری فصل چٹ کر ڈالی، میں نے روکنے کی بہت کوشش کی مگر ایک دو بکریاں ہوتیں تو روک بھی لیتا۔ یہ تو بہت زیادہ تھیں۔ سب کھا گئیں، حضور! میں برباد ہو گیا تباہ ہو گیا، اب میں کیا کروں؟ کیسے گزارا ہو گا؟ میرے بال بچے بھوکے مریں گے۔ حضور! انصاف کیجیے، میرے حال پر رحم کیجیے! اللہ نے آپ کو بادشاہ بنایا ہے، میری مدد کیجیے۔"

بادشاہ نے دوسرے آدمی کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا وہ آگے بڑھا تو بادشاہ نے پوچھا:

"کیا یہ آدمی سچ کہہ رہا ہے۔؟"

"جی ہاں، حضور! بالکل سچ کہہ رہا ہے۔"

"تم نے اپنی بکریوں کو کیوں نہیں روکا؟"

"میں نے روکا تھا مگر گلہ بڑا تھا اس لیے روک نہیں سکا۔"

تم مانتے ہو کہ سارا نقصان تمھاری بکریوں کی وجہ سے ہوا:

"جی ہاں! مانتا ہوں۔"

بادشاہ نے دونوں آدمیوں کو غور سے دیکھا کچھ سوچا پھر آہستہ آہستہ کہا:

"بکریوں کے گلے کی قیمت اتنی ہی معلوم ہوتی ہے جتنا کھیت والے کا نقصان ہوا ہے، اس لیے بکریوں کا گلہ کھیت والے کو دے دیا جائے تا کہ اسے کوئی نقصان نہ ہو اور لا پرواہی برتنے والے کو سزا بھی مل جائے۔"

بادشاہ نے یہ فیصلہ سن کر اس لڑکے کی طرف دیکھا جو اس کے پاس ہی بیٹھا تھا گیارہ بارہ برس کا یہ لڑکا بادشاہ کا بیٹا تھا، جب بادشاہ نے اس کی طرف دیکھا تو وہ کہنے لگا:

"بابا جان! آپ نے بڑا اچھا فیصلہ کیا ہے مگر......"

مگر کیا...... بادشاہ نے پوچھا:

یوں بھی ہو سکتا ہے کہ بکریوں کو گلہ کھیت والے کو دے دیا جائے تا کہ وہ بکریوں کے دودھ اور بالوں سے فائدہ اٹھائے اور گلے والے سے کہا جائے کہ وہ بھی کھیت میں کام کرے جب کھیت میں نئی فصل تیار ہو جائے تو گلے والے کو اس کا گلہ واپس مل جائے، اسی طرح نہ کھیت والے کو نقصان ہو گا نہ گلے والا نقصان میں رہے گا، بادشاہ کو اپنے ہونہار بیٹے کا یہ فیصلہ بہت پسند آیا۔

یہ بادشاہ اللہ کے نبی اور رسول سیدنا داؤد علیہ السلام تھے اور بیٹے سلیمان علیہ السلام تھے جو خود بھی نبی اور بڑی شان والے بادشاہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام کو ایک کتاب بھی دی تھی جس کا نام زبور ہے، وہ جب اللہ کی کتاب بڑائی اور محبت کی تعریف پڑھتے تو کیا انسان کیا حیوان سب پر ایسا اثر ہوتا تھا کہ ہوا میں اڑتے ہوئے پرندے اور دوڑتے بھاگتے جانور بھی تھم جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک اور کمال بھی دیا تھا لوہا ان کے ہاتھ میں بالکل نرم ہو جاتا تھا، جیسے کہ موم ہو وہ اس نرم لوہے سے زرہ بناتے تھے، زرہ لوہے کا ایسا چھوٹا سا سینہ بند ہوتا ہے جس پر تلوار یا تیر کا اثر نہیں اسے جنگ میں دشمن کے حملے سے بچاؤ کے لیے پہنا جاتا تھا سیدنا داؤد کی بادشاہت شام، عراق، فلسطین اور اس کے آس پاس کے تمام علاقوں میں پھیلی ہوئی تھی۔

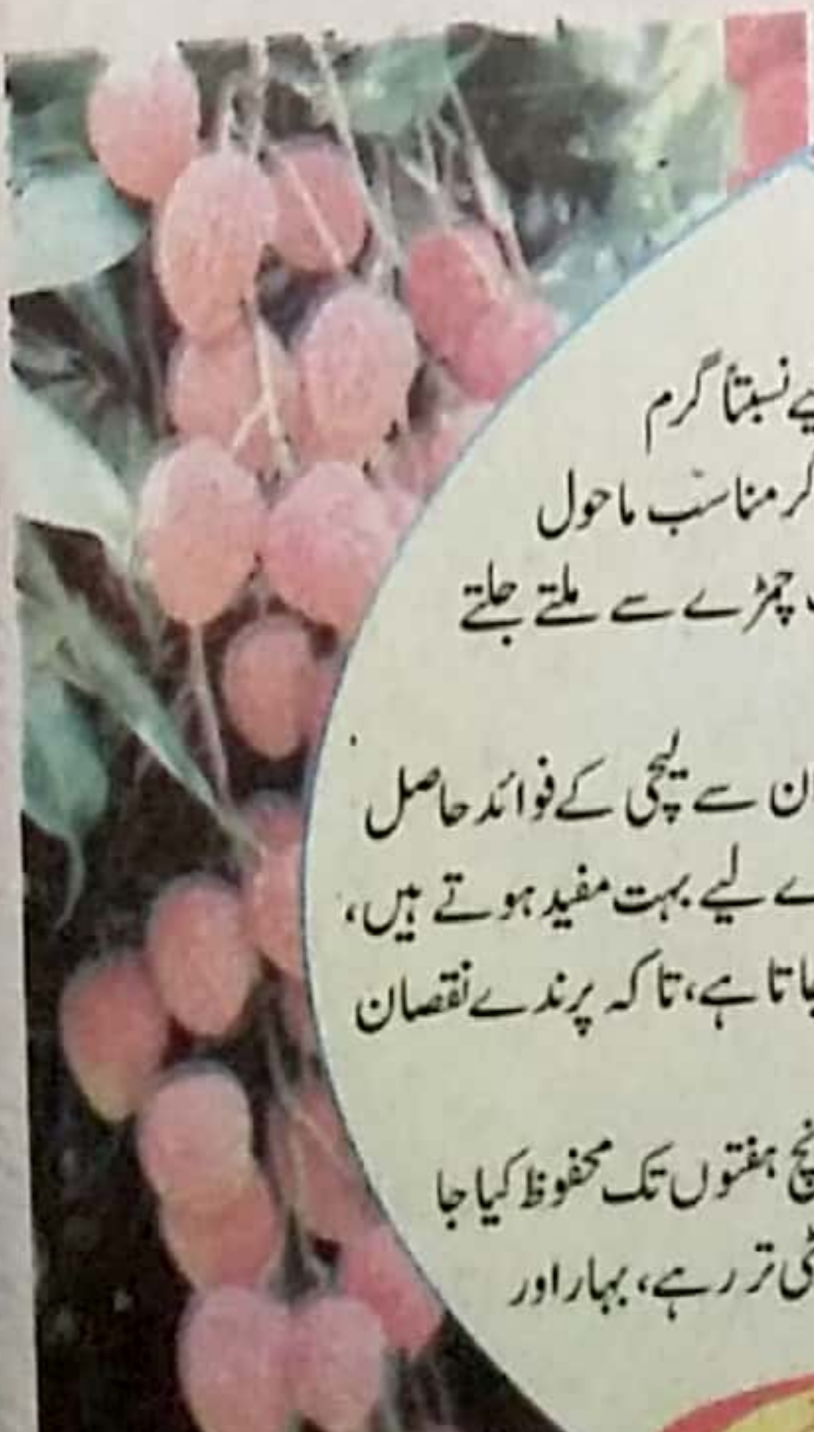

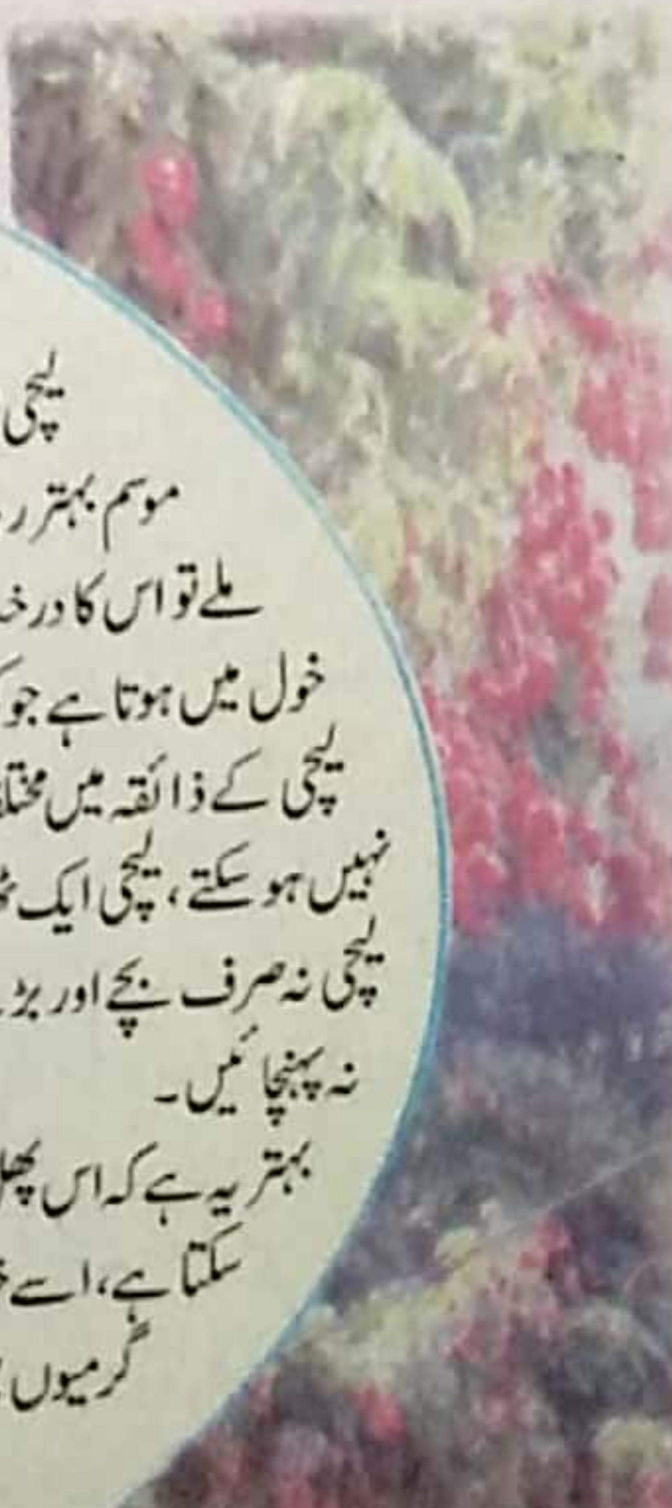

خوش ذائقہ پھل

لیچی شمالی چین کا پھل ہے یہ پھل سارا سال شمال مشرقی ایشیا میں کاشت ہوتا ہے لیچی کے پھل کی نشوونما کے لیے نسبتاً گرم
موسم بہتر رہتا ہے، جبکہ اس کا پھول سرد موسم میں کھلتا ہے، لیچی کا درخت گھنا، خوبصورت اور اوپر سے گول ہوتا ہے، اگر مناسب ماحول
ملے تو اس کا درخت ۴۰ چالیس فٹ تک اونچا ہو سکتا ہے، لیکن زیادہ تر لیچی کے درخت چھوٹے ہوتے ہیں، لیچی کا پھل ایک چمڑے سے ملتے جلتے
خول میں ہوتا ہے جو کھردرا ہوتا ہے، اس کی لمبائی ڈیڑھ انچ کے قریب ہوتی ہے، اندر کا حصہ نرم میٹھا سفید اور رس دار ہوتا ہے۔
لیچی کے ذائقہ میں مختلف ٹافیاں بازار میں فروخت ہو رہی ہیں، اس قسم کے ذائقے کے مشروبات اور کولڈ ڈرنک بھی ملتے ہیں مگر ان سے لیچی کے فوائد حاصل
نہیں ہو سکتے، لیچی ایک ٹھنڈا پھل ہے، یہ جسم کی گرمی دور کرتا ہے، اس کے علاوہ اس میں بہت سے اجزاء پائے جاتے ہیں جو ہمارے لیے بہت مفید ہوتے ہیں،
لیچی نہ صرف بچے اور بڑے شوق سے کھاتے ہیں بلکہ پرندے بھی یہ کچے اور پکے پھل کھاتے ہیں، لیچی کے درختوں پر جال بچھا دیا جاتا ہے، تا کہ پرندے نقصان
نہ پہنچائیں۔

بہتر یہ ہے کہ اس پھل کو درخت پر ہی پکنے دیں، اگر یہ زیادہ پک جائے تو رنگ گہرا اور ذائقہ ترش ہو جاتا ہے، اس کو فریج میں پانچ ہفتوں تک محفوظ کیا جا
سکتا ہے، اسے خشک کر کے بھی رکھا جا سکتا ہے، اس کے درخت کو پانی کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی، لیکن ضروری ہے کہ مٹی تر رہے، بہار اور
گرمیوں میں اس کا پھل وافر مقدار میں پایا جاتا ہے۔

ابو معاویہ محمد وقاص شریف، حجرہ شاہ مقیم

(ایک مسلمان سائنسدان)

ابنُ الہیثم

جمیلہ شوکت، امتیاز شوکت، گوجرہ

موجودہ ترقی یافتہ سائنسی دور میں نت نئی چیزیں بن رہی ہیں، موجودہ دور میں ان سائنس دانوں کا نام گردانا جاتا ہے جو کہ امریکی و یورپی ہیں، لیکن ان سائنس دانوں کے ناموں سے آگاہ نہیں کیا جاتا، جو مسلمان تھے جنھوں نے سائنس کی ابتدا کی۔

اس دور میں یہ مسلمان سائنس دان ہر سائنسی شعبے میں استاد سمجھے جاتے تھے۔ انھی عظیم سائنسدانوں میں ایک نام ابن الہیثم کا ہے جو مغرب میں الہیزان (Alhazen) کے نام سے مشہور ہیں، ان کی کتابوں کو مغرب میں سینکڑوں سالوں تک پڑھایا جاتا رہا۔

ان کی خدمات کی بدولت ان کو ''بابائے بصریات'' کہا جاتا ہے، ابن الہیثم ۹۶۵ء میں بصرہ میں پیدا ہوئے اس وقت بصرہ اور بغداد علم وفن کا گہوارہ تھا، بصرہ اور بغداد سے ریاضی، طبیعات، ہیئت اور طب کی تعلیم لی اور مصر چلے گئے۔ اس وقت مصر کا حکمران فاطمی مغلیہ حاکم تھا وہ ابن الہیثم کی صلاحیتوں کی کافی شہرت سن چکا تھا ''حاکم'' نے ان کو چیف انجینئر بنا دیا اور دریائے نیل پر سیلاب کو کنٹرول کرنے کے لیے کام پر لگا دیا۔

اس نے دریا پر بند باندھنے کا منصوبہ بنایا اس کا پروگرام تھا کہ ''اسوان'' کے نزدیک تین طرف بند باندھ کر ایک ڈیم بنایا جائے اس کے دو فائدے حاصل ہونگے ایک یہ کہ سیلاب کے دنوں میں زائد پانی ڈیم میں جمع ہو جائے گا جس سے سیلاب پیدا نہیں ہوگا دوسرے گرم یا خشک موسم میں جب پانی کی کمی ہوگی تو ڈیم سے پانی دریا میں چھوڑا جائے گا لیکن اس وقت وسائل کی کمی کی وجہ سے اس پروگرام پر عمل درآمد نہ ہو سکا، دریائے نیل پر جو موجودہ ڈیم بنایا گیا ہے وہ اسی فارمولے کے مطابق ہے اور ان کا خواب صدیوں بعد شرمندہ تعبیر ہوا ہے۔ ابن الہیثم کچھ عرصہ ملازمت کے بعد دنیائے اسلام کی عظیم یونیورسٹی الازہر یونیورسٹی کے اساتذہ میں شامل ہو گئے۔

۱۰۴۳ء میں ان کی وفات ہوئی۔

الازہر یونیورسٹی کے قیام کے دوران انھوں نے سائنسی تحقیقات کی اور ریاضی، طبعیات اور فلسفہ میں بہت کچھ چھوڑا روشنی پر ''کتاب المناظر'' ان کی عظیم کتاب ہے اس کتاب کی بدولت ان کو اسلامی دور کے مشہور سائنسدانوں میں عظیم درجہ ملا۔ ابن الہیثم کی تحقیقات کے مطابق روشنی اپنی ماہیت کے اعتبار سے توانائی کی ایک قسم ہے اس کے مطابق سورج کی کرنوں میں روشنی اور حرارت پائی جاتی ہے اور آگ میں بھی یہی ہوتا ہے پس روشنی اور حرارت کی ایک نوعیت ہے، ابن الہیثم ہی خوردبین کے عدسہ کی دریافت کے لیے پیش رو بنا۔

ابن الہیثم نے سوئی چھید کر کیمرے کا اصول دریافت کیا اور اس نے یہ اصول بتایا کہ اگر کسی روشن چیز سے آنیوالی شعاعوں کو باریک چھید سے گزارہ جائے تو دوسری طرف پردے پر اس روشن جسم کا عکس نظر آئے گا اسی اصول کے تحت ابن الہیثم کو موجودہ کیمرے کا موجود سمجھا جاتا ہے۔

ابن الہیثم نے سب سے پہلے بینائی کے بارے میں یونانی نظریات درست کیے اس کے مطابق روشنی کی شعاعیں دیکھنے والی چیز سے آنکھوں کی طرف آتی ہیں نہ کہ آنکھوں سے دیکھنے والی چیز کی جانب۔

روشنی میں بے شمار اشیاء کیسے نظر آتی ہیں؟ ابن الہیثم سے پہلے یہ نظریہ تھا کہ جب کسی اندھیرے کمرے میں روشنی کی جاتی ہے تو اس چراغ کی روشنی دیکھنے والے کی آنکھ پر پڑتی ہے آنکھ سے نظر کی کرنیں نکلتی ہیں یہ کرنیں جس چیز پر پڑتی ہیں وہ نظر آتی ہے، لیکن ابن الہیثم نے اس کو غلط ثابت کیا اور جدید نظریہ پیش کیا جس کو موجودہ دور میں درست

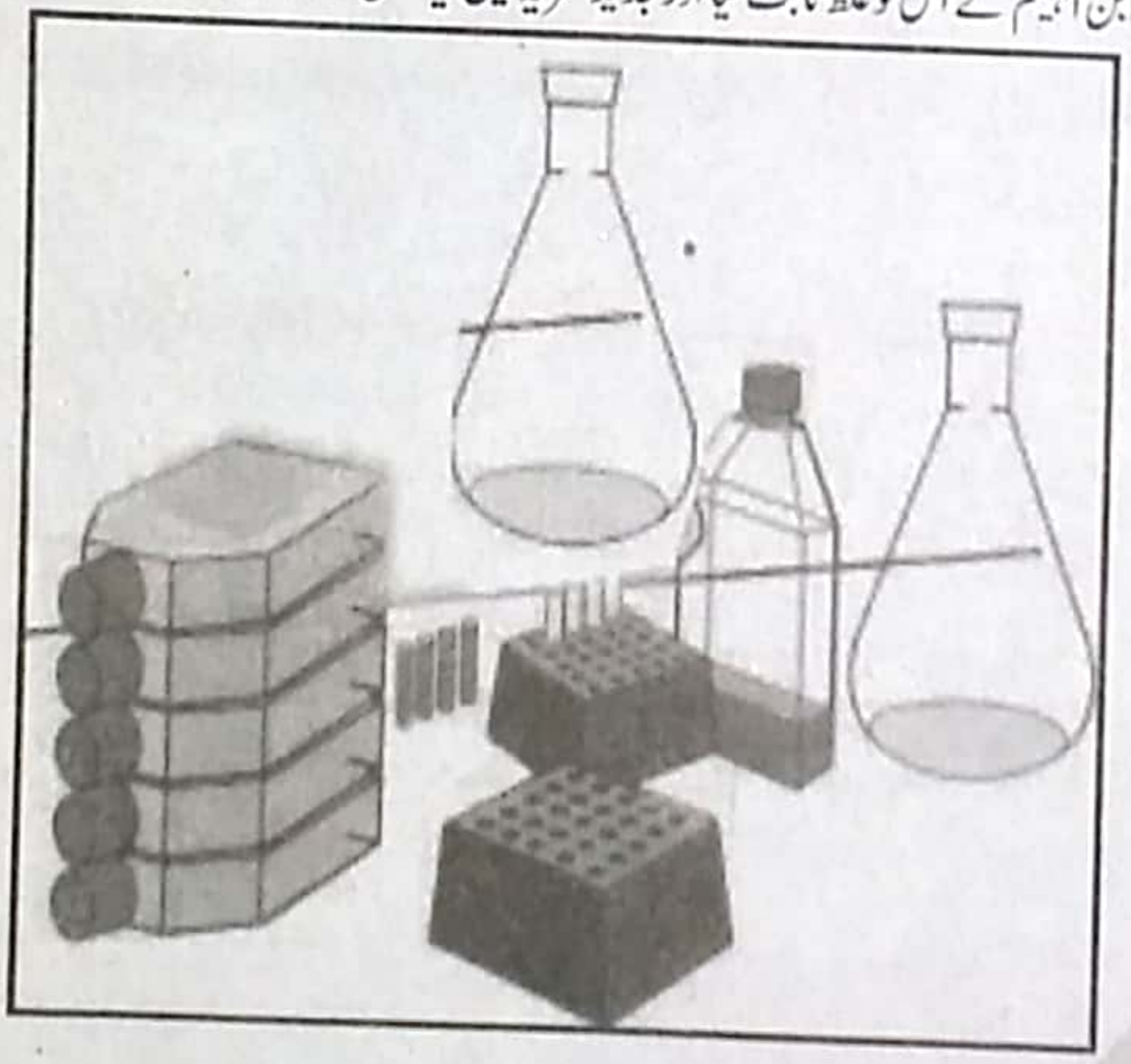

تسلیم کیا گیا ہے۔

ابن الہیثم نے جو آنکھ کی تشریح کی وہ جدید دور کے عین مطابق ہیں، آنکھ کے مختلف حصوں کے لاطینی نام جو آج کل میڈیکل سائنس کی کتابوں میں درج ہیں، وہ زیادہ تر ابن الہیثم کے لفظی ترجمے ہیں جن کو اس نے اپنی عربی کتاب ''کتاب المناظر'' میں لکھا ہے، مثلاً آنکھ کے لینز کا جب ابن الہیثم نے مشاہدہ کیا تو اس کی دونوں سطحیں دونوں اطراف سے ابھری ہوئی ملی جس کی وجہ سے یہ مسور کے دانے سے ملتی جلتی تھی مسور کو عربی میں عدس کہتے ہیں اس لیے ابن الہیثم نے اس کا نام عدسہ رکھ دیا، مسور کو لاطینی میں لینٹل Lentil کہتے ہیں چنانچہ عدسہ کو Lens کا نام دے دیا گیا آنکھ کے بارے میں ایسی اصطلاحات سے اکثر لوگ واقف ہیں لیکن افسوس کہ بہت کم لوگ اس بات کو جانتے ہیں کہ ایسی عربی اصطلاحات ابن الہیثم کی وضع کردہ ہیں، جن کا بعد میں لاطینی زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

مہمان نواز اعرابی

قیس بن سعد سے پوچھا گیا، کیا آپ نے اپنے سے زیادہ کسی کو سخی دیکھا ہے؟

قیس بن سعد نے فرمایا: ''ہاں! ایک دفعہ ہم کچھ آدمی کسی گاؤں میں ایک عورت کے گھر گئے، کچھ دیر بعد اس کا خاوند بھی آ پہنچا، عورت نے اپنے خاوند سے کہا: ''ہمارے پاس چند مہمان آئے ہیں، خاوند فوراً ایک اونٹنی لایا، اسے ذبح کیا، پکایا اور ہم سے کہا، چلو کھاؤ۔'' دوسرے دن وہ دوسری اونٹنی ذبح کر لایا۔ اور کہا: ''کھاؤ! ہم نے اس سے کہا، کل رات جو اونٹنی تم نے ذبح کی تھی، اس میں سے تھوڑا سا گوشت ہم لوگوں نے کھایا تھا اور باقی گوشت کہاں ہے، ایک اور اونٹنی ذبح کرنے کی کیا ضرورت تھی۔'' اعرابی بولا: ''مہمانوں کو باسی کھانا کھلانا میری شان کے خلاف ہے۔'' ہم لوگ اس اعرابی کے گھر کئی دنوں تک ٹھہرے رہے، کیونکہ موسم بڑا خراب تھا، بارش ہو رہی تھی، وہ ہر روز اسی طرح ہماری خدمت کرتا رہا، جب ہم وہاں سے چلنے لگے تو اتفاق کی بات اعرابی گھر پر نہیں تھا، ہم نے اعرابی کے گھر میں سو دینار رکھ دیے اور اس کی بیوی سے کہا: ''ہماری طرف سے معذرت پیش کر دینا، پھر ہم لوگ اس کے گھر سے روانہ ہو گئے، جب سورج بلند ہو گیا، تو پیچھے سے وہ اعرابی: ''ٹھہرو! ٹھہرو!'' کی آوازیں دیتا ہوا، آیا، وہ ہم سے نزدیک ہوتے ہی بولا: ''لو اپنے دینار پکڑو! مہمان نوازی کی قیمت لینا، میری عادت نہیں، اگر تم لوگوں نے یہ دینار واپس نہ لیا تو پھر......! اس نے اپنے نیزہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا: ''بصورت دیگر میں اپنے اس نیزے سے تمھاری دھلائی کروں گا، چنانچہ ہم لوگوں نے دینار واپس لینے میں عافیت دیکھی۔

(بحوالہ: سنہرے اوراق)

ثوبیہ عنایت اللہ...... بیر کھائی، ارزانی پور

چغل خور کی مذمت

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ)) [بخاری و مسلم]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چغلی کھانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

لبنیٰ حکیم ...... ہارون آباد

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام حدیث کے آئینے میں

❀ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آسمان سے ہوگا۔ (ابن حبان)

❀ آپ علیہ السلام کا نزول نمازِ فجر کے وقت ہوگا۔ (مسند احمد)

❀ آپ علیہ السلام کی شکل وصورت عروہ بن مسعود سے مشابہ ہوگی۔ (مسلم)

❀ آپ علیہ السلام کا قد درمیانہ رنگ سرخ و سفید اور بال سیدھے ہیں۔ (مسند احمد)

❀ آپ علیہ السلام امام مہدی کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔ (صحیح ابن عوانہ)

❀ آپ علیہ السلام زمین پر چالیس برس رہیں گے۔ (مجمع الزوائد)

❀ آپ علیہ السلام کے دور میں تمام ادیان ختم ہو جائیں گے صرف اسلام کا بول بالا ہوگا۔ (ابن حبان، سنن ابی داؤد)

❀ آپ علیہ السلام کے دور میں عداوت، بغض اور حسد ختم ہو جائے گا۔ (مسند ابی یعلی)

❀ آپ علیہ السلام کے دور میں مال بکثرت ہوگا۔ (ابن ماجہ)

❀ آپ علیہ السلام صلیب کو توڑ دیں گے اور سور کو قتل کریں گے۔ (صحیح بخاری)

❀ آپ علیہ السلام فوت ہو جائیں گے مسلمان آپ کا نمازِ جنازہ پڑھیں گے اور دفن کریں گے۔ (مسند احمد، صحیح ابن حبان)

❀ جناب محمد ﷺ نے فرمایا: ''دو گروہوں پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ حرام کردی ہے، ایک وہ جو غزوہ ہند کرے گا اور دوسرا وہ گروہ جو عیسیٰ علیہ السلام سے مل کر جہاد کرے گا۔ (الحدیث)

حامد عباس ...... رینالہ خورد

مزاح

مزاح کو ہر آدمی پسند کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ جو بات بھی سنے یا پڑھے اس میں ہلکا پھلکا مزاح شامل ہو...... ہر شخص اپنی بات کو دلچسپ اور دلپذیر بنانے کے لیے مزاح کا سہارا لیتا ہے، عربی کا مشہور مقولہ کہ گفتگو میں مزاح کی اہمیت اتنی اہم ہے جیسے کھانے میں نمک، ہمارا دین بھی ہلکے پھلکے مزاح کی اجازت دیتا ہے، ہنس مکھ ہونا اور مسکراتے

گلدستہ

رہنا نیکی اور عبادت ہے، لیکن منہ پھاڑ کر فلک شگاف قہقہے لگانے سے شخصیت پر برا اثر پڑتا ہے، اس کے برعکس ہر بات کا جواب مسکرا کر دینے سے چہرے کی متانت اور عزت بڑھتی ہے۔

ماریہ زینب، راولپنڈی

سورۃ فاتحہ کا منظوم ترجمہ

میرے لبوں پہ تیری حمد و ثنا بیان ہے
تو ارض و سماء کا خالق تو مالک جہان ہے
تو صفت میں ارحم① غفور وصف تیرا
تو روز جزا کا مالک تیری ذات مہربان ہے
تو خبیر ہے خدایا ہم تیری طلب کے عاجز
عابد ہیں تیرے بندے تو صاحب امان ہے
اپنے کرم کے صدقے ہم کو عطا کر
دکھلا صراط ہادی② کہ گمراہ بیابان ہیں
راہ بھی مومنوں کی جن کو عطا کی حکمت
ان سے پناہ میں رکھنا جنھیں ''ذات'' یہ گمان ہے
جو تیرے غضب کے آگے مغضوب ہیں الٰہی
بھٹکے ہوئے ہیں راہ سے جن کی منزل بے نشان ہے

مشکل الفاظ کے معنی	① رحم کرنے والا۔	② راہ دکھانے والا۔

سدرہ سحر عمران، کراچی

مسلمان کا تعارف

- مسلمان کا گھر...... جنت
- مسلمان کی انتظارگاہ...... قبر
- مسلمان کا کام...... اشاعت دین
- مسلمان کا لباس...... تقویٰ
- مسلمان کا دوست...... اللہ، رسول ﷺ، مومن
- مسلمان کا دشمن...... شیطان، نفس
- مسلمان کا قید خانہ...... دنیا
- مسلمان کی دواء...... سورۃ فاتحہ، آب زم زم
- مسلمان کا مقصد...... اللہ تعالیٰ کی رضا

حافظ محمد عثمان ...... راولپنڈی

سات باتیں

سات باتیں ایسی ہیں جو کسی بھی انسان کو ذلیل کرسکتی ہیں۔

① دوسروں کی باتوں میں دخل دینا۔
② مہمان بن کر میزبان پر حکم چلانا۔
③ کسی دعوت میں بن بلائے پہنچ جانا۔
④ کسی مجلس میں اپنی حیثیت اور مرتبے سے بالاتر جگہ پر بیٹھنا۔
⑤ بدچلن شخص سے دوستی کرنا۔
⑥ سخت دل اور کنجوس دولت مند سے مدد کا طالب ہونا۔
⑦ ان لوگوں سے خطاب کرنا جو سننے کے لیے تیار نہ ہو۔

عائشہ عبدالمجید، سیالکوٹ لدھڑ

گلدستہ احادیث

⊙ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

⊙ دنیا میں ایک مسافر کی طرح سادہ زندگی بسر کرو۔ (بخاری شریف)

⊙ حسن سلوک ہی حسن اخلاق کا نام ہے۔ (مسلم شریف)

⊙ بیشک مومن اپنے حسن اخلاق کی بدولت روزہ دار اور شب زندہ دار (رات کو تہجد پڑھنے والا) کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ (ابوداؤد)

⊙ تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو بہترین اخلاق رکھتے ہیں۔ (ابوداؤد)

⊙ جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امانت دار قرار دیا گیا ہے۔ (ترمذی)

⊙ جو شخص نرمی سے محروم رہا وہ ساری بھلائی سے محروم ہے۔ (ابن ماجہ، ترمذی)

⊙ ہر دین والوں میں ایک خصلت ہوتی ہے ایمان کی خصلت حیاء ہے۔ (ابن ماجہ)

⊙ اسلام کی عمدگی میں یہ ہے کہ جو چیز کام نہ آئے اسے ترک کردے۔ (ابن ماجہ)

⊙ اللہ کے نزدیک پسندیدہ اعمال وہ ہیں جو ہمیشگی سے کیے جائیں اگرچہ کم ہوں۔ (بخاری و مسلم)

مہناز اشرف، رحیم یار خان

گناہ کیا ہے؟

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کیا (یعنی پوچھا) تو آپ نے فرمایا:

''نیکی حسن اخلاق ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو اس پر لوگوں کا مطلع ہونا، ناپسند کرے۔'' (مسلم)

راشدہ بنت عبدالستار رحیم یار خان

مولانا عبداللہ گرداسپوری حفظہ اللہ
کے بچپن کے احوال

''مولا بخش فوت ہوگیا ہے۔'' جس نے سنا حیرانگی سے دانتوں میں انگلی دبا لی۔ مرنا تو ہر انسان کا مقدر ہوتا ہے، لیکن کچھ لوگ مر کر بھی زندہ رہتے ہیں، مولا بخش انھیں میں سے ایک تھا۔ اس کی موت پر یقین گاؤں کے کسی بھی فرد کو نہ آ رہا تھا۔

مولا بخش پورے گاؤں میں جانے پہچانے جاتے تھے۔ سیالکوٹ شہر کے پہلو میں ایک چھوٹا سا گاؤں بنگلہ ستراہ تھا جہاں ان کا خاندان پچھلے سو سال سے رہ رہا تھا، گاؤں میں تو بچہ بچہ ہر کسی کو جانتا ہوتا ہے، مولا بخش کی جان پہچان بھی ہر کسی کے ساتھ تھی، یہی جان پہچان تھی کہ جس کسی نے ان کی موت کا سنا صدمے سے نڈھال ہو گیا، اس وقت ٹریفک کا نظام اتنا تیز نہ تھا اگرچہ بس اور لاریاں ہوتی تھیں، لیکن وہ شہروں تک محدود تھیں گاؤں کے لوگ تو گدھے گھوڑے پر ہی سفر کیا کرتے تھے، اس حالت میں شادی موت کا پیغام پہنچاتے سفر میں کئی کئی روز لگ جاتے۔ مولا بخش کی وفات کا گاؤں میں جس جس نے سنا وہ ان کے بیٹے امام الدین کے گھر آ گیا البتہ گاؤں کے باہر جو عزیز و اقارب اور دوست احباب تھے ان کو خبر پہنچنے میں دیر ہوگئی، گاؤں میں اکثر ایسا ہی ہوتا تھا مرنے والا مر جاتا اور پھر چالیس روز پر ایک طے شدہ دن کو دور دراز کے سب رشتے دار اور دوست اکٹھے ہو جاتے یہ اکٹھا ہونا ''چالیسواں'' کہلاتا تھا۔

مولا بخش کا چالیسواں قریب آیا تو ان کے بڑے بیٹے نے کچھ روز پہلے ہی تیاری شروع کر دی وہ جانتا تھا کہ اس کے والد کے جاننے پہچاننے والے لوگ بہت زیادہ ہیں اس لیے اکٹھ بڑا ہوگا، اس لحاظ سے انتظام بھی زیادہ کرنا پڑیں گے، مولا بخش کا بڑا بیٹا تھا، امام الدین پانچ کلاس پاس تھا، فارسی اور گورمکھی زبان پر اسے مکمل عبور تھا لکھنا پڑھنا تو وہ جانتے ہی تھے، ساتھ انھوں نے حکمت شروع کر دی ''طب'' میں دلچسپی نے رنگ جمایا اور وہ گاؤں بھر میں حکیم بن گئے، اب سب لوگ انھیں حکیم صاحب ہی کہا کرتے تھے، حکیم امام الدین چالیسواں سے ایک روز پہلے سیالکوٹ شہر گئے، تا کہ کچھ خریداری کر سکیں، وہ میدہ خریدنے غلہ منڈی گئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ منڈی تو بند ہے، گاؤں سے شہر آئے تھے اور خالی ہاتھ لوٹنا نہ چاہتے تھے، ورنہ پھر انھیں شہر آنا پڑتا۔

وہ اس سوچ میں تھے کہ کیا کریں، پریشانی کے عالم میں کچھ سمجھ نہ آ رہا تھا انھیں اس حالت میں دیکھا تو ایک آدمی اپنے گھر لے گیا اس دور میں تو لوگ کسی کی خدمت کر کے فخر محسوس کرتے تھے، آدمی نے امام الدین کو رات کا کھانا کھلایا اور سونے کے لیے کمرہ دیا۔ امام الدین اس لیے پریشان تھا کہ گھر والے انتظار کر رہے ہیں، پھر کل اگر منڈی نہ کھلی تو کیا بنے گا، چالیسواں میں تو پہلے ہی دن تھوڑے ہیں۔

امام الدین نے کمرہ کا جائزہ لیا تو کمرے کے کونے میں ایک کتاب پڑی تھی۔ کتاب تو انسان کی بہترین دوست ہے اور تنہائی میں تو اس سے اچھا رفیق کوئی نہیں امام الدین نے مطالعہ کے لیے کتاب اٹھا لی، کتاب پر موٹے الفاظ میں کتاب کا نام ''خطبات قادری'' لکھا تھا، نیچے مصنف کا نام مولانا غلام قادر درج تھا۔ کتاب میں ایک مضمون مرنے کے بعد رسومات پر تھا، امام الدین نے کتاب کی ورق گردانی شروع کی تو ایک صفحے پر جا کر ٹھہر گئے۔

لکھا تھا:

''قل، ساتہ اور چالیسواں بدعت ہے۔''

امام الدین چالیسویں کے انتظام کے لیے آیا تھا، اسے

انٹرویو: حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاھروی

تحریر: عبدالوارث ساجد

بدعت پڑھا تو حیران رہ گیا، آج تک تو ان لوگوں میں یہی مشہور تھا کہ ایسا کرنے سے مردے کو ثواب پہنچتا ہے، لیکن یہاں لکھا تھا کہ وہ بدعت ہے اور اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں، امام الدین جیسے جیسے پڑھتا جا رہا تھا، ویسے ویسے ان اندھیروں سے نکل رہا تھا، امام الدین نے رات بھر میں ساری کتاب پڑھ دی۔ صبح ہوتے ہی جب مالک مکان آیا، تو اس نے روایتی انداز پوچھا:

''رات کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔''

''نہیں! خیریت رہی البتہ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب کہاں سے ملتی ہے؟''

''میں کچھ عرصہ قبل امرتسر گیا تھا وہاں ایک دکان پر دیکھی مجھے پسند آئی اور میں دس آنے میں خرید لایا۔''

''کیا اب یہ کتاب کہیں سے مل سکتی ہے؟''

''اب تو ممکن نہیں؟''

''میں یہ کتاب حاصل کرنا چاہتا ہوں۔''

''آپ یہی کتاب شوق سے رکھ لیجیے۔''

''لیکن میں تو قیمت ادا کروں گا۔''

''آپ میری طرف سے تحفہ سمجھئے۔''

''آپ کے اخلاص کا شکریہ لیکن میں قیمت کے بغیر نہیں لے سکتا۔''

امام الدین کے جواب پر آدمی خاموش ہوگیا وہ آدمی اہلحدیث تھا اور توحید کے عقیدت کا حامل تھا ایسے آدمی کی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی بھی انسان اگر ایسا ذہن رکھتا ہے تو اسے مکمل توجہ دے وہ اس کے لیے قربانی بھی دیتا ہے۔

اس سوچ پر وہ چاہتا تھا کہ وہ جیسے تیسے کتاب لے جائے لیکن امام الدین ایسے کتاب لینا نہیں چاہتا تھا۔

بالآخر دونوں کے درمیان یہ طے پا گیا اور امام الدین نے کتاب آٹھ آنے میں خرید لی، دن کا آغاز ہو چکا تھا، سورج نکل آیا تھا اور شہر میں ریل پیل شروع ہوگئی تھی امام الدین نے آدمی کا شکریہ ادا کیا اور منڈی جانے کی بجائے کتاب لے کر گھر لوٹ آیا۔

گھر والوں نے امام الدین کو خالی ہاتھ دیکھا تو حیرت میں ڈوب گئے:

''کیا ہوا، چالیسویں کا سامان کیوں نہیں لائے؟''

گھر کے کئی افراد نے ایک ساتھ پوچھا:

''بتاتا ہوں لیکن پہلے سب کو جمع کرو۔''

امام الدین نے جواب دیا:

امام الدین نے اپنے سب بھائیوں کو اکٹھا کیا اور انھیں ساتھ بٹھا کر کہا:

''ایسی ویسی کوئی بات نہیں شہر میں میرے ساتھ کوئی حادثہ نہیں ہوا، پیسے بھی محفوظ ہیں اور میں جان بوجھ کر سامان نہیں لایا۔''

''کیوں؟''

''کیونکہ قل اور ساتہ چالیسواں اسلام میں جائز نہیں۔''

''کیسی باتیں کرتے ہو بھائی؟''

''ہاں! میں ٹھیک کہتا ہوں، ان کا قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت نہیں۔''

''آپ کیسے کہتے ہیں؟''

''یہ دیکھو وہ کتاب جو شہر میں مجھے ملی اور اس میں سب لکھا ہے کہ اسلام میں یہ بدعت داخل کی گئی ہے اور اس کا آغاز اسلام مکمل ہونے کے کئی سو سال بعد کیا گیا۔''

تو اس کا مقصد یہ ہوا اس سے پہلے جو بھی چالیسواں کرتا رہا وہ ٹھیک نہیں تھا

''بالکل ٹھیک نہیں تھا۔''

''لیکن بھائی! ابو کا چالیسواں نہ ہوا تو لوگ باتیں کریں گے کہ دیکھو باپ کی جائداد پر تو قبضہ کر لیا لیکن چالیسواں پر پیسے خرچ کرنے سے ڈرتے ہیں؟''

''تم لوگوں کا منہ بند نہیں کر سکتے، جو منہ رکھتے ہین وہ باتیں بھی کرتے ہیں ان لوگوں کی پروا نہ کرو، وہ باتیں کریں گے ہی میرا مشورہ یہ ہے جو پیسے چالیسواں پر خرچ کرنے تھے ان سے مسجد یں تعمیر کرواتے ہیں ہمیں بھی اجر ہوگا اور ابو کو بھی ثواب ملے گا۔''

امام الدین کا مشورہ معقول تھا اس لیے اس کے بھائیوں کو بھی کوئی شکایت نہ ہوئی۔ انھوں نے وہیں بیٹھے بیٹھے چالیسواں نہ کرنے کا فیصلہ کیا اور اٹھ گئے، مولا بخش کا چالیسواں نہ ہوا تو بہت سے لوگوں نے باتیں کی لیکن امام الدین نے کسی کی بات کا برا منایا اور نہ کوئی پروا کی۔ جو بھی کوئی اسے بات کرتا وہ کتاب سے دلیل دیتے کہ قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت نہیں اور نہ ہی یہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔

لوگ مطمئن ہو جاتے، وہ حکیم تھے لہٰذا علاج کے لیے ان کی دوکان پر مسلمان ہندو اور سکھ بلا تفریق آتے جو بھی آتا یہ مسئلہ لے بیٹھتا گاؤں میں اس سے پہلے ایسا کبھی ہوا نہ تھا اور امام الدین پہلا آدمی تھا جس نے اپنے باپ کا چالیسواں نہ کیا تھا جو بھی آتا اچنبے سے پوچھا اور امام الدین اسے تسلی سے جواب دیتا۔

یوں امام الدین کا اپنا عقیدہ تو ٹھیک ہوا ہی ساتھ اس نے گاؤں کے بہت سے لوگوں کے بھی ذہن بدل دیے، امام الدین کے گھر کے ماحول اب مکمل اسلامی ہوگیا تھا، وہ ہر کام میں قرآن وسنت سے راہنمائی لینے لگا،

یہ ۱۹۱۵ء کے لگ بھگ کی بات ہے، بھارت کے صوبہ مشرقی پنجاب کے ضلع گورداس پور کے اس گاؤں میں امام الدین کے ہاں چوتھے بیٹے کی پیدائش ہوئی، جس کا نام انھوں نے ''عبداللہ'' رکھا، عبداللہ کی پیدائش سے پہلے ہی امام الدین کا ذہن صحیح اسلامی ہوگیا تھا اس کا اثر گھر کے ماحول پر بھی ہوا، حکیم صاحب کی علاقے کے کئی علماء کرام سے دوستی بھی تھی، وہ ان کے ہاں آتے رہتے تھے، کچھ اثر اس کا بھی ہوا اور گھر میں چھوٹے بچوں نے بھی اس اثر کو قبول کرنا شروع کر دیا، عبداللہ ابھی چھوٹا سا تھا اس نے شعور کی آنکھ کھولی تو اسے بھی یہی ماحول ملا، عبداللہ سے بڑے اس کے تین بھائی تھے، نماز کا وقت ہوتا تو امام الدین خود بیٹوں کو ساتھ لے کر مسجد جاتے اور با جماعت نماز کی ادائیگی کرتے۔

عبداللہ ابھی کم عمر تھا، لیکن جب اسے معلوم ہوتا کہ اس کے بھائی مسجد جا رہے ہیں تو ساتھ ہو لیتا۔ دن گزرتے گئے عبداللہ سات سال کا ہوا تو اسے سکول داخل کروا دیا گیا، گھر میں امام الدین خود بچوں کو پڑھاتے، یوں عبداللہ ہر کلاس میں اول آنے لگا، اسی پوزیشن سے جب اس نے پرائمری کا امتحان دیا تو طے پایا کہ وظیفے کا امتحان دیا جائے، اسکول انتظامیہ نے مدرسے کے لائق ترین طلبہ کو تیار کیا عبداللہ کے علاوہ ایک مسلمان، ایک ہندو اور ایک سکھ تین اور طالب علم بھی تھے، وظیفے کا امتحان ہوا اور ان میں صرف عبداللہ ہی پاس ہوا، یوں عبداللہ کو سرکار کی طرف سے وظیفہ ملنے لگا، تین سال تک وہ وظیفہ ملتا رہا نویں کلاس میں اس نے اسکول چھوڑ دیا، وہ ایک روز خالصہ ہائی سکول جا رہا تھا کہ اسے معلوم ہوا کہ بٹالہ شہر میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان مناظرہ ہوا اور اس میں مسلمانوں کو شاندار فتح حاصل ہوئی۔

مسلمانوں کے مناظر مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے، جنھیں اب ''فاتح قادیان'' کہا جا رہا تھا، عبداللہ کے دل میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کے متعلق محبت بیٹھ گئی، وہ ان سے ملنے کی راہیں تلاش کرنے لگا، دل کی یہ آرزو بھی پوری ہوگئی، عبداللہ کے گاؤں کے قریبی گاؤں ''ورک'' میں ایک جلسہ ہوا جس میں ''فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے تقریریں کیں۔

ہزاروں کا مجمع تھا، عبداللہ بھی اپنے والد اور بھائیوں کے ساتھ شوق سے گیا۔

یہ تقریریں اس کا ذہن بدل گئیں وہیں بیٹھے بیٹھے اس نے سوچا اصل علم تو یہ ہے بندہ دین کا علم سیکھے اور اسلام کی خدمت کرے دیکھو ہزاروں آدمی کیسے عالم کی گفتگو سن رہے ہیں۔

عبداللہ گھر آیا تو اگلے روز اسکول نہ گیا، باپ نے پوچھا تو اس نے کہا میں اسکول کی بجائے مدرسے میں پڑھنا چاہتا ہوں۔

امام الدین کے خاندان میں کوئی عالم دین تو نہ تھا البتہ اس کی خواہش تھی کہ دین کا علم جاننے والا اس کے خاندان سے کوئی ہوتا بس چار پشتوں پہلے ایک حافظ عبدالمجید گزرے تھے۔

اب بیٹے نے خود خواہش ظاہر کی تو باپ نے خوشی خوشی اجازت دے دی۔

اگلے روز ہی عبداللہ بٹالہ شہر میں مدرسہ دارالسلام میں داخل ہوگیا، درس نظامی کا کورس کرنے کے بعد وہ مدرسہ غزنویہ امرتسر، مدرسہ رحمانیہ دہلی اور دارالعلوم دیوبند میں پڑھتا رہا۔

مولانا عطاء اللہ بھینی سدھوالی والے، مولانا محمد امین، شیخ الحدیث مولانا نیک محمد ...... مولونا ابراہیم سیالکوٹی، حافظ محمد عبداللہ روپڑی، مولانا شرف الدین دہلوی اور حافظ محمد محدث گوندلوی ان کے استاد تھے، جن سے وہ مختلف مقامات پر پڑھتے رہے، تقریر کرنے کا انھیں بچپن ہی سے شوق تھا کسی بھی محلے میں جاتے تو واپس آکر اپنے باپ کی پگڑی سر پر رکھ کر تقریر کرتے، عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ یہ شوق پختہ ہوتا چلا گیا اور دوران تعلیم بھی یہ بات ذہن میں رکھتے کہ اس نے ایک اچھا مقرر بننا ہے۔

جن دنوں عبداللہ بٹالہ شہر میں پڑھتا تھا ان دنوں قادیان کی جنت کا بڑا چرچا تھا، عبداللہ نے ایک روز ارادہ کیا کہ اس ''جنت'' کا دیدار تو کیا جائے ...... بٹالہ شہر سے قادیان زیادہ دور نہ تھا، بٹالہ سے کچا راستہ قادیان جاتا تھا، اس نے اپنے دوست سے سائیکل لی اور صبح سویرے جنت دیکھنے قادیان کی طرف چل دیا، سخت گرمی کا موسم اور ہاڑ کا مہینہ تھا قادیان پہنچے پہنچتے عبداللہ پسینے سے شرابور ہوگیا، وہ پوچھتے پوچھاتے قادیان کی جنت تک جا پہنچا ''جنت'' کی ایک طرف بلند دیوار تھی اور دوسری سائیڈوں پر باڑ لگی ہوئی تھی، عبداللہ نے سائیکل کھڑی کر کے اپنے چاروں طرف دیکھا...... گرمی کی وجہ سے ادھر کوئی آدمی نہیں تھا، عبداللہ نے سائیکل کو ہاتھوں پر اٹھا کر باڑ کے اوپر سے اندر پھینک دیا اور پھر چھلانگ لگا کر ''جنت'' میں داخل ہوگیا۔

وہاں قبروں کے سوا کچھ نہ تھا، البتہ درخت خوب تھے، آموں کا بہت بڑا پیڑ تھا، وہ کچھ دیر تک پھرتا رہا پھر آم کے درخت کے نیچے آ بیٹھا، دوپہر شروع ہو چکی تھی گرمی میں اضافہ ہوگیا تھا وہ بٹالہ سے سائیکل چلا کر آیا تھا اس لیے تھکن بھی تھی اس نے سائیکل ایک طرف کھڑی کی اور گھاس پر لیٹ گیا آم کے پیڑ کی ٹھنڈی چھاؤں میں اسے کب نیند آئی پتا ہی نہ چلا وہیں لیٹے لیٹے وہ چار گھنٹے سوئے رہا، سو ہی رہا تھا کہ کسی نے اس کی ٹانگ کو زور سے ہلانا شروع کر دیا وہ ہڑ بڑا کر اٹھ کھڑا ہوا سامنے چار مرد اور دو عورتیں کھڑی تھیں، یہ اس جنت کے فرشتے اور حوریں تھیں۔

''کون ہو تم اور یہاں کیوں سو رہے ہو؟''

ان میں سے ایک آدمی نے گرجدار آواز سے کہا۔

''میں مسافر ہوں دوپہر گزارنے کے لیے ذرا لیٹا تھا کہ نیند آ گئی۔''

''تمھیں معلوم نہیں کہ یہ جنت ہے؟''

''تو کیا میں دوزخی ہوں؟''

انھیں اس جواب کی توقع نہ تھی لڑکا بڑا ہوشیار ہے ایک نے کہا احمدی ہو کہ غیر احمدی ایک فرشتے نے سوال کیا۔

عبداللہ نے قریب پڑا سائیکل میں ہوا بھرنے والا پمپ پکڑ لیا کہ آیا کہیں لڑائی نہ ہو جائے اور اگر لڑائی ہو جائے تو کوئی ہتھیار تو ہونا چاہیے۔

''آپ لوگ تو غلام احمدی ہو جبکہ مجھے دیکھو میں اصل احمدی ہوں۔''

''کیا مطلب''

''مطلب یہ کہ قرآن مجید میں محمد رسول اللہ ﷺ کا نام احمد بھی ہے اس نسبت سے میں احمدی ہوں۔''

''گویا کہ تمھارا عقیدہ یہ ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہیں۔''

''ہاں! بالکل زندہ ہیں۔''

''پھر تو وہ نکاح بھی کریں گے؟''

''ہاں! نکاح بھی کریں گے۔''

''تو کیا ان کے لیے کوئی رشتہ تلاش کیا؟''

''نہیں اس کی کوئی ضرورت ہی نہیں، رشتے کے حوالے سے ہم بے فکر ہیں کیونکہ یہ آج کل رواج ہے کہ رشتے برادری میں ہی ہوتے ہیں آرائیں آرائیوں کے ہاں پٹھان پٹھانوں کے ہاں اور سید سیدوں کے ہاں شادی کرتے ہیں۔''

یوں نبی کی شادی تو نبی کے گھر میں ہی ہوگی اور نبی کا گھر آپ کا گھر ہے، میں آج آ گیا ہوں یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے گا، آپ ایسا کریں لڑکی مجھے دیکھا دیں، میں اس کے ہاتھ پر کچھ رقم رکھ کر بات پکی کر دیتا ہوں اور ایسے میں گواہ بھی ہوں گا آپ کا کیا بھروسہ کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں اور آپ رشتے سے انکار کر دیں، ویسے میں عیسیٰ علیہ السلام کا سر بالہ بن کر ضرور آؤں گا۔''

انھوں نے عبداللہ سے یہ منہ توڑ جواب سنا تو ایسے خاموش ہوئے جیسے منہ میں زبان ہی نہ رکھتے ہوں۔

ٹیلیفون کی ایجاد

میر طلال فاروق ۔۔۔ پنڈ شہیداں گوندلانوالہ

گراہم بیل سکاٹ لینڈ کا رہنے والا تھا، وہ گونگے بہرے بچوں کو پڑھایا کرتا تھا وہ جانتا تھا کہ آوازوں کی لہریں کان کے نازک پردوں سے ٹکراتی ہیں، اس نے کان کے پردے کی طرح دو گول جھلیاں بنائیں اور ان دونوں کو فاصلے پر رکھ کر بجلی کی تاروں سے ملا دیا پھر اس نے جھلی کے پاس جا کر کوئی بات کہی۔ اس سے جو لہریں پیدا ہوئیں وہی لہریں دوسری جھلی میں بھی پیدا ہوگئیں، جن کو ہوا کی لہروں نے الفاظ میں تبدیل کر دیا اور وہاں ہو بہو اسی طرح سنائی دی، جس طرح پہلی جھلی کے پاس کہی گئی تھیں، بیل نے اپنے تجربات جاری رکھے اس کا ایک دوست اس کے لیے جھلیاں بناتا اور بیل اس کی مدد سے تجربے کرتا، بیل نے کئی مرتبہ اپنے کمرے میں جھلی سے کچھ الفاظ کہے جو دوسرے کمرے میں سنے گئے۔ بیل کو یقین ہوگیا تھا کہ تار کے ذریعے الفاظ دور تک سنے جا سکتے ہیں، آخر کار بیل ۱۸۷۶ء میں اپنے تجربے میں کامیاب ہوگیا، اس نے اپنے ایک دوست واٹسن کو بہت دور بھیج کر باتیں سننے کو کہا، فاصلے پر واٹسن کو بیل کی آواز صاف سنائی دی انھیں دنوں امریکہ میں ایک نمائش منعقد ہوئی، بیل نے اپنی ایجاد کو نمائش میں پیش کیا شروع شروع میں لوگ اسے ایک کھلونا ہی سمجھتے رہے لیکن رفتہ رفتہ انھیں اس کی ضرورت اور فائدوں کا احساس ہوگیا، گراہم بیل نے ٹیلی فون کو مقبول ہوتے دیکھا تو ایک کمپنی بنالی جس کا نام اس نے بیل ٹیلی فون کمپنی رکھا۔ بیل کمپنی نے ٹیلی فون کی خرابیوں کو دور کیا۔ ٹیلی فون ایکسچینج قائم کیا، آہستہ آہستہ کام بڑھتا گیا تو مختلف شہروں میں دفتر قائم ہوگئے جوں جوں لوگوں کی ٹیلی فون میں دلچسپی بڑھتی گئی، بیل کمپنی کا کاروبار وسیع ہوتا چلا گیا، آج امریکہ یا دوسرے بڑے ملک کا شائد ہی کوئی ایسا گھر ہوگا جو ٹیلی فون سے خالی ہو خود ہمارے ملک کے ہر گھر میں (تقریباً) موجود ہے، ٹیلی فون آج کے دور کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اب تو اور ترقی ہوگئی ہے کہ آپ گھر پر موجود نہیں ٹیلی فون آپ کے لیے پیغام لکھ لے گا اور واپسی پر پیغام سنوائے گا۔ اسی طرح یہ تجربہ بھی کامیاب ہوگیا ہے کہ ٹیلی فون پر گفتگو کرنے والے ایک دوسرے کی تصویر دیکھ سکیں گے۔

AD-DAWA MEDICAL MISSION

بجھتے چراغوں کی روشنی بنیے

دکھی انسانیت کی خدمت میں پیش پیش الدعوۃ میڈیکل مشن کے تحت ملک کے دور دراز علاقوں میں میڈیکل اور سرجیکل کیمپ لگا کر غریب نادار لوگ جو علاج نہیں کروا سکتے، ان کے علاقوں تک پہنچ کر ان لوگوں کا علاج کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں الدعوۃ میڈیکل مشن نے ماہ جون 2006ء میں کشمیر اور ضلع گلگت، غذر، ضلع گانچھے اور سکردو میں آئی سرجیکل کیمپ کا اہتمام کیا ہے۔ جس میں ملک کے نامور آئی سرجن شرکت کر کے جدید مشینوں کے ذریعے آنکھوں کا چیک اپ اور آپریشن کر کے فری لینز ڈالیں گے۔ ان شاء اللہ

یقیناً آپ سب بھی اس کار خیر میں صرف 2000 روپے عطیہ دے کر کھوئی ہوئی آنکھ کی روشنی بحال کر سکتے ہیں۔

برائے رابطہ: الدعوۃ میڈیکل مشن
Ph:042-7230550
0300-4973701
Fax:042-7230548

عطیات کیلئے اکاؤنٹ نمبر 0-2500 ڈرافٹ بنام ''الدعوۃ میڈیکل مشن'' UBL ماڈل ٹاؤن لاہور

فرضی قصے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

پندرہ روزہ

ننھے مجاہد

لاہور پاکستان

47

10 تا 24 جمادی الثانی 1427ھ 7 تا 20 2006ء

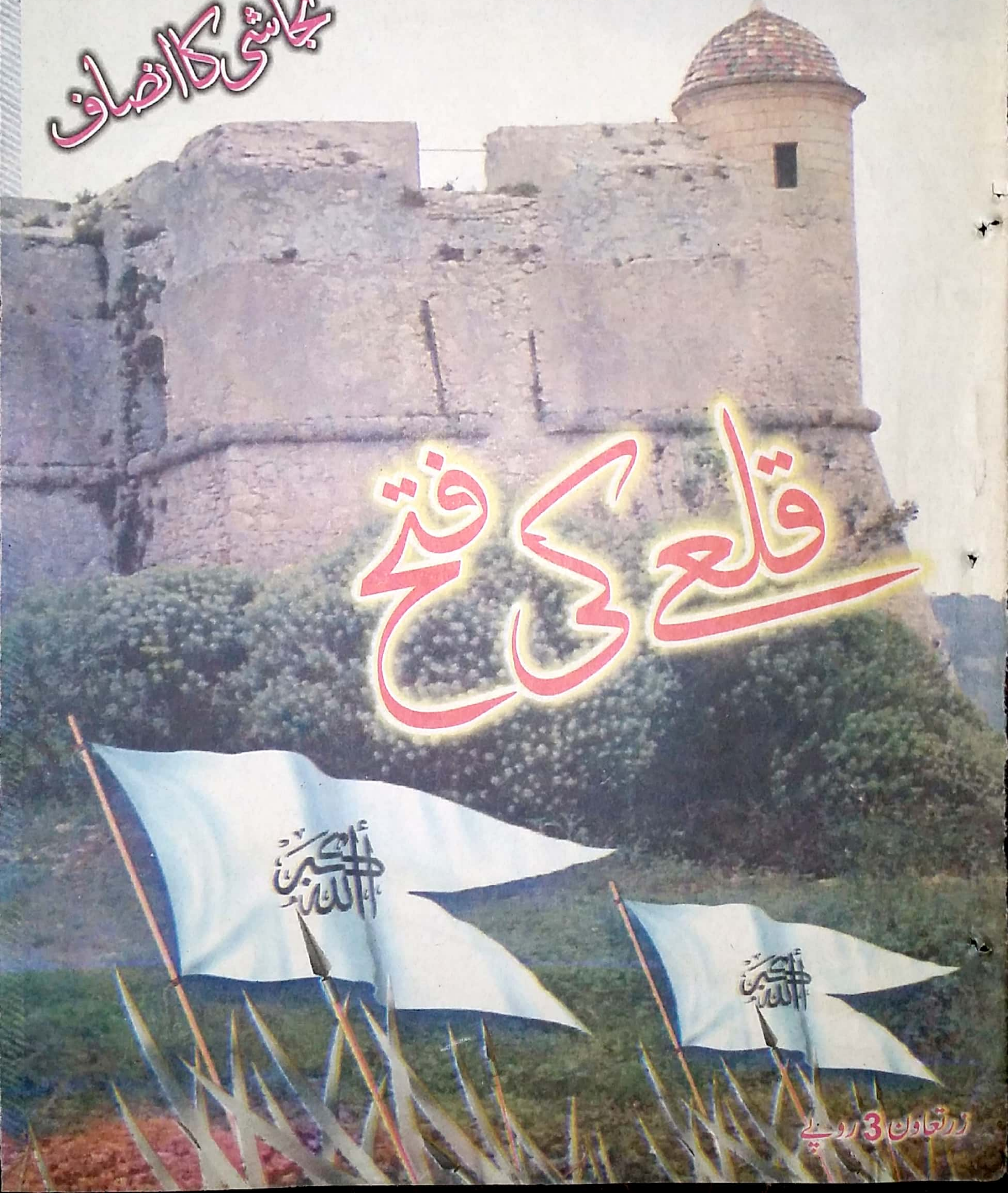

مال فتنہ ہے

سیدنا کعب ابن عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر امت کیلئے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کے لیے فتنہ مال ہے"۔ (بحوالہ ترمذی)

انتخاب میمونہ اسماعیل کلاس ہفتم،صادق آباد

صرف اللہ سے مانگو

"اے لوگو! ایک مثال بیان کی گئی ہے غور سے اس کو سنو! بے شک وہ لوگ جن سے تم حاجتیں مانگتے ہو اللہ کے سوا وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے ،خواہ سب اکٹھے ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو وہ اپنی چیز بھی اس سے نہیں چھڑا سکتے ،طلب کرنے والے بھی کمزور ہیں جن سے طلب کر رہے ہیں وہ بھی کمزور ہیں"۔ (سورۃ الحج آیت نمبر ۷۳)

ناصر جاوید، چک نمبر E,B/203 بڑا

مصیبت کی وقت کی دعا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا (مسلم ۲/۶۳۲)

ترجمہ: "اور یقیناً ہم اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہیں اور اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر دے اور مجھے اس کے بدلے میں اس سے بہتر چیز عطاء فرما" (آمین)

ابوعبداللہ محمد اعتزاز احمد، ڈایا جام پور

ضروری بات

ننھے مجاہدو۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بچو! کسی نے کہا ہے:

بچوں سے کبھی پیار میں کوئی نہ کسر رکھ
کردار پر ان کے ذرا سختی سے نظر رکھ

اور پھر آگے یہ بھی کہا ہے کہ

ماں باپ کی تنبیہ کا نہ دل پر اثر رکھ
ہے پیار کے اظہار کا ایک یہ بھی طریقہ

سچ ہے کہ بچوں کے لیے پیار میں کوئی کمی نہیں کرنی چاہئے۔ اگر انہیں سچا پیار نہیں ملے گا تو وہ بھٹک جائیں گے۔ معاشرے میں کوئی مقام نہیں پاسکیں گے، احساس کمتری کا شکار ہو جائیں گے، شک ان کی طبیعت میں شامل ہو جائے گا۔ کسی کو بھی وہ اپنا ہمدرد نہیں مانیں گے۔ کوئی ان سے ہمدردی کرے یا ان کا خیال کرے تو یہ بالکل بے تعلق رہیں گے۔ پیار سے مراد بے جا الفت نہیں کہ جب دل میں آئے بلا کر چمکار لیا۔ نہیں! بلکہ پیار میں صحیح تربیت، ان کا حق ادا کرنا، اپنے نفس کو مار کر انہیں آرام پہنچانا، اپنی خواہشات کو دبانا، ان کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر دھیان دینا، ان کی شرارتوں کو سمجھنا، ان کی حرکتوں پر غور کرنا، کوئی غلطی کرے تو اس غلطی کا احساس دلانا ہے۔ ایسی اور بہت سی باتیں ہیں جن کا ہمارے ماں باپ کو خیال کرنا پڑتا ہے۔ صرف اس لئے کہ ان کا ننھا منا بیٹا جب بڑا ہو جائے تو اس کی تربیت ایسی ہو کہ وہ ایک کامیاب اور اچھا انسان ثابت ہو جو والدین ان باتوں کا خیال رکھتے، ان کے بچوں کے کردار میں ہر وہ چیز شامل ہو جاتی ہے جس سے والدین خوشی محسوس کرتے ہیں اور یہ والدین خوش قسمت ہوتے ہیں۔ ماں باپ سزا دیتے ہیں یا کسی بات سے منع کرتے ہیں تو اس میں بھی پیار ہوتا ہے۔ اور نہ وہ بچوں کو کسی بات سے منع نہ کریں۔ ان کو غلطی کا احساس نہ دلائیں، انہیں غلط کام کرنے سے نہ روکیں۔ انہیں غلط راستے پر چلنے دیں۔ ان کے پیر میں کانٹا چبھ جائے تو ماں کو محسوس ہوتا ہے جیسے اس کے دل میں کانٹا چبھا اور ان سب باتوں میں پیار ہی ہوتا ہے جو ان کی تربیت کی جاتی ہے۔

ہاں تو جب بھی ماں باپ کسی کام سے منع کریں تو ہرگز ہرگز ناراض نہیں نہ ہوں کیونکہ اس میں ہماری ہی بہتری ہے حقیقتاً ہم چھوٹے ہونے کی وجہ سے ان کی باتوں کو سمجھ نہیں پاتے اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔

سکولوں میں گرمیوں کی چھٹیاں ہو گئی ہیں یوں آپ کا سارا دن گھر میں ہی گزرتا ہوگا۔ کچھ بچے اپنی نانوں کے گھر چلے جاتے ہیں اور کچھ دادی اماں کے پاس چھٹیاں گزارتے ہیں۔ جب رشتے دار بہن بھائیوں کے ساتھ کھیل کود ہوتی ہے تو اکثر بڑے روک دیتے ہیں اور وہ تب ہی روکتے ہیں جب کچھ برا ہو رہا ہو۔ ایسے میں اسے اپنے لیے اچھا سمجھ کر رک جانا ہی بہتر ہوتا ہے۔ چھٹیوں میں اس بات کا خاص خیال رکھیئے گا۔

والسلام
آپکا بھائی
عبدالوارث ساجد

خط و کتابت کیلئے
ہفت روزہ غزوہ
4 لیک روڈ چوبرجی لاہور
فون 7314531 فیکس 042-7117551
ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں
www.jamatdawa.org
E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

یہ سن ۲۰۹ ہجری کا سال تھا۔ خراسان علم وادب کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔ دریائے جیحوں کے کنارے واقع اس شہر میں جہاں کبھی مجاہدین اسلام کے لشکر پڑاؤ کیا کرتے تھے اور ان کے گھوڑے اس دریا کے نیلگوں پانی سے اپنا منہ دھویا کرتے تھے وہاں ان دنوں اس شہر میں حدیث کے علم کا شہرہ تھا خراسان کے تمام شہروں اور دیہاتوں کے علاوہ دور دراز سے حدیث کا علم سیکھنے والے طالب علم اس شہر کا رخ کرتے تھے۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ اس دور میں اس علاقے میں امام محمد بن اسماعیل بخاری ؒ کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی لوگ ان کا نام حافظہ اور حدیث کا ذخیرہ سن کر ان کے ہاں علم حاصل کرنے آتے۔

ترمذ شہر میں پیدا ہونے والے ابوعیسیٰ نے جب شعور کی آنکھ کھولی تو اس وقت یہ شہر علم حدیث میں شہرت رکھتا ہی تھا تاہم محدثین کی محنتوں سے خراسان کے اس شہر کے علاوہ عراق حجاز شام اور مصر کے علاقوں میں علوم حدیث کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔

لیکن چونکہ امام بخاری ؒ ان دنوں شہرتوں کی بلندیوں پر تھے ان جیسا حدیث کا عالم ان تمام علاقوں میں کوئی نہ تھا، اس لیے ابوعیسیٰ نے بھی امام بخاری ؒ کی شاگردی اختیار کرنے کی ٹھانی (کاروان حدیث عبدالرشید عراقی: ص۱۲۵) وہ جانتے تھے کہ حدیث کے علم میں محمد بن اسماعیل بخاری ایک ایسا شخص ہے جس کے شاگرد ہونے پر اس کے استاد فخر کرتے ہیں اور استاد ہونے پر اس کے شاگرد فخر کرتے ہیں۔

کیوں نا! اس شخص کی شاگردی اختیار کی جائے......؟

اس سوچ کے آتے ہی ابوعیسیٰ بھی امام محمد بن اسماعیل بخاری کے پاس گئے اور خود کو علم حدیث کے لیے ان کے سپرد کر دیا۔

ابوعیسیٰ ترمذی امام بخاری کے ہونہار طالب علموں میں سے تھے، ان کا بلا کا حافظہ تھا اور احادیث سے مسائل نکالنے میں انھیں بڑا ملکہ تھا۔ (شاہ عبدالعزیز دہلوی بستان المحدثین ص۱۲۱)

اگرچہ ابوعیسیٰ ترمذی نے امام بخاری ؒ کے علاوہ بہت سے اور اساتذہ سے بھی استفادہ کیا، جن میں امام بخاری ؒ کے علاوہ، امام مسلم اور امام ابوداؤد ؒ کے نام قابل ذکر ہیں۔ تاہم انھوں نے احادیث کے حصول میں زیادہ تر وقت امام بخاری ؒ کی صحبت میں ہی گزارا۔ امام ابو عیسیٰ ؒ ترمذی کو احادیث حاصل کرنے کا اس قدر شوق تھا کہ وہ اپنے ہم عمر طلباء میں پیش پیش ہوتے درس کا وقت قریب آتے ہی اپنے استاد امام بخاری ؒ کے قریب ترین جگہ پر بیٹھتے اور درس کو غور سے سنتے۔ احادیث حفظ کرتے اور پھر کسی حدیث کے متعلق کچھ شک ہوتا تو اس پر بحث کرتے۔ امام بخاری ؒ ابوعیسیٰ ترمذی کے شاگرد ہونے پر اکثر ناز بھی کیا کرتے تھے۔

ایک شاگرد کے لیے یہ بہت خوشی کی بات اور بڑے فخر کا مقام ہوتا ہے کہ اس کا کوئی استاد اس سے روایت لے کر خود بیان کرے یا نقل کرے۔ یہ اعجاز بھی امام ترمذی کو حاصل تھا کہ ان کے نامور استاد جنھیں محدثین نے ''امام المحدثین'' کا لقب دیا یعنی امام بخاری ؒ نے اپنے ہونہار شاگرد امام عیسیٰ ترمذی سے دو حدیثیں نقل کیں۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی نے احادیث کا علم ایک استاد سے یا ایک جگہ بیٹھ کر حاصل نہیں کیا، بلکہ انھوں نے ذخیرہ حدیث کے لیے بڑے لمبے لمبے سفر کیے۔ وہ خود آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے تھے، پھر اس زمانے میں سفر کرنا بہت دشوار گزار کام تھا گدھے گھوڑا یا اونٹ پر سواری کرنا بڑی دشواری تھی اور سفر میں بھی کئی روز گزر جاتے تھے لیکن ان سب تکلیفوں کے باوجود بھی امام ابو عیسیٰ ترمذی نے بہت سے علاقوں کے سفر کیے۔ احادیث جمع کیں۔ انھیں جب معلوم ہوتا کہ فلاں علاقے میں حدیث کا علم رکھنے والے کوئی عالم موجود ہیں وہ اس علاقے کی طرف رخت سفر باندھتے اور سفر شروع کر دیتے۔

انھوں نے احادیث کے حصول کے لیے ترمذ شہر سے بخارا کا سفر کیا، اسی طرح نیشاپور گئے، وہاں سے ''رے'' شہر گئے

پھر بغداد سے بصرہ، بصرہ سے مدینہ منورہ اور مدینہ منورہ سے مکۃ المکرمہ۔

(اٹلس سیرۃ النبی ﷺ ابو خلیل: ص ۴۸۳)

امام ترمذی ؒ بہت زیادہ ذہین اور فطین تھے۔ اس سلسلے میں آپ کے کئی واقعات مؤرخین نے اپنی کتب میں نقل فرمائے ہیں۔ آپ کی ذہانت کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ جس کو امام ترمذی ؒ خود نقل کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ مجھے سفر حج کے دوران ایک ایسے محدث کا علم ہوا، جن سے مجھے دو صحیفے جازۃ ملے تھے تو میں ان سے استفادہ کے لیے چلا گیا، لیکن میرے پاس وہ دونوں صحیفے اس سفر میں موجود نہ تھے، اس لیے میں کچھ صاف کاغذ لے کر حضرت محدث کی خدمت میں جا پہنچا، حضرت محدث حدیثیں پڑھتے چلے گئے اور میں اپنی انگلی ان صاف کاغذوں پر اس طرح پھیرتا چلا گیا کہ گویا میں لکھی ہوئی احادیث کے ساتھ موازنہ کر رہا ہوں، حضرت محدث نے جب مکمل احادیث سنا لیں تو ان کو علم ہوا کہ میرے سامنے لکھے ہوئے کاغذات کتابت اور تحریر سے خالی ہیں تو غصے میں فرمانے لگے کہ آپ نے میرا وقت ضائع کیا ہے، امام ترمذی ؒ نے فرمایا کہ مجھے بحمد اللہ تمام احادیث یاد ہو گئی ہیں، حضرت محدث نے بطور امتحان مزید چالیس احادیث سنائیں، جنھیں امام ترمذی ؒ نے سند کے ساتھ محدث موصوف کو سنا دیں، محدث وقت آپ کی اس غیر معمولی ذہانت کو دیکھ کر ششدر رہ گئے اور فرمانے لگے: مارأیت مثلک میں نے تم جیسا کوئی اور نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے امام عیسیٰ ترمذی ؒ کو بہت سی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن وکمال سے بھی مالا مال کر رکھا تھا، امام ذہبی ؒ اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ:

''امام ترمذی ؒ میانہ قد خوبصورت جسم اور مضبوط بدن کے مالک تھے، چہرہ انتہائی روشن اور رنگ سرخ وسفید تھا آپ طبعاً نہایت نفاست پسند تھے۔ (مفتاح النجاح: ص ۶۰)

امام ترمذی ؒ نے درس وتدریس کی مسند پر قدم جمایا تو ان کے شاگردوں کی تعداد دنوں میں سینکڑوں تک پہنچ گئی وہ درس کے لیے تشریف لاتے تو شاگردوں سے حلقہ بھرا ہوتا تھا صاحب مفتاح النجاح نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ امام ترمذی ؒ کے شاگردوں کی تعداد شمار سے کہیں زیادہ ہے ایک تحقیق کے مطابق امام ترمذی ؒ سے نوے ہزار شاگردوں نے ترمذی کا سماع فرمایا۔

(مفتاح النجاح محمد بن القوی: ۶۱) امام ترمذی ؒ کہتے ہیں کہ میں جب اپنی کتاب ''جامع ترمذی'' لکھ کر فارغ ہوا تو میں نے کتاب کا نسخہ حجاز کے علماء کرام کو دکھایا تاکہ وہ اپنی آراء سے آگاہ کریں۔ علماء کرام نے بغور اس کتاب کو دیکھا اور تعریف فرمائی۔ پھر میں کتاب لے کر عراق کے علماء کے پاس حاضر ہوا اور کتاب علماء کی خدمت میں پیش کی، علماء کرام نے کتاب کو بغور دیکھا اور پسند فرمایا۔ پھر میں کتاب لے کر خراسان چلا گیا وہاں کے علماء کرام کو بھی میں نے کتاب پڑھنے کے لیے دی خراسان کے سعلماء نے بھی کتاب پڑھی تو اس کی مدح فرمائی۔ یوں ایک تو کتاب مختلف علماء کی نظر سے گزر گئی اور اس کی شہرت بھی پھیل گئی۔

(بستان المحدثین از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی: ص ۱۸۶)

وہ کہا کرتے تھے کہ:

''میری یہ کتاب جس گھر میں ہو گویا اس گھر میں نبی اکرم ﷺ موجود ہیں جو باتیں کر رہے ہیں۔''

امام ترمذی کی کتاب ''جامع ترمذی'' کی انھیں خوبیوں کی وجہ سے انھیں اندلس کے علماء کرام نے نہایت ہی شاندار انداز سے شعروں میں تعریف کی جس کا مفہوم یوں ہے:

''کتاب ترمذی ایسے ہے جیسے علم کے باغات ہیں اور ان باغات کے پھول روشن ستاروں کی طرح ہیں اس میں الفاظ کے ساتھ ایسے آثار بیان کیے گئے، جو نشانات قائم کرنے کی طرح ہیں۔''

(بستان المحدثین از علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی: ۱۸۶)

امام ترمذی 17 رجب 279 ہجری میں سوموار کے روز ترمذ میں فوت ہوئے۔

جوابات پہیلیاں

1 آم - 2 مہینہ - 3 آئینہ

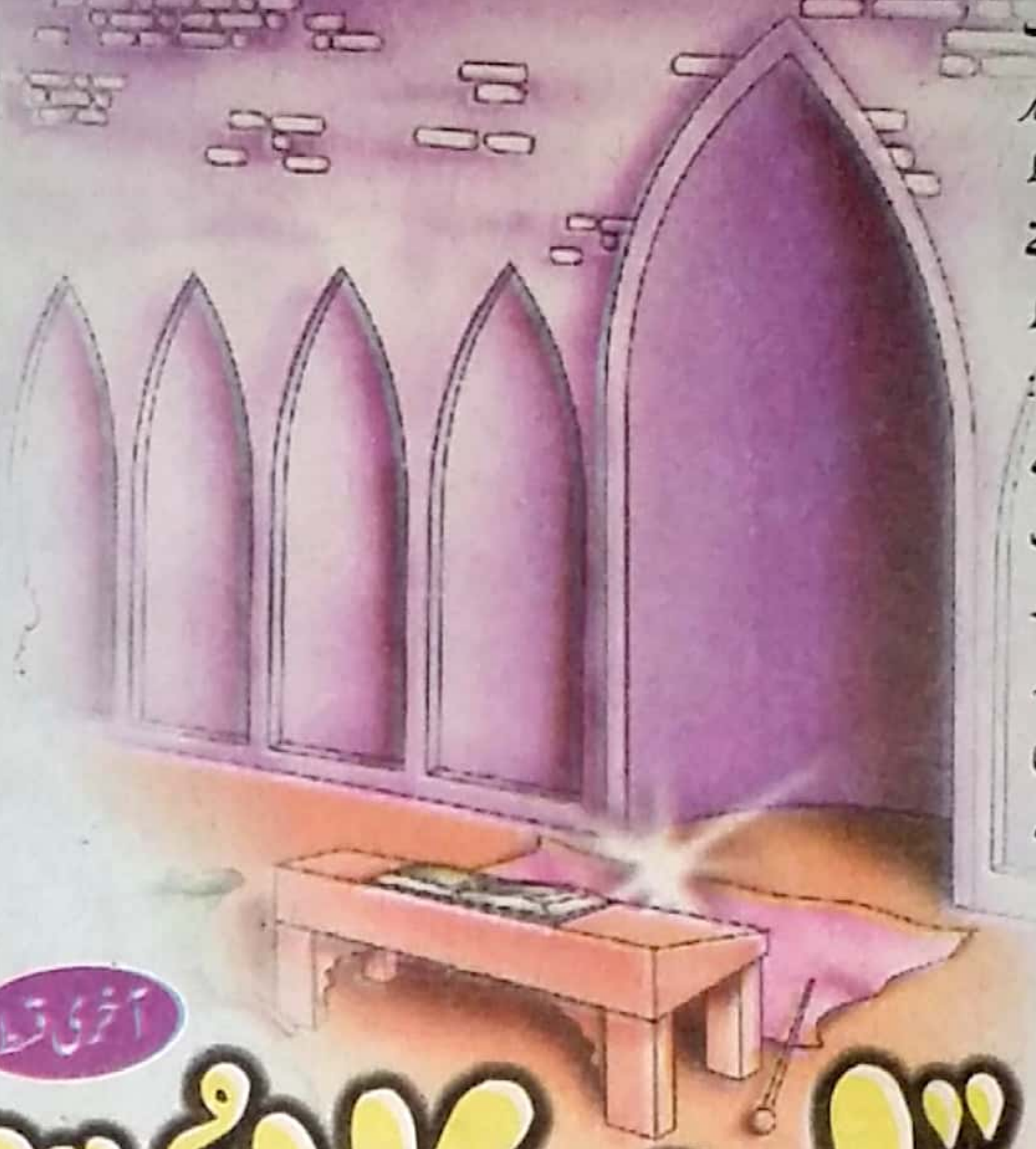

آخری قسط

اُستادوں کا اُستاد

محمد طاہر نقاش

ایک دفعہ گوجرانوالہ شہر سے کچھ لوگ ایک خاص مقصد کے لیے جامعہ آئے۔ نماز ظہر کے وقت وہ وضو خانے کی جگہ پر پہنچ کر حافظ صاحب کو وضو کرتے ہوئے غور سے دیکھتے رہے۔ جب ان سے اتنے غور سے حافظ صاحب کو دیکھنے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے: چونکہ حافظ صاحب کا ہر کام صحیح حدیث کے مطابق ہوتا ہے، اس لیے ہم حافظ صاحب کے وضو کو دیکھ کر اپنا وضو درست کر رہے تھے۔

حافظ صاحب کی یہ عادت اور خوبی ہے کہ انھوں نے جو حدیث پڑھ لی اس پر جہاں تک ہو سکے عمل ضرور کرنا ہے۔ جب سے حافظ صاحب نے یہ حدیث پڑھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرما دیا ہے، تو آپ نے کبھی بھی کھڑا ہو کر جوتا نہیں پہنا۔ جب بھی دیکھیں حافظ صاحب بیٹھ کر ہی جوتا پہن رہے ہوتے ہیں۔

حافظ صاحب اپنے اساتذہ کا بہت احترام کرتے ہیں۔ ان کے سامنے اونچی آواز میں نہیں بولتے، اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے تو اس کی تشہیر کی بجائے خاموش رہنے کو ہی استاد کا ادب جانتے ہیں۔ ایک مثال ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی پروگرام یا کانفرنس والے آپ کے نام کے ساتھ ''شیخ الحدیث'' کا سابقہ لگا دیں یعنی آپ کو شیخ الحدیث کہہ دیں تو آپ اس جلسہ میں نہیں جاتے۔ ماسٹر خالد صاحب بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ حافظ صاحب کا پروگرام گلاں چک میں تھا۔ آپ سائیکل پر سواری کر کے وہاں پہنچے۔ دیکھا کہ آپ کے نام کے ساتھ ''شیخ الحدیث'' لکھا ہے تو واپس آ گئے، کیوں واپس آ گئے؟ اس کی دو وجوہات تھیں۔ ① ہمارے جامع میں میرے استاد مولانا عبدالحمید ہزاروی شیخ الحدیث ہیں، یہ ان کی بجائے مجھے کیوں لکھتے ہیں (یعنی یہ تو استاد کا حق بنتا ہے، حالانکہ آپ بھی شیخ الحدیث ہیں اور لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ اپنے علم میں استاد سے بہت آگے نکل گئے ہیں، لیکن آپ اس سوچ و فکر کو استاد کے ادب و احترام اور مرتبے کے منافی سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ شیخ الحدیث کا سابقہ صرف میرے استاد کے ساتھ لگایا جائے نہ کہ میرے نام کے ساتھ۔

1 آپ مقررین اور علماء کے ناموں کے ساتھ آنے والے القابات وغیرہ کو نمود و نمائش اور ریاکاری کی وجہ سے سخت خلاف ہیں۔

کتنے ہی لوگوں نے جب آپ کی طبیعت اور رجحان کو نظر انداز کر کے آپ کے نام کے ساتھ ''شیخ الحدیث'' کا سابقہ لگا دیا تو آپ کہنے سننے اور منت ساجت کے باوجود ان کے جلسے میں نہ گئے، بلکہ کہا کہ بھائی میں تو صرف عبدالمنان ہوں، آپ نے تو کسی اور شیخ الحدیث عبدالمنان کا اشتہار لکھا ہے، آپ اس کو لے جائیں، میں تو وہ نہیں ہوں۔

بھائی رضاء اللہ رؤف کے مطابق کچھ عرصہ قبل آپ حج پر گئے تو جامعہ کی انتظامیہ نے آپ کی چھٹیوں کی تنخواہ یہ کہہ کر دینے سے انکار کر دیا کہ چونکہ جب آپ پڑھا نہیں رہے ہوں گے تو پھر تنخواہ بھی نہ ملے گی۔

حافظ صاحب نے ان کے ایسا کرنے سے پہلے ہی گھر میں کہہ دیا تھا کہ چونکہ میں حج پر جا رہا ہوں، آپ نے مدرسہ سے تنخواہ لینے نہیں جانا، دکان والے سے ادھار لے لینا، میں واپس آ کر ادا کر دوں گا۔

حافظ صاحب جب حج پر چلے گئے تو مولانا عبداللہ مرحوم کو ایک ایسا خواب آیا جس کے نتیجے میں انھوں نے صبح اٹھتے ہی پہلا حکم یہ دیا کہ حافظ عبدالمنان کے گھر اس کی چھٹیوں کی تنخواہ پہنچا دو۔

حافظ صاحب طالبعلموں سے بہت شفقت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان کو اپنے جامعہ کے طے شدہ ٹائم سے بھی زیادہ وقت دیتے ہیں۔ حافظ صاحب کے اگر کسی دن صرف دو پیریڈ ہیں تو ایسا کبھی نہیں دیکھا گیا کہ حافظ صاحب وہ اپنے ٹائم ٹیبل کے دو پیریڈ پڑھا کر ادارہ سے چلے گئے ہوں، کہ اب میرا یہاں کیا کام، پیریڈ تو اور ہے نہیں بلکہ حافظ صاحب مدرسہ میں چھٹی ہونے تک اپنے کمرہ میں ڈیوٹی پر موجود بیٹھے رہتے ہیں۔ چھٹی کے بعد نماز ادا کر کے گھر جاتے ہیں۔ جب آپ فارغ بیٹھے ہوتے ہیں تو طالب علم اور عوام اپنے مسائل لے کر آ جاتے ہیں اور قرآن و حدیث کی روشنی میں رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ گویا وہ اسی وقت کے منتظر بیٹھے تھے۔

ایک دفعہ ایک دوسری فقہ کا فارغ التحصیل طالب علم آپ کے پاس آ کر سوالوں کے جوابات دریافت کرنے لگا۔ آپ اسے جواب دیتے رہے، حتیٰ کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ پھر عصر کے بعد گفتگو شروع ہوئی تو اس نے آپ کو نہیں چھوڑا کہ مغرب کا وقت ہو گیا، نماز مغرب کے بعد وہ پھر سوالات لے کر بیٹھ گیا۔ آپ کے ماتھے پر ذرا سی بھی سلوٹ نہ آئی بلکہ آپ نہایت خندہ پیشانی فراخ دلی اور خوش اخلاقی سے ہنستے مسکراتے اس کے سوالوں کے جوابات دیتے رہے۔ یہاں تک کہ عشاء کی نماز لیٹ ہو گئی۔ قریب بیٹھے لوگ بے چینی محسوس کرنے لگے، لیکن حافظ صاحب نے اس کو نہیں کہا کہ اب بس بھی کرو، بلکہ اس کے سوالوں پر ہمہ تن گوش رہے۔ آخر اس نے اعلان کیا کہ حافظ صاحب اب میں آپ سے سوال نہیں کروں گا، تو آپ نے اٹھ کر نماز پڑھائی اور وہ آپ کو دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔

حافظ صاحب رسول اللہ کے اس فرمان کہ: ''اپنے معاملات میں اپنے امیر کی اطاعت کرو۔'' پر سختی سے کاربند ہیں، چوک نیائیں گوجرانوالہ میں لوگوں نے محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہت زور لگایا کہ آپ یہاں آ کر جمعہ پڑھائیں اور درس دیں۔ آپ نے کہا کہ جب تک میرا امیر ایسا کرنے کا حکم نہ دے گا، میں ایسا نہ کروں گا۔ اس مسجد میں آپ کے استاد مولانا عبداللہ صاحب خطبہ جمعہ اور درس دیتے تھے۔ آپ نے ان کی جگہ کھڑا ہونا مناسب نہ جانا، حتیٰ کہ مولانا عبداللہ صاحب نے جب حکم دیا تو آپ نے وہاں جا کر جمعہ اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔

ایک امام یا ایک استاد کو اگر دوسرے تعلیمی ادارے سے کوئی سہولت زیادہ ملے یا تنخواہ زیادہ ملنے کے امکان ہوں تو وہ اس تعلیمی ادارے کو چھوڑ کر دوسرے میں چلا جاتا ہے۔

ایسے چند مواقع حافظ صاحب کو بھی ملے، جب لوگوں

نے آپ کو کہا کہ ہم آپ کو تنخواہ اتنے گنا زیادہ دیں گے، مکان، گاڑی یا بعض دوسری سہولتیں بھی فراہم کریں گے۔ آپ ہمارے ادارے میں پڑھائیں، تو آپ نے جواب دیا: ''مجھے ان چیزوں کی ضرورت و خواہش نہیں، بس آپ میرے امیر (مولانا عبداللہ صاحب) سے رابطہ کریں اگر وہ مجھے حکم دیں گے تو جہاں وہ کہیں گے میں جانے کے لیے تیار ہوں گا ورنہ نہیں! (کیونکہ اطاعت امیر کے خلاف قدم اٹھانا معصیت کے زمرے میں آتا ہے)

اب مولانا عبداللہ صاحب سے نہ کوئی پوچھتا اور نہ ہی وہ حافظ صاحب کو کہیں جانے کی اجازت دے سکتے تھے، اس لیے کہ ان سے حدیث پڑھنے کے لیے ہی دنیا والے دور دور سے سفر کر کے گوجرانوالہ جامعہ محمدیہ پہنچتے تھے۔ لہٰذا انھوں نے ساری زندگی ان کو کہیں اور جانے کا حکم نہ دیا اور نہ ہی حافظ صاحب پرکشش ترغیبات کے پیچھے لگ کر کہیں اور ادارے میں گئے۔

آپ اپنے شاگردوں کو ہمیشہ صحیح مضبوط اور پکی بات کرنے کی نصیحت کرتے ہیں اور کچے کمزور موقف سے بچتے رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شاگرد مفروضہ قائم کرتے ہوئے کہے کہ حافظ صاحب! ''ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ'' آپ اس کی بات کاٹ کر فوراً کہتے ہیں...... ''بھائی! ایسا نہیں بھی ہو سکتا۔'' اب آگے بات کرو...... اگر کہے کہ ممکن ہے ایسا'' ہو تو فوری جواب دیتے ہیں'' بھائی ممکن ہے ایسا نہ بھی ہو تو یعنی آپ کہتے ہیں کہ تصدیق کرنے کے بعد پختہ مضبوط موقف اختیار کرو، فرضی افکار و نظریات پر اپنے موقف کی بنیاد نہ رکھو۔

ہمارے پیارے استاد صاحب کے شاگرد اب ملک اور بیرون ملک پھیل کر استاد کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ فروغ علم کے لیے کہا کرتے تھے کہ: ''میرا دل چاہتا ہے کہ میں مولانا عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ اور مولانا عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ کے سامنے بیٹھ کر دوبارہ تعلیم حاصل کروں، کتابیں پڑھوں، ان کو دیکھ کر مجھے اپنی کم علمی کا شدت سے احساس ہوتا ہے۔''

علامہ احسان اور مولانا عبداللہ تو اللہ کو پیارے ہو گئے ہم اللہ کریم سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اس مشفق استاد کو تا دیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے اور وہ قرآن و حدیث کی شمع کو روشن رکھنے کی خدمت انجام دیتے رہیں۔ ہمارا یہ استاد کتنا سادہ ہے، آج بھی اگر کسی نے دیکھنا ہو تو ان کو آٹے کی چکی سے آٹے کا توڑا اپنی کمر پر لادے گھر کو آتے ہوئے دیکھ سکتا ہے۔ یہ سادہ لوحی کہاں دیکھنے میں آتی ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ کریم ان کا جنتوں کی طرف جاری سفر اس سادگی سے مکمل کر کے ان کو حور و غلمان والی جنتوں کا وارث بنا دے۔ آمین

مثالی قاضی

تیونس کی بندرگاہ سوس پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ یہ لوگ قاضی ابوعمر کو رخصت کرنے آئے تھے۔ قاضی ابوعمر شمالی افریقہ کے چیف جسٹس تھے اور سسلی جا رہے تھے۔ سسلی کی حکومت نے شمالی افریقہ کی حکومت سے ان کی خدمات ادھار لی تھیں۔ یہ ۲۸۹ھ کا ذکر ہے۔

جب شمالی افریقہ پر بنو اغلب حکمران تھے۔ اور سسلی پر اسلامی پرچم لہرا رہا تھا۔ قاضی ابوعمر نے جہاز پر سوار ہونے سے پہلے مجمع سے خطاب کیا۔

سوس کے لوگو! دیکھو! یہ میرا کمبل ہے۔ یہ میری قمیص ہے اور اس بڑے سے تھیلے میں میری کتابیں ہیں اور دیکھو یہ میری ہے اس کے پاس ایک چغہ اور کمبل ہے اور میں ان چیزوں کے ساتھ سسلی جا رہا ہوں۔ اب دیکھئے واپسی پر کیا کچھ ساتھ لاتا ہوں۔ اچھا خدا حافظ سسلی میں قاضی ابوعمر کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا گیا۔ انہیں رہنے کے لئے ایک شاندار قصر ملا۔ قاضی نے محل پر حقارت آمیز نگاہ ڈالی اور کہا ''اتنا بڑا محل میں کیا کروں گا۔''

یہ تو بڑے لوگوں کے رہنے کا ہے میں تو اللہ تعالیٰ کا ایک حقیر اور عاجز بندہ ہوں۔ یہ کہہ کر ایک چھوٹا سا مکان اپنے لیے پسند کیا اور جشن سمیت اسی میں فروکش ہو گئے۔ جلد ہی ملک بھر میں قاضی ابوعمر کے زہد و تقویٰ، علم و فضل، فراست و بصیرت اور بے لاگ عدل و انصاف کا چرچا ہو گیا قاضی ایک حبہ تنخواہ بھی نہ لیتے۔

وہ خود اور ان کی لونڈی سوت کات کات کر گزر بسر کرتے۔ ایک روز وہ عدالت سے غیر حاضر رہے۔ لوگ انہیں دیکھنے ان کے گھر پہنچے اور ششدرہ گئے قاضی صاحب چھوٹے سے حجرے میں کھردری چٹائی پر دراز تھے۔ بھدا سا تکیہ سر کے نیچے رکھا تھا۔ لوگوں کو دیکھ کر اٹھ بیٹھے اور کہا: ''دوستو! میں نے مقدور بھر آپ کی خدمت کی ہے۔ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں، اتنا بوڑھا کہ اس بار گراں کو اٹھانے کے قابل نہیں رہا۔ میں نے امیر سے کہا ہے کہ مجھے سبکدوش کر دیجیے۔ میں زندگی کے آخری دن اپنے وطن میں گزارنا چاہتا ہوں۔'' قاضی صاحب کی درخواست منظور کر لی گئی۔ سسلی کے لوگوں نے اشک بار آنکھوں سے انہیں رخصت کیا۔

سوس کی بندرگاہ پر زبردست ہجوم تھا اور قاضی ابوعمران سے کہہ رہے تھے:

''سوس کے لوگو'' میں آپ کے درمیان پھر آ گیا ہوں دیکھو جو مال و دولت ساتھ لے کر گیا تھا وہی واپس لایا ہوں آپ! لوگ گواہ رہیں۔ میں نے اپنے منصب سے کوئی ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا۔'' (بحوالہ حکمران صحابہ)

(انتخاب محمد یحییٰ خلیق، موڑ کھنڈا ننکانہ)

جنت کس چیز سے بنی ہے؟

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! جنت کس چیز سے بنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی اور اس کا مسالہ جس سے اینٹیں جوڑی گئی ہیں تیز خوشبودار مشک ہے۔ جو شخص جنت میں داخل ہوگا۔ ہمیشہ نعمتوں میں رہے گا اور کبھی کسی چیز کا محتاج نہ ہوگا۔ ہمیشہ زندہ رہے گا اور موت نہ آئے گی۔ نہ جنتیوں کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ ہی ان کی جوانی فنا ہوگی۔ (مشکوۃ ج ۲ ص ۴۸۷)

صفی الرحمٰن، علی پور چٹھہ

مسکراہٹ

ہمارے استاذ مکرم خالد بن بشیر مرجالوی حفظہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ایک دن کلاس میں سنائی کہ ایک دن میرے ایک دوست میرے پاس آئے ہوئے تھے تو میں نے ان کو ایک اعلیٰ قسم کی خوشبو پکڑاتے ہوئے کہا'' اے لو لا لو (یہ لیں لگا لیں) تو انہوں نے آگے سے پوچھا کہ لا لوں یا لے لوں (لگا لوں یا لے ہی لوں)

(مراسلہ: سفیان محمد بن نعمۃ اللہ، فیصل آباد)

ذرا بتائیں تو؟

سلسلہ نمبر 12

☆......قرآن پاک کی وہ کونسی صورت ہے جس میں دو مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آئی ہے!

☆......سب سے زیادہ احادیث رسول کس صحابی رسول سے روایت ہیں۔

☆......وہ کونسے صحابی رسول ہیں جن کی وفات پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ رحمان کا عرش مل گیا؟

☆......سیرت النبی کے موضوع پر تین مشہور کتابوں کے نام اور مصنف کے نام بتائیں؟

☆......ابو معصب زرقاوی رحمہ اللہ کی تاریخ شہادت کونسی ہے؟

☆......امیر المومنین کا لقب سب سے پہلے کس خلیفہ نے اختیار کیا؟

☆......اس عظیم مسلمان سپہ سالار کا نام بتائیں جن کے ہاتھ سے ایک جنگ میں 9 تلواریں ٹوٹیں! جنگ کا نام بھی بتائیں؟

☆......تاریخ اسلام کی پہلی خاتون تاجر کا نام بتائیں؟

☆......امام بخاری رحمہ اللہ کا اصل نام کیا تھا؟

☆......اسلام آباد پاکستان کا دارالحکومت کب بنا اس سے پہلے پاکستان کا دارالحکومت کون سا تھا۔

(مرتبہ ماریہ بنت محمد امین عادل، کوئٹہ)

سلسلہ نمبر 9 کے بذریعہ قرعہ اندازی انعام یافتہ

1۔	اخت ابو صارم	وہاڑی
2۔	محمد عظیم مشتاق	کمالیہ
3۔	فرحان اجمل	اوکاڑہ
4۔	حافظ محمد شہزار	سرگودھا
5۔	ثوبیہ فاروق	شیخوپورہ
6۔	سید حمزہ علی	بہاولپور
7۔	سائرہ عمر	لاہور
8۔	محمد احمد خان	راولپنڈی
9۔	حافظ محمد محسن لطیف	وہاڑی
10۔	اخت ابوذر عبداللہ	ننکانہ

سلسلہ نمبر 10 کی شخصیت سید احمد شہیدؒ

ذرا بتائیں سلسلہ نمبر ⑩ میں صحیح جوابات بھیجنے والے احباب

فیصل آباد: زنیر جمیل، حافظ محمد احمد، اخت زید، اسارہ آصف، محمد عثمان، عامر ملائم حسین، حافظ محسن، عادل فاروق، زہرا مصطفیٰ۔ شیخوپورہ ننکانہ: ثوبیہ فاروق، بنت چوہدی بشیر، اخت ابوبکر، کلثوم یونس، اخت ابوذر، سعد عبدالحنان، صبیہ ابوبکر، طیب، انس کبیر، علی رضا، تنزیلہ۔ قصور: اخت ابوانس، عدیل احمد، محمد ریاض، محمد حسین، حافظ خضر حیات، راحیلہ ہارون۔ لاہور: اخت عتیق الرحمٰن، سائرہ عمر، نفیس عطیہ۔ گوجرانوالہ: بنت عبدالرحیم، ابوبکر عاصم، اسد محمود، حافظ عتیق الرحمٰن، طلال فاروق، صبادسحر، بنت محمد صالح، محمد شکیل۔ سیالکوٹ: کاران طاہر، محمد زاہد، ظہیر احمد، حافظ بلال، شوکت۔ اوکاڑہ: محمد نعیم، ضیاء الرحمٰن، محمد لطیف، قراۃ العین۔ شفقت رسول، حافظ خبیب۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ: محمد یونس، محمد خالد، محمد عظیم، توصیف، شرجیل انجم، اسامہ کمال، محمد ظفر اللہ ضیاء، بلال طاہر، عاتکہ ارشد۔ خانیوال: راشد ابراہیم، محمد اشفاق نذیر، رابعہ منور، کراچی: ابن چاند محمد، خضر حیات، نارووال: اللہ دتہ، محمد بلال، محمد ساجد اسامہ، محمد شعیب، سرگودھا: شوال خالد، شہزاد حسن، بدر منیر، رانا وقاص، بہاولپور: محمد اسمٰعیل، سیدہ حصمہ، لودھراں: محمد یونس سلفی، سعدیہ سعید، ارم حیات، طلحہ حیات، ملتان: محمد ثاقب، اخت عدنان، بلال اسمٰعیل، رضوان، جاوید، ابو رضوان، عالیہ اشفاق، منڈی بہاؤالدین: عثمان عبدالعزیز، راولپنڈی: محمد احمد، رشید، سعد، مریم، جہلم: مصباح یونس، حافظ آباد: نزہت فاطمہ۔ بہاولپور: سید حمزہ علی۔ سندھ: عنایت اللہ بروہی۔ گجرات: فیصل شہزاد۔ وہاڑی: وقار مشتاق، قاری اسمٰعیل، محمد محسن، اخت ابو صارم۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان: محمد زاہد خان، محمد اویس۔ بہاولنگر: اخت ابی مرصد، راشد جاوید۔ رحیم یار خان: محمد سیف اللہ عثمانی۔ آزاد کشمیر: اخت احتشام۔

دیگر شہروں سے: زاہد غلام رسول، سید حنظلہ علی، عبدالرؤف جانباز۔

آٹھ باتیں

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بڑے ہی پتے کی بات کہی ہر مصیبت زدہ انسان کو یہ بات اپنے پلے باندھ لینی چاہیے۔ یہ ایک رہنما اصول ہے جسے ہر اس شخص کو پیش نظر رکھنا چاہیے جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ۲۰ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کو جام شہادت نوش کر گئے۔

آپ رضی اللہ عنہ پر ابن ملجم نے حملہ کیا آپ رضی اللہ عنہ زخمی حالت میں پڑے تھے اور آپ کے سامنے آپ رضی اللہ عنہ کے جگر گوشہ حسن رضی اللہ عنہ بیٹھے آنسو بسار ہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو نصیحت کی اور فرمایا: بیٹا میری یہ آٹھ باتیں ہمیشہ یاد رکھنا۔

①......انسان کی سب سے بڑی دولت عقل ہے

②......سب سے زیادہ غربت و محتاجی بے وقوفی وحماقت ہے۔

③......سب سے زیادہ وحشت و گھبراہٹ تکبر وغرور ہے

④......سب سے زیادہ بزرگی خوش اخلاقی و نیک کرداری ہے۔

چاروں چیزوں سے ہمیشہ اجتناب کرنا:

①......بے وقوفی کی دوستی سے ہمیشہ اجتناب کرو۔ کیونکہ وہ اگر فائدہ پہنچانا چاہتا ہے تو اس کا انجام نقصان ہوتا ہے۔

②......جھوٹے کی ہم نوائی سے بچنا کیونکہ وہ قریب کو دور اور دور کو قریب کرتا ہے۔

③......بخیل کی صحبت سے بچو کیونکہ بخیل دوست تم سے ان خاص چیزون کو چھڑا دیگا جس کی تمہیں سخت ضرورت ہوگی۔

④......فاسق وفاجر شخص کی دوستی سے اجتناب کرو کیونکہ وہ تجھے موقع پاتے ہی تھوڑی سی چیز کے بدلے فروخت کردے گا۔ (بحوالہ، حکمران صحابہ رضی اللہ عنہم)

اخت شکیل احمد، شیخوپورہ

دارالابلاغ کی نئی پیشکش عفت و عصمت کا تحفظ

خواتین اہل بیت، جناتی شیطانی چالوں کا توڑ اور حاسدوں کے شر سے بچو کے بعد

حافظ صلاح الدین یوسف: مردوزن کی پاکدامنی کے لیے تہذیبی کشمکش کے اس دور میں انسانیت کے لیے کون سا رخ بہتر ہے، کس میں انسانیت کی فلاح مضمر ہے اور دین ودنیا کی سعادتوں اور خوش بختیوں کا امین کون ہے؟ اس کا فیصلہ یہ کتاب پڑھ کر ہر عقل مند کر سکتا ہے۔

فضیلۃ الشیخ مبشر احمد ربانی: خاتونِ اسلام کی عصمت کی حفاظت کے اعتبار سے یہ کتاب اب تک شائع ہونے والی اشاعتوں میں سب سے مفصل محقق جامع اور معیاری ہے۔

محمد طاہر نقاش: خاتونِ اسلام کے پاس ایمان باللہ کے بعد سب سے بڑی دولت اس کی عفت وعصمت ہوتی ہے اور یہ کتاب اسی کے تحفظ کی ضامن ہے۔

انمول تحفہ

پاکدامنی کے خواہشمند اسلام کے بیٹوں اور بیٹیوں کیلئے

تعاون MOB:0300-4453358

دارالابلاغ

راولپنڈی اسلام آباد میں ملنے کا پتہ: تجلیات طیبہ 0515535168 المسعود: 051-2261356

ننھے مجاہد کا اعلان

کشمیر چلو کشمیر چلو ہاتھوں میں لیے شمشیر چلو
دشمن کے مقابل جانا ہے تم پڑھتے ہوئے تکبیر چلو
ہر سمت سے حملہ کر دینا بدلے گی وہاں تقدیر چلو
ہاتھوں میں کمانیں بھی دشمن پر چلاتے تیر چلو
ظالم کو پکڑنا ہے سب نے ساتھ اپنے لیے زنجیر چلو
تاریخ میں لکھا جائے گا کچھ کرتے ہوئے تحریر چلو
کیا کس نے کہا کیا کس نے سنا چھوڑو یہ تقریر چلو
دیکھا تو ہے خواب آزادی مل جائے گی اب تعبیر چلو
کشمیر چلو کشمیر چلو ہاتھوں میں لیے شمشیر چلو

عظیم اور اشتیاق......ڈھولن چک 7 چتو کی

سچی مسکراہٹیں

ایک دفعہ ہم مدرسہ میں حدیث کا پیریڈ لے رہے تھے۔ تو گدھے کی سی آواز باہر سے آنے لگی۔ باجی نے بھی اور ہم نے بھی سبق چھوڑ کر اعوذ باللہ پڑھنا شروع کیا۔ لیکن وہ آواز تو بند ہی نہیں ہو رہی تھی بلکہ بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔ اتنے میں ایک لڑکی نے کہا باجی یہ حمار (گدھا) نہیں موٹر سائیکل کا ہارن ہے۔

کچھ دن پہلے امی نے حمزہ کو سکول بیج خریدنے کے لیے دس روپے دیے اور تاکید کی کہ بیج خرید لینا جب حمزہ سکول سے واپس آیا تو امی نے کہا: ''بیج خرید لیا، حمزہ نے کہا نہیں۔'' امی نے کہا: ''کیوں میں نے پیسے دیے تھے، آپ کو دس روپے دیے تھے نا؟'' حمزہ بڑی دھیمی آواز سے معصومیت سے بولا: ''امی آپ نے 10 روپے دیے تھے، بیج 7 روپے کا تھا۔''

درد کیوں نہیں ہوتا؟

درد صرف اس وقت محسوس ہوتا ہے جب اعصاب کا کوئی تار کسی زخم، ضرب وغیرہ سے متاثر ہوتا ہے۔ ہمارے پورے بدن پر موجود جلد میں اعصاب کے تاروں کا جال بچھا ہوا ہے۔ جب بھی جلد کسی جگہ سے کٹتی یا چوٹ کا نشانہ بنتی ہے تو جلد میں موجود اعصاب کے تار متاثر ہو کر متحرک ہو جاتے ہیں، چنانچہ ہمیں درد محسوس ہوتا ہے۔ لیکن ناخنوں اور بالوں میں اعصاب کے تار نہیں ہوتے، اس لیے جب انہیں کاٹا جاتا ہے تو ہمیں کسی قسم کا درد محسوس نہیں ہوتا۔ کیونکہ درد پیدا کرنے والا نظام متحرک اور بیدار ہی نہیں ہوتا لیکن ناخنوں اور بالوں کی جڑوں میں زندہ خلیے ہوتے ہیں۔ جن میں اعصاب کے تار ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب بالوں کو یا ناخنوں کو کھینچا جاتا ہے تو درد محسوس ہوتا ہے۔

[حوالہ: کیوں...... طاہر منصور فاروقی: ص/۹]

جاوید اسماعیل، بدھلہ سنت ملتان

ننھے مجاہد بڑوں کی نظر میں

محترم عبدالوارث ساجد صاحب! ایڈیٹر ننھے مجاہد!

السلام علیکم!

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

''ننھے مجاہد'' کے تازہ شمارے میں ضروری بات پڑھنے کے دوران آپ نے جب قارئین بچوں کے سامنے حیرت انگیز انکشافات پیش کیے کہ ننھے مجاہد بڑی عمر کے افراد بھی شوق سے مطالعہ کرتے ہیں۔ تو سوچا کہ میں بھی کیوں خاموش قاری بنا رہوں۔ تو عرض ہے کہ میں مقامی ہائی سکول میں ٹیچنگ کے فرائض سرانجام دے رہا ہوں۔ تعلیم ایم، اے، ایم ایڈ ہے اور ''ننھے مجاہد'' سے میری بھی دوستی ہے، جبکہ میرے کئی شاگرد طالب علم اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ میرا بیٹا پنجم کا طالب علم ہے وہ بھی ''ننھے مجاہد'' سے قدرے لگاؤ رکھتا ہے، میں اپنے اسٹوڈنٹس کو اکثر مطالعہ کی عادت اپنانے کی نصیحت کرتا ہوں اور اچھی کتابیں اور رسائل کا مطالع کرنے کا مشورہ دیتا ہوں۔ ان میں ''ننھے مجاہد'' کا ذکر بھی آتا رہتا ہے۔ میرے لحاظ سے یہ بچوں کے لیے ایک مکمل میگزین ہے۔ اس کی تیاری میں آپ جس عرق ریزی سے کام لیتے ہیں اس کے لیے آپ بجا طور پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔

والسلام

محمد ظفر اللہ ضیاء......کمالیہ

راہ حق

شام کا وقت تھا، مدینہ منورہ میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک جگہ بیٹھے بدر کے واقعات دہرا رہے تھے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بھی تشریف فرما تھے بدر کی لڑائی میں ان کا یہ بیٹا کفار کی جانب سے لڑ رہا تھا۔

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ابا جان کئی دفعہ آپ میری تلوار کی زد میں آئے مگر میں گھوڑے کی باگ موڑ لیتا اور دوسری طرف چلا جاتا۔'' سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''بیٹا اگر تم میری تلوار کی زد میں آتے تو واللہ میں تمہیں کبھی نہ چھوڑتا ہم حق پر تھے اور تم باطل پر تھے حق کو خونی رشتہ پر فوقیت حاصل ہے۔

شہزادی مریم اکرام الحق، صادق آباد

لمحہ فکریہ......!

اے انسان تو سمجھتا ہے کہ ہمیشہ زندہ رہے گا لیکن نہیں دنیا جلد ہی تمہارا نام زندوں کی فہرست سے نکال کر مردوں کی فہرست میں درج کر دے گی۔ والدین بہت روئیں گے بالآخر مایوس ہو کر بیٹھ جائیں گے۔ احباب اور عزیز و اقارب تمہیں خوب یاد کر کے ہمیشہ کے لیے بھول جائیں گے۔

بیوی کچھ عرصہ سوگوار رہے گی مگر چند روز کے بعد حالات کی تبدیلیاں اسے کاموں میں الجھا دیں گی۔ بچے بہت یاد کریں گے مگر آہستہ آہستہ ان کے ذہن سے تمہارا نقش مٹ جائے گا۔ طوفان تمہاری قبر کی بلندی کو ہموار کر کے تمہارا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے۔ چند سال بعد تم ایک بھولے خواب کی مانند ہو جاؤ گے۔ نصف صدی گزر جانے پر یہ اندازہ کرنا مشکل ہوگا کہ تم کبھی دنیا میں آئے بھی تھے یا نہیں...... اس لیے دنیا کی فکر چھوڑ کر آخرت کی تیاری کر جہاں ابدی زندگی تیرا انتظار کر رہی ہے۔

اے انسان!

آخرت کی فکر ہو شام و سحر
ہر لمحہ تجھے خوف خدا چاہیے

مریم اکرام الحق، صادق آباد

وزراء

دنیا میں ایک سو سے زائد ممالک کے وزراء کی تعداد میں پاکستان سرفہرست ہے۔ جس کے وزراء کی تعداد 63 سے زائد ہے۔ بھارت پاکستان سے آبادی کے لحاظ سے سات گنا بڑا ہے، اس کے وزراء کی تعداد 28 امریکہ کے وزراء کی تعداد 15 جبکہ چین کے وزراء کی تعداد صرف 8 ہے۔

انعام الرحمٰن طاہر، بھنگو (موکل)

قلعے کی فتح

سلمان نذیر چک نمبر ۱۸ رینالہ خورد

جنگ قادسیہ کے بعد مسلمان مجاہد اپنے دلوں میں شوق شہادت کا جذبہ لیے ہوئے تھے۔ کچھ مجاہد جنگ قادسیہ میں شہید ہونے والے اپنے بھائیوں پر رشک کر رہے تھے اور پھر سے کسی دوسرے معرکہ حق و باطل کا شوق دل میں سموئے ہوئے منتظر تھے۔

ابھی مجاہدین کے انتظار کی گھڑیاں اتنی لمبی نہیں ہوئی تھیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایلچی مدینہ سے کوفے کے گورنر ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے نام پیغام لے کر پہنچا کہ وہ اپنا لشکر لے کر روانہ ہو جائیں اور بصرہ سے آنے والے لشکر کے ساتھ مل جائیں اور پھر سارا لشکر ہرمزان کی تلاش میں اہواز کی طرف روانہ ہو اور اسے فوراً گرفتار کر کے تستر شہر کو آزاد کرا لیا جائے جو کہ اس دور میں بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی حکم لکھا تھا کہ بنو بکر کے سردار اور ہر دلعزیز سربراہ اور بہادر شہسوار کو اپنے ہمراہ لے لیں۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خلیفۃ المسلمین کا حکم مانتے ہوئے اپنا لشکر تیار کیا اور اس کی بائیں جانب بنو بکر کے اس بہادر سپاہی کو متعین کر دیا اور بصرہ سے آنے والے لشکر اسلام سے مل کر جہاد کے ذریعے مختلف شہروں کو آزاد کراتے ہوئے مسلسل آگے بڑھتے گئے۔ ہرمزان لشکر اسلام سے ڈرتا ہوا بھاگ نکلا اور چھپتے چھپاتے بالآخر اس نے تستر شہر کے قلعہ میں جا کر پناہ لی۔

تستر شہر جس میں ہرمزان نے پناہ لی تھی۔ فارس کے شہروں میں سب سے زیادہ خوبصورت سرسبز اور محفوظ ترین تھا۔ یہ شہر تاریخی لحاظ سے بہت پرانا اور تہذیب و ثقافت کا گہوارہ تھا۔ اور سطح زمین پر گھوڑے کی شکل پر تعمیر کیا گیا تھا۔ اسے ایک بہت بڑا دریا سیراب کرتا تھا۔ جسے دریائے دجیل کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کے درمیان ایک جزیرہ میں شاہ سابور نے جھیل بنوائی اور اس میں سرنگوں کے ذریعے دریا سے پانی پہنچانے کا اہتمام کیا۔ تستر شہر کی جھیل اور سرنگیں فن تعمیر کا ایک نادر نمونہ تھیں۔ ان کے اندرونی حصوں میں اعلیٰ قسم کے پتھر جوڑے گئے تھے۔ سرنگوں کو گرنے سے محفوظ کرنے کے لیے لوہے کے ستونوں سے سہارا دیا گیا۔ تستر کے اردگرد ایک دیوار تعمیر کی گئی جو پورے شہر کو گھیرے ہوئی تھی۔

ہرمزان نے دیوار کے ساتھ ساتھ اتنی بڑی خندق کھدوا رکھی تھی جسے عبور کرنا بہت مشکل تھا اور اندرونی جانب اس کی حفاظت کے لیے ایران کی بہترین فوج ہر وقت چوکس رہتی۔ تستر کی اس خندق پر لشکر اسلام نے مسلسل ایک سال چھ ماہ تک محاذ آرائی کی لیکن اسلامی فوج اسے عبور نہ کر سکی۔ اس مدت میں دشمن سے تقریباً اسی (۸۰) خون ریز جھڑپیں ہوئیں ہر معرکہ آرائی فریقین کے شہسواروں کے مقابلہ سے شروع ہوتی اور بالآخر یہ مقابلہ گھمسان کی لڑائی میں بدل جاتا تھا۔ ان معرکوں میں ایک موقعہ ایسا بھی آیا جس میں بنو بکر کے اس بہادر فدائی نے وہ جرأت مندانہ اقدام کیا جس سے عقل حیران رہ گئی۔ دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ ہوا یہ کہ میدان جنگ میں داد شجاعت دیتے ہوئے اس بہادر فدائی نے تن تنہا دشمن کے پورے ایک سولڑا کے تہہ تیغ کر دیئے۔ اس حیرت انگیز کارنامے کو دیکھ کر دشمن کی فوج میں لرزہ طاری ہو گیا اور ہر ایک کے دل میں ان کے رعب و دبدبہ کی دھاک بیٹھ گئی۔ مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر سبھی کو علم ہو گیا کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام میں اس مرد مجاہد کا انتخاب کیوں کیا تھا۔

ان اسی (۸۰) معرکوں میں سے آخری معرکہ مسلمانوں نے اس زور سے کیا کہ ایرانی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے اور بالآخر وہ خندق کا محاصرہ چھوڑ کر شہر کے اندر پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ انہوں نے قلعے کے دروازے بند کر لیے۔ ایرانیوں نے اچانک قلعہ کے برجوں سے لشکر اسلام پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور قلعے کی بالائی منزل سے انہوں نے ایسے زنجیر نیچے پھینکے جن کے سروں پر آگ سے گرم کی گئی شعلہ نما کنڈیاں نصب کی گئی تھیں۔ لشکر اسلام میں سے اگر کوئی مجاہد دیوار پر چڑھنے لگتا یا اس کے قریب آتا تو وہ دہکتی ہوئی لوہے کی کنڈیاں فوراً اس کے جسم میں پیوست ہو جاتیں اور ایرانی اسے نہایت تیزی سے اوپر کھینچنا شروع کر دیتے جس سے اس مجاہد کے جسم کے پرخچے اڑ جاتے اور وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو جاتا۔

اس نازک صورت حال سے مسلمانوں کے مصائب میں اضافہ ہو گیا۔ وہ انتہائی دردناک انداز سے بارگاہ الٰہی میں گڑگڑا کر دعائیں مانگنے لگے۔ خدایا! ہمیں اپنے فضل و کرم سے دشمن پر غلبہ عطا فرما۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حیران و پریشان قلعے کی دیوار کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے تھے کہ اچانک ان کے سامنے ایک تیر گرا جس کے ساتھ کچھ بندھا ہوا تھا آپ نے آگے بڑھ کر تیر اٹھایا اس کے ساتھ بندھی ہوئی چیز کو کھولا کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خط ہے جس میں یہ تحریر تھا۔ ''اے فرزندان اسلام مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے کہ تم وعدہ پورا کرنے کی پابندی کرتے ہو۔ میں تم سے اپنی جان، مال، اہل و عیال اور چند ایک رفقاء کے لیے پناہ طلب کرتا ہوں۔ اس احسان کے بدلے میں تمہیں ایک ایسا خفیہ راستہ بتاؤں گا جس کے ذریعے تم اس شہر میں داخل ہو سکتے ہو۔ یہ پڑھ کر سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے چہرے پر رونق کے آثار نمایاں ہوئے۔ جان و مال کی پناہ کا پروانہ لکھا اور اسی تیر کے ذریعے اسے قلعے کی اس سمت میں پھینک دیا جہاں سے تیر پھینکا گیا تھا۔ اس نے تیر اٹھایا خط کھول کر پڑھا تو اطمینان کا سانس لیا۔ اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ مسلمان وعدے کے سچے ہوتے ہیں۔ وہ بے خطر قلعہ کی دیوار کے ساتھ سرکتا ہوا نیچے اتر آیا۔ لشکر اسلام کے سپہ سالار سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی داستان غم سناتے ہوئے عرض کی کہ میں ایران کے سربراہ خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ ایرانی جرنیل ہرمزان نے میرے بڑے بھائی کو قتل کر دیا۔ اس کے مال و متاع کو لوٹ لیا اور اہل و عیال کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ میرے متعلق بھی اس کا دل صاف نہیں۔ میرے خلاف وہ بڑے گھناؤنے منصوبے بنا رہا ہے اور میری جان و مال کو اس سے ہر وقت خطرہ رہتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اس کے ظلم و ستم کی بجائے آپ کے عدل و انصاف کے اور اس کی بدعہدی کی بجائے آپ کے ایفائے عہد کو ترجیح دیتا ہوں۔ میر ادلی ارادہ ہے کہ میں آپ کو وہ خفیہ راستہ بتاؤں جس کے ذریعے اسلامی افواج کے سپوت تستر شہر میں داخل ہو سکتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ میرے ہمراہ ایک ساتھی روانہ کریں جو بیک وقت جرأت و شجاعت اور ہوش و خروش میں مثال رکھتا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ تیراکی کا بھی ماہر ہو تا کہ اسے میرے ساتھ خفیہ راستہ عبور کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بنو بکر کے بہادر مجاہد کو اپنے پاس بلایا اور ان سے راز دارانہ انداز میں بات کی اور فرمایا: مجھے اپنی قوم سے

ایک ایسا شخص دیں جو بیک وقت دانشمند، محتاط اور تیراکی کا ماہر ہو۔ اس نے کہا: مجھے یہ خدمت سونپیں میں انشاء اللہ اسے بخوبی سرانجام دینے کی کوشش کروں گا۔ یہ سن کر سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اگر آپ یہ خدمت سرانجام دینا چاہتے ہیں تو بسم اللہ، بہت خوشی کی بات ہے خدا تعالیٰ برکت کرے گا۔ انہیں اس مشن پر روانہ کرتے وقت ارشاد فرمایا: راستہ اچھی طرح یاد کر لینا قلعے کے دروازے کی جگہ اور ہرمزان جس جگہ موجود ہوتا ہے وہ بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینا ثابت قدمی کا ثبوت دینا اور اس کے علاوہ کوئی اور کام نہ کرنا۔

یہ بہادر اور نڈر فدائی رات کی تاریکی میں اس ایرانی بھائی کے ہمراہ یہ خطرناک مہم سر کرنے کے لیے چل پڑا۔ تو وہ دونوں زیر زمین ایک ایسی سرنگ میں داخل ہوئے جو دریا اور شہر کے مابین دفاعی لحاظ سے کھودی گئی تھی۔ سرنگ کہیں سے تو چوڑی تھی جہاں پانی میں چلنا ممکن تھا اور کہیں سے وہ بہت تنگ تھی تو وہاں تیرنا پڑتا اس سرنگ میں نہایت ہی محتاط طریقہ اختیار کرتے ہوئے مسلسل آگے بڑھتے گئے۔ بالآخر وہ اس سوراخ تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے جہاں سے بآسانی قلعہ کے اندر داخل ہوا جا سکتا تھا، ان کے ساتھی نے وہیں سے اشارہ کیا کہ وہ دیکھو! میرے بھائی کا قاتل ہرمزان بیٹھا ہے اور وہیں سے قلعہ کا بغور جائزہ لیا۔ اس بہادر مجاہد نے ایرانی سپہ سالار کو سامنے بیٹھے دیکھا تو دل میں خیال آیا کہ اس کے سینہ میں نیزہ دے مارے، لیکن فوراً سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی نصیحت کا خیال آیا تو اپنا ارادہ ترک کر دیا اور چپکے سے واپس لوٹ گئے اور طلوع فجر سے پہلے وہاں پہنچ گئے۔ جہاں سے اس مہم کا آغاز کیا تھا انہوں نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو تمام سفری کہانی سنائی اور اس پرخطر راستے کی صورت حال سے آگاہ کیا۔

اس صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام سے ایسے تین سو مجاہدین کا انتخاب کیا جو سب سے بڑھ کر شیر دل، طاقت ور، سخت جان اور تیراکی کے ماہر تھے۔ بنو بکر کے اس بہادر مجاہد کو ان کا امیر مقرر کر دیا جو اس مہم کا جائزہ لے کر آیا تھا۔ اور اس مہم پر روانہ کرتے وقت ان مجاہدین کو یہ خصوصی ہدایت دی گئی کہ اگر شہر کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو جاؤ تو نعرہ تکبیر بلند کر دینا اس بہادر فدائی نے اپنے تمام ساتھیوں کو یہ حکم دیا کہ جس قدر ممکن ہو ہلکا لباس پہن لیں۔ ہمیں زیادہ تر پرخطر راستہ تیر کر عبور کرنا ہوگا کہیں پانی سے لباس بوجھل نہ ہو جائے اور ساتھ ہی یہ تلقین بھی کی کہ تلوار کے علاوہ کوئی بھی چیز ساتھ نہ لیں اور تلوار قمیض کے اندورنی جانب اپنے بدن سے باندھ لیں۔ مجاہدین کو رات کی تاریکی میں اپنے ہمراہ لیا اور اس مہم کو سر کرنے کے لیے چل پڑے۔

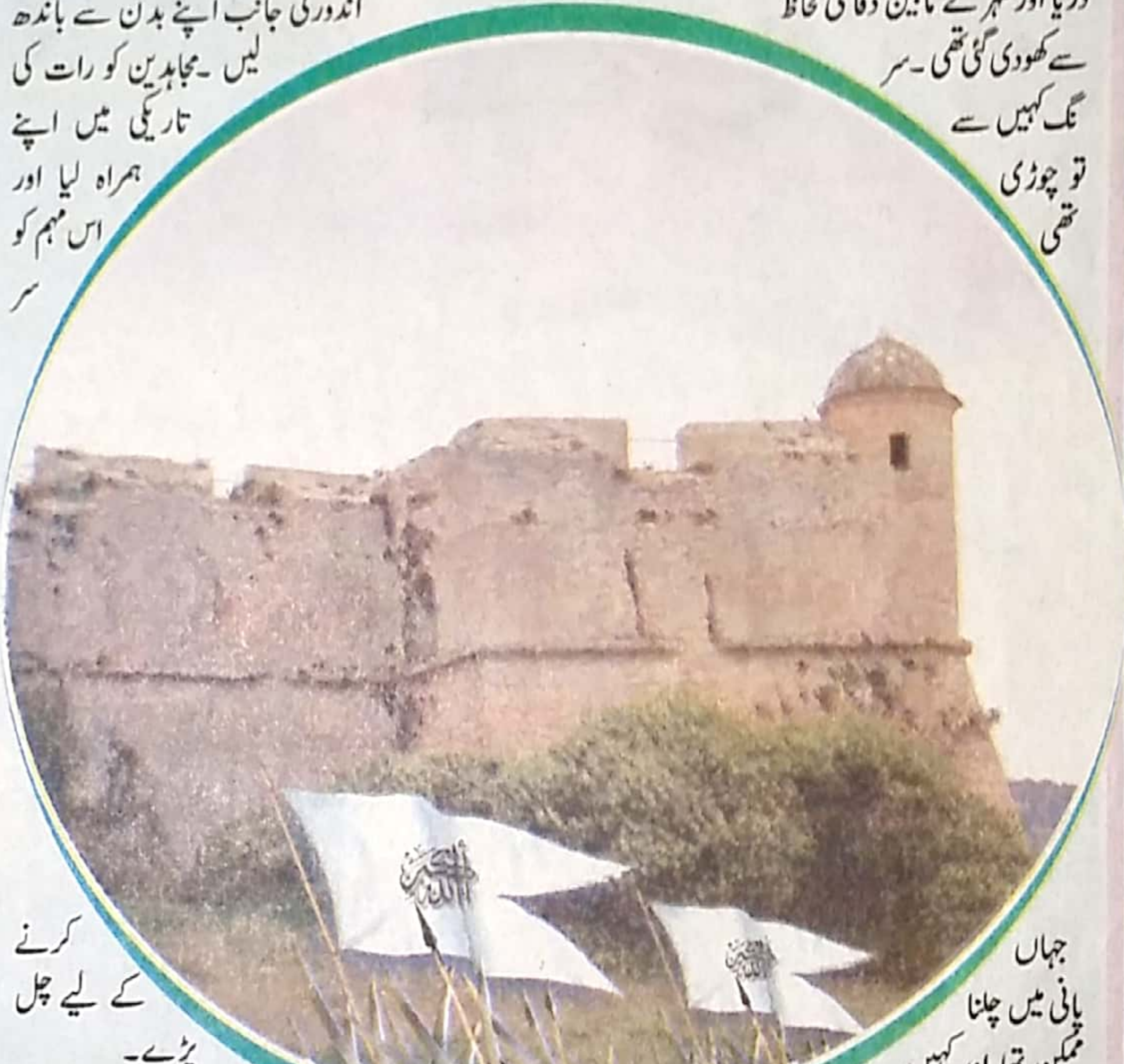

یہ بہادر اور بے باک سپاہی اپنے ساتھیوں کو لے کر غار میں داخل ہوا تو پانی خوفناک انداز میں بہہ رہا تھا۔ یہ سب پراسرار بندے اپنے اللہ کا نام لے کر اس میں کود گئے اس دشوار گزار راستے کو عبور کرنے کے لیے پوری جرأت مندی کے ساتھ آگے بڑھنا شروع کیا ہر ایک مجاہد اپنے گردونواح سے بے نیاز ہو کر اپنی منزل تک پہنچنے کے لیے کوشاں تھا۔ جب چند ساتھی اپنے بہادر امیر کی قیادت میں سرنگ کے آخری سرے تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ پانی کی بے رحم موجوں نے ان کے دوصد بیس افراد کو اپنا لقمہ بنا لیا اور صرف اسی (۸۰) افراد اسے عبور کرنے میں کامیاب ہو سکے۔

اس بہادر کمانڈر اور ان کے ہمراہ اناسی مجاہدین نے قلعہ کے اندر قدم رکھتے ہی اپنی تلواریں فضاء میں لہرائیں اور یکدم قلعہ کے محافظوں پر حملہ کر دیا اور آن واحد میں انہیں تہہ تیغ کر دیا اور قلعہ کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔ دروازہ کھلتے ہی نعرہ تکبیر بلند کیا جب یہ آواز قلعے کے باہر لشکر اسلام نے سنی تو تمام مجاہدین نے جذبہ اسلام سے سرشار ہو کر پرزور انداز میں نعرہ تکبیر بلند کیا اور طلوع فجر کے وقت شہر پر ہلہ بول دیا۔ گھمسان کی جنگ چھڑ گئی۔ جنگی تاریخ میں کم ہی اس جیسے ہولناک منظر دیکھے گئے ہوں گے جس میں لاشوں کے انبار لگ گئے۔

شہر کے گلی کوچوں اور قلعہ کے اندرونی میدان میں لڑائی پورے زوروں پر تھی کہ مجاہدین کے امیر کمانڈر نے ایرانی فوج کے سپہ سالار ہرمزان کو میدان میں برسر پیکار دیکھا تو اس کی طرف بڑھے۔ لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے وہ آنکھوں سے اوجھل ہوگیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد جب وہ دوبارہ سامنے آیا تو آپ نے اس پر حملہ کر دیا۔ لیکن آپ کی تلوار کا وار خطا گیا۔ ہرمزان نے وار کیا جو عین نشانے پر لگا جس سے لشکر اسلام کا یہ عظیم کمانڈر اور فدائی میدان جنگ میں شہید ہو کر گر پڑا لیکن آنکھوں میں چمک اور چہرے پر سرور کے آثار نمایاں تھے۔ بلاشبہ یہ کیفیت اس عظیم کارنامہ کی وجہ سے تھی جسے اللہ تعالیٰ نے سرانجام دینے کی انہیں سعادت نصیب فرمائی تھی۔

جنگ بدستور جاری رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت سے نوازا اور دشمن افواج کا سپہ سالار ہرمزان ان کے ہاتھوں گرفتار ہوگیا۔

قلعے کی اس عظیم فتح کے بعد مجاہدین کا قافلہ ہرمزان کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوا تاکہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو قلعے کی فتح خوشخبری سنائیں۔ جب ہرمزان کو امیر المومنین کے سامنے پیش کیا گیا تو اس وقت اس نے شاہی لباس پہن رکھا تھا، اس کے ساتھ ساتھ تستر شہر کے اس مضبوط قلعے کی فتح کی بشارت دینے والے مجاہدین ایک یہ بھی خبر لائے تھے کہ ان کا ایک بہادر، سخت جان اور صبر و تحمل کا پیکر کمانڈر اور تستر شہر کے قلعے کی فتح کی خطرناک مہم کو سر کرنے والا اسلام کا فدائی میدان جنگ میں شہادت کا جام نوش کر چکا ہے۔

پیارے ننھے مجاہدو! آپ سوچ رہے ہوں گے کہ آخر اسلام کا یہ بہادر فدائی اور بے باک سپاہی کون ہے؟ جس نے تستر شہر کے قلعے کی فتح کی خطرناک مہم کو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر سر کیا اور میدان جنگ کو اپنے لہو سے سیراب کیا اور لشکر اسلام کا سر فخر سے اونچا کر دیا تو پھر میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ یہ کون تھا؟ یہ امام المجاہدین پیارے نبی محمد ﷺ کا ایک پیارا صحابی مجزأۃ بن ثور السدوسی رضی اللہ عنہ تھے۔ جنہوں نے اکیلے ایک معرکے میں ایک سو کفار کو تہہ تیغ کیا اور آخر کار قلعے کی فتح کا مشن کامیاب ہوا۔ (بحوالہ حیات صحابہ کے درخشاں پہلو)

نجاشی کا انصاف

شاہ حبشہ ''نجاشی'' کے دربار میں ایک وفد نے حاضری دی جو اپنے ساتھ بہت سے تحفے تحائف بھی لایا تھا۔ نجاشی کے درباریوں اور پادریوں کے لئے بھی ہدیئے اور نذرانے ساتھ تھے۔ دراصل یہ وفد ایک خاص مقصد کیلئے حبشہ آیا تھا۔ حبشہ کا بادشاہ اور امراء وزراء اگرچہ نصرانی مذہب سے تھے لیکن اپنی رحم دلی اور منصفانہ مزاج کی بناء پر انہوں نے مکہ مکرمہ سے حبشہ ہجرت کر کے آنے والوں مسلمانوں کو پناہ دی تھی اور یہی بات کفار مکہ کو ناگوار گزری تھی لہٰذا انہوں نے باہمی مشاورت سے شاہ نجاشی کی خدمت میں اپنا ایک وفد روانہ کیا تھا۔

بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس وفد نے پہلے نجاشی کو سجدہ کیا اور پھر تحائف پیش کر کے اپنی درخواست پیش کی۔ جو درباری اور حکام رشوت خور اور حریص (لالچی) تھے انہوں نے اس وفد کی حمایت کی۔ انہوں نے کہا ''اے بادشاہ! ہماری قوم کے چند بے وقوف اور نادان نوجوانوں نے اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر ایک نیا دین اختیار کر لیا ہے۔ جس کے متعلق نہ ہم جانتے ہیں اور نہ آپ...... اب وہ لوگ آپ کے ملک میں ہجرت کر آئے ہیں۔ ہمارے سرداروں اور رشتے داروں نے ہمیں انہیں واپس لانے کیلئے بھیجا ہے۔ لہٰذا آپ انہیں ہمارے سپرد کر دیں۔'' وفد کے سردار نے اپنی آمد کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا۔ نجاشی نے جواب دیا۔''

''اگرچہ تم جو کہہ رہے ہو وہ بات میرے علم میں نہیں لیکن جن لوگوں نے میرے ملک میں پناہ لی ہے میں بغیر تحقیق کے ان کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔ میں انہیں یہاں بلا کر تحقیق کروں گا اگر تمہاری بات درست ہوئی تو میں انہیں تمہارے حوالے کر دوں گا'' چنانچہ مسلمانوں کو دربار میں حاضری کیلئے پیغام بھیجا گیا۔ مسلمان اس پیغام کو سن کر بڑا پریشان ہوئے لیکن اللہ پر توکل کر کے نکل پڑے۔ دربار میں پہنچ سب کو سلام کیا۔

''کیا تمہیں آداب دربار نہیں آتے۔ تم نے بادشاہ کو سجدہ نہیں کیا'' ایک درباری نے اعتراض کیا۔

''ہمارے رسول ﷺ نے ہمیں ایک اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دی۔ انہوں نے کہا۔ بادشاہ نجاشی نے ان سے تحقیق کی تو جعفر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور فرمایا:

''ہم لوگ پہلے جہالت کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ نہ اللہ کو جانتے تھے اور نہ ان کے رسولوں کو...... پتھروں اور مٹی کے بنائے بتوں کو پوجتے تھے اور مردار کھاتے تھے۔ ہر برا کام کرتے تھے۔ رشتے داروں سے تعلق توڑ دیتے تھے۔ ہم میں جو قوی تھا وہی حکمران تھا اور طاقتور جسے چاہتا کچل دیتا ہم اس حال میں تھے کہ اللہ نے اپنی رحمت سے ہماری طرف اپنا ایک رسول بھیجا۔ جس کے حسب نسب، صداقت و امامت ......اور پرہیز گاری کو ہم خوب جانتے ہیں۔ اس نبی ﷺ نے ہمیں ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دیا اور پتھروں اور بتوں کو پوجنے سے منع فرمایا۔ اس نے ہمیں نیک کام کرنے اور برے افعال سے بچنے کی تلقین کی ......اس نے ہمیں سچ بولنے، نماز، روزہ، صدقہ خرات کرنے کا حکم دیا۔ اس نے ہمیں صلہ رحمی، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک، امانتداری اور اچھے اخلاق کی تعلیم دی۔ غیبت، تہمت، چغلی اور جھوٹ بولنے سے منع فرمایا۔ ہم کو قرآن کی سچی تعلیم دی جس پر ہم ایمان لے آئے اور اس کے ہر فرمان کی تعمیل کی...... ہماری ان اچھی باتوں کی وجہ سے ہماری قوم ہماری دشمن بن گئی اور اس نے ہمیں ستانے کا ہر حربہ آزمایا۔ ہم لوگ ہجرت پر مجبور ہو گئے ہمارے نبی پاک ﷺ نے ہمیں تمہارے ملک ہجرت کرنے کا حکم دیا۔''

''اچھا...... جو تعلیم اور قرآن تمہارا نبی ﷺ لے کر آیا ہے مجھے اس میں سے کچھ سناؤ'' نجاشی نے کہا۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۃ مریم کی پہلی آیات پڑھیں جن کو سن کر بادشاہ بھی رو پڑا اور اس کے پادری اور درباری جو وہاں کثرت سے موجود تھے سب کے سب اتنا روئے کہ ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ اس کے بعد بادشاہ نے کہا:

''اللہ کی قسم! یہ کلام اور جو کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے ایک ہی نور سے نکلے ہیں'' اور اس وفد کو صاف کہہ دیا کہ میں ان لوگوں کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔

کفار مکہ بڑے پریشان اور مضطرب ہوئے کیونکہ خالی ہاتھ واپس لوٹنے میں ان کی ذلت تھی۔ انہوں نے آپس میں صلاح مشورہ کر کے دوبارہ شاہ نجاشی کو قائل کرنے کا ارادہ کیا۔ دوسرے دن وہ پھر بادشاہ کے پاس گئے اور جا کر کہا کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں ان کو اللہ کا بیٹا (نعوذ باللہ) نہیں مانتے بادشاہ نے مسلمانوں کو بلایا اور پوچھا۔

''تم لوگ حضرت عیسیٰ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا۔

''وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی پاک ﷺ نے ہمیں بتایا۔ وہ اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں'' نجاشی بولا۔

''تم سچ کہتے ہو...... حضرت عیسیٰ کا دین یہی ہے پھر انہوں نے وفد کو ان کے تحفے تحائف واپس کر دیئے اور مسلمانوں سے کہا ''تم لوگ میری امان میں ہو۔ جو تمہیں تنگ کرے یا ستائے گا اسے تاوان بھرنا پڑے گا۔'' بادشاہ نجاشی کی اس منصفانہ روش کی بدولت کفار مکہ وہاں سے ذلیل ہو کر واپس لوٹ آئے اور مسلمانوں کو سکھ کا سانس لینا نصیب ہوا۔ بادشاہ نجاشی نے علیحدہ مذہب کا پیروکار ہونے کے باوجود مسلمانوں کے معاملے میں انصاف پسندی سے کام لیا...... اور موجودہ دور کے خدائی فوجدار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام لیوا ہونے کے باوجود مسلمانوں کے ساتھ جو ظالمانہ رویہ رکھے ہوئے انہیں اپنی تاریخ سے سبق لینا چاہیے۔

سدرہ سحر عمران سٹیل ٹاؤن کراچی

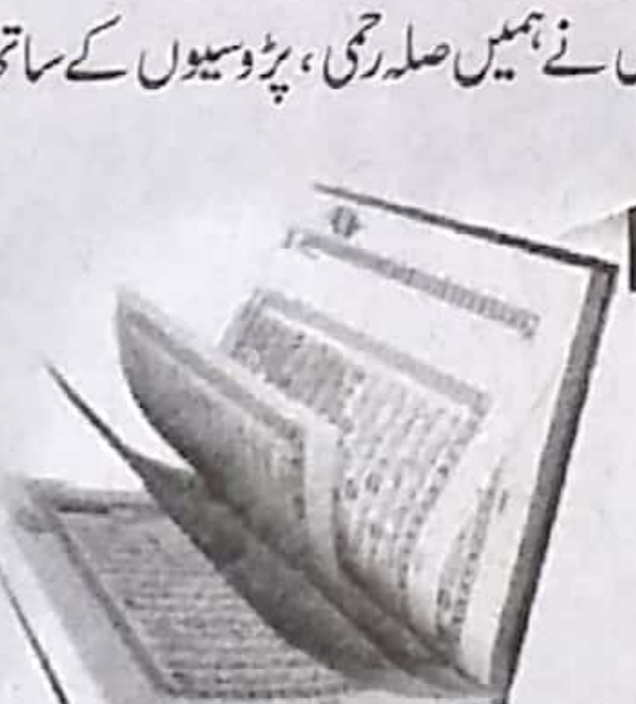

صبر قرآن کی روشنی میں

① صبر کرو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ (الانفال:۴۶)

② اور جو تکلیف تجھے پہنچی ہے اس پر صبر کر بے شک یوں صبر کرنا ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ (لقمان:۱۷)

③ اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ (آل عمران:۱۴۵)

④ جنھوں نے صبر کیا اور نیک کام کیے، انھیں کے لیے مغفرت اور بڑا ثواب۔

⑤ اور جن لوگوں نے صبر کیا، ہم ان کو ان کے اچھے عملوں کے بدلے ضرور اجر دیں گے۔ (نمل:۹۶)

⑥ صبر کرنے والوں کو بے حساب ثواب دیا جائے گا۔ (الزمر:۱۰)

⑦ ''اور ہم ضرور تمھارا امتحان لیں گے، کسی قدر خوف، بھوک، مالوں، جانوں، پھلوں کی کمی کے ساتھ اور صبر کرنے والوں کو بشارت دے۔ ان کو جب انھیں مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، یہی ہیں جن پر ان کے پروردگار کی طرف سے برکتیں اور رحمت ہے اور یہی ہدایت پر ہیں۔'' (البقرۃ:۱۵۵،۱۵۶،۱۵۷)

محمد عظیم محمد...... کنگن پور

اگر آج بزدلی دکھائی تو......؟

معرکہ یرموک میں اسلامی فوج کا ایک حصہ رومیوں کے شدید حملوں کی تاب نہ لا کر کچھ پیچھے ہٹ گیا مسلمان خواتین، جو زخمیوں کی تیمار داری کے لیے ایک طرف خیموں میں تھیں، باہر نکل آئیں اور اسلامی لشکر کی صفوں کے پیچھے کھڑی رہیں چلا چلا کر کہنا شروع ہوگئیں:

''اگر میدان سے قدم پیچھے ہٹایا تو پھر ہمارا منہ نہ دیکھنا۔''

ان خواتین کے ہاتھوں میں پتھر تھے۔ تاکہ اگر کوئی بھاگنے کی کوشش کرے تو اس کے منہ پر پتھر ماریں اور وہ دوبارہ لشکر میں شامل ہو کر لڑنے پر مجبور ہو جائے۔ ان کی آوازوں سے مسلمانوں میں اور جوش پیدا ہوا اور پھر انھوں نے اس زور کا حملہ کیا کہ دشمن کو بالآخر میدان چھوڑنا پڑا۔

[ناقابل فراموش تاریخ کے سچے واقعات]

حفصہ افضال، گجرات

ماں

- ماں! وہ حسین لمحہ ہے جس کے گزر جانے سے دکھ ہوتا ہے۔
- ماں! کی دعا کامیابی کا راز ہے۔
- وہ ہستی ہے جو بغیر لالچ کے اولاد کی پرورش کرتی ہے۔
- ماں! کی نافرمانی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

مدیحہ داؤد...... بادامی باغ لاہور

کیسا پاتے ہو؟

احد کی لڑائی ختم ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا: ''سعد بن ربیع انصاری کو ڈھونڈو کہ کہاں ہیں اور اگر وہ مل جائے تو انھیں میرا سلام کہنا اور کہنا اللہ کے رسول پوچھتے ہیں کہ اس وقت تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟'' سیدنا زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سعد رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتا ان کے پاس پہنچا، وہ خون میں لت پت تھے، جان نکلنے کو تھی، جسم پر تیر اور تلوار کے کئی زخم تھے۔ میں نے رسول اکرم ﷺ کا پیغام انھیں پہنچایا۔

سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے جواب فرمایا:

''رسول اکرم ﷺ پر سلامتی ہو اور تم پر بھی، رسول اللہ ﷺ کو میرا پیغام دینا کہ اے اللہ کے رسول میں اس وقت جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور میری قوم انصار سے یہ کہہ دیجیے گا کہ اگر اللہ کے رسول کو کوئی تکلیف پہنچے گی اور تم میں سے کوئی ایک آنکھ بھی دیکھنے والی موجود ہو یعنی تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ ہو تو سمجھ لینا اللہ کے یہاں تمھارا کوئی عذر بھی قبول نہیں ہوگا۔''

گلدستہ

ان الفاظ کے بعد ہی ان کی روح پرواز کر گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں، سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ کے رسول ﷺ کو میرا اسلام دینا اور کہنا اللہ تعالیٰ ہماری اور تمام امت کی طرف سے جزائے خیر دے آپ نے ہمیں حق کا راستہ دکھلایا۔''

جب آپ ﷺ کو سعد رضی اللہ عنہ کا پیغام پہنچا تو آپ نے فرمایا:

''اللہ اس پر رحم کرے اور وہ اللہ اور رسول کے خیر خواہ تھے زندگی میں بھی اور مرنے پر بھی۔''

مستدرک حاکم

محمد ریاض وہاڑی

سنہرے اقوال

① عذاب کی تلخی گناہ کی شیرینی کو بھلا دیتی ہے۔
② خواہشات رفتہ رفتہ ضروریات کا درجہ اختیار کر لیتی ہیں۔
③ جاہل کے خیال اور عمل میں بہت کم وقفہ ہوتا ہے۔
④ بدعادات کا بنانا آسان، نبھانا مشکل اور چھوڑنا ناممکن ہے۔
⑤ بری عادات میں اگر زوال نہ ہو سکے تو اعتدال ہی غنیمت ہے۔
⑥ دنیا میں ذلت کی ہزاروں صورتیں ہیں لیکن ان میں ذلت قرض سب سے سخت تر ہے۔
⑦ انسان کا سب سے بڑا دشمن فعل بد ہے اور سب سے بڑا خیر خواہ نیک عمل ہے۔

فاطمہ ایوب، مدینہ منورہ سعودی عرب

پہیلیاں

1۔ دیکھا ہم نے ایک پرندا
کچھ پیلا، کچھ سبز، کچھ لال
پیٹ میں اس کے ایک ہی ہڈی
کھال کے نیچے اس کے بال
خون ہے اس کا میٹھا میٹھا
کڑوی کڑوی اس کی کھال

......

2۔ ایک ایسی دیکھی نار
تیس بیٹیاں بیٹے چار

3۔ سایہ سامنے آئے کر دے دو
مارا جائے نہ زخمی ہو

جوابات صفحہ 3 پر

شکر قندی

یہ ایک غذائیت سے بھرپور جڑ ہے، اس کا مزاج گرم تر ہے، اس میں وٹامن اے، بی، سی، ای نشاستہ، گلوکوز، کیلشیم، فاسفورس اور روغنی اجزا وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ شکر قندی کا استعمال دبلے پتلے لوگوں کو موٹا تازہ بنا دیتا ہے، محنت کرنے والوں اور جفاکش لوگوں کے لیے یہ سستی سبزی دودھ اور گھی کا نعم البدل ہے۔ سرد موسم میں یہ جسم میں حرارت پیدا کرتی ہے۔ نزلہ زکام روکتی اور پٹھوں کو مضبوط بناتی ہے۔ یہ بہت طاقت والی غذا ہے۔ یہ دماغ کو بہت قوت پہنچاتی ہے۔

میمونہ عبدالرؤف ڈار، لالہ موسیٰ

جب بھی کھانا کھاؤ

دھو لو ہاتھ اور کلی کر لو
دستر خوان بچھاؤ
پہلے تم بسم اللہ پڑھ لو
پھر دائیں ہاتھ سے کھاؤ
پانی پیو تو ٹھہر ٹھہر کر
کھانا خوب چباؤ
بھوک رہے تھوڑی سی باقی
پیٹ نہ بھر کر کھاؤ
چپڑ چپڑ آواز نہ نکلے
اس پر قابو پاؤ
صحت کا بس راز یہی ہے
سادہ کھانا کھاؤ

ثوبیہ فاروق...... شیخوپورہ

نیا پھل دیکھنے کی دعا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لاتے۔ جب آپ ﷺ اسے پکڑتے تو کہتے:

((اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَ بَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَ بَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَ بَارِکْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا))

''اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے پھل میں برکت ڈال اور ہمارے شہر میں برکت نازل فرما اور ہمارے صاع میں برکت نازل فرما اور ہمارے مد میں برکت نازل فرما۔''

پھر سب سے چھوٹے بچے کو بلا کر وہ پھل اسے دیتے۔ (مسلم) نوٹ! صاع اور مد وزن کے پیمانے ہیں۔

بنت محمد مشتاق، شیخوپورہ

جھوٹوں کا سردار

ہجرت کے دسویں سال ایک دن نبی اکرم ﷺ صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ کچھ آدمیوں کا وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ ان میں سے ایک شخص جس کا نام ''مسیلمہ بن کذاب'' تھا رسول ﷺ سے مخاطب ہوا ''اے اللہ کے نبی میں اسلام قبول کرنے آیا ہوں اس شرط پر کہ آپ مجھے نبوت میں شریک بنالیں ۔''

اس وقت نبی ﷺ کے پاس کھجور کی ایک چھڑی پڑی تھی آپ غصے کی حالت میں اس کی طرف اشارہ کیا اور کہا: کہ اگر تم مجھ سے یہ چھڑی بھی مانگوں تو میں تمہیں نہ دوں گا!

مسیلمہ رنج و غصے کی حالت میں واپس لوٹ گیا ۔ یہ وفد یمامہ کی طرف سے آیا تھا اور اس کا تعلق ''بنو حنیفہ'' سے تھا ۔ بنو حنیفہ کے لوگ مسیلمہ کے گرد جمع ہو گئے اور اس سے پوچھنے لگے کہ نبی ﷺ نے کیا فرمایا ''مسیلمہ سب لوگوں کے درمیان کھڑا یہ اعلان کرنے لگا ''لوگو! تم سب یہ سن کر خوش ہو جاؤ کہ نبی ﷺ نے مجھے اپنی نبوت کا شریک بنالیا ہے اور آپ ﷺ کے بعد میں آپ کا جانشین ہونگا'' یہ اس کا سفید جھوٹ تھا اس کا یہ کہنا تھا کہ لوگ اس کی طرف مائل ہوتے چلے گئے اور مسیلمہ کو اپنا نبی مان لیا یوں دن گذرنے کے ساتھ ساتھ اس کے ماننے والوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا ۔ ایک دن اس نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور کہا'' مجھے وحی بھی ہونے لگی ہے اور الہام بھی ہوا ہے'' اس کے بعد لوگوں نے اسے دل و جان سے تسلیم کر لیا ۔

یہ خبریں مدینہ میں نبی اکرم ﷺ تک بھی پہنچ گئیں چنانچہ آپ ﷺ اس فتنے کو ختم کرنے کے لیے نہارالرجال کو یمامہ بھیجا تا کہ وہ جا کر لوگوں کو گمراہی سے نکالیں اور مسیلمہ کو سمجھائے کہ وہ جھوٹی نبوت سے باز آجائے ۔ مسیلمہ کو اس کی آمد کی خبر ہوئی ۔ اس کے قبیلے کے لوگ شدت سے اس کا انتظار کر رہے تھے ۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ نہارالرجال کو محمد ﷺ نے بھیجا ہے اور وہ جو بھی احکام لائیں گے وہ درست ہوں گے ۔ جب نہارالرجال یمامہ آئے تو سب سے پہلے مسیلمہ نے ان سے بات چیت کی اور یہ بات چیت ایک خیمہ میں ہوئی جو مسیلمہ نے خود نصب کر وایا تھا خیمے سے باہر آکر نہارالرجال نے لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر کہا:'' بے شک مجھے نبی ﷺ نے بھیجا ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ مسیلمہ نبی ﷺ کی نبوت میں شریک ہیں اور یہ تمہارے اور میرے نبی ہیں ۔'' اس کے بعد لوگ واقعی مسیلمہ پر ایمان لے آئے اور اس نے ایک عظیم لشکر تیار کر لیا ۔ وہ جھوٹے طریقوں سے اپنی نبوت کو سچ کرتا اور جھوٹے سے لوگوں کو دھوکہ دیتا ۔

مثلاً وہ تنگ منہ والی بوتل میں انڈا ڈال کر کہتا کہ یہ ابھی اس کے اندر ہی دیا گیا ہے ۔ حالانکہ انڈے کو سرکہ اور نوشادر کے محلول میں ڈال کر ۲۴ گھنٹے کیلئے رکھ دیا جائے تو وہ نرم ہو جاتا ہے اور پھر اس پر دوبارہ ٹھنڈا پانی ڈالا جائے تو وہ سخت ہو جاتا ہے ۔ پھر وہ ہوا میں لڑکی کو معلق کر دیتا ۔ اس قسم کی شعبدہ بازی سے وہ اپنے نبی ہونے کے تصور کو مضبوط ترین بنانے میں کامیاب ہو گیا ۔ پھر ایک روز اس نے نبی اکرم ﷺ کو خط لکھا جس میں یہ الفاظ درج تھے

''مسیلمہ رسول کے طرف سے...... محمد کے نام! معلوم ہوا کہ میں نبوت میں آپ ﷺ کا شریک ٹھہرا ہوں عرب کی سرزمین آدھی آپ ﷺ کی اور آدھی میری ہے لیکن قریش کی سرزمین زیادتی کر رہی ہے ۔''

یہ خط نبی ﷺ نے پڑھا اور صحابہ سے پوچھا کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ تو صحابہ اکرام ؓ نے کہا کہ ہمارا وہی خیال ہے جو آپ ﷺ کا ہے تو آپ ﷺ نے ایک خط بھیجا جس میں لکھا تھا ''محمد الرسول اللہ ﷺ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے نام! اسلام اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے ۔ زمین اللہ کی ہے اور اس میں سے وہ اپنے پیارے بندوں میں سے کسی ایک کو چن کر نبوت عطا کرتا ہے

محمد باسط شریف ، ملک پارک لاہور

آخرت کی کامیابی پرہیز گاری پر ہے ۔''

مسیلمہ نے خط کا جواب پڑھا تو جل بھن گیا ۔ لیکن سنبھل گیا ۔ کچھ دن گزرنے کے بعد اس نے لوگوں کو مخاطب کیا اور کہا کہ مجھے وحی نازل ہوئی ہے کہ ''شراب حلال ہے'' بغیر گواہ کے نکاح جائز ہے ۔ ماہ رمضان کے روزے معاف ہیں رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ فجر اور عشاء کی نماز معاف ہے ۔ اور نماز کے لیے قبلہ کی طرف منہ کرنے کی ضرورت نہیں جس طرف چاہے رخ کر کے پڑھ لے ۔ فرض نماز پڑھ لیا کرو تا ہم سنتیں پڑھنی ضروری نہیں ۔'' مسیلمہ اپنی ہی ان بدحواسیوں میں گم تھا کہ نبی ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے ۔

آپ ﷺ کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق ؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ ؓ نے فوری طور پر مسیلمہ کے فتنے کو ختم کرنے کے لیے تیرہ ہزار کی نفری پر مشتمل لشکر تیار کیا اور اس لشکر کے سردار خالد بن ولید کو مقرر کیا ۔ خالد بن ولید کو اللہ کے رسول ﷺ نے سیف اللہ کے خطاب سے نوازا تھا ۔ اس لشکر میں وحشی بن حرب ؓ بھی شامل تھے ۔ جنہوں نے جنگ احد کی لڑائی میں سیدنا حمزہ ؓ کو شہید کیا تھا ۔ اور پھر بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا ۔ آپ ؓ بعد میں رو رو کر اللہ سے دعا کرتے کہ مجھ سے عظیم سالار کا قتل ہو گیا ہے اب بحیثیت مسلمان مجھ سے کوئی نہایت ہی برا آدمی قتل کروا دے جو اسلام کے لیے خطرناک ہو ۔ چنانچہ آپ ؓ کی دعا قبول ہو گئی ۔

غزوہ بدر کے بعد یمامہ کی لڑائی سب سے بڑی لڑائی تھی ۔ وہ بھرپور تیاری کے ساتھ میدان میں آیا تھا ۔ خالد بن ولید ؓ کے لشکر کی تعداد تیرہ ہزار تھی اور مسیلمہ کے لشکر کی تعداد چالیس ہزار تھی ۔ اب دونوں لشکر آمنے سامنے تھے ۔ خالد بن ولید ؓ نے دائیں طرف کی کمان زید بن خطاب کے سپرد کی اور بائیں طرف ابو حذیفہ ؓ تھے اور قلب میں خود رہے ۔

نہارالرجال اپنی صف سے نکلا اور غرور و تکبر سے پکارنے لگا'' اے مسلمانوں! ہے کوئی جس میں مجھ سے لڑنے کی صلاحیت ہو'' زید بن خطاب فوراً سامنے آگئے ۔ دونوں میں لڑائی ہوئی آخر زید ؓ نے بھرپور وار کیا اور تلوار اس کے پیٹ میں گھونپ دی ۔ مجاہدین اسلام نے اللہ اکبر اللہ اکبر کے نعرے بلند کیے زید بن خطاب پھر اپنی صف میں آگئے ۔

مسیلمہ کا لشکر اتنی زور شور سے لڑا کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ مسلمانوں کے خیمے تک پہنچ گئے اور انہوں نے لوٹ مار شروع کر دی ۔ زید بن خطاب ؓ نے جب مسلمانوں کی یہ حالت دیکھی تو مجاہدین اسلام سے کہنے لگے مجاہدین اسلام ہم نے نبی ﷺ کی زندگی میں تو ایسی جنگ نہ لڑی تھی'' اس پکار پر مجاہدین نے پھر جم کر حملہ کیا ۔ دشمن تعداد میں تین گنا تھا دونوں طرف لڑائی جاری تھی خالد بن ولید نے لڑائی کا جائزہ لیا اور سوچا جب تک مسیلمہ قتل نہیں ہو جاتا لڑائی ختم نہیں ہونے والی ۔

چنانچہ آپ ؓ نے اپنے ساتھ سوار دستہ لیا اور مسیلمہ کے حفاظتی دستے پر حملہ کر دیا بہت سے مرتدین واصل جہنم ہوئے ۔ مسیلمہ اس حملے سے گھبرا گیا اور بھاگ گیا اور بھاگتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا کہ اپنے حسب و نسب کے لیے لڑو! اور اپنی عورتوں کو بچاؤ ۔ جب مسیلمہ کی فوج نے اس کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو خود بھی اس کے پیچھے بھاگنے لگے ۔ ان میں بھگدڑ مچ گئی اور ان میں سے ایک آدمی پکار رہا تھا ۔ ''بنو حنیفہ باغ...... باغ'' یمامہ میں ایک باغ تھا جو سرسبز و شاداب تھا اس کا دروازہ قلعہ نما تھا ۔ مسیلمہ اور اس کی بھاگی ہوئی فوج اس قلعے میں داخل ہو گئی اور قلعے کا اندر سے دروازہ بند کر دیا ۔ اب خالد بن ولید کی فوج باہر کھڑی تھی اور مرتدین اندر بند تھے ۔ تمام صحابہ کرام سوچ رہے تھے کہ اندر کیسے جایا جائے؟ ابو حذیفہ ؓ اور براء بن مالک ؓ نے کہا کہ ہمیں اچھال کر قلعے کے اندر پھینک دو ہم کسی بھی طرح قلعے کا دروازہ کھول دیں گے ۔ تمام ؓ اکرام ان کی اس سوچ پر حیران تھے ۔ آخر خالد بن ولید ؓ کے حکم سے ان دونو کو اچھال کر اندر پھینک دیا گیا ۔ ابو دجانہ ؓ دشمن کے وار کو روکتے رہے اور براء بن مالک ؓ تیزی سے دروازے کی طرف لپکے براء بن مالک ؓ جلد ہی دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے ۔ مسلمان سیلاب کی طرح اندر داخل ہو گئے اور مرتدین کو کاٹتے چلے گئے ۔ خالد بن ولید ؓ اپنے سوار دستوں کے ساتھ مسیلمہ کو ڈھونڈنے لگے ۔ اچانک وحشی ؓ کی نظر مسیلمہ پر پڑی جو گھوڑے پر سوار تھا ۔ انہوں نے فوراً نیزہ تان لیا اور پوری قوت سے مسیلمہ کی طرف پھینکا نیزہ مسیلمہ کے جسم سے آر پار ہو گیا اور یوں وحشی بن حرب ؓ نے اس ختم نبوت کے بڑے دشمن اور جھوٹوں کے سردار کو جہنم واصل کر دیا اور وحشی بن حرب ؓ کی دعا قبول ہوئی ۔ اس طرح یہ بڑا فتنہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ۔ ('' تاریخ خالد بن ولید'' شمشیر بے نیام ''...... عنایت اللہ)

واہ کیا بات ہے؟

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حاصل کرنے علم کے لیے بہت محنت کی۔ رسول اللہ ﷺ کے چشمہ علم سے جی بھر کر سیراب ہوئے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد حصول علم کے لیے علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف رجوع کیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جب مجھے یہ اطلاع ملتی کہ فلاں صحابی کے پاس نبی اکرم ﷺ کی کوئی حدیث ہے۔ تو میں بلا تاخیر اس کے گھر پہنچتا۔ دہلیز پر چادر بچھا کر بیٹھ جاتا۔ ہوا سے مٹی اڑ اڑ کر مجھ پر پڑتی رہتی لیکن میں صاحب علم کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان کے آرام میں خلل ڈالنا مناسب نہ سمجھتا۔ جب وہ از خود اپنے گھر سے باہر آتے اور مجھے اپنی دہلیز پر بیٹھا ہوا دیکھتے تو بے ساختہ پکار اٹھتے عبداللہ! آج یہاں کیسے؟ آپ نے مجھے پیغام بھیج دیا ہوتا۔ میں خود آپ کے پاس آجاتا۔

میں جواب میں کہتا: ''میں آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ پیاسا چشمے کے پاس آتا ہے نہ کہ چشمہ پیاسے کے پاس۔''

(حیات صحابہ کے درخشاں پہلو، ترجمہ محمود احمد غضنفر)

امۃ الرحمن رانا، ملتان

وقت

نہیں چیز کوئی وقت سے بڑھ کر
وقت گزارو سبق کو پڑھ کر
وقت کی قدر آج کرو تم
وقت کا دامن آج بھرو تم
وقت ہے بچو مانند برف کے
گزرے خودی اور ساتھ ظرف کے
استاد کی عظمت ہے بے مثالی
استاد کی عزت میں لازوال
دل لگا کر پڑھو اسلامی قاعدہ
لمحہ نہ گزرے کوئی بھی بے فائدہ
شیطان کی راہیں کبھی نہ پکڑنا
آپس میں بچو کبھی نہ جھگڑنا
''ننھے مجاہد'' تو یاد دلوا رہا ہے
وقت تو گزرتا ہی جا رہا ہے

محمد وقاص...... چوٹی زیریں

دولت کی اہمیت

✿ دولت سے نرم گدے تو خریدے جاسکتے ہیں۔ مگر نیند نہیں۔
✿ دولت سے کتابیں تو خریدی جاسکتی ہیں مگر علم نہیں۔
✿ دولت سے خوشامد (بے جا تعریف کرنا) تو خریدی جاسکتی ہے مگر محبت نہیں۔
✿ دولت سے زیورات تو خریدے جاسکتے ہیں مگر حسن نہیں۔
✿ دولت سے سخاوت تو خریدی جاسکتی ہے مگر عبادت نہیں۔
✿ دولت سے جسمانی دوا تو خریدی جاسکتی ہے مگر روحانی مسرت نہیں۔

اخت ابوالہاشم...... وہاڑی

ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں؟

⌘ ہم نے اللہ کو پہچانا مگر اس کی معرفت کا حق ادا نہ کیا۔
⌘ ہم نے قرآن کو پڑھا مگر اس پر عمل نہیں کیا۔
⌘ ہم نے محبت رسول ﷺ کا دعویٰ کیا لیکن سنت رسول ﷺ پر عمل نہ کیا۔
⌘ ہم نے جنت کو چاہا مگر اس میں داخلے کا انتظام نہ کیا۔
⌘ ہم نے دوزخ سے پناہ مانگی مگر خود ہی اپنے نفسوں کو اس میں ڈال دیا۔
⌘ ہم نے موت کو برحق جانا مگر اس کی تیاری نہ کی۔
⌘ ہم نے دوسروں کی عیب جوئی تو کی مگر اپنے عیب نہ دیکھے۔
⌘ ہم نے مردوں کو دفن کیا مگر عبرت حاصل نہ کی۔
⌘ ہم نے عداوت شیطان کا دعویٰ کیا مگر اس کی مخالفت نہ کی۔

اخت ابوالہاشم...... وہاڑی

بیٹے کو نصیحت

اے میرے پیارے بیٹے!
''تو نماز قائم رکھنا، اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے روکتے رہنا اور جو مصیبت تم پر آجائے تو اس پر صبر کرنا یقیناً یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔'' (لقمان: ۱۷)

مسجد نبوی میں پانچ لاکھ 35 ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے، مسجد کی کار پارکنگ میں 4 ہزار 4 سو 44 گاڑیاں کھڑی کرنے کی گنجائش ہے۔ چھت کے لیے عام سیڑھیوں کی تعداد 18 ہے اور الیکٹرک سیڑھیوں کی تعداد 6 ہے۔ ہر یونٹ چار سیڑھیوں پر مشتمل ہے، چھت کے ستون 550 ہیں۔ میناروں کی کل تعداد دس ہے۔ دروازوں کی کل تعداد 85 ہے ہر دروازہ کی چوڑائی تین میٹر ہے اور بلندی چھ میٹر ہے۔ متحرک گنبدوں کی تعداد 27 ہے۔ نگران کیمروں کی تعداد 543 ہے۔ ایمپلی فائر 206 ہیں، جن میں سے ہر ایک کی طاقت 600 واٹ ہے۔ بیرونی پلازہ کو ملا کر کل رقبہ 300500 مربع میٹر ہو جاتا ہے، جہاں چھ لاکھ پچاس ہزار نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں، گراؤنڈ فلور پر 2175 ستون ہیں، مسجد میں 3500 سپیکرز ہیں، 68 سنہری چادر والے فانوس ہیں اور 110 فانوس ان کے علاوہ ہیں۔

محمد عظیم محمد...... منڈی کنگن پور

دنیا کی زندگی

❀ دنیا ناپائیدار اور غیر یقینی ہے لہٰذا دنیا کی زندگی کے ساز و سامان کو دھوکا اور فریب سمجھو۔ (آل عمران: ۱۸۵)
❀ دنیا میں اس طرح رہو جس طرح مسافر یا راہ گیر یعنی زیادہ ساز و سامان جمع نہ کرو۔ (صحیح بخاری)
❀ دنیا کو آخرت پہ ترجیح نہ دو بلکہ آخرت کو دنیا پر ترجیح دو۔ (الاعلیٰ: ۱۶، ۱۷)
❀ دنیا سے محبت نہ کرو، دنیا کی محبت ذلت کا سبب ہے۔ (رواہ ابوداؤد)
❀ آخرت کے مقابلے میں دنیا کو بہت حقیر سمجھو۔ (الرعد: ۲۶)
❀ دنیا کے مال و متاع کی حرص نہ کرو۔ (اس کی) حرص دین کی تباہی کا سبب ہے۔ (رواہ الترمذی)

اخت قاسم، بادامی باغ لاہور

نیکی خوشبو ہے

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب ایک پھول کھلتا ہے تو اس کی خوشبو ہر طرف پھیل جاتی ہے۔ ایک جگہ محدود نہیں رہتی بلکہ ہوا کے ساتھ سفر کرتی ہے۔

جہاں جہاں یہ خوشبو جاتی ہے۔ ماحول کو معطر کر دیتی ہے۔ سونگھنے والے کو یہ خوشبو اچھی لگتی ہے۔

بالکل یہی حال نیکی کا ہے۔ نیکی پھول کی خوشبو کی طرح ہے جو چاروں طرف پھیل کر معاشرے کو مہکا دیتی ہے۔

پیارے بچو! ہمارا اسلام تو ہمیں نیکی کے بہت مواقع فراہم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: ''نیکیوں کی طرف جلدی کرو۔''

گویا کہ ہمارا دین بھی ہمیں نیکیوں کی طرف جلدی کرنے کی ہدایت کر رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا بھی نیکی ہے۔''

پھر اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا گمان عبادت ہے۔''

اور اس طرح کے بہت سے معمولی کام ہیں جو بہت بڑی نیکی ہیں۔

لہٰذا ہمیں اگر اپنے معاشرے کو مہکانا ہے تو خوب نیکیاں کرنی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

مدیحہ داؤد...... بادامی باغ لاہور

چاند پر پھول

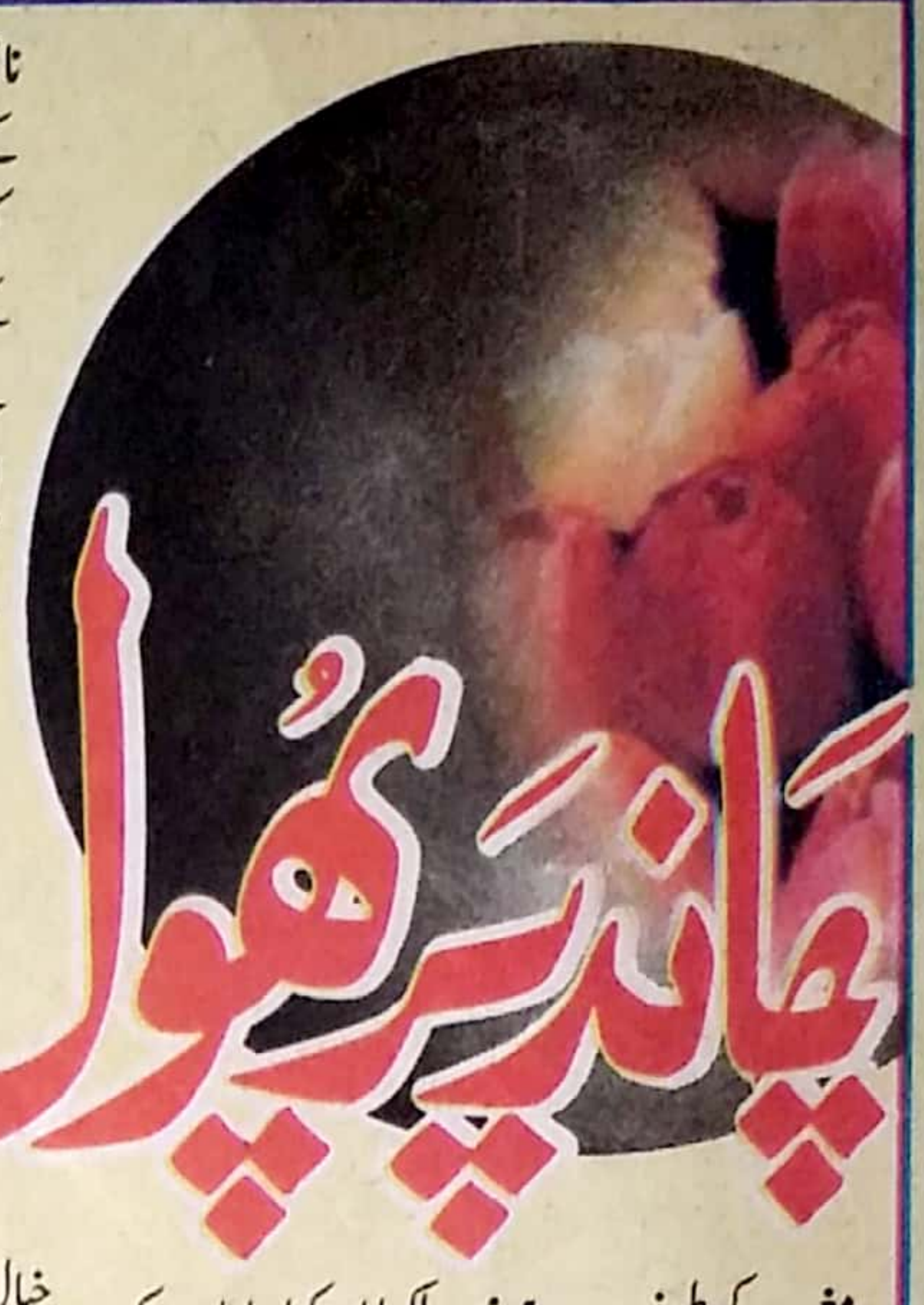

مغرب کی طرف سے ہمیشہ یہ لکھا اور کہا جاتا ہے کہ امریکی خلابازوں نے پہلی مرتبہ چاند پر قدم رکھا۔ چاند گاڑی چلائی اور وہاں گولف بھی کھیلا یہ حقیقت ہے یا افسانہ دونوں صورتوں میں یورپی ماہرین چاند پر پھول

عفان حیدر جھنگ

اگانے کا ارادہ کر کے اس دوڑ میں امریکہ کو پیچھے چھوڑنے کی کوشش میں ہیں۔

تو کیا ایسا ممکن ہو سکے گا؟ کیا چاند پر بھی بہار آسکے گی؟ ’انسان کے لیے ایک چھوٹا بیج‘ مگر انسانیت کے لئے مضبوط شاخ ...... درحقیت یورپی خلائی ادارے ’اسا‘ یعنی یورپین سپیس ایجنسی کیبر نارڈ فونگ کا خیال ہے کہ چاند پر اگایا جانے والا پھول ممکنہ طور پر ”ٹیولپ“ (گل لالہ) ہوگا جو کہ خاص طور پر یورپ کی پہنچان ہے۔ برنارڈ نامی سائنسدان کا کہنا ہے کہ چونکہ ٹیولپ پھول کو اگنے کے لئے زمین سے غذائیت کی ضرورت نہیں ہوتی‘ اس کو نشو نما کے لئے ضروری اجزاء اس کے بیج یا ’بلب‘ کے اندر ہی موجود ہوتے ہیں اور یہ بہت مضبوط ہوتا ہے اور اس لئے ایسا کرنا شاید ممکن ہو سکے۔

ان کا کہنا ہے کہ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا تجربہ کرنے میں کوئی مذائقہ نہیں۔ برنارڈ نے مزید کہا کہ پودے میں تکنیکی طور پر ایسی تبدیلیاں کی جاسکتی ہیں جو اسے ان حالات میں زیادہ سے زیادہ وقت کے لئے زندہ رکھنے میں مددگار ثابت ہوں یعنی چاند پر اگایا جانے والا ٹیولپ یا ”مون ٹیولپ“

یہ تجربہ کامیاب ہو یا نہ ہو‘ فی الوقت ایمسٹرڈیم (ہالینڈ کا شہر جہاں پھول کثرت سے ہوتے ہیں) کے ٹیولپس کا چاند پر اگانا ایک خیال ہی ہے۔

’اسا‘ کے منصوبوں میں چاند پر شمسی توانائی سے چلنے والا روبوٹ بھیجنا بھی سرفہرست ہے۔ ڈاکٹر برنارڈ کا کہنا ہے کہ دس برس پہلے ایسا کرنا ممکن نہیں تھا کیونکہ ادارے کے پاس فنڈز کی کمی تھی اور چاند کی آب و ہوا کے بارے میں بھی زیادہ معلومات نہیں تھیں۔ ”لیکن آج ایسا کرنا ممکن ہے کیونکہ ہم چاند کے بارے میں بہت کچھ جان گئے ہیں۔“

ان کا کہنا تھا کہ چاند کے قطبین پر ایسے مقامات ہیں جہاں ہمیشہ سورج کی روشنی رہتی ہے۔ ’ہم اپنا روبوٹ ایسے مقام پر اتار سکتے ہیں۔‘

دھوپ سے جلد کا رنگ گہرا کیوں ہو جاتا ہے؟

دھوپ میں رہنے سے جلد کا رنگ سانولہ ہو جاتا ہے۔ یہ عمل دراصل فطرت کی طرف سے انسانی جلد کو قدرتی تحفظ دینے کا میکنزم ہے۔ اس میکنزم کے تحت جلد کی رنگت تشکیل دینے والا مادہ میلانن زیادہ مقدار میں پیدا ہونے لگتا ہے۔ یہ مادہ جلد کو خطرناک اثرات سے تحفظ دیتا ہے۔ جو سورج کی کرنوں میں موجود الٹرا وائیلٹ شعاعیں مرتب کرتی ہیں۔

جلد کی سب سے اوپر والی تہہ میں جو خلیے پائے جاتے ہیں انھیں میلانو سائٹس کہتے ہیں اور یہی خلیے میلانن مادہ پیدا کرتے ہیں۔ جب جلد پہ دھوپ پڑتی ہے تو میلانو سائٹس فعال ہو جاتے ہیں اور انسانی جسم جس قدر زیادہ عرصہ تک دھوپ کی زد میں رہتا ہے۔ مذکورہ خلیے اسی قدر زیادہ مقدار میں میلانن خارج کرتے رہتے ہیں۔ یہ عمل کسی فلٹر کی طرح کام کرتا ہے اور جلد کو الٹرا وائیلٹ شعاعوں کے خلاف ڈھال مہیا کرتا ہے۔ سفید رنگت والی جلد اس عمل کے تحت سانولی اور گندمی رنگت سیاہی مائل ہو جاتی ہے۔ دھوپ میں رہنے سے اسی وجہ سے جلد کا رنگ گہرا ہو جاتا ہے۔

[حوالہ : کیوں...... طاہر منصور فاروقی: ص/۱۲]

جاوید اسماعیل ملتان

پودینہ سے علاج

پودینہ ایک فرحت بخش سبزی اور طبعی اعتبار سے بھرپور شفا بخش تاثیر رکھنے والی جڑی بوٹی ہے۔ پودینہ کئی کھانوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اگرچہ اسے مکمل طور پر سبزی کے طور پر پکا کر نہیں کھایا جاتا ہے۔ لیکن پودینہ کے ذائقے سے کھانوں کو مہکانے اور طبیعت میں فرحت لانے کے لیے بالخصوص استعمال کیا جاتا ہے۔ جڑی بوٹیوں کے ماہرین کی رائے کے مطابق پودینہ کی خوشبو دماغ کو تازگی بخشتی ہے۔ جنھیں خشکی گھبراہٹ اور ذہنی انتشار اور افسردگی کا احساس ہو رہا ہو وہ تازہ پودینہ کی خوشبو سے اپنا علاج کر سکتے ہیں۔ پودینہ میں ایسے اجزاء ہیں جو طبیعت کو گوشت کھانے پر اکساتے ہیں، ایسے افراد جو گوشت خور ہوں انھیں غذا میں پودینہ بطور سلاد استعمال کرنا چاہیے۔

پودینہ کی کئی اقسام ہیں، ان میں سلیبی پودینہ رنگ برنا پودینہ، سیاہ پودینہ، سفید پودینہ، ادرکی پودینہ، لیمونی پودینہ، کالی نفسی پودینہ، خوشبودار پودینہ معروف اقسام ہیں۔ ان میں سے اکثر کا تعلق بحیرۂ روم کے علاقے اور مغربی ایشیا سے ہے اور اب تو یہ دوسرے ممالک میں بھی دستیاب ہے، سعودی عرب میں مدینہ منورہ کا پودینہ خاص طور پر اپنی خوشبو کے لیے بہت مشہور ہے، عرب ملکوں میں تو پودینہ کی چائے شوق سے پی جاتی ہے۔

پودینہ کے خواص:

پودینہ طبیعت میں تازگی لاتا، بھوک بڑھاتا اور متلی روکتا ہے۔ جسم کی رگیں کشادہ کرتا ہے۔ بلڈ پریشر کے مریضوں کے لیے پودینہ اور لہسن کی چٹنی مفید ثابت ہوتی ہے۔

پودینہ چونکہ طبیعت میں تازگی لاتا ہے اسی لیے اس کی ٹافیاں بھی بنائی جاتی ہیں اور غذاؤں اور داؤں کے علاوہ بیرونی استعمال کے لیے بنائی جانے والی کاسمیٹکس میں اس کے اجزا کو شامل کیا جاتا ہے خاص طور پر چین میں صدیوں سے بطور علاج استعمال ہوتا آرہا ہے۔

عائشہ رمضان ، اسلام پورہ سرگودھا

فرضی قصے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

ننھے مجاہد

پندرہ روزہ
لاہور پاکستان

53
5 رمضان المبارک 1427ھ 29 ستمبر 2006ء

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن

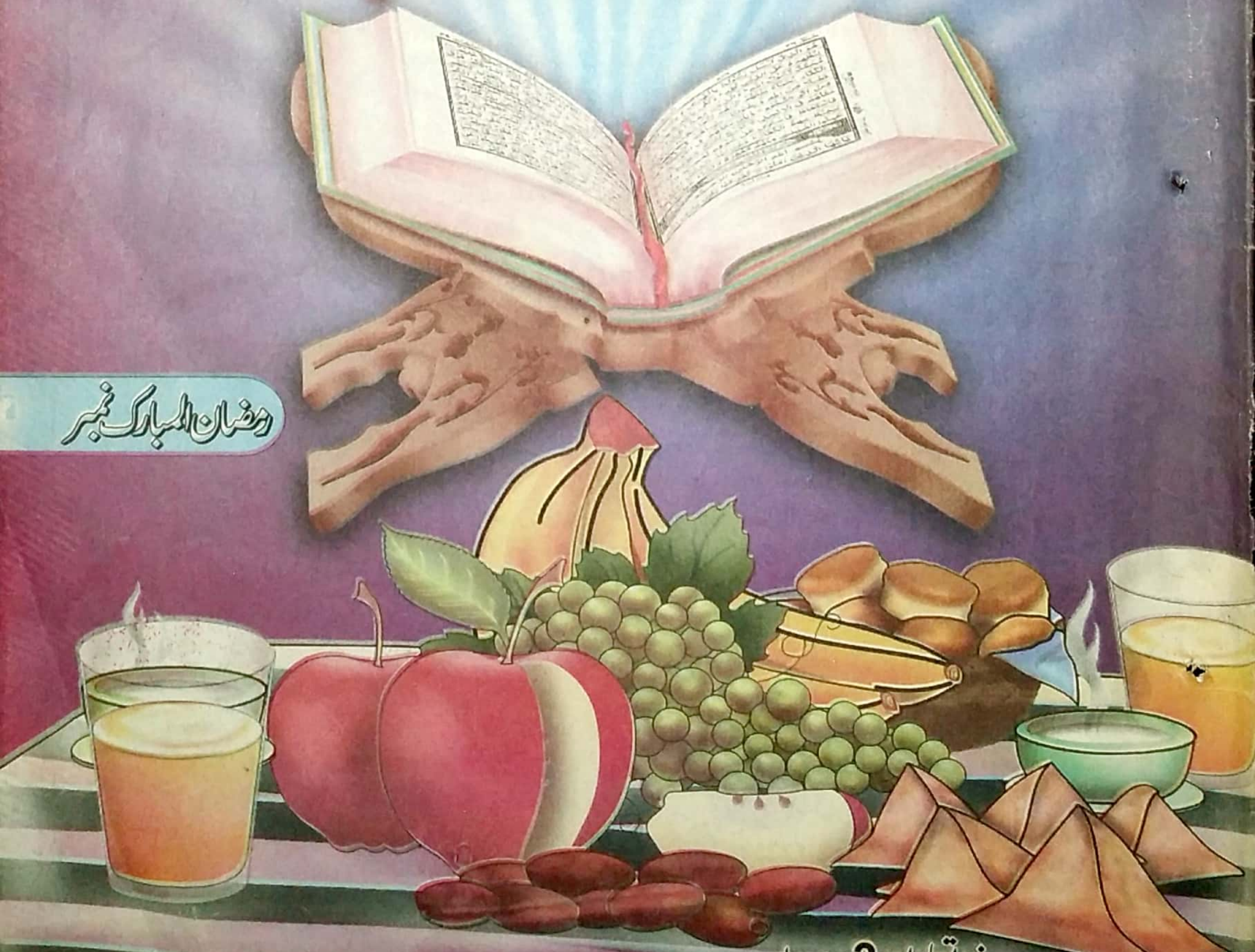

رمضان المبارک نمبر

زرتعاون 3 روپے

فرمانِ الٰہی

’’اے ایمان والو! تمھیں کیا ہو گیا ہے، تمھیں اللہ کی راہ میں نکلنے کے لیے کہا گیا تو تم زمین سے چمٹ کر رہ گئے؟ کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے؟ (جان رکھو!) دنیا کی زندگی کا سامان آخرت میں بہت کم ثابت ہوگا۔ اگر تم (جہاد کے لیے) نہ اٹھو گے تو اللہ تمھیں دردناک عذاب دے گا اور تمھاری جگہ کوئی دوسری قوم لے آئے گا اور تم اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔‘‘ [سورۃ التوبۃ : ۹/۳۹،۳۸]

انتخاب: بنت محمد شفیع ..... جڑانوالہ

رَبَّنَا

نیا چاند دیکھنے کی دعا

((اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَ رَبُّکَ اللّٰہُ)) [ترمذی]

’’اے اللہ! اس چاند کو ہم پر بابرکت امن و امان اور سلامتی والا بنا کر طلوع فرما، بے شک تیرا اور میرا رب اللہ ہے۔‘‘

مراسلہ:

حافظہ فائزہ امیر علی سعودی عرب

حدیثِ نبوی ﷺ

جنت میں داخلہ

سیدنا حسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’اے لوگو! سلام کو عام کرو..... (غریبوں کو) کھانا کھلاؤ اور رات کے وقت جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔‘‘ (مشکوٰۃ المصابیح)

انتخاب ! لیاقت علی، انس اعجاز

ضروری بات

پیارے ننھے مجاہدو! ---------- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے کبھی برف کو تیز دھوپ میں پڑے دیکھا ہے؟ ہاں ضرور دیکھا ہوگا۔ لیکن کبھی غور نہ کیا ہوگا، ہمارا سب سے بڑا المیہ ہی یہ ہے کہ ہم سب ہر روز بہت کچھ دیکھتے ہیں، لیکن کبھی بھی کسی چیز کو محسوس نہیں کرتے، ہمارے ساتھ بہت سے واقعات رونما ہوتے ہیں اور حادثات واقع ہوتے ہیں، جسے آنکھ دیکھتی ہے لیکن نہ دل محسوس کرتا اور نہ دماغ سوچتا ہے، ایسے ہی آپ نے کئی مرتبہ برف کو تیز دھوپ میں پڑے دیکھا ہوگا۔ پگھلتی برف کو ہاتھ میں پکڑ کر کھیلا بھی ہوگا لیکن کبھی بھی نہ سوچا ہوگا اور نہ یہ محسوس کیا ہوگا کہ برف آہستہ آہستہ پگھل کر اپنا وجود کھو رہی ہے، اگر ہم دیکھیں تو برف کے اس پگھلنے میں بھی ہمارے لیے بہت بڑی عبرت اور رہنمائی ہے ایسے ہی جیسے برف تیز دھوپ میں رفتہ رفتہ پگھل رہی ہے ہماری زندگی بھی آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہے، جیسے برف پگھل کر پانی ہو جاتی ہے اور اس کا وجود ختم ہو جاتا ہے، بالکل ایسے ہی ہماری زندگی بھی ایک ایک دن گزار کر ختم ہو جاتی اور انسان اس دنیا سے چلا جاتا ہے۔ انسان غور و فکر سے کام لے تو کچھ نہ کچھ سیکھ سکتا ہے۔

جیسے برف کو کھلی دھوپ میں پڑے دیکھیں تو بہت کچھ سیکھ کر عبرت پکڑ سکتے ہیں۔

ہمیں یہ احساس ہو سکتا ہے کہ وقت گزر رہا ہے جیسے جیسے دن گزر رہے ہیں ایسے ایسے ہماری زندگی ختم ہوتی جا رہی ہے اور ایک دن آئے گا کہ یہ زندگی ختم ہو جائے گی پھر دنیا میں ہمارا وجود نہ ہوگا تو پھر کیوں نہ ہم ایسے کام کریں جو ہمیں اس دنیا میں بھی فائدے دیں اور آخرت میں بھی۔

کیا خیال ہے؟

یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے اس مہینے کو نیکیوں کا موسم بہار بھی کہتے ہیں، اس لیے کہ اس مہینے میں ہر طرف نیکی کا چلن عام ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر خاص رحمتیں نازل کرتا ہے اور شیطان مردود کو جکڑ دیتا ہے جو انسان کو نیکی کے کاموں سے غافل رکھتا ہے۔ یہ تو ہم جانتے ہی ہیں کہ ہماری زندگی برف کی طرح آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہے نہ معلوم اگلے سال ہم زندہ ہوں یا نہ ہوں!!! اگر ہمیں اپنی زندگی کا ہی بھروسہ نہیں تو پھر کیوں نہ ہم نیکی کے کاموں کو لازم پکڑیں اور اس نیک کام کے لیے رمضان المبارک کے مقدس مہینے سے بڑھ کر اچھے دن اور کیا ہو سکتے ہیں تو آئیے! ہم اور آپ اس مبارک ماہ میں یہ عزم کریں کہ ہمیشہ نیکی کے وہ کام کریں گے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں۔

والسلام آپکا بھائی

عبدالوارث ساجد
0321-4275767

اس شمارے میں

قائد کی گرفتاری	4
لیلۃ القدر	5
رمضان المبارک ایک نظر میں	7
آیئے آئینہ دیکھیں	8
رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ	9
حرم میں اعتکاف	12
رمضان اور ارکان اسلام	13
رمضان کی تیاری	14
کھجور سے افطار	16

خط و کتابت کیلئے
ننھے مجاہد
ہفت روزہ غزوہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور
فون 7314531 فیکس 042-7225942
ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں
www.jamatdawa.org
E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

خاتونِ جنت

مصباح الرحمن سعودی عرب

"فاطمہ! تمھارے ابا جان خانہ کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے کہ مکہ کے کافروں نے سجدے کی حالت میں ان کے سر پر اونٹ کی اوجھڑی لا کر ڈال دی ہے۔"

ایک آدمی کی آواز آئی "کیا؟" ننھی فاطمہ بے چین ہو گئیں، فوراً بھاگی بھاگی خانہ کعبہ پہنچیں دیکھا ان کے والد محترم پیارے نبی محمد ﷺ سجدے میں ہیں اور ان کے سر پر اونٹ کی اوجھڑی پڑی ہوئی ہے انھوں نے فوراً سر مبارک سے اوجھڑی ہٹائی اور شیطان صفت کفار مکہ کی طرف قہر آلود نظروں سے دیکھتی ہوئی بولیں:

"شریرو! اللہ رب العالمین تمھیں ان شرارتوں کی سزا ضرور دے گا۔"

اور ان کی یہ بات سچ ثابت ہوئی چند سال بعد یہ سب کافر جنگ بدر میں ذلت کے ساتھ مارے گئے۔

سیدہ فاطمہ ؓ نبی اکرم ﷺ کی سب سے چھوٹی اور چہیتی بیٹی تھیں۔ آپ ؓ نبی اکرم ﷺ کی نبوت سے 5 سال پہلے 20 ربیع الثانی کو پیدا ہوئیں آپ ؓ کی والدہ سیدہ خدیجہ ؓ تھیں سیدہ فاطمہ ؓ بچپن ہی سے انتہائی سنجیدہ اور متانت والی تھیں، کبھی کسی بات پر ضد نہ کرتیں بلکہ جو کچھ مل جاتا اس پر صبر و قناعت کرتیں...... سادگی ان کا شعار تھا۔

سیدہ فاطمہ ؓ بچپن ہی سے انتہائی ذہین تھیں ہر بات پر غور و فکر کرنا آپ کی عادت تھی ایک مرتبہ جب سیدہ خدیجہ ؓ آپ ؓ کو تعلیم دے رہی تھیں تو تبھی انھوں نے پوچھا: "اماں جان! ہم ہر وقت دیکھتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ ہمیں خود نظر نہیں آسکتے۔"

سیدہ خدیجہ ؓ نے جواب دیا:

"میری بچی! اگر ہم دنیا میں اچھے کام کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کریں گے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے مستحق ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔"

آپ ؓ اپنے والد محترم نبی اکرم ﷺ سے بے انتہا محبت کرتی تھیں، پیارے نبی ﷺ بھی سیدہ فاطمہ ؓ کو بہت چاہتے تھے دین کی دعوت پھیلانے کی وجہ سے مکہ کے کافر نبی اکرم ﷺ سے بہت چڑتے تھے اسی وجہ سے وقتاً فوقتاً وہ آپ ﷺ کے سر پر کبھی مٹی ڈال دیتے کبھی راستے میں کانٹے بچھا دیتے جب نبی اکرم ﷺ گھر تشریف لاتے تو سیدہ فاطمہ ؓ آپ ﷺ کو تسلی دیا کرتیں، بلکہ اکثر وہ خود بھی اپنے والد پر ان مصیبتوں کو دیکھ کر رونے لگتیں، اسی وقت پیارے نبی ﷺ ان کو تسلی دیتے اور فرماتے:

"میری بچی! گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ تمھارے باپ کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔"

ایک دن ابوجہل نے ننھی فاطمہ ؓ کو کسی بات پر تھپڑ مار دیا، وہ روتی ہوئیں نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچیں اور ابوجہل کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا:

"بیٹی جاؤ! اور ابوسفیان کو ابوجہل کی اس حرکت سے آگاہ کرو"

وہ ابوسفیان کے پاس گئیں اور انھیں سارا واقعہ سنایا، ابو سفیان اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے، ابو سفیان نے ننھی فاطمہ ؓ کی انگلی پکڑی اور سیدھے وہاں پہنچے جہاں ابوجہل بیٹھا ہوا تھا، ابوسفیان نے سیدہ ؓ سے کہا:

"بیٹی جس طرح اس نے تمھارے منہ پر تھپڑ مارا تھا تم بھی اس کے منہ پر تھپڑ مارو۔"

چنانچہ سیدہ فاطمہ ؓ نے دشمن خدا ابوجہل کو زور کا تھپڑ مارا اور پھر گھر جا کر نبی اکرم ﷺ کو یہ بات بتائی آپ ﷺ نے دعا کی:

"یا اللہ! ابوسفیان کے اس سلوک کو نہ بھولنا۔"

نبی اکرم ﷺ کی اس دعا کا نتیجہ تھا کہ چند سال بعد ابو سفیان ؓ مسلمان ہو گئے۔

ہجرت مدینہ کے بعد سیدہ فاطمہ ؓ کی شادی سیدنا علی ؓ سے طے پائی جو کہ نبی اکرم ﷺ کے رشتہ دار اور بہادر نوجوان تھے۔

فاطمہ ؓ کی شادی انتہائی سادگی کے ساتھ سرانجام پائی۔ تقریب نکاح میں شریک افراد کی تواضع شہد کے شربت اور کھجور سے کی گئی۔ شادی کے بعد بھی آپ ؓ کے معمولات وہی رہے آپ سخت محنت و مشقت کی عادی تھیں، پوری رات عبادت کرتیں اور دن کو روزہ رکھتیں اس کے باوجود گھر کے سارے کام اپنے ہاتھوں سے سرانجام دیتیں، خود ہی چکی پیستیں، پانی کے مشکیزے بھر بھر کر لاتیں، پورے گھر کو جھاڑو دیتیں اور کھانا پکاتیں۔

سیدہ فاطمہ ؓ کی ایثار و سخاوت بے انتہا مثالی تھی، آپ ؓ کے گھر سے کوئی بھی فقیر خالی ہاتھ نہ جاتا، ایک مرتبہ نو مسلم کو کھانا کھلانے کا مسئلہ درپیش ہوا سیدہ سلمان فارسی ؓ مختلف گھروں سے ہوتے ہوئے ان صاحب کو لے کر سیدہ فاطمہ ؓ کے گھر پہنچے اور التجا کی:

"اے سچے رسول ﷺ کی بیٹی! اس مسکین کی خوراک کا بندوبست کیجیے۔"

سیدہ فاطمہ ؓ بے چین ہو گئیں فرمایا:

"اے سلمان اللہ کی قسم! آج گھر میں سب کو تیسرا فاقہ ہے دونوں بچے بھوکے سوئے ہوئے ہیں لیکن میں تمھیں خالی ہاتھ نہ جانے دوں گی، میری یہ چادر شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور اس کے بدلے کچھ سامان لے لو۔"

سیدنا سلمان ؓ جب یہ چادر لے کر اس یہودی کے پاس پہنچے تو وہ یہ واقعہ سن کر حیران رہ گیا اور فوراً اسلام قبول کر لیا اس نے کھانے پینے کا سامان بھی دیا اور فاطمہ ؓ کی چادر بھی لٹا دی۔

سیدہ فاطمہ ؓ کے انہی اوصاف کی بنا پر آپ ﷺ نے انھیں "خاتونِ جنت" یعنی جنت کی عورتوں کی سردار کے لقب سے نوازا۔ سیدہ فاطمہ ؓ کے چھ بچے تھے، محسن ؓ اور رقیہ ؓ کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا۔ جبکہ سیدنا حسن و حسین ؓ اور سیدہ زینب اور سیدہ ام کلثوم ؓ تاریخ اسلام کی مشہور شخصیتیں ہیں۔

پیارے نبی اکرم ﷺ کی یہ صاحبزادی اور جنتی عورتوں کی سردار ۳ رمضان المبارک گیارہ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں۔

فضائل رمضان

شفیق الرحمن بن عبدالغفور.....کوٹلی

"جس نے ایمان اور اجر کی نیت سے رمضان شریف کے روزے رکھے اور اس کی راتوں میں قیام کیا اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے گئے۔"

اس حدیث پاک میں حکم ہے کہ جس نے رمضان کے روزے محض اس نیت سے رکھے کہ خدا پاک اس کو اجر دے گا، اس نے کسی کو دکھانے کی نیت سے روزہ نہ رکھا، بلکہ اللہ کریم کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لیے رکھا اور پھر اس کی راتوں میں قیام فرمایا، نماز خاص اللہ کریم کے لیے پڑھی یہ نہیں کہ دیکھو جی! وہ بڑا نماز روزے والا بندہ ہے، مختصر یہ کہ مشہوری کے لیے سب کچھ کیا ایسے لوگوں کو بہت گناہ ہوتا ہے۔

رمضان کے مہینے میں انسان کے اندر دینی مزاج اور تقویٰ پیدا ہے اور ایک عجب فضا پیدا ہوتی ہے یوں بھی کہا جائے کہ یہ ماہ بہار کا موسم ہے تو بے جا نہ ہوگا، رمضان میں ایک چھوٹی نیکی کا ثواب کئی گنا زیادہ ہو جاتا ہے اللہ ہم کو فضائل رمضان پر عمل کرنے کی ہمت دے۔ (آمین)

قائد کی گرفتاری

فہیم شاکر ـــ شیخوپورہ

10 اگست 2006ء کو جماعۃ الدعوۃ کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کو ان کی رہائش گاہ جوہر ٹاؤن لاہور میں' حکومت پنجاب نے نظر بند کر دیا وہاں سے 24 اگست جمعرات کو امیر محترم کو شیخوپورہ کینال ریسٹ ہاؤس میں منتقل کر دیا گیا اور وہاں سے عدالتی فیصلے پر 28 اگست کو رہا کیا گیا ۔ یوں امیر محترم 19 دن نظر بند رہے 25 اگست کو تیسری سماعت پر سرکاری وکیل نظر بندی کیلئے کوئی ٹھوس ثبوت فراہم نہ کر سکا۔

جس پر مزید دو دن کی مہلت لی گئی 28 اگست کو چوتھی سماعت پر سرکاری وکیل کی طرف سے کوئی ٹھوس جواز فراہم نہ کرنے پر فاضل عدالت نے پروفیسر حافظ محمد سعید صاحب کی نظر بندی کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے فوری رہائی کا حکم دیا تھا۔

28 اگست کو جب حافظ محمد سعید صاحب کو شیخوپورہ کینال ریسٹ ہاؤس سے رہا کیا گیا تو اس وقت وہاں پر پچاس کے قریب کارکنان موجود تھے ۔ امیر محترم نے گاڑی سے اتر کر سب سے معانقہ کیا آخر میں میں امیر محترم سے گلے ملا۔

رات تقریباً 9 بجے امیر محترم مرکز القادسیہ پہنچے تو لوگ آپ کے انتظار میں تھے آپ نے نماز کی امامت کے فرائض سر انجام دیے۔

آپ نے تلاوت شروع کی تو آپ کی آواز کو ترسے کارکنان کی ہچکیاں بندھ گئیں ۔ نماز عشاء سے فراغت کے بعد آپ نے مختصر سا درس ارشاد فرمایا حمد وثناء کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی "وَاَمَّا بِنِعْمَةِ" آیۃ اور پھر آپ نے فرمایا میری رہائی اللہ کی طرف سے نعمت ہے اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہئے اور شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر معاملے میں اللہ کی اطاعت کی جائے اور عبادت میں محنت کی جائے اور دینی ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا کیا جائے۔

اور اللہ کے ساتھ دوستی رکھی جائے کہ جو لذت اس میں ہے وہ دنیا کے کسی اور معاملے اور کسی بھی شئے میں نہیں آپ نے کہا کہ ایمان کا معیار یہ ہے کہ اللہ کے دشمنوں کے ساتھ مکمل دشمنی رکھی جائے یہاں تک کہ دشمن آپ کو کبھی پسند نہ کریں پھر آپ نے کہا کہ دعا کرنی چاہیے کہ جب تک اللہ ہم سے خوش ہے ہم اس دنیا میں رہیں اور جب موت آئے تو اللہ کی رضا والی موت آئے۔

رات کے ساڑھے نو بجے کا عمل تھا باہر ہر طرف تاریکی نے ڈیرے ڈال رکھے تھے مسجد القادسیہ میں امیر جماعۃ الدعوۃ پروفیسر حافظ محمد سعید صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ درس ارشاد فرمار ہے تھے میری نظریں ان کے چہرے پر مرکوز تھیں لیکن میں سوچ کے دھارے کے ساتھ بہتا ہوا پیچھے بہت پیچھے جا پہنچا میری آنکھوں کے سامنے جنوری 1492ء اور 1502ء عیسوی کے واقعات گھومنے لگے ۔ کہ جب مسلمانوں کی آخری جائے پناہ غرناطہ بھی مسلمانوں سے چھن گئی جب بوڑھوں اور نوجوانوں پر بخشش اور رحم کی تمام راہیں بند کر دی گئیں اور جب مسلمانوں کو ملک بدر کرنے سے پہلے ان کے معصوم بچے ان سے چھین لئے گئے غرناطہ کو آگ کے شعلوں میں لپٹا ہوا دیکھ کر میں سوچنے پر مجبور ہوا کہ ان جوانوں کی تعداد کیا تھی جنہیں راہ جہاد کا راہی ہونے کے جرم کی پاداش میں آگ میں زندہ جلایا گیا ان عورتوں کی تعداد کیا تھی جنہیں درے مار مار کر ہلاک کیا گیا ان معصوم کلیوں کی کیا تعداد تھی جنہیں بدترین اذیتیں دے کر قتل کیا گیا لیکن یہ کوئی غیر متوقع حادثہ نہ تھا، حالات انہیں مستقبل کے خطرات سے آگاہ کر چکے تھے ۔ قرطبہ اشبیلیہ طلیطلہ اور دوسرے مقامات چھن جانے کے بعد غرناطہ میں مغلوب ہو جانے کے بعد انہیں ظلم و استبداد کے اسی طوفان کا سامنا کرنا پڑے گا جو اندلس کے باقی حصوں کے مسلمان دیکھ چکے تھے۔

لیکن اس کے باوجود وہ اجتماعی خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک متحدہ محاذ نہ بنا سکے مجاہدین کے گروہ میدان میں آئے لیکن ان کا عزم اس قوم کی تقدیر نہ بدل سکا جس کا اجتماعی کردار فناء ہو چکا تھا۔ ان جانبازوں کے لیے باہر کے دشمن کی نسبت گھر کے غدار کہیں زیادہ نا قابل تسخیر ثابت ہوئے۔

غرناطہ میں ہلال وصلیب کی جنگ محض ایک حکومت کا دوسری حکومت یا ایک فوج کا دوسری فوج کے ساتھ تصادم نہ تھا بلکہ دو مختلف قوموں یا دو مختلف نظریوں، دو مختلف تہذیبوں کا تصادم تھا۔ قسطلہ اور ارغوان کے عیسائیوں کو جس مشترکہ خصوصیت نے منظم کر دیا تھا وہ ان کی اسلام دشمنی تھی اندلس کے مسلمانوں کا نام ونشان مٹانے کے لیے وہ ایک ہو چکے تھے، لیکن مسلمان ہر افق پر تباہی اور بربادی کی تاریک گھٹائیں دیکھ کر بھی اپنے اجتماعی جذبہ دفاع کو بروئے کار نہ لا سکے وہ یہ ثابت نہ کر سکے کہ اگر کفر ایک ہو چکا ہے تو تمام اسلام بھی ایک ہے، ان میں عربی، اندلسی اور بربری کے اختلافات اس وقت بھی موجود تھے، جب دشمن ان کے دروازوں پر دستک دے رہا تھا۔ اس انتشار کا نتیجہ یہ ہوا کہ آٹھ سو برس کی حکومت کے بعد یہ عظیم قوم بے خانماں انسانوں کا گروہ بن کر رہ گئی اور آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود آج وہاں ایک بھی مسلمان دکھائی نہیں دیتا۔ قرطبہ، اشبیلیہ اور غرناطہ کی مساجد تو وہاں موجود ہیں لیکن اذانیں دینے والی زبانیں ہمیشہ کے لیے خاموش ہو چکی ہیں۔

اور پھر میرے سامنے وہ مناظر بھی آئے جب اندلس میں مسلمانوں کی آخری سلطنت غرناطہ کی تباہی کے بعد وہ عظیم قوم بھی مٹ گئی جس کے غازیوں نے آٹھ صدیوں قبل جبل الطارق کے سامنے اپنی کشتیاں جلا ڈالی تھیں۔ میں کتنی ہی دیر ساحل پر اترنے والے ان قافلوں کو دیکھتا رہا جن کی راہوں کے گرد وغبار میں فرزندان اسلام کے ماضی کی عظمتیں پوشیدہ تھیں۔

اندلس میں مسلمانوں کی آٹھ صدیوں کی شان وشوکت اور اس کے بعد اس قوم کی نا اتفاقی کا انجام میرے سامنے تھا میں اداس اور رنجیدہ گم سم بیٹھا سوچوں میں غرق تھا گویا کسی مسیحا کا انتظار ہو۔ میں نے ذرا ہوش سنبھالی تو میری نظروں کے سامنے امت مسلمہ کی کھوئی ہوئی شان وشوکت اور وہی عظمتیں لوٹانے والا مرد مجاہد موجود تھا۔ میں اشتیاق کے ساتھ امیر المجاہدین کی ایمان افروز نصیحتیں سننے لگا ان کی باتیں دل میں بٹھاتا جاتا اور اپنے ایمان کو جلا بخشتا جاتا۔

میری نظروں کے سامنے کارکنان جماعۃ الدعوۃ کی اپنے بچوں کی طرح پرورش کرنے والا انتہائی مشفق باپ بیٹھا تھا

کہ جو انتہائی ضعیف ہونے کے باوجود بھی جوانوں کی سی پھرتی رکھتا ہے اور جس کی نظر آئندہ سو سالوں پر ہے۔

میری نظروں کے سامنے وہ قائد موجود تھا کہ دنیا کی دیگر مذہبی اصلاحی اور جہادی تحریک کے قائدین اسے اپنے لیے نمونہ سمجھتے ہیں اور اس کے طریقوں پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ میری نظروں کے سامنے مجاہدین کا وہ کمانڈر مصروف تدریس تھا کہ جس نے انتہائی عرق ریزی کے ساتھ مجاہدین کی تنظیم سازی کی ان پر دن رات محنت کی اور انتہائی شفقت کے ساتھ ان کی ذہنی، جسمانی، جذباتی، مذہبی اور عسکری تربیت کی کہ ان کے تیار کردہ گوریلا مجاہد جہاں جہاں کھڑے ہیں۔ اللہ کے وہ شیر اللہ کے باغیوں اور مسلمانوں کے قاتلوں کے لیے موت کا پیغام بن کر کھڑے ہیں میرے سامنے مجاہدین کا وہ امیر موجود تھا کہ جس کے ایک اشارے پر شہادت کے یہ عشاق دشمن پر قہر بن کر ٹوٹتے ہیں اور دشمن کی کمر توڑ کر رکھ دیتے ہیں میری نظروں کے سامنے اقصیٰ کی پکار پر لبیک کہنے والا صلاح الدین، کشمیر کی ماؤں، بہنوں کی صدا پر لپک کر آنے والا محمد بن قاسم اور اندلس میں صلیب کی شان و شوکت کو تاخت و تاراج کرنے والا طارق ابن زیاد اور و اذا تلیت علیهم آیته..... ذادتهم ایمانا..... کا مصداق، امت کی امنگوں کا مرکز موجود تھا۔

صرف انہی باتوں کی وجہ سے اللہ اور اس کے بندوں کے دشمن محترم حافظ صاحب کو صحت مند اور توانا نہیں دیکھنا چاہتے احمد آباد کے مسلمانوں کے قاتل نہتے افغانوں کے قاتل شیخ احمد یٰسین کے قاتل اور کمانڈر خطاب کے قاتل ناپاک نگاہوں سے پاکستان کی طرف دیکھ رہے ہیں، لیکن پاکستان کے عاقبت نااندیش حکمرانوں نے اہل پاکستان کے دلوں کی دھڑکن امت کی امنگوں کے مرکز اور جماعۃ الدعوۃ جیسی اسلامی، اصلاحی، فلاحی اور عوامی تحریک کے اس امیر کو بغیر کسی جرم کے ناجائز طور پر نظر بند کر رکھا ہے۔

مختصر سا درس ارشاد فرما کر امیر محترم جامع مسجد القادسیہ میں کچھ دیر رکے رہے اور اس کے بعد آپ گھر کو روانہ ہو گئے۔ گھر پہنچنے کی تھوڑی ہی دیر بعد پولیس کی بھاری نفری نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور ایک پولیس افسر نے صوبائی وزارتِ داخلہ کی طرف سے جاری کیے گئے گرفتاری کے احکامات دکھائے۔ آپ کو دوبارہ تھری ایم پی او کے تحت گرفتار کر لیا گیا اور رہائی کے تین گھنٹے بعد دوبارہ نظر بندی کے طور پر شیخوپورہ کینال ریسٹ ہاؤس میں لے گئے یاد رہے کہ اس دفعہ آپ کو دو ماہ کیلئے نظر بند کیا گیا۔

حدیث مبارکہ کی روشنی میں دعا کی قبولیت کے جو اوقات بیان کیے گئے ہیں اس میں سے چند ایک ہمیں سارا سال میسر رہتے ہیں، جن میں سے ایک رات کے پچھلے پہر کا وقت اور دوسرا اذان اور اقامت کا درمیانی وقت اور افطاری سے پہلے قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے......

تو پیارے بچو! اور تمام دیگر احباب جو ننھے مجاہد کا مطالعہ کرتے ہیں، میں ان سب سے ایک اہم اور ضروری گزارش کرنے جا رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ امیر محترم پروفیسر حافظ محمد سعید ﷾ کی تندرستی صحت اور ایمان کی ہم سب کو فکر ہونی چاہیے کہ ایک وہ مردِ مجاہد کے جس کے دل میں تمام مسلم امت کا درد ہے اور جو کشمیر فلسطین تیمور ہند افغانستان لبنان اور شیشان کا درد اپنے پہلو میں محسوس کرتا ہے، ہمیں ان کی تکلیف کا احساس ہونا چاہیے تو آیئے ہم سب مل کر دعاؤں کے قبولیت کے اوقات اور نماز و قنوت میں امیر محترم کے لیے بھرپور دعائیں کریں کہ اللہ انھیں صحت اور ایمان کی بہترین حالت میں رکھے اور جلد رہائی نصیب فرمائے۔ (آمین)

لیلۃ القدر

ننھے مجاہدو!

آپ نے دیکھا ہو گا کہ ہمارے ہاتھ کی پانچوں انگلیوں میں اختلاف ہے کوئی بڑی کوئی چھوٹی ہے اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو پیدا کیا ہے ہم میں بھی آپس میں اختلاف ہے کوئی ادب و اخلاق میں کسی سے بدتر و بالا ہے، کوئی اپنے ایمان میں کسی سے اعلیٰ اور افضل ہے کوئی اپنی عبادت کی وجہ سے کسی میں مقام و مرتبہ رکھتا ہے۔ غرض کہ آپس میں بھی ہمارے ایمانی و اخلاقی اعتبار سے اور مختلف اعتبار سے فرق ہے۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے یہ سال یہ گھڑیاں یہ مہینے یہ لمحوں میں بھی آپس میں فرق رکھا ہے، ان میں بھی ایک مہینے سے دوسرے مہینہ افضل ہے اور پھر ان مہینوں میں بھی کچھ ایسے ہی مخصوص ہیں، جس کو اللہ رب العزت نے تمام مہینوں کے اوپر بھی افضل قرار دیا ہے، چنانچہ یہ رمضان المبارک کا بامقصد مہینہ تمام مہینوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اور یہ ہم اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ رمضان المبارک کا مہینہ افضل اسی لیے ہے کہ اسی مہینے میں قرآن مجید نازل ہوا ہے اللہ کا پاک کلام نازل ہوا ہے اور اس مہینے میں 30 دن آتے ہیں پہلے 10 دن دوسرے 10 دن اور تیسرے 10 دن اسی تیسرے 10 دن کو اللہ تعالیٰ نے پہلے دو 10 دونوں سے افضل قرار دیا ہے، آخری عشرے میں ایک رات ایسی آتی ہے، جسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ سورۃ القدر میں فرماتے ہیں:

"یقیناً ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا..... تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے؟ ..... شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے..... اس میں ہر کام کے سرانجام دینے کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے اترتے ہیں..... یہ رات سراسر سلامتی کی ہے فجر کے طلوع ہونے تک۔"

نبی ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا جو رات کو قیام کرتا تھا اور دن کو دشمنانِ دین سے جہاد کرتا تھا شام تک، ایک ہزار مہینے تک یہی کرتا رہا۔ مسلمانوں کو یہ سن کر بہت تعجب ہوا۔ آپ ﷺ کے پاس جبرائیل آئے اور کہا اے محمد ﷺ آپ کی امت نے اس جماعت کی عبادت پر تعجب کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی افضل چیز آپ پر نازل فرمائی، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ بے حد خوش ہوئے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رمضان آ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگو! یہ بابرکت مہینہ آ گیا، اس کے روزے اللہ نے تم پر فرض کیے ہیں، اس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں شیاطین قید کر لیے جاتے ہیں اس میں ایک رات ہزار مہینے سے افضل ہے، اس کی بھلائی سے محروم رہنے والا حقیقی بدقسمت ہے، جو شخص لیلۃ القدر کا قیام ایمانداری اور نیک نیتی سے کرے اس کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لیلۃ القدر کو طاق راتوں میں تلاش کرو۔ یہ رات بالکل صاف اور روشن ہوتی ہے اس میں سکون اور دلجمعی ہوتی ہے، نہ سردی زیادہ ہوتی ہے نہ گرمی، صبح تک ستارے نہیں جھڑتے اس کی صبح کو سورج تیز شعاعوں سے نہیں نکلتا بلکہ وہ چودھویں رات کے چاند کی طرح صاف نکلتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر)

عمارہ جاوید مدینہ منورہ

مسکراہٹیں

ایک مرتبہ رمضان المبارک سے ایک دن پہلے ایک نوجوان نے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری سے کہا: شاہ جی! شدید گرمیوں کا موسم ہے اور کل سے روزے شروع ہو رہے ہیں کوئی ایسا مسئلہ بتایئے کہ کھایا پیا بھی جائے اور روزہ بھی نہ ٹوٹے۔

انھوں نے کہا: کل روزہ رکھ کر میرے پاس آ جانا میں تمھیں جوتے ماروں گا تم جوتے کھاتے جانا اور آنسو پیتے جانا۔ کھاتے پیتے بھی رہو گے اور روزہ بھی نہیں ٹوٹے گا۔

عمار سالک......یوگو بلتستان

❀ ایک دفعہ میرے بھانجے (عبدالرحمٰن) نے انرجی سیور بلب توڑ دیا جب اس کی بڑی بہن صدف نے پوچھا کہ بلب کس نے توڑا ہے تو کسی نہ بتایا تو صدف نے ان کو جھاڑو کا ایک ایک تنکا پکڑا دیا اور کہا کہ جس نے بلب توڑا ہو گا اس کا تنکا بڑا ہو جائے گا یہ جب عبدالرحمٰن نے سنا تو اس نے اپنا تنکا توڑ دیا کہ کہیں اس کو پتا نہ چل جائے جب شام کو اس نے ان کے تنکے دیکھے تو عبدالرحمٰن کا تنکا چھوٹا تھا جس سے اسے پتا چل گیا کہ بلب عبدالرحمٰن نے توڑا ہے اور جب اس نے اس سے پوچھا تو وہ بھی مان گیا۔

قراۃ العین خنساء......کاہر مہمند

❀ میرا بھائی عبداللہ جب چھوٹا تھا تب وہ نخرے سے روٹی کھایا کرتا تھا ایک دفعہ وہ سکول سے آیا تو میری امی نے اسے انڈے اور بالائی سے روٹی اور اپنے لیے سبز مرچ کی چٹنی بنائی کیونکہ میرے دادا سبز مرچ کی چٹنی شوق سے کھاتے تھے تو وہ کہنے لگا، ہاں خود تو چٹنی سے کھاتے ہو اور مجھے کہتے ہیں بالائی اور انڈے سے کھالو اس پر سب ہنس پڑے۔

صدف ایوب......جنڈانوالہ

قرآن اور فرشتے

صحیح بخاری میں ہے کہ سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رات کو سورۃ بقرہ کی تلاوت شروع کی ان کا گھوڑا جوان کے پاس ہی بندھا ہوا تھا اس نے اچھلنا کودنا شروع کر دیا آپ نے قرأت چھوڑ دی گھوڑا بھی سیدھا ہو گیا آپ نے پھر پڑھنا شروع کیا، گھوڑے نے پھر بدکنا شروع کر دیا آپ نے پھر پڑھنا موقوف کر دیا، گھوڑا بھی ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔ تیسری مرتبہ بھی یہ ہوا چونکہ ان کے بیٹے یحییٰ گھوڑے کے پاس ہی لیٹے ہوئے تھے، اس لیے ڈر معلوم ہوا کہ بچے کو چوٹ نہ آ جائے قرآن کا پڑھنا بند کر کے اسے اٹھا لیا آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی کہ جانور کے بدکنے کی کیا وجہ ہے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نورانی چیز سایہ دار بادل کی طرح ہے اور اس میں چراغوں کی طرح کی روشنی ہے آپ رضی اللہ عنہ کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ اوپر اٹھ گئی صبح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا چیز تھی؟ یہ فرشتے تھے جو تمھاری آواز کو سن کر قریب آ گئے تھے اگر تم پڑھنا موقوف نہ کرتے تو وہ صبح تک یونہی رہتے اور ہر شخص انھیں دیکھ لیتا کسی سے نہ چھپتے۔

حافظ عامر خان......ساہیوال

دعا

❀ اللہ کے ہاں دعا سے بڑھ کر کوئی چیز مکرم نہیں۔ (ابن ماجہ)

❀ قضاء کو دعا کے سوا کوئی چیز نہیں لوٹاتی۔ (ترمذی)

❀ دعا کرو قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے۔ (ترمذی)

❀ تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی روزہ دار کی جب وہ افطار کرتا ہے، عادل حاکم کی، مظلوم کی۔ (ترمذی)

❀ بندہ سجدے کی حالت میں اپنے رب کے زیادہ قریب ہوتا ہے، تم سجدے کی حالت میں زیادہ دعا کیا کرو۔ (مسلم)

❀ دعاؤں میں وہ دعا قبول ہوتی ہے جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے اس کی غیر موجودگی میں کرتا ہے۔ (ابوداؤد)

❀ ہر رات میں ایک ساعت ایسی ہوتی ہے کہ بندہ اس ساعت میں دعا مانگتا ہے دعا قبول کر لی جاتی ہے۔ (مسلم)

❀ دو وقت آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور کسی دعا کرنے والے کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک اذان کے وقت اور دوسرے جہاد میں صف آرائی کے وقت۔ (ابوداؤد)

حافظ محمد اشرف......رحیم یار خان

کثرت بارش سے خوف کی دعا

((اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالْجِبَالِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِیَۃِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرَۃِ))

[مشکوٰۃ المصابیح]

''اے اللہ! ہمارے آس پاس (برسا) ہم پر نہیں، اے اللہ ٹیلوں پر ہو اور پہاڑوں پر ہو اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور پہاڑی نالوں پر اور جہاں درخت پیدا ہوتے ہیں۔''

بنت ضیاء......لاہور

میرا پسندیدہ شعر

انعام یافتہ

لباس پارسائی سے شرافت آ نہیں سکتی
شرافت نفس میں ہو گی تو انسان پارسا ہو گا

تسکین......فروکہ، سرگودھا

ایسے رہا کرو کہ کریں لوگ آرزو
ایسے چلن چلو کہ زمانہ مثال دے

انس رفیق......گوجرانوالہ

افسوس اے قرآن تیرے چاہنے والے نہ رہے
جن کا تو چاند تھا وہ ستارے نہ رہے

محمد نقاش، عدنان بابر

وقت کی قدر کرو گے تو وقت تجھے بتلائے گا
اگر اس کو یونہی ضائع کر دیا تو طوفان بن کر اڑ جائے گا

اخت اسامہ......ٹھینگ موڑ

اے ماہِ رمضان اے رب کے مہمان تیرا آنا مبارک ہو
رکھیں گے روزے پڑھیں گے قرآن تیرا آنا مبارک ہو
تو رحمت کا مہینہ ہے تو بخشش کا خزینہ ہے
تجھ پہ قربان میرا دل میری جاں تیرا آنا مبارک ہو

حافظ سعدیہ مجاہدہ......منڈی بہاؤالدین

چنتے ہیں اہل مغرب اسی قرآن سے موتی
نہیں تو مشعل تحقیق بھی روشن کہاں ہوتی
مسلط ہو گیا جب سے دلوں پر جبر طاغوتی
جو اس کا ہو گیا اس کی کبھی نیت نہیں بدلی

حافظہ فائزہ امیر علی......سعودی عرب

دل میں یہ خواہش ہے کہ اسلام پہ جان دے دوں میں
تیروں کی بارش میں یوں حق کی اذان دے دوں میں

قراۃ العین خنسا......کاہر مہمند

طفل سے کیا بو آئے ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے اغیار کی

وسیم اعظم......منڈی بہاؤالدین

شہیدوں کا لہو وہ ہے جس کی چمک دل میں
کئی چہرے بناتی ہے کئی یادیں اگاتی ہے
انہی چہروں انہی یادوں سے بنتی ہیں وہ تصویریں
کہ جس سے قوم اپنا قصر مستقبل سجاتی ہے

نائلہ زینب......شہید آباد

رمضان المبارک ایک نظر میں

۱۔ سب سے پہلی وحی ...... رمضان المبارک ار نبوی

۲۔ سورۃ النجم کا نزول ...... رمضان ۳ر نبوی

۳۔ ابو طالب کی وفات ...... ۷ر رمضان ۱۰ر نبوی

۴۔ ام المومنین سیدہ خدیجہ ؓ کی وفات ...... ۱۰ر رمضان ، ۱۰ر نبوی

۵۔ ام المومنین سودہ بنت زمعہ کا نکاح ...... رمضان ۱۰ر نبوی

۶۔ غزوۂ بدر کبریٰ ...... ۱۷ر رمضان ۲ھ

۷۔ سریہ عمیر بن عدیؓ ...... رمضان ۲ھ

۸۔ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کی وفات، رمضان ۲ھ

۹۔ عکاشہ کی تلوار کا ٹوٹنا اور آپ ﷺ کا معجزہ، رمضان ۲ھ

۱۰۔ سیدنا سلمہ بن حریسؓ کا اسلام لانا ...... رمضان ۲ھ

۱۱۔ قتادہؓ کی آنکھ میں زخم اور آپ ﷺ کا معجزہ، رمضان ۲ھ

۱۲۔ معوذ یا معاذؓ کا کٹا ہوا ہاتھ اور آپ ﷺ کا معجزہ رمضان ۲ھ

۱۳۔ ابو جندلؓ کے بھائی عبداللہ بن سہیلؓ کا اسلام لانا ...... رمضان ۲ھ

۱۴۔ خبیب بن علی کی آنکھ اور آپ ﷺ کا معجزہ ...... رمضان ۲ھ

۱۵۔ آپ ﷺ کو ذوالفقار تلوار ملی ...... رمضان ۲ھ

۱۶۔ امام شافعی کے جد اعلیٰ سائب بن زید اسلام لائے ...... رمضان ۲ھ

۱۷۔ خبیب بن اساف اسلام لائے ...... رمضان ۲ھ

۱۸۔ غزوۂ بدر میں ۶ مہاجر اور ۸ر انصار شہید ہوئے ...... رمضان ۲ھ

۱۹۔ بدر میں ۷۰ مشرکین مکہ قتل ہوئے ...... رمضان ۲ھ

۲۰۔ غزوۂ بدر کے سات روز بعد ابولہب بحالت کفر مرا ...... رمضان ۲ھ

۲۱۔ عمیر بن وہب مدینہ میں اسلام لائے

۲۲۔ فرضیت کے بعد رمضان کا سب سے پہلا روزہ ...... کم رمضان یک شنبہ ۲ھ

۲۳۔ سابقین اولین میں سے بیک وقت چار بھائی ایاز، عاقل، خالد اور عامر بدر میں شریک ہوئے ...... رمضان ۲ھ

۲۴۔ غزوۂ بدر میں حارثہ بن ربیع اور عبید بن حارث القریشی المطلبی شہید ہوئے ...... رمضان ۲ھ

۲۵۔ صدقۂ فطر کا وجوب ...... ۲۷ یا ۲۸ر رمضان ۲ھ

۲۶۔ سیدنا حسن بن علیؓ کی پیدائش ...... ۱۵ر رمضان ۳ھ

۲۷۔ سریہ زید بن حارثہؓ ...... رمضان ۶ھ

۲۸۔ سریہ عبداللہ بن عتیک انصاریؓ ...... رمضان ۶ھ

۲۹۔ قحط و بارش کی دعا قبول ہوئی ...... رمضان ۶ھ

۳۰۔ عبداللہ بن عتیک انصاریؓ نے ابو رافع یہودی کو قتل کیا ...... رمضان ۶ھ

۳۱۔ سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی ...... رمضان ۷ھ

۳۲۔ سریہ ابوقتادہؓ بجانب بطن اضم ...... رمضان ۸ھ

۳۳۔ سریہ اسامہ بن زید بجانب حرقات جہینہ ...... رمضان ۸ھ

۳۴۔ سریہ سعد بن زیدؓ منات بت توڑنے کیلئے ...... ۲۴ر رمضان ۸ھ

۳۵۔ سریہ خالد بن ولید عزیٰ توڑنے کیلئے ...... ۲۵ر رمضان ۸ھ

۳۶۔ سریہ عمرو بن عاصؓ ہو ہذیل کا سواع بت توڑنے کیلئے ...... رمضان ۸ھ

۳۷۔ سیدنا ابوسفیان بن حارث مقام ابوا میں اسلام لائے ...... رمضان ۸ھ

۳۸۔ ابوسفیان بن حرب، حکیم بن قرام، بدیل بن ورقا اسلام لائے ...... رمضان ۸ھ

۳۹۔ اہل مکہ کو امن عام عطا فرمایا سوائے چند ایک کے ...... رمضان ۸ھ

۴۰۔ سیدنا بلال ؓ کو کعبہ کی چھت پر اذان دینے کا حکم ...... رمضان ۸ھ

۴۱۔ آپ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر دو رکعت نماز ادا فرمائی

۴۲۔ عبداللہ بن خطل کے قتل کا حکم فرمایا ...... رمضان ۸ھ

۴۳۔ ابولہب کے دولڑکے عتبہ اور معتب اسلام لائے رمضان ۸ھ

۴۴۔ شراب، خنزیر اور اس کی چربی کو حرام قرار دیا ...... رمضان ۸ھ

اسد علی گجرات

۴۵۔ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن جمعہ کو حصول برکت کیلئے بیت اللہ کا طواف کیا ...... رمضان ۸ھ

۴۶۔ آپ ﷺ نے ملیکہ بنت کعب سے نکاح کیا اور پھر مفارقت کرلی ...... آخر رمضان ۸ھ

۴۷۔ فتح مکہ ...... رمضان ۸ھ

۴۸۔ سریہ علی بن ابی طالبؓ بجانب یمن ...... رمضان ۱۰ھ

۴۹۔ بنو بجیلہ کے ۱۵۰ افراد کے وفد کا قبول اسلام ...... رمضان ۱۰ھ

۵۰۔ غسان کے تین آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے ...... رمضان ۱۰ھ

۵۱۔ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کا انتقال ...... ۳ر رمضان ۱۱ھ

۵۲۔ یوم شہادت خلیفہ چہارم سیدنا علیؓ ...... ۱۷ر رمضان ۴۰ھ

۵۳۔ سیدنا حسن بن علیؓ کی وفات ...... ۱۵ر رمضان ۴۹ھ

۵۴۔ ام المومنین سیدہ عائشہؓ کی وفات ۱۷ر رمضان ۵۸ھ

۵۵۔ مروان بن حکم کی وفات ...... رمضان ۶۵ھ

۵۶۔ شاہ لرزین کی فوج کا طارق بن زیاد کی فوج سے مقابلہ ...... ۲۸ر رمضان ۹۲ھ

۵۷۔ ابوالزناد کی وفات ...... رمضان ۱۳۰ھ یا ۱۳۱ھ

۵۸۔ محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ الانصاریؒ کی وفات ...... رمضان ۱۴۸ھ

۵۹۔ معمر بن راشد کی وفات ...... رمضان ۱۵۳ھ

۶۰۔ حماد بن زیدؒ کی وفات بصرہ میں ...... رمضان ۱۷۹ھ

۶۱۔ خلیفہ ہارون الرشید کا عمرہ ادا کرنا ...... رمضان ۱۷۹ھ

۶۲۔ عیسیٰ بن یونس الہمدانی کی وفات ...... وسط رمضان ۱۸۸ھ

۶۳۔ ابوالسرایا نے مدائن پر قبضہ کرلیا ...... رمضان ۱۹۹ھ

۶۴۔ حضرت علی رضا کی ولی عہدی ...... ۲ر رمضان ۲۰۱ھ

۶۵۔ شجاع بن ولیدؒ کی وفات ...... رمضان ۲۰۴ھ

۶۶۔ عبداللہ بن نافع کی مدینہ میں وفات ...... رمضان ۲۰۶ھ

۶۷۔ ابو طاہر کوفہ کی طرف فوج لے کر روانہ ہوئے ...... رمضان ۲۱۵ھ

۶۸۔ عمر بن فرج کی گرفتاری ...... رمضان ۲۳۳ھ

۶۹۔ یوسف بن محمد اور اس کے ہمراہیوں کو باغیوں نے قتل کر ڈالا ...... رمضان ۲۳۷ھ

۷۰۔ لشکر بغداد نے تنخواہ نہ ملنے کے سبب بغاوت کی ...... رمضان ۲۵۲ھ

۷۱۔ امام ابن ماجہ کی پیر کے دن وفات ...... ۲۲ر رمضان ۲۷۳ھ

۷۲۔ مقتدر باللہ بن معتضد باللہ کی پیدائش ...... رمضان ۲۸۲ھ

۷۳۔ بریدی کی فوج کو تنخواہ نہ ملنے کے سبب بغاوت کی ...... ۲۴ر رمضان ۳۲۹ھ

۷۴۔ توزون نامی سردار نے بغداد میں غلبہ و تسلط حاصل کیا ...... رمضان ۳۳۱ھ

۷۵۔ اسماعیل کی وفات ۳۳۲ھ

۷۶۔ امیر المومنین خلیفہ عبدالرحمن ثالث کی وفات ...... ۲ر رمضان عمر ۷۲ سال چند ماہ ۳۵۰ھ

۷۷۔ خلیفہ حکم بن عبدالرحمن ثالث تخت خلافت پر بیٹھا ...... ۵ر رمضان ۳۵۰ھ

۷۸۔ عزیز بدین اللہ کی وفات ...... ۲۸ر رمضان ۳۸۶ھ

۷۹۔ اہل قرطبہ نے عبدالرحمن بن ہشام کو مستظہر کے لقب سے تخت نشین کیا ...... ۱۵ر رمضان ۴۱۴ھ

۸۰۔ عاشق علم حسن بن علی (ابن سینا) کی وفات ...... ۴ر رمضان ۴۲۸ھ

۸۱۔ خلیفہ بامر اللہ نے حکم دیا کہ طغرل بیگ کا نام خطبوں میں لیا جائے ...... رمضان ۴۴۷ھ

۸۲۔ سرداران لشکر بغداد نے سلطان طغرل بیگ کے استقبال کا اہتمام کیا ...... ۲۵ر رمضان ۴۴۷ھ

۸۳۔ طغرل بیگ کی وفات ...... ۸ر رمضان ۴۵۵ھ

۸۴۔ یوسف بن تاشفین اپنے بھتیجے اور سپہ سالار سیر بن ابی بکر بن تاشفین کو مع فوج اندلس میں عیسائیوں کی سرکوبی کیلئے چھوڑ اور خود افریقہ چلا گیا ...... رمضان ۴۸۳ھ

۸۵۔ الملک طوسی ایک قرمطی کے ہاتھوں ۷۷ برس کی عمر میں مقتول ہوا ...... رمضان ۴۸۵ھ

۸۶۔ وزیر نظام الملک کی شہادت ...... ۱۷ر رمضان ۴۹۵ھ

۸۷۔ سلطان مسعود کو ملک طغرل نے شکست دے کر بھگا دیا ...... رمضان ۵۲۸ھ

حیات عبداللہ

نیکیوں کا موسم بہار

یہ رمضان المبارک کا بابرکت اور نیکیوں کا پیغام بر مہینہ ہے اس مہینے کا تقدس اور فضیلت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سیدنا محمد ﷺ نے قرآن اور احادیث میں وضاحت کے ساتھ بیان فرما دی۔ اس ماہِ مبارک کو جہاں بہت سے اعزاز حاصل ہیں وہیں اس کی فضیلت اس لحاظ سے اور بھی دو چند ہو جاتی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس اور تا قیامت محفوظ رہنے والی کتاب قرآن مجید نازل فرمائی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

''ماہِ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے۔'' (البقرۃ:۱۸۵)

رمضان المبارک کے مہینے کا یہ اعزاز ہے کہ اس میں نیکیاں کمانے کا شوق عام مہینوں کی نسبت بہت زیادہ ہوتا ہے۔ نمازوں میں باقاعدگی، رات کا قیام، فضول باتوں سے پرہیز اور ایثار و قربانی میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش جو اس مہینے میں ہوتی ہے وہ کسی دوسرے مہینے میں نظر نہیں آتی۔ رمضان المبارک میں لوگ ایک دوسرے کو افطاری کراتے ہیں، اس لیے سحری اور افطاری کے وقت اللہ تعالیٰ کی خاص برکتوں کا نزول ایک دوسرے سے محبت اور الفت کی شکل میں دکھائی دیتا ہے۔ قرآن کے دروس اور دینی مجلسوں کے انعقاد سے دلوں کو بہت زیادہ سکون اور ایمان کو تازگی ملتی ہے۔

نیکیوں کے اس موسم بہار میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ماہِ رمضان کے روزے تمام مسلمانوں پر فرض کیے ہیں، سورۃ البقرہ میں ارشاد ہوا ہے کہ: ''تم پر روزے فرض ہیں۔'' اس لیے ایک صحت مند اور بالغ آدمی کو چاہیے کہ رمضان کے تمام روزے رکھے نابالغ بچوں پر اگرچہ روزے فرض نہیں، لیکن انھیں بھی روزے رکھنے کی عادت اپنے اندر پیدا کرنی چاہیے اور اکثر بچے تو بڑے ذوق کے ساتھ روزے رکھتے بھی ہیں روزہ رکھ کر تمام گناہ والے کاموں سے بچنا چاہیے۔ بہت زیادہ بولنا، ٹی وی دیکھنا، موسیقی سننا اور کسی سے فضول باتیں کرنا جیسی عادتیں اگرچہ عام زندگی میں بھی اچھی نہیں مگر روزے کی حالت میں ان تمام باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اصل میں اللہ تعالیٰ ہمارے اندر سے تمام چھوٹی چھوٹی خامیوں اور برائیوں کو دور کرنا چاہتے ہیں اور کوئی شخص متقی بھی اسی وقت بنتا ہے جب چھوٹی چھوٹی برائیوں سے بھی اپنے آپ کو بچائے۔ اور جب مسلمان ان تمام برائیوں سے بچ کر روزے رکھتا ہے تو اس کے تمام گناہ بخشش دیے جاتے ہیں۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''رمضان کے روزے اللہ نے فرض کیے ہیں اور قیام کا طریقہ بھی میں نے تمھارے لیے مقرر کیا ہے لہٰذا جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور راتوں کو قیام کیا وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہو گیا جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے۔''

(نسائی، ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ نے روزہ دار کے لیے بہت سے انعام اور بشارتوں کا وعدہ فرمایا ہے، حدیث میں آتا ہے کہ:

''روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی روزہ افطار کرتے وقت اور دوسری خوشی اسے اپنے رب سے ملاقات کے وقت حاصل ہوگی۔''

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازے کا نام ''ریان'' ہے اور اس سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے۔'' (صحیح بخاری)

''ریان'' کے معنی ہیں، سیراب'' یا ''پیاس مٹانا''

روزہ نہ صرف گناہوں سے بچاتا ہے بلکہ یہ انسان کی ذات میں خود اعتمادی، کردار میں پختگی اور دل و دماغ میں عفو درگزر کے جذبات بھی پیدا کرتا ہے ایک روزہ دار صرف اللہ کے حکم پر کھانا پینا چھوڑتا ہے اس سے ایثار اور قربانی کے جذبات ابھرتے ہیں۔

رمضان المبارک کی سعادتیں اور برکتیں سمیٹنے اور اللہ سے اپنی بخشش کرانے کا یہ سنہری موقع ہے اور جو شخص اس سے محروم رہ گیا وہ بڑا ہی بدنصیب ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص رمضان کا مہینہ پائے اور اس میں اللہ سے اپنی بخشش نہ کرا سکے اس کے لیے ہلاکت ہے۔ (رواہ حاکم)

آیئے ا...

رسول اللہ ﷺ اس مہینے (رمضان المبارک) میں جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور (یعنی پورا قرآن سنا یا) کرتے تھے۔ (بخاری) اس رمضان میں پورا قرآن سننے، سنانے یا پڑھنے کے لیے کیا میں نے آج کا حصہ پورا کر لیا؟	تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تا کہ تمھارے اندر تقویٰ پیدا ہو (البقرۃ) کیا آج کا روزہ اپنے اصل مقصد تقویٰ (یعنی اللہ سے ڈر اور خوف) کا ذریعہ بھی بنا؟	حضور کی فیاضی گو سدا بہار تھی لیکن رمضان کے موسم میں وہ تیز ہواؤں سے بھی تیز ہو جاتی تھی آپ اس ماہ ہر سائل کو کچھ نہ کچھ ضرور دیتے تھے۔ (بخاری، مشکوٰۃ) آج اللہ کی راہ میں، میرے خرچ زکوٰۃ، صدقات و خیرات میں بھی تیزی آئی یا نہیں	جو کوئی رمضان میں ک... کھلوائے تو اس کے... اس کو روزے دار جت... ملے گا۔ (ترمذ... خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا، ا... کیلا یا چند دانے چن... وغیرہ کے ہی سہی کسی... افطاری کے لیے دیے...

روزے	تلاوت قرآن		تقویٰ اختیار کیا		فیاضی انفاق		افطاری کر...	
	ہاں	نہیں	ہاں	نہیں	ہاں	نہیں	ہاں	
پہلا								
دوسرا								
تیسرا								
چوتھا								
پانچواں								
چھٹا								
ساتواں								
آٹھواں								
نواں								
دسواں								
گیارہواں								
بارہواں								
تیرہواں								
چودھواں								
پندرہواں								
سولہواں								
سترہواں								
اٹھارواں								
انیسواں								
بیسواں								
اکیسواں								
بائیسواں								
تیئیسواں								
چوبیسواں								
پچیسواں								
چھبیسواں								
ستائیسواں								
اٹھائیسواں								
انتیسواں								
تیسواں								

رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ

ابو رضوان جاوید ملتان

روزہ اسلام کا چوتھا رکن ہے۔

۲ھ میں فرض ہوا۔ لغت میں روزہ کا معنی ہے ''رک جانا'' شریعت میں روزہ اس عبادت کو کہتے ہیں کہ مسلمان طلوع فجر کے بعد دن ڈوبنے تک کھانے پینے اور دیگر روزہ توڑنے والی چیزوں سے رکا رہے۔ رمضان کا روزہ، قرآن و حدیث اور اجماع امت کے ذریعے فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اے ایمان والو! تم پر روزہ ایسے ہی فرض کیا گیا ہے جیسے تم سے پہلے والوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم اللہ سے ڈرو۔'' (البقرۃ:۱۸۳)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے:

① گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

② نماز قائم کرنا یعنی پڑھنا۔

③ زکوٰۃ ادا کرنا۔

④ بیت اللہ کا حج کرنا۔

روزہ بڑی افضل عبادت ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس نے ایمان و ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کیے جائیں گے۔'' (مسند احمد)

مزید رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا، انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزہ کے، کیونکہ روزہ میرے لیے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔'' (مسند احمد و مسلم)

امتِ اسلامیہ اس بات پر متفق ہے کہ رمضان کا روزہ فرض ہے اور یہ اسلام کا ایک رکن ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ رمضان کا روزہ ایک عادل مسلمان کی گواہی سے واجب ہوتا ہے اگر بادل ہو تو ماہِ شعبان کی تیس دن کی گنتی پوری کر لی جائے البتہ شوال کا چاند یا تو رمضان کے تیس دن پورے کر لیے جائیں، تب ثابت ہوتا ہے یا دو عادل گواہوں کی گواہی سے۔

روزہ کے دو رکن ہیں:

۱۔ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک روزہ توڑنے والی چیزوں سے رکنا۔

۲۔ نیت! رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر آدمی کو وہی ملتا ہے جس کی وہ نیت کرے۔''

نیت فجر سے پہلے ہی ادا کر لینی چاہیے، نیت دل سے کی جاتی ہے زبان سے ادا کرنا ضروری (ثابت) نہیں ہے۔ و بصوم غد نویت...... وغیرہ نبی ﷺ، صحابہ اور ائمہ دین سے ثابت نہیں یہ من گھڑت الفاظ ہیں۔

عاقل و بالغ اور صحت مند اور مقیم ہے تو اس پر روزہ فرض ہے۔

بوڑھے مرد اور بڑھیا عورت اور مایوس العلاج مریض کے لیے روزہ رکھنا ضروری نہیں ہے۔ ان پر ہر روزہ کے بدلے فدیہ واجب ہے۔ فدیہ روزانہ ایک مسکین کی خوراک ہے۔

❁ مسافر، مریض، حاملہ، دودھ پلانے والی عورت، حائضہ اور نفاس والی عورت روزہ نہ رکھے اور بعد میں اس کی قضا کرے۔ (بخاری و مسلم)

❁ جن دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے۔

❁ عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دن روزہ رکھنا منع ہے۔ (ترمذی)

❁ ایام تشریق: یعنی گیارہ، بارہ، تیرہ، ذی الحجہ کو روزہ رکھنا حرام ہے، خواہ نفلی روزہ ہو یا فرض اس کے لیے کہ کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے دن ہیں۔ (مسند احمد)

❁ نفلی روزہ بلاناغہ روزہ رکھنا حرام ہے۔ افضل یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور دوسرے دن نہ رکھے۔

اعلان

دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی کے شعبہ ''بچوں کا ادب'' کی طرف سے پاکستان بھر میں بچوں کے رسائل کے مابین ''عالم اسلام نمبر'' شائع کرنے کا اعلان ہوا ہے۔

یوں ''ننھے مجاہد'' کے ماہ دسمبر کا پہلا پرچہ ''عالم اسلام نمبر'' ہوگا۔

اس شمارے میں آپ مسلم ممالک کی آبادی۔ علاقے، ثقافتی، اقتصادی، تعلیمی سماجی حالات، بچوں کے ادب مقامی رسوم و رواج کتب خانوں، علمی درسگاہوں۔ سائنسی و صنعتی ترقیات، عظیم شخصیات، دینی اداروں اور تحریکوں الغرض ہر قسم کی جامع معلومات ارسال کر کے آپ اس پرچے میں شامل ہو سکتے ہیں۔

تحریر ارسال کرنے کی آخری تاریخ بیس نومبر 2006 ہے۔

آئینہ دیکھیں

...	...	...	...	...
...کا روزہ ...صلے میں ...نا ثواب ...) ...یک سیب، ...، دال ...دوسرے کو ...تو ہیں نا؟	جس نے روزہ رکھا اور جہالت پر مبنی کام نہ چھوڑے پس اللہ کو اس کے روزے کی ضرورت نہیں۔ روزہ دار نہ گالی گلوچ کرے نہ شور شرابا کرے اور نہ بے ہودگی کے کام۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)	روزہ ڈھال ہے (گناہوں سے بچاؤ کے لیے) تم میں سے کوئی روزہ سے ہو تو نہ فحش بکے، نہ بدکلامی اور فضول گوئی کرے، نہ چیخے چلائے اور اگر کوئی گالی دے یا لڑنے پر اتر آئے تو کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔ (بخاری) کہیں آج کا روزہ میں نے ان میں سے کسی گناہ سے آلودہ تو نہیں کر لیا؟	تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ انصاف کرنے والے حکمران کی، افطاری کے وقت روزے دار کی اور مظلوم کی۔ (ترمذی، ابن خزیمہ)	شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔ (القدر) شب قدر کو رمضان کے آخری دس دنوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو (اور) جو اس رات سے محروم رہ گیا وہ بڑی دولت سے محروم رہ گیا۔ (بخاری) آج کی رات کہیں اتنی بڑی دولت سے محروم تو نہیں رہ گئی؟

...ائی	جہالت کا کام کیا		شور شرابا کیا		دعا کی		شب قدر		
نہیں	ہاں	نہیں	ہاں	نہیں	ہاں	نہیں		ہاں	نہیں
							اکیسویں شب		
							تئیسویں شب		
							پچیسویں شب		
							ستائیسویں شب		
							انتیسویں شب		

طارق نعیم عباسی

گلدستہ

روزے کی فضیلت و عظمت

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"روزہ ڈھال ہے۔ پس روزہ دار کو چاہیے کہ فحش بات نہ کہے اور جہالت کی بات (مثلاً مذاق، جھوٹ، چیخنا، چلانا، شور وغل مچانا وغیرہ) بھی نہ کرے اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اسے چاہیے کہ دو مرتبہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"روزہ دار اپنا کھانا پینا اپنی خواہش میرے لیے چھوڑ دیتا ہے تو روزہ میرے لیے ہی ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے (لیکن روزہ کا ثواب اس سے کہیں زیادہ ملے گا)"

[بخاری شریف]

روزہ داروں کے لیے جنت کا دروازہ "ریان" ہے:

سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جنت میں ایک دروازہ ہے جسے "ریان" کہتے ہیں اس دروازہ سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے، ان کے سوا کوئی اس دروازے سے داخل نہ ہوگا۔ کہا جائے گا روزہ دار کہاں ہے پس وہ اٹھ کھڑے ہوں گے، ان کے سوا کوئی اس دروازہ سے داخل نہ ہو گا، پھر جس وقت وہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ غرض اس دروازہ سے کوئی داخل نہ ہو گا۔" [صحیح بخاری]

اخت آفتاب خان...... کمیر ساہیوال

آئیں تہجد سیکھیں

چاروں طرف چاند کی چاندنی کا راج تھا کہ اچانک ایک آدمی اٹھا اور اٹھتے ہی اس اللہ کے بندے نے آسمان کی طرف نظر کر کے سورۃ آل عمران کی آخری گیارہ آیات (۱۹۰،۲۰۰) پڑھیں پھر اس شخص نے بستر سے اٹھتے ہی (الله اکبر، ۱۰)، (الحمد لله، ۱۰)، (سبحان الله و بحمده ۱۰)، (سبحان الملک القدوس ۱۰)، (استغفر الله ۱۰)، (لا اله الا الله ۱۰) اور (اللهم اعوذبک من ضيق الدنيا و ضيق يوم القيامة ۱۰) پڑھا پھر (اللهم اغفرلي واهدني و ارزقني و عافني) کہا۔

کہتے ہی پھر مشک کی طرف بڑھ گیا اس کا منہ کھولا اور پیالہ میں پانی بھرا۔ پھر مسواک کی اور اچھی طرح وضو کیا۔ یعنی نہ تو بہت پانی بہایا اور نہ ہی زیادتی کی۔

پورا وضو کر لینے کے بعد (اشهد ان لا اله الا الله وحدهٔ لا شريک له و اشهد ان محمداً عبدهٔ و رسولهٔ) کہا۔

پھر نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہی اپنی نماز کو اس دعا سے شروع کیا:

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبرَائِيلَ وَ مِيكَائِيلَ وَ اِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اِهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ))

پھر اس شخص نے نماز شروع کی۔ پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں پھر دو طویل رکعتیں پڑھیں، پھر ان سے ہلکی دو طویل رکعتیں پڑھیں۔ پھر ان سے ہلکی دو طویل رکعتیں پڑھیں۔ پھر ان سے ہلکی دو طویل رکعتیں پڑھیں۔ پھر ان سے ہلکی دو طویل رکعتیں پڑھیں۔ پھر ایک رکعت وتر پڑھا۔ اس طرح یہ تمام تر رکعتیں تیرہ ہوئیں۔ یعنی اس شخص نے ہر دو رکعتیں پہلے والی دو رکعتوں سے ہلکی پڑھیں۔

ننھے مجاہدو! آپ جان چکے ہوں گے کہ یہ شخص کون ہے؟...... جی ہاں! یہ ہمارے پیارے نبی محمد کریم ﷺ تھے۔

عائشہ نواز...... شیخوپورہ

اللہ رب العالمین

اللہ رب العالمین کی شان عظیم ہے
وہ رب کریم ہے
کائنات کا مالک ہے
ہر شے کا وہ خالق ہے
اس کی کریں عبادت ہم
حاصل کریں سعادت ہم
اس نے اتارا ہے قرآن
جس پر پختہ ہے ایمان
اسی کی پڑھتے ہیں کتاب
جو ہے ذریعۂ نجات
اللہ ذوالجلال ہی کا ہے فرمان
بندے خود کو تو پہچان
ایمان جو اس پر لائے گا
وہ جنت میں جائے گا

فاروق اے حارث

اسلامی معلومات

- سیدنا عمر فاروق کے قاتل کا نام فیروز تھا۔
- فیروز ایک صحابی سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام تھا۔
- غزوہ تبوک سے واپسی پر آپ ﷺ نے مسجد ضرار کو گرانے کا حکم دیا تھا۔
- سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے سید الشہداء کا لقب دیا۔

شبنم انور...... مظفر آباد

احادیث نبوی ﷺ

- اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وقت پر نماز پڑھنا ہے۔ (بخاری)
- ایمان اور کفر کے درمیان فرق نماز کا ہے۔ (ترمذی)
- روزِ محشر نماز کا حساب سب سے پہلے لیا جائے گا۔ (ابن ماجہ)
- نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ (مشکوۃ)
- تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اس لیے کہ اگر تم اسے دیکھ نہیں سکتے تو وہ یقیناً تم کو دیکھ رہا ہے۔ (بخاری)

اخت ابو عاقمہ شہید رحمہ اللہ...... گوندلانوالہ

میری آرزو

میری آرزو ہے دل میں، پلٹ کر پھر نہ آؤں
کافر کا سینہ چیروں اس کو سبق سکھاؤں
سینے پہ گولی کھا کے پھر خون میں نہاؤں
پختہ عزم لیے ہوں میری راہ میں نہ آنا
میں جلانے جا رہی ہوں باطل کا آشیانہ
اللہ سے ہے ملنا ...... ملنے کا ہے بہانہ

مریم اکرام الحق...... صادق آباد

افضل عمل

ایمان لانے کے بعد سب سے افضل عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے (بخاری) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کون سے اعمال سب سے بہتر ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جہاد (نیک) اعمال کی کوہان ہے (یعنی سارے نیک اعمال میں سے افضل ہے) (ترمذی)

ایک آدمی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا مجھے کوئی ایسا عمل بتائے جس کا ثواب جہاد کے برابر ہو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایسا کوئی عمل نہیں (بخاری)

اخت حافظ خلیل الرحمٰن...... ننکانہ

ذرا بتائیے تو؟

سلسلہ نمبر 15

سلسلہ نمبر 15 کے صحیح جوابات بھیجنے والے احباب

شیخوپورہ، ننکانہ : آمنہ بنت افتخار، عبدالرحمٰن بن عبداللہ، عبدالمعید بن عبداللہ، مریم بدیعہ۔ **قصور:** راحیلہ ہارون، عبیدالرحمٰن۔ **فیصل آباد:** ربیعہ مصطفیٰ، زہرا مصطفیٰ، حامد رشید، صباحت مقصود۔ **وھاڑی:** محمد وقار مشتاق، حافظ کلیم اللہ، سلیمان بشیر، قاری محمد اسماعیل، محمد رضوان۔ محسن لطیف، اشفاق نذیر۔ **بھاولپور:** حافظ محمد وسیم۔ حفصہ بنت حامد۔ حمزہ علی۔ راشد جاوید۔ **سعودی عرب:** صفیہ بنت رحمت خان۔ **کوئٹہ، بلوچستان:** ابودجانہ عسکری۔ **گوجرانوالہ:** بابر اقبال، عائشہ منظور، حماد منظور۔ **بھاولنگر:** عبدالباسط شاہین، محمد ارشد۔ **سرگودھا:** زوبیہ رمضان۔ راشد الرحمٰن۔ اخت گوہر ایوب۔ **ملتان:** بنت ابورضوان، بنت جاوید، ابورضوان جاوید، اخت بلال۔ کنزہ یاسمین۔ **لاھور:** محمد سلیم آصف، طیب اسلام عسکری۔ **اوکاڑہ:** عبدالمنان، ابوبکر بھٹوی، عبدالرؤف۔ **نارووال:** شاہد منور۔ زاہد غلام رسول۔ **خانیوال:** حافظہ اقراء نواز، اویس عزیز کمبوہ، عدنان سلفی، فروا امین، حافظ مجید بشیر، حافظہ میمونہ فاروق، طیبہ کنول۔ **لیہ:** زرعونہ خان، حافظہ ثانیہ خان۔ **ڈیرہ اسماعیل خان:** اخت مہتاب خان۔ **مظفر گڑھ:** ولید بن شاد، طلحہ احمد شاد۔ **پاکپتن:** محمد اشفاق۔ **گجرات:** اسماعفت۔ محمد یوسف جلکھڑ، بنت حامد علی۔ **دیگر شہروں سے:** رانا محمد یوسف

سلسلہ نمبر 15 کی شخصیت

قتیبہ بن مسلم باہلی

انعام یافتگان

①	ربیعہ مصطفیٰ	جڑانوالہ
②	عائشہ منظور	گوجرانوالہ
③	حافظہ مجیدہ بشیر	میاں چنوں
④	محمد اشفاق نذیر	وہاڑی
⑤	اسماء عفت	گجرات
⑥	راشد جاوید	ہارون آباد
⑦	طیب اسلام عسکری	لاہور
⑧	اخت مہتاب احمد خان	ڈیرہ اسماعیل خان
⑨	وقار مشتاق	وہاڑی
⑩	عبدالمنان	اوکاڑہ

کوشش جاری رکھیں

عبدالرؤف انجم فروکہ (استاد موجب حیات جاوادانی) اخت ندیم سرور شکر گڑھ (جہادی ترانہ) رخسانہ بنت سرور خان شکر گڑھ (شعر) عبدالمنان شیرازی (علم دولت) صابرہ صدف شیخ جوہر آباد (اقوال زریں) نازیہ پروین، وزیر آباد (بہتر عمل) ظفر احمد معاویہ، عذرا بلوچ منچن آباد (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) اویس علی (اقوال زریں) فروا مریم عارفوالہ (علی سے ابو تیراب تک) بنت محمد مشتاق شیخوپورہ (بکھر موتی) کہکشاں عامر قلعہ دیدار سنگھ (معلومات اسلام) عزیز الرحمٰن ابوالقصاص میانوالی (نظم) محمد سفیان شان، خانیوال (سنہرے موتی) رخسانہ بشیر سرگودھا (اللہ جانتا ہے) عطیہ عبدالواحد سندھو (شعر) اخت محمد شوکت سندھو (حمد) مطیع اللہ سیف، گوجرہ (والدین کی خدمت) سکینہ بنت تقی فیصل آباد (اخلاق) زرعونہ خان، ربیعہ خان، ثانیہ خان، سعدیہ خان مرید کے (نظم) اویس بن علی (بلال) عمیر سالک یوگو (حاضر جوابی) راحت العین، خانیوال (محنت) عائشہ رفیق (علم کا پیالہ) عمر فاروق بن ارشد فورٹ عباس (ماسٹر صاحب) عمارہ مجید مدینہ منورہ (نظم) جویریہ بتول چکوال (استاد قوم کا معمار) محمد عدنان شاف ساہیوال (دل کا بادشاہ) زینب بڈھا چک (آج کے استاد) آمنہ اصغر (پڑھو بچو میرا پیغام) مدیحہ عبدالقیوم، ملتان (اب کا قرینہ) آمنہ اسماء علی امۃ القدوس بنت ایوب (علم اہمیت) نائیلہ عظمیٰ خالد ٹنڈو آدم (تعلیم کی) (استاد کی عزت) محمد یوسف شیخوپورہ (دنیا) عالیہ اشفاق، ارشد فورٹ عباس (میرا استاد کائنات) شوال خالد (کھانا آباد (ہارون الرشید کے بیٹے) سجاد آزاد کشمیر (موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ) عمر فاروق بن میری جنت) ساجد اسماعیل، اوکاڑہ (مظلوم کی آہ) مریم خلیل لاہور (معلم گوجرانوالہ (یوم جمعہ کی کھانے کی دعا) محمد ارسلان خوشاب (اقوال زریں) نگینہ تبسم لاہور (جانوروں کے ساتھ سلوک) اسماء بشیر فضیلت) اخت ابوصارم (نظم) عمارہ اخت ابوبکر (جنت کے بدلے جان و مال کے سودے) اخت ابراہیم بٹ (نظم) رضوان علی انصاری (توحید اور ہم) طٰہٰ عبدالرحمٰن لاہور (اقوال زریں) مصباح اقبال (موت) سدلیس خان خانپور (اسلامی معلومات) راشد قمر مجاہد ساہیوال (اسلامی معلومات) عظیم عبدالرحمٰن لاہور (شہادت کی جستجو) فائزہ عبدالجبار (حمد) عمر فاروق بن ارشد، بہاولنگر (نظم) محمد رفیق الرحمٰن رینالہ خورد (جہان والوں کے لیے رحمت) محمد فیصل رفیق چونیاں (مفتی اعظم) سائرہ اقبال، میانوالی (کلمہ گو مشرک) قراۃ العین سانگلہ ہل (زندگی کا مقصد) فردوس جبین میانوالی (پانچ برائیاں) محمد وقاص جڑانوالہ (اشعار) سمیعہ کنول، چونیاں (اشعار) سلمیٰ نورین چکوال (سچے چور) ناحید صدف عبدالمجید مغل (ماں عائشہ نثار میلسی (المدد یا خدا) نفیسہ بنت محمد علی (سنہری باتیں) آمنہ اختر کامونکی (شعر) محمد عثمان اکبر، جہلم (شعر) محمد محسن گوجرانوالہ (تلاش) نجمہ اکرم، قصور (مسکراہٹ کا تحفہ) محمد رضوان بھٹی ہیڈ بلوکی (اسلامی معلومات) فوزیہ صدیق، ناصرہ عتیق مستووال (بار بار کہو) آمنہ عارف اللہ (آمنہ فردوس (عظیم ترین) اصغر علی گل، بونگا کلاں (اسلامی معلومات) محمد عرفان تبسم (توحید کیوں ضروری) سلطانہ شمیم میاں چنوں (شعر) محمد منیب گوجرہ (شہادت کی آرزو) رباب عبدالغنی خوشاب (ماں رحمت کی برسات) جویریہ داؤد بادامی باغ لاہور (حسینہو توابیا) وحیدہ حفظ الرحمٰن رینالہ خورد، اسرار الحق، ملتان (دینی معلومات) لبنیٰ شہزادی، سمندری (شعر) جویریہ داؤد، بادامی باغ لاہور (دو آنسو) اخت مظہر محمود سلفی، حویلیاں (سائنسی معلومات) نائلہ بتول بنت محمد راولپنڈی (نعت) منظور احمد ہاشمی قصور (حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہو سکا) محمد مقصود لاہور (معلومات) محمد ساجد ضیا ڈسکہ (معلومات) زہرا شفقت اسلام آباد (انمول موتی) ریحان اکرم (حدیث نبوی) زوہیب امین، صباء امین ڈاہرانوالہ (اللہ کی مدد کے نظارے) محمد اویس ملک ننکانہ سنہرے موتی۔ واصف علی واصف (فرمودات) زہرہ قاضی (اصل انسانی زیور) عاصمہ نذیر میاں چنوں (سچی مسکراہٹ) ناصر رشید، میاں چنوں (گنگشن دستیاب ہے) آسیہ بنت احمد علی گھڑیالہ (قرآنی معلومات) مرزا محمد فہیم (کیا آپ جنت چاہتے ہیں) یاسمین طاہرہ، بھمبہ کلاں قصور (ستر ہزار یہودیوں کا قبول اسلام) عبدالشکور عاصم، قصور (آزمائش) بشریٰ حنیف لاہور (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) عبدالمنان سعید (شکوہ) سید حسان اسم (باپ کا قتل) عرفان عزیز (شہید کا انعام) آصفہ احمد علی (حدیث نبوی ﷺ) حافظ محمد وسیم (معلومات قرآن) اخت زاہد (نظم)

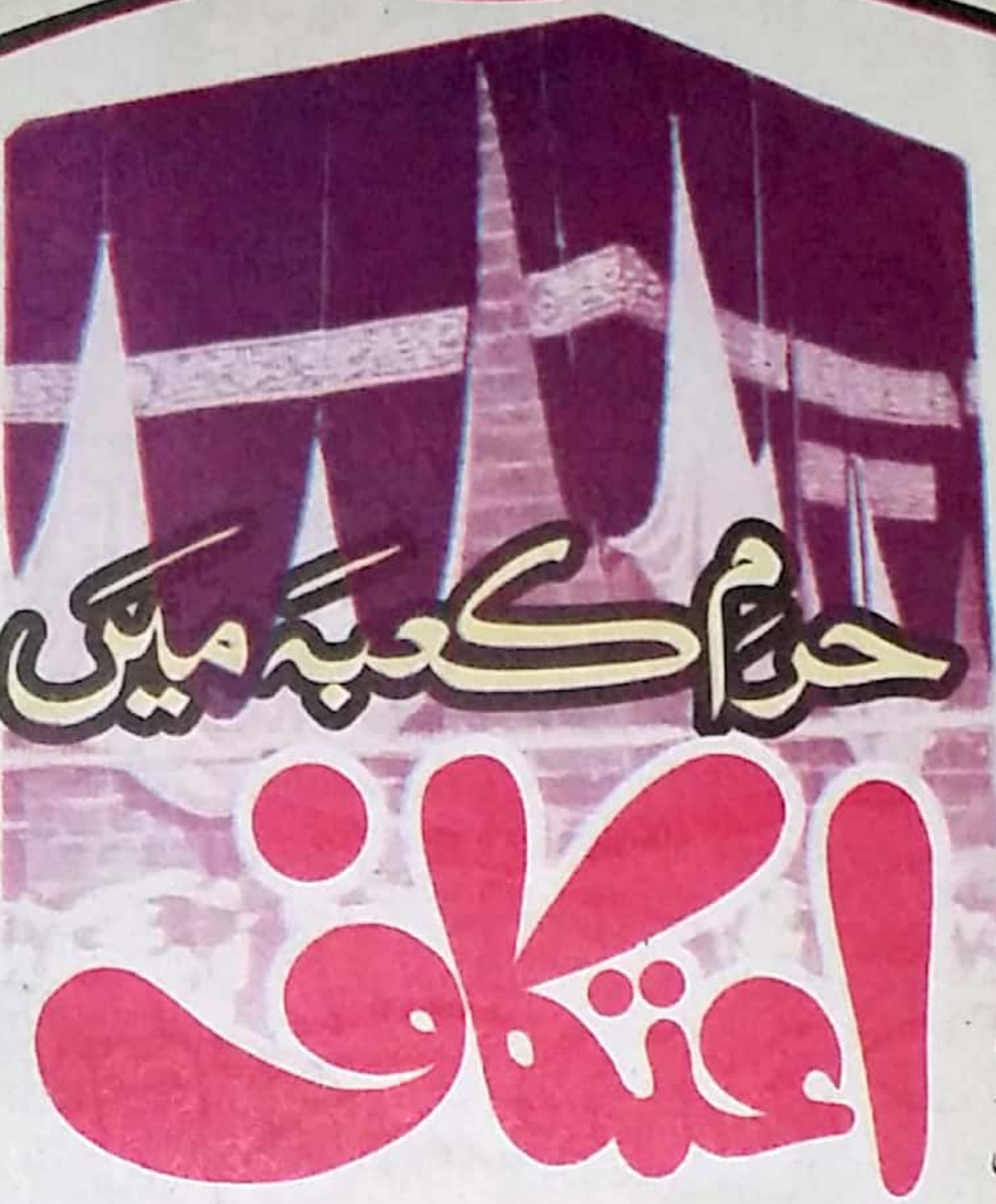

حرم کعبہ میں اعتکاف

عزیز احمد

میں ۷۵ سال کا بوڑھا ہوں۔ کانوں سے معذور ہوں۔ بینائی بھی کمزور ہے، دو بار آنکھوں کا آپریشن ہوا۔ مالی طور پر بھی کمزور ہوں، مجھے حرمین شریفین حاضر ہونے کی تڑپ تھی۔ مولائے کریم سے دعا مانگتا رہتا تھا، اس کریم آقا نے میری مدد فرمائی، مجھ پر کرم کیا، اپنے ایک بندے الحاج عبدالشکور دادا صاحب کو ذریعہ بنا کر تمام اسباب مہیا فرما دیے اور میرے تمام معاملات کو اس طرح سلجھا دیا کہ قرآن پاک کی اس آیت کا مضمون کھل کر سامنے آ گیا کہ: ''و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ'' ''جو کوئی اللہ پر توکل کرتا ہے تو اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔''

میں جو واقعہ بیان کر رہا ہوں، اس میں قدم قدم پر خدائے علیم وقدیر کی عظیم قدرتوں کا نظارہ ہے۔ اس واقعہ سے آپ سب بہن، بھائیوں کو یہ یقین حاصل ہوگا کہ جب بھی کوئی بندہ ہر طرف سے مایوس ہو کر صرف خدائے وحدہ لاشریک کے در کا ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس بندے کی غیبی مدد کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

میں مارچ ۱۹۹۰ء میں عمرہ کے لیے روانہ ہوا تو کراچی کے الحاج شیخ محمد یعقوب نے مجھے سترہ ہزار روپے عنایت کیے۔ اللہ تعالیٰ انھیں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکرانہ ادا کیا۔ پھر عمرہ کیا، مدینہ منورہ گیا۔ پھر مکہ مکرمہ آ گیا۔ اتنے میں رمضان المبارک شروع ہو گیا۔ میں نے پورے رمضان المبارک کا اعتکاف کرنے کی نیت کی اور حرم شریف میں معتکف ہو گیا۔ میں روزانہ سحری اور افطار کے وقت طوافِ خانہ کعبہ کی سعادت حاصل کرتا تھا۔ اس کے علاوہ دن میں بھی طواف کر لیتا تھا۔ رات کو تراویح اور نوافل سے فراغت کے بعد تھوڑی دیر کے لیے لیٹ جاتا تھا تاکہ تازہ دم ہو جاؤں۔ ہر وقت یہی دھن سوار رہتی تھی کہ معلوم نہیں پھر آنا نصیب ہو کہ نہ ہو اب حسرت پوری کر لوں۔ ۲۲ رمضان المبارک کو حسبِ معمول تراویح، نوافل سے فارغ ہو کر لیٹا تو میرے ساتھ وہ سانحہ پیش آیا کہ مولائے کریم مدد نہ فرماتا تو میری جان ہی نکل جاتی۔ جب میں لیٹا تو نیند آ گئی، تھوڑی دیر بعد محسوس ہوا کہ کوئی مجھے جھنجھوڑ رہا ہے اور میری بیلٹ جو کمر کے ساتھ بندھی ہوئی تھی، کھول رہا ہے۔ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ دو عورتیں ہیں انھوں نے مجھے کچھ سنگھا دیا۔ پھر مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ پولیس والے مجھے ایمبولینس میں ڈال کر اسپتال لے گئے تھے وہاں معائنہ بھی ہوا اور انجکشن بھی لگے۔ ہوش آنے پر پولیس والے مجھے حرم شریف کے دروازے پر چھوڑ گئے۔ میرا جسم کانپ رہا تھا۔ ہاتھ پاؤں نیلے ہو رہے تھے، رقم تو چلی گئی تھی مگر جان بچ گئی تھی۔ اللہ کا شکر ادا کیا۔ نمازِ فجر پڑھ کر سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: ''منہ سے تو تم کہتے ہو توکل ہے، تقویٰ ہے اور آئے ہو رقم لے کر! کہاں ہیں اب پیسے؟'' اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ میں اٹھا۔ بہت رویا، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ ملتزم شریف پر سر رکھ کر معافی مانگی۔ پھر اچانک دل کو بڑی تسلی محسوس ہوئی۔

شام کو روزہ رکھنے کے لیے بعد یاد آیا کہ کراچی سے چلتے وقت ایک بھائی محمود غزنوی نے چند ایڈریس دیے تھے کہ اگر مدد کی ضرورت ہو تو ان سے رابطہ کر لینا۔ میں نے بیگ سے وہ ایڈریس نکالے۔ ان میں سے ایک پتا حرم کے نزدیک کا تھا۔ باب العمرہ کے پاس واقع خلیل فارمیسی کے مالک خلیل نجمی صاحب کا ایڈریس تھا۔ میں نے باہر جا کر پاکستانی لوگوں کی منت کی۔ اپنا حال بیان کیا اور درخواست کی کہ مجھے اس ایڈریس پر پہنچا دو۔ چنانچہ ایک دو صاحبان نے کوشش کر کے جگہ تلاش کی اور مجھے وہاں پہنچا دیا۔ فارمیسی میں سیلز مین اور ملازمین تھے۔ انھوں نے بتایا کہ خلیل صاحب اس فارمیسی کے مالک ہیں، کبھی کبھی آتے ہیں، ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ میں پریشانی کی حالت میں مایوس ہو کر واپس آ گیا۔ حرم کے باہر دروازے پر لوگ سحری کھا رہے تھے۔ میں نے اشارے سے کھانا مانگا تو انھوں نے بہت کچھ دیا۔ سحری کھائی۔ زم زم پیا۔ روزہ رکھ لیا۔ شام کو روزہ افطار کرنے اور معمول کی عبادت کی فراغت کے بعد خیال ہوا کہ چلو فارمیسی چلتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مالک آ گیا ہو۔ لہٰذا میں فارمیسی چلا گیا۔ جب اندر گیا تو ایک ملازم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے گھسیٹتا ہوا باہر لے آیا اور اسی طرح کھینچتا ہوا چلتا رہا۔ میں نے کچھ کہنا چاہا تو اس نے منہ پر انگلی رکھ کر مجھے بولنے سے منع کر دیا۔ میں یہ سوچتا رہا کہ اب یہ شخص مجھے پولیس کے حوالے کرے گا۔ میں دل ہی دل میں اللہ سے مدد کی درخواست کرتا رہا۔ کچھ آگے جا کر ہم بس میں سوار ہوئے۔ اس نے مجھے کہا کہ بس خاموش ہی رہنا۔ تقریباً دو میل کی مسافت کے بعد وہ مجھے گاڑی سے لے کر اترا اور ادھر ادھر کی گلیوں سے گزر کر ایک عالی شان بنگلے کے سامنے جا پہنچا۔ اس نے اطلاعی گھنٹی بجائی۔ میں بولنا چاہتا تھا کہ اس نے پھر مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ دروازہ کھلا تو اس نے مجھے ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا اور چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک وجیہہ شکل کے صاحب آئے اور علیک سلیک کے بعد اشارے سے کچھ پوچھا۔ میں سمجھ نہ سکا، مجھے معلوم ہے کہ آپ بہرے ہیں، مجھے نوکروں نے بتایا تھا، میں انھیں کہہ آیا تھا کہ اب آپ آئیں تو وہ آپ کو میرے پاس لے آئیں، چنانچہ نوکر آپ کو یہاں لے آیا۔ بتائیں کیا بات ہے؟ میں نے تمام سرگزشت کہہ سنائی اور رو پڑا۔ انھوں نے بہت تسلی دی اور ہنستے ہوئے کہا: ''ایسے واقعات اکثر ہوتے رہتے ہیں آپ فکر نہ کریں، اللہ اللہ کریں اور اللہ کا شکر ادا کریں کہ آپ زندہ ہیں۔ اب بتائیں کیا چاہتے ہیں؟ یہ بھی بتائیں کہ آپ کو میرا ایڈریس کس نے دیا؟'' میں نے سب بتایا انھوں نے مجھے کہا کہ آپ بے فکر ہو جائیں میرا آدمی روزانہ آپ کو شام چار بجے حرم شریف چھوڑ آیا کرے گا۔ آپ فارمیسی پر قیام کریں اور فلاں ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں رہا کریں۔ انھوں نے مجھے پچاس ریال بھی ضروری اخراجات کے لیے دیے، باقی رمضان اسی طرح گزرا۔

رمضان شریف کے بعد خلیل نجمی نے مجھ سے پوچھا: ''اب آپ کیا چاہتے ہیں؟'' میں نے کہا: ''حج کرنا چاہتا ہوں۔'' انھوں نے کہا کہ آپ کا ویزا ختم ہو گیا ہے اور مکے میں آج کل بہت سختی ہے، جن کا ویزا نہیں ہے انھیں پکڑ رہے ہیں، چلیں خیر میں آپ کو اپنی کفالت میں لیتا ہوں۔ چنانچہ خلیل صاحب بذاتِ خود رات کو مجھے حرم لے جاتے اور طواف کرا کے واپس گھر لے آتے تھے۔ نہایت آرام رہا۔ اعلیٰ کھانے ملتے رہے۔ رہنے کے لیے بھی اچھی جگہ ملی ہوئی تھی، یہ سب میرے مولا کی کرم فرمائی تھی، جس نے یہ انتظام کرا دیا، خلیل صاحب کے ساتھ اس دوران غیر رسمی گفتگو بھی ہوتی رہتی تھی۔ انھوں نے مجھے اپنے عزیزوں سے بھی متعارف کرایا۔ چنانچہ خوب دعوتیں ہوئیں، مجھ جیسا بے سروسامان آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ لٹ جانے کے بعد یوں عیش ہو سکتے ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی پر مہربان ہو جاتا ہے، سب لوگ اس بندے کے ساتھ محبت کا معاملہ کرتے ہیں۔

جب حج کا وقت آیا تو خلیل صاحب دفعتاً کہنے لگے، بابا جی! اب حج کیسے کرو گے؟ میں نے کہا مجھے کیا معلوم؟ جس اللہ تعالیٰ نے اتنے مزے کرائے ہیں وہ خود انتظام کرے گا۔

خلیل صاحب نے ڈیڑھ ہزار ریال میں ایئر کنڈیشنڈ گاڑی بک کرائی اور بڑی سہولت سے مناسکِ حج ادا کرنے کی توفیق ملی۔ انھوں نے مجھے تمام انتظام سے بے فکر کر دیا۔ حج کے بعد میرا ٹکٹ او کے کرایا۔ مجھے جدہ ایئرپورٹ پر اپنی گاڑی میں چھوڑنے کے لیے آئے۔ سامنے اندر آ کر بورڈنگ کارڈ بنوا کر دیا اور آخر وقت تک ساتھ رہے۔ اللہ تعالیٰ خلیل صاحب کو دین و دنیا کی برکات سے مالا مال فرمائے۔ (آمین)

رمضان المبارک اور ارکان اسلام

اخت عثمان اشرف شیخ رائیونڈ

برسات کے خوشگوار موسم میں خوب بارشیں ہوتی ہیں، ہر چیز دھل کر نکھر جاتی ہے...... مگر بنجر زمین اور پتھریلی چٹانیں بارش کی تازگی سے محروم رہتی ہیں۔

رمضان المبارک بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی برسات کا مہینہ ہے، دلوں کی زمین بھی کئی قسم کی ہوتی ہے زرخیز قلوب (دل) رحمت کی بارش سے خوب سیراب ہوتے ہیں۔ بنجر قلوب اس کے اثرات سے محروم رہتے ہیں اور پتھر دلوں پر بھی اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا وہ ویسے کے ویسے ہی رہتے ہیں بہار کے موسم میں خوشبوؤں سے معطر ہوائیں چلتی ہیں۔ فضا میں پھولوں کی مہک بس جاتی ہے اسی طرح رمضان المبارک میں روحانی خوشبوؤں کی ہوائیں چلتی ہیں۔ فضا میں رحمت و برکت کی مہک بس جاتی ہے جو دل اللہ سے ڈرنے والے ہوتے ہیں وہ ان خوشبوؤں اور رحمت کی مہک سے خوب خوب معطر ہوتے ہیں۔ لیکن جو دل اللہ کے ڈر اور اس کی محبت سے محروم ہوتے ہیں وہ کورے کے کورے رہتے ہیں۔ وہ اس مہینے کی برکات سے اور اللہ کی عنایات سے محروم رہ جاتے ہیں چودھویں کی رات کا چاند اپنے پورے جوبن پر ہوتا ہے، سمندر کا پانی اس کی کشش سے اوپر کو اٹھتا ہے اور زمین سے بلند ہو کر آسمان کو چھو لینا چاہتا ہے۔ غرض اس ماہ مبارک کی ایک ایک گھڑی بڑی خیر و برکت والی ہے، ہمیں بھی ان سے فیض یاب ہونے کے لیے ہر ممکن کوشش اور فکر کرنی چاہیے اور اسلام کے ارکان او احکام پر مکمل پابندی سے عمل کرنا چاہیے۔

آیئے! ارکان اسلام اور رمضان المبارک کے باہمی ربط و تعلق کو واضح کر کے دیکھتے ہیں، جس سے اس مہینے کی عظمت سامنے آتی ہے۔

کلمہ طیبہ:

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ...... کلمہ طیبہ، کلمہ توحید جوہر اسلام ہے، اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ ہماری تمام عبادات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اسی کے لیے خاص ہیں اور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہمیں دل و جان سے قبول ہے، یہ توحید و ایمان کا ثمر ہے، جبکہ اس کے برعکس نور توحید کو چھوڑ کر شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھٹکنا سب سے بڑا جرم و گناہ ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تو کسی کو اللہ کا ساجھی و ہمسر بنائے، جبکہ اس نے تجھے پیدا کیا۔ (بخاری)

یعنی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا مشکل کشا، حاجت روا سمجھنا، چاہے وہ کسی بت کی صورت میں ہو یا کسی زندہ یا مردہ بزرگ کی شکل میں اللہ کے سوا کسی سے بھی مدد طلب کرنا جو اس کی قدرت سے باہر ہو یہ سب شرک اکبر ہے۔ روزہ شرک اکبر سے بچنے کا اہم ذریعہ ہے۔ انسان اپنی ساری جائز خواہشات صرف اس لیے چھوڑ دیتا ہے کہ اللہ نے منع کیا ہے ریاکاری بھی شرک ہے، جسے شرک خفی یعنی (چھپا ہوا) کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ریاکاری چیونٹی کے قدموں سے بھی زیادہ خفی عمل ہے۔" (الترغیب والترہیب)

رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں خدشہ ظاہر کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا:

"مجھے تمھارے بارے میں سب سے زیادہ جس چیز کا خوف ہے وہ شرک اصغر ریا (لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل کرنا) ہے۔"

روزہ ریاکاری سے بچانے کا ذریعہ ہوتا ہے، کیونکہ اس کی اہم خصوصیت اخلاص کو پروان چڑھانا ہے، روزے دار اپنا محاسبہ کرتا رہتا ہے جس سے اخلاص کی صفت بڑھتی اور ریاکاری سے چھٹکارا ملتا اور توحید خالص تک رسائی ہوتی ہے، روزہ اللہ کی خوشنودی کے حصول اور نفس کو اس کی نگرانی میں دینے کا خالص عمل ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اولاد آدم کا ہر عمل دس گنا بڑھتا ہے، سوائے روزے کے...... روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی روزے کی جزا دوں گا۔" (بخاری)

روزے سے بندے میں امانت و دیانت کی صفت بڑھتی اور اخلاص نصیب ہوتا ہے اور روزہ اعلیٰ مقاصد کے حصول اور گناہوں سے بچنے کا سبب، ریاکاری و منافقت سے جان چھڑانے کا ذریعہ بنتا ہے، یعنی روزہ بندے اور رب کے درمیان ایک راز ہے، جسے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے ادا کیا جاتا ہے اور اللہ کی ہی رضا اس کا مقصد اولین ہے روزے کے اعمال اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں۔ اپنی جائز ضرورتوں کو چھوڑنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس کی محبت اور رضا کے حصول کی کوشش کے سوا اور کچھ نہیں۔

نماز:

ارکان اسلام میں سے دوسرا اہم رکن نماز ہے۔ ماہ رمضان میں بہت زیادہ جوش و خروش سے نماز کی ادائیگی کا اہتمام ہوتا ہے، نمازوں کے لیے رغبت عروج پر ہوتی ہے، فرائض کے ساتھ ساتھ نفل اور سنتوں میں بھی شوق بڑھتا ہے اور خشوع و خضوع کے مناظر عام آنے لگتے ہیں، تراویح کی نماز میں شریک ہونا اور پچھلی رات کو اٹھ کر اللہ کے حضور گڑگڑانا، بڑی عاجزی و انکساری سے دعائیں مانگنا اور زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کی تلاوت کرنا ہماری اولین خواہش ٹھہتا ہے۔ اس ماہ مبارک میں اہتمام نماز کی برکت سے بڑی تعداد میں لوگ پکے اور سچے نمازی بن جاتے ہیں۔ جب ہم خشوع و خضوع کا اہتمام کرنے لگتے ہیں تو ہمیشہ کی کامیابی کا وعدہ پا لیتے ہیں:

"بے شک مومنوں نے کامیابی پائی یہ خشوع و خضوع سے اپنی نمازیں ادا کرتے ہیں۔" (المومنون: ۲،۱)

ادائیگی نماز میں رغبت اور لگن اللہ تعالیٰ کے قرب کا عظیم مقام دلاتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"رمضان کے دنوں میں نفلی اعمال و عبادات سے قربت الٰہی کا وہ درجہ ملتا ہے جو عام دنوں میں کسی فرض کی ادائیگی سے نہیں ملتا ہو جو شخص رمضان میں ایک فرض ادا کرتا ہے اسے ستر (۷۰) فرضوں کے برابر اجر و ثواب دیا جاتا ہے۔" (ترمذی)

یہ نماز کی وہ عظیم شان ہے جو رمضان میں مزید بڑھ جاتی ہے۔

③ زکوٰۃ:

رمضان میں اس رکن عظیم پر عمل دیگر مہینوں سے زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ اکثر لوگ اسی ماہ میں اپنی زکوٰۃ ادا کرنا پسند کرتے ہیں، تاکہ اس ماہ کی برکتوں سے ان کا اجر و ثواب بڑھ جائے، اس کے علاوہ اس مبارک مہینے میں نفلی خیرات بھی بڑھ چڑھ کر کی جاتی ہے کیونکہ اس سے بشارت نبوی ﷺ کا یہ درجہ ملتا ہے:

"رمضان میں کیا جانے والا صدقہ و خیرات اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے افضل صدقہ شمار ہوتا ہے۔"

رمضان المبارک کی فضیلت کے اسباب میں سے چند یہ ہیں:

❀ رمضان میں کی جانے والی مالی عبادات کو شرف قبولیت اور اجر عظیم کا بلند درجہ ملتا ہے۔

❀ صدقہ وخیرات کا رمضان سے خصوصی تعلق ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افضل ترین صدقہ و خیرات ماہ رمضان میں کیا جانے والا صدقہ وخیرات ہے۔''

❀ روزہ داروں کی خدمت کرنے پر بڑا اجر ملتا ہے اس لیے سحر وافطار کروانے میں سبقت لے جانے کی کوشش کی جاتی ہے، نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی کسی روزے دار کو افطار کرواتا ہے تو اسے روزے دار کے اجر کے برابر ثواب دیا جاتا ہے، جبکہ روزے دار کے ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔''

❀ رمضان میں جو کوئی اللہ کا دیا ہوا مال بڑھ چڑھ کر خرچ کرے تو اللہ کریم اس سے بڑھ کر اسے اپنے عطیے سے نوازتا ہے۔

❀ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی علامت ہے، آپ رمضان میں دیگر مہینوں سے زیادہ سخاوت فرماتے۔

❀ صدقات گناہوں کا کفارہ ہوتے ہیں، لہٰذا رمضان کے آخر میں فطرانہ ادا کیا جاتا ہے، تاکہ روزے میں جو کمی رہ گئی ہو، فطرانے کی ادائیگی سے دور ہو جائے۔

اسلامی معاشروں میں دوران رمضان اکثر لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی کر کے اجر وثواب کے مستحق بنتے ہیں، ان دنوں کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بہت نفع بخش ہے۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی طرز زندگی کو سامنے رکھنا چاہیے کیونکہ ان کی زندگی میں ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

④ روزہ:

روزہ اسلام کا چوتھا رکن ہے۔ یہ محدود وقت کے لیے ہم پر فرض کیا گیا ہے، یعنی صرف رمضان المبارک کا ایک مہینہ! اس مہینے میں پورے روزے رکھنا ہر عاقل، بالغ مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے، نابالغ بچوں اور مجنون و پاگل پر فرض نہیں۔ لیکن عادت ڈالنے کے نابالغ بچوں کو روزہ رکھنا چاہیے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب بچے سات برس کے ہو جائیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس برس کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر انھیں تنبیہ کے طور پر مارو، اس طرح روزہ بھی ہے، جب ان چھوٹے بچوں کو روزہ رکھنے کی ہمت وطاقت ہو تو جتنے روزے بغیر تکلیف کے رکھ سکتے ہیں رکھیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان میں ایک نشے باز کو درے لگا کر فرمایا:

''کم بخت! تیرا ستیاناس ہو تو رمضان میں شراب پیتا ہے اور ہمارے بچے روزے سے ہیں۔'' (بخاری)

حج:

اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ اس کا موقع رمضان کا مہینہ تو نہیں ہے، لیکن اس کے ساتھ حج کا مضبوط تعلق ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''رمضان میں کیا جانے والا عمرہ (ثواب میں) حج کے برابر ہے۔'' (مسلم)

یعنی رمضان کا عمرہ بڑی فضیلت اور اجر وثواب پانے کا باعث بنتا ہے۔

پیارے ننھے مجاہدو! ارکان اسلام اور رمضان پر نظر ڈال کر دیکھ لیں، رمضان میں ہم کلمہ طیبہ کی عظمت سے روشناس ہوتے اور باجماعت نماز کی ادائیگی کے خوگر بن جاتے ہیں، زکوٰۃ کی ادائیگی سے اعلیٰ درجات پانے اور روزے رکھ کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے طالب ہوتے ہیں اور عمرہ ادا کر کے حج جتنا ثواب حاصل کر لیتے ہیں۔

لہٰذا یہ کہنا درست ہوگا کہ دوران رمضان نیک اعمال کرنے سے ہم اللہ کے ہاں قربت کا اعلیٰ مقام حاصل کر سکتے ہیں۔

بحوالہ: ماہ رمضان نیکی کا موسم از ڈاکٹر علی بن عمر بادحدح...... فضائل، مسائل، احکام از مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ۔

رمضان کی تیاری

رمضان المبارک بڑا ہی مقدس ماہ ہے اس میں اللہ رب العزت نے اپنے پیارے نبی ﷺ پر قرآن پاک اتارا۔ یہ برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نعمت عظیم کے طور پر عطا کیا۔ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ شیطانوں کو جکڑ دیتا اور جہنم کے دروازے بند کر دیتا ہے اور جنت کے دروازے کھول دیتا ہے مومن تو جب بھی اس ماہ مقدس کا نام سنتا ہے خوش ہو جاتا ہے اور اپنے اللہ سے دعائیں کرتا ہے یا اللہ! مجھے زیادہ سے زیادہ نیکیوں کو سمیٹنے کی توفیق عطا فرمانا اور استقبال رمضان کی تیاری شروع کر دیتا ہے میرے پیارے نبی ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب فرما کر ارشاد فرماتے تھے کہ:

''تمھارے پاس رمضان کا بابرکت ماہ آیا ہے اللہ تعالیٰ اس مہینہ میں تمھیں (اپنی رحمتوں) سے ڈھانپ لیتا ہے وہ اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور گناہوں کو مٹاتا ہے دعاؤں کو قبول کرتا ہے وہ تمھاری رغبت وچاہت کو دیکھ کر فرشتوں پر فخر کرتا ہے اس لیے تم اللہ تعالیٰ کو اپنی طرف سے بھلائی دکھاؤ جو اس مہینہ میں اللہ کی رحمت سے محروم ہو گیا وہ بڑا ہی بدبخت ہے۔''

ماہ رمضان مسلمان کے لیے موت سے پہلے توبہ کرنے کا سنہری موقع ہے اس ماہ مقدس میں اللہ تعالیٰ نے نیکیوں کی سیل لگا دی ہے ہر اعمال کا اجر ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے اور ہر نفل نماز کا اجر فرض کے برابر کر دیا جاتا ہے تو ننھے مجاہدو! آؤ ہم سب مل کر اس ماہ میں جتنی نیکیاں حاصل کر سکتے ہیں کر لیں اور اپنے اللہ کو راضی کر لیں! کیونکہ ہمیں نہیں معلوم کہ آئندہ اس نیکیوں کے موسم بہار میں ہم زندہ ہوں یا نہ ہوں پچھلے سال وہ ہم جیسے معصوم بچے تھے جنھیں زلزلے کی شکل میں موت نے دبوچ لیا اور وہ ہمیشہ کے لیے اس فانی دنیا سے چلے گئے جو باقی بچے ہیں وہ آج ہمارے تعاون کے محتاج ہیں آج ہماری امت میں کتنے ہی ایسے فقراء اور مساکین ہیں جنھیں اپنی بھوک مٹانے کے لیے ایک لقمہ اور پیاس بجھانے کے لیے ایک گھونٹ پانی میسر نہیں کتنے ہی ہم جیسے معصوم بچے ہیں جو بالکل بے یار و مددگار پڑے ہیں جن کے پاس کوئی ٹھکانہ نہیں موسم گرما کی حرارت ہو یا موسم سرما کی ٹھنڈک دونوں موسموں میں زمین ان کا بستر اور آسمان ان کا لحاف ہوتا ہے ہمارے کتنے ہی مجاہدین بھائی ہیں جو دشمنان اسلام سے برسرپیکار ہیں اور انھیں ہتھیار، کپڑوں اور دوائی، غذا کی ضرورت ہے کیا ہم سب نے بھی ان کو یاد کیا وہ سب ہمارے تعاون کے محتاج ہیں اور ہم سب جہنم سے نجات کے محتاج ہیں، پھر بھاگو! اس نجات کی طرف پیارے نبی ﷺ نے امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

''اے عائشہ! (جہنم) کی آگ سے بچو چاہے کھجور کے ایک ٹکڑے ہی سے ممکن ہو کیونکہ یہ بھوکے کی بھوک کا اس طرح سد باب کرتا ہے جس طرح اس نے سیر آدمی کی بھوک کو مٹایا۔''

تو ننھے مجاہدو! ہمیں اس ماہ میں روزہ افطار کرانے کے لیے بھی انتظام کرنا چاہیے کیونکہ میرے نبی ﷺ نے فرمایا:

''جس نے کسی روزے دار کا روزہ کھلوایا یا کسی غازی کو تیار کیا تو اس کے لیے بھی اس کے برابر اجر ہے۔''

آؤ ننھے مجاہدو! اس ماہ میں ان مظلوموں کو بھی یاد کر لیں اور اپنے صدقات وخیرات جماعۃ الدعوۃ کو ادا کر کے اپنا حق ادا کریں اللہ ہمیں اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جہنم کی آگ سے بچائے اور جنت کا حق دار بنائے۔ (آمین)

سلیم محمود آصف، لاہور

کھجور سے افطار

کھجور سے افطار کرنا سنت ہے۔

''جسے کھجور میسر ہو، وہ اسی سے افطار کرے جسے نہ ملے وہ پانی سے کھول لے کیونکہ وہ بھی پاک ہے۔'' (نسائی)

کیونکہ دن بھر کے روزے کے بعد توانائی کم ہو جاتی ہے۔ اس لیے افطاری کسی ایسی چیز سے ہو جو جلد ہضم ہو اور طاقتور بھی ہو۔

''نبی کریم ﷺ کی سنت تھی کہ روزہ دار عجوہ کھجور یا کسی اور کھجور سے روزہ کھولے۔'' (ذہبی)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ پکی ہوئی کھجور سے روزہ افطار کرتے تھے اگر وہ نہ ہو تو پرانی کھجور سے اور اگر وہ بھی میسر نہ ہو تو پانی اور ستو وغیرہ سے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا کھجور سے افطار کرنا پسندیدہ عمل تھا لیکن آپ ﷺ کی کوئی عادت یا پسندیدہ مصلحت اور فائدے سے خالی نہیں ہے کیونکہ کھجور نہایت طاقتور غذا ہے اور اس کے کھانے سے تمام کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات کا کھانا ہرگز نہ چھوڑو خواہ ایک کھجور ہی کھالو کیونکہ رات کا کھانا چھوڑنے سے بڑھاپا طاری ہو جاتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

بڑھاپا، یعنی انسان کمزور ہو جاتا ہے اب اگر اس کو کھانا نہ بھی ملے صرف کھجور ہی کھالے تو وہ ساری طاقت کھجور کھانے سے بھی حاصل ہو جاتی ہے اس بات کو جدید سائنس اپنے تجزیہ میں اس طرح کہتی ہے۔

کھجور کے طبی فوائد:

عہد رسالت میں فوجی کارروائیوں کے دوران مجاہدین کا کھانا زیادہ تر کھجور اور ستو پر مشتمل رہا۔ کھجور میں توانائی مہیا کرنے والے عناصر فوری اثر کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ کھجور پانی میں بھگو کر اس کا پانی پیا جائے تو جگر کی اصلاح کرتا ہے۔ طبیعت سے نشہ آور ادویہ کی گرانی کو دور کرتا ہے۔

کھجور کو دودھ میں ابال کر پینے سے فوری طور پر طاقت اس طرح آ جاتی ہے جیسے طاقت کا سیرپ پی لیا ہو۔ مخرج بلغم ہے، جلن کو رفع کرتی ہے۔ پیشاب آور ہے، قبض کشا ہے، ٹی بی کے مریضوں کو بھی فائدہ دیتی ہے۔

پیٹ کے کیڑے مارنے کے لیے نہار منہ مفید ہے، گردوں، مثانہ، آنتوں میں ورم درد کو روکنے دل کے دورہ پڑتے وقت کھجور کو گٹھلی سمیت کوٹ کر دینا جان بچانے کا باعث ہوتا ہے، احادیث میں اس مرض کے لیے عجوہ کھجور تجویز کی گئی۔ کھجور کی گٹھلیاں دل کے امراض، دمہ اور دل کے پھیلنے میں مفید ہیں۔ گٹھلیوں کو پیس کر کھلانا کالے موتیے میں بھی مفید ہے۔

کھجور کی گٹھلیوں کو آگ میں ڈال کر دھونی دینے سے بواسیر کے مسے خشک ہو جاتے ہیں، گٹھلیوں کو بھون کر، کافی کی شکل میں پیا جاتا ہے، جسے ''ڈائٹس کافی'' کہتے ہیں اس کے درخت کی جڑوں کو جلا کر زخم پر مرہم کو صورت میں لگایا جاتا ہے اور سفوف کو منجن بنا کر دانتوں پر لگائیں تو درد دور ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور جوہر (Pleroxide) بھی پایا جاتا ہے سحر سے لے کر افطار تک روزہ دار کچھ کھاتا نہیں ہے اس لیے حرارت یا کیلوریز کم ہو جاتے ہیں اس وقت کھجور ایک مکمل جامع اور متعدل غذا کا کام کرتی ہے۔ جس سے زور دار مختلف قسم کے ہونے والے امراض سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹروں کی تحقیق ہے کہ جسم کے حرارت کم ہونے سے لو بلڈ پریشر، فالج، لقوہ اور سر چکرانا وغیرہ ہو جاتا ہے، کھجور کے استعمال سے ان شاء اللہ بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔ کیلی فورنیا میں کھجور کی ایک قسم ''دجلۃ النور'' بڑی مقبول ہے۔ ایک ریسرچ کے مطابق پکی ہوئی کھجوروں میں مٹھاس کی مقدار ۴۸ فیصد پائی گئی، جس میں ۲۴ فیصد اور اسی قدر گلوکوز تھا، جبکہ عام شکر کی مقدار ایک فیصد کم تھی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں انسان کو تندرست رکھنے کے لیے مطلوب عناصر خاطر خواہ مقدار میں موجود ہیں۔

ایک مسلمان مریض کو ایک غیر مسلم ڈاکٹر کے پاس لایا گیا، اس نے کہا: آپ کو بہت کمزوری ہے لیکن حیرت کی بات ہے کہ رمضان کا زمانہ اور بازار میں جگہ جگہ کھجوریں دستیاب ہیں آپ زیادہ سے زیادہ کھجوریں کھائیں، اور ہم تو آپ کے رمضان کا انتظار کرتے ہیں کہ رمضان کی وجہ سے شہر میں مختلف قسم کی کھجوریں آئیں گی اور ہم کھائیں گے۔

ایک غیر مسلم اسلام اور رمضان کی قدرو قیمت جان گیا ہے مگر اپنے آپ کو مسلمان و مومن کہلانے والے اس سے نا واقف اور ناقدرے ہی رہے کتنے ہی افسوس کی بات ہے۔

[سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنسی تحقیقات حکیم طارق چغتائی]

حفصہ مختار: الدعوۃ ماڈل سکول شیخوپورہ

ننھے مجاہدوں کیلئے انمول تحفے

Ph:042-7230549
Fax:042-7242639
Mob:0301-4 280957
دارالاندلس جامع مسجد القادسیہ 4۔لیک روڈ چوبرجی لاہور

فرضی قصے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

ننھے مُجاہد

54 19 رمضان المبارک 1427ھ 13 اکتوبر 2006ء

عید کیا ہے؟

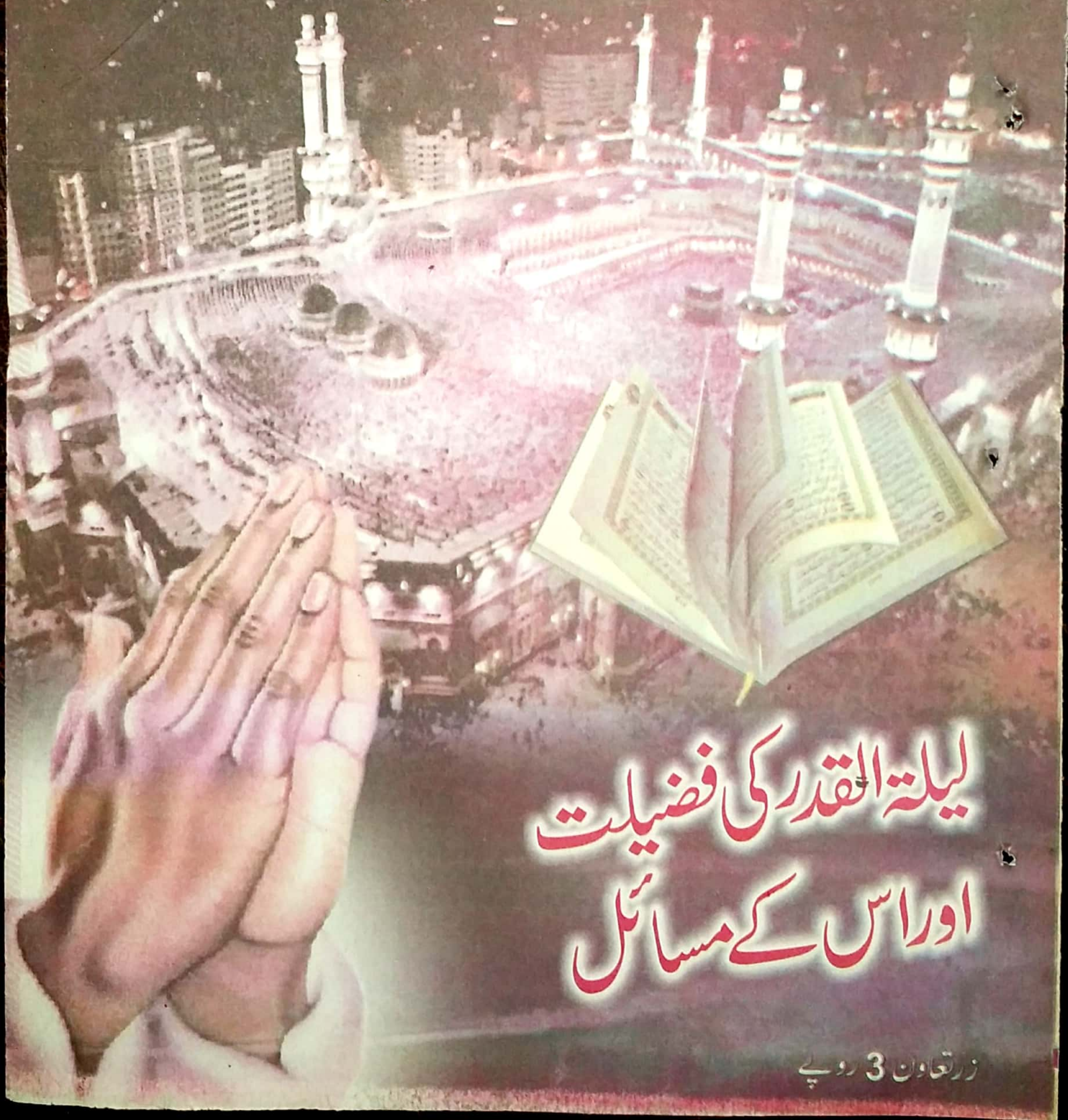

لیلۃ القدر کی فضیلت اور اس کے مسائل

زرتعاون 3 روپے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:
''اور کھاؤ، پیو یہاں تک کہ تمھارے لیے سفید دھاگہ سیاہ پر واضح ہو جائے۔'' (البقرہ)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''سحری کھاؤ اس میں برکت ہے۔'' (بخاری)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''مومن کی بہترین سحری کھجور ہے۔'' (ابوداؤد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''جس نے فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کی اس کا روزہ نہیں ہے۔'' (ابوداؤد)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:
''مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں سحری کھانے کی دعوت دی تو آپ نے فرمایا: ''صبح کے بابرکت کھانے کی طرف آؤ۔'' (ابوداؤد)

سیدنا سہیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''تب تک لوگ بھلائی میں رہیں گے جب تک افطار کرنے میں جلدی کریں گے۔'' (بخاری)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''جس نے روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لیا وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اسے اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔'' (بخاری)

شہباز مغل ٹوبہ ٹیک سنگھ

بچوں کا روزہ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک نشہ کرنے والے آدمی سے رمضان میں فرمایا ویلک تجھ پر انتہائی افسوس ہے کہ ہمارے تو بچے بھی روزے رکھتے ہیں اور تو شراب پیتا ہے، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رمضان کا نہایت ہی احترام کیا کرتے تھے خود بھی روزے رکھتے اور بچوں کو بھی روزہ کی عادت ڈالتے، سیدنا ربیع رضی اللہ عنہ بن معوذ کہتے ہیں کہ ہم خود بھی روزہ رکھتے اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے ہم ان کے لیے روئی کی گڑیا بنا دیتے جب ان میں سے کوئی روتا یا کھانا مانگتا تو ہم انھیں یہ گڑیا دے دیتے وہ ان سے کھیلنے لگ جاتا، یہاں تک کہ کھیلتے کھیلتے افطاری کا وقت آجاتا۔ ان باتوں کی روشنی میں ہمیں چاہیے کہ خود بھی روزے رکھیں اور بچوں کو بھی عادت ڈالیں۔[بخاری : ۱/ص ۲۶۳]

بنت ماسٹر عبدالغفور زاہد، فیصل آباد

ضروری بات

پیارے بچو.................. السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم چھوٹے تھے تو گاؤں میں برتن پالش کرنے والے آیا کرتے تھے ''برتن کلی کرالو۔'' وہ اپنا سامان کندھے پر اٹھائے آواز لگاتے تھے۔ گاؤں کی عورتیں اپنے پرانے برتن لاتیں اور اسے پالش کرواتیں تب ہم دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتے کہ وہ پرانے برتن پالش کے بعد بالکل نئے لگتے تھے۔ چمکتے برتن دھوپ میں پڑے بہت اچھے لگتے تھے، پھر بھی دل میں خیال آتا تھا کہ ''پرانے برتن پالش کرانے کا فائدہ نئے برتن پالش کروانے چاہییں؟'' ہر بات ایک وقت پر سمجھ میں آتی ہے جب ہم بچپن سے نکل آئے تب یہ بھی سمجھ آئی کہ پرانے برتن کلی کیوں کروائے جاتے ہیں۔

اب یہ بات تو آپ بھی جان گئے ہوں گے کہ پرانے برتن کیوں کلی ہوتے تھے۔ بھئی! اس لیے کہ کوئی بھی خراب اور پرانی چیز اچھی نہیں لگتی اور وہی چیز اگر پالش ہو جائے اور اس میں جو تھوڑی بہت خرابی ہے وہ دور ہو جائے تو بہت اچھی لگنے لگتی ہے۔ ہیں ناں!!

بس اسی لیے پالش کی جاتی ہے کہ چیز اچھی لگے۔ بھئی! آپ اس مبارک اور برکتوں والے مہینے ہی کو لے لیجیے! بھلا یہ مہینہ ہر سال کیوں آتا ہے؟ اس میں اللہ کی برکتوں کا بہت زیادہ نزول کیوں ہوتا ہے؟ ایک نیکی پر ستر نیکیوں کا ثواب کیوں دیا جاتا ہے؟

اور اس مہینے میں نیکیوں کا رجحان کیوں بڑھ جاتا ہے؟ اصل میں یہ مہینہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پالش کا ایک سیزن ہوتا ہے۔ گیارہ ماہ مسلسل دنیا کے کاموں میں مصروف رہ کر انسان کے اندر بہت سی کمیاں کوتاہیاں آجاتی ہیں اور انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے کمزور ہو جاتا ہے اور اس مہینے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو پالش کر کے نیکی کے کام کرنے کا شوق دلا دیتا ہے اور اللہ کے بندے ان خرابیوں کوتاہیوں کو چھوڑ کر پھر سے نئے عزم کے ساتھ نیکی کے کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ بس جیسے ہمیں خراب اور پرانی چیزیں اچھی نہیں لگتی اور ہم انھیں نیا اور اچھا کرنے کے لیے پالش کرواتے ہیں ایسے ہی اللہ تعالیٰ کو بھی گناہ کرنے والے بندے اچھے نہیں لگتے اور اللہ تعالیٰ اس مہینے میں اپنے بندوں کو پالش کرتا ہے تاکہ وہ خالص اس کے بندے بن جائیں جو اس سے ڈرنے والے ہوں، یہی تو اس مہینے کا مقصد ہے اور اسی لیے تو روزے فرض ہوئے ہیں کہ انسان ہر وقت اللہ کا ڈر رکھے۔ تو کیا میں نے اور آپ نے اس مبارک مہینے میں، تقویٰ کو پالیا ہے اور ہم ہر کام میں اللہ سے ڈرنے لگے ہیں تو پھر ہم کامیاب ہیں ورنہ ہمیں فکر کرنی چاہیے کہ ہم ابھی تک پالش کیوں نہیں ہوئے۔

والسلام آپکا بھائی

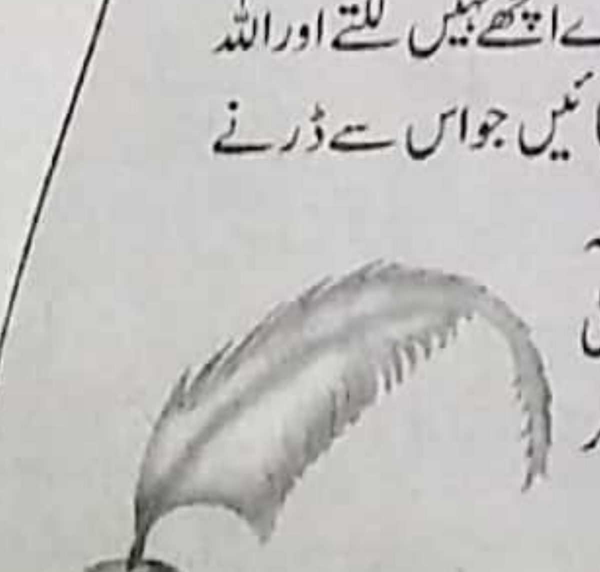

عبدالوارث ساجد
0321-4275767

اس شمارے میں

منکے ٹوٹ گئے	4
روزے کے احکام	7
عید کیا ہے	8
جسے اللہ رکھے	9
برصغیر میں صحابہ	11
پاکستان	13
بھاپ کا انجن	16

خط و کتابت کیلئے
ننھے مجاہد
ہفت روزہ غزوہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور
فون 7314531 فیکس 042-7117551
ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں
www.jamatdawa.org
E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

سلطنت کی قیمت

محمد سلمان بٹ......اسلام آباد

ابن سماک رحمہ اللہ خلیفہ ہارون کے دور کے ایک نامور عالم اور محدث تھے زہد و تقویٰ اور دنیا سے بے رغبتی ان کا نمایاں وصف تھا۔ ان کی ایک اور نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ روز مرہ کی زندگی کی سادہ مثالوں کی مدد سے انتہائی مؤثر انداز میں وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے ان کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو بہت جلد نرم کر دیتی تھی۔ ان کی شخصیت کے اس پہلو کی وجہ سے انھیں عوام اور خواص دونوں میں مقبولیت حاصل تھی اور خلیفہ ہارون بھی ان کی بہت عزت کرتا تھا۔

ایک دن ہارون اپنے خواص اور مصاحبین (ساتھی) کے ساتھ بیٹھا خوش گپیوں میں مصروف تھا کہ اچانک ابن سماک بھی محفل میں پہنچ گئے۔ ہارون نے ابن سماک کو محفل میں عزت کے ساتھ بٹھایا۔ سلام دعا اور احوال پرسی کے بعد ہارون نے ابن سماک سے درخواست کی کہ کچھ نصیحت کریں: ''ابن سماک نے جواب دیا کسی مناسب مرحلے پر ضرور نصیحت کروں گا۔''

محفل ایک بار پھر اپنے اصلی رنگ کی طرف لوٹ گئی۔ ہر کوئی اپنے ذوق اور ہارون کی خوشنودی کے پیش نظر کہہ سن رہا تھا۔ تھوڑی دیر گزری کہ ہارون کو پیاس محسوس ہوئی۔ اس نے خادم کو پانی لانے کا حکم دیا خادم نے فوراً پانی کا پیالہ اٹھایا اور ہارون کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ہارون نے پیالہ اٹھایا اور اسے اپنے ہونٹوں کے قریب کر دیا جیسے ہی ہارون پانی پینے لگا ابن سماک نے کہا: ''خلیفہ! ذرا رک جائیے۔'' ہارون نے ہاتھ روک لیا۔

ابن سماک کہنے لگا:

''اگر آپ کو اس وقت کوئی ایسی بیماری لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے آپ سخت پیاس کے باوجود پانی نہ پی سکیں اور اس بیماری کا علاج ایک ہی طبیب کے پاس ہو اور وہ اس شرط پر آپ کا علاج کرنے کو تیار ہو کہ آپ اپنی آدھی سلطنت اسے دے دیں تو آپ کیا کریں گے؟''

ابن سماک نے ہارون سے سوال کیا۔

خلیفہ ہارون نے جواب دیا:

''جان ہے تو جہان ہے، ظاہری سی بات ہے کہ میں آدھی سلطنت دے کر اس سے اپنا علاج کرواؤں گا۔''

ہارون کا جواب سننے کے بعد ابن سماک رحمہ اللہ نے کہا:

''بسم اللہ پانی نوش فرمائیے۔''

ہارون نے پانی پیا اور خالی پیالہ خادم کے سپرد کر دیا جب ہارون پانی پی چکا تو ابن سماک پھر ایک بار کہنے لگا:

''خلیفہ یہ بتائیے کہ یہ پانی جو آپ نے پیا ہے، آپ کے جسم کے اندر اپنا کام مکمل کرنے لینے کے بعد باہر نکلنے لگے، اگر آپ کو اس وقت ایسی بیماری لگ جائے کہ یہ پانی باہر نہ نکل سکے اور اس بیماری کا علاج بھی اسی طبیب کے پاس ہو جس نے پہلے آپ کا علاج کیا تھا اور وہ اس شرط پر آپ کا علاج کرنے کو تیار ہو کہ آپ اپنی باقی آدھی سلطنت بھی اسے دے دیں تو آپ کیا کریں گے؟''

''ظاہری سی بات ہے اس کی شرط قبول کر کے اپنا علاج کرواؤں گا۔''

ہارون نے جواب دیا۔ اب ابن سماک کے لہجے میں تبدیلی آئی اور انھوں نے نہایت حکیمانہ لہجے کہا:

''اے امیر المومنین! جس سلطنت کا آدھا حصہ ایک گھونٹ پانی پینے پر اور آدھا حصہ ایک بار پیشاب کرنے پر قربان کیا جا سکتا ہو تو وہ اس قابل ہے کہ اس کو پانے کے لیے دن رات کوشش کی جائے؟''

جو شخص ابن سماک کی اس نصیحت پر غور کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ بندے پر جس قدر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا نزول زیادہ ہو اسی قدر اسے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار اور اس کا مطیع و فرماں بردار ہونا چاہیے اب چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کا خلیفہ بنایا ہے اور پوری سلطنت کے آپ اکیلے سردار ہیں، آپ سے بڑا کوئی نہیں، کوئی آپ پر حکمران نہیں اور آپ سب پر حکمران ہیں اس لیے آپ پر واجب ہے کہ لوگوں سے زیادہ اللہ کے مطیع و فرمانبردار بنیں اور اس کے آگے جھکیں، کیوں کہ زیادہ پھل دار درخت زیادہ جھکا ہوتا ہے۔

(تاریخ دمشق: ۱۷۰۱۷/۶۷)

ماہِ صیام

لوگو! ہوشیار ہو جاؤ پھر ماہِ صیام آیا
ہزاروں برکتیں اور رحمتیں اپنے ساتھ لایا
غافلو! بیدار ہو جاؤ نمازیو! تیار ہو جاؤ
ہوشیار ہو جاؤ ہوشیار ہو جاؤ
دن کو حالتِ صوم اور راتوں کو قیام
لوگو! ہوشیار ہو جاؤ پھر ماہِ صیام آیا
ہزاروں برکتیں اور رحمتیں اپنے ساتھ لایا
نزولِ رحمت و برکات کا مہینہ رمضان ہے
اس ماہِ مقدس میں قید ہوا شیطان ہے
نزولِ قرآن اور مغفرت رب کا پیام لایا
لوگو! ہوشیار ہو جاؤ پھر ماہِ صیام آیا
ہزاروں برکتیں اور رحمتیں اپنے ساتھ لایا
راتوں کو جاگ کر اپنے رب کو منائیں
معاف ہو جائیں سب گناہ و خطائیں
کتب علیکم الصیام کا اعلانِ عام آیا
لوگو! ہوشیار ہو جاؤ پھر ماہِ صیام آیا
ہزاروں برکتیں اور رحمتیں اپنے ساتھ لایا
رب کے حضور خوب صدقہ خیرات کر لو
دامن رحمت سے بھر لو نیکیاں جمع کر لو
یہ مہینہ رحمتوں مسرتوں کا بن کر جام آیا
روزے رکھو یہ تقویٰ کی ہے نشانی
ایسی ویسی بات نہیں یہ ہے حکم ربانی
پائے گا وہ فلاح جو تبع دینِ اسلام آیا

اخت راشد ستار......مہمند بازید یکا

کوشش جاری رکھیں

مینا کاشمیری گجرات (پروانہ و دام کی خونچکاں کہانی) اخت محسن رحیم یار خاں (بچوں کا کارنامہ) جویریہ تبسم، موڑ کھنڈا (اتحاد) عمر فاروق لاہور (نبی کی مسکراہٹ) نعمان شاہد مظفر آباد (خطا کار سے درگزر کرنے والا) فائزہ شاہد (میری دعا) جویریہ اسماعیل پتوکی (قیمتی زیور عبدالخالق قمر پاکپتن (ہمت نہ ہارو) عبدالوحید جامعہ البدر (بزرگ اور کافر) محمد فیصل رفیق (اشعار) بہزاد جاوید اقبال، میاں چنوں (انمول موتی) صفیہ بنت رحمت خان، جدہ (شعر) محمد حسن عسکری بلتستان (علم اور دولت) ثوبیہ سحر کھڈیاں خاص (کیا کھویا کیا پایا) روبینہ شاہین، سانگھڑ، صفورہ غفاری خانیوال (ساتھ ساتھ) بشیر احمد، ابراہیم زئی (زلزلہ) محمد یونس کمالیہ (دوستی) محمد عرفان تبسم (پہیلیاں) حافظ محمد طلحہ دہلوی (پوری کائنات میں حبیب الرحمٰن (رسول اللہ ﷺ کے آنسو) شمائلہ منظور راجن پور (حیرت انگیز معلومات) بنت حاجی محمد اکرم، میاں چنوں (اقوال زریں) مجاہد حسین قلعہ دیدار سنگھ (مزاحیہ درخواست) ابوعثمان ظہور احمد شہید (کیا کھویا کیا پایا؟) منزہ صدیق، نائلہ عبدالعزیز، مستووال (اقوال زریں) انعام الرحمٰن یزدانی کاموکی (سب سے عظیم) محمد سلیم لبنیٰ شہزادی، سمندری (سامان تجارت) محمد زاہد، سرگودھا (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ) ضیاء الرحمٰن، رینالہ خورد (وطن عزیز کے جیالوں کے نام) آمنہ اصغر، بھائی پھیرو (کھانے کی برکت) غلام مرتضیٰ نارووال (ایک عورت کا صبر) ناصرہ عتیق، چونیاں (عزم نو) صبا امین، داہرانوالہ (ہیروشیما اور ناگاساکی کی یادیں) محمد نعمان، چیچہ وطنی (قرآن پاک) زاہد غلام رسول شکر گڑھ (ننھے مجاہد) عرفان محبوبہ لدھیوالہ (ماں باپ کا ادب) حفصہ افضال گجرات (ستمبر) ام ایمن (گلدستہ) عرفان احمد، لیہ (ترانہ) سدرہ سعید، موڑ کھنڈا (عقلمند بچہ) اخت جمیل لاہور (نظم) راحیلہ ہارون، قصور (کیا آپ نے سوچا) محمد اسحاق اویس عارفوالہ (بادشاہ کی ذہانت) نازش رزاق (دنیا کے قدیم جانور) انعم اشرف، راجن پور (باریک دوپٹہ) راحیلہ عمر فاروق، لاہور (گلدستہ) نائلہ صادق، رائے ونڈ (تین چاند) فضہ تحریم، میاں چنوں (انمول موتی) مدیحہ عبدالقیوم، صدیقی، گوجرانوالہ (ناقابل فراموش) حافظ مدثر رشید (دنیا کی سب سے پہلی یونیورسٹی) عادل فاروق، سمندری (کیا آپ جانتے ہیں) مجاہدہ صبا (شعر) محمد شاہد سندھو، رحیم یار خان (حکمت) صالحہ شہباز، گوجرانوالہ (باتوں سے خوشبو آئے) اخت ابوانس شہید، قصور (شعر) فاطمہ بنت ارقم، گجرات (شعر) مدیحہ مصطفیٰ، فیصل آباد (ایک نمازی کا خواب) سامعیہ حسن، صادق آباد (پسندیدہ شعر) عتیق الرحمٰن اطہر، گوجرانوالہ (عظمت قرآن نزہت فاطمہ بنت احمد (پانچ سخت ترین گناہ)۔

مٹکے ٹوٹ گئے

مؤرخ ابن عساکر اور علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ ابوحسین احمد بن محمد خراسانی نوری ایک مرتبہ بغداد میں دریائے دجلہ کے کنارے چل رہے تھے کہ قریب سے ایک کشتی گزری، انھوں نے دیکھا کہ ملاح بہت سارے شراب کے مٹکوں کے ساتھ اس کشتی میں بیٹھا ہوا ہے، ابوحسین نوری اس پر چڑھ گئے اور پوچھا یہ کیا ہے؟ اور کس لیے ہے؟

ملاح نے جواب دیا، آپ کو اس سے کیا لینا دینا؟

ابوحسین نے اصرار کر کے پوچھا کہ بتاؤ اس میں کیا ہے؟

ملاح نے کہا:

''اللہ کی قسم! آپ بڑے فضول گو آدمی ہیں، یہ خلیفہ معتضد باللہ کی شراب ہے۔''

ابوحسین کو بڑا سخت غصہ آیا ہاتھ میں لاٹھی تھی، مٹکوں کو ایک ایک کر کے توڑنا شروع کر دیا، ملاح اس دوران انھیں منع کرتا رہا، لیکن وہ باز نہ آئے، چنانچہ ملاح نے خوب چیخ و پکار کی، لوگوں نے پولیس کو بلایا جب پولیس آئی تو ایک مٹکے کے سوا سارے مٹکے ٹوٹ چکے تھے، پولیس نے انھیں پکڑا اور معتضد باللہ کے سامنے پیش کر دیا۔

خلیفہ معتضد نے پوچھا: ''تمھاری بربادی ہو، آخر تم ہو کون؟'' انھوں نے جواب دیا: محتسب ہوں (یعنی امر بالعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے والا)

معتضد نے پوچھا: ''اس کام پر تمھیں کس نے متعین کیا ہے؟''

کہنے لگے: '' امیر المومنین! جس ہستی نے آپ کو خلیفہ بنایا ہے، اسی نے مجھے اس کام پر نامزد کیا ہے۔''

معتضد نے اپنے سر کو جھکا لیا اور بولا، یہ کام کرنے کی تمھیں جرأت کیسے ہوئی اور تم نے یہ کیوں کیا؟

جواب میں ابوحسین کہنے لگے:

''تمھارے ساتھ پیار اور محبت کی وجہ سے کہ یہ تمھارے لیے نہایت غیر مفید، مکروہ اور نقصان دہ چیز تھی۔''

خلیفہ نے پھر اپنے سر کو جھکایا، ذرا سا سوچا اور کہا:

''اچھا بتاؤ! تم نے سارے مٹکے توڑ دیے ایک جو باقی رہ گیا ہے اس کو کیوں نہیں توڑا؟ فرمانے لگے، دراصل جب میں نے مٹکوں کو توڑنا شروع کیا تو میرے دل میں صرف رب کی رضا کی نیت تھی اور مین نے اس کی جلالت کی خاطر یہ کام کیا، لیکن آخری مٹکا توڑنے سے پہلے خود ہی میرے دل میں یہ خیال آ گیا کہ میں نے اتنا بڑا کام کر دیا ہے باوجود یہ جانتے کہ یہ مال خلیفہ کا ہے، کوئی پرواہ نہیں کی، جب یہ خیال میرے دل میں آیا تو پھر یہ کام رضائے الٰہی کی خاطر نہیں رہا تھا، لہٰذا میں نے آخری مٹکا چھوڑ دیا۔

معتضد کہنے لگا جاؤ! ہم نے تمھیں محتسب مقرر کر دیا ہے اور جو بھی تمھیں برائی نظر آئے اس کو تبدیل کر دو۔

ابوحسین نوری نے فرمایا: ''جناب! میرا ارادہ اب اس کام کو کرنے کا نہیں رہا۔''

معتضد نے پوچھا، کیوں؟ کیا وجہ ہے؟

جواب دیا: پہلے یہ کام رب کی رضا کے لیے اور اس کی مدد کے ساتھ کرتا تھا اور اب تمھیں راضی کرنے کے لیے پولیس کی مدد سے کروں گا۔

خلیفہ کہنے لگا: ''اگر آپ کی کوئی حاجت ہے تو پیش کریں، فرمانے لگے: ''مجھے اس دربار سے بے ضرر نکلنے کی اجازت دے دیں اور میرے راستے میں تمھارا کوئی آدمی رکاوٹ نہ بنے۔

خلیفہ نے حکم جاری کر دیا کہ ان سے کوئی اعراض نہ کیا جائے۔

ابوحسین نوری بغداد سے نکل کر بصرہ میں قیام پذیر ہو گئے اور حتی الامکان کوشش کی کہ اپنے آپ کو چھپائے رکھیں، تا کہ معتضد کے لیے کوئی سفارش طلب کرنے والا نہ آ جائے۔

جب خلیفہ معتضد نے وفات پائی تو پھر یہ بغداد واپس آ گئے۔

ابوحسین نوری کی وفات ۲۹۵ء میں ہوئی۔

مصباح احمد.....اسلام آباد

جامعہ الدعوۃ الاسلامیہ

مرکز یرموک پتوکی

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ کفار کی تمام سازشوں کوششوں کے باوجود اللہ کے دین کو سربلند رکھنے اور پھیلانے کے لیے دینی ادارے قائم ہیں اور الحمدللہ ان میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے یہ انسانوں کی خدمت کی سب سے بڑی این جی اوز ہے، جو لاکھوں طلباء کو دنیا بھر میں نہ صرف مفت تعلیم دے رہے ہیں بلکہ خوراک، رہائش، علاج معالجہ سمیت ہر خدمت کرنے میں مصروف ہیں جس کی مثال دنیا کے دیگر مذاہب میں ملنا مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے اور جنت حاصل کرنے کی تڑپ میں ان مدارس سے وابسطہ لوگ دن رات محنت میں مصروف ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

مرکز یرموک بھی ان اداروں میں سے ایک ہے جو کہ اللہ کے دین کو پھیلانے میں مصروف ہے یہ ایک عظیم الشان جامعہ ہے جو کہ ایک پر فضا ماحول میں واقع ہے، جہاں ہر طرف باغات اور زرعی فارم ہیں جس کی وجہ سے آلودگی نہ ہونے کے برابر ہے اس لیے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تعلیم حاصل کرنے کے لیے یہ ایک بہترین جگہ ہے۔

مرکز یرموک لاہور سے ۷۰ کلومیٹر کے فاصلے پر پتوکی شہر کے قریب ملتان روڈ پر واقع ہے اس کا افتتاح 8 جون 1998ء کو حافظ محمد سعید ﷿ نے فرمایا اور اسی دن تعلیم کا آغاز ہوا جس کے لیے مرکز طیبہ مرید کے سے پہلی کلاس کے طلباء کو مرکز یرموک منتقل کیا گیا مرکز یرموک ایک شاندار بلڈنگ رکھتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آرائیں ماڈل فارم پتوکی کے مالک چوہدری محمد حسین صاحب اور ان کے بیٹوں نے اپنے خرچ سے مکمل تعمیر کر کے مرکز کے حوالے کیا اور اب بھی مسلسل تعاون جاری ہے، اللہ قبول فرمائے۔ (آمین)

اس مرکز سے سینکڑوں طلباء نے استفادہ کیا مرکز یرموک سے اب تک 1998ء اگست تا 2005ء تک 62 طلباء نے قرآن پاک حفظ مکمل کیا جو کہ بلاشبہ ایک شاندار کارگردگی ہے اس وقت یرموک میں دو شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔

شعبہ حفظ جس کا مختصر ذکر اوپر ہو چکا دوسرا شعبہ کتب (شعبہ الکتاب والسنہ)

شعبہ الکتاب والسنۃ:

میں ابھی صرف تین کلاسیں جاری ہیں، تین کلاس مکمل کرنے کے بعد طلباء کو بقیہ تعلیم کے لیے مرکز طیبہ مرید کے روانہ کر دیا جاتا ہے جہاں یہ طلباء باقی تعلیم مکمل کرتے ہیں، الحمدللہ اب تک بیسیوں طلباء عالم بن کر دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔

جامعہ کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ ہر مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ نے اسے دین کی خدمت کا موقع دیا۔ جس کی مثال 2001ء میں اچانک دورہ صفہ اور دیگر شعبہ جات کے بھائیوں کو اپنے دامن میں جگہ دینا اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے دو اجتماعات کی میزبانی نے یرموک کو نمایاں مقام عطاء کیا الغرض مستقبل میں یہ دین کا ایک عظیم مرکز ہوگا۔ ان شاء اللہ

احوال الاطفال

محمد الیاس حامد

ان کی عید کیسی ہوگی؟

عیدالفطر مسلمانوں کے لیے انتہائی خوشیاں اور مسرتیں لے کرآتی ہے، یہ مسلمانوں کا دینی تہوار ہے جو رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد انعام اور صلے کے طور پر عنایت کیا جاتا ہے، مہینہ بھر روزہ رکھنے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر جو بھوک اور پیاس کاٹی جاتی ہے، یقیناً یہ ایک مشقت اور محنت والا کام ہے اور اس محنت کا انعام اور بدلہ ضرور ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ نے اسی ضرورت کے پیش نظر ایمان والوں پر یہ احسان فرمایا اور انھیں عیدالفطر کی شکل میں خوشیاں منانے کے لیے دن مقرر فرمایا۔

لیکن یہ عید ان بچوں کے لیے زیادہ خوشیاں اور مسرتوں کا باعث نہ ہوگی جو گزشتہ سال 8 اکتوبر کے زلزلے میں بری طرح متاثر ہوئے کشمیر اور شمالی علاقہ جات کے علاقوں میں لاکھوں بچے اس عید کو خوشگوار دیکھنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ جس علاقے میں یہ آباد ہیں وہاں موسم سرما میں شدید سردی ہوتی ہے اور یہ موسم جلد شروع ہو جاتا ہے جیسے جیسے دن گزر رہے ہیں، سردی دیوہیکل کی صورت میں آتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے، اعداد و شمار کے مطابق 40 لاکھ لوگ اس زلزلہ میں متاثر ہوئے جن میں نصف سے زیادہ تعداد بچوں کی ہے، سکول پڑھنے والے بچوں کی عمر والے بچے تقریباً دس لاکھ کے لگ بھگ ہے، ایک اندازے کے مطابق 4000 عارضی پرائمری سکولوں کی ضرورت ہے۔

سترہ ہزار سے زائد طالب علم بچے اس وقت اللہ کو پیارے ہوگئے جب زلزلہ آنے سے سکول کی عمارتیں ان پر گر گئی اور وہ وہیں دفن ہو کر رہ گئے۔

ننھے مجاہدو! آئیں پھر سے ان معصوم بھائیوں اور بہنوں کی خوشیاں واپس لوٹائیں اپنی عید کی خوشیاں اپنے تک محدود نہ رکھیں بلکہ ان کو بھی اپنی خوشیوں میں شریک کریں رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں ان کے لیے دعائیں کریں، خوصاً افطار کے وقت کہ اللہ انھیں پھر سے ایسے حالات میں لے آئے کہ وہ حقیقی خوشیاں اور مسرتیں دیکھ سکیں اور عید کی خوشیوں میں شامل ہوسکیں۔

11 ستمبر اور امریکی مسلم بچے:

مغربی دنیا اور امریکی عوام گیارہ ستمبر کو امریکہ کی روح پر حملے کا دن تصور کرتی ہے اور اکیسویں صدی کا ایک عظیم واقعہ کہتی ہے، جبکہ مسلم دنیا کے نزدیک یہ دن نہ صرف امریکہ پر حملوں کی نشاندہی کرتا ہے، بلکہ اس دن سے ان کے لیے اپنی شناخت بطور مسلمان ایک چیلنج کی حیثیت اختیار کر گئی ہے وہاں مسلمان عیسائیوں کے تعصب اور بغض کا شکار ہیں، مسلم دشمنی سے بچے بھی متاثر ہیں، گیارہ ستمبر کی برسی کے موقع پر امریکہ کے اندر کئی تقریبات ہوئیں جن میں مسلم تنظیموں اور مسلم بچوں کی طرف سے بھی منعقد کردہ تقریبات تھیں، مختلف سکولوں اور تعلیمی اداروں نے کیلیفورنیا، شکاگو، فلوریڈا اور دیگر ریاستوں میں گیارہ ستمبر اور اسلام کے موضوع پر تقریبات منعقد کیں جن میں سکول کے طلبہ نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور یہ بات باور کرانے کی کوشش کی کہ اسلام دہشت گردی کی ہرگز اجازت نہیں دیتا، بلکہ اسلام تو امن اور سلامتی کا مذہب ہے جو پوری کائنات کے لیے بہتری اور خیر خواہی کا درس دیتا ہے۔

ان سب کے باوجود عیسائی بچے مسلمان بچوں کو ذلت اور حقارت آمیز لہجے میں پکارتے ہیں، جنھیں شدت پسندی اور دہشت گردی کا طعنہ دیا جاتا ہے، حالانکہ یہ مسلمان بچے اور ان کے والدین اور رشتہ دار عیسائی امریکیوں سے زیادہ قانون اور اصولوں کے پابند ہیں، اسکولوں اور تعلیمی اداروں کے اندر غیر مساوی اور نامناسب رویہ اختیار کیا جاتا ہے، ہم عصر بچے ان سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔

بچوں کا ادب 2005ء کے نتائج کا اعلان

دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد اور اورینٹ ایڈورٹائزنگ لمیٹڈ کے مشترکہ اہتمام سے منعقد کیے گئے اورینٹ دعوۃ ایوارڈ برائے بچوں کا ادب 2005ء کے نتائج کا اعلان کر دیا گیا ہے، دعوۃ اکیڈمی کے ایک پریس ریلیز کے مطابق دس دس ہزار روپے مالیت کے پانچ ایوارڈ ہر سال اورینٹ کے اشتراک سے بچوں کے ادب میں پانچ اصناف میں بہترین لکھاریوں کو دیے جاتے ہیں۔

2005ء کے ایوارڈز کے تعین کے ممتاز اہل قلم اظہر نیاز، ڈاکٹر راشد اور حمید شاہد پر مشتمل جیوری بنائی گئی تھی۔ جیوری کے فیصلے کے مطابق نظم میں اسماعیل میرٹھی ایوارڈ کے ضمن میں حکم خان کی نظم ''سدا کام اوروں کے آتے رہو۔'' کو دیا گیا۔ ڈرامے کے ضمن میں مرزا ادیب ایوارڈ رضوان علی بھٹی کے ڈرامے ''کوے کا اغواء'' کو ملا۔ ناول کا عزیز اثری ایوارڈ محمد عادل منہاج کے ناول ''آخری منصوبہ'' کو ملا۔ کہانی میں سید نظر زیدی ایوارڈ کے ضمن میں صائمہ کامران کی کہانی مٹی کا قرض کو ملا۔

جسمانی صحت کے چند اصول

- مسواک کو لازم کرو کیونکہ یہ بہت سی بیماریوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔
- ناخن تراشو، لیکن دانتوں سے نہ کاٹو۔
- پانی تین سانسوں میں اور بیٹھ کر پیو اور اس میں پھونک مت مارو۔
- دودھ بہترین غذا ہے کوئی اس کا ہدیہ دے تو واپس نہ کرو۔
- شہد میں شفا ہے۔
- آپ ﷺ بغیر چھنے آٹے کی روٹی کھانا پسند فرماتے تھے۔
- آپ ﷺ گوشت میں کدو ملا کر کھانے کو پسند کرتے تھے۔
- زیتون کا تیل کھایا کرو اور جسم پر لگایا کرو۔
- سرکہ بہترین سالن ہے۔
- کلونجی موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے۔
- کھمبی کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔
- آپ ﷺ زخم چوٹ یا پھنسی کا علاج مہندی لگا کر کرتے تھے۔
- آپ ﷺ بخار کے وقت ٹھنڈے پانی سے نہایا کرتے تھے۔
- دلیہ مریض کے دل کو راحت پہنچاتا ہے۔
- نہار منہ عجوہ کھجور کھانا ہر بیماری کا علاج ہے۔

محمد وسیم طاہری ..... کراچی

میرا پسندیدہ شعر

انعام یافتہ

دیکھو تو اک شکن بھی نہیں ہے لباس میں
سوچو تو سلوٹوں سے بھری پڑی ہے تمام روح
ہما شوکت......پھلیانی

محکم ہے ایمان ہمارا سچا ہے قرآن ہمارا
سو سو کافر پر بھاری ایک ایک جوان ہمارا
مریم بنت محمد ایوب......پسرور روڈ ڈسکہ

نافذ کرے گر تو اسلام کو اپنی جوانی پر
فرشتے بھی کریں گے رشک تیری زندگانی پر
اخت فضل الٰہی......راجن پور

شاہین بناتا ہے پہاڑوں میں نشیمن
محلوں کے گنبدوں کا پرستار نہیں ہے
سراقہ انجم بن عبدالرشید انجم......اوکاڑہ

فضا میں کلمۂ توحید کے ہیں نعرے گونجتے
ہوئی سحر مجاہدوں نے دی جہاد کی اذاں
لہو بہائیں گے کے چمن میں تب بہار آئے گی
بے بسی کے آنسوؤں سے مہکتے ہیں نہ گلستاں
اخت وقار ادریس قصور

اگر آسمان پر ستارے نہ ہوتے
زمین پر یہ پیارے نظارے نہ ہوتے
ہم کبھی آپ کو یہ شعر نہ لکھتے
اگر ''ننھے مجاہد'' ہم کو پیارے نہ ہوتے
شکیلہ نیاز، زاہدہ بشیر......خانیوال

ہماری مٹی کا ذرہ ذرہ
کچھ ایسا شعلہ تراش ہو گا
جو اس سے ٹکرائے گا یقیناً
وہ آپ ہی پاش پاش ہو گا
حفصہ بی بی......چکوال

آزاد تو ہم ہو گئے لیکن یہ بتاؤ
کیوں ہم نے بھلا ڈالے ہیں ماضی کے وہ گھاؤ
اقبال کے خوابوں کا حساب آج چکاؤ
سوئے ہوئے شاہین کو غفلت سے جگاؤ
حفصہ افضال......خورشید کالونی

نہیں ہوتی کبھی ساحل کے ارمانوں سے وابستہ
ہماری کشتیاں رہتی ہیں طوفانوں سے وابستہ
ہمارا ہی جگر ہے ہمارا ہی کلیجہ
ہم اپنے زخم رکھتے ہیں نمکدانوں سے وابستہ
میں یوں تو رہزن کے بدلے پاسباں پر وار کرتا ہوں
میرے گھر کی تباہی ہے، نگہبانوں سے وابستہ
نہ لے چل خانقاہوں کی طرف شیخ حرم مجھ کو
مجاہد کا تو مستقبل ہے میدانوں سے وابستہ
حافظہ زیب النسا......موڑ کھنڈا

مقبوضہ کشمیر

یہ اک باغ دیکھو
جو اجڑا سراسر
جہاں خاک اڑتی ہے
ہر سو برابر
نہیں تازگی کا
کہیں نام جس پر
ہری ٹہنیاں
جھڑ گئیں جس کی جل کر

حفصہ نذیر......لاہور

مسکراہٹ

ایک دفعہ میں اپنے چھوٹے بھائی کو پاکستان کیسے بنا؟ کے عنوان سے کچھ باتیں بتا رہی تھی، جب میں نے یہ کہا کہ پاکستان بنانے کے لیے ہمارے بزرگوں نے بہت ساری قربانیاں دی تھیں تو بھائی حیرت سے کہنے لگا: ''باجی ان قربانیوں کا اتنا سارا گوشت کہاں گیا۔'' (بقرہ عید قریب تھی وہ سمجھا شاید بکروں کی قربانیاں دی تھیں)۔

رابعہ بصری......کوٹ غلام محمد

گرمی

ہر اک دیتا ہے یہ دہائی
گرمی نے ہے آگ لگائی
سڑکیں گلیاں سب ویران
سب بازار ہوئے سنسان
پنکھوں کی بھی گرم ہوا
اے سی بس دیتا ہے مزا
گرمی نے جب زور دکھایا
سب کا ہوش ٹھکانے آیا
سب سکول اور کالج بند
بات یہی ہے فائدہ مند
دھوپ سے بچ کر بیٹھو گھر
شام کو بس نکلو باہر

فاروق اے حارث

اعلان

دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی کے شعبہ ''بچوں کا ادب'' کی طرف سے پاکستان بھر میں بچوں کے رسائل کے مابین ''عالم اسلام نمبر'' شائع کرنے کا اعلان ہوا ہے۔

یوں ''ننھے مجاہد'' کے ماہ دسمبر کا پہلا پرچہ ''عالم اسلام نمبر'' ہوگا۔ اس شمارے میں آپ مسلم ممالک کی آبادی۔ علاقے، ثقافتی، اقتصادی، تعلیمی سماجی حالات، بچوں کے ادب مقامی رسوم و رواج کتب خانوں، علمی درسگاہوں۔ سائنسی و صنعتی ترقیات، عظیم شخصیات، دینی اداروں اور تحریکوں الغرض ہر قسم کی جامع معلومات ارسال کر کے آپ اس پرچے میں شامل ہو سکتے ہیں۔

تحریر ارسال کرنے کی آخری تاریخ بیس نومبر 2006 ہے۔

قومی چیزیں

فوجی تمغے

پاکستان کے فوجی تمغے یہ ہیں۔ نشان حیدر۔ ہلال جرأت۔ ستارہ جرأت۔ ستارہ بسالت۔ تمغہ جرأت۔ تمغہ بسالت۔ تمغہ خدمت درجہ اول، تمغہ خدمت درجہ دوم، تمغہ خدمت درجہ سوم۔ تمغہ دفاع، پاکستان میڈل، تمغہ یوم جمہوریہ پاکستان امتیازی سند۔

شہری تمغے

پاکستان کے شہری تمغے یہ ہیں:
نشان پاکستان۔ ہلال پاکستان۔ ستارہ پاکستان۔ تمغہ پاکستان۔ نشان شجاعت۔ ستارہ شجاعت۔ تمغہ شجاعت۔ نشان امتیاز۔ ہلال امتیاز۔ ستارہ امتیاز۔ نشان قائداعظم۔ ستارہ قائداعظم۔ تمغہ قائداعظم۔

قومی ترانہ

پاکستان کا قومی ترانہ ملک کے مشہور شاعر جناب ابوالاثر حفیظ جالندھری نے لکھا ہے۔ قومی ترانہ ۱۳ اگست ۱۹۵۴ء کو پہلی بار ریڈیو پاکستان سے نشر کیا گیا۔

☆ قومی ترانے میں کل ۵۰ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

☆ قومی ترانے کے تینوں بند صرف ''پ'' سے شروع ہوتے ہیں۔

قومی پرچم

پاکستان کے قومی پرچم کا ۷۵ فیصد حصہ سبز رنگ کا ہے اور ۲۵ فیصد حصہ سفید ہے۔ سبز رنگ کے حصے پر سفید چاند اور پانچ کونوں والا ستارہ بنا ہوا ہے سفید حصہ دنیا کو امن اور آشتی کا پیغام دیتا ہے، قومی پرچم لہرانے کی پہلی تقریب کراچی میں مولانا شبیر احمد عثمانی کے ہاتھوں سرانجام پائی۔

قومی پھول

''چنبیلی'' پاکستان کا قومی پھول ہے۔ جو ملک میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ پاکستان میں اس کی سو سے زیادہ اقسام پائی جاتی ہیں۔

قومی مذہب

پاکستان کا قومی مذہب دین اسلام ہے۔

قومی کتاب

ہماری مذہبی اور قومی کتاب قرآن حکیم ہے۔

قومی شاعر

پاکستان کے قومی شاعر، شاعر مشرق حکیم الامت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال ہیں۔ آپ نے مسلمان قوم میں آزادی کی روح پھونکی تھی۔ اس لیے آپ پاکستان کے قومی شاعر ہیں۔

قومی لباس

پاکستان کا قومی لباس شیروانی، ٹوپی، پگڑی، جناح کیپ، شلوار قمیض ہے۔

قومی زبان

اردو پاکستان کی قومی زبان ہے اس کے علاوہ علاقائی زبانیں پنجابی، سندھی، بلوچی، پشتو، سرائیکی، براہوی بولی جاتی ہیں۔

(بحوالہ: عالمی معلومات، انسائیکلو پیڈیا)

طارق نعیم وہاڑی

میرا پہلا روزہ

میرا نام شہیر عبداللہ ہے۔ میری عمر 8 سال ہے اور میں وزڈم ہاؤس سکول میں کلاس 4 کا طالبعلم ہوں اللہ تعالیٰ نے گزشتہ رمضان المبارک میں مجھے پہلی مرتبہ روزے رکھنے کی توفیق بخشی جس روز میں نے اپنے گھر والوں کے ساتھ پہلا روزہ رکھا، مجھے بہت خوشی ہو رہی تھی کہ میں اللہ کی رضا کے لیے روزہ رکھ رہا ہوں، سحری کرنے کے بعد میں اپنے ابو کے ساتھ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے گیا اور پھر واپس آ کر سونے کے لیے لیٹ گیا تو میرے ابو نے مجھے روکا کہ بیٹا آپ نے روزہ رکھا ہے اور اللہ کے لیے رکھا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرو اٹھو اور سپارہ پڑھو میں نے اٹھ کر تلاوت قرآن کی اور پھر کچھ دیر تک کے لیے سو گیا۔ پھر میری امی نے مجھے اٹھایا کہ سکول کا ٹائم ہو گیا ہے سکول گیا تو وہاں بھی چونکہ بہت سے بچوں نے روزہ رکھا ہوا تھا اس لیے سکول میں ٹیچر نے زیادہ سختی نہ کی اور ہمارا دن بہت اچھا گزر گیا، چھٹی کے بعد گھر گیا تو امی نے کہا کہ بیٹا تھوڑا سا آرام کر لو۔ مگر میں نے سوچا کہ آج میرا روزہ ہے، لہٰذا مجھے پڑھنے کے لیے کوئی نہیں کہے گا، میں نے موقع کا فائدہ اٹھایا اور دوستوں کے ساتھ کھیلنے میں مصروف ہو گیا۔ خوب کھیلا، اسی اثناء میں افطاری کا ٹائم ہو گیا اور میرے ابو نے مجھے آواز دے کر گھر بلا لیا میں نے سب گھر والوں کے ساتھ مل کر افطاری کی اور اس طرح میں نے اپنی زندگی کا پہلا روزہ رکھا اس کے بعد مجھ پر ایسا شوق ہوا کہ میں نے اپنے والدین سے ضد کر کے مزید روزے رکھے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو لوٹنے کی خوب کوشش کی۔

شہیر عبداللہ......لاہور

میرے لیے یہ بات کسی اعزاز سے کم نہیں کہ میں نے اس مرتبہ روزوں کی ابتدا کے ساتھ ساتھ اعتکاف کی بھی سعادت حاصل کی۔ میں نے مسجد میں پورے (6) دن کا نفلی اعتکاف کیا۔ چھ دن کا اس لیے کہ میں پہلے اپنے ابو کو اس کے لیے آمادہ کرتا رہا مگر وہ دس دن کے لیے نہ مانے اور کہا کہ آخری تین دن کا بیٹھ جانا مگر میری ضد سے مجبور ہو کر وہ مجھے مسجد چھوڑ آئے اس وقت آخری عشرے کے چار دن گزر چکے تھے لہٰذا میں نے چھ دن کا نفلی اعتکاف کیا۔

میرے ابو روزانہ دن رات مجھے ملنے آتے رہے اس دوران میں نے اپنی ہمت کے مطابق خوب عبادت کی۔ تیسویں پارے کی آخری 15 سورتیں حفظ کرنے کے علاوہ مکمل نماز اور اس کے بعد کی دعائیں، چند اذکار بھی یاد کیے۔ طاق راتوں میں مسجد میں ہونے والے قیام اللیل میں بھی شرکت کی اس کے علاوہ 30 پارے ناظرہ بھی مکمل کیے اور اللہ کے حضور دعائیں کیں میری امی روزانہ افطاری میں مجھے مزے مزے کی چیزیں بنا کر بھیجتی رہیں......اس طرح میں نے روزوں کی ابتداء کے ساتھ ساتھ اعتکاف کی سنت کو بھی پورا کیا، اس لحاظ سے یہ ماہ رمضان میرے لیے انتہائی یادگار رہے گا۔ گھر پہنچ کر مجھے پتا چلا کہ میری امی، ابو، دادی امی اور پھوپھوؤں نے میرے لیے بہت سے انعامات تیار کر رکھے ہیں، مگر مجھے ان سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ میں اس مرتبہ یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ میں یہ نیک مقصد جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا تھا اور رب اس کی رضا کے لیے یہ تمام انعامات اور عیدی وغیرہ یہ سب کچھ میں نے اپنے زلزلہ زدگان بھائیوں اور بہنوں کے لیے وقف کرنا تھا، کیونکہ ان چیزوں کے اب مجھ سے زیادہ اصل حقدار در اصل وہی ہیں، میں نے اپنے اس فیصلے سے اپنے ابو کو بھی آگاہ کر دیا انھوں نے میرے اس جذبے کو خوب سراہا اور یہ سب کچھ جماعت الدعوۃ والوں کے سپرد کر دیا۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔ کیا میں نے ٹھیک فیصلہ کیا ہے نا......؟؟

روزے کے احکام

روزہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"تم میں سے جو رمضان کے مہینے کو پالے تو اسے اس کے روزے رکھنے چاہئیں، رمضان کے روزے افضل ترین عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام پہلی امتوں پر بھی روزے فرض قرار دیئے جس کی وجہ لوگوں کو متقی بنانا تھا اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کرے اور جن کاموں سے منع کیا گیا ہے ان سے رک جائے، اسی چیز کے حصول کے لیے رمضان کے روزے مسلمانوں پر فرض قرار دیئے گئے ہیں۔"

فرمان الٰہی ہے:

"اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم متقی بن جاؤ۔" (البقرۃ)

روزہ گناہوں سے بچنے کے لیے ڈھال ہے اور یہ (روزہ) قیامت کے دن بھی اپنے صاحب کے لیے شفاعت کرے گا اور آگ سے اس کے لیے ڈھال ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو نہ جھگڑا کرے نہ فحش کلامی کرے۔ اگر کوئی اسے گالی دے یا مارے پیٹے تو کہہ دے میں روزے سے ہوں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے پاکیزہ تر ہے۔ (صحیح بخاری)

روزہ دار کو چاہیے کہ اپنے قول و عمل جھوٹ، غیبت، چغل خوری، گالی گلوچ، لوگوں پر زیادتی، خیانت، دھوکہ بازی سے مکمل اجتناب کرے، وگرنہ اللہ تعالیٰ کو روزے دار کے بھوکے پیاسے رہنے سے کوئی سروکار نہیں، نبی اکرم ﷺ نے کہا ہے کہ جو شخص قول و عمل میں جھوٹ اور جہالت نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے سے کوئی سروکار نہیں۔ (بخاری)

اس لیے ہم سب کو چاہیے کہ رمضان المبارک میں فضول باتوں سے زیادہ سے زیادہ اجتناب کریں اپنی زبان کو ذکر الٰہی میں مصروف رکھیں، نماز وقت پر ادا کریں تاکہ ہمارا روزہ رکھنے کا عمل روز قیامت ہمارے کام آ سکے۔ (آمین)

مجاہد ہاشم فیاض......قلعہ دیدار سنگھ

جس نے روزہ افطار کرایا

سیدنا زید بن خالد الجہنی [illegible] کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے روزے دار کو روزہ افطار کرایا اسے بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اجر روزہ دار کے لیے ہوگا اور روزہ دار کے اجر سے کوئی نیکی کم نہ ہوگی (اسے ترمذی نے روایت کیا)

ارم حیات......کروڑ پکا

عید کیا ہے؟

ابو رضوان جاوید

روز عید غسل کرنا اور بہترین مگر سادہ لباس پہننا مستحب ہے۔ عید الفطر میں نماز سے پہلے طاق تعداد میں کھجور کھانا اور عید الاضحی میں نماز عید کے بعد قربانی کے گوشت سے کھانے کی ابتدا کرنا مسنون ہے۔ نبی کریم ﷺ عید گاہ میں نماز عید پڑھا کرتے تھے۔ البتہ بارش کی حالت میں مسجد میں نماز عید ادا کی جا سکتی ہے۔ پیارے رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو بھی عیدین کے موقع پر عید گاہ جانے کا حکم دیا۔ البتہ عورتوں پر لازم ہے کہ وہ عید گاہ جاتے وقت گھروں سے نکلنے کے شرعی آداب کی شدت سے پابندی کریں۔ زمانہ نبوت میں بچوں کو بھی عید گاہ لے جایا جاتا تھا۔ البتہ سرپرست حضرات بچوں کو نظم و ضبط خراب نہ کرنے دیں۔ مسلمان تکبیرات پکارتے ہوئے عید گاہ کے لئے روانہ ہوں۔ البتہ ایک آواز میں تکبیرات نہ کہیں کہ ایسا کرنا ثابت نہیں، عورتیں اس بات کا اہتمام کریں کہ ان کی تکبیرات کی آواز مردوں تک نہ پہنچے۔ عید الفطر میں تکبیرات کہنے کا وقت شوال کا چاند دیکھنے سے لے کر عید سے فارغ ہونے تک ہے۔ حضرات صحابہ میں کسی ایک سے ثابت شدہ الفاظ میں تکبیر کہنا زیادہ پسندیدہ ہے۔ عیدین کی نماز ادا کرنا اہل اسلام پر فرض ہے۔ نماز عیدین کا وقت طلوع آفتاب کے بعد نفلی نماز ادا کرنے کا وقت ہے۔ البتہ نماز عید الفطر کو قدرے تاخیر سے اور نماز عید الاضحی کو جلدی ادا کرنا مسنون ہے۔ نماز عیدین سے پہلے اذان واقامت یا کوئی ندا ثابت نہیں۔ رسول کریم ﷺ عید گاہ میں سترے کا اہتمام فرماتے۔

نماز عید کی دو رکعتیں ہیں۔ نماز عیدین کی دونوں رکعتوں میں عام نمازوں سے زیادہ تکبیرات ہیں۔ پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں ہیں۔ ان تکبیرات میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ وہ تکبیرات عید کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔ تکبیرات زائدہ کے درمیان رسول اللہ ﷺ سے کوئی متعین دعا یا ذکر ثابت نہیں البتہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جائے، نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا جائے، اور اپنے لیے دعا کی جائے۔ نماز عیدین میں سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورۃ (ق) اور دوسری رکعت میں سورۃ (القمر) یا پہلی رکعت میں سورۃ (الاعلیٰ) اور دوسری رکعت میں سورۃ (الغاشیہ) پڑھنا مسنون ہے۔ نماز عید، خطبہ سے پہلے ادا کی جائے۔ عید کے خطبوں میں عورتوں کو وعظ و نصیحت کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ نماز سے پہلے یا بعد کوئی نفلی نماز نہیں۔ عید گاہ سے واپسی پر راستے کو تبدیل کرنا مسنون ہے۔

عیدین کے دونوں دنوں میں روزہ رکھنے سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ جمعۃ المبارک کے دن عید ہونے کی صورت میں عام دستور کے مطابق نماز عید ادا کی جائے گی البتہ جمعہ کے بارے میں لوگوں کو اختیار ہوگا چاہیں تو وہ ادا کریں اور چاہیں چھوڑ دیں البتہ امام جمعہ ضرور پڑھائے تاکہ جو حضرات جمعہ ادا کرنا چاہیں وہ اس کی اقتدا میں ادا کر سکیں۔ جمعہ نہ پڑھنے والے لوگ نماز ظہر باجماعت ادا کریں گے جمعہ اور عید کا ایک دن میں ہونا کتاب و سنت کی روشنی میں نحوست کی علامت نہیں ہے۔

مسلمانان عالم سے اپیل ہے کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں اور اپنے تمام حالات کے بارے میں کتاب و سنت سے راہ نمائی حاصل کریں کتاب و سنت کو سیکھیں، دوسروں کو سکھائیں، خود سیکھیں دوسروں کو سمجھانے کی کوشش کریں، خود عمل کریں، دوسروں کو دعوت عمل دیں، کتاب و سنت کی روشنی میں مسائل عیدین سے آگاہی حاصل کریں اور ان پر عمل کریں، دوسرے لوگوں تک ان کو پہنچائیں اور ان پر عمل کی تلقین کریں۔ اسی میں ہم سب کی سعادت مندی، خوش بختی اور کامیابی و کامرانی ہے۔

رمضان المبارک کے روزے رکھنے والے اور نہ رکھنے والے اپنی خوشیاں اور عیدیں کیسے مناتے ہیں، شراب پی کر فلمی اور ویڈیو، سی ڈیز، وغیرہ سے لطف اندوز ہو کر، کرکٹ کھیل کر، تاش، لڈو، کیرم، پتنگ بازی، مرغوں کے لڑائی، بٹیروں کی لڑائی۔ ایسا وہ کونسا کھیل ہوگا جو شیطان کا پسندیدہ نہ ہو اور جس سے رحمان کی کھلم کھلا خلاف ورزی اور حکم عدولی نہ ہوتی ہو کفار بھی اپنی خوشیاں ایسے ہی منائے اور ہم مسلمان و مومن کہلانے والے بھی اسی طرح ذرا سا انصاف تو کیجئے۔ اللہ رب العلمین اپنے اور پیارے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق خوشی منانے کی توفیق عنایت فرمائے۔ [مسائل عیدین پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی]

لیلۃ القدر کی فضیلت اور اس کے مسائل

محمد توصیف الرحمن شاہ — جھنگ

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے لیلۃ القدر میں ایمان کیساتھ ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

② سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جو مہینہ تم پر آیا ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو (قدر و منزلت کے اعتبار سے) ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس (کی سعادت حاصل کرنے) سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا نیز فرمایا لیلۃ القدر کی سعادت سے صرف بے نصیب ہی محروم کیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ فرمایا، رمضان کے آخری عشرے میں باقی دنوں کی نسبت عبادت میں بہت زیادہ کوشش فرماتے تھے۔ (بخاری)

④ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رمضان کے آخری دس دن شروع ہوتے تو رسول اللہ ﷺ عبادت کے لیے کمر بستہ ہو جاتے راتوں کو جاگتے اور اپنے اہل و عیال کو بھی جگاتے۔ (بخاری و مسلم)

⑤ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں شب قدر پاؤں تو کونسی دعا پڑھا کروں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہو۔

"اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي"

"یا اللہ! تو معاف کرنے والا ہے معاف کرنا پسند کرتا ہے لہٰذا مجھے معاف فرما۔" (ترمذی)

کیا سونے سے پہلے اپنا جائزہ لیا ہے

اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ اور تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کے لیے کیسا (عمل) کیا ہے اور اللہ سے ڈر جاؤ بے شک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (سورۃ الحشر: ۱۸)

کیا آج آپ نے:

1. تمام نمازیں مسجد میں ادا کی ہیں؟
2. قرآن کا کچھ حصہ تلاوت کیا ہے؟
3. حدیث کا کوئی باب پڑھا ہے؟
4. اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ سے معافی مانگی ہے؟
5. شہادت کی موت کی تمنا اور دعا کی ہے؟
6. جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ وغیرہ سے بچنے کی کوشش ہے؟
7. کسی بیمار ساتھی یا دوست رشتہ دار کی عیادت کی ہے؟

جسے اللہ رکھے

شہباز شمس ...... لیہ

ٹھک ٹھک ٹھک! کی آواز سنتے ہی میں چونکا اور آہستہ آہستہ قدم دروازے کی طرف بڑھائے دروازہ کھولتے ہی ایک فقیر بابا نظر آئے۔ اللہ کے نام پر دے بیٹا! پہلے تو میں نے اس آدمی کا جائزہ لیا پھر میں نے حرکت کی اور ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول دیا۔ لیکن وہ بابا جی باہر ہی کھڑے رہے گھر سے کھانا لے کر آیا دیکھا تو بابا جی باہر ہیں بابا اندر آ جاؤ نہیں بیٹا! یہیں کھالوں گا۔ لیکن آخر میری کوشش سے بابا جی اندر آ گئے۔ کھانے کو دیکھنے کے بعد میری طرف دیکھا۔ میری جیب پر لگا پاکستان کا بیج دیکھ کر چونکے۔ اور بولے بیٹا یہ وہ مہینہ ہے جب پاکستان بنا۔ ہاں بابا جی وہ مہینہ ہی نہیں بلکہ آج وہ دن ہے۔ میری بات سنتے ہی بابا جی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کیا بات ہے بابا جی کھانا کیوں نہیں کھاتے بیٹا مجھ سے کھایا نہیں جاتا۔ کیوں بابا کیا وجہ ہے۔ اگر سنتے ہو تو بیٹا سنو یہ اس وقت کی بات ہے۔ جب پاکستان بننے میں چند دن باقی تھے ہم سب خوش باش اپنے گھروں میں رہ رہے تھے۔ ہر طرف اعلان ہو رہے تھے کہ جس جگہ ہم بیٹھے ہیں وہ جگہ پاکستان میں ہے۔

لیکن نا جانے بعد میں کیا ہوا دوسرے ہی دن صبح ہمیں یہاں سے ہجرت کرنے کو کہا اعلان سنتے ہی گاؤں کے تمام لوگ اکٹھے ہو گئے۔ کوئی بھی اپنا گھر چھوڑنے کو تیار نہ تھا۔ لیکن چند آدمیوں کے مشورے پر ہم نے سامان اٹھایا بیل گاڑیوں پر لادا اور پورے گاؤں کا ایک قافلہ چل پڑا ابھی امرتسر سے چند میل دور تھے۔ پتا چلا ہر طرف شور کی آواز آ رہی ہے سکھ مسلمانوں کو قتل کر رہے تھے ہمارا یہ بڑا سا قافلہ دیکھ کر سکھوں کے ایک بڑے گروہ نے لوٹنے کی کوشش کی لیکن ہمارے بہادر جیالوں نے انہیں مار گرایا ان میں میں بھی شامل تھا سکھوں کے مرنے کی خبر جب ان کے گاؤں تک پہنچی تو بہت سے سکھ سردار اور سینکڑوں سکھ اکٹھے ہو کر آ گئے انہوں نے آدمیوں عورتوں بچوں سب کو قتل کرنا شروع کر دیا ہمارے آدمیوں نے مزاحمت کی لیکن ان سینکڑوں سکھوں نے چند لمحوں میں تمام کو شہید کر دیا چند آدمی بچ گئے میں اور میرے چچازاد بھائی نے سکھوں کو قتل کرنے کی تدبیر سوجھی پہلے سے مرے ہوئے سکھوں کی تلواریں لے کر اچانک ان کے سامنے آئے اور ایک زوردار حملہ شروع کر دیا یہ بات سکھوں کی توقع کے خلاف تھی ان کا خیال تھا کہ مسلے مارے جا چکے ہیں وہ لڑکیوں کو قیدی بنا رہے تھے عورتیں قتل کر رہے تھے بچے نیزے مار مار کر شہید کر رہے تھے پوری سڑک پر خون کی ایک ندی چل رہی تھی ہر طرف آہ و پکار تھی لیکن کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی تھی ہمارے چند مسلمانوں نے بہت سے سکھ مار دیئے سکھوں کا سردار میرے سامنے آیا تو میرے برچھے کا پورا کیل وستے تک اس کے دل میں گھس گیا۔ اس نے چیخ کر کہا سکھو اس مسلمان کو بھاگنے نہ دو یہ میرا قاتل ہے

اس کے الفاظ مکمل ہوئے وہ جہنم رسید ہو چکا تھا میں نے اپنے اردگرد دیکھا تو تمام مسلمان شہید ہو چکے تھے آہ و پکار بند ہو چکی تھی میں سکھوں کے گھیرے میں تھا۔ ایک سکھ نے بلند آواز میں کہا۔ یہ ہے وہ کتا جس نے ہمارے سیوا جی کو مارا ہے انہوں نے مجھے پکڑا اور ایک قید خانے میں دے دیا کیونکہ سکھ سردار کے قاتل کو عام موت نہیں دی جاتی تھی بلکہ اس کو باقاعدہ جسم پر چرکے لگا دیئے جاتے ان میں زہر بھر دی جاتی یہ عبرت ناک موت کا سن کر میرے پورے جسم کو پسینہ آ گیا۔

میں نے رات کے وقت دیکھا کہ مکان کی کھڑکی کمزور ہے دھکا دیا تو وہ گر گئی۔ میں نے اسی وقت باہر چھلانگ لگائی اور بھاگنے لگا اندھیرے میں راستے کا تعین نہیں ہو سکا۔

بھاگتے ہوئے مجھے سکھوں نے دیکھ لیا اور میرا پیچھا کرنے لگے۔ میں بے نشان منزل کی طرف بھاگنے لگا۔ جوتا نا جانے کہاں گم ہو گیا تھا پیروں تلے زخم آ چکے تھے میں کسی ٹیلے پر تھا دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا وہیں خدا کا نام لے کر سو گیا۔ صبح سورج کی تیز گرمی سے آنکھ کھلی ریت تپ رہی تھی۔ اردگرد دیکھا تو ہر طرف ریت ہی ریت نظر آئی۔ اوہ! میں بھٹک کر کسی صحرا میں داخل ہو چکا تھا کوئی سایہ نہ تھا قریب ہی ایک خار دار جھاڑی کے پاس بیٹھا تو ایک پھنکار سنائی دی دیکھا کہ ایک سانپ اپنا پھن پھیلائے موت کی دعوت دے رہا تھا۔ اپنے آپ کو بچانے کے لئے اٹھ بھاگا لیکن سانپ مجھ سے بھی تیز نکلا وہ بھی میرے پیچھے ہو لیا اس تپتی ریت پر کسی کربلا کا منظر تھا ہر طرف گرم لو چل رہی تھی سانپ بھی میرا پیچھا چھوڑنے پر رضامند نہ تھا۔ آخر زندگی اور موت کی یہ جنگ جاری تھی کہ زندگی میں ایک نئی لہر پیدا ہوئی قریب ہی ایک نہر تھی۔ نہر پار کرنے کے لئے کوئی پل نہ تھا۔ لیکن سانپوں کی زہریلی موت سے نہر میں مر جانا بہتر تھا۔ میں نے اللہ کا نام لے کر نہر ہی میں چھلانگ لگا دی۔

جب مجھے ہوش آیا میں ایک کمرے میں تھا۔ ایک بوڑھا آدمی میرے علاج میں مصروف تھا۔ میں بولنا چاہتا تھا کہ اس نے مجھے چپ رہنے کو کہا۔ جب وہ مجھے دوائیاں دے چکا تو پھر اس نے کہا آپ کو کوئی بہت زہریلا سانپ کاٹ چکا ہے۔ جس کا علاج موت ہی ہو سکتا ہے۔ میری زندگی میں ہر طرف موت تھی میرا ضمیر چیخ کر کہہ رہا تھا بھاگ چل اس سرزمین کی طرف جس کے لئے تو نے اتنی قربانیاں دی بوڑھی ماں سکھوں کے ہاتھوں شہید کروادی بہنیں شہید کروادیں بوڑھے باپ پر دشمن کی تلوار کو نہ روک سکا۔

امید کی ایک کرن ابھی باقی تھی۔ شاید خدا کو میری زندگی ابھی اور منظور تھی۔ میں بچ گیا میرا دل کہہ رہا تھا۔ تو ضرور اس پاک سرزمین میں جائے گا جہاں صرف اپنے ہوں گے کسی کا ڈر نہ ہو گا۔ لیکن میری روح کو سکون نہ تھا۔ میں لگاتار کئی روز اس بیماری میں مبتلا رہا۔ اس بزرگ آدمی نے کہا بیٹا اب تو کہیں نہیں جائے گا اب یہاں ہی رہے گا۔ اب اسی آدمی نے صحرائی راستے کی بجائے سمندری راستے کو اختیار کرنے کو کہا۔ سمندر میں دو دن کی مسافت کی جہاز کے بہت سے لوگ ہندوستان کے رہنے والے تھے لیکن اس بزرگ طبیب کی وجہ سے میری عزت کر رہے تھے مجھے سرحد تک پہنچایا گیا۔ لیکن اس سے آگے میرے ساتھ آنے کی کسی نے جرأت نہیں کی۔ در بدر کی ٹھوکریں کھاتا جب یہاں پہنچا تو یہاں سب ماحول ہی تبدیل تھا۔ اپنے بھی غیر تھے۔ کوئی کسی کا نہ تھا۔ حکومت لوگوں کو ان کے عزیزوں سے ملوا رہی تھی لیکن میرا کوئی عزیز نہ تھا۔ چپ چاپ بے نشان منزل کی طرف چل دیا جس طرف منہ ہو جاتا اس طرح چلا جاتا وہیں مانگ کر کھا لیتا۔

جب ایک دو جگہ مزدوری کی درخواست کی تو انہوں نے کہا بابا تو پورا کام نہیں کر سکے گا مجھے واپس لوٹا دیا گیا آج پھر میری پرانی یاد تازہ ہو گئی۔ مجھے وہ وقت نہیں بھولتا جب سکھوں نے خون کی ندیاں بہا دیں۔ عصمتیں تار تار ہوئیں مسلمان گاجر مولی کی طرح کاٹے گئے۔ کسی کو رحم نہ آیا۔ ننھے بچوں کی آہ و فریاد آسمان پھاڑ کر گزر رہی تھی لیکن شاید خدا بھی مسلمانوں کا امتحان لے رہا تھا۔ مسلمانوں کو معراج ہو رہی تھی۔ ان کی کمی ہو رہی تھی لیکن حقیقت میں ان کا عروج ہو رہا تھا۔ بوڑھے آدمی بکریوں کی طرح ذبح ہو رہے تھے۔ ہر کوئی اپنی جان بچانے کی فکر میں بھاگ رہا تھا حشر کے میدان کا سا انداز تھا۔ میرے جوان بھائی کے بچوں کو جب سکھ مار رہے تھے تو اپنے معصوم لہجے سے کہہ رہے تھے۔ چاچو ہمیں بچا لو لیکن میں کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ میری زبان گنگ ہو گئی تھی۔ کان مزید کچھ سن نہ سکتے تھے۔

شاید اس لمحے زمین بھی حرکت کرنا بھول گئی تھی۔ بابا جی اپنی کہانی مکمل کر چکے تھے۔ اور زار و قطار رو رہے تھے۔ روتے روتے بابا جی اٹھ کر چل پڑے یہ کیا بابا جی نے کھانا تو کھایا نہیں اس نے ایک لقمہ تک نہ کھایا میں کسی ساکت بت کی طرح یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ زبان کچھ کہنے سے قاصر تھی۔ صرف یہ ہی دعا تھی۔ اے اللہ جن کے لئے ہمارے بزرگوں کے اتنی قربانیاں کی اس ملک کو ہدایت و راہنمائی دے (آمین)

ذرا بتائیں تو......؟ سلسلہ نمبر 19

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد اس نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی اور بابرکت سابقین اولین یعنی پہلے ایمان لانے والوں کی فہرست میں ان کا چوتھا یا پانچواں نمبر ہے۔

اس نے اپنی زندگی کے پر بہار موسم یعنی جوانی میں ہی اسلام قبول کرلیا تھا۔ جبکہ اس کی عمر ابھی سولہ برس تھی یہ کسی بھی اس جنگ سے پیچھے نہیں رہے۔ جس میں رسول اللہ ﷺ نے شرکت کی ہو۔ جس نے حبشے اور مدینہ منورہ کی طرف دو مرتبہ ہجرت کی۔ جو رسول اللہ ﷺ کے حواری، آپ ﷺ کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے فرزند ارجمند، ان دس نیک دل معزز صحابہ کرام میں سے ایک تھے جنھیں زندگی میں جنت کی بشارت دی گئی، چھ اصحاب شوریٰ میں سے ایک اور وہ شیر دل بہادر جس نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تلوار نیام سے باہر لانے کا اعزاز حاصل کیا۔

آپ شہسوار، شمشیر زن محتاط اور پختہ رائے رکھنے والے، بہادروں کو تہہ تیغ کرنے والے، اللہ عزوجل کی راہ میں مال و دولت کو بے دریغ خرچ کرنے والا، بہادر پیش قدمی کرنے والا اور خوشحال صحابہ کرام میں سے تھا۔

بچپن ہی سے بہادری، گھڑ سواری اور زور آزمائی کے ماحول میں پل کر جواں ہوئے تھے اور جنگی صلاحیتوں کی پرورش میں اس کی والدہ ماجدہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا بڑا عمل دخل تھا، یہ ان سخت جان شہسواروں کے زمرے میں تھے جنھیں میدانہائے جنگ پہچانتے تھے اور وہ ان کی بہادری اور طاقت کی گواہی دیتے تھے۔

تاریخی کتابوں میں یہ منقول ہے کہ آپ کی والدہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اسے بچپن میں بہت مارا کرتی تھیں، جبکہ یہ یتیم بھی تھا۔ اسے یہ کہا گیا تو اسے قتل کردے گی، اس کا کلیجہ نکال لے گی، اس لڑکے کو ہلاک کردے گی؟ اس بیچارے سے تیری کیا دشمنی ہے جب دیکھو تو اسے بے تحاشہ مار رہی ہوتی ہے۔ تیرا بیٹا ہے تیرا لخت جگر ہے کیا تجھے اس سے کوئی پیار نہیں تو اس نے بڑے واضح انداز میں یہ جواب دیا میں تو اسے اس لیے مارتی ہوں کہ وہ سخت جان ہو جائے اور لشکر جرار کی قیادت بخوبی سنبھال سکے۔

آپ کی ذاتی خوبیوں کے ضمن میں یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ اتنے دراز قد تھے کہ جب گھوڑے پر سوار ہوتے تو ان کے پاؤں زمین پر لگتے، ان کی داڑھی اور گال ہلکے پھلکے تھے ان کے جسم اور کلائی مضبوط تھے، خطرات میں صبر و تحمل اختیار کرنے والے اور بڑے جرأت مند، بہادر اور پیش قدمی کرنے والے تھے۔

آپ کی جرأت کی مثالوں میں سے ایک یہ ہے کہ جس کو سیرت کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے۔ جب وہ سرزمین حبشہ میں مہاجر تھے، اہل حبشہ میں سے ایک شخص کا نجاشی کے ساتھ حکومتی سطح پر جھگڑا ہو گیا، نجاشی اس کی طرف روانہ ہوا۔ درمیان میں دریائے نیل پڑتا تھا۔ اسے عبور کرنا تھا تاکہ وہ اپنے مدمقابل سے نبرد آزما ہو۔ لہٰذا اس کے مقابلے میں خم ٹھونک کر آنا ضروری تھا۔ نجاشی نے یہ جنگی حکمت عملی اپنائی کہ اسے اس کے علاقے میں پہنچ کر روکا جائے۔ لہٰذا ایسے ہی کیا۔ مہاجر صحابہ کرام کے دلوں میں بڑی تشویش تھی۔ انھوں نے کہا: ''اس مہم پر کون جائے گا کہ وہ موقع پر جائے اور ہمیں صحیح صورتحال سے آگاہ کرے۔''

آپ ظاہر ہوئے، تاکہ وہ اس فدائی مہم کو سرانجام دیں۔ یہ بات اس کی بہادری کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ آپ نے ان سے کہا: ''میں اس مہم کو سر کرنے کے لیے جاؤں گا، میں یقینی خبر لے کر آؤں گا۔''

حالانکہ یہ سب مہاجرین میں سے نوعمر تھے۔ ساتھیوں کے ایک مشکیزے میں ہوا بھری۔ آپ نے اسے اپنے سینے سے باندھا اور اس جانب تیرنے لگے جہاں یہ معرکہ بپا تھا۔ یہ تیرتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے نجاشی کو اپنے دشمن پر فتح دے دی تھی۔ آپ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹے اور اپنا کپڑا لہراتے ہوئے کہنے لگے: ''خوش ہو جاؤ، نجاشی کو غلبہ حاصل ہوا ہے اللہ نے اس کے دشمن کو ہلاک کردیا ہے، مسلمان اس کامیابی و کامرانی پر بہت زیادہ خوش ہوئے۔

انھوں نے آپ کی شجاعت اور سرزمین حبشہ میں اس کے اقدام کو بہت سراہا۔

جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

''ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔''

کیا آپ بتا سکتے ہیں یہ کونسی شخصیت تھی۔

سلسلہ نمبر 16 بذریعہ قرعہ اندازی انعام یافتگان

ا۔ سارہ خان	لاہور
۲۔ سید حمزہ علی	بہاولپور
۳۔ شاہد محمود	ٹوبہ ٹیک سنگھ
۴۔ حافظ عبدالمنان	اوکاڑہ
۵۔ مدیحہ خاتون	شکر گڑھ
۶۔ محمد سلیم	رحیم یار خان
۷۔ محمد کامران	وہاڑی
۸۔ تسلیم بنت عبداللہ	بہاولنگر
۹۔ ہارون شفیق	شیخوپورہ
۱۰۔ صفیہ بنت رحمت	سعودی عرب

سلسلہ نمبر 16 کی شخصیت

سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

سلسلہ نمبر 16 میں صحیح جوابات بھیجنے والے احباب

قصور: کلثوم ہارون، پرویز اختر، عبدالرحمٰن، راحیلہ ہارون، نثار ادریس، عبدالجبار، اخت وقار ادریس، بنت محمد اصغر، آمنہ اصغر، محمد اصغر، اخت عامر، یاسمین امین، عبدالجبار، مجاہد اسلام، عبدالرؤف، شازیہ پروین، بنت مشتاق، افتخار، عابدہ کلثوم، محمد افضل، محمد عمیر، محمد شفیق، عابد جان، محمد امجد، محمد یاسمین۔ **فیصل آباد:** عبدالرحمٰن، حبیب النسا، صلاح الدین، اریج بن عبدالجبار، ربیعہ مصطفیٰ، انم جاوید، شرمین، یاسر سعید، صفیہ بانو، صباحت مقصود، حماد ظفر، فوزیہ نذیر، اقصیٰ یعقوب، اخت ابو عمیس، شمائلہ ادریس۔ **شیخوپورہ ننکانہ:** عدنان فیصل چیمہ، انس بن عطاء اللہ، طیب، عثمان امجد، ساجد امجد، رافعہ طوبیٰ، زید، سمیع اللہ، عتیقہ نواز، اخت فاروق، فہد، طاہر ارشد، مغیرہ، اخت ابو سعید، عبدالرحمٰن، عبدالمعید، مریم، عائشہ شفیق، سرفراز عتیقہ، ہارون شفیق، نفیسہ اصغر، میمونہ شفیق، عائشہ نواز، شمسہ، مرصد صیاف، سعدیہ نواز، سدرہ مختار۔ **لاہور:** سارہ خان، میمونہ ثمرین، سلیم آصف، اخت عثمان اشرف، بنت ضیاء، نائلہ صادق، سلمیٰ صدیق، طیب اسلام عسکری، فصیلت لطیف، راحیلہ عمر، اقراء عالم، ثمرین سائرہ، عافیہ فاضل، عمیس، آمنہ میمونہ، منیحہ، حفصہ بنت مقبول۔ اخت عبدالرحمٰن، عنبر سعدیہ، بنت عبدالرحیم، صبیحہ سعید، امۃ الرحمٰن، احمد وحید، حافظ عبدالرحمٰن، مجاہدہ اسلام، اخت یونس، بنت عبدالرشید۔ **گوجرانوالہ:** مدیحہ عبدالقیوم، حماد منظور، عائشہ ثناء، علی ریاض، عبدالقدوس، محمد احمد، نوشین۔ **سیالکوٹ:** فاطمہ، حافظ عبدالمجید، ربیعہ بنت اقبال، آمنہ سرحد۔ **گجرات:** حفصہ افضال، فاطمہ بنت ارقم، عبدالرحمٰن، فیصل شہزادہ، اسماء عفت، راشد اویس، اسماء ظفر۔ **ٹوبہ ٹیک سنگھ:** مدثر شکیل، بلال طاہر، عمر حیات، رگا جی، محمد وقاص، محمد ناصر، کاشف، یاسمین طاہرہ شاہد، ظفر شکیل، عائشہ ارشد، اشرف انجم، سلیم، دانش، ابرار احمد، مزمل، محمد آصف، محمد شعیب، بنت ارشد، بنت محمد اکرم، رؤف شعیب، محمد نواز، فضل الرحمٰن، نسرین اختر، قمر النساء، شفیق النساء، عظمت مصباح، حدائقہ شفیق، کشف شفیق، محمد احتشام، زوہیب اکرم، مظفر، محمد اسلم، غلام مرتضیٰ، محمد عظیم، سیف یونس، قیصر، محمد ذیشان، ابرار الحق، راشد محمود، فقیر حسین، محمد شفیق، عبدالشکور، منظور احمد، عبدالرحمٰن، شاہد محمود، محمد عثمان، شہباز، ارم شہزادی، مقبول احمد، اسماء نورین عشرت حسین، مسرور احمد، اقرا جبین، محمد شہزاد، مقصود احمد، زاہد محمود، مدثر سعدیہ، نازیہ، فرزانہ، عابد، خالد، صبا اشرف، محمد یونس۔ **ملتان:** فوزیہ مبین، اخت شاکر، اخت بلال، رضوان، کنزہ یاسمین، جاوید عالیہ اشفاق۔ **خانیوال:** شمشاد بنت حاجی اکرم، راشدہ ابراہیم، میمونہ فاروق، عدنان، مجیدہ شیر محمد، شہباز، اقراء نواز، امامہ نذیر، فروا امین، روبینہ غفاری۔ **ساہیوال:** کفان، بلال، سبطین، عدنان، اخت آفتاب، اخت عبدالحنان، عمران، راشدہ ادریس، فوزیہ کوثر۔ **حیدر آباد۔ سندھ:** طالعہ طارق، فریحہ، سدرہ خالد، ندرہ خالد، ابو ہریرہ کشمیری، کلیم اللہ۔ **بہاولپور:** شازیہ نورین، حمزہ، حفصہ، ام حفص، سید حنظلہ۔ **وہاڑی:** حافظ کلیم اللہ، طارق نعیم، اشفاق نذیر، ماریہ، کامران، اعظم گھمن، محمد حسین، طاہر سعید، مظہر حسین، عیشۃ الراضیہ، عدنان، ابوبکر، محسن، محمد اسماعیل۔ **لیہ:** سفیان محمود۔ **اوکاڑہ:** عبدالرؤف، محمد نقاش، عبدالمنان، عمیر اسحاق، زاہد، حامد فاروق۔ **میانوالی:** ثوبیہ رحمان خانم۔ **اسلام آباد، راولپنڈی:** زہراء شفقت۔ **منڈی بہاؤالدین:** ماریہ شوکت، رانا افتخار۔ **سرگودھا:** ایمن سعید، ابو طلحہ، عائشہ عبدالرحمٰن، راشد علی، محمد سیف اللہ، عبدالستار۔

رحیم یار خان: مریم اکرام الحق، جنید عبدالغفار۔ **بہاولنگر:** صباء امین، اخت عبدالرحمٰن، عبدالباسط، سلیم بنت عبداللہ۔ **نارووال:** زاہد غلام رسول، عابد الٰہی، مدیحہ خاتون، ابیحہ خاتون۔ **خوشاب:** فرح بتول۔ **پاکپتن:** زوبیہ رمضان، اشفاق۔ **جدہ، سعودی عرب:** صفیہ بنت رحمت، حافظہ فائزہ امیر علی۔ **بھکر:** مدثر تنویر۔ **دیگر شہروں سے:** آمنہ، سمیعہ، میمونہ، رضاء الرحمٰن، شائستہ اشرف، قرۃ العین، فرہاد علی، مبشر عزیز، میمونہ اقبال، ثوبیہ بانو، کنزیٰ، نمرہ، فاطمہ، زہراء، بلال رمضان، امۃ القدوس، عبداللطیف، اخت ابو حذیفہ، حنا شوکت، زوبیہ رمضان۔

برصغیر میں 25 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

خطۂ برصغیر میں رسول اللہ ﷺ کے پچیس صحابہ کرام تشریف لائے بارہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں...... پانچ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں، تین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دورِ امارت میں، چار سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایامِ حکومت اور ایک یزید بن معاویہ کے زمانہ حکمرانی میں، برصغیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی آمد کی تفصیل:

۱۔ عہد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں بارہ صحابہ رضی اللہ عنہم: سیدنا عثمان بن ابو العاص ثقفی رضی اللہ عنہ آپ نے بلادِ ہند میں تین جنگیں لڑیں۔

۲۔ حکم بن ابوالعاص ثقفی...... صوبہ گجرات ہندوستان میں بندرگاہ تھانہ اور بھڑوچ فتح کیے۔

۳۔ مغیرہ بن ابوالعاص ثقفی...... موجودہ پاکستان کے صوبہ سندھ کا شہر دیبل فتح کیا۔

۴۔ ربیع بن زیاد حارثی مذحجی...... کرمان میں اور مکران میں جہاد کیا۔

۵۔ حکم بن محمد بن عمرو بن مجدع ثعلبی غفاری...... مکران میں تگ و تاز جہاد کیا۔

۶۔ سہل بن عدی بن مالک خزرجی انصاری...... جنگ مکران میں شرکت کی۔

۷۔ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان انصاری...... فتح مکران میں شامل ہوئے۔

۸۔ شہاب بن مخارق بن شہاب تمیمی...... فتح مکران میں شامل ہوئے۔

۹۔ عاصم بن عمرو تمیمی...... نواحی سندھ اور سجستان کے قریب وجوار کے علاقے فتح کیے۔

۱۰۔ عبداللہ بن عمیر اشجعی...... بعض بلادِ سندھ ان کی کمان میں فتح ہوئے۔

۱۱۔ نسیر بن وسیم بن ثور عجلی...... بلوچستان کا کچھ حصہ ان کی کوشش سے فتح ہوا۔

۱۲۔ صحار بن عبدی...... جنگ مکران میں شرکت کی۔

② سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم:

۱۳۔ حکیم بن جبلہ اسدی...... برصغیر کے اولین سیاح اور اس کے نواح کے حالات وکوائف کے عالم و ماہر تھے۔

۱۴۔ عبیداللہ بن معمر بن عثمان قریشی تیمی...... فتح مکران میں حصہ لیا اور علاقے کے والی مقرر ہوئے۔

محمد آصف اسلم...... چھانگا مانگا

۱۵۔ عمیر بن سعد...... کچھ عرصہ ولایت مکران آپ کے سپرد رہی۔

۱۶۔ مجاشع بن مسعود بن ثعلبہ سلمی...... فتح بلوچستان میں شرکت کی۔

۱۷۔ عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب قرشی تمیمی...... سجستان اور کابل کے علاقے ان کی کمان میں فتح ہوئے اور ارضِ ہند کے بعض علاقوں پر فتح کے جھنڈے گاڑے۔

③ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

۱۸۔ خریت بن راشد ناجی سامی...... علاقہ سندھ اور مکران میں تشریف لائے۔

۱۹۔ عبیداللہ بن سوید تمیمی شقری...... غزوہ سندھ میں شریک ہوئے۔

۲۰۔ کلیب ابو وائل...... ان کو بعض سیرت نگاروں نے صحابی اور بعض نے تابعی یعنی صحابی کے شاگرد لکھا ہے، منقول ہے کہ انھوں نے سرزمین ہند کے ایک علاقے میں ایک درخت دیکھا، جس کے سرخ رنگ کے ایک پھول پر سفید حروف میں "محمد رسول اللہ" کے الفاظ مرقوم تھے۔

④ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ امارت میں چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

۲۱۔ مہلب بن ابوصفرہ ازدی عتکی...... جنھوں نے علاقہ سندھ کے ایک شہر بدھ اور موجود صوبہ سرحد کے شہروں بنوں اور کوہاٹ تک پیش قدمی کی۔

۲۲۔ عبداللہ بن سوار بن ہمام عبدی...... بعض غزوات ہند میں شریک ہوئے اور شہادت پائی۔

۲۳۔ یاسر بن سوار بن ہمام عبدی...... قلات کے ایک پہاڑی مقام کی جنگ میں شریک ہوئے۔

۲۴۔ سنان بن سلمہ بن محبق ہذلی...... ایک مرتبہ ارض ہند کے مفتوحہ علاقہ کے والی اور گورنر مقرر ہوئے۔

⑤ یزید بن معاویہ کے دورِ حکومت میں بھی ایک صحابی رضی اللہ عنہ

۲۵۔ منذر بن جارود عبدی...... یوقان اور قلات وغیرہ کی جنگوں میں شریک ہوئے اور وہیں پر وفات پائی۔

برصغیر اگرچہ بعض ملکوں کی بہ نسبت خطۂ حجاز سے بہت دور تھا مگر سیرت و تاریخ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اس خطۂ ارض کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کے صحابی تشریف لائے، تابعین اچھی خاصی تعداد میں آئے، تبع تابعین نے یہاں قدم رنجہ فرمایا اور محدثین وفقہا کی بہت بڑی تعداد نے اپنے وجودِ مسعود سے اس کو رونق بخشی۔ اللہ تعالیٰ ان سب نفوسِ قدسیہ پر رحمتیں برسائے۔ (آمین)

[بحوالہ: علم و آگہی، ص: ۱۲]

نماز میں خشوع و خضوع کیسے؟

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ پر نماز کی ادائیگی بوجھ اور مصیبت نہ ہو بلکہ یہ آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی تسکین کا سبب بنے۔ تو اس کیلئے آپ کو درج ذیل اصولوں پر عمل پیرا ہونا ہوگا۔

① ...... نماز کے وقت اگر آپ کو بھوک بے چین کئے ہوئے ہے اور کھانا تیار ہو تو پہلے آپ کھانا کھالیں پھر نماز ادا کریں اور کھانا پیٹ کا ایک تہائی حصہ کھائیں ایک تہائی پانی کیلئے رکھیں اور ایک تہائی سانس کیلئے چھوڑیں۔

② ...... نماز کے وقت اگر آپ کو ٹائلٹ جانے کی حاجت ہو تو پہلے اس سے فراغت پالیں اس لئے کہ اگر آپ بھوک کی نڈھالی اور بول و براز کے دباؤ کی حالت میں نماز پڑھیں گے تو آپ کو نماز میں چین اور اطمینان حاصل نہ ہوگا۔

③ ...... کوشش کریں کہ جس جگہ آپ نماز ادا کر رہے ہوں وہاں شور وغل نہ ہو۔

④ ...... نماز ادا کرتے وقت آپ کے سامنے کوئی ایسی چیز نہ ہو جو آپ کو اپنی طرف مشغول کرے۔ آپ کے لباس اور جائے نماز میں بھی نقش و نگار نہ ہوں۔ لہٰذا نماز کیلئے بالکل سادے کپڑے کا انتخاب کریں۔

⑤ ...... نماز میں ادب سے نگاہیں نیچی رکھ کر کھڑے ہوں اور آپ کے اندر یہ سوچ پیدا ہو کہ ہم اس شہنشاہ دو عالم کے سامنے کھڑے ہیں جو مختار کل ہے اور جس کے پاس ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔

نماز میں ہنسنا، بار بار کپڑوں کو سمیٹنا، جسم کے کسی حصے میں خارش کرنا اور کسی چیز سے بھی کھیلنا منع ہے کیونکہ یہ ادب کے خلاف ہے۔

⑥ ...... نماز میں اگر جمائی آئے تو حتی الامکان اسے روکیں اگر نہ رکے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لیں۔

⑦ ...... حالت قیام میں بالکل ساکت کھڑے ہوں اور حالت تشہد میں بھی ہلنے جلنے سے پرہیز کریں۔ اگر نیند کا غلبہ طاری ہو تو پہلے فریش ہوں پھر نماز ادا کریں۔

⑧ ...... نماز کو جلد از جلد ختم کرنے کیلئے کتر کتر کر نہ پڑھیں بلکہ الفاظ کو خوبصورتی (تجوید) کے ٹھہر ٹھہر کر اس کے ترجے پر غور کرتے ہوئے ادا کریں۔ جب تک پہلے الفاظ کا مفہوم ذہن میں نہ آئے تو دوسرے لفظ کو ادا نہ کریں۔

⑨ ...... نماز میں جب اللہ کے غضب، دوزخ یا قبر کا ذکر آئے تو اس کا تصور کر کے آنسو بہائیں اور جب آپ مغفرت مانگیں تو بھی آپ کے آنسو جاری ہوں۔

⑩ ...... نماز میں رکوع، سجود، قومے اور جلسے کو اطمینان اور آرام سے پورا کریں اس لئے کہ حضور ﷺ نے ان ارکان کی عدم طمانیت کو نماز کے باطل ہونے کا سبب قرار دیا ہے۔

یہ دس اصول ہیں آپ دیکھیں گے کہ ان دس اصولوں پر آپ کا عمل کرنے سے بھی وسوسے آئیں تو آپ حالت نماز میں ہی تعوذ پڑھ کر بائیں طرف تین دفعہ تھوک دیں (مسلم) اور تھوکتے وقت بائیں طرف اپنے پاؤں کے نیچے تھوکیں (سنن نسائی) انشاء اللہ شیطان آپ سے دور ہو جائے گا۔

اخت قاسم لاہور

ننھے مصور

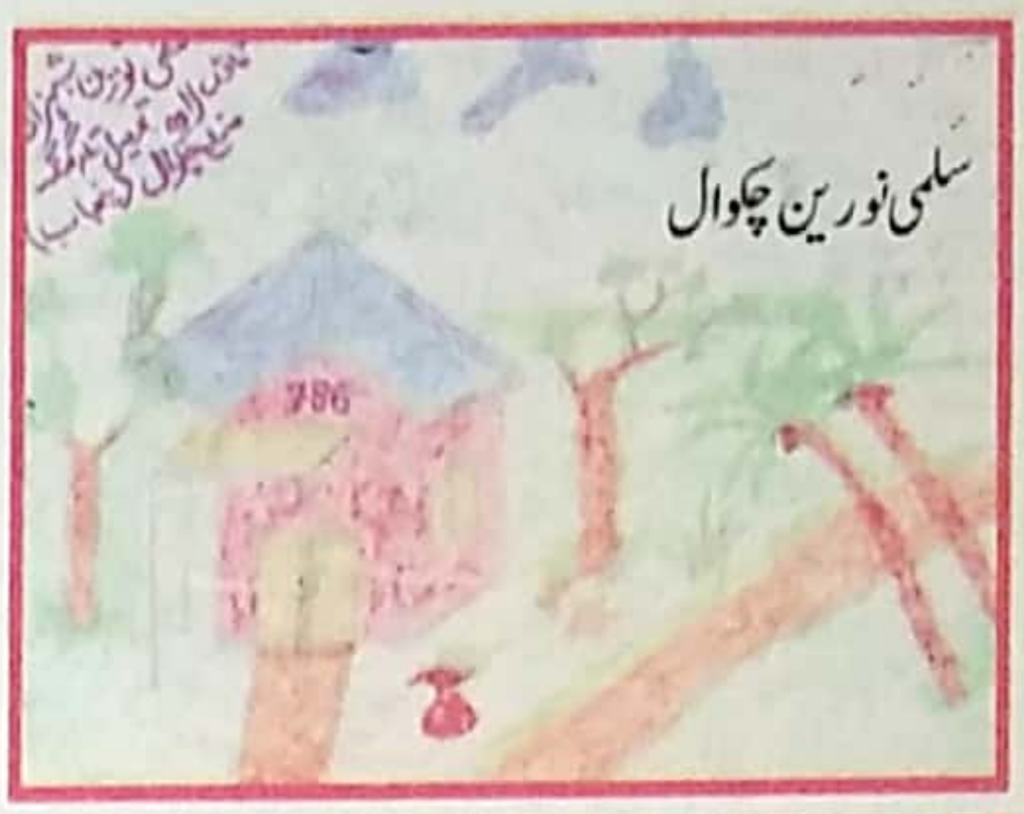

سلمیٰ نورین چکوال

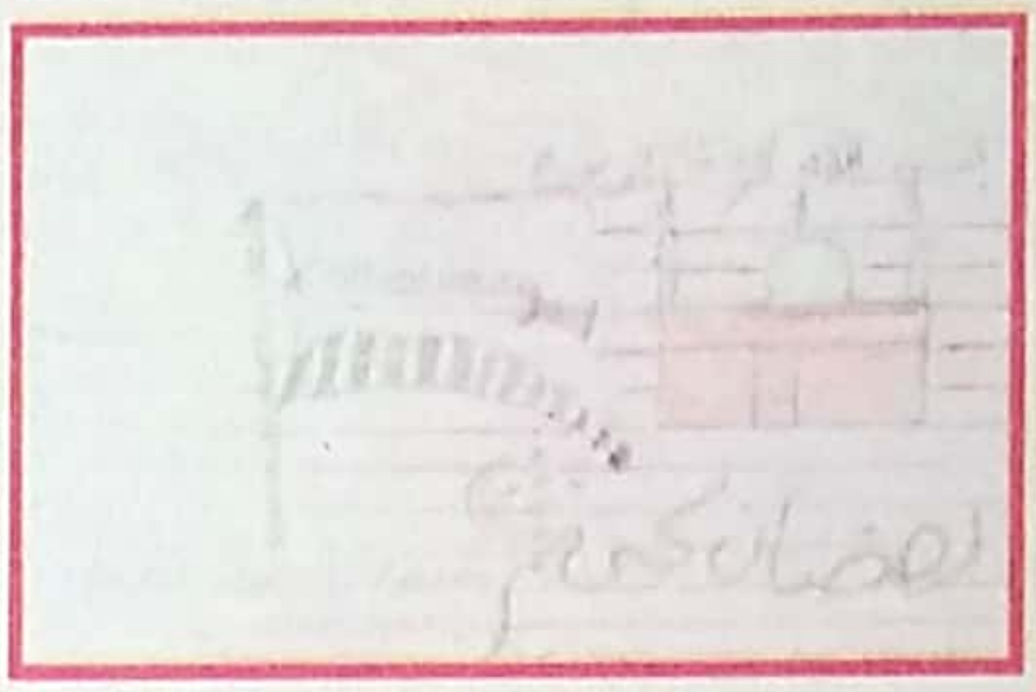

یحییٰ نذیر بہاولپوری

اسماء آصف فیصل آباد

سمعیہ شاکرہ چونیاں

بنت ماسٹر عبدالغفور فیصل آباد

قرۃ العین خنساء اوکاڑا

شمائلہ اقبال

ابرار حفیظ پکھی والا

صبیحہ سعید پنڈ شہیداں

پاکستان
خوبصورت جھیلوں کی سرزمین

سدرہ سحر عمران......کراچی اسٹیل ٹاؤن

عزیز دوستو! گزشتہ دنوں ''یہ وادیاں یہ نظارے'' کے عنوان سے سندس جبین کے خوبصورت سفر کی روئیداد خاصے رشک آمیز جذبات کے ساتھ ملاحظہ فرمائی...... گو کہ تصویروں کی حد تک ہی سہی تاہم ہم نے سرزمین پاکستان کی پیشانی پر قدرتی مناظر کے حیرت زدہ کر دینے والے حسن کو دیکھ کے ضرور رکھا ہے۔

پاکستان آب وہوا کے لحاظ سے سیاحوں کے لیے پرکشش ''پکنک پوائنٹ'' سمجھا جاتا ہے۔ قدرت کا حسین شاہکار اور اس پاک دھرتی کا حسن پاکستان کے شمالی علاقہ جات کا وہ ''طلسم کدہ'' ہے جہاں پہنچ کر انسان رب تعالیٰ کی (قدرت) پر ایک پل کے لیے حیرت زدہ ضرور رہ جاتا ہے وادی کاغان اس لحاظ سے ممتاز حیثیت کی حامل سمجھی جاتی ہے کہ یہاں کئی نیلگوں اور سحر انگیز جھیلیں ہیں ان میں جھیل سیف الملوک، لولوسر اور دودی بت سر جھیل قابل ذکر ہیں۔

17300 فٹ بلند پہاڑی چوٹی کے دامن میں واقع وسیع وعریض پیالہ نما نیلگوں لولوسر کا شمار دنیا کی حسین ترین جھیلوں میں ہوتا ہے اس کے کنارے پر لا تعداد گلیشئر (برف کے تودے) موجود ہیں جو دیکھنے والوں کو ورطۂ حیرت میں مبتلا کر دیتے ہیں وادی کاغان کے مقام برلائی سے سترہ کلومیٹر کے فاصلے پر جل کھڈ قصبہ واقع ہے۔ اس قصبے سے پانچ کلومیٹر کی مسافت پر ۱۴ ہزار فٹ کی بلندی پر دائرہ نما ساخت کی دودی پت سر جھیل (اتنی خوبصورت جھیل کا اتنا عجیب و غریب نام جانے کس نے رکھا ہے) سیاحوں کے لیے قدرت کا حسین شہ پارہ ہے ناران سے 34 کلومیٹر کے فاصلے پر بابوسر ہے۔ یہاں سے دس کلومیٹر کی دوری طے کر کے آپ کو لولوسر جھیل کا دلکش و دلنشین نظارہ ایک پل کو مبہوت ضرور کر دیتا ہے۔ یہ جھیل چاروں طرف سے سرسبز جنگلات میں گھری ہوئی ہے اس لیے اس کا پانی سبزی مائل نظر آتا ہے اور اس پانی میں درختوں اور پہاڑوں کا حسین عکس ''مصورِ عظیم'' کی شاندار پینٹنگ معلوم ہوتی ہے۔

گلگت، دیامیر اور بلتستان کے علاوہ ہنزہ اور سوات کے اضلاع میں بھی کئی جھیلیں موجود ہیں، گلگت اور چترال کے سنگم پر واقع شیندر و پولو اسٹیڈیم بھی اس جھیل کے کنارے واقع ہے، گلگت سے ذرا فاصلے پر 14500 فٹ کی بلندی پر پیلوگام جھیل ہے تو اس سے کچھ مسافت پر کرمبر جھیل اپنے حسن کا جادو جگا رہی ہے یہ جھیل سطح سمندر سے 12000 فٹ بلند ہے اس کا طول وعرض تقریباً ڈیڑھ میل اور 500 میٹر ہے۔ گلگت میں بے شمار جھیلیں ہیں، ان میں ایک تو کتوال سر ہنزہ جھیل اور دوسری 3500 میل کے فاصلے پر سرسبز وشاداب وادی میں موجود جھیل راما ہے جو اپنی مچھلی طرز ساخت کی بناء پر منفرد جانی جاتی ہے۔

سلسلہ کوہ دیوسائی کے برفیلے میدانوں میں 13900 فٹ بلند شوسر جھیل ہے یہیں گوتم سر اور دیوسائی جھیل بھی موجود ہے، ان کے علاوہ بلتستان میں واقع لوئر کچورہ اور اپر کچورہ جھیل بھی حسین ترین جھیلیں ہیں، یہیں تین فرلانگ لمبی اور چار سو گز چوڑی جھیل ''شنگریلا جھیل'' بھی واقع ہے، اس جھیل کو غیر ملکی سیاح ''مون لیک'' بھی کہتے ہیں۔ اس کی انفرادیت یہ ہے کہ اس کا پانی بلندی پر واقع ایک چشمے سے آتا ہے، وادی سوات بھی جھیلوں کے لحاظ سے خاصی خودکفیل ہے۔ درال ڈنڈ اور ہوڈ نڈ جھیل یہیں واقع ہے کوہ ہندوکش کے دامن میں موجود درال ڈنڈ جھیل تک درال ندی کے ساتھ ساتھ سفر کرنا پڑتا ہے۔ کالام سے کچھ فاصلے پر صنوبر اور اخروٹ کے گھنے جنگلات ہیں، ہوڈ نڈ جھیل انھی جنگلات کے عقب میں 19400 فٹ کے گلیشئر سے آگے واقع ہے، ہوڈ نڈ کے معنی ''مچھلی'' کے ہیں۔ اس جھیل کو اس کی مچھلی طرز کی ساخت کی وجہ سے ''ہوڈ نڈ'' کہتے ہیں۔

سوات اور دیر کے درمیان واقع وادی درال میں شیڈ گئی، ترکنہ اور ڈنڈ غاڑو جیسی بے مثل اور بہر کیف نظارے والی جھیلیں موجود ہیں۔ پہاڑوں کے دامن میں واقع دودگئی جھیل کا شمار بھی خوبصورت ترین جھیلوں میں ہوتا ہے۔ مظفر آباد (جس کے حسن کو خدا جانے کس کی نظر لگ گئی) سے چند میل کی مسافت پر سہڑی جھیل اور وادی نیلم میں 12572 فٹ کی بلندی پر دتی گلی سر جھیل حسن وخوبصورتی کے حوالے سے لاجواب ہے۔

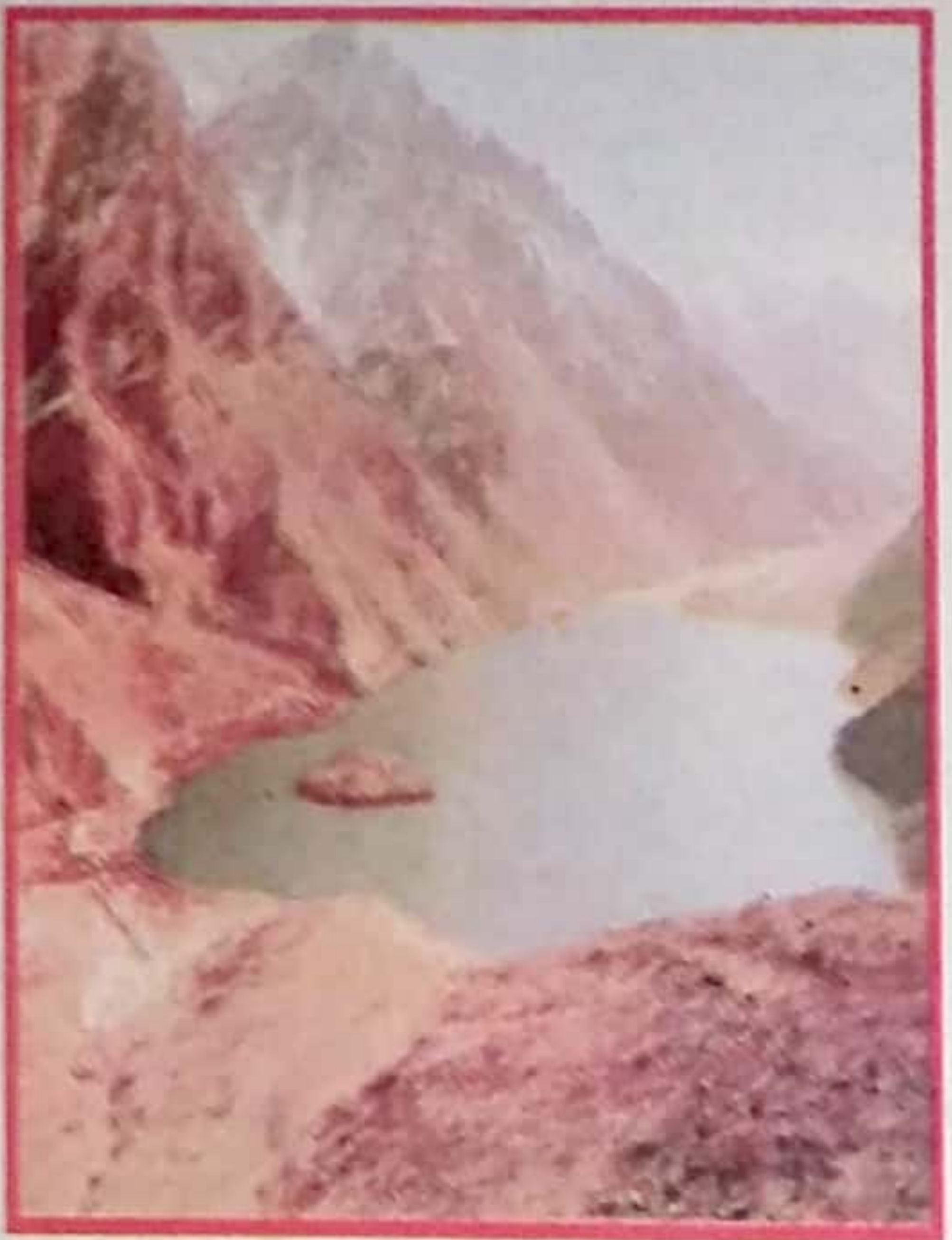

خیر یہ تو شمالی علاقہ جات کی ان دلکش جھیلوں کا ذکر تھا جو اپنے حسن میں واقعی یکتا ہیں اب ذرا واپس کراچی سندھ کی سمت رفت باندھ لیں۔ بھئی! ہمارا سندھ بھی چند مشہور جھیلوں کے حوالے سے ''باعث عزت'' سمجھا جاتا ہے، ہالیجی جھیل ایشیاء میں پانی کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔ یہ جھیل کراچی سے 54 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ موسم سرما میں یہ 70 سے زیادہ اقسام کے سائبرین پرندوں کی محفوظ پناہ گاہ ہے، اسی طرح گندھارا وادی میں واقع کلہر کہار جھیل بھی خوبصورتی کے لحاظ سے بے مثل ہے، بلوچستان وکوئٹہ بھی انگلی کٹا کر شہیدوں میں شامل ہیں، کوئٹہ سے چھ کلومیٹر کے فاصلے پر حنا جھیل قدرتی شاہکار ہے۔ علاوہ ازیں منچھر جھیل اور کینجھر جھیل بھی قابل ذکر جھیلیں ہیں۔

قدرتی جھیلوں کے علاوہ چند مصنوعی جھیلیں بھی سیاحوں کی توصیفی اور تعریفی نگاہوں کا سبب ٹھہرتی ہیں ان میں تربیلا کی عظیم ترین جھیل بھی شامل ہے اس طرح کوہاٹ کے ٹانڈا جھیل اور چھانگا مانگا کی مہتابی جھیل بھی بے مثال حسن رکھتی ہیں۔

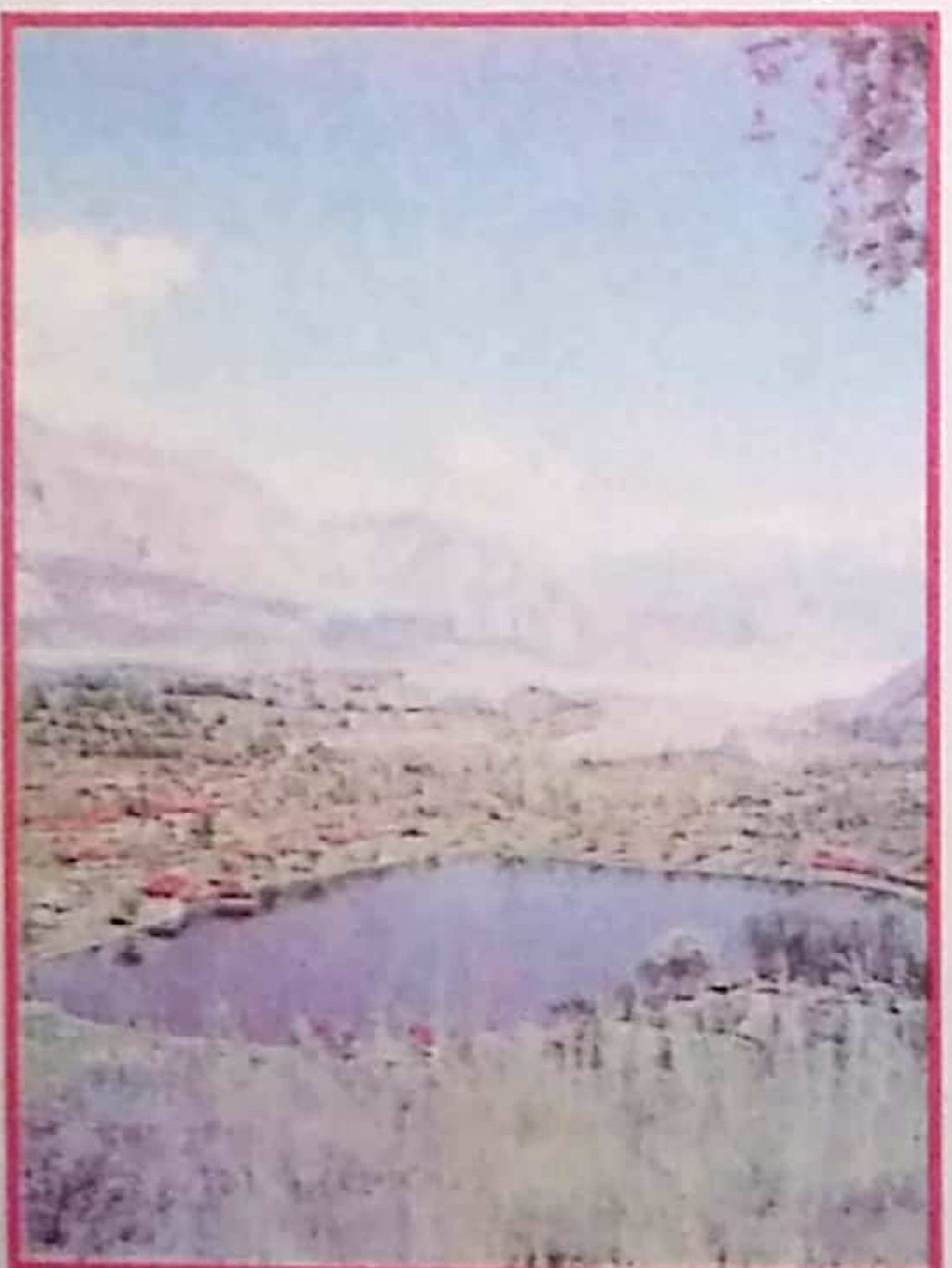

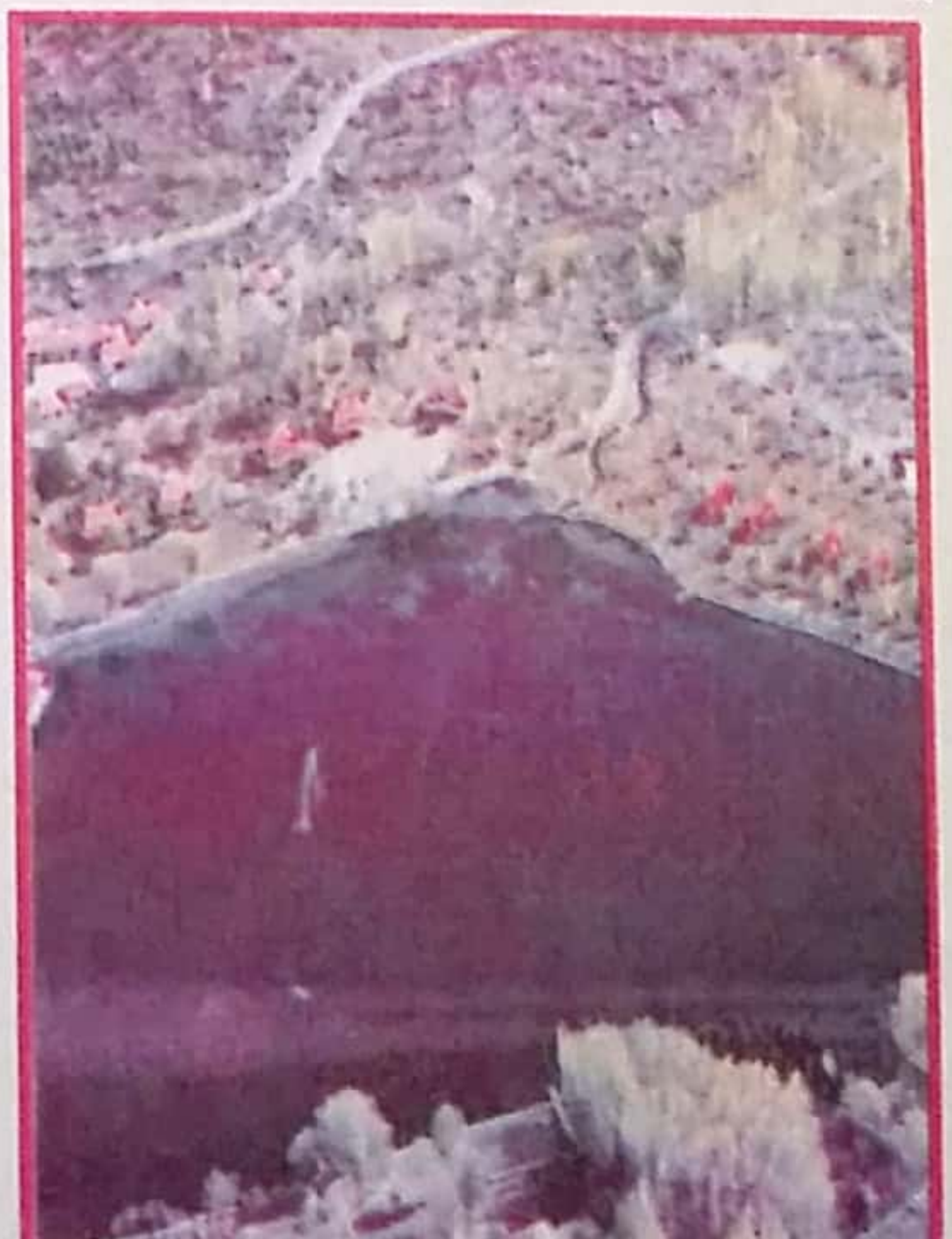

السلام علیکم! ہم ایک تحریر ''معصوم کی پکار'' بھیج رہے ہیں ہمارے پاس ایک اور تحریر ہے لطیفے کی طرح لیکن ہے تحریر جو ہماری کلاس کی آپ بیتی ہے۔

جو آپ نے Topic ''نیکی کا ذریعہ'' شروع کیا ہے ہم ایک کتاب ''کیفیۃ صلاۃ النبی ﷺ'' بھیج رہے ہیں۔

ربیعہ سحر، زرغونہ سحر، حافظہ ثانیہ سحر...... لیہ

...... اپنی تحریر ارسال کردیں اشاعت کا فیصلہ پڑھنے کے بعد ہوگا۔

السلام علیکم! ارے عبدالوارث ساجد بھائی خیریت تو تھی۔ کیا آپ نے ''ضروری بات'' کو لکھ کر ایک دفعہ پڑھا بھی تھا یا نہیں؟ خیر پڑھا تو ضرور ہوگا۔ لگتا ہے آپ کو 'ضروری بات' لفظ کچھ زیادہ ہی پسند آ گیا تھا ایک منٹ رکیے میں گن کر بتاتی ہوں...... تو جی ہاں! جناب 28 دفعہ تقریباً آپ نے لفظ ضروری بات لکھا ہے۔ اس دفعہ کی ضروری بات پڑھ کر بہت مزا آیا۔ ننھے مجاہد کے صفحات بڑھنے کا جب پڑھا تو دل بہت خوش ہوا کہ چلو ہماری دعائیں سن لی گئیں ہیں، بھائی آپ ''صحابہ کرام نمبر'' اور ''علماء کرام نمبر'' شائع کریں، جس میں عظیم صحابہ کرام اور علماء کرام کی شخصیتوں اور کارناموں کا تذکرہ ہو۔

اخت علیم اللہ محسن......

السلام علیکم! ہم 9 ماہ بعد پھر بڑی مشکل سے وقت نکال کر ننھے مجاہد کی بزم بارونق میں جلوہ افروز ہو رہے ہیں پیارے بھائی! ایک سال بعد تحریر شائع کرنے کا شکریہ شمارہ نمبر 49 پڑھا بہت اچھا لگا یہ لو پاکستان کا جھنڈا...... کتے انسان کھاتے رہے...... یوں ملی آزادی...... اور دوسری پرسوز داستانیں پڑھ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ پیارے بھائی! مگر ایک غلطی جو بڑی پرانی ہے اور آپ ہمیشہ بھول جاتے ہیں بھیا! شمارے میں جگہ جگہ چھوٹی بڑی غلطیاں موجود رہتی ہیں جس سے مفہوم میں تبدیلی آ جاتی ہے اور پڑھنے والا تذبذب کا شکار ہو جاتا ہے کہ اصل لفظ کیا ہے، ہر بار شمارے میں کوئی نہ کوئی غلطی لازمی ہوتی ہے لیکن ہم نظر انداز کرتے رہے ٹائم کی وجہ سے لیکن اب مجبوراً قلم اٹھانا پڑا وقت نکالنا پڑا، پیارے بھیا! میں اس بار کی غلطیاں لکھ کر بھیج رہی ہوں توجہ فرمائیں اور ننھے مجاہد کے لیے دعا ہے کہ وہ یونہی لکھتے رہیں اور ہمارا ننھا مجاہد یونہی چلتا رہے۔

زاہدہ بنت عثمان...... باغبانپورہ لاہور

السلام علیکم! ہم ''ننھے مجاہد'' بہت شوق سے پڑھتے ہیں اور اپنے جامعہ میں بھی ننھے مجاہد تقسیم کرتے ہیں، سب طالبات اسے شوق سے پڑھتی ہیں ہماری جامعہ کی باجی نے کہا کہ ''ننھے مجاہد'' تو سب طالبات لیتی ہیں کیوں نہ ہم کوئز پروگرام شروع کریں تو تمام طالبات نے خوشی کا اظہار کیا باجی نے A اور B ٹیم بنائی اس طرح ہمارا کوئز پروگرام رکھا گیا جس کے لیے جمعۃ المبارک کا دن مقرر ہوا اس سے ہماری معلومات میں بھی اضافہ ہوا اور دلچسپی بھی بڑھی اور مقابلے کا شوق بھی پیدا ہوا، ساجد بھائی ہم چند تجاویز پیش کر رہی ہیں: اس کی کہانیاں زیادہ کریں...... اور گلدستہ کو تھوڑا سمیٹ دیں...... بڑوں کا بچپن شائع کریں کیونکہ بڑوں کے حالات زندگی پڑھ کر ہمارے دل میں علم حاصل کرنے کی لگن کا اضافہ ہوتا ہے...... اس خط کو ''ننھے مجاہد'' میں جگہ دیں تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں۔ آمین!

خان سسٹرز...... لاہور

السلام علیکم! ام طلحہ بہن نے طاہر بھائی کی ڈیڑھ صفحے کی تحریر پر اعتراض کیا ہے جو کہ مجھے بہت برا لگا، ہم قارئین کو دیکھنا یہ ہے کہ بلکہ فیصلہ کرنا ہے کہ آخر ہم کس مقصد کی خاطر ''ننھے مجاہد'' کا مطالعہ کرتے ہیں......؟ اگر مقصد صرف اور صرف اپنی تحریریں شائع کروا کر اپنے دوستوں میں صرف ''شو مارنا'' ہے تو پھر میرے خیال میں ''ننھے مجاہد'' کی اشاعت کا سلسلہ بند ہو جانا چاہیے۔

اخت عثمان اشرف شیخ...... رائیونڈ

السلام علیکم! اپنی تعلیمی مصروفیات چھوڑ کر ہم ''ننھے مجاہد'' کے لیے ٹائم نکالتے ہیں اور انھیں احساس تک نہیں ہوتا ابھی دو ماہ قبل ہم نے انتہائی محنت شاقہ سے مطالعہ کے بعد 'صبر و استقلال کا پیکر'' کے عنوان سے تحریر ارسال کی مگر نہ پتہ نہ نشان...... پھر لیٹر لکھے شعر ارسال کیے لیکن مایوسی کے علاوہ کچھ حاصل ہی نہیں ہوا (ویسے مایوسی گناہ ہے) تھک ہار کر ہم آئندہ سے ''ننھے مجاہد'' کو ڈاک نہ بھیجنے کا عزم کر چکے ہوتے ہیں تو ''ننھے مجاہد'' کا بلند معیار ننھے مجاہدوں کی بڑھتی ہوئی تعداد عمدہ عمدہ بہترین اور اچھے اچھے سلسلے پھر سے قلم اٹھانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

اخت ابوذر عبداللہ...... موڑ کھنڈا

السلام علیکم! کیا حال ہیں۔ ٹھیک ہیں نہیں کیوں اچھا خیر اور سنائیے ظلم و بے انصافی کیسی جا رہی ہے ردی کی ٹوکری کی لائف کیسی جا رہی ہے اتنا سارا مواد کہاں جا رہا ہے ویسے پوچھنے کی

ضرورت نہیں تھی، ظاہر سارا مواد ٹوکری کے پیٹ میں ہی جا رہا ہوگا اور ہاں اس بات کو ذہن نشین کر لیجیے کہ یہ ٹوکری صاحبہ بھی ان سات عجوبوں میں ایک عجوبہ ہے جو سدرہ سحر باجی لکھنا بھول گئیں تھی اور بقول باجی سدرہ سحر عمران کے دوسرے عجوبے تو فنا کی طرف گامزن ہیں لیکن ادھر تو الٹا ہی کام جا رہا ہے بھئی یہی کہ یہ ردی کا عجوبہ تو پہلے سے بھی زیادہ پاور فل ہو رہا ہے۔ بہرحال ایک تجویز دے رہی ہوں کہ ننھے منے مجاہد میں ایسا سلسلہ شروع کیا جائے جس میں تمام ننھے منے مجاہد اپنی اپنی خواہش کا اظہار کر سکیں اور اس سلسلے کو میری خواہش کا نام دیا جائے تجویز اچھی لگی تو ضرور بتایئے ہمیں انتظار رہے گا۔

محمد وسیم لبنیٰ شہزادی...... سمندری

...... آپ کی تجویز اچھی ہے مشاورت کے بعد عمل کیا جائے گا۔

السلام علیکم! میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ''ننھے مجاہد'' کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ میرے پاس ایک کتاب پڑی ہوئی ہے، میں آپ تک یہ کتاب کس طریقہ سے بھجواؤں۔

حافظ خرم شہزاد مان...... گاؤں مان

...... آپ یہ کتاب ہمارے ایڈریس پر VP کروا دیں ایسے میں ڈاک خرچ ہمارے ذمہ ہوگا۔

السلام علیکم ! خطوط میں ہمیں ایک عدد انعامی خط بھی پڑھنے کو ملا جس نے ہمیں انوکھا، انوکھی، انوکھے، خوب رٹا دیا۔ ویسے مزے کی بات ہے بلکہ بات تو تب بنے گی بھیا جب آپ انوکھا خط لکھنے والی ہماری انوکھی بہن کو انعام بھی انوکھا دیں گے۔ تحریروں میں قرآن سے انٹرویو، ہائے میرا بستہ، یہ وادیاں یہ نظارے بڑی دلچسپ لگیں، بھائی جان آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں کہ میرے پاس مظفر آباد کے تبلیغی دورہ کی رپورٹ ہے جو میں نے خود لکھی ہے زلزلہ زدہ علاقوں میں جب پچھلے سال ہم شعبہ خواتین کی طرف سے تبلیغی دورے پر تھیں، وہاں کے حالات کے بارے میں معلومات جمع کی گئیں تھیں، وہ طیبات میں شائع ہونا تھیں، لیکن لیٹ موصول ہونے کی وجہ سے رہ گئیں اور آپ اگر چاہیں تو؟ ننھے مجاہد کے لیے میں وہ ساری رپورٹ بھیج دوں؟ یقیناً وہ آپ کو پسند آئے گی۔ ان شاء اللہ

بنت عبدالرشید...... سلیم پورہ

...... آپ یہ تحریر ارسال کر دیں، لیکن کوشش رہے کہ بچوں کے ذہن کے مطابق ہو۔

السلام علیکم! آپ یقین کریں یا نہ کریں مجھے تو ''ننھے مجاہد'' سے اتنا لگاؤ ہے کہ جس دن آنا ہوتا ہے میں شور کرتی ہوں اور جب پڑھ لیتی ہوں پھر مجھے سکون ملتا ہے، پھر کبھی پرانے نکال نکال کر پڑھتی ہوں یہاں تک کہ رات ہو جاتی ہے۔

اقراء محمد ایوب...... ڈسکہ

السلام علیکم! شمارہ نمبر 52 اتفاقاً جمعہ کو ہی مل گیا۔ ٹائٹل دیدہ زیب لگا اس لیے بھی کہ آرٹسٹ کے ہاتھوں کا شاہکار نہیں تھا۔ 6 ستمبر کی یادوں سے مستفید ہو کر آپ کی 'ضروری بات' ملاحظہ کی۔ اخت عثمان کے خط سے متاثر ہو کر لکھی گئی تھی۔

''عالم اسلام نمبر'' نے کچھ خاص متاثر نہیں کیا کیونکہ ننھے مجاہد کا ہر شمارہ ہی مجموعی لحاظ سے عالم اسلام نمبر ہوتا ہے۔ اگر اس میں اسلامی کہانیاں نہ ہوتیں پھر تو ٹھیک تھا لیکن اسپیشلی ''عالم اسلام نمبر'' کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے نمبرز ہیں جن میں کشمیر نمبر' ماں نمبر، صحابہ اکرام نمبر، اصحاب صفہ نمبر، جہاد نمبر، اصحاب طیبات نمبر، امہات المومنین نمبر وغیرہ وغیرہ...... بلکہ اسلامی شخصیات کے علاوہ نامور شخصیات جو کسی نہ کسی حوالے سے معتبر ہیں ان کے نمبر بھی ہونے چاہیے، دسمبر کے حوالے سے ''محمد علی جناح'' نمبر ہونا چاہیے۔ تہواروں کے لحاظ سے عیدالفطر نمبر، عیدالاضحیٰ نمبر، محرم نمبر، رمضان المبارک نمبر۔

''آپ کے خطوط'' فیورٹ کالم ہے اسی لیے دوسرے نمبر پر اسے عزت بخشی...... یہ جو ام ایمن، ابوضبیب ٹائپ کے نام ہوتے ہیں ان کے معنی تو ایمن کی ماں یا خبیب کا ابو ہوتے ہیں۔ لیکن خطوط ان کے بچگانہ طرز کے ہوتے ہیں ہمارا بعید از قیاس یہ ہے کہ کچھ ننھے مجاہدوں کو ام، اخت وغیرہ کے مطلب معلوم نہیں ہیں، آپ ہر شمارہ 32 صفحات کا کر دیں تو ناموں کی فہرست بھلی بھی لگتی ہے۔ اب سولہ صفحات کے غریب میگزین کو ایک ڈیڑھ صفحہ تو یہ نام ہی گھیر لیتے ہیں۔ ''کوشش جاری رکھیں''۔ اچھا سلسلہ ہے تاہم فقط نام (ساتھیوں) لکھ دیا کریں، تحریروں کے نام زیادہ ضروری نہیں ہیں۔

اخت عثمان کے خط میں ''انوکھی بات'' تو کوئی بھی نہیں تھی، لیکن 'انوکھے انداز'' سے لکھا گیا تھا اس لیے ''انوکھا'' لگا۔

سندس جبین کے سنگ خوب صورت جگہوں کی تصوراتی سیر نے لطف دیا۔ سب سے خوبصورت تحریر اس بار ''قرآن سے انٹرویو'' تھی۔ اب اختتام کرتے ہیں، مزید لکھنے کا کیا فائدہ آپ نے کون سا خط شائع کر دینا ہے۔

سدرہ سحر عمران...... اسٹیل ٹاؤن کراچی

انعامی خط

بہن......السلام علیکم! عرض ہے کہ خیریت سے ہوں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ خیریت سے ہوں گے، جماعۃ الدعوۃ کے مدارس میں امتحانات کی وجہ سے اور کچھ مصروفیات کی وجہ سے کافی دیر بعد ننھے مجاہد کے قیمتی صفحات میں تھوڑا سا قبضہ کرنے کے لیے اور کچھ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں، اللہ تعالیٰ میری اسی حاضری کو......قبول فرمائے۔ آپ بھی کہہ دیں (آمین)

کسی شاعر نے کہا:

اخلاص محبت مہر وفا سب جھوٹی بچی باتیں ہیں
ہر شخص خودی کی مستی میں بس اپنی خاطر جیتا ہے

لیکن میں تو یہی کہوں گا......سچ تو یہ ہے کہ!

ہمیں جب بھی ملو گے تم پاؤ کے مخلص
ہر چند کے اخلاص کا دعویٰ نہیں کرتے

لیکن اگر آپ اس شاعر کے شعر سے اتفاق کر کے اس شعر سے اعتراض کریں تو دل کو کہتا ہے یوں کہوں:

اچھے ہیں یا برے ہیں خود اپنے لیے ہیں
ہم خود کو نہیں دیکھتے اوروں کی نظر سے

آپ بھی کہیں گے کہ کیا آتے ہی شاعری شروع کر دی! اور یوں اوروں! آپ جو بھی کہیں بہر حال مجھے آپ سے کچھ باتیں کرنے کا شوق ہے، کیوں کہ میں اس وقت بہر حال فارغ ہوں:

لوگوں سے کہا تم نے لوگوں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے سنا ہوتا کچھ ہم سے کہا ہوتا

اب آپ کہیں گے کہ سناؤ جی کہوں جی! تو سنیے!!

آپ کو مبارک ہو! آزادی نمبر کی مبارک اور اسی چیز کی کے ننھے مجاہد ماشاءاللہ اس وقت کئی سکولوں اور کالجوں میں پڑھا جا رہا ہے، تین چار مہینوں سے میں یہ نوٹ کر رہا ہوں کہ ننھے مجاہد کے ٹائٹل پر کافی محنت ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی اس عظیم محنت کو قبول فرمائے:

نکل جاتے ہیں ہو ایک مرحلے سے سرخرو ہو کر
مدد کرتا ہے خود اللہ اپنے نیک بندوں کی

تو اب آتے ہیں (ضروری بات) کی طرف تو!

راہ طلب میں جذبہ کامل ہو جس کے ساتھ ساتھ
ڈھونڈ لیتی ہے اس کو منزل کبھی کبھی

مجھے امید ہے بلکہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ ضروری بات سے ان شاءاللہ کئی بچوں کے ذہن تبدیل ہو جاتے ہیں! سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قرآنی تعلیم کا حیرت انگیز انداز، قوم کی پاسبانی، دریاؤں کے بھیدی گلدستہ: اور ایمان کا حیرت انگیز واقعہ بہت زبردست تحریریں تھیں، اگر آئیں گلدستہ، مسکراہٹیں اور آپ کے خطوط کی طرف تو!

کچھ اور بڑھ گئے اندھیرے تو کیا ہوا
مایوس تو نہیں طلوع سحر سے ہم

کوشش جاری رکھیں، کو دیکھ کے دل کو کچھ ہونے لگتا ہے، اگر آپ تھوڑی سی کوشش کریں تو "ننھے مجاہد" بھی مجلّہ کی صورت اختیار کر سکتا ہے!

مشکل سے جو گھبرا جائے وہ انسان نہیں ہوتا
جو کفر سے ڈر جائے وہ مسلمان نہیں ہوتا
موجوں سے یہ کہتا ہے سمندر کا سکوت
ساحل پر جو رک جائے وہ طوفان نہیں ہوتا

آپ بھی کہیں گے کہ کیا اتنا لمبا سر درد! چلیں جی میں آپ کو ابھی دوا دیتا ہوں، میرا مطلب ہے اپنے خط کو مکمل کرتا ہوں، اب آپ کہیں گے کہ خط ہی لکھ دیا تحریر نہ لکھی تو عارضی طور پر ایک شعر بھیج رہا ہوں تا کہ ننھا مجھ سے یوں نہ کہے کہ ان سے تو اتنی باتیں تو میرے لیے؟ تو لیں جلدی جلدی ننھے کی امانت لیں اور خیانت سے پرہیز کریں!

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں
تو پاکستان کا ہر پیر و جواں بے تاب ہو جائے

اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے معاونین اور ہر وہ شخص اور بچہ جو "ننھے مجاہد" کے ساتھ پیار کرتا ہے کو خیریت سے رکھے۔ آمین!

محمد عثمان اشرف شیخ......رائے ونڈ

روزے کی فرضیت وفضیلت

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: "مجھے ایسا عمل بتائیے جس سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں؟" آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، فرض نماز قائم کر، فرض نماز ادا کر، اور رمضان المبارک کے روزے رکھ۔" اس نے کہا: "اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ کچھ نہ کروں گا۔" جب وہ آدمی واپس ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جسے جنتی آدمی دیکھنا ہو، وہ اسے دیکھ لے۔" (بخاری)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔" (بخاری ومسلم)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے سوائے روزے کے روزہ میرے لیے ہے اور اس کا اجر بھی میں ہی دوں گا اور روزہ ڈھال ہے، لہٰذا جس کسی کا تم میں سے کسی کا روزہ ہو اس روز وہ فحش گوئی نہ کرے اور بے ہودہ کلامی نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا اس سے گالی گلوچ کرے یا لڑائی کرے تو روزہ دار کو (صرف اتنا کہنا چاہیے) میں روزہ دار ہوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی خوشبو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہوگی روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، جن سے وہ فرحت حاصل کرے گا، اولاً جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے، ثانیاً جب وہ اپنے رب سے ملے گا اور روزے کے بدلے میں اپنے رب سے انعام پائے گا تو خوش ہوگا۔" (بخاری ومسلم)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"رمضان کی پہلی رات ہی شیاطین اور سرکش جن باندھ دیے جاتے ہیں، جہنم کے سارے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں ان میں سے کوئی ایک دروازہ بھی کھلا نہیں رہنے دیا جاتا اور جنت کے سارے دروازے کھول دیے جاتے ہیں ان میں سے کوئی ایک دروازہ بھی بند نہیں رہنے دیا جاتا اور منادی کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرتا ہے: "اے بھلائی کے چاہنے والے! آگے بڑھ (اور دیر نہ کر) اے شر کے چاہنے والے! رک جا۔" اور (رمضان کی) ہر رات اللہ تعالیٰ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔" (ابن ماجہ)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ ہر روز افطار کے وقت لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔" (ابن ماجہ)

یحییٰ بن ابوسلمہ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی غرض سے رمضان کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔" (بخاری)

حفصہ افضال......خورشید کالونی گجرات

جنت کے نام

☆ جنت کا ایک نام "دارُ السّلام" (سلامتی والا گھر) ہے۔

"اور اللہ تعالیٰ تمھیں دار السلام کی طرف دعوت دے رہا ہے، جسے وہ چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔" [سورۃ یونس: ۲۵]

☆ جنت کا دوسرا نام "دار المتقین" (متقی لوگوں کا گھر) ہے۔

"کیا ہی اچھا ہے، متقی لوگوں کا گھر جس میں وہ داخل ہوں گے، ان قیام گاہوں کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، وہاں ہر بات ان کی خواہش کے مطابق ہو گی۔" [سورۃ النحل: ۳۰، ۳۱]

☆ جنت کا تیسرا نام "دار القرار" (قرار کی جگہ) ہے۔

"اے میری قوم کے لوگو! یہ دنیا کی زندگی تو بس چند روزہ ہے، قرار کی جگہ تو آخرت ہی ہے۔" [سورۃ مومن: ۳۹]

☆ جنت کا چوتھا نام "مقام امین" (امن کی جگہ) ہے۔

"بے شک متقی لوگ امن میں ہوں گے، باغوں اور چشموں میں رہیں گے۔" (سورۃ دخان)

☆ جنت کو "جنت النعیم" (نعمتوں بھری جنتیں) بھی کہا گیا ہے۔

"اور آگے والے تو آگے والے ہی ہیں وہی تو مقرب لوگ ہیں، نعمت بھری جنتوں میں رہیں گے۔" [سورۃ الواقعۃ: ۱۰]

☆ جنت کو "دار الآخرۃ" (آخرت کا گھر) بھی کہا گیا ہے۔

"آخرت کا گھر ہی بہتر ہے، ان لوگوں کے لیے جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا، کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔" [سورۃ یوسف: ۱۰۹]

(الجنۃ)

زہراء شفقت......اسلام آباد

بھاپ کا انجن

انتخاب: سعد الرحمن سلفی ۔۔۔ ایبٹ آباد، ہزارہ

ایسا بہت کم دیکھنے میں آیا ہے کہ معمولی مشینوں کی مرمت کرنے والا شخص اپنے کسی عجیب وغریب کارنامے سے تاریخ کے دھارے کا رخ بدل دے۔ لیکن ایسا ہی ایک واقع 1764ء میں سکاٹ لینڈ میں پیش آیا۔

بھاپ کے انجن کا خیال یا خود انجن کوئی انوکھی چیز نہ تھی، بھاپ سے چلنے والی ایسی مشینیں بن چکیں تھیں، جو کوئلے کی کانوں سے پانی باہر نکالنے کے کام آتی تھیں۔

ایک مرتبہ کسی کان کی مشین میں ایسی کچھ خرابی پیدا ہو گئی ایک مکینک سے کہا گیا کہ وہ اسے درست کر دے۔ اس مکینک کا نام جیمز واٹ تھا اور یہ لندن میں اوزار بنانے کا کام سیکھ چکا تھا۔ اس وقت واٹ کی عمر 28 سال کے قریب تھی۔

جیمز واٹ کو مشین کی درستی میں کوئی خاص دقت تو پیش نہ آئی، لیکن مشین کو دیکھ کر اس کے ذہن میں بھاپ کے انجن کا وہ خیال آ گیا جو عرصہ تین سال اس کے دماغ میں گردش کر رہا تھا، مشین کا معائنہ کرنے کے دوران واٹ کو اندازہ ہو گیا کہ اس میں بھاپ بہت زیادہ خرچ ہوتی ہے، لہٰذا اسے کفایت شعاری سے نہیں چلایا جا سکتا، وہ مشین کے بارے میں نئی نئی تبدیلیاں سوچتا رہا، تا کہ خرچ کی کمی کی صورت نکل آئے۔

سوچتے سوچتے اس پر اس حقیقت کا انکشاف ہوا کہ اب تک جو انجن بنائے گئے ہیں، ان میں سلنڈر کے ذریعے ایک غیر ممکن کام انجام دینے کی کوشش کی گئی ہے، اس سے معلوم ہو گیا کہ جمع شدہ بھاپ کا درجۂ حرارت بہ حالت عمل کم ہونا چاہیے البتہ سلنڈر کو اتنا ہی گرم ہونا چاہیے کہ جتنا اس میں داخل ہونے والی بھاپ گرم ہوتی ہے۔

غرض اس نے اک نئی چیز دریافت کر لی، جس کا نام اس نے آلہ تکثیف (کنڈنسر) رکھا اس کے لیے پانی سے ٹھنڈا ہونے کا انتظام کر دیا اور سلنڈر کو بدستور گرم رہنے دیا، اس اصول کے مطابق انجن بنایا تو وہ اس کی مرضی کے مطابق کام دینے لگا،

اس میں پہلے انجن سے ایک چوتھائی یا اس سے بھی کم بھاپ خرچ ہوتی تھی۔

اس کے بعد واٹ نے اپنے انجن میں مزید اصلاحات کیں اور ان اصلاحات کے پیش نظر بھاپ کے انجن کی کامیابی کا سہرا بھی اسی کے سر ہے، اسی انجن سے آگے چل کر نقل وحمل صنعت و حرفت اور بجلی پیدا کرنے کے بڑے بڑے کام کیے گئے۔

بحوالہ: تاریخی واقعات از غلام رسول مہر

بلیک باکس

حفصہ بتول ۔۔۔۔ حافظ آباد، کلاس نہم

ہوائی حادثے دنیاوی ترقی کے ساتھ ساتھ معمول بنتے جا رہے ہیں حادثے کے فوراً بعد حادثے کی وجوہات، انکوائری کا حکم اور بلیک باکس کی تلاش شروع ہو جاتی ہے بلیک باکس کا اصل نام ''فلائیٹ ڈیٹا ریکارڈنگ سسٹم'' ہے اس کے دو حصے ہوتے ہیں:

۱۔ فلائیٹ ڈیٹا ریکارڈ ۲۔ کاک پٹ وائس ریکارڈ

جہاز کے روانہ ہونے کے بعد اس کا سسٹم خود ہی کام کرتا ہے۔ اس کے اندر درج ذیل کام ہیں جو کہ معلومات ہوتی ہیں۔

وقت، بلندی، تیز رفتاری، سمت، افقی پوزیشن، پروں کی پوزیشن، انجنوں کی رفتار، چھوٹے پروں کی پوزیشن یہ کام فلائیٹ ڈیٹا ریکارڈ کرتا ہے،

جبکہ کاک پٹ وائس ریکارڈ جہاز کے عملے کی باتیں ریکارڈ کرتا ہے یہ تمام باتیں صحت اور صفائی کے ساتھ جہاز کے اعمال نامے میں لکھی جاتی ہیں حادثے کی صورت میں اس کا کچھ نہیں بگڑتا اگر یہ باکس سمندر میں بھی گر جائے تو سگنل دیتا رہتا ہے، جس سے اس کی تلاش میں آسانی رہتی ہے، اس سسٹم کو امریکہ کی بینڈکس اور بوئینگ کمپنیاں بناتی ہیں، حادثے کے بعد اس کو ڈی کوڈنگ کرانے کے لیے امریکہ بھیج دیا جاتا ہے حادثے کے بعد عموماً بلیک باکس جلد ہی مل جاتے ہیں، لیکن بہاولپور میں ہونے والے حادثے جس میں جنرل ضیاء الحق شہید ہوئے کا بلیک باکس نہ مل سکا جو کہ ایک معمہ ہے۔ حوالہ: سائنسی مضامین از نصیر الدین۔

ننھے مجاہدوں کیلئے انمول تحفے

Ph:042-7230549
Fax:042-7242639
Mob:0301-4 280957
دار الاندلس جامع مسجد القادسیہ 4۔ لیک روڈ چوبرجی لاہور

فرضی قصے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

ننھے مجاہد

لاہور پاکستان

56 17 نومبر 2006ء 24 شوال 1427ھ

بچے کا خوف

دفتر جماعۃ الدعوۃ
غلہ منڈی گگو۔ 067-3501734
0302-7592134, 0306-4980223

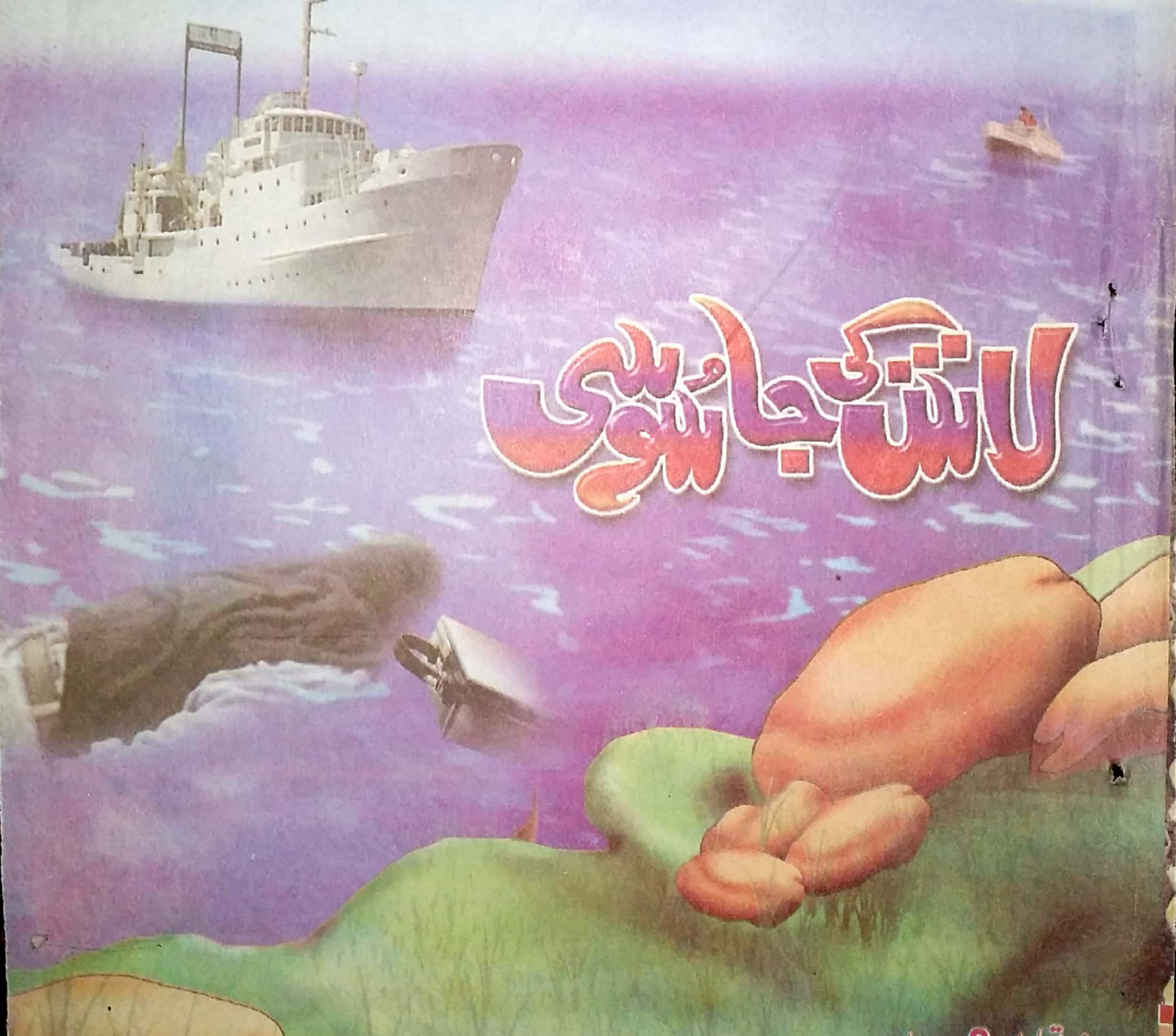

لاش کی جاسوسی

زرتعاون 3 روپے

اللہ

رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ

"الٰہی! مجھے مدد دے کہ میں آپ کی یاد، آپ کا شکر اور آپ کی خوب عبادت کرتا رہوں۔" [مشکوۃ]

احمد اسامہ

فرمان الٰہی

"جن لوگوں نے برے کام کیے ان کی بدی کی سزا اس کے برابر ملے گی ان پر ذلت چھائے رہے گی، ان کو اللہ تعالیٰ سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت لپیٹ دیے گئے ہیں، یہ لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔" (یونس: ۲۷،۲۶)

فاطمہ بنت ارقم ـــ گجرات

فرمان نبوی ﷺ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے سال مکہ میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اللہ تعالیٰ نے اس کے رسول ﷺ نے شراب کا بیچنا، مردار کا بیچنا، سور کا بیچنا اور بتوں کا بیچنا حرام فرمایا ہے، پوچھا: "یا رسول اللہ ﷺ مردار کی چربی کی بابت بتائیے وہ کشتیوں پر ملی جاتی ہے اس سے چمڑوں کو چکنا کیا جاتا ہے اور لوگ (اپنے گھروں میں) اس سے چراغ جلاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں وہ حرام ہے اس کے بعد ہی آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت فرمائے جب اللہ تعالیٰ نے سور کی چربی کو حرام قرار دیا تو وہ چربی پگھلاتے اور بیچ ڈالتے اور اس کی قیمت کھا جاتے۔"

(بخاری و مسلم)

انس رفیق ـــ گوجرانوالہ

ضروری بات

السلام علیکم!

پیارے بچو!

"کاش میں دنیا کا کامیاب ترین انسان بن جاؤں؟"

یہ سوچ مجھے بھی آئی اور یقیناً آپ بھی ایسا ہی سوچتے ہوں گے۔ یہ فطری بات ہے کہ ہر انسان ایسا سوچتا ہے، لیکن کچھ لوگ کامیابی کے لیے کوشش کرتے ہیں اور کچھ بہت جلد ہمت ہار بیٹھتے ہیں، یہ تو طے ہے کہ کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے اور کامیابی بھی انھیں کے قدم چومتی ہے جو ناکامیوں سے گھبراتے نہیں۔ پہلے تو آپ یہ جان لیں کہ کامیاب انسان کون ہے؟ جو بندہ دنیا میں نیک اعمال کرتا رہا اور آخرت میں بغیر حساب کے جنت چلا گیا وہ کامیاب ہے۔ رہی بات دنیا میں کامیابی کی تو وہ کیسے ملتی ہے؟ اس پر ہم آج بات کرتے ہیں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سے بچے ایسے ہوتے ہیں جو بہت جلد ہمت ہار جاتے ہیں کسی بھی کام کے آغاز میں ذرا سی پریشانی پر گھبرا جاتے ہیں۔ امتحانوں کو ہی لے لیجیے، ان دنوں سکولوں میں نومبر ٹیسٹ ہو رہے ہیں اور بہت سے بچے ٹیسٹ میں کم نمبر ملنے پر حوصلہ ہار بیٹھتے ہیں۔ آگے بڑھنے کی تمنا تو سب میں ہوتی ہے ہر کوئی چاہتا ہے کہ وہ کلاس میں پہلے نمبر پر ہو اور اس کے لیے وہ یقیناً محنت بھی کرتا ہے، لیکن نتیجہ اس کی توقعات کے مطابق نہیں ہوتا تو مایوس ہو کر دل چھوڑ بیٹھتا ہے حالانکہ ایسا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ناکامی ہی تو کامیابی کی پہلی سیڑھی ہے۔ ہر کام کوشش سے ہوتا ہے اور اگر کوشش ہی چھوڑ دی جائے تو پھر کامیابی کیسی؟ اور یہ بھی تو طے ہے کہ انسان کی زندگی میں کامیابی اور ناکامی ساتھ ساتھ ہیں پھر پہلی ہی کوشش میں ناکامی پر مایوسی کیوں؟

ہر کام کا انجام ـــ آغاز کے بعد ہوتا ہے جو کام ایک بار کوشش کے بعد پورے ہوتے ہیں اور اگر آغاز ہی نہ کیا جائے تو کام پورا ہونے کی تمنا کہاں؟ ہمیشہ ہر کام کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ، پختہ عزم محنت اور لگن کی ضرورت ہوتی ہے اگر یہ انسان میں ہو تو وہ ہر مشکل سے مشکل کام کر سکتا ہے اور تاریخ میں ایسے بہت سے واقعات موجود ہیں کہ معمولی آدمیوں نے ایسے حیرت انگیز کام سرانجام دیے کہ انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے وہ بھی تو انسان تھے۔ وہ کامیاب انسان تب بنے جب انھوں نے کسی بھی کام کی تکمیل کے لیے بار بار کوشش کی انھوں نے جب کوئی کارنامہ سرانجام دیا تو اس سے پہلے سالوں تک مسلسل محنت کی اور دیکھو کہ وہ صدیوں پہلے مر کر بھی آج زندہ ہیں ہم ان کے کارنامے پڑھ کر ان کا نام لیتے ہیں اور اگر وہ پہلی کوشش میں ناکامی پر ہی ہمت چھوڑ دیتے تو آج ہم ان کو کامیاب انسان کہتے؟ نہیں ناں تو پھر ـــ یہی معلوم ہوتا ہے کہ کامیابی کے لیے اللہ تعالیٰ پر بھروسے کے بعد مسلسل محنت کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کسی بھی انسان کی محنت ضائع نہیں کرتا۔ اس لیے امتحان ٹیسٹ یا کسی بھی کام کے آغاز میں ناکامی پر دل نہیں چھوڑنا چاہیے بلکہ مسلسل محنت سے کام لینا چاہیے، کیونکہ محنت ہی کامیاب انسان بناتی ہے۔

والسلام

آپ کا بھائی

عبدالوارث ساجد

بڑے لوگوں کے بڑے کام

- ابن عقیل رحمہ اللہ نے کئی مختلف فنون میں کتابیں لکھیں ایک کتاب انھوں نے آٹھ (8) سو جلدوں میں لکھی دنیا میں اس سے بڑی کتاب نہیں لکھی گئی۔
- امام محمد رحمہ اللہ کی تالیفات ایک ہزار کے قریب ہیں۔
- ابن جوزی رحمہ اللہ کے آخری غسل کے لیے پانی گرم کرنے کے لیے برادہ کافی ہو گیا تھا جو صرف حدیث لکھتے ہوئے انھوں نے قلم تراش خراش کر جمع ہو گیا تھا۔
- مشہور محدث ابن سیرین رحمہ اللہ نے احادیث لکھنے میں روشنائی اتنی زیادہ استعمال کی کہ اس کی قیمت سات (8) سو درہم بنتی تھی۔ (آج کے لحاظ سے ۳۰،۲۵ ہزار روپے)
- ابن جریر رحمہ اللہ نے زندگی میں تین (۳) لاکھ اٹھاون (۵۸) ہزار اوراق لکھے۔
- علامہ باقلانی رحمہ اللہ نے صرف معتزلہ کے عقائد کی تردید میں ستر (۷۰) ہزار اوراق لکھے۔
- امام غزالی رحمہ اللہ نے اٹھتر (۷۸) کتابیں لکھیں جن میں سے "یاقوت التاویل" چالیس (۴۰) جلدوں میں ہے۔

[ماخذ: عظیم مصنفین کارنامے]

محمد عادل فاروق ـــ گوجرانوالہ

خط و کتابت کیلئے

ننھے مجاہد

ہفت روزہ غزوہ

4 لیک روڈ چوبرجی لاہور

فون 7314531 فیکس 042-7117551

ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں

www.jamatdawa.org

E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

بچے کا خوف

محمد طارق نعیم .... وہاڑی

خلافت عباسیہ میں قبیلہ شیبان کا ایک آدمی بادشاہ کے پاس ایک نہایت ہی راز دارانہ کام انجام دیا کرتا تھا اس کا کام یہ تھا کہ وہ روزانہ صبح سے دوپہر تک بازار میں جا کر گھومتا پھرتا اور وہاں لوگوں کی چہ میگوئیاں اور جو کچھ سرگرمیاں ہوتیں ان کی رپورٹ تیار کر کے اس پر مہر لگاتا اور اسے اپنے افسر کے پاس بھیج دیتا پھر وہ افسر رپورٹوں کو ترتیب دے کر بادشاہ کے روبرو پیش کرتا ایسا اس لیے کیا جاتا کہ ملک کے اندر امن و امان برقرار رکھا جا سکے اور عام لوگوں کو درپیش خطروں سے نمٹا جا سکے ایک مرتبہ رپورٹ لکھنے والا یہ آدمی اپنی کسی سخت ضرورت کے پیش نظر مشغول ہو گیا اور بازار پہنچ کر رپورٹ نہ لکھ سکا بعد میں بازار میں ہونے والی چہ میگوئیاں اور لوگوں کی سرگرمیوں کے متعلق جو کچھ سنا۔ آ کر لکھنے لگا اور سنی سنائی باتوں کی بنیاد پر رپورٹ تیار کر کے اس پر مہر لگا کر اپنے کم سن بھتیجے کو بلایا جس کا نام احمد تھا۔ اس سے پوچھا:

"اے احمد کیا تجھے اس افسر کا دفتر معلوم ہے جو روزانہ مجھ سے رپورٹ وصول کرتا ہے۔"

بچے نے جواب دیا:

"ہاں! مجھے معلوم ہے۔"

چچا نے کہا:

"آج میری یہ رپورٹ لے جا کر میرے اس افسر کے پاس جمع کروا آؤ میں نے اس پر مہر لگا دی ہے اور افسر سے کہہ دینا کہ میرے چچا اچانک مصروفیت میں پڑ گئے ہیں، اس لیے آج وہ حاضر نہیں ہو سکے لہٰذا انھوں نے یہ رپورٹ میرے ہاتھ بھیجی ہے۔"

احمد نے اپنے چچا سے رپورٹ لی اور شہر کے بیچ والی سڑک سے امن و امان کے افسر کے دفتر کی طرف روانہ ہو گیا، لیکن قبل اس کے کہ وہ اپنے چچا کی رپورٹ کے اوراق افسر کی خدمت میں پیش کرتا اسے یاد آیا کہ چچا نے رپورٹ کے اوراق بغیر تاریخ لکھ کر مجھے دے دیے ہیں۔

چنانچہ بچے نے خود اس میں تاریخ درج کر دی، ابھی وہ بچہ آگے کی طرف قدم بڑھا رہا تھا کہ اس کا گزر راستے میں ایک نہر کے پل پر سے ہوا بچے کے ذہن و دماغ میں خود بخود یہ باتیں گردش کرنے لگیں کہ اے احمد تو اگرچہ ایک چھوٹا بچہ ہے، لیکن تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تیرے چچا کا یہ فعل شرعاً کیسا ہے، تیرا چچا بازار میں ہونے والی لوگوں کی چہ میگوئیاں اور ان کے کاموں کی تفصیل لکھ کر اپنے افسر کو پہنچاتا ہے جو کہ قرآن و حدیث کی نگاہ میں ایک حرام کام ہے کیونکہ یہ بھی جاسوسی کی ایک قسم ہے اور جاسوسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا﴾

"اور جاسوسی مت کیا کرو۔"

لہٰذا تو بھی ایک ممنوع فعل یعنی حرام کام کا ارتکاب کر رہا ہے اور اس کام میں دوسرے کا تعاون کر رہا ہے، جس کام سے قرآن نے روکا ہے۔ احمد کے دل میں آنے والی باتوں نے اس کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور اس نے فوراً اپنے چچا کی دی ہوئی رپورٹ نہر میں پھینک دی اور واپس اپنے گھر آ گیا جب افسر کے پاس رپورٹ نہ پہنچی تو اس نے اپنے آدمیوں کو اپنے رپورٹر کی خدمت میں بھیجا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ رپورٹ نہیں پہنچ سکی، جب افسر کے آدمی احمد کے چچا کے پاس پہنچے تو اس نے انھیں بتایا کہ میں نے اپنے بھتیجے کے ذریعے رپورٹ افسر کے پاس بھیج دی تھی یہ سن کر افسر کے آدمی احمد کے پاس پہنچے اور اس سے پوچھا تمھارے چچا نے جو رپورٹ دی تھی وہ کہاں ہے بچے نے جواب دیا:

"وہ تو میں نے نہر میں پھینک دی تھی۔"

یہ سنتے ہی افسر کے آدمی تعجب اور خوف سے چیختے ہوئے بول اٹھے کیوں کس وجہ سے تم نے پھینک دی کیا بات ہے؟ احمد نے جواب دیا:

"کیونکہ یہ فعل (عمل) شرعاً حرام ہے یہ رپورٹ جاسوسی کی ایک قسم ہے جسے شریعتِ اسلامیہ نے ممنوع قرار دیا ہے۔ اس لیے میں نہیں چاہتا کہ اس ناجائز فعل پر میری طرف سے کوئی تعاون ہو۔"

افسر کے کارندوں نے بچے کا جواب سن کر فوراً افسر کو یہ رپورٹ پہنچائی افسر نے جب بچے کے بارے میں یہ کچھ سنا تو بچے کی بات اس کے دل کو لگی اور وہ بول اٹھا:

"یہ بچہ اتنا پرہیز گار ہے، پھر ہمیں کس قدر پرہیز گار ہونے کی ضرورت ہے۔ ہم کہاں ہیں۔"

پھر اس دن سے ان کی نگاہیں اس بچے پر جم گئیں اور اس نے اپنے برے کام سے توبہ کر لی اور انھیں ایسا محسوس ہونے لگا جیسے وہ بچے کو نہیں بلکہ کسی جوان کو دیکھ رہے ہوں۔

کیا آپ کو معلوم ہے؟ یہ پرہیز گار خوف و تقویٰ رکھنے والا بچہ کون تھا یہ بچہ وہ ہی نامی گرامی شخصیت ہے، جس کو پوری دنیا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نام سے جانتی ہے، جو محدث کبیر اور فقیہ عظیم ہیں جن کو امام الورع تقویٰ کا امام کہا جاتا ہے، جنھوں نے خلیفہ مامون کے دورِ حکومت میں ابتلاء و آزمائش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور عقیدۂ اسلام کی طرف سے کھل کر دفاع کیا حق بات کی آواز بلند کرنے میں ہر مصیبت برداشت کی اور انتہائی سخت مصیبت کی حالت میں بھی قرآن و حدیث سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کے دین میں کلمہ کہنا گوارا نہیں کیا۔

جی ہاں! یہ بچہ وہی ہے، جس کی زندگی کے درپے ہونے والے تمام کے تمام مٹ گئے کوئی ان کا اچھے طریقے سے نام تک لینے والا نہیں، لیکن امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا نام آتے ہی ایک اسلامی ہیرو کا تصور آج بھی لوگوں کے دل و دماغ پر چھا جاتا ہے یہ بچہ آگے چل کر ایک عظیم محدث امام بنا لیکن بچپن ہی سے ہر بات کو قرآن و سنت کو کسوٹی پر رکھنا اس پر عمل کرنا اس کی شان تھی۔ (بحوالہ: سنہرے اوراق عبدالمالک مجاہد)

محل میں قتل

انعام یافتہ

سلمان نذیر ...... رینالہ خورد

رسول اللہ ﷺ جب آخری حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ آئے تو آپ ﷺ بخار میں مبتلا ہو گئے۔ آپ ﷺ کی بیماری کی خبر جزیرۂ عرب میں جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ کچھ لوگوں نے جب نبی ﷺ کی بیماری کی خبر سنی تو انہوں نے نبوت کا اعلان کر دیا۔ ان میں یمن کا اسود عنسی یمامہ کا مسیلمہ کذاب اور بنو اسد کا طلیحہ اسدی شامل تھے۔ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اپنی اپنی قوم کی طرف اسی طرح نبی بنا کر بھیجا گیا ہے جس طرح محمد بن عبداللہ ﷺ کو قریش کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔

نبوت کے ان جھوٹے دعویٰ داروں میں ایک یمن کا رہنے والا اسود عنسی بھی تھا۔ یہ بہت سخت دل، طاقت ور اور شر پسند نجومی اور جادوگر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک زبردست مقرر بھی تھا کہ سننے والے حیران رہ جاتے۔ یہ اپنی شعبدہ بازیوں سے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیتا۔ مال و دولت، شان و شوکت اور قدر و منزلت کا حریص بن چکا تھا۔ جب بھی گھر سے باہر نکلتا تو اپنے چہرے پر خود چڑھا لیتا تاکہ لوگ اسے دیکھ کر خوف زدہ ہو جائیں۔

جب اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ان دنوں یمن میں ایسے ایرانیوں کا اثر و رسوخ تھا جو ایران کو خیر باد کہہ کر مستقل طور پر یمن میں آباد ہو چکے تھے اور ان لوگوں کے سرخیل رسول اللہ ﷺ کے ایک پیارے صحابی تھے۔ اور ان میں ایک سب سے بڑا باذان نامی شخص تھا جو ظہور اسلام کے وقت شاہِ ایران کی طرف سے یمن کا حکمران تھا۔ جب اس کے سامنے رسول اقدس ﷺ کی صداقت واضح ہو گئی تو اس نے شاہ ایران کی اطاعت کا پھندا اپنے گلے سے اتار پھینکا اور اپنی قوم سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے بدستور یمن کا حاکم رہنے دیا اور وہ اس منصب پر آخر دم تک فائز رہا اور اس کی وفات کے چند روز بعد اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

سب سے پہلے اسود عنسی کی نبوت کو اس کی قوم بنو مذحج نے تسلیم کیا اور اس نے اپنی قوم کی مدد سے صفاء پر حملہ کر دیا اور اس کے حکمران شہر بن باذان کو قتل کر کے اس کی بیوی آزاد سے شادی رچالی یہ صفاء سے دوسرے گرد و نواح کے علاقوں پر حملہ آور ہوا۔ اس کی قیادت میں بڑی تیزی سے علاقے فتح ہونے لگے۔ یہاں تک کہ حضر موت سے طائف تک اور بحرین سے عدن تک کا علاقہ اس کی زیر حکومت آ گیا۔

جب اسود عنسی لوگوں کو دھوکہ دینے اور اپنی وسیع ترقیات کی طرف مائل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو اس نے اپنے پیروکاروں کو بتایا کہ اس کے پاس وحی لے کر ایک فرشتہ آتا ہے جو اسے غیب کی خبریں بتاتا ہے

اسود عنسی اپنی اس شعبدہ بازی کو اپنے ان جاسوسوں کے ذریعے چلاتا جو ہر جگہ پھیلے ہوئے تھے تاکہ وہ لوگوں کی خبروں کے متعلق واقفیت حاصل کریں۔ ان کے راز، مشکلات مصائب اور دلی تمناؤں سے آگاہی حاصل کر کے رازدارانہ طور پر انہیں بتائیں۔

اس طرح جب بھی کوئی اسود عنسی کے سامنے آتا تو یہ دیکھتے ہی فوراً پکار اٹھتا تجھے فلاں ضرورت میرے پاس لائی ہے تم اس وقت فلاں فلاں مشکلات و مصائب میں مبتلا ہو، اپنے پیروکاروں کو ایسے ایسے کرتب دکھلاتا کہ ان کی عقلیں دنگ رہ جاتیں یہاں تک کہ کاروبار حکومت چلانے میں اس کے پاؤں جم گئے اور اس کی دعوت اس طرح پھیلی جیسے خشک جنگل میں آگ پھیل جاتی ہے۔

جب نبی اکرم ﷺ کو اسود عنسی کے مرتد ہونے اور یمن پر حملہ آور ہو کر اسے اپنے قبضے میں لینے کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یمن میں آباد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اسود عنسی کے پیدا کردہ فتنے کا جس طرح بھی ہو سکے خاتمہ کر دیا جائے۔ جس صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس آپ ﷺ کا پیغام پہنچا وہ فوراً آپ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے آپ ﷺ کے حکم کو نافذ کرنے کے لیے کمربستہ ہو گئے۔

آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے والوں میں سب سے سبقت لے جانے والے ہماری اس داستان کے ہیرو رسول اللہ ﷺ کے ایک پیارے صحابی ہیں۔ ہم یہ داستان انہی کی زبانی سنتے ہیں۔

یہ صحابی رسول ﷺ فرماتے ہیں:

کہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو دین الٰہی کے برحق ہونے اور دشمن الٰہی اسود عنسی کے جھوٹا ہونے میں ذرا برابر بھی شک نہیں تھا۔ ہم اس پر حملہ آور ہونے اور اس سے جان چھڑانے کے لیے ہر دم فکر میں تھے۔ جب ہمارے پاس اور یمن میں آباد دیگر صحابہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے خطوط آئے تو ہمارے حوصلے بلند ہو گئے ہم میں سے ہر ایک اسود عنسی کو ٹھکانے لگانے کے لیے سرگرم عمل ہو گیا۔

یمن میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد اسود عنسی بہت مغرور ہو چکا تھا اور اپنے لشکر کے سپہ سالار قیس بن عبدیغوث کو بھی اپنے غرور کا نشانہ بنا چکا تھا۔ جاتے ہوئے میں اپنے چچیرے بھائی داذویہ کے ہمراہ قیس کے پاس گیا ہم نے اسے رسول اللہ ﷺ کا پیغام سنایا اور اسے اس بات پر تیار کیا کہ پہلے اس سے کہ وہ تیرا کام تمام کر دے۔ کیوں نہ اس منحوس شخص کو ٹھکانے لگا دیا جائے۔ اس نے سچے دل سے ہماری دعوت کو قبول کیا اور اپنے دلی ارادے سے ہمیں آگاہ کیا۔ اور اس نے ہمارے بارے میں یہ خیال کیا کہ یہ میری مدد کے لیے آسمان سے فرشتے نازل

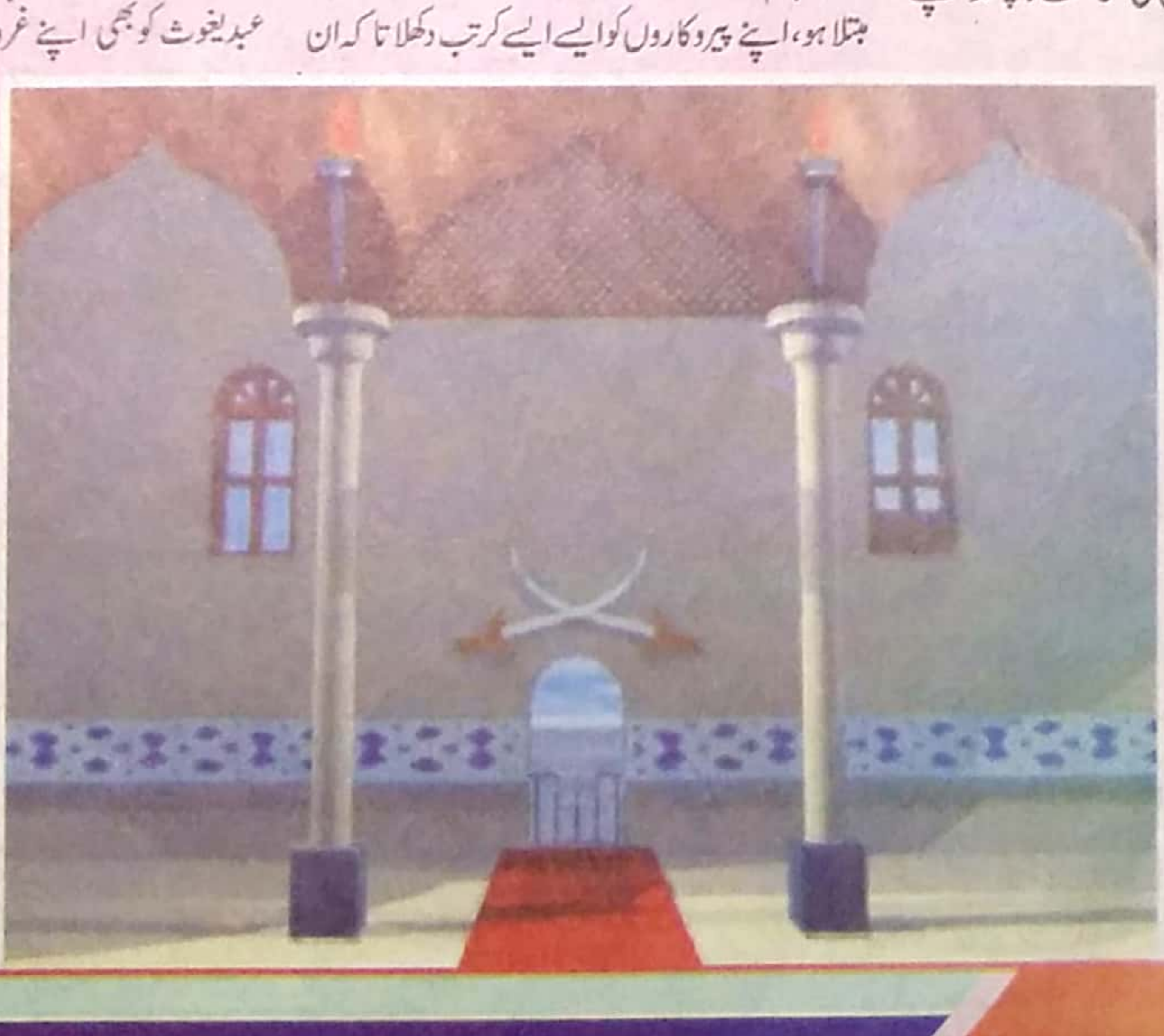

ہوئے ہیں ہم تینوں نے یہ عہد و پیمان کیا کہ ہم اس جھوٹے مکار مرتد کا داخلی محاذ پر مقابلہ کریں گے اور دوسرے ساتھی بیرونی محاذ پر اس کا مقابلہ کریں گے۔ ہم نے یہ طے کیا کہ اپنے اس کام میں چچازاد بہن ''آزاد'' کو شریک کیا جائے جس کے ساتھ اس منحوس نے اس کے شوہر شہر بن باذان کو قتل کر کے شادی رچائی تھی۔

میں اسود عنسی کے محل میں گیا اور اپنی چچازاد بہن آزاد سے ملا اور کہا میری بہن تم جانتی ہو کہ یہ منحوس شخص ہمارے لیے آفت کا پرنالہ ثابت ہوا ہے۔ اس کی تکلیفوں سے نہ ہم محفوظ ہیں اور نہ ہی آپ دیکھیے اس نے تیرے خاوند کو قتل کر دیا، اور ہماری قوم کی دیگر عورتوں کو رسوا کیا بہت سے مردوں کو ہلاک کر ڈالا اور ان کے ہاتھ سے سلطنت چھین لی۔

یہ رسول اللہ ﷺ کا خط ہمیں موصول ہوا ہے، جس میں خاص طور پر ہمیں اور عام طور پر تمام اہل یمن کو اس فتنہ کو ختم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

کیا آپ ہماری مدد کر سکتی ہیں؟

اس نے دریافت کیا میں آپ کی کیسی مدد کروں؟

میں نے کہا: ''اس کو یہاں سے نکلوا دینے کے لیے مدد کریں۔''

اس نے کہا: ''میں اس کے قتل کرنے پر آپ کی مدد کروں گی۔''

میں نے کہا: بخدا اس سے تو ہماری دلی مراد پوری ہو جائے گی۔ لیکن مجھے خطرہ ہے کہ کہیں آپ کو خمیازہ نہ بھگتنا پڑے۔

اس نے کہا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے سیدنا محمد ﷺ کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے مجھے اپنے دین کے بر حق ہونے پر ذرا برابر شک نہیں۔ میرے خیال میں اللہ تعالیٰ نے اس شیطان سے بڑھ کر ملعون کسی کو پیدا نہیں کیا۔ بخدا جب سے میرا اس سے واسطہ پڑا ہے اسے فاجر و فاسق ہی پایا نہ اس لعین کو حقوق کا خیال ہے، اور نہ ہی کسی برائی سے باز آتا ہے۔

میں نے کہا: ہم اسے کسی طرح قتل کر سکتے ہیں۔۔؟!

اس نے کہا: یہ شیطان بڑا محتاط ہے۔ محل میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں اس نے چوکیدار کھڑے نہ کئے ہوں۔ البتہ یہ کونے والا کمرہ اس کی پہنچ سے باہر ہے۔ اس کمرے کی بیرونی دیوار کھلے میدان کی طرف ہے آپ رات کی تاریکی میں اس بیرونی دیوار میں نقب لگائیں۔ اندر روشن چراغ اور ہتھیار پڑے ہوں گے، اور میں تمہارا انتظار کروں گی پھر تم چپکے سے اس کی خواب گاہ میں داخل ہو کر اسے قتل کر دینا۔

میں نے کہا محل کے اس کمرے میں نقب لگانا آسان کام نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی انسان وہاں سے گزرے اور وہ چوکیداروں کو چوکنا کر دے۔ اس طرح صورت حال بگڑ جائے گی۔

بہن نے میری بات سن کر کہا: آپ کی بات صحیح ہے؟

ہاں! میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے۔

میں نے کہا وہ کیا؟؟!

اس نے کہا: تم کل ایک شخص کو مزدور کے روپ میں میرے پاس محل میں بھیجنا میں اس سے کمرے کے اندرونی جانب سے دیوار میں اتنا سوراخ کراؤں گی۔ کہ دیوار کا معمولی حصہ باقی رہ جائے گا۔ تم رات کو اسی جگہ نقب لگانا۔ تمہارے ہاتھ لگانے سے ہی دیوار میں سوراخ ہو جائے گا اور کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔

میں نے کہا بہت اچھی تجویز ہے۔

یہ منصوبہ بنا کر میں واپس آ گیا۔ آ کر اپنے ساتھیوں کو اطلاع دی یہ منصوبہ سن کر وہ بہت خوش ہوئے۔ ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے، اور ہم نے اسی وقت سے تیاری شروع کر دی۔

پھر ہم نے اہل ایمان میں خواص کو اس منصوبے کی اطلاع دی اور انہیں راز سے آگاہ کیا اور ہم نے انہیں تیار اور چوکس رہنے کے لیے کہا۔ اور انہیں یہ بھی بتا دیا کہ کل فجر کے وقت تک انشاء اللہ ہم اس منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیں گے۔

جب رات کی تاریکی پھیل گئی۔ اور وقت مقررہ قریب آ گیا میں اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ منزل کی طرف روانہ ہوا۔ دیوار کو نقب لگائی کمرے میں داخل ہو گئے۔ اندر پڑے ہوئے ہتھیار پکڑے چراغ ہاتھ میں لیا۔ اور دشمن خدا کی آرام گاہ کی طرف چلے، میری چچازاد بہن دروازے پر کھڑی تھی۔ اس نے اشارہ کیا میں دبے پاؤں اندر داخل ہوا۔ وہ گہری نیند میں خراٹے لے رہا تھا۔ میں نے اس کی گردن پر کاری وار کیا تو وہ بیل کی طرح دھاڑا اور ذبح کئے گئے اونٹ کی طرح تڑپنے لگا۔ جب چوکیداروں نے اس کی آوازیں سنیں تو خواب گاہ کی طرف لپکے اور کہنے لگے اندر سے یہ آواز کیسی آ رہی ہے؟

میری چچا کی بیٹی نے ان سے کہا:

جاؤ آرام کرو گھبرانے کی ضرورت نہیں یہ اللہ کا نبی ہے اب اس کی طرف وحی ہو رہی ہے۔ تو وہ منہ لٹکائے واپس لوٹ گئے۔

ہم محل میں طلوع فجر تک رہے۔ طلوع فجر کے بعد میں محل کی دیوار پر چڑھا۔ اور اذان دینا شروع کر دی۔ جب میں نے اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ کہا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا واشہدان الاسود العنسی کذاب تاکہ مسلمان میرے اشارے کو سمجھ جائیں۔ یہ کلمات سنتے ہی مسلمانوں نے چاروں طرف سے محل پر حملہ کر دیا۔ اذان کی آواز سن کر چوکیدار چوکس ہو گئے اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔

میں نے محل کی دیوار کے اوپر سے اسود عنسی کا سر نیچے پھینک دیا، اسود عنسی کے پیروکاروں نے جب اس کا سر دیکھا تو کمزور پڑ گئے اور ان کی طاقت ختم ہو گئی۔ جب مومنوں نے اس کا سر دیکھا تو نعرہ تکبیر بلند کیا اور دشمن پر زوردار حملہ کیا۔ طلوع آفتاب سے پہلے جنگ ختم ہو گئی اور مسلمانوں نے محل پر قبضہ کر لیا۔

طلوع آفتاب کے بعد جب چہار سو روشنی پھیل گئی تو ہم نے رسول اقدس ﷺ کی طرف قاصد روانہ کیا۔

جب یہ خوشخبری دینے والے قاصد مدینہ پہنچے تو انہیں پتہ چلا کہ سرور عالم فخر موجودات نبی مکرم رسول معظم ﷺ گزشتہ رات اپنے اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔

قاصد حیرانی و پریشانی کی تصویر بنے ہوئے تھے کہ انہیں بتایا گیا کہ نبی اقدس ﷺ کو وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اسی رات آگاہ کر دیا تھا جس رات اسود عنسی کو قتل کیا گیا۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ سے یہ ارشاد فرمایا:

گزشتہ رات اسود عنسی کو قتل کر دیا گیا ہے۔

اس کو ایک ایسے بابرکت شخص نے قتل کیا ہے جس کا تعلق ایک بابرکت گھرانے سے تھا۔

پیارے ننھے مجاہدو! آپ سوچ رہے ہوں گے کہ آخر وہ بانصیب اور باوقار شخص کونسا ہے کہ جس کو ایک دشمن خدا اور جھوٹے نبی کو اس کے محل میں قتل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

پیارے ننھے مجاہدو! لو پھر ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ وہ بابرکت شخص کون تھا؟ اور کس کے مقدر میں یہ سعادت آئی۔ تو پھر سنیے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے اپنے صحابہ کو خبر دی کہ اسود عنسی کو ایک بابرکت شخص نے قتل کر دیا ہے، تو صحابہ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ مبارک شخص کون ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''فیروز.....''

''فیروز اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا۔''

ننھے مجاہدو! اب آپ کو پتا چل گیا نا اگر اس دشمن خدا کو محل میں قتل کرنے والے نبی ﷺ کے پیارے صحابی فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ تھے۔ [حیات صحابہ کے درخشاں پہلو از محمود احمد غضنفر رحمہ اللہ]

دو شہیدوں کی ماں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس کے تین بیٹے یا بیٹیاں فوت ہوئے اور اس نے صبر کیا اور اجر و ثواب کی نیت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

ایک عورت اٹھی اور عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ اگر دو بیٹے بیٹیاں فوت ہو جائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! وہ بھی جنت میں جائے گا۔'' وہ خاتون کہتی ہیں کاش میں ایک کے بارے میں بھی دریافت کر لیتی۔ سیدہ ام سعد رضی اللہ عنہا خوش نصیب عورت ہیں جن کے دو بیٹے اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ایک عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ اور دوسرے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جن کی شہادت پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ: ''سعد بن معاذ کی شہادت پر رحمان کا عرش ہل گیا'' اور ام سعد رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب عورت ہیں جسے زبان رسول ﷺ سے جنت کی بشارت دی گئی۔

[صحابیات مبشرات رضی اللہ عنہن]

ثمرہ زینب ... شہید آباد

داستان ہجرت

ہماری دکان پر ایک بابا جی کبھی کبھار بیٹھتے ہیں، وہ مہاجر ہیں میں نے بہت دفعہ کوشش کی کہ میں ان سے ان کی ہجرت کی داستان سن سکوں لیکن وہ سنانے سے گریز کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا مجھ سے وہ منظر بیان نہیں ہوتے اگر میں وہ سب کچھ یاد کروں تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔ ایک دن میرے زیادہ اصرار کرنے پر آخر کار وہ مان گئے۔

آیئے! ان کی کہانی ان کی زبانی سنتے ہیں۔

جب ہندوستان کی تقسیم کا اعلان ہوا تو میں ان دنوں تقریباً بارہ تیرہ سال کا تھا ہم ہندوستان کے ایک گیرہ نامی گاؤں میں رہتے تھے۔ وہ چھوٹا سا گاؤں تھا جس میں تقریباً ۱۵ گھر تھے۔ ہمارے علاقے کا ایک زیل دار تھا جس کا نام بلدیپ سنگھ تھا۔ اس نے وہاں سے کچھ نہیں لینے دیا حتیٰ کہ چھری چاقو تک بھی ہمیں لینے کی اجازت نہیں تھی سب کچھ چھین لیا گیا۔ ہم تقریباً ۵۰ آدمی تھے۔ سب کے پاس دو دو تین تین سیر بھنے ہوئے چنے تھے اور صرف بدن پر پہنے ہوئے کپڑے باقی سب کچھ ہندوؤں اور سکھوں نے ہم سے چھین لیا ہم اس بے سرو سامانی میں نکلے لیکن پھر بھی خوش تھے کہ اب ہم آزادی سے اپنے ملک میں رہیں گے جہاں کوئی ہم پر ظلم نہیں کرے گا، کوئی ہماری عبادتوں میں خلل نہیں ڈالے گا جہاں سارے مسلمان بھائی ہوں گے ایک دوسرے کے سنگی وساتھی۔

ہم نے بلدیپ سنگھ کی معیت میں چلتے ہوئے ۱۰، ۱۵ میل کا فاصلہ طے کیا اور دسوا نامی گاؤں میں ایک کیمپ میں پہنچے ۱۵ دن وہاں رہے اور بھی بہت سے لوگ تھے ۱۵ دن بعد ہم دسووا اسٹیشن سے ریل گاڑی میں پاکستان آنے کے لیے بیٹھ گئے، لیکن ریل گاڑی تھوڑی دیر تک چلتی رہی پھر بند ہوگئی پوچھنے پر پتہ چلا کہ سیلاب کی وجہ سے ٹریک اکھڑا ہوا ہے جہاں ریل گاڑی رکی اس جگہ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا کیمپ تھا۔ ۱۵ دن تک ہمیں وہاں رکنا پڑا ۱۵ دن بعد ہمیں آرڈر ہوا کہ آگے چلیں۔ تقریباً ۲ ہزار آدمیوں کا یہ قافلہ وہاں سے پیدل چل پڑا کچھ بیل گاڑیاں گدھا گاڑیاں بھی تھیں۔ ہم نے تقریباً روز کا ۱۲ میل سفر طے کرنا تھا سب ڈرے ہوئے سہمے ہوئے چلتے جا رہے تھے کہ کہیں سکھ حملہ نہ کر دیں۔ ایک دن اچانک چلتے ہوئے دونوں اطراف سے سکھوں نے حملہ کر دیا۔ پھر...... پھر مت پوچھئے کہ کیا منظر تھا۔ تلواریں، نیزے

خدیجہ آصف ...... رکن پور

اور برچھیاں بڑی بے دردی سے چل رہی تھیں۔ ان لوگوں نے مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ بہت سوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ وہ لوگ نوجوان بچیوں کو اٹھا کر لے جاتے بہت سے باپ اپنے ہاتھوں سے اپنی بچیوں کے گلے کاٹنے پر مجبور تھے۔

جب سکھ حملہ کرتے تو ہم لوگ اپنی بیٹیوں کو سامان اور بستروں کے نیچے چھپا دیتے، کچھ درختوں پر چڑھ جاتیں اور جو کوئی نظر آتی ان کو وہ اٹھا کر لے جاتے (ان مظالم کا ذکر کرتے ہوئے بار بار بابا جی کی آنکھوں میں آنسو امڈ آتے) آخر کار چلتے چلتے ایک اور کیمپ میں پہنچے۔

۱۰ دن وہاں گزارے پھر آہستہ آہستہ یہ قافلہ کم ہوتا ہوا آگے بڑھتا گیا رستے میں بہت دل دہلا دینے والے مناظر دیکھے ایک جگہ پر تقریباً ۱۲ میل کا قافلہ تھا جو سیلاب کی وجہ سے بہہ چکا تھا۔ ہر طرف لاشوں کے ڈھیر تھے۔ بیل گاڑیاں ویران پڑی ہوئی تھیں، ہم نے ۱۲ میل کا فاصلہ ناک پر کپڑا رکھ کے طے کیا کیونکہ سڑی ہوئی لاشوں سے بہت بد بو آ رہی تھی۔ ویران، سنسان اور ریتلی زمین پر ہم نے ۱۶ دن گزارے بھوک اور پیاس سے نڈھال ہوتے ہوئے بہت سے ایک دن چلتے ہوئے ہمیں دور سے ٹرک نظر آئے ہم سب کے دل ڈر گئے کہ خدانخواستہ کہیں سکھ بلوائیوں کہ ٹرک تو نہیں، لیکن جب نزدیک آئے تو ہم نے دیکھا وہ بلوچ رجمنٹ کے ٹرک تھے ان لوگوں نے جب ہمارے قافلے کو دیکھا تو وہ ہماری حالت زار دیکھ کر رونے لگے ہمارے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے۔ ہونٹ خشک تھے، بغیر کسی بھوک پیاس کی پروا کیے ہم لوگ ایک ہلکی سی امید لیے چلتے جا رہے تھے۔

بلوچ رجمنٹ نے قافلے والوں کو تھوڑا تھوڑا کر کے گاڑیوں میں بٹھا کر ۱۲، ۱۰ میل کے فاصلے پر دریائے بیاس پر اکٹھا کیا وہاں پل پر ایک اور قافلہ ہندوؤں کا پاکستان سے ہندوستان جا رہا تھا وہاں پر دونوں قافلوں کے درمیان لڑائی ہوگئی وہ کہنے لگے پہلے ہم نے پل عبور کرنا ہے اور ہمارا اصرار تھا کہ پہلے ہم گزریں گے اس سے پہلے کہ لڑائی زور پکڑتی فوجی جوانوں نے کہا ٹھیک ہے تم پہلے گزرو لیکن یاد رکھو اگر ہمارے ایک بچے کو بھی نقصان پہنچا تو ہم تمھارے پورے قافلے کو تہس نہس کر دیں گے۔ آخر کار ہم امرتسر پہنچ گئے ایک رات وہاں گزاری اور پاکستانی گاڑیوں پر بیٹھ کر حد عبور کر لی۔

ہمارے دل خوشی سے باغ باغ تھے۔ چہرے تمتما رہے تھے۔ جاتے ہی پاکستان سرزمین پر سجدہ دیا اس کی مٹی کو بوسہ دیا۔

اتنی بڑی مچھلی......؟

حامد بن خورشید ...... بہاولپور

رجب ۸ھ صلح حدیبیہ سے کچھ پہلے ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تین سو سواروں پر مشتمل ایک جماعت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی امارت میں قریش کے ایک قافلہ کی تلاش میں روانہ فرمائی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس مہم کے دوران سخت بھوک سے دوچار ہونا پڑا۔ پھر ایک صحابی رسول ﷺ نے تین اونٹ ذبح کیے پھر تین اونٹ ذبح کیے اور پھر تین اونٹ ذبح کیے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہمارے پیارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو درختوں کے پتے بھی جھاڑ جھاڑ کر کھانا پڑ رہے تھے۔ آخر کار لشکر کے امیر ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اونٹ ذبح کرنے سے منع فرما دیا۔ اس کے فوراً بعد ہی سمندر نے ایک عنبر نامی بہت بڑی مچھلی ساحل پر پھینک دی۔ جس کا گوشت تمام جماعت نے کھایا اور اس کا تیل بھی اپنے جسموں پر لگایا جس سے کمزوری ختم ہوگئی۔ تقریباً آدھے مہینے تک سب نے اس کا گوشت کھایا اور بعض نے توشہ کے طور پر اس کے کچھ ٹکڑے رکھ لیے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بھی اس لشکر میں شریک تھے۔ فرماتے ہیں کہ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے سب سے بڑے آدمی کو سب سے لمبے قد کے اونٹ پر سوار کیا اور ان کو عنبر مچھلی کی پسلی کے ایک کانٹے کے نیچے سے گزار دیا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کتنی بڑی مچھلی ہوگی۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم مچھلی کے کچھ توشے لائے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہمیں بھی یہ کھلایئے۔'' آپ ﷺ نے بھی کھایا اور فرمایا: ''یہ ایک رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے برآمد کیا تھا۔''

[بحوالہ : الرحیق المختوم]

حسین چہرہ

اخت زاہد الرحمٰن جلالی...... مانانوالہ

وہ بکریوں کا چرواہا حبشی نسل سے تعلق رکھتا تھا۔ رنگت بالکل سیاہ اور چہرہ بدشکل اس کے پاس سے بدبو کے بھبھوکے اٹھتے تھے سارا دن یہودیوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا، اپنی دنیا میں مگن بکریاں چرانے کے علاوہ اسے دنیا کی کسی اور چیز سے غرض نہیں تھی۔

ایک دن بیٹھا ہوتا ہے کہ دو یہودی جنگی تیاریوں کے بارے میں باتیں کرتے ہوئے پاس سے گزرتے ہیں۔ آج اچانک اس کے دل میں احساس جاگتا ہے کہ یہ یہود کس سے لڑائی کی تیاری کر رہے ہیں میں بھی پتا کروں کہ وہ کون سی طاقت ہے جو یہودیوں کے مقابلے پر آ رہی ہے؟ وہ یہودیوں کے پاس گیا اور ان سے پوچھا یہ جنگ کس کے ساتھ کرنے والے ہو؟

وہ بولے ہماری جنگ اس شخص کے ساتھ ہوگی جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اس کے دل نے خواہش کی کہ میں اس شخص کو دیکھوں وہ اٹھا اور لوگوں سے پوچھتا ہوا رحمت عالم کے پاس آیا اور کہنے لگا، آپ مجھے بتائیں کہ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے بتایا کہ:

''میری دعوت توحید کی دعوت ہے، اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ اور مجھے اللہ کا رسول مانو اور یہ کہ میں اللہ کی وحی سے اس کے احکام لوگوں کو پہنچاتا ہوں۔''

اس نے کہا اگر میں ایک اللہ پر ایمان لے آؤں اور آپ کو اللہ کا سچا نبی مان لوں تو کیا ہوگا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنت ملے گی۔''

وہ بہت حیران ہوا اور کہا:

''اے اللہ کے پیارے نبی ﷺ میرا رنگ سیاہ ہے چہرہ بدشکل ہے، میرے بدن سے بدبو آتی ہے اور میرے پاس بھی کچھ نہیں ہے۔ اگر میں اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہید ہو جاؤں تو کیا مجھے بھی جنت ملے گی؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہاں! اللہ تجھے ضرور جنت دے گا۔''

اس کے بعد وہ فوراً اٹھا اور یہودیوں کے خلاف جنگ میں شریک ہو گیا اور لڑتے لڑتے راہ خدا میں جان دے دی۔ جب سرور کائنات کو اس کی شہادت کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے اس کی لاش کو دیکھ کر فرمایا:

''اللہ نے اس کے چہرے کو حسین بنا دیا ہے، اس کے بدن کو خوشبوؤں سے معطر کر دیا ہے اور جنت کی دو حوریں اسے عطا کر دی ہیں۔''

یہ حسین چہرے والے اسود راعی رضی اللہ عنہ تھے۔ انھوں نے سوائے جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ کوئی کام نہیں کیا ایک نماز پڑھنے تک کہ مہلت نہیں ملی، لیکن انھوں نے صدق دل سے نور ہدایت سے اپنے دل کو منور کیا اور اتنا بڑا مرتبہ حاصل کر لیا۔ [حوالہ: سید الکونین از محمد صادق سیالکوٹی]

حیرت انگیز معلومات

مرتب: ابو رضوان جاوید

حیرت انگیز زنجیر:

سولہویں صدی عیسوی میں ایک لوہار نے ملکہ برطانیہ کو ایک زنجیر پیش کی جس کی پچاس کڑیاں تھیں لیکن یہ زنجیر اتنی باریک تھی کہ جب اسے سفید کاغذ پر رکھا جاتا تو نظر آتی یہ بہت ہلکی پھلکی تھی اسے کسی طریقے سے مکھی کے پروں سے باندھا گیا تو مکھی اسے لے اڑی۔ (صفحہ۔۱۴۴)

ایشیاء کا سب سے پرانا اخبار:

ایشیاء کا سب سے پرانا اخبار بمبئی سماچار نے اپنی اشاعت کے ۱۷۰ سال پورے کر لئے ہیں گجراتی زبان کا یہ مشہور اخبار ۱۸۲۲ء میں ایک پارسی تاجر فارودکی مارزبان نے ہفت روزہ کی شکل میں جاری کیا تھا جسے بعد ازاں روزنامہ کر دیا گیا اس میں ابتدائی طور پر جہازوں کی آمد و رفت کی تفصیل فراہم کی جاتی تھی آج کل اس اخبار کی اشاعت ڈیڑھ لاکھ روزانہ ہے اور یہ گجراتی بولنے والے تاجروں میں بے حد مقبول ہے۔ (صفحہ۔۱۳۷)

سات کروڑ سال پرانا انڈا:

قدیم سبزی خور جانور ڈائنوسار کا فرانس میں دریافت ہونے والا سات کروڑ سال پرانا کچھ عرصہ پہلے ایک نیلامی کے ذریعے ۵۵۰۰ پونڈ یعنی ۱۱۰۴۴۴ امریکی ڈالر میں فروخت ہوا یہ انڈا پتھر میں تبدیل ہو چکا ہے اس انڈے کی لمبائی سات انچ ہے۔ ڈائنوسار زمین پر پایا جانے والا قدیم ترین جانور تھا اس کی چار ٹانگیں تھیں اور اس کا وزن سو ٹن سے زیادہ ہوتا تھا۔ (صفحہ۔۱۴۰)

دنیا کی سب سے اونچی سڑک:

شمالی بھارت میں دنیا کی سب سے اونچی سڑک ہمالیہ کے علاقہ لیہ کو منالی سے ملاتی ہے اس سڑک کی لمبائی ۴۷۵ کلومیٹر ہے۔ (صفحہ۔۱۴۲)

اڑنے والی کرسی:

امریکہ کے خلائی ادارے ناسا کے معروف ڈاکٹر جان بران نے ایک عجیب و غریب کرسی ایجاد کی ہے یہ کرسی بالکل ہوائی جہاز کی طرح فضا میں اڑ سکتی ہے اس کے پیر وغیرہ نہیں بنائے گئے اس میں جدید ترین مشینری نصب کی گئی ہے سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ اس میں آپ کو ہاتھ سے کنٹرول کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ آپ گردن جدھر چاہیں کرسی کو موڑ سکتے ہیں۔ (صفحہ۔۱۴۲)

دنیا کی سب سے چھوٹی کتاب:

یوکرائن کے ایک ماہر فن کار نے دنیا کی سب سے چھوٹی کتاب شائع کی ہے جس کتاب کے صفحات کی لمبائی نصف ملی میٹر ہے اس کتاب کے صفحات الٹنے کے لیے بال کی طرح نوک استعمال ہوتی ہے اور کتاب کا مطالعہ خوردبین سے کیا جاتا ہے۔ اس کتاب کی باقاعدہ جلد بندی بھی کی گئی ہے۔ (صفحہ۔۱۴۲)

انوکھی کار:

بھارت نے بجلی سے چلنے والی ایک ایسی موٹر کار ایجاد کی ہے جو سپیڈ اور کوالٹی کے لحاظ سے امریکہ، سویڈن اور بعض دوسرے مغربی ملکوں میں زیر استعمال کاروں کے برابر ہے۔ صوبہ کرالہ کی ایک فرم کی تیار کردہ الیکٹرانک کار کے انجن میں ایندھن استعمال نہیں کیا جاتا اور انجن دس ہارس پاور کی ایک موٹر سے چلتا ہے جسے خود بخود چارج ہونے والی بیٹری سے منسلک کیا گیا ہے الیکٹرک کار کی باڈی فائبر گلاس سے بنی ہے اور اسے سڑک پر چلا کر پوری طرح ٹیسٹ کر لیا گیا ہے اس کی زیادہ سے زیادہ رفتار ۷۵ کلو میٹر فی گھنٹہ ہے جب کہ بیٹری چارجنگ کے بعد جو کہ آٹھ گھنٹے بعد خود بخود ہوتی ہے زیادہ سے زیادہ رفتار ۷۰ کلومیٹر فی گھنٹہ ہے۔ اس کار کا خرچہ معہ بیٹری تبدیل کرتے جو عموماً پانچ سال بعد ہوتی ہے ۳۵ پیسے فی کلومیٹر ہے جو یقیناً پٹرول سے چلنے والی کار سے بہت ہی کم ہے اس کار کی قیمت بھارت میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ ہے۔

حیرت انگیز معلومات از الیاس عادل (صفحہ۔۱۳۶)

لاسٹ کی جاسوسی

قسط 2

عبدالوارث ساجد

صبح کا سورج طلوع ہو چکا تھا۔ ہر طرف اجالا پھیلنے لگا تھا۔ سورج کی سنہری کرنوں سے زمین کی جھاڑیوں پر پڑے شبنم کے قطرے موتیوں کی طرح چمکنے لگے تھے۔

درختوں پر پرندوں کی چہچہار بھی شروع ہو گئی، دھوپ ابھی تیز نہ ہوئی تھی کہ شمڈ ہمبرگ میں ڈاکٹر رینڈزا سے رابطہ کرنے میں کامیاب ہو گیا، رابطہ ہوتے ہی ڈاکٹر رینڈزا نے خفیہ زبان میں کہا:

''شمڈ! میں تم سے ہی رابطہ کے انتظار میں تھا، میں جو کہہ رہا ہوں وہ غور سے سنو اور اس پر جلد عمل کرو پیغام ملتے ہی تم ونچسٹر اسٹیشن پر جاؤ گے، وہاں آپ کو ایک چھوٹے قد اور کالے رنگ کا آدمی ملے گا اس نے بھورے رنگ کا سوٹ پہنا ہو گا اور اس کے ہاتھ میں ''مانچسٹر گارڈین'' اخبار ہو گا۔ جب مطلوبہ آدمی تمھیں مل جائے تم اسے ''ڈاکٹر رابرٹس'' کہہ کر پکارنا۔ یہ تمھارا ملاقاتی کوڈ ہو گا اگر وہ ہمارا آدمی ہوا تو تمھاری طرف متوجہ ہو گا۔ باقی کی تمام صورتحال سے تم اسے آگاہ کر دینا، وہ تمھاری ہر لحاظ سے مدد کرے گا...... اور ہاں! ہوشیاری سے کام لینا۔''

پیغام ملتے ہی شمڈ نے جاگن کو آگاہ کیا، جاگن کی حالت قدرے اچھی ہو چکی تھی، شمڈ اسی کے لیے ہی سب کچھ کر رہا تھا، جاگن کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں تھی، ڈاکٹر رینڈزا سے جو بات ہوئی اس کے سامنے ہوئی تھی، شمڈ نے ضروری تیاری کے بعد جاگن کو پریشان نہ ہونے کی نصیحت کی اور ونچسٹر اسٹیشن کی طرف چل دیا۔

اسٹیشن پہنچ کر مطلوبہ افراد کو ڈھونڈنے میں اسے بالکل پریشانی نہ ہوئی، سیاہ رنگ کے اسٹیشن پر زیادہ آدمی نہ تھا، بلکہ وہ واحد آدمی تھا، جو سیاہ بھی تھا اور پست قد بھی۔ شمڈ نے دور سے ہی اسے دیکھ لیا تھا، وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا، اس کے پاس آیا اس نے بھورے رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا اور ہاتھ میں اخبار تھام رکھا تھا۔ سیاہ رنگ والے پست قد آدمی نے اخبار اس انداز میں پکڑ رکھا تھا کہ اس کی پیشانی (اخبار کا نام) دیکھنے والے کو صاف نظر آتا تھا۔ شمڈ مطلوبہ آدمی کو پہچان چکا تھا، مگر دوسری طرف پست قد آدمی شمڈ کو بالکل نہیں جانتا تھا دونوں کی پہلی ملاقات تھی، شمڈ کے پہچاننے کے لیے نشانیاں تھیں، البتہ پست قد آدمی شمڈ کو تبھی جانتا جب وہ کوڈ بولتا، شمڈ پر اعتماد انداز میں چلتے ہوئے اس کے پاس آیا اور اس کی طرف دیکھے بغیر بولا:

''ڈاکٹر رابرٹس''

یہ سنتے ہی آدمی نے اخبار سے نظر ہٹائی ایک نظر شمڈ پر ڈالی اور آنکھ سے اشارہ کر کے پلیٹ فارم سے ہٹ گیا، شمڈ اشارہ پاتے ہی اس سے ذرا فاصلہ رکھ کر اس کے پیچھے ہو لیا، محفوظ جگہ جا کر دونوں نے ملاقات کی شمڈ نے اپنی پریشانی سے آگاہ کیا۔ اسی دن دیہاتیوں کے روپ میں دو افراد سابسری کے جنگل میں گئے اور جاگن کو شہر لے آئے جہاں اس کا علاج ہونے لگا۔

❀......❀

جنگ کا دائرہ بڑی تیزی سے پھیل رہا تھا۔ تباہی آہستہ آہستہ ہر طرف پھیلنے لگی تھی۔ انسانوں کا قتل کوئی معنی نہیں رکھتا تھا ہٹلر انگلستان اور اس کے حامی ملکوں پر موت کی طرح مسلط ہو رہا تھا اور برطانیہ سمیت ہٹلر کے مخالف نازیوں کے خاتمے کے لیے سرگرم تھے، اقتدار کے حصول اور بچاؤ کا ایسا کھیل جاری تھا کہ جس میں دونوں طرف انسان مر رہے تھے۔ برطانوی حکومت جانتی تھی کہ فرانس کی فتح کے بعد ہٹلر کی فوجوں کا زیادہ زور برطانیہ کو زیر کرنے پر ہو گا اس لیے ان کی تیاری بھی کچھ کم نہ تھی۔

انگریزوں نے رات دن جنگ کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ ادھر امریکہ سے بھی ساز و سامان کے ذخیرے پہنچنا شروع ہو گئے۔ اس حملے میں جرمنوں نے ایسا بم استعمال کیا جو کچھ دیر بعد پھٹتا تھا، انگریزوں نے اس بم کا نام ''یو ایکس بی'' رکھا۔ اس کا ایک سرا زمین میں دھنس جاتا اور یہ کچھ دیر بعد پھٹتا تھا۔ شہری دفاع کے کام پر معمور لوگوں کے پاس ایسا کوئی انتظام نہیں تھا جس سے وہ اندازہ لگا سکتے کہ یہ بم یو ایکس بی ہے یا عام بم جو پھٹا نہیں۔ ۲۹ اور ۳۰ دسمبر کی رات لندن پر ایک خوفناک حملہ ہوا۔ اس کے بعد بندرگاہوں کی باری آ گئی۔ ہر طرف تباہی کے آثار نمایاں نظر آنے لگے۔

ہٹلر اس جنگ میں ناکام رہا، کیونکہ وہ بار بار ہدف بدلتا رہا اور مختلف جگہوں پر بم پھینکنے کے لیے زیادہ سے زیادہ قوت صرف کرتا رہا لیکن ایک ہدف پر ایک وقت میں پوری قوت صرف نہ کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جرمنی کی شدید ضربوں کے باوجود برطانیہ کا عزم مزید پختہ ہو گیا۔

۲۲ جون ۱۹۴۱ء کی نازیوں کی زبردست جنگی مشین اچانک سرحدوں سے سیل کی طرف نکلی اور روس کے خلاف جنگ شروع ہو گئی۔ یہ ایک حد درجہ وحشیانہ جنگ تھی۔ اٹھارہ سو میل لمبا محاذ روئے زمین پر دوزخ کی مثال پیش کر رہا تھا۔ سٹالن نے ہٹلر کے حملے کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ روسیوں کو یقین تھا کہ آخر ان کے قدیم حلیف یعنی زمینی حقائق اور موسم اعتماد کا حق ادا کریں گے۔

ابتداء میں تو جرمن ماسکو کے قریبی دیہاتوں میں داخل ہو گئے لیکن ادھر برف باری شروع ہونے سے جرمن بڑے ہراساں ہوئے کیونکہ وہ زیادہ معتدل ہوا کے عادی تھے۔ ہٹلر کی طرف سے شدید موسم سرما کی وجہ سے رسد کا انتظام فوجوں کی ضرورتوں کا ساتھ نہ دے سکا اور نازک صورتحال پیدا ہو گئی یہاں تک کہ فوجوں کو کھانے پینے تک کا سامان نہ مل سکا اور انھوں نے برف میں دب کر مرے ہوئے گھوڑے کھانے شروع کر دیے۔ سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ فوجوں کے پاس موسم کے موافق لباس بھی کافی نہ تھا اور فوجیں شدید سردی اور برف باری کا ہدف بننے لگیں۔ اس کے برعکس روسیوں کے پاس بہترین انتظام موجود تھا چنانچہ وہ سردی میں اکڑے ہوئے جرمنوں پر بے تکلف ضربیں لگانے لگے۔

دریائے نیوا کے دہانے اور خلیج فن لینڈ کے سرے پر ماسکو کے شمال مغرب میں لینن گراڈ واقع ہے جو یورپ کے بہت بڑے اور نہایت اہم شہروں میں سے ایک ہے۔ روس پر جرمن حملے کے آغاز پر ہی ایک فوج لینن گراڈ بھی بھیج دی گئی تھی۔ جس نے پہلے ہوائی حملوں سے ہی پورا علاقہ تباہ کر دیا اور شہر کو گھیرے میں لے لیا۔

روسی مزدوروں نے اپنے اوزار چھوڑ کر ہتھیار اٹھا لیے ان کی جگہ کارخانوں میں عورتیں کام کرنے لگیں۔ ہٹلر کو اس ناقابل تسخیر عزم کا کوئی اندازہ نہ تھا۔ اپریل ۱۹۴۲ء میں جب برف پگھلی تو جرمنوں نے زیادہ زور شور سے محاصرہ کر دیا مگر روسیوں کی بھرپور مزاحمت نے انھیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔

❀......❀

جاگن بہت جلد ٹھیک ہو گیا۔ طے شدہ پلان کے تحت اب دونوں کو الگ الگ کام کرنا تھا۔ اس لیے دونوں جدا ہو گئے، شمڈ جنوبی انگلستان کی طرف نکل گیا اور دوسری طرف کے علاقے میں جاگن نے کام شروع کر دیا:

''ٹوٹے ٹخنے والا جاسوس دو کوڑی کا نہیں ہوتا۔''

جاسوسی میں یہ اصول ایسے ہی نہیں بنا تھا، اس کے پیچھے بھی وسیع تجربے مشاہدے اور جاسوسوں کی زندگی کا نچوڑ تھا، جاگن کچھ عرصہ تک جرمنی کے لیے بہترین خدمات سر انجام دیتا رہا ایک کامیاب جاسوس کی طرح اس نے جرمن انٹیلی جنس کو شاندار رپورٹیں مہیا کیں برطانیہ کی عسکری قوت اور ان کی فوجی خامیوں سے آگاہی کے ساتھ ساتھ حملے کے لیے ان کی نازک پوزیشنوں کو بھی واضح کیا۔ لیکن وہی کچھ ہو گیا جس کا ڈر تھا۔

لندن کی بندرگاہوں پر جو اچانک اور شدید حملے ہوئے تھے ان حملوں نے یہ راز اگل دیا تھا کہ ان نازک حملوں کی نشاندہی کسی کامیاب جاسوس کی مرہون منت ہے۔ برطانوی انٹیلی جنس کے اہلکار کوئی دودھ پیتے بچے نہ تھے انھوں نے فوری حملوں کی نوعیت دیکھی کڑی سے کڑی

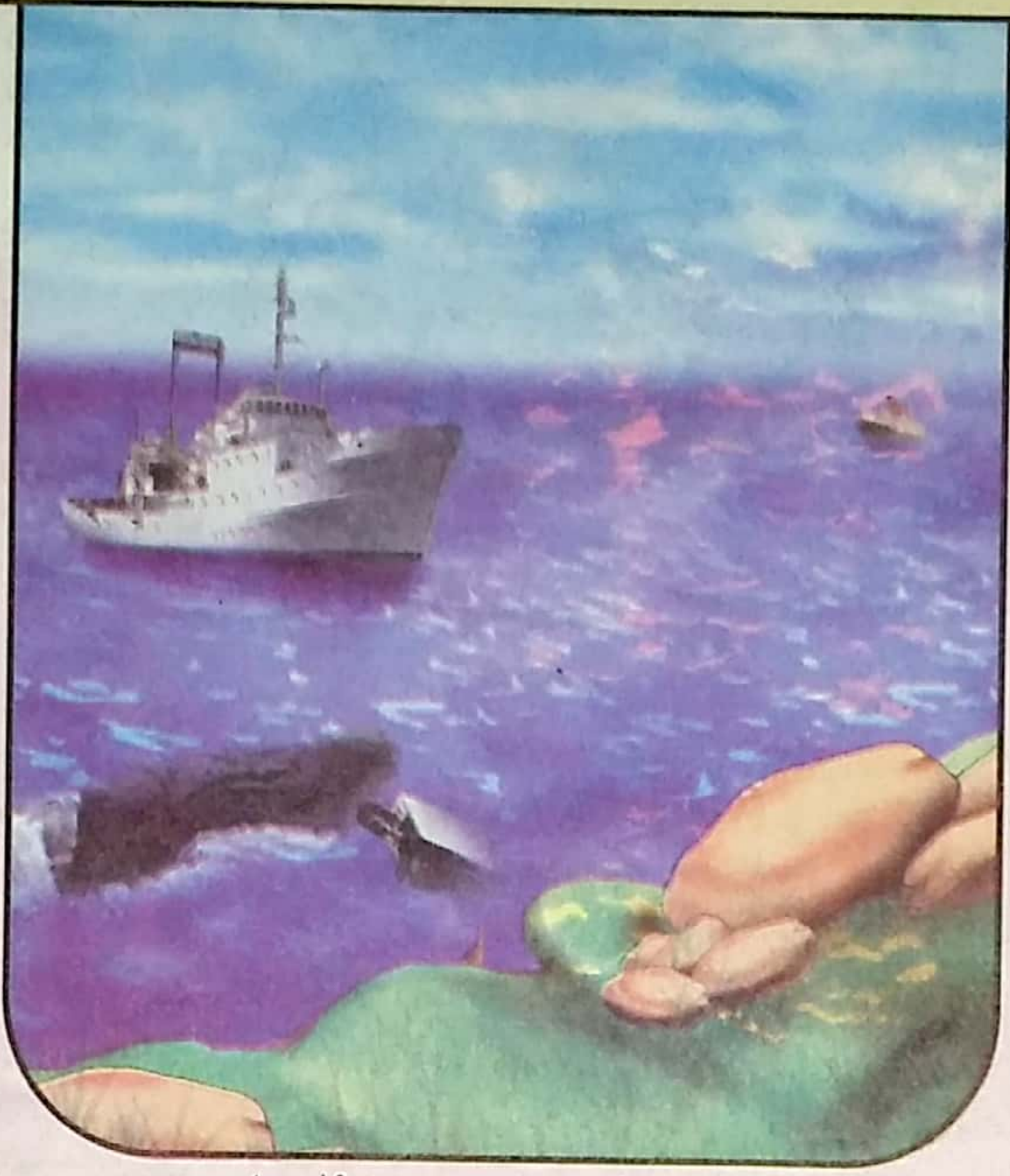

ملائی اور جب شک یقین میں بدل گیا تو برطانوی جاسوس مشکوک جگہوں پر ایسے پھیل گئے جیسے بارش کے بعد پتنگے ہر طرف نظر آتے ہیں۔ برطانوی جاسوس مختلف روپ دھار کر اپنے شکار کی تلاش کرتے تھے سبزی فروش، اخبار کے سٹال، ڈانس کلب فائیو سٹار ہوٹل اور ہر وہ کام جو پبلک میں آسانی سے کیا جاتا ہے وہ برطانوی جاسوس کرتے تھے۔

بالآخر کامیابی نے ان کا منہ چوما ایک روز جاگن اس وقت رنگے ہاتھوں پکڑا گیا جب وہ اپنے ریڈیو پر ہمبرگ میں ڈاکٹر رینڈزا سے بات کر رہا تھا۔ برطانوی جاسوسوں نے اسے ثبوت سمیت گرفتار کر لیا۔ یہ جنگی حالت تھی ایسے میں عدالت کے چکر نہیں لگائے جاتے۔

برطانوی، انٹیلی جنس کے خفیہ سیل نے جاگن کو گرفتاری کے بعد ایسا غائب کیا کہ اس کی کوئی خبر ہی کسی کو نہ ہو سکی۔

جاگن کی گرفتاری جہاں برطانوی انٹیلی جنس کی شاندار کامیابی تھی وہاں جرمن فوج کے لیے افسوس ناک خبر بھی جرمنی کے لیے یہ بات تو ظاہر ہو ہی گئی تھی کہ اس کا ایک اعلیٰ پائے کا جاسوس گرفتار ہو چکا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر وہ راز اگل دے تو جرمنی کی فوج کے لیے بہت ہی نقصان دہ بات ہوگی، چند یوم کی تفتیش کے بعد جاگن نے برطانوی انٹیلی جنس کو وہ سب کچھ بتا دیا جو کچھ وہ پچھلے کئی ماہ سے کرتا چلا آ رہا تھا اور مزید اس کے لیے کیا ٹارگٹ مقرر تھا۔

اس نے زبان کھولی تو ہٹلر کے جو عزائم تھے انھیں جانتے ہی برطانیہ کی فوج کے سربراہوں کے ہوش اڑنے لگے۔

❀......❀......❀

۱۹۴۲ء کا سال اتحادیوں کے لیے شدید مایوسی کا سال تھا۔ ہٹلر اپنے جنگی عزائم میں کامیاب ہو رہا تھا، وہ اپنی فوجوں کے ذریعے پورے بحیرہ روم اور مشرق بعید کو گھیرے میں لے رہا تھا اور اس کے بعد وہ مشرق کا رخ کر کے جاپانیوں سے تعلق پیدا کر لینے کا ارادہ رکھتا تھا، جنھوں نے بحرالکاہل میں ایک وسیع سلطنت قائم کر لی تھی دوسری طرف یورپ ایشیا شمال امریکہ اور جنوبی امریکہ کی اٹھائیس قومیں مذہب اور روس کی حامی بن چکی تھیں۔ جنگ میں جو کچھ ہو رہا تھا اس کا نتیجہ بھی آہستہ آہستہ ظاہر ہونے لگا۔

فروری ۱۹۴۳ء میں سیاسی بحران کی علامتیں نمودار ہوئیں مسولینی نے اپنی کابینہ میں ردوبدل کیا۔ اس کے اکثر ساتھی بیوفائی اور غداری کے مجرم بن چکے تھے۔ مسولینی ۱۹ جولائی کو اپنے ایک جرنیل کو ساتھ لے کر ہٹلر سے ملاقات کے لیے گیا اور مزید امداد کے لیے اپیل کی جسے ہٹلر نے خارج از بحث قرار دیا کیونکہ جرمنی کے پاس جو کچھ تھا وہ روسی محاذ کے لیے از حد ضروری تھا۔ اسی دوران سات سو اتحادی طیاروں نے رومہ پر حملہ کر دیا۔

آخر مایوس ہو کر مسولینی واپس لوٹا جب اس کا طیارہ رومہ پر اترنے والا تھا تو ارد گرد دھوئیں کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ پانچ روز بعد فاشسٹوں کی مجلس اعلیٰ کا ۱۹۳۹ء کے بعد پہلی مرتبہ اجلاس ہوا۔ مسولینی نے ایک مرتبہ پھر لاف زنی سے اقتدار قائم رکھنے کی کوشش کی۔ لیکن گرینڈی نے ایک قرارداد پیش کی جس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ مسولینی فوراً مسلح افواج کی کمان بادشاہ کے حوالے کر دے۔ ووٹنگ میں مسولینی کو واضح شکست ہوئی۔ جس کے بعد بادشاہ نے یہ اعلان کر دیا کہ مسولینی نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ اطالوی خوشی سے نعرے لگاتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے اور مسولینی پر لعنت بھیجنے لگے۔ فاشسٹ لیڈر اور پولیس کے آدمی روپوش ہو گئے کہ کہیں پکڑے نہ جائیں۔ اس تمام صورتحال کا نتیجہ یہ نکلا کہ اٹلی نے بھی جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

❀......❀......❀

اسی روز جب جاگن نے زبان کھولی۔ برطانوی فوج کے بری، بحری اور فضائی جرنیلوں سمیت فوج کے اعلیٰ افسر برطانوی انٹیلی جنس کے چیف کے ساتھ ایک گول میز پر بیٹھے تھے۔ جہاں پر جاگن کی گرفتاری کے بعد ملنے والی معلومات اور ہٹلر کے پیشگی حملوں پر لائحہ عمل تیار کیا جانے لگا۔

جاگن کی گرفتاری اگرچہ برطانوی انٹیلی جنس کی شاندار کامیابی ہے لیکن یہ ایک برطانوی جاسوسوں کے لیے امتحان بھی ہے۔ چیف آف آرمی سٹاف نے سب کو مخاطب کر کے کہا:

''برطانیہ اور اتحادی فوج کے خلاف کام کرنے والا اکیلا جاگن جاسوس ہی نہ تھا بلکہ برطانیہ میں ان کی تعداد سینکڑوں نہیں ہزاروں میں ہو سکتی ہے، ہمیں جہاں انھیں ناکام کرنا ہے وہاں اپنے کامیاب جاسوسوں کے ذریعے جرمنی کے عزائم اور فتح کے لیے حکمت عملی اپنانا ہوگی کیونکہ عسکری برتری کے ساتھ ساتھ کامیاب ذہانت بہت ضروری ہے، ہماری فتح اور بچاؤ بھی تبھی ممکن ہے کہ ہمارے جاسوس ایسا کامیاب حربہ اپنائیں جو جرمنی کی فوجوں کے لیے ناکامی کا واضح سبب بنے۔''

''ایسا کیا کیا جا سکتا ہے کہ جرمن فوجیں ناکامی سے دوچار ہوں اور برطانیہ کے لیے فائدہ اور کامیابی؟''

انٹیلی جنس کے چیف نے جواباً کہا:

''میرے پاس ایک منصوبہ ہے۔''

شاہی بحریہ کے لیفٹیننٹ کمانڈر ایون مونٹیگ نے کہا:

''وہ کیا؟''

بری فوج کے سربراہ نے پوچھا:

ایون مونٹیگ نے گلا کھنگارتے ہوئے تفصیل بتانا شروع کی۔

''اس وقت جنگی صورتحال یہ ہے کہ شمالی افریقہ ہم دوبارہ فتح کر چکے ہیں، ہمیں چاہیے کہ اس فتح سے زیادہ سے فائدہ اٹھائیں، ہم افریقہ سے یورپ پہنچیں ہماری فوجیں یورپ پہنچنے کے بعد صقلیہ (سسلی) میں قدم جمائیں اور کامیابی کے جھنڈے گاڑنے کے بعد وہاں سے آگے بڑھیں۔''

''یہ ناممکن ہے۔'' ایک افسر نے لیفٹیننٹ کمانڈر ایون کی بات کاٹتے ہوئے کہا:

''کیوں ناممکن کیوں؟'' ایون مونٹیگ نے سوال کیا:

''جب جرمن جاسوسی کا یہ حال ہے کہ وہ برطانیہ کے گلی کوچوں میں پھر رہے ہیں تو ایسے میں یہ منصوبہ کامیاب کیسے ہو سکتا ہے۔''

''میں انھیں جاسوسوں کو ناکام کرنے کا پلان ہی تو بتا رہا ہوں پہلے آپ میری پوری بات سنیں پھر آپ اپنی رائے سے آگاہ کیجیے گا۔''

ایون مونٹیگ نے دوبارہ بات شروع کی: ''میں نے جو کہا ہے یہ ہماری کامیابی کے لیے بہت ضروری ہے، لیکن اگر جرمن فوجوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ ہم یہ کرنے جا رہے ہیں تو وہ اپنی فوجیں بھیج کر پلان کو مشکل ہی نہ بنائیں گے بلکہ ہمارے لیے ناممکن ہو جائے گا ایسے میں دو کام بہت ضروری ہیں کہ ایک تو یہ کہ منصوبہ چھپانے کے لیے جنوبی فرانس کی طرف سے حملہ کیا جائے اور دوسرا کام لاش سے جاسوسی ہو۔''

''لاش سے جاسوسی؟'' برطانوی فوج کے کئی آفسروں کی زبان پر یک بارگی سوال آیا:

''ہاں! لاش سے جاسوسی۔''

کمانڈر ایون مونٹیگ نے کہا۔

''یہی لاش ہمارے منصوبے کو چھپانے اور اپنے اقدام پر پردہ ڈالنے کا کامیاب سبب ہوگی۔'' مختصر یہ کہ ہم جعلی دستاویز تیار کر کے ایک مردہ سٹاف آفیسر کی جیبوں میں رکھیں گے اور ایسا اہتمام کریں گے کہ لاش کے ذریعے یہ دستاویزیں جرمن جاسوسوں کے ہاتھ لگ جائیں (جاری ہے)

۱۔ ماخذ: انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم ولیم ایل لینگر
۲۔ جاسوسی کے تیور از رحمان مذنب
۳۔ بین الاقوامی امن معاہدے از مرتضیٰ انجم

دوزخ کا سانس

رسول ﷺ نے فرمایا:
"جب سخت گرمی ہو تو ظہر کی نماز دیر سے پڑھا کرو۔ کیونکہ گرمی کی سختی دوزخ کی تیزی کی وجہ سے ہوتی ہے۔"

پھر فرمایا: "دوزخ نے اپنے رب کی بارگاہ میں شکایت کی کہ میری تیزی بڑھ گئی ہے حتیٰ کہ میرے کچھ حصے دوسرے حصے کو کھا جاتے ہیں۔ لہٰذا مجھے اجازت دی جائے کہ کسی طرح اپنی گرمی ہلکی کروں۔ چنانچہ رب العالمین نے اس کو دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دی۔ ایک سانس سردی کے موسم میں اور ایک گرمی کے موسم میں لہٰذا سب سے زیادہ سخت گرمی جو تم محسوس کرتے ہو، دوزخ کی گرمی کا اثر ہے جو سانس کے ساتھ باہر آتی ہے اور سب سے زیادہ سردی جو تم محسوس کرتے ہو، دوزخ کے سرد حصے کا اثر صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ دوپہر کو روزانہ دوزخ کو دہکایا جاتا ہے۔

محمد فیصل رفیق...... چونیاں

ہمارا دین

ایک ہے اللہ ایک رسول ﷺ
دل اور جان سے ہمیں قبول
دین ہمارا ہے اسلام
سب کے لیے ہے یہی پیغام
ایک ہمارا ہے قرآن
اللہ کا اس میں فرمان
سچی راہ دکھلاتا ہے
ہر سو نور پھیلاتا ہے
جو اس راہ پہ آئے گا
وہی نجات بھی پائے گا
سچا ہے اللہ کا دین
اسی کے ہیں یہ فلک زمین
سدا رہیں ہم اسی پہ قائم
رہے ایمان ہمارا دائم

فاروق اے حارث

اٹھو اے نوجوانانِ مسلم

وہ دیکھو لبنانی بچہ
ہے اسرائیل کے لوگوں کی زد میں
معصوم سا بچہ کس کا ہے
آہ! نوجوانانِ مسلم
کہاں سو گئے ہو تم
مظلوم کی آہ و فغاں
آواز دے رہی ہے، بلا رہی ہے تمھیں

گلدستہ

اٹھو اے نوجواں مسلم
جہاد تم پر فرض ہو گیا
آزاد ہو تم...... آزادیاں منا رہے ہو
مگر کس خوشی میں؟
تمھیں بلا رہے ہیں یہ لبنانی، افغانی، عراقی بچے
تم مصروف ہو اپنی خوشی میں مگر
یہ کیسا عالم ہے، ہر طرف
بے چارگی ہے بے بس ہے مسلم
مسلم حکمران سوئے ہوئے ہیں
اے نوجوانانِ مسلم کچھ تو سوچو، قدم بڑھاؤ
کل یہ بھی تھے خوشیاں مناتے
چھین لی گئیں ان کی خوشیاں
سوچو تو سہی!
اگر یہ بھیڑیے ہو گئے مسلط تم پر
کرو گے کیا تم؟
کبھی سوچا ہے تم نے
کیا تم بھی مجاہد بن سکو گے

ثوبیہ ھما شیخ...... جوہر آباد

یہ دنیا کس کی دنیا ہے

تاریخ نے پوچھا اے لوگو! یہ دنیا کس کی دنیا ہے؟
شاہی نے کہا...... یہ میری ہے
اور دنیا نے یہ مان لیا
پھر تخت بچھے، ایوان سجے، گھڑیال بجے، دربار لگے
تلوار چلی اور خون بہے، انسان لڑے، انسان مرے
اور دنیا نے یہ مان لیا
پہچان لیا، پہچان لیا
تاریخ نے پوچھا پھر لوگو! یہ دنیا کس کی دنیا ہے
دولت نے کہا...... یہ میری ہے
اور دنیا نے یہ مان لیا
پھر بنک کھلے، بازار سجے، بیوپار بڑھے
انسان لٹے، انسان بکے، آرام اڑے، سب چیخ اٹھے
دنیا نے بالآخر دولت کو
پہچان لیا، پہچان لیا
تاریخ نے پوچھا پھر، لوگو! یہ دنیا کس کی دنیا ہے؟
پھر روح دبی، پیٹ بڑھے، افکار سڑے، کردار گرے
ایمان لٹے، اخلاق جلے، انسان نرے حیوان بنے
دنیا نے بالآخر محنت کو
پہچان لیا، پہچان لیا
تاریخ نے پھر پوچھا لوگو! یہ دنیا کس کی دنیا ہے؟
مومن نے کہا...... اللہ کی ہے
اور دنیا نے یہ مان لیا
پھر قلب و نظر کی صبح ہوئی، اک نور کی مے سی پھوٹ گئی
ایک ایک خودی کی آنکھ، فطرت کی صدا پھر گونج اٹھی
دنیا نے بالآخر آقا کو
پہچان لیا، پہچان لیا......

ذاکرہ عبدالعلیم

مثالی تقویٰ

روٹی پکانے کے لیے خمیر کی ضرورت تھی۔ صالح کے گھر سے خمیر لے لیا گیا اور روٹی تیار کی گئی۔ روٹی پک کر سامنے آئی تو صالح کے والد محترم نے پوچھا:
"یہ روٹی کیسی ہے؟"

بتایا گیا کہ خمیر صالح کے گھر سے آیا ہے۔ اس پر صالح کے والد نے فرمایا:
"اس نے تو ایک سال قاضی کے منصب کو اختیار کیا ہے، اب اس کی روٹی ہمارے حلق سے نہ اتر سکے گی۔"
پوچھا گیا: "اب روٹیوں کا کیا کریں؟"
فرمایا:
"جب کوئی سائل آئے اور سوال کرے تو تفصیل سے روٹیوں کے بارے میں بتا دینا کہ خمیر صالح کے گھر کا ہے، آٹا احمد کے گھر کا ہے اور احمد نے روٹیوں کو کھانے سے انکار کر دیا ہے، اگر وہ ان روٹیوں کو لینا پسند کرے تو بہتر ہے، اسے دے دینا۔"

چالیس روز تک دروازے پر کوئی سائل نہ آیا، روٹیاں خراب ہو گئیں حتیٰ کہ ان روٹیوں کو دریائے دجلہ میں بہا دیا گیا۔

یہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تھے۔ جنھوں نے اپنے بیٹے کے گھر کے خمیر سے تیار شدہ روٹی تک کھانا گوارا نہ کی۔ حالانکہ آپ رحمہ اللہ کے صاحبزادے صالح نہایت متقی شخص تھے، لیکن چونکہ اصفہان میں ایک سال تک قاضی رہے تھے اور امام رحمہ اللہ صاحب کے نزدیک اس وقت کی اسلامی حکومت فرائض پوری طرح انجام نہیں دے رہی تھی، اس لیے امام رحمہ اللہ صاحب سرکاری عہدوں پر فائز افراد سے کچھ لینا پسند نہ کرتے تھے۔ اس کے علاوہ قاضی سے فیصلہ کرتے ہوئے غلطی بھی ہو سکتی ہے، غالباً اسی وجہ سے امام صاحب رحمہ اللہ اس قدر احتیاط کرتے تھے اور ایسا زہد و تقویٰ رکھنے والوں کے نام زندہ جاوید ہو جایا کرتے ہیں۔

عمار مجاہد...... بہاولنگر

ذرا بتائیے تو؟ سلسلہ نمبر 20

ان آٹھ خوش نصیب صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک ہیں جنھیں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا، ان دس جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک جنھیں دنیا میں جنت کی بشارت دی گئی ان چھ ذیشان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک جنھیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ منتخب کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ ان جید علماء صحابہ میں ایک جسے رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں فتویٰ جاری کرنے کی اجازت تھی۔ زمانہ جاہلیت میں ان کا نام عمرو تھا۔ انھوں نے دارارقم میں بیٹھ کر تعلیم و تربیت کا آغاز کرنے سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کہ دو روز بعد اسلام قبول کر لیا تھا۔ اسلام کی راہ میں وہ تمام مصیبتیں برداشت کہیں جو صف اول کے مسلمانوں نے جھیلیں تھیں۔ لیکن آپ نے کمال صبر و تحمل سے کام لیا۔ آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کا سفر کیا اور رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے عالی مقام مہاجر صحابہ میں سرفہرست مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

آپ کو مدینہ کے رہنے والے ایک انصاری صحابی نے بہت سی سہولیات سے نوازا مگر آپ نے دعائیہ کلمات کہے:

”اللہ تعالیٰ آپ کے اہل و عیال اور مال میں برکت عطا فرمائے۔“

آپ مجھے منڈی کا پتا بتا دیں میں وہاں محنت کر کے کماؤں گا۔

آپ نے لشکر اسلام کی جنگوں میں شرکت کی اور جنگ تبوک میں دل کھول کر مدد کی اور سارا مال حضور ﷺ کے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:

”کیا تم کچھ مال گھر والوں کے لیے بھی چھوڑ آئے ہو“

عرض کی: ”ہاں! یا رسول اللہ ﷺ! جتنا آج آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے اس سے زیادہ اور عمدہ مال اہل خانہ کے لیے چھوڑ آیا ہوں۔“

آپ ﷺ نے پوچھا کتنا......؟

عرض کی: ”کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ میں خرچ کرنے سے رزق کی فراوانی خیر و برکت اور اجر و ثواب کا وعدہ نہیں کیا؟“

آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھریلو اخراجات کا خیال رکھتے تھے۔ وافر مقدار میں مال و دولت سے آپ نہ کسی دنیاوی فتنے میں مبتلا ہوئے اور نہ ان کی ظاہری حالت میں کوئی تبدیلی پیدا ہوئی، ایک روز آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا، آپ کا روزہ تھا افطار کا وقت قریب تھا، آپ نے پرتکلف کھانے کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

”مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہت بہتر تھے، ہمارے پاس کفن کے لیے صرف اتنا کپڑا تھا کہ اگر ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا، پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دنیاوی مال و متاع کی فراوانی کر دی مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں دنیا ہی میں ہمیں نپٹا نہ دیا گیا ہو۔“

اس کے بعد آپ نے زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ آپ کے انتقال کے بعد آپ کی جسد خاکی کو رسول اللہ ﷺ کے ماموں نے قبر میں اتارا آپ کی نماز جنازہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، جنازے کے پیچھے چلتے ہوئے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا:

”آپ رضی اللہ عنہ نے کھرے سکے حاصل کیے اور کھوٹے مسترد کر دیے اور جنت کی خالص و پاکیزہ ماحول کو پا لیا اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ آسمان آپ کی لحد پر شبنم افشانی کرے۔“

کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ کون سی شخصیت تھی۔

[حیات صحابہ کے درخشان پہلو از غضنفر محمود رحمہ اللہ]

مرتب: فرحان الرشید...... کراچی

خطوط بھیجنے والے دیگر ننھے مجاہد

سرور یوسف، ڈیرہ غازی خان۔ سمیع اللہ، سوات۔ محمد احسان، لاہور۔ محمد سہیل، بورے والا۔ عتیق الرحمٰن احسن، مسلم چک۔ شاذون، جوہر آباد۔ عائشہ مریم، گوندل۔ لیاقت علی خان، فورٹ عباس۔ شائمہ فرزند، شاکوٹ۔ شاہین اختر، شیخوپورہ۔ فریال فاروق، بہاولپور۔ طاہر نذیر، لیہ۔ محمد حارث کچہ پکہ۔ محمد منیب، محمد یونس، لیہ۔ جہناز اشرف، رحیم یار خان۔ عبدالسلام صدیقی، عبداللہ ثاقب، ملتان، نعیم علی شاہ، کنگن پور۔ زرینہ ثناء اللہ۔ رضوانہ سمیع، ڈلوال۔ آصف محمود سہیل، فیاض احمد، بہاولنگر۔ محمد طارق، سیالکوٹ۔ عدنان احمد، احمد حسین، محمد نعیم اعوان، بھمبر۔ رفعت سعید وہاڑی۔ تنویر انعام اللہ، کوہلہ۔

بقیہ: ویکسی نیشن

جو کہ مویشیوں سے انسانوں میں منتقل ہو جاتا ہے اور مندرجہ بالا تجربہ میں وہ بیماری Colara تھی) جس میں اس نے Attenuated bacteria (استعمال شدہ پرانے) کا استعمال کیا اس نے صحت مند افراد کے اجسام میں (Attenuated Bacteria) انجیکٹ (داخل کرنا) کیے جو کہ بعد میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے Colara سے محفوظ ہو گئے اور یوں ایک بار پھر کامیابی اس کا مقدر بنی اپنے اس طریقہ کار کو پاسچر نے ”ویکسی نیشن“ کہا۔

لوگوں میں پاسچر کی ایجاد کا ڈنکا بجنے لگا۔ لیکن پاسچر نے اس کی تردید کی اور اس نے یہ اعزاز ”ایڈورڈ جینز“ کو بخشا پاسچر کے کہنے کے مطابق بہت عرصہ پہلے ”ایڈورڈ جینز“ نامی سائنسدان نے سب سے پہلے ”ویکسی نیشن“ کا عمل ایجاد کیا پاسچر نے ایڈورڈ جینز کے مشاہدات کے بارے میں کچھ یوں بتایا کہ (1749-1823) کے درمیانی عرصے میں Cow pon کی بیماری بہت عام تھی اور اس میں مبتلا ہونے والی عورتیں وہ تھیں جو کہ گائیوں کا دودھ دھوتی تھیں۔

لیکن حیران کن بات دیکھنے میں یہ آئی تھی کہ جو عورتیں ایک دفعہ Cow pon کی بیماری میں مبتلا ہو جاتی تھیں وہ بعد میں چیچک جیسے مہلک مرض سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جاتی تھیں (یہ بیماری بھی ان دنوں بہت عام تھی اس بیماری میں پورے جسم پر چھالوں کی مانند پھوڑے نکل آتے ہیں اور ان کے ختم ہونے کے بعد گڑھے نما نشانات باقی رہ جاتے ہیں)۔

اپنے اس مشاہدے کا یقین کرنے کے لیے جینز نے ایک لڑکے jammes phipps کو Cow pon کے ذمہ دار بیکٹیریا کے ٹیکے لگائے لڑکا اس مرض میں مبتلا ہو گیا کیونکہ وہ بیکٹیریا Attenuated نہیں تھے تقریباً چھ ہفتوں کے بعد جینز نے Jannes کے بدن میں Small pon کے ذمہ دار بیکٹیریا کو انجیکٹ کیا لیکن وہ چیچک (Small pon) کے مرض میں مبتلا نہیں ہوا اور جینز کا تجربہ کامیاب رہا۔ اس کے بعد بہت سے لوگوں نے چیچک سے بچنے کے لیے۔ Cow pon کے ذمہ دار بیکٹیریا کے ٹیکے لگوائے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چیچک جیسے مہلک مرض سے محفوظ ہو گئے اپنے اس طریقہ علاج کو جینز نے ویکسی نیشن کا نام دیا اور یوں جینز وہ پہلا سائنسدان تھا۔ جس نے ویکسی نیشن کا طریقہ ایجاد کیا جیسا کہ میں پہلے بھی بتا چکی ہوں کہ ”ویکسین“ کا لفظ Vacca کے جراثیم لوگوں میں انجیکٹ کرتا تھا اس لحاظ سے اس کو ”ویکسین“ کا نام دیا اور یوں یہ عمل ”ویکسی نیشن“ کہلاتا ہے۔

اصل میں ہوتا یوں ہے کہ جب کسی بیماری کے جراثیم جسم میں داخل ہوتے ہیں تو جسم کا مدافعتی نظام فعال ہو جاتا ہے اور اس بیماری کے خلاف لڑنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے، یوں اگر کوئی اور بیکٹیریا جسم پر حملہ کرے تو چونکہ مدافعتی نظام پہلے ہی سے فعال ہو چکا ہوتا ہے، لہٰذا وہ با آسانی اس بیماری کے خلاف لڑ لیتا ہے بصورت دیگر اسے فعال ہونے میں کچھ وقت لگتا ہے جس کی وجہ سے انسانی جسم پہلے ہی ناکارہ ہونا شروع ہو جاتا ہے، آج کل جو ویکسین تیار کی جاتی ہے زیادہ وہ تر Attenuated بیکٹیریا کی ہوتی ہے۔ یوں جب یہ بیکٹیریا جسم میں داخل ہوتے ہیں تو جسم کے مدافعتی نظام کو سگنل مل جاتا ہے اور وہ Active ہو جاتا ہے یوں وہ اس بیماری کو جسم پر حملہ آور نہیں ہونے دیتے آج کل تیار کردہ ویکسین میں بیکٹیریا اسی بیماری کے بیکٹیریا ہوتے ہیں لیکن Attenuated ہوتے ہیں، چنانچہ جسم کو کوئی نقصان پہنچائے بغیر فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں۔

مظلوم وادی

کشمیر...... ہاں! وہی کشمیر جو کبھی جنت کا ٹکڑا تھا راحت اور امن کا گہوارا سبز گھاس سے لدے بلند و بالا پہاڑ قدم قدم پر میٹھے پانی کے چشمے اور لہلاتی فصلیں سر سبز و شاداب کھیت اور گھنے جنگلات برف سے ڈھکے گلیشیئرز کی آب و تاب آسمان کی بلندیوں کو چھوتی ہوئی سفید چوٹیاں گلاب کے پھولوں کی رنگینی اور دلکشی کلیوں کی معصومیت ریشم کی ملائمت سرو کی بلند قامتی شہد کی مٹھاس آفتاب کی تمازت (گرمی) اور ٹھنڈک شفق کی سرخی ستاروں کی چمک آبشاروں کا شور سمندروں کی خاموشی بلبل کے راگ کوئل کی پکار بہاروں کی رونق دریاؤں کی روانی پرندوں کی چہچہاہٹ...... درخت کی شاخ پر بیٹھی ننھی منی چڑیا دن بھر کی تھکاوٹ کے بعد رات کی خاموشی میں عجب سماں باندھ رہی ہوتی میں ہمیشہ کی طرح آج بھی اسی راستے سے گزرا جس کا میں برسوں سے واقف تھا لیکن آج ان مناظر کی کیفیت قدرے مختلف تھی۔

کیونکہ یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف کشمیر کو ہی عطا کر رکھی تھیں، کشمیر کی یہ صفات جنت کا سا سماں پیش کرتی تھیں خوبصورتی کی یہ کشش سیاحوں کو دور دراز سے کھینچ لاتی تھیں۔

لیکن ان بھارتی درندوں نے اس خوبصورت وادی کا حسن تباہ کر دیا ہے وہی میٹھے پانی کے چشمے خون کی بجائے خون اور آگ اگل رہے ہیں سفید چوٹیوں نے سرخ چادر اوڑھ رکھی ہے گنگناتی ہوئی وادیاں خاموش ہیں آبشاروں سے بہنے والا لہو غم بھری داستانیں سنا رہا ہے لہلاتی فصلوں کی جگہ بندوقیں لہرا رہی ہیں۔ سر سبز و شاداب کھیتوں اور گھنے جنگلات کی جگہ توپ خانوں نے ڈیرے جما لیے ہیں پھولوں اور کلیوں کا شباب بے پناہ تپش سے جھلس کر رہ گیا ہے چاند اپنی چاندی بکھیرنے کو ترستا ہے سورج کربلا کے بیتے دنوں کو یاد کر کے آنسو بہا رہا ہے دن طلوع ہونے سے خوف کھاتا ہے کہ کہیں آنے والی صبح مزید قربانیوں کا باعث نہ بنے بلبل خزاں کی رت کی طرح اداس و غمگین ہے۔ ہر شے اپنی رنگینی کھو چکی ہے کشمیری جوان وطنِ عزیز کی بقاء کی خاطر جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں آنے والی ہر صبح شہادتوں کی نوید دیتی ہے لمحہ لمحہ اترتی شہادتیں آ کر کب تک رائیگاں جاتی رہیں گی، نہیں ہرگز نہیں جانبازوں کی شہادتوں کا صلہ ملنے والا ہے کیونکہ قربانیوں کی بانہوں میں ملتی ہے آزادی شیر دل مجاہد جن کا ورثہ شجاعت اور دلیری ہے ان کی پیشانی سے بچپن میں ہی تکبیر کی شعاعیں پھوٹتی ہے۔

مصلحت کا لفظ ان کی لغت میں شامل ہی نہیں جب آنے والی ہر گولی مرد مومن بن کر سینے پر روکتے ہیں۔ یہ چمکتے ستارے وطن کی بدولت بھائی بہن ماں باپ سب کو چھوڑ آتے ہیں شہادت کو سعادت سمجھتے ہیں اپنے خون سے کشمیر کی آزادی کا پیغام لکھنا ان کا شیوہ ہے ان شہداء کے خون کی سرخی سے خطۂ پاک پر سبز رتوں کا نزول ہوگا یہ جوان بدر سے نینوا اور نینوا سے کشمیر تک پھوٹتی ہر روایت کے امین ہیں جان جان آفریں کے سپرد کرنا تو تسلیم کر لیتے ہیں لیکن پیچھے ہٹ کر اپنی شجاعت داغ دار کرنا نہیں جانتے، شہادت ہی ان کی حقیقی منزل ہے وہ بدر و احد کے شہداء کے کارواں میں شامل ہوں گے اے شہید و مبارک ہو تمھیں تم شہداء کے ساتھ اٹھائے جاؤ گے مقدس دھرتی کے رکھوالو تمھاری شہادتوں کا صلہ ملنے والا ہے سن لو اے ظالمو! ماؤں کے لختِ جگر چھیننے والو، اکلوتے بھائیوں کو بہنوں سے بچھڑنے پر مجبور کرنے والو، بوڑھے باپ کے کندھوں کا سہارا گرانے والو، بیویوں کے سہاگ جدا کرنے والو، پاک دھرتی کے رکھوالوں کا خون پینے والو، جبر اور ظلم و ستم کی انتہا کرنے والو، بس ایک ذرا صبر کر...... ظلم کے دن تھوڑے ہیں۔

خدا کے سامنے تو تمھیں جواب دہ ہونا ہی پڑے گا، میرے وطن کے باسیوں ان برستی آنکھوں نے...... رکتی سانسوں نے...... سسکتی بہنوں نے...... تڑپتی ماؤں نے...... اجڑتی بیٹیوں نے...... کرب کی چیخوں نے...... دکھ تکلیفوں نے...... بکھری لاشوں نے...... بڑھتی قبروں نے...... مٹتی نسلوں نے...... ہم سے یہ پوچھا ہے کہ تم کب جانو گے کہ ہم نے تم سے ملنے کے لیے قربان کی ہیں اپنی امیدوں، خواہشوں کو امنگوں، آرزوؤں کو، ماں کے خوابوں کو، باپ کے ارمانوں کو، بوڑھوں بچوں کو، بیٹے بھائیوں کو، قیمتی جانوں کو، معصوم آہوں کو سکون کے لمحوں کو عید کے دنوں کو روشن صبحوں کو ٹھنڈی شاموں کو کہ شاید تم اب کے برس سوچو اور دیکھو ان خاموش وادیوں پر خون کی ندیوں پر سنسان گلیوں پر ویران گھروں پر کہیں کسی کی آنکھ سے دکھ اور ہمدردی کا کوئی آنسو ہی ٹپکے۔

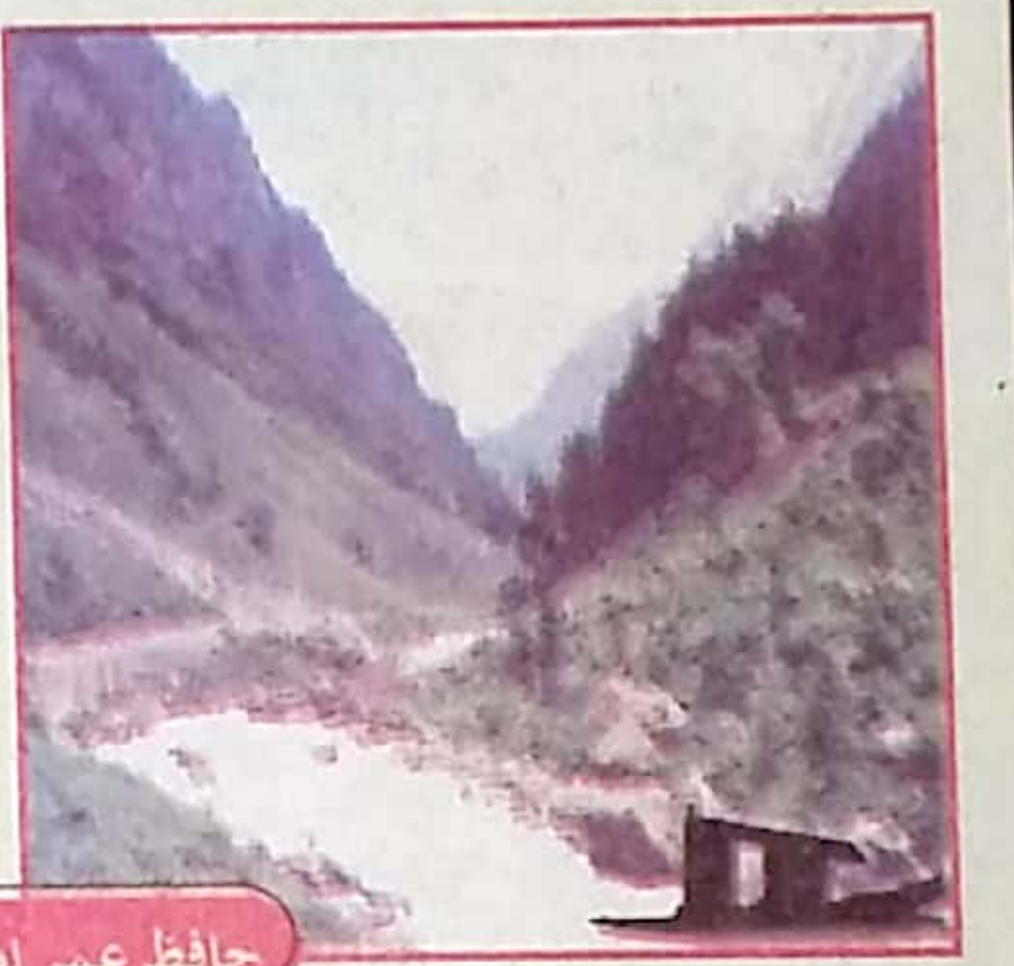

حافظ عمر امین...... گوندلانوالہ

بادشاہ کی پرہیزگاری

کسی زمانے میں شاہ مظفر بن سلطان محمود گجرات کے حاکم تھے وہ تقویٰ اور پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے اور کبھی بھی شریعت کے احکامات کی خلاف ورزی نہ کرتے تھے، یہی وجہ تھی کہ انھوں نے جلد ہی اپنی رعایا کے دل میں گھر کر لیا تھا۔

اس زمانے میں جنگ کے لیے گھوڑے استعمال ہوتے تھے، شاہ ظفر نے بھی ایک گھوڑا پال رکھا تھا اور وہ اسے اولاد کی طرح پیار کرتا تھا گھوڑا بھی آگے سے وفاداری دکھاتا تھا۔ یہ سانولے رنگ کا گھوڑا سارا دن جنگ کے میدان میں اپنے مالک کے ساتھ رہتا تھا۔

یہ ایک اعلیٰ نسل کا گھوڑا تھا اور عربی نسل کے گھوڑوں کو بھی مات دیتا تھا۔ یہ پہاڑی علاقوں میں بھی بڑی پھرتی دکھاتا ہے، غرض یہ تیز گام گھوڑا ہر لحاظ سے بے عیب تھا۔

اچانک ایک دن یہ گھوڑا بیمار ہو گیا اس کے پیٹ میں درد اٹھا اور وہ تڑپنے لگا، بادشاہ نے فوراً اس زمانے کے مشہور حکیموں کو بلوایا۔ حکیموں کو کوئی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ انھوں نے اس گھوڑے کو شراب پلا دی، گھوڑا پہلے کی طرح پرسکون اور تندرست ہو گیا، لیکن بادشاہ نے عمر بھر اس تیز ترار گھوڑے پر سواری نہ کی۔ بظاہر شراب تو دوا کے طور پر دی گئی تھی، پھر بھی شاہ مظفر کے نزدیک اس کا لاڈلا گھوڑا اعتبار کے قابل نہ رہا تھا کیونکہ اس کے پیٹ میں حرام چیز داخل کر دی گئی تھی، لیکن یہاں ایمان اور تقویٰ کا تقاضا تھا۔

اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ ہر معاملے میں احتیاط برتیں اور حلال و حرام میں تمیز رکھیں کیونکہ اسی میں ہماری کامیابی کا راز پوشیدہ ہے اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ حرام کھانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

[بحوالہ: رفیق خاور کی نظم "شان تقویٰ" کی تشریح]

وقاص احمد...... ستیانہ بنگلہ

احوال الاطفال

محمد الیاس حامد

اُسرائیلی فوجوں کا فلسطینی بچوں پر ظلم

حالیہ حملوں میں اسرائیلی جنگی طیاروں کی بمباری سے درجنوں فلسطینی بچے شہید ہو گئے جب طیاروں نے فلسطینی گھروں پر فضائی حملے کیے۔

صرف جولائی کے مہینے میں 36 بچے شہید ہوئے جس وقت اسرائیلی فوجوں نے اپنے ایک ساتھی کی رہائی کے لیے فلسطینی مجاہدین کے ٹھکانوں پر حملے کیے۔ 2005ء میں 52 بچے شہید ہوئے دوسرے انتفاضہ کے آغاز سے لے کر اب تک 3000 بچے اور ان کے خاندان اسرائیلی فرعونیت سے متاثر ہوئے ہیں یہ سلسلہ اس وقت سے جاری ہے جب سے فلسطینی اپنی سرزمین کی آزادی کے لیے قربانیاں پیش کر رہے ہیں اور روزانہ کتنے ہی معصوم اور پھولوں جیسے بچے ان کے توسیع پسندانہ اور ظلم و زیادتی پر مبنی اقدام کا شکار ہیں۔

بھارتی مسلمان بچے اور تعلیمی مسئلہ:

بھارت جو کہ ایک ایسا ملک ہے جہاں کئی قومیں اور مذہب آباد ہیں تعلیمی سلسلے میں صرف ہندو طبقے کے بچوں کے لیے سہولیات ہیں، سرکاری اداروں میں ہندوازم پر مبنی تعلیم اور نصاب کا غلبہ ہے اور دیگر مذاہب جیسے مسلمان، عیسائی وغیرہ کو بھی ان نظریات کو جبراً پڑھایا جاتا ہے۔ مسلم اکثریتی علاقوں میں سکولوں کی شدید کمی ہے اور جو سکول میسر ہیں ان میں سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ جو مسلم والدین اپنے بچوں کو جدید تعلیم دلوانا چاہتے ہیں ان کے لیے شدید مشکلات ہیں وہ اپنے مذہب اور دین کے مطابق بچوں کی صحیح تربیت کرنے میں پریشان ہیں کیونکہ جبری نصاب صرف ہندوازم کو فروغ دیتا ہے۔ بچوں کو ہندوؤں کا ترانہ بندے ماترم پڑھنا ضروری ہوتا ہے یہ ترانہ اسلامی تعلیمات اور عقیدہ توحید کے بالکل برعکس ہے۔

اٹلی میں عربی سکول دوبارہ کھل گیا:

ہفتوں کی بحث مباحثے کے بعد ''نقیب محفوظ سکول'' دوبارہ کھل گیا یہ سکول اٹلی کے مقام ملان میں واقع ہے۔ 130 مصری طالب علم پہلے دن ہی سکول پہنچ گئے حالانکہ ایک مقامی تنظیم نے اس دن ہڑتال بھی کر رکھی تھی، ملان کے میئر ''لیتیزیا موراٹی'' نے اس سکول کو اس وجہ سے بند کروا دیا تھا کہ ہمارے معاشرے میں ایک ایسا سکول جو ہمارے معاشرے سے مطابقت نہیں رکھتا مناسب نہیں اور مقامی حکومت کی اتھارٹی بھی اس سکول کو حاصل نہیں۔

ہفتوں کی بحث مباحثے کے بعد سکول کو دوبارہ کھولنا پڑا کیونکہ سکول بند کرنے کی کوئی اہم اور خاص وجہ نہیں تھی سوائے اس کے کہ یہ ایک اسلامی نظریات کا حامل سکول ہے اور یہاں جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ ہفتے میں دو گھنٹے قرآن پاک کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

سکول کے ڈائریکٹر کا کہنا تھا کہ شہری آزادی کی بنا پر ایک سکول اس علاقے میں مسلم کمیونٹی کا بھی ہونا چاہیے۔ اس سکول کا وجود عین شخصی اور مذہبی آزادی کے مطابق ہے اور اس سے کسی دوسرے طبقے کو کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہیے۔

علم دوست

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نافع بن حارث کو مکہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ عسفان کے مقام پر نافع رضی اللہ عنہ کی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ امیر المومنین نے ان سے پوچھا:

''تم اہل وادی پر کس کو اپنا جانشین مقرر کر کے آئے ہو؟''

انھوں نے کہا: ''ابن ابزیٰ (سیدنا عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ) کو۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''ابن ابزیٰ کون ہے؟''

نافع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''ہمارے غلاموں سے ایک شخص ہے۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا تو نے ایک غلام کو امیر مقرر کر دیا؟''

نافع رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''جی ہاں! اس لیے کہ وہ کتاب اللہ کا سب سے بڑا قاری اور علم الفرائض کا سب سے بڑا عالم ہے۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر خوش ہو گئے فرمایا:

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ ہی تو فرمایا تھا کہ اللہ اس کتاب کے ذریعے کچھ لوگوں کو اوپر اٹھائے گا اور دوسروں کو اس کی وجہ سے نیچے گرائے گا۔''

ثاقب شفیق ... بہاولنگر

عراقی بچوں کی آبادکاری:

شیخ خلیفہ بن زید النہیان نے اس فیصلے کا اعلان کیا وہ کم از کم ان 100 بچوں کو دوبارہ زندگی کے روزمرہ معمولات میں لانے کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں جو عراقی جنگ میں جسمانی یا ذہنی طور پر مفلوج ہوئے ہیں صدرتی امور کی وزارت کی طرف سے یہ بھی اعلان کیا گیا کہ اگلے ہفتے 70 عراقی بچے اور ان کے والدین ابو ظہبی پہنچ جائیں گے۔ ان بچوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو بلڈ کینسر اور جلد کی دوسری بیماریوں کا شکار ہیں جو کہ عراقیوں پر کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال کی وجہ سے پھیلیں۔

رپورٹ کے مطابق 3 لاکھ بچے پیدائشی طور پر خطرناک بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں ان میں سے اکثر ایسے ہیں جنھیں علاج معالجے اور دیگر طبی سہولیات میسر نہیں اس وجہ سے ان کی بیماری خطرناک صورتحال اختیار کر جاتی ہے جو کہ بعد میں موت کا باعث بنتی ہے۔

میں مسلمان کیوں ہوا

مجھے اسلام قبول کیے 12 سال ہو چکے ہیں۔

میں دس سال کا تھا جب میری سوچ نے کام کرنا شروع کیا میں چھوٹی عمر میں ہی بڑے مسائل پر سوچنے لگا تھا میرے والدین نے مجھے جرمن پروٹسٹنٹ طریقے کے مطابق کلیسا میں داخل کروایا۔ میں نے پادری سے تثلیث یعنی تین خداؤں خدا، بیٹا اور روح القدس کی تشریح سنی کہ یہ تین بھی ہیں اور ایک بھی۔ معمولی ذہانت رکھنے والا بچہ بھی جانتا اور سمجھتا ہے کہ ایک تین نہیں ہو سکتے اور تین کو ایک نہیں مانا جا سکتا میرے دل نے کہا کہ یہ الہامی بات نہیں ہو سکتی، کسی آدمی نے یہ عقیدہ اپنے پاس سے بنایا ہے۔ پادری صاحب نے بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے سولی چڑھ کر کفارہ یعنی قربانی دی تا کہ ان کے سب پیروکار نجات حاصل کریں۔

میں نے جب پادری سے اس بات کو سمجھنے کی کوشش کی تو اس نے سمجھانے کی بجائے غضبناک ہو کر کہا کہ ''تو خدا کے وجود کا قائل نہیں۔''

میں سمجھ گیا کہ پادری پیٹ کا بندہ ہے اس کو خدا اور دین سے کوئی واسطہ نہیں بالآخر میں نے از خود بائبل کا مطالعہ شروع کیا۔ انجیل و تورات کے بعد میں نے بدھ مت کی کتابیں پڑھیں۔ اس وقت تک میں اسلام سے بالکل واقف نہ تھا۔ میری انتہائی خواہش تھی کہ میں کسی طرح تخلیق کائنات کی حقیقت سمجھ سکوں۔ انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ انسانی زندگی کا مقصد...... حیوانی زندگی سے بہت اعلیٰ و ارفع ہونا چاہیے۔ نیز انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے آخر کس لیے پیدا کیا؟

میں دو برس تک رات دن مطالعہ کرتا رہا۔ چوبیس گھنٹہ میں مشکل سے دو گھنٹے سوتا تھا۔ نیند اڑانے کے لیے تیز دوائیں کھائیں، اپنی آنکھوں کے پپوٹوں میں دیا سلائی اس طرح پھنسائی کہ آنکھیں بند نہ ہوں۔ اس طرح میری صحت بھی خراب ہو گئی اور مجھے کچھ حاصل بھی نہ ہوا۔

جب میں نے اپنی قوت ارادی سے کام لینا چھوڑ دیا تو رحمتِ ربی نے میری دستگیری اور رہنمائی کی۔

میں ایک جرمن جہاز ران کی رپورٹ پڑھ رہا تھا جسے مشرقِ وسطیٰ کے اکثر ممالک دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ جرمن جہاز ران نے اپنی معلومات کا سکہ بٹھانے کے لیے سورۃ اخلاص کا متن اور ترجمہ بھی لکھ دیا تھا۔ اس کے جرمن ترجمہ پر جب میری نظر پڑی تو میں حقیقت کو اس طرح سامنے پا کر دنگ رہ گیا۔ لکھا تھا:

''اے پیغمبر کہہ دو اللہ صرف ایک ہے، نہ اللہ کو کسی نے جنا ہے، نہ اللہ ہی نے کسی کو جنا ہے، اس دنیا میں اس کی کوئی مثل ہی نہیں۔''

میں نے زندگی میں پہلی بار پڑھا کہ نہ اللہ کو کسی نے پیدا کیا اور نہ ہی اللہ کا اپنا کوئی بیٹا ہے۔ یہ آیت پوری طرح میری سمجھ میں آ گئی۔ لیکن مجھے اسلام اور اس کی تعلیمات کا کوئی علم نہ تھا۔ اس لیے میں نے کسی قریبی اسلامی ملک میں جا کر مسلمانوں کے مذہب اور دین کی معلومات حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔ شاید مجھے وہ سچا مذہب مل جائے جس کی مجھے پچیس سال سے تلاش ہے۔

میں ایک غریب آدمی ہوں، اس لیے جرمنی سے استنبول تک میں نے سائیکل پر سفر کیا۔ میں استنبول پہنچا اور قرآن شریف کو اس خیال سے پڑھنا شروع کیا کہ بائبل، تورات، زبور اور اناجیل کی جس طرح غلطیاں تلاش کرتا رہا ہوں، اسی طرح اس کتاب کی غلطیاں ڈھونڈوں گا۔ لیکن جوں جوں اس کی تلاوت اور مطالعہ سے مستفید ہوتا گیا، میرے ایمان میں اضافہ ہوتا گیا کہ یہی وہ آخری اور سچی ہدایت ہے جس کی مجھے تلاش تھی اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ میں ۱۹۵۴ء میں استنبول میں ہی مسلمان ہو گیا۔ الحمد للہ مجھے اسلام کی دولت نصیب ہو گئی۔ راوی: ڈاکٹر عبداللہ علاؤ الدین۔

[عبدالغنی فاروق از ''ہم کیوں مسلمان ہوئے'' سے اقتباس]

سدرہ عنبرین ...... سرگودھا

معلوماتِ کشمیر

- ماہرین ارضیات کی تحقیق کے مطابق کشمیر کا علاقہ ۱۰ کروڑ سال قبل وجود میں آیا۔
- کشمیر میں پہلی باقاعدہ حکومت 6 ہزار سال قبل قائم ہوئی۔
- دنیا کا مشہور سیاح مارکو پولو 1277ء میں کشمیر آیا۔
- ریاست جموں و کشمیر کا رقبہ 84471 مربع میل ہے۔
- دنیا میں بہترین یاقوت، زمرد اور ہیرا کشمیر میں پایا جاتا ہے۔
- کشمیر میں 44 دریا بہتے ہیں۔
- کشمیر کی سب سے بڑی جھیل وولر ہے۔
- کشمیر کا ترانہ 1886ء میں امجد علی اشہری نے لکھا۔
- تتہ پانی مشہور سیاحتی مقام ہے یہ آزاد کشمیر کے ضلع کوٹلی میں واقع ہے۔
- بنجوسہ آزاد کشمیر کا مشہور مقام ہے یہ سطح سمندر سے 1981 میٹر بلندی پر ہے۔
- مدینۃ المساجد آزاد کشمیر کے شہر کوٹلی کو کہا جاتا ہے۔

حبیبہ ابوبکر...... موڑ کھنڈا

اقوال زریں

۱۔ اللہ کا خوف ہی سب سے بڑی دانائی ہے۔
۲۔ حرص سے روزی میں اضافہ نہیں ہوتا، مگر آدمی کی قدر کم ہو جاتی ہے۔
۳۔ جس بات سے دوسروں کو روکتے ہو وہ خود بھی نہ کرو۔
۴۔ ادب بہترین کمال اور صدقہ بہترین عبادت ہے۔
۵۔ عقل مند وہ ہے جو ہر کام میں میانہ روی اختیار کرے۔
۶۔ ہنر انسان کا بہترین دوست ہے۔

عمر فیاض ...... بہاولپور

انگور

انگور ایک مشہور پھل ہے تازہ کو انگور اور خشک کو میوہ کہتے ہیں یہ ایران، افغانستان اور پاکستان کے شمالی علاقوں میں پایا جاتا ہے، یہ غذائی اعتبار سے انتہائی مفید اس میں شکر کی مقدار 18 فیصد ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس میں وٹامن، گلوکوز، فاسفورس، فولاد، کیلشیم کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے مندرجہ ذیل فوائد ہیں اور یہ تقریباً ہر لحاظ سے بہت مفید ہے۔

انگور کے پانی کو گرم کر کے اس میں انجیر میتھی اور شہد ملا کر کھانے سے پرانی کھانسی ختم ہو جاتی ہے اور سینے سے بلغم باہر نکل آتی ہے۔

خشک انگور یعنی میوہ کو اگر پانی میں ابال کر استعمال کیا جائے تو پیشاب زیادہ آتا ہے۔ اس لیے گردے سے پتھری نکالنے میں مدد کرتا ہے۔

یہ دل کی کمزوری کے لیے بہت مفید ہے اگر میوہ کو پانی میں بھگو کر استعمال کیا جائے تو دل کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔

انگور کی تاثیر ٹھنڈی ہوتی ہے اس لیے یہ پیاس کو دور کرتا ہے، بخار کی شدت کو کم کرتا ہے۔

انگور معدہ کو قوت دیتا ہے جس کی وجہ سے جسم فربہ ہوتا ہے اعصاب مضبوط کرتا ہے اور چہرے کی رنگت کو نکھارتا ہے۔ چونکہ میوہ گرم ہوتا ہے اس لیے یہ تپ دق، نزلہ، زکام میں بہت فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔

فریال گوہر ...... چک اگو

ویکسی نیشن

ایک مشہور مقولہ ہے کہ:
''تندرستی ہزار نعمت ہے۔''
درحقیقت صحت مند انسان بھی زندگی کے سفر میں کامیاب رہتا ہے، لیکن جب بھی جسم کے اندر بگاڑ پیدا ہو جائے تو اسے بیماری کا نام دیا جاتا ہے۔ تندرستی اور بیماری دونوں انسانی زندگی کا حصہ ہیں ہر انسان کبھی نہ کبھی بیمار ضرور ہوتا ہے، چاہے وہ بیماری نزلہ، زکام ہی کیوں نہ ہو۔ ان بیماریوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے مختلف ادویات استعمال کی جاتی ہیں، جبکہ کچھ بیماریاں نہایت خطرناک ہوتی

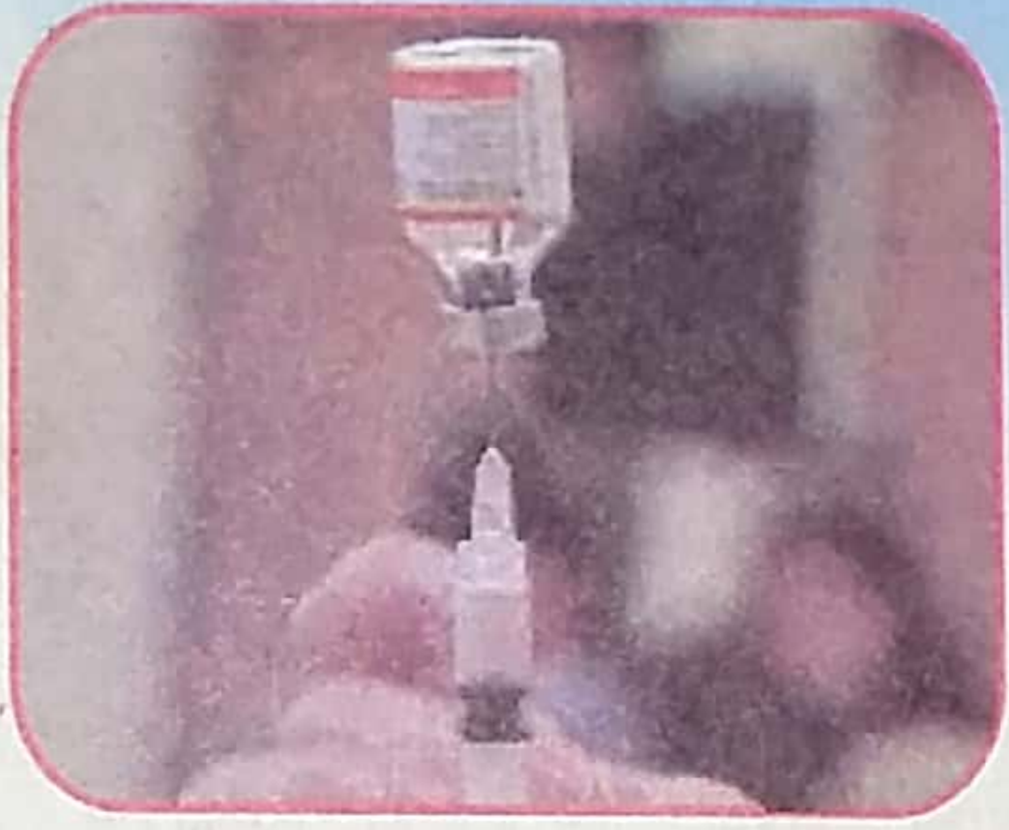

ہیں، اگر ان میں سے کوئی بیماری کبھی انسان کو لاحق ہو جائے تو پھر وہ کبھی بھی ممکن طور پر صحت یاب نہیں ہو پاتا چنانچہ ان بیماریوں سے بچنے کے لیے قبل از وقت ہی ان کا علاج کر دیا جاتا ہے تا کہ اگر کبھی کوئی بیماری ان پر حملہ آور ہو تو ان کا جسم پہلے ہی سے اس کے لیے تیار ہو ان کے علاج کے مختلف طریقہ کار ہیں۔ مثلاً ویکسی نیشن (Vaccination) اینٹی سیپسز (Antisepsis)، کیموتھراپی (Chamotherapy) اور پبلک ہیلتھ میرز (Public health measures) وغیرہ۔

ان طریقہ ہائے علاج میں آپ نے ''ویکسی نیشن'' کا نام تو عام سنا ہوگا۔ عام طور پر بچے کی پیدائش کے کچھ دن بعد ہی اسے پولیو، خسرہ وغیرہ جیسی مہلک بیماریوں کے خلاف ''ویکسین'' کروائی جاتی ہے۔ آج میں آپ کو یہ بتاؤں گی کہ درحقیقت ''ویکسی نیشن'' ہے کیا؟ اس طریقہ کار کا مؤجد کون تھا؟ اور یہ طریقہ علاج کس طرح وجود میں آیا۔

دراصل ویکسی نیشن ایک لاطینی لفظ ہے جو کہ Vacca سے نکلا ہے، جس کے معنی ''گائے'' (Cow) کے ہیں۔

لوئس پاسچر کو تو آپ سب جانتے ہی ہوں گے لوئس پاسچر دنیائے طب کا ایک مایہ ناز سائنسدان تھا جس نے اس میدان میں بہت نام پیدا کیا۔ پاسچر کے زیادہ تجربات ''جانداروں'' کے متعلق تھے جن میں سے چند ایک کا مقصد مندرجہ ذیل سوالوں کا جواب تلاش کرنا تھا۔

① بیماری کیوں اور کیسے پھیلتی ہے۔
② ان بیماریوں سے بچنے کا طریقہ کار کیا ہے۔

چنانچہ 1880ء میں بھی پاسچر اسی طرح کے تجربات میں مصروف تھا ان دنوں Chicken Colera کی بیماری نہایت عام تھی Chicken Colera مرغیوں کی ایسی بیماری ہے جس میں مبتلا ہونے کے کچھ عرصہ بعد ہی ان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

پاسچر نے مشاہدہ کرنا شروع کیا کہ آخر یہ بیماری پیدا کیسے ہوئی ہے۔ جلد ہی اسے معلوم ہو گیا کہ اس بیماری کا ذمہ دار ایک بیکٹیریا ہے۔ اپنی اس تحقیق کا پختہ یقین کرنے کے لیے پاسچر نے اس ''بیکٹیریا'' کو تجربہ گاہ میں پروان چڑھایا اور اس پر متعدد تجربات کے لیے اور ایک

حفصہ افضال گجرات

دفعہ پھر کامیاب رہا۔

اپنی ایجاد کو لوگوں میں متعارف کروانے کے لیے پاسچر نے ایک تقریب کا انعقاد کیا جس میں اس نے مختلف لوگوں کو مدعو کیا۔

اس تقریب میں اس نے صحت مند مرغوں کو Chicken Colera کے ذمہ دار بیکٹیریا کے انجکشن لگائے اسے پختہ یقین تھا کہ مرغیاں Chicken Colera کے مرض میں مبتلا ہو کر مر جائیں گی لیکن اس وقت اسے سخت مایوسی ہوئی۔ جب کافی انتظار کے بعد بھی مرغیوں میں نہ ہی تو کسی قسم کی بیماری نے جنم لیا اور نہ ہی وہ مریں جس کی وجہ سے اسے کافی مذاق کا نشانہ بننا پڑا۔

لوگوں سے معذرت کے بعد اس نے اپنے تیار کردہ Chemical کو بار بار چیک کرنا شروع کیا کافی عرصہ غور وفکر کرنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ بیکٹیریا کافی عرصہ تک پڑے رہیں تو وہ لاغر ہو جاتے ہیں اور بیماری پیدا کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھتے ہیں اور جسم میں قوتِ مدافعت پیدا کر دیتے ہیں، جس کی وجہ سے جسم بیماری سے محفوظ رہتا ہے۔ پاسچر کے سابقہ تجربے میں بھی چونکہ بیکٹیریا کافی دیر تک پڑے رہے تو لحاظ بیماری پیدا کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھے۔

چنانچہ پاسچر نے اگلے تجربات Anthrax سے بچنے کے لیے کیے۔ (Anthrax سے مراد ایسا مرض ہے۔

باقی صفحہ 11 پر

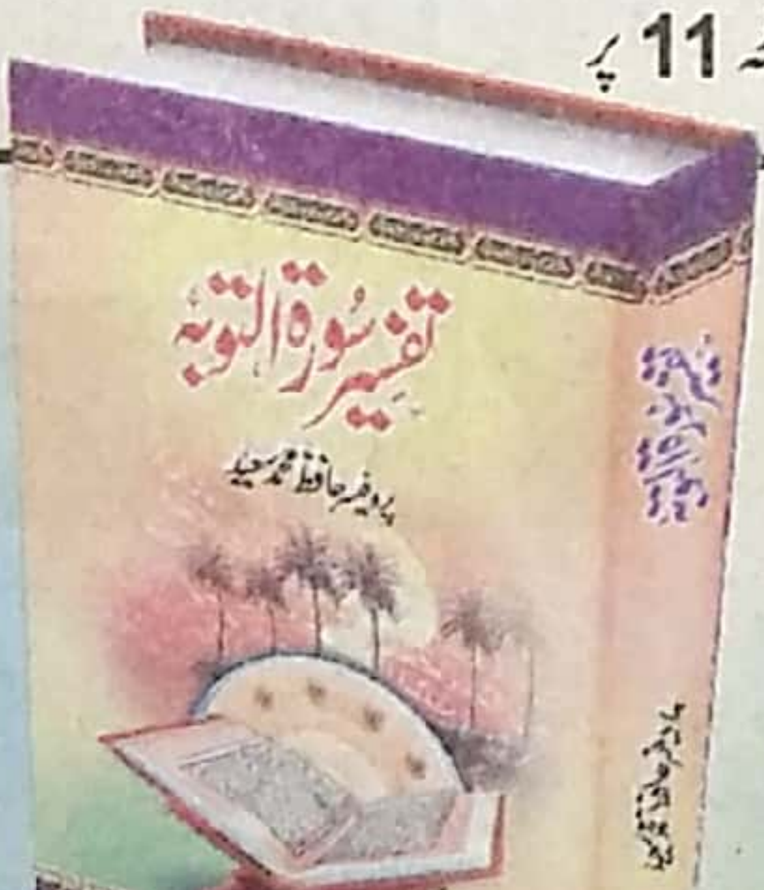

امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان
محترم پروفیسر حافظ محمد سعید
کے قلم سے
تفسیر سورۃ التوبہ

خود پڑھیے اور احباب کو تحفہ دیجیے

فضیلۃ الشیخ
حافظ عبدالسلام بن محمد
کے قلم سے
ترجمۃ القرآن الکریم

Ph:042-7230549
Fax:042-7242639
Mob:0301-4 280957
دارالاندلس جامع مسجد القادسیہ 4۔ لیک روڈ چوبرجی لاہور

فرضی قصے کہانیوں اور بھونڈے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین
لاھور پاکستان
پندرہ روزہ
ننھّے مُجاھد
59
21 ذوالحجہ 1427ھ 12 جنوری 2007ء
آبِ شفاء
اطاعت و قُربانی
زرِ تعاون 3 روپے

فرمانِ الٰہی

اللہ پر بھروسہ

''اگر اللہ تعالیٰ تمھاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور وہ تمھیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمھاری مدد کرے......؟ ایمان والوں کو اللہ پر ہی بھروسہ رکھنا چاہیے۔'' (آل عمران: ۳/۱۶۰)

انتخاب: ابو منذر شہید ...... کھاریاں

حدیثِ نبوی

دو چیزوں میں رشک

پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

''دو چیزوں کے علاوہ رشک جائز نہیں، ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے حفظ قرآن کی توفیق دی تو وہ رات کی گھڑیوں اور دن کی ساعتوں میں اس کے ساتھ قیام کرتا ہے، اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا تو وہ اسے دن اور رات کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

انتخاب: مہک جاوید

ربنا

برے وسوسوں سے بچنے کی دعا

﴿ رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ۝ وَ اَعُوْذُبِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴾ [المومنون: ۹۷، ۹۸]

''اے پروردگار! ان شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے پروردگار! اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آ موجود ہوں۔''

عمران احمد سجانی ...... شاہکوٹ نو

گلدستہ احادیث

① علم اللہ کی رضامندی کے لیے سیکھنا چاہیے۔ (جو) شخص اسے دنیا حاصل کرنے کے لیے سیکھے تو (وہ) جنت کی خوشبو نہ پا سکے گا۔ (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

② اگر دنیا کی حیثیت اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کافروں کو ایک گھونٹ پانی کا نہ دیتے۔ (ترمذی)

③ جنت میں چغل خور داخل نہ ہوگا۔ (متفق علیہ)

④ جس نے تعویذ باندھا اللہ اس کو کامیاب نہ کرے اور جس نے منکے باندھے اللہ تعالیٰ اسے سکون نصیب نہ کرے۔ (احمد)

⑤ اگر تم میں سے کوئی شخص کسی انگارے پر بیٹھے اور وہ انگارہ اس کے کپڑوں کو جلا دے پھر اس کے بدن کو جا لگے تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ کسی قبر پر (مجاور بن کر) بیٹھے۔ (مسلم)

محمد فیصل رفیق ...... چونیاں

ضروری بات

پیارے بچو------! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ہم کچھ آپس کی باتیں کرتے ہیں، کچھ میں کہتا ہوں اور کچھ آپ سنائیں، بلکہ آپ تو اکثر سناتے ہی رہتے ہیں، مجھے ہی کچھ کہنے کا موقعہ نہیں ملتا۔

ہر روز آپ کی طرف سے ملنے والے سینکڑوں خطوط میں جو کچھ آپ لکھتے ہیں میں پڑھتا ہوں آپ ہزاروں لکھنے والے ہیں اور میں اکیلا پڑھنے والا، گویا کہ ایک انسان ہے، جسے ہزاروں آوازیں سننا پڑتی ہیں اور جو کچھ آپ خطوط میں لکھتے ہیں وہ تو آپ خوب جانتے ہیں، اس لیے میں کچھ نہیں کہتا بعض خطوط تو جوں کے توں ''آپ کے خطوط'' میں شائع ہوتے ہی ہیں اور ان میں جو کچھ میرے لیے لکھا ہوتا ہے وہ تو آپ بھی پڑھتے ہوں گے، یہ کڑوا کسیلا وہ کچھ ہوتا ہے جسے آپ کہہ سکتے ہیں کہ قابل اشاعت ہے ورنہ جو نا قابل اشاعت ہوتا ہے اسے صرف میں پڑھتا ہوں اور سہتا ہوں اور وہ کچھ ہوتا بھی اتنا سخت کہ میں آپ سے شیئر کرنے سے بھی قاصر ہوں۔ تحریریں، خطوط نہ شائع ہونے پر ''ننھے مجاہدوں'' کے غصے بھرے خط پڑھ کر یوں لگتا ہے، جیسے سینکڑوں بچے مجھ سے ناراض ہیں، ایسے میں سوچتا ہوں کہ کیا کروں؟ اگر غیر معیاری، نقل شدہ اور من گھڑت قصے کہانیاں شائع کرتا ہوں تو ''ننھے مجاہد'' کے معیار کا مسئلہ پیش آتا ہے اگر ہر آنے والی تحریر شائع کر دی جائے تو پھر آپ ہی بتائیے کہ ''ننھے مجاہد'' کا معیار کیسے اچھا ہوگا پھر تو ہمارا پیارا میگزین آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے جانے لگے گا۔ کوئی بھی اسے پڑھنے کے لیے تیار نہ ہوگا اور ہر کوئی یہی کہے گا کہ اس میں تو معیاری تحریریں ہی نہیں ہوتی؟ اور اگر صرف اچھی اور عمدہ تحریریں ہی شائع ہوں تو بہت سے ''ننھے مجاہد'' اپنی تحریر نہ شائع کرنے پر ناراض ہوتے ہیں اور اسی ناراضی میں غصہ بھرے خط لکھ ڈالتے ہیں جنھیں پڑھ کر افسوس ہوتا ہے اور...... ارے! میں تو لگے ہاتھوں اپنی ہی سنائے جا رہا ہوں حالانکہ کچھ آپ کی بھی سننا تھیں، لیکن اب تو ''ضروری بات'' کے لیے مخصوص جگہ بھی ختم ہو رہی ہے تو پھر آپ کی کیسے سنیں۔ یوں کریں آپ اپنے کالم ''آپ کے خطوط'' میں بتائیں کہ ''آخر میں کیا کروں، ہزاروں خطوط میں آنے والی ہر تحریریں شائع کرتا چلا جاؤں یا پھر عمدہ اور بہترین کہانیوں کا انتخاب کروں؟'' بات آپ کی...... مسئلہ آپ کا ہے...... اور ''ننھے مجاہد'' بھی آپ کا...... پھر فیصلہ بھی آپ ہی کریں کہ آخر مجھے کیا کرنا ہے ہاں جاتے جاتے اور سنیں ''ننھے مجاہد'' کی پوری ٹیم کی طرف سے عید کی ڈھیروں مبارکبادیں، اللہ کرے آپ سب اس روز کی طرح ہر روز خوش رہیں۔ آمین والسلام

آپکا بھائی

عبدالوارث ساجد

اظہارِ تعزیت

''ننھے مجاہد'' کے دیرینہ ساتھی اور ٹائٹل ڈیزائنر ضیاء الرحمٰن بھائی کے چاچاجان اور محترم طاہر نقاش صاحب کے ماموں سسر گزشتہ دنوں علالت کے بعد وفات پا گئے ہیں۔

انا للہ و انا الیہ رجعون

ادارہ دونوں بھائیوں کے غم میں برابر کا شریک ہے اور قارئین ''ننھے مجاہد'' سے دعا کی التماس ہے کہ اللہ تعالیٰ فوت شدہ کو اپنی رحمت سے جنت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

ادارہ

خط وکتابت کیلئے

ہفت روزہ غزوہ

4 لیک روڈ چوبرجی لاہور

فون 7314531 فیکس 042-7117551

ننھے مجاہد

خلیفہ سے مُلاقات

مرسلہ: ثمریہ سعدیہ...... چونیاں

ایک عمر رسیدہ کمزور بڑھیا کی خواہش بھی تھی اور ساتھ ہی کوئی ضرورت بھی کہ خلیفہ وقت سے ملاقات ہو، اس کا دیدار ہو، اس سے کوئی بات ہو۔

بڑھیا نے بادشاہوں اور شہنشاہوں کے رعب دبدبے، شان وشوکت، جاہ وجلال اور ٹھاٹھ باٹھ کے بڑے قصے سن رکھے تھے، خلیفہ وقت کو دیکھنے کا اشتیاق اسے دارالخلافہ تک لے آیا اور آخر کار وہ بستی میں پہنچ گئی، جہاں خلیفۃ المسلمین کی رہائش تھی، پوچھتے پوچھتے اسے معلوم ہو ہی گیا کہ وہ سامنے والا مکان امیر المومنین کا ہے، اسے یقین نہیں آیا کہ اتنا سادہ، عام گھر بھی کسی حکمران کا ہوسکتا ہے، گلی سے گزرنے والوں سے ایک بار پھر تصدیق کی۔

دروازے پر پہنچی تو کوئی محافظ اور نہ دربان، ایسے کچے، پکے مکان پر کوئی دربان کرتا بھی کیا، ضرور لوگوں نے مجھ سے مذاق کیا ہے۔ لوگ بوڑھوں اور مخبوط الحواس انسانوں سے ایسا ہی مذاق کرتے ہیں، بڑھیا نے سوچا، اگر یہ مذاق ہے تو بھی کیا۔ دروازے پر دربان تو ہے نہیں چلو اندر چل کر دیکھ لیتے ہیں، عمر رسیدہ عورت ہوں، کسی کے گھر میں داخل ہو بھی گئی تو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ زیادہ سے زیادہ معافی مانگنی پڑے گی، وہ بھی کرلیں گے۔

بڑھیا، ڈرتی، جھجھکتی، تاک جھانک کرتی گھر میں داخل ہوئی، گھر کا جو ظاہر تھا، وہی باطن بھی نظر آیا، ایک جھلک میں وہ اجاڑ ویران اور بے سروسامان دکھائی دیا، لیکن دوسری نظر میں بنیادی ضرورت کی اکثر اشیا موجود پائیں، سامنے کھلے صحن میں بالکل سادہ لباس میں ایک خاتون نظر آئی ، انھوں نے بڑھیا کو گھر میں داخل ہوتے دیکھا تو پہلے سلام کیا اور پھر ایک تخت کی گرد جھاڑ کر اس پر بیٹھنے کو کہا، بڑھیا نے ابتدائی رسمی کلمات کے بعد گھر کی مالکہ کے بارے میں دریافت کیا، جواب ملا:

''اس خادمہ ہی کو چاہیں تو مالکہ سمجھ لیں۔''

بڑھیا نے مزید حیران ہوکر پوچھا:

''اچھا!... یہ تو بتاؤ کہ یہ گھر اجاڑ اور ویران سا کیوں ہے؟''

خاتون خانہ نے نہایت عجز وانکساری اور خندہ پیشانی سے کہا:

''اماں صرف اس لیے کہ اس مکان کا مکیں دوسرے گھروں کو اجڑنے سے بچانے میں لگا رہتا ہے۔''

ابھی ان دونوں کی باتیں جاری تھیں کہ ایک شخص نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی اور کھنکھارتا ہوا گھر میں داخل ہوگیا، اس نے ایک اچٹتی سی نظر خاتون پر ڈالی اور سلام کہتا ہوا سیدھا صحن کے دوسرے سرے پر واقع کنویں کے پاس جا کر اس سے پانی نکالنے لگا۔

بڑھیا نے دیکھا کہ یہ اجنبی پانی بھرنے کے دوران بار بار کن آنکھوں سے ان کی طرف دیکھتا جارہا ہے۔ بڑھیا کو یہ بات ناگوار گزری بڑھاپے کی وجہ سے خود اس میں تو کوئی کشش باقی نہ رہی تھی، لیکن خاتون خانہ ابھی اس قابل تھی کہ کوئی اس پر نظر بد ڈال سکے، جب بڑھیا سے برداشت نہ ہوسکا تو اس نے کہا:

''یہ اجنبی بار بار تجھے دیکھ رہا ہے، بڑا بے شرم اور ندیدہ معلوم ہوتا ہے، بیٹی ذرا دوسری طرف منہ کر لے، میں ابھی اس کا مزاج درست کرتی ہوں۔''

خاتون خانہ کے چہرے پر پھیلنے والی مسکراہٹ اور گھبراہٹ نے بڑھیا کو اور بھی بے چین کردیا، لیکن جلد ہی اس کا غصہ دور ہوگیا۔ جب اس نے سنا کہ:

''بڑی اماں یہ شخص کوئی اجنبی نہیں ہے، یہ تو میرے شوہر ہیں، مسلمانوں کے خلیفہ 'عمر بن عبدالعزیز'۔''

''واقعی؟ تم سچ کہہ رہی ہو؟''

''جی! بالکل سچ۔''

حیا کا ایک رنگ خاتون خانہ کے چہرے پر پھیل گیا۔

''لیکن یہ تو خود کنویں سے پانی نکال رہے ہیں؟''

''جی اماں! مسلمانوں کا خلیفہ حاکم نہیں خادم ہوتا ہے۔''

بڑھیا دل ہی دل میں بہت شرمندہ ہوئی، لیکن احترام و عقیدت کے ساتھ ساتھ اس کا سر فخر سے بلند ہوگیا کہ وہ ایک ایسے دین اور ایک ایسی قوم سے تعلق رکھتی ہے، جس کا فرماں روا اپنے آپ کو حاکم کی بجائے خادم صرف کہتا ہی نہیں سمجھتا بھی ہے، وہ فی الواقع خادموں کی طرح کام بھی کرتا ہے، تاکہ اس کی رعایا امن وسکون اور خوشحالی کی دولت سے مالا مال ہوسکے۔

اموی دور کی بے شمار خامیوں اور برائیوں کے بعد ۹۹ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مسلمانوں کے خلیفہ بنے تو انھوں نے خلافت راشدہ کی یاد تازہ کردی، فقر وسادگی کو اپنا شعار بنایا، شاہی خاندان نے بیت المال اور عوام کے لوٹے ہوئے مال واسباب سے جو بڑی بڑی جاگیریں بنا لی تھیں، ان کی واپسی کا آغاز اپنے گھر سے کرنے کا فیصلہ کیا۔ اپنے نوجوان بیٹے کو بلا کر کہا:

''ہمارے آباؤ اجداد نے جو زمینیں اور جائدادیں غریب رعایا سے چھین کر اپنے قبضے میں کرلی تھیں، میں چاہتا ہوں کہ انھیں واپس کردیا جائے۔''

بیٹے نے فوراً رضامندی ظاہر کردی، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے خوش ہوکر فرمایا:

''آئندہ جمعہ کو مسجد میں اعلان کردیا جائے گا۔''

فرماں بردار نے عرض کیا:

''جمعہ تک زندگی کا کیا بھروسہ، نیک کام میں تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا سر شکر واحسان کے جذبات سے جھک گیا اور آپ نے اسی وقت مجمع میں جاکر اعلان کردیا:

''میرے باپ دادا نے جس کا مال ضبط کرلیا تھا، وہ مجھ سے اور میرے خاندان سے واپس لے لے۔''

خیر خواہوں نے کہا کہ سب کچھ دے دیا تو آپ کی اولاد کا کیا بنے گا؟ فرمایا:

''ان کا اللہ مالک ہے، میں انھیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی پیروی میں بنوامیہ کے تمام لوگوں نے غصب شدہ جائدادیں واپس کردیں، اس کے بعد پوری تاریخ اسلامی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

[بحوالہ: کردار کے غازی از عبدالوکیل]

لا نبیَّ بعدی

محمد ہمارے پیارے نبی ہیں
یتیموں کی آنکھوں کے تارے نبی ہیں
سبھی بے کسوں کے سہارے نبی ہیں
وہ سب انبیاء سے نیارے[1] نبی ہیں
ہوا ختم ان پر نزول رسالت
فقط رہنما اب انہی کی ہے سیرت
نہ آئے گا کوئی نبی تا قیامت
ہے فرمانِ احمد میں حتمی صداقت
کرے گا جو اب ادعائے[2] نبوت
تو اس پر ہے خلاق[3] عالم کی لعنت
تمھیں گر محبت ہے اپنے نبی سے
تو ہو کچھ تعلق نہ جھوٹے نبی سے
ہوئے ہیں بہت پیدا شیطان کے بھائی
کسی نے نبوت کی ہے رٹ لگائی
ہوا ہے کوئی مہدویت[4] کا داعی
عجب ابن مریم کی مسند جمائی
جہنم کا ایندھن ہیں لعنت کے مارے
برے حشر کو اب یہ پہنچیں گے سارے

مشکل الفاظ: (۱) غیر معمولی۔ لاثانی، بے مثل۔ (۲) نبوت کا دعویٰ۔ (۳) خالق جہاں۔ (۴) امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے والا۔

شیدا رحمانی

آبِ شفاء

رات کافی زیادہ گزر چکی تھی، حرم کعبہ کا منظر ویسے ہی بڑا دلکش ہوتا ہے اور رات کے وقت تو اس کی خوبصورتی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ چاروں طرف ٹیوب لائٹس اور بجلی کے قمقمے جگ مگ کرتے ہیں، درمیان میں بیت اللہ اپنی عظمت و رفعت کے ساتھ سرچ لائٹوں کی روشنیوں میں نہایت عجیب روح پرور اور ایمان افروز نظارے پیش کرتا ہے، کتنی ہی دیر تک ہم اسے ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہے اور پھر اچانک مجھے ماضی کی ایک یاد آئی کہ آج سے چھ برس پہلے رات کے پچھلے پہر حجر اسود کے عین مقابل اور چاہ زمزم کے پڑوس میں اپنی اہلیہ کے ساتھ دیر تک بیٹھا اپنے رب سے مناجاتیں کرتا رہا تھا اور اس خیال کے آتے ہی اسی مقام پر پہنچا اور دیر تک اس کی صحت سلامتی اور مسرت کی دعا مانگتا رہا اور پھر مجھے اس سے بھی ایک سال پرانی وہ رات بھی یاد آ گئی کہ جب مدینہ یونیورسٹی میں ایک دن اچانک کلاس سے نکلتے ہوئے مجھے درد گردہ کی شکایت ہوئی دوست احباب جلدی سے اٹھا کر یونیورسٹی ہسپتال کی طرف لے گئے۔

وہاں سے ڈاکٹر کی ہدایت پر شہر کے بڑے مستشفی، (عربی میں ہسپتال کو مستشفی کہتے ہیں)

مستشفی الملک لے گئے وہاں انجکشن وغیرہ دیے گئے اور ایکسرے رپورٹ سے پتا چلا کہ گردے میں پتھری بن گئی ہے۔

اللہ کی قدرت کہ ان دنوں ہسپتال کے بڑے سرجن اور ڈاکٹر چھٹی پر تھے۔ آٹھ دن تک میں ہسپتال میں ایڑیاں رگڑتا رہا۔ آخر نویں دن فیصلہ ہوا کہ پتھری کا آپریشن کر دیا جائے۔ اپریشن کا نام سنتے ہی میرے اوسان خطا ہو گئے اور اس وجہ سے بھی کہ بغیر آپریشن ہی یہ ٹیکوں کی لمبی لمبی سوئیوں سے مار دیتے ہیں اودا گر آپریشن ہوا تو خدا جانے کیا ہو۔

عصر کے بعد میں نڈھال پڑا تھا کہ حسب معمول یونیورسٹی کے دوست آ گئے۔ دیر تک پرسش احوال ہوتی رہی اور جب انھیں معلوم ہوا کہ صبح آپریشن ہے تو سب نے مخالفت کی اور ان میں سے چند مدیر مستشفی کے پاس گئے اور انھیں کہا کہ آپریشن اگر ضروری ہے تو مریض کو پاکستان بھیج دیا جائے۔

مدیر نے کہا کہ مریض کا کمزوری میں سفر مناسب نہیں۔ دوست بڑے گھبرائے اور آپریشن ہی کو ملتوی کرنے کی سفارش کی۔ مدیر نے چارٹ دیکھنے کے بعد آپریشن ملتوی کرنے سے بھی انکار کر دیا اور میں نے ان کی پریشانی کو دیکھ کر بھانپ لیا کہ حال اچھا نہیں اور پھر عین اسی وقت ایک خیال بجلی کی طرح کوندا، میں نے ایک ساتھی صلاح الدین کو کہا۔ دوست تم جاؤ اور مکہ مکرمہ کے لیے ٹیکسی لے آؤ۔ تم اور ایک اور ساتھی میرے ساتھ چلو گے۔

لیکن اس عالم میں سفر کیسے ہو گا؟

جیسے بھی ہو میں نے پر عزم لہجے میں جواب دیا۔

لیکن ہسپتال سے رخصت؟ یاد رہے کہ سعودی ہسپتالوں میں تمام علاج قطعی طور مفت ہوتا ہے، اس لیے مریض پر کچھ پابندیاں بھی نسبتاً زیادہ ہیں، میں نے کہا کہ بغیر اجازت چلیں گے اور اگر زندگی رہی تو جو بھی ہو گا نبٹ لیا جائے گا۔

چنانچہ ہسپتال کے ایک پہلو سے دیوار پھاند کر مجھے نکالا گیا اور ٹیکسی مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہو گئی۔ جب رات گئے حرم کعبہ کے سامنے رکی تو شدت نقاہت...... سے میرے ہوش تک گم تھے، دونوں ساتھیوں نے سہارا دے کر نیچے اتارا باہر ہی وضو کیا اور دونوں دوست تھام کر باب بنی شیبہ سے اندر داخل ہوئے، اسی عالم میں طواف کیا اور ملتزم سے جو چمٹا تو دل کھول کر رکھ دیا۔

الٰہی! موت ہی آنی ہے تو تیرے در پر کیوں نہ آئے۔ پردیسی مسافر اور بیمار، وطن سے دور گھر والوں سے دور، مولا تیرے سوا تو کوئی پرسان حال بھی نہیں اور مجھے اب تک یاد ہے کہ ابھی میں...... ملتزم سے نہ ہٹا تھا کہ پیاس اور نقاہت نے بے حال کر دیا۔

ساتھیوں نے مجھے ہٹانا چاہا لیکن میں نے انکار کرتے ہوئے وہیں پانی مانگا۔ وہ جلدی سے بھاگے زمزم کا شرابہ (صراحی) بھر لائے اتنی دیر میں، میں گر چکا تھا۔

انھوں مجھے سہارا دے کر پانی پلایا۔ کچھ ہوش درست ہوئے...... تو پیشاب کی حاجت ہوئی۔

جلدی سے حرم کے باہر آئے طہارت گاہ میں پہنچ کر پیشاب جو کیا تو...... آدھ انچ سے لمبی اور دو سوتر موٹی پتھری نکل کر باہر آ پڑی اور ساتھ ہی محسوس ہوا کہ مرض کبھی پاس پھٹکا ہی نہیں اور جب میں غسل خانے سے باہر نکلا تو ساتھی میری رنگت اور حالت دیکھ کر حیران رہ گئے۔

میں نے انھیں بتلایا۔ رب کعبہ نے کعبہ میں مانگی ہوئی اپنے بندے کی فریاد سن لی اور پھر سحر کے نمودار ہونے تک رب کعبہ کا شکریہ ادا کرتا رہا اور جب مدینہ طیبہ واپسی ہوئی اور ہسپتال کے وارنٹ پہنچے اور مدیر مستشفی کے سامنے پیش ہوا تو وہ دنگ رہ گیا کہ بیماری کہاں گئی اور جب میں نے اسے ماجرا سنایا تو وہ مسکرا کر رہ گیا۔

(سفر حجاز از علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ)

انتخاب: حافظ سمیع اللہ جمالی، قاری عبدالوحید شاہین

کمال علم و ذکاوت

عبدالمالک بن مروان نے ایک مرتبہ اہل مجلس سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا قادر الکلام ہے جو اعضاء بدنی حروف تہجی کے اعتبار سے شمار کر دے، اگر کسی نے ایسا کر دیا تو میں اس کو منہ مانگا انعام دوں گا۔

یہ سوال ایسا آسان نہ تھا کہ ہر شخص آسانی سے تیار ہو جاتا آج دنیا بھر کے طول و عرض میں کوئی ایسا فاضل اردو، انگریزی یا کسی اور زبان کا موجود ہے جو اعضاء بدنی کو ترتیب وار حروف تہجی سے گنوا دے؟

مگر "سوید بن غفار" وہ آسمانِ علم کے درخشندہ ستارے تھے کہ امیر المومنین کی زبان سے الفاظ پوری طرح نکلے بھی نہ تھے کہ انھوں نے پیش قدمی کر کے فوراً اعضاء جسمانی بترتیب حروف تہجی گنوانا شروع کر دیے۔

حروف تہجی	اسمائے اعضا	معانی
الف	اَنْفٌ	ناک
ب	بطنٌ	پیٹ
ت	تَرْقُوَۃٌ	ہنسلی
ث	ثِغْرَۃٌ	دندان
ج	جُمْجُمَۃٌ	کھوپڑی
ح	حَلقٌ	حلق
خ	خَدٌّ	رخسار
د	دِمَاغٌ	دماغ
ذ	ذَقْنٌ	ٹھوڑی
ر	رَقَبَۃٌ	گردن
ز	زَنْدٌ	کلائی
س	سَاقٌ	پنڈلی
ش	شَفَۃٌ	ہونٹ
ص	صَدْرٌ	سینہ
ض	ضِلَعٌ	پسلی
ط	طِحَالٌ	تلی
ظ	ظَهْرٌ	پشت
ع	عَيْنٌ	آنکھ
غ	غُنَّہ	ناک
ف	فَمٌ	دھن (منہ)
ق	قَفَا	گدی
ک	کَفٌّ	ہتھیلی
ل	لِسَانٌ	زبان
م	مَنْخَرٌ	ناک کا نتھنا
ن	نَخْنَعٌ	تالو کا جڑ
و	وَجْہٌ	چہرہ
ہ	ھَامَۃٌ	کھوپڑی
ی	یَدٌ	ہاتھ

امیر المومنین کے لبوں پر مسکراہٹ تھی اور چہرہ مسرت سے کھل رہا تھا۔ ابھی آپ کی زبان سے ایک حرف بھی نہ نکلا تھا کہ مادر عرب کا دوسرا فرزند کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ اے امیر المومنین میں اس ترتیب سے دو دو عضو گنوا سکتا ہوں عبدالمالک نے مسکرا کر "سوید بن غفار" کی طرف دیکھا اور کہا۔

سنا تم نے وہ کیا کہتا ہے؟

سوید نے فوراً جواب دیا: "اَصْلَحَ اللّٰہُ الْاَمِیْرَ" میں تین تین عضو کے نام گنوا سکتا ہوں۔

حکم ہوا گنواؤ تو سوید نے گنوانے شروع کر دیے۔ جاری ہے۔

ثناء الرحمٰن ضیاء، قصور

پانی کا ڈول

دوپہر کا وقت تھا۔ ہر طرف گرم ہوا چل رہی تھی۔ صحرا کی ریت تپ کر جہنم زار بن رہی تھی۔ ایسے میں حضرت ام ایمن سفرِ ہجرت جاری رکھے ہوئے تھیں۔ سفر کے دوران انہیں شدید پیاس لگ رہی تھی۔ ہونٹ خشک ہو گئے تھے۔ حلق میں کانٹے چبھنے لگے تھے۔ جان لبوں پر آ گئی۔ آس پاس پانی کے کوئی آثار نہ تھے۔ قریب تھا کہ آپ پر غشی کا دورہ پڑ جاتا۔ اچانک کیا دیکھتی ہیں۔ آسمان سے ایک ڈول آپ کی طرف آ رہا ہے۔ جس کے ساتھ ایک بہت ہی سفید رنگ کی رسی بندھی ہوئی ہے۔ وہ ڈول آپ کے منہ کے قریب آ کر رک جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا خوب سیر ہو کر پانی پیتی ہیں۔ ... فرماتی ہیں اس کے بعد زندگی میں مجھے کبھی اتنی پیاس نہیں لگی۔ سخت گرمی کے ایام میں بھی آپ روزے رکھتی تھیں۔ لیکن کبھی بھی آپ کو شدید پیاس کا احساس نہ ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ جب سے پانی پیا ہے ایک عجیب خنکی نے میرے سینے میں ڈیرے جما لیے تھے۔ جب بندہ اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیتا ہے۔ تو اللہ بھی اس کو مشکل میں اکیلا نہیں چھوڑتا۔

جب عبداللہ بن عبدالمطلب نے وفات پائی تو انہوں نے اپنے ورثے میں پانچ اونٹ، بکریوں کا ریوڑ، حبشی سوار، چاندی کے زیورات اور ایک کنیز چھوڑی تھی۔ جس کا نام برکہ بنت ثعلبہ تھا۔ جو بعد میں ام ایمن کے نام سے مشہور ہوئی۔

جب رسول اللہ ﷺ جوان ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا ان کا نکاح عبید بن زید خزرجی سے کر دیا۔ جس سے ایمن پیدا ہوئے اسی وجہ سے آپ کی کنیت ام ایمن رضی اللہ عنہا مشہور ہوئی۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کر لیا۔ لیکن آپ کے خاوند نے اسلام قبول نہ کیا۔ اس وجہ سے علیحدگی ہو گئی۔ پھر آپ کی شادی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ جس سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ جو معروف شہسوار تھے۔ ان کا رنگ ماں کی طرح کالا تھا۔ لیکن اوصاف حمیدہ ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو بہت پیارے تھے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں وفات پائی۔ آپ کے دو ہی بیٹے تھے۔ دونوں ہی شہسوار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا کو زندگی میں ہی جنت کی بشارت ملی۔

(استفادہ صحابیات مبشرات)

صبا امین — ڈاہرانوالہ

نبی اکرم ﷺ کی خوشبو

آپ ﷺ کا پسینہ اور اعضاء تمام خوشبوؤں سے زیادہ خوشبودار تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ:

"میں نے کوئی عنبر یا مشک یا کوئی ایسی خوشبو نہیں سونگھی جو رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہو۔"

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

"آپ ﷺ کسی راستے سے تشریف لے جاتے اور آپ ﷺ کے بعد کوئی گزرتا تو وہ آپ ﷺ کی خوشبو کی وجہ سے جان جاتا کہ ادھر سے رسول اکرم ﷺ کا گزر ہوا ہے۔"

آپ ﷺ کسی آدمی سے مصافحہ فرماتے تو وہ سارا دن اس کی خوشبو محسوس کرتا، جب آپ ﷺ کسی بچے کے سر پر ہاتھ رکھتے تو وہ بچہ اس خوشبو کی وجہ سے بچوں کے درمیان پہچان لیا جاتا۔

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کا پسینہ ایک شیشی میں محفوظ کر رکھا تھا، اسے خوشبو میں ڈالتی تھی، کیونکہ وہ سب سے عمدہ خوشبو تھی۔

(مختصر سیرۃ النبی از مولانا صفی الرحمن مبارکپوری)

فروا ثمین ضیاء — ...

غیر مسلم حکمرانوں کا کردار

① 540ء میں نوشیرواں نے شام پر چڑھائی کی تو اس کے دار الحکومت انطاکیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ باشندوں کا قتل عام کیا، عمارتوں کو مسمار کیا۔ جب اس سے بھی تسکین نہ ہوئی تو شہر کو آگ لگا دی۔ (الجہاد فی الاسلام: ص ۲۱۲)

② قیصر روم باسل (۹۶۳ تا ۱۰۲۵ء) نے بلغاریہ پر فتح حاصل کی تو پندرہ ہزار قیدیوں کی آنکھیں نکلوا دیں۔ ہر سو قیدی کے بعد ایک قیدی کی ایک آنکھ باقی رہنے دی جاتی تاکہ وہ ان اندھوں کو گھر تک پہنچا سکیں۔ (یورپ پر اسلام کے احسان ص ۸۲)

③ 1599ء میں عیسائیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کیا تو مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ ہر طرف ان کے کٹے ہوئے ہاتھ اور پاؤں کے انبار لگ گئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہیکل میں 10,000 مسلمانوں نے پناہ لی۔ لیکن وہ سب قتل کر دیے گئے اور گلیوں میں ہر طرف سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔ (یورپ پر اسلام کے احسان)

④ ۱۴۹۲ء میں سپین سے مسلمانوں کی حکومت ختم ہوئی تو صرف آٹھ برسوں میں وہاں کی عیسائی حکومت نے مسلمانوں سے اسلام چھڑانے کی مہم شروع کر دی۔ سپین کے ساڑھے تین لاکھ مسلمانوں کو ایک مذہبی عدالت میں پیش کیا گیا۔ عدالت نے 28 ہزار پانچ سو چالیس مسلمانوں کو موت کی سزا دی اور 12,000 مسلمانوں کو زندہ جلانے کا حکم دیا۔

⑤ 1857ء کی جنگ آزادی ہند میں انگریزوں نے 27,000 اہل اسلام کو پھانسی دی۔ 7 دن برابر قتل عام رہا، جس کا کوئی حساب نہیں بچوں اور عورتوں کو بڑی سنگ دلی اور بے دردی سے قتل کیا گیا۔ (تاریخ ہند از مولوی محمد ذکاء اللہ)

⑥ 1799ء میں نپولین بوناپارٹ نے یافا کے 4000 ترک قیدیوں کو محض اس لیے قتل کرا دیا کہ وہ انہیں کھانے کے لیے خوراک مہیا نہیں کر سکتا تھا اور نہ مصر بھیجنے کا انتظام کر سکتا تھا۔ (الجہاد فی الاسلام)

⑦ 1917ء میں سوویت یونین نے قازقستان پر قبضہ کیا تو وہاں کی تمام مساجد اور دینی مدارس منہدم کر دیے گئے۔ علماء اور اساتذہ کو فائرنگ اسکواڈ کے سامنے کھڑا کر دیا گیا۔ ان ظالمانہ کارروائیوں میں دس لاکھ مسلمان شہید کیے گئے۔ (اردو ڈائجسٹ جولائی ۱۹۹۵ء)

⑧ آج مقبوضہ کشمیر میں ظلم و بربریت کا بازار گرم ہے۔ ہندو کشمیر کی گلیوں، گھروں اور بازاروں سے چھوٹے چھوٹے بچوں کو لے جاتے ہیں۔ پھر انہیں مارتے ہیں، جسمانی سزائیں اور تشدد کرتے ہیں۔ ان بچوں کی مائیں جب اپنے معصوم پھولوں کو پہلو سے جدا پاتی ہوں گی تو ان کا کیا حال ہوتا ہوگا؟

مزمل ثناء اللہ — میاں چنوں

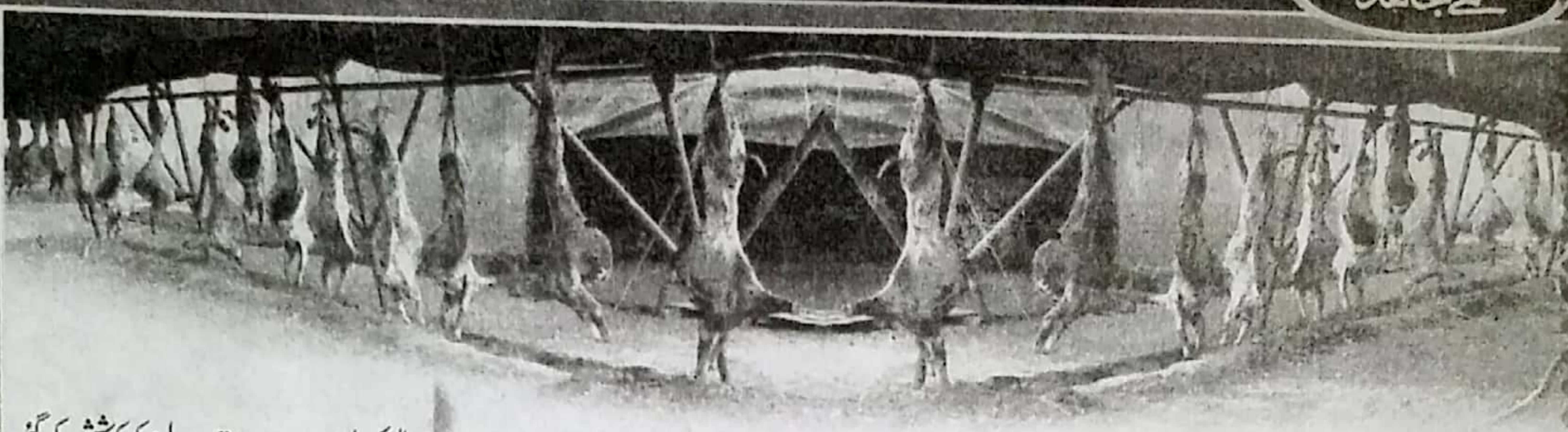

اطاعت و قربانی

ابو رضوان جاوید ...... ملتان

مسلمانوں کے لیے دو عیدیں یعنی دو ملی تقریبات مقرر کی گئی ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ گویا عید الاضحیٰ مسلمانوں کا دوسرا ملی تہوار ہے۔ آج سے ہزاروں سال قبل اس روز اللہ کے ایک بندے نے جذبہ ایثار و قربانی کی ایسی نادر مثال پیش کی تھی جو اللہ تعالیٰ کو اتنی بھائی کہ اسے قیامت تک زندہ جاوید کر دیا گیا۔ عید قربان اللہ کے اسی بندے کے جذبہ ایثار کی یادگار ہے۔ اللہ کے اس بندے نے خواب میں اپنے آپ کو اپنے نور نظر اور لخت جگر کی گردن پر چھری پھیرتے دیکھا۔ یہ خواب عام انسانوں کا خواب نہیں تھا جسے خیالات پریشان کہہ کر نظرانداز کر دیا جاتا۔ یہ ایسے شخص کا خواب تھا جو شرف نبوت سے سرفراز تھا اور نبی کا خواب بھی وحی کا درجہ رکھتا ہے۔ اس لیے بغیر کسی ادنیٰ تامل اور ہچکچاہٹ کے اس فریضے کی ادائیگی پر کمربستہ ہوگئے۔ جس کی نشاندہی خواب میں کرائی گئی تھی۔ بیٹے سے کہا "میں نے خواب میں دیکھا کہ تجھے اپنے ہاتھ سے ذبح کر رہا ہوں، بتلا! تیرا کیا خیال ہے؟" (الصافات ۱۰۲)

سعادت مند بیٹے نے جواب دیا!

"ابا جان! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے، کر گزریئے، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے۔" (الصافات: ۱۰۲)

باپ نے بیٹے کو ساتھ لیا اور ایک مقام پر جا کر فی الواقع لخت جگر کو ذبح کرنے کے لیے چھری ہاتھ میں لے لی اور بیٹے کو کروٹ کے بل زمین پر لٹا دیا۔ (الصافات ۱۰۲/۳۴)

چھری اپنا کام کیا ہی چاہتی تھی کہ رحمت جوش میں آگئی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی ادائیگی کے جذبے سے سرشار اللہ کے اس بندے نے جب چھری پھیرنے کے بعد دیکھا تو ذبیحہ لخت جگر کی بجائے ایک جانور تھا۔

"اور ہم نے بدلے میں دیا اس کو ایک بڑا ذبیحہ۔" (الصفات ۱۰۴/۳۴)

اللہ تعالیٰ کے اس خاص بندے کا یہ جذبہ اطاعت و ایثار بارگاہ میں قبول و محبوب قرار پایا۔

"اور ہم نے پکارا اسے کہ اے ابراہیم تحقیق تو نے سچ کر دکھایا خواب کو بے شک ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں نیکوکاروں کو۔" (الصفات ۱۰۵)

یہ تھے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے سعادت مند بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ السلام۔

عید الاضحیٰ میں لاکھوں جانوروں کا خاک و خون میں تڑپنا اسی واقعے کی یادگار ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے شعار ملت بنا دیا ہے۔

اسلام صرف رسمی طریقوں سے یادگار منانے کا قائل ہے نہ وہ ان مواقع پر اخلاق و شرافت کے ان حدود کو پھاند جانے کی اجازت دیتا ہے جو ایسے تہواروں کے موقع پر دوسرے غیر صحیح مذاہب و اقوام میں عام طور پر مشاہدے میں آتا ہے اسلام نے اس واقعے کی یادگار کے طور پر جو ہر سال قربانی کا حکم دیا ہے اس سے اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ اس واقعے میں جو جذبہ اور روح کارفرما ہے اس کی سال بہ سال تجدید ہوتی رہے اور مسلمان اس جذبے اور روح سے ہر وقت سرشار رہیں۔ آیئے ایک لمحے کے لیے اس جذبہ و روح کو چشم تصور سے ملاحظہ کریں جو اس عظیم واقعے کے اندر کارفرما تھی۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام ملاءاعلیٰ سے تعلق رکھنے والے نوری وجود نہ تھے بلکہ اسی مشت خاک کے بنے ہوئے پیکر خاکی (انسان) تھے۔ ان کے پہلو میں بھی وہ گوشت تھا جسے دل کہا جاتا ہے جس میں اولاد کی بے پناہ محبت موجزن رہتی ہے اور اولاد کی ذرا سی تکلیف پر ہر وقت آمادہ گریاں۔ پھر یہ اولاد بھی عام اولادوں کی طرح نہ تھی بڑھاپے کی اولاد تھی۔ جس سے فطرتاً محبت بھی شدید تر ہوتی ہے۔ بڑے ارمانوں سے اسے پال رہے تھے۔ چونکہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے ابھی زندگی کی چند بہاریں ہی دیکھی تھیں۔ پھر اس عمر میں وہ کیا کیا ولولے اور منصوبے ہوں گے جو والدین کے دل میں صاحبزادے کے لیے اور خود بیٹے کے دل میں اپنے لیے پیدا ہوتے ہوں گے؟ لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ امتحان لینے کی کوشش کی گئی کہ باپ بیٹوں کے دلوں میں میری محبت زیادہ ہے یا دنیاوی تعلقات و آسائش کی تو دونوں نے دنیاوی آسائشوں سے دامن جھٹک کر اطاعت اور محبت الٰہی کا بے مثال ثبوت پیش کر دیا۔ اس آزمائش میں باپ کا نپا، نہ بوڑھے اور کمزور ہاتھوں میں لرزہ پیدا ہوا۔ اسی طرح اللہ کی محبت اور والدین کی اطاعت سے سرشار بیٹے نے سکون اور آرام سے باپ کے اشارے پر اپنی جان کا نذرانہ اللہ کے حضور پیش کر دیا۔ گویا سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے محبت الٰہی کا بے مثال نمونہ پیش کیا اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے والدین کی اطاعت و نیازمندی کا حق ادا کر دیا۔

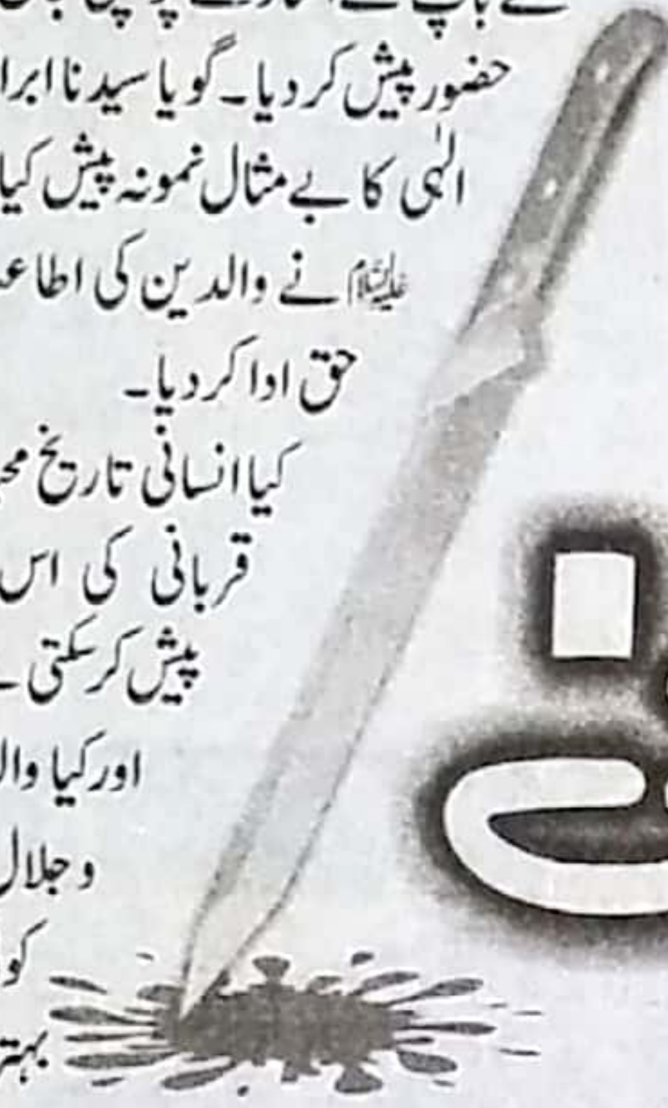

کیا انسانی تاریخ محبت الٰہی اور ایثار و قربانی کی اس سے بہتر مثال پیش کر سکتی ہے؟ اور کیا والدین کے احترام و جلال اور اطاعت کی کوئی مثال اس سے بہتر مل سکتی ہے جو سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے پیش کی؟

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام دراصل زندگی کے دو نمونے ہیں ایک نمونے میں یہ دکھایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے تقاضے کیا ہیں؟ اور محبت الٰہی کے جذبے سے سرشار انسان ان تقاضوں سے کس طرح عہدہ برآ ہوتا ہے۔ دوسرے نمونے سے یہ پہلو نمایاں ہے کہ ایک صالح معاشرے میں والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کے حدود کیا ہیں۔

یہی وہ دو حقیقتیں ہیں جن پر قرآن نے ایک اسلامی معاشرے کی بنیاد رکھی ہے چنانچہ قرآن حکیم میں ہر مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت و وحدانیت کے ساتھ والدین کی اطاعت اور ان سے حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور فیصلہ کر دیا آپ کے رب نے کہ نہ عبادت کرو مگر اس کی اور ماں باپ سے بھلائی کرو۔" (بنی اسرائیل ۲۲/۱۴)

سورہ نساء میں فرمایا:

"اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ۔" (النساء: ۳۶/۱۴)

(حوالہ، احکام و مسائل عید الاضحیٰ، حافظ صلاح الدین یوسف)

قربانی
جو وطن کیلئے دی

بنت امین چیمہ

اگست کا مہینہ جوں جوں قریب آتا ہے بزرگوں کے ذہنوں میں وہ واقعات جاگنے لگتے ہیں جو انہوں نے پاکستان بنتے دیکھے اور سنے تھے۔ کچھ کے ساتھ یہ واقعات پیش آئے اور کچھ لوگوں نے یہ لرزا دینے والے واقعات سنے تھے۔ اسی طرح اگست شروع ہوا تو ایک دن میں اپنے بزرگ کے پاس بیٹھی تو وہ پاکستان بننے کے متعلق باتیں کرنے لگیں۔

ایک دفعہ انہوں نے ایسا واقعہ سنایا جس میں انھوں نے اپنے ایمان کو بچانے کے لیے اپنی زندگی خطرے میں ڈال دی یہ واقعہ میری بزرگ ہی کی زبانی سنیں۔ میری عمر ۱۵ یا ۱۶ سال تھی اور پاکستان کو بنے ابھی چند برس ہوئے تھے ہم نے سنا کہ نوجوان مسلم عورت بھارت سے چھپ کر بھاگ آئی ہے۔ کچھ دنوں بعد سارے واقعے کی تفصیل کا پتا چلا۔ جب پاکستان بنا، ہندو مسلم فسادات ہوئے تو ہندو، سکھ مسلمانوں کی لڑکیاں چھین یا اٹھا لیتے۔ اسی طرح ایک قافلہ جو پاکستان جانے کے لیے تیار تھا۔ اچانک شور اٹھا ایسا لگ رہا تھا جیسے بہت سے لوگ حملہ کرنے کے لیے آرہے ہوں۔ وہ ہندو اور سکھ تھے۔ برچھیاں اٹھائے نعرے لگاتے آرہے تھے۔ قافلے والے خواتین اور بچوں کو درمیان میں کر کے مقابلہ کرنے لگے ہر طرف چیخ وپکار بچے رو رہے تھے عورتیں دعائیہ کلمات پڑھ رہی تھیں مرد بڑی بہادری سے مقابلہ کر رہے تھے۔ مگر بے سود ہندو تعداد میں اور اسلحے میں بھاری پلہ رکھتے تھے۔ انہوں نے عورتوں اور بچوں کا قتل عام کرنا شروع کیا کچھ نے چھپ کر جان بچائی۔ وہ جوان لڑکیاں اٹھا کر لے گئے۔ ان میں نازیہ نامی لڑکی تھی۔ حملہ کرنے والے ان بد نصیب لڑکیوں کو اپنے گھروں میں لے گئے۔ نازیہ کو بھی ایک ہندو اپنے گھر لے گیا۔ نازیہ اس کے آگے ہاتھ جوڑتی اور روتی مگر ہندو کے سخت دل پر ذرہ نرمی نہ ہوئی۔ جب ہندو گھر سے باہر جاتا تو باہر سے تالہ لگا جاتا کہ کہیں وہ بھاگ نہ جائے۔

اسی طرح شب و روز گزرنے لگے۔ نازیہ کے تین بچے ہوئے اتنی دیر گزر جانے کے بعد بھی اس کے عہد میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔ جو عہد اس نے اپنے ساتھ کیا تھا۔ وہ اپنے آپ کو بد نصیب کہتی۔ جس کو اپنا وطن دیکھنا نہ نصیب ہوا اور اپنی ماں، باپ اور بہن بھائیوں سے بچھڑ گئی۔ پتا نہیں وہ کیسے ہیں وہ اپنے وطن میں آزادی کی زندگی گزار رہے ہوں گے شاید مجھے بھول چکے ہوں۔

وہ راتوں کو تو سو جاتی مگر دن کو جب ہندو نوکری پر جاتا تو وہ جی بھر کر روتی اور اللہ سے دعا کرتی کہ اس کو اس بنیئے کے چنگل سے نکال دے۔ اب بھی ہندو گھر سے باہر دروازے کو تالا لگا دیتا۔ نازیہ نے کئی بار کہا کہ اب میں کہاں جاؤں گی۔ اب تو یہ بچے اور گھر ہی میرا سب کچھ ہیں اس نے اپنا اعتماد ہندو پر قائم کرنا شروع کیا۔ آہستہ آہستہ بعد میں وہ تالہ نہ لگانے لگا۔ نازیہ کو اپنا عہد یاد آنے لگا۔

اب وقت تھا کہ وہ پھر قربانی دے اپنے بچوں کی بچے تو اس کے تھے۔ اس کا خون تھے مگر اولاد پر مذہب اور وطن کی

محبت غالب آنے لگی۔ وہ صبح اٹھی ہندو کو کام پر بھیجا اور بچوں کو نہلایا دھلایا اور کپڑے پہنا کر کھانا کھلا کر سلا دیا کبھی دل کرتا جائے تو کبھی نظروں کے سامنے معصوم بچے آجاتے۔ ان کا تو کوئی قصور نہیں۔ دماغ کہتا نہیں وہ اس ہندو کے بچے ہیں اسی کشمکش میں چادر اوڑھی اور کچھ پیسے لیے اور بچوں کو پرنم آنکھوں سے دیکھا اور دل میں ایمان کی شمع جلائے گھر کی چوکھٹ سے نکل آئی۔ کونسا راستہ ہے کوئی پتا نہ تھا۔ بس دل میں تھا کہ پاکستان جانا ہے۔ چلتی رہی چلتی رہی تین میل چل کر تھک گئی۔ اچانک گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی تو وہ کھیتوں میں چھپ گئی۔ دیکھا تو وہ لوگ اس کو تلاش کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس چلے گئے اسے یقین ہو گیا کہ وہ چلے گئے ہیں تو وہ اٹھی اور باہر آئی کھالے سے پانی پیا پھر چل پڑی۔ نیند آئی تو ایک جگہ سر کنڈوں کے پیچھے سو گئی۔ صبح کی اذانیں ہونے لگیں تو آنکھ کھل گئی۔ نماز پڑھی تو پھر چل پڑی راستوں کا کوئی پتا نہیں تھا۔ شہر کے قریب پہنچی تو پتا چلا گجرات ہے ڈر کی وجہ سے چھپ چھپ کر چلتی رہی۔ اسی طرح کئی دن اور راتیں سفر کیا۔ پیاس لگتی تو کسی کھالے، ندی یا جوہڑ سے پانی پی لیتی۔ بھوک لگتی تو کسی نہ کسی طرح گزارہ کر لیتی۔

اس کو کوئی پتا نہ تھا کہ راستہ میں کون سا گاؤں یا قصبہ ہے اور پاکستان کتنا دور ہے۔ اسی طرح پہاڑی علاقہ آیا تو ایک پہاڑ کو بڑی مشکل پار کیا آگے گاؤں تھا۔ نازیہ تھک کر چور ہو چکی تھی۔ ایک گھر کی چھوٹی چھوٹی دیواریں تھیں کچھ عورتیں روٹیاں پکا رہی تھیں۔ ان کو کچھ پیسے دے کر روٹی لی اور خاموشی سے قریبی درختوں کے نیچے جا کر کھائی اور سو گئی۔ ٹھنڈی ہوا تھی۔ پاؤں میں چل چل کر سوجن اور چھالے پڑ چکے تھے۔ جن سے پیپ رستی تھی۔ چلنا محال تھا۔ جاگ آئی تو پھر خاموشی سے چل دی۔ ڈر بھی تھا کوئی مجھے پکڑ نہ لے کہیں سے اس ہندو کا جاننے والا نہ نکل آئے۔ عورت ذات تھی۔ اور وہ بھی اکیلی اسی ڈر کی وجہ سے کہیں زیادہ نہ ٹھہرتی۔ ایک رات دشوار گزار پہاڑیوں اور کھائیوں کو عبور کر کے ایک گاؤں پہنچی۔ تھک کر چور ہو چکی تھی۔ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئی۔ پھٹے کپڑے، بکھرے بال دیکھ کر گاؤں کے بچے مجھے پاگل کہہ رہے تھے۔ ایک بزرگ آیا اس نے بچوں کو ہٹایا تو مجھ سے پوچھنے لگا۔ بیٹی کون ہو۔ نازیہ چپ رہی وہ کہنے لگے ہم مسلمان ہے کیا تم مسلمان ہو اس سے اسے حوصلہ ہوا۔ پوچھا یہ پاکستان ہے بزرگ کہنے لگے ہاں یہ باڈر کا علاقہ ہے۔ تو اس نے شکر ادا کیا اسے منزل مل چکی تھی۔ پھر اپنے ماں باپ اور بھائیوں کا نام لے کر پوچھا کہ کہیں آپ نے ان کو دیکھا یا جانا تو نہیں۔ تو وہ کہنے لگے افسوس وہ تو مارے جا چکے ہیں یہ سن کر میری آنکھوں تلے اندھیر ہو گیا۔ پھر ان کے اصرار پر اپنی کہانی سنائی تو وہ میرے سر پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے کہ تم میری بیٹی ہو۔ وہ ان کے [illegible] جاتی تو کہا جاتی ماں باپ شہید ہو چکے تھے۔ بچوں کو چھوڑ آئی تھی۔

یہ بھی اطمینان تھا کہ اپنا ملک اور ہم مذہبوں میں ہے۔ اس بزرگ نے گاؤں میں ایک پڑھے لکھے مسلمان کو دیکھ کر شادی کر دی۔ اب بھی اس کو اپنے معصوم بچوں کی یاد آتی تو تڑپ اٹھتی۔ مگر یہ قربانی دین کے لیے اور آزاد وطن کے لیے معلوم نہیں کتنوں نے اس پیارے پاکستان اور اسلام کے لیے قربانیاں دیں اللہ یہ تمام قربانیاں قبول کرے (آمین)

عید اور سیر

ہر مذہب کے کوئی نہ کوئی مذہبی تہوار ہوتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے بھی مسلمانوں کو تہوار کی خوشیوں سے نوازا ہے، مسلمانوں کے لیے بہت بڑا خوشی کا موقع ہوتا ہے کہ رمضان کا مہینہ گزرتے ہی اللہ تعالیٰ لوگوں کو نوازتے ہیں، رمضان المبارک کے مہینے کی بات ہی کچھ اور ہے۔ طرح طرح کی رحمتوں، نعمتوں اور لذتوں سے مسلمان لطف اندوز ہوتے ہیں رمضان کے آخر میں خصوصی طور پر 29 رمضان کو ہر مسلمان کی نظر آسمان کی طرف بلند ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ہر مسلمان چاند کو دیکھنے میں مصروف ہوتا ہے، کیسا ہی. خوشی کا دن ہے جسے ہم آسان لفظوں میں عید کہتے ہیں۔ اس دن کو گزارنے کے لیے مسلمان طرح طرح کے پروگرام ترتیب دیتے ہیں، کچھ لوگ گاؤں میں اور کچھ شہر وغیرہ میں اپنے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے ہاں عید کا دن گزارنے جاتے ہیں۔ صبح ہم ناشتے میں مصروف تھے کہ اچانک عبداللہ کے دل میں خیال اٹھا اس نے کہا کہ آج سیر کرنے کو دل چاہ رہا ہے، طاہر اور عبدالرحیم نے بھی اس کی بات سے اتفاق کیا اور سوچا کہ سیر کے لیے شہر کی کونسی جگہ موزوں رہے گی۔ عبدالرحیم نے فوراً شہر کی مختلف سیر گاہیں ایک ہی سانس میں گن ڈالیں، آخر عبداللہ اور طاہر نے ہرن مینار جانے کا فیصلہ سنا دیا۔ یہ مینار شہر شیخوپورہ کی مشہور قدیم سیر گاہ ہے۔ اس مینار کے ارد گرد چاروں اطراف پر زمین کا کافی حصہ سر سبز و شاداب وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا نظر آتا ہے، ارد گرد دیواریں موجود ہیں مگر کچھ دیواریں قیام اور کچھ سجدہ میں نظر آتی ہیں درختوں کا ایک بڑا ہجوم کم از کم آدھے خطے پر پھیلا ہوا ہے جو جنگل میں منگل کا سماں دیتا ہے، درختوں پر چڑیوں کی چہچہاہٹ سے بچے لطف اندوز ہوتے ہیں، ہرن مینار جو کہ مغل اعظم اکبر کے بیٹے شاہ نورالدین جہانگیر کے نسبتی نام شیخو سے موسوم ہے، شہر کے شمال مشرق میں

حافظ سمیع اللہ طاہر شیخوپورہ

واقع یہ ہرن مینار تزک جہانگیری میں بجن رائے بھنڈری کی رائے میں ایک ہرن منسراج کی یادگار ہے جو کہ اکتیس 31 مارچ 1607ء بروز منگل جونہی پکڑا گیا اسی وقت سے اس قدر مانوس ہوگیا کہ جہانگیر کی نظر التفات نے اس کو ممتاز تر کر دیا اسی لگاؤ کی خاطر آئندہ کسی بھی ہرن کا شکار حکم شاہی سے ممنوع قرار پایا۔ بادشاہ وقت کی محبت سے سرشار یہ ہرن جب لقمہ اجل ہوا تو پیکرِ وفا جہانگیر نے اس شاہ ہرن سے اپنے پیار کو برقرار رکھنے کے لیے 1620ء 1607ء میں ڈیڑھ لاکھ کی لاگت سے ایک مینار تعمیر کروایا بعد میں ہرن مینار کے نام سے مشہور ہوا اس کی اونچائی 130ء فٹ ہے حوادث سے اوپر کی منزل گر جانے کے بعد 110 فٹ رہ گیا۔ مینار کے اندر چکر دار سیڑھیاں 108 ہیں، اس مینار پر خود کش واقعات بھی ہوئے ہیں جس کی وجہ سے اس کا آج بھی دروازہ بند نظر آتا ہے، اس کے بعد 22 اپریل 1634ء کو معمار عجائب مغل شاہ جہاں نے یہاں اپنے سہ روزہ قیام کے دوران مینار سے متصل 12 دری تعمیر کرنے کا حکم دیا جس پر 80 ہزار لاگت آئی یہ اس وقت کی بات ہے، اب اس کی تعمیر کے لیے کئی 80 ہزار کی ضرورت ہے اس بارہ دری کے ارد گرد ایک خوبصورت تالاب ہے اس کی چوڑائی 750 فٹ اور لمبائی 890 فٹ ہے اس بارہ دری کے پاس لوگوں کا عید وغیرہ کے مواقع پر بے پناہ رش ہوتا ہے اس کے اندر کشتیاں لوگ بہت خوش ہو کر چلاتے ہیں، کشتیاں کم ہونے کی وجہ سے لوگوں کو اپنی باری کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ بارہ دری پر کھڑے ہو کر انسان اگر تالاب کی طرف دیکھے تو ایک عجیب دلکش منظر نظر آتا ہے۔ تالاب میں جب کشتیاں چلائی جاتی ہیں تو ان کے چلنے سے تالاب میں جو لہریں پیدا ہوتی ہیں یہ بھی ایک خوبصورت منظر دیتی ہوئیں کناروں سے جا باتیں کرتی ہیں اس تالاب کے بارے مین سنا ہے کہ زمین نیچے سے پھٹی ہوئی ہے کہ اوپر کا پانی نیچے کے پانی سے باتوں میں مصروف رہتا ہے اس تالاب میں پانی کا انتظام دریائے چناب سے کیا گیا تھا جو دوسرے استعمالات کے علاوہ بارہ دری کے باکمال نظام ہواداری کی مسلسل ٹھنڈک کا باعث ہے، سیر کرتے کرتے تھک گئے اب بھوک کی وجہ سے چلنا مشکل ہو گیا اب ہم نے کنٹین کا رخ کیا، کیا ہی منظر تھا کہ کنٹین کے پاس پاؤں دھرنے کو جگہ نہ تھی کہیں برگر کہیں چائے، بوتلیں، فروٹ چاٹ، آئس کریم گرما گرم چائے ہر چیز اپنی اپنی جگہ خوش ذائقہ تھی۔ خیر اس کے بعد یہ بھی ہم نے سن رکھا تھا کہ ہرن مینار کا ریسٹ ہاؤس بہت خوبصورت اور آرام دہ جگہ ہے اس کی تلاش میں ہم نکل پڑے آخر مل تو گیا لیکن ظہر کی اذان کی آواز کانوں پڑتے ہی گھر کا رخ کر لیا ریسٹ ہاؤس دیکھنے کی حسرت ساتھ لیے ہوئے گھر آنا پڑا۔

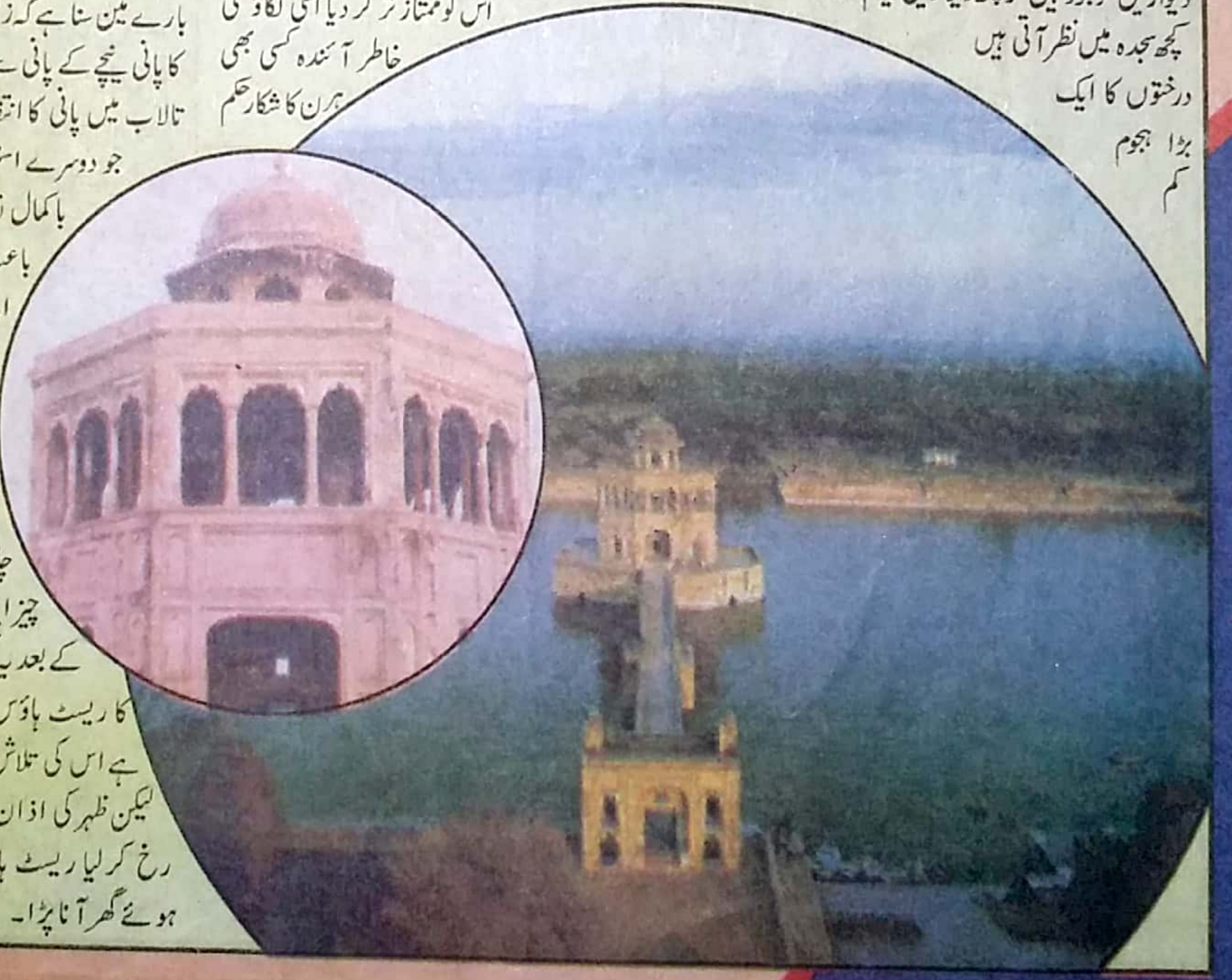

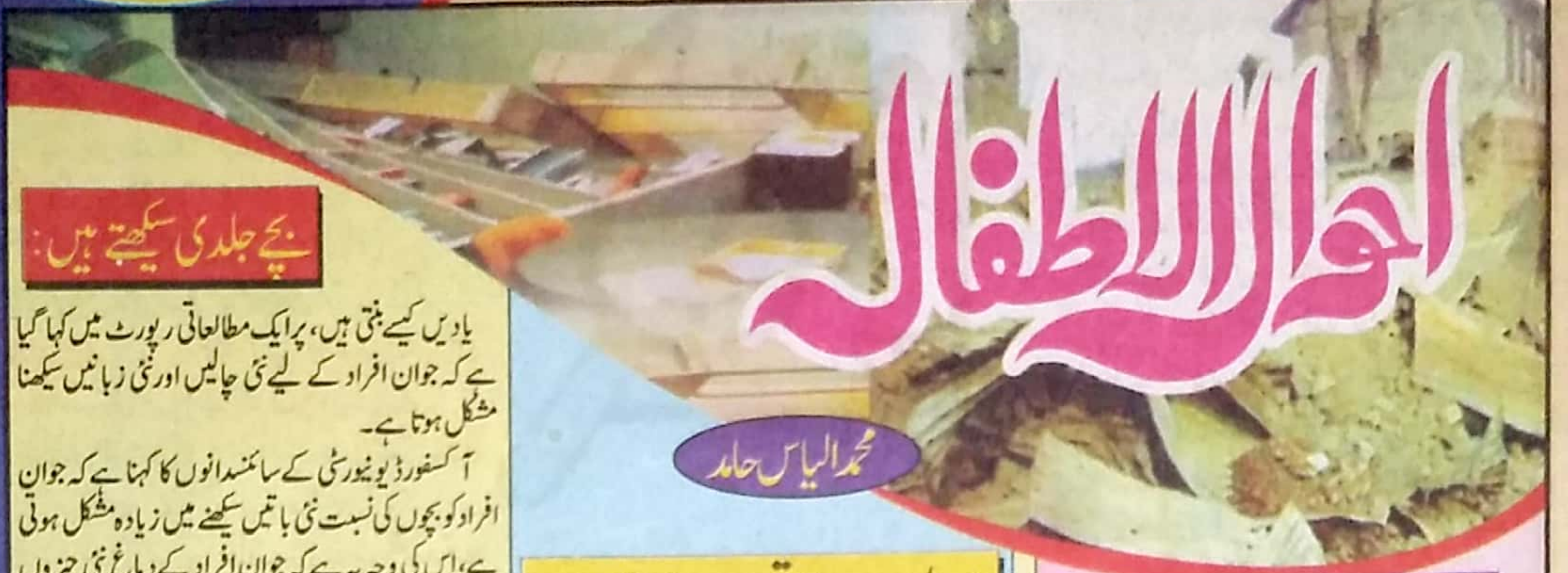

احوال الاطفال

محمد الیاس حامد

بھارتی بچوں کی حالت زار:

بھارت جو اپنے آپ کو ایک ترقی پسند اور دنیا کی ابھرتی ہوئی طاقت کے طور پر پیش کر رہا ہے وہاں بچوں کی حالت انتہائی تشویشناک ہے، خصوصاً بچیاں پریشان کن صورتحال کا سامان کر رہی ہیں انڈین بچے تعلیم، صحت اور خوراک کی کمی کے شکار ہیں اور خوراک کی کمی خصوصاً دودھ پیتے بچوں کے لیے انتہائی خطرناک ہے اور یہ صورت حال آئے روز بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے، پانچ سال سے کم عمر بچوں میں ہر دوسرا بچہ غذائی قلت کا شکار ہے، نیشنل فیملی ہیلتھ سروے کے تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق 2006ء میں تمام ہندوستان میں 47% بچے غذائی کمی سے پیدا ہونے والی بیماریوں میں مبتلا ہیں ذرائع کے مطابق یہ فیصد بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ گجرات اور کیرالہ جو کہ بھارت کی خوشحال ریاستیں تصور کی جاتی ہیں ان میں بے شمار ایسے بچے ہیں جن کو مطلوبہ غذا میسر نہیں جبکہ دوسری ریاستوں میں یہ صورتحال بہت بدتر ہے، ریاست مدھیہ پردیش میں 1991ء سے 2001ء تک 50 فیصد سے بڑھ کر 60 فیصد بچے غذائی قلت سے دوچار ہیں۔

جبکہ غریب اور پسماندہ ریاستوں میں دودھ پینے والے بچوں کی شرح اموات کا اضافہ ہوا ہے، ہندوستان بھر میں ہزار بچوں میں سے 58 بچے پیدا ہوتے ہی موت کی وادیوں میں چلے جاتے ہیں، اتر پردیش میں ہزار میں سے 73 راجستھان میں 65 اروناچل پردیش میں 61 اور گجرات میں 50 بچے شرح اموات کے حساب سے فوت ہو جاتے ہیں۔

یہ تو تھی غذائی قلت سے بیماریوں اور شرح اموات کی صورت حال لیکن بچوں کی تعلیم کے بارے میں بھی اچھی اچھی رپورٹیں نہیں ہیں، بچوں میں شرح تعلیم 35 فیصد ہے جو کہ مسلم بچوں سے کم ہے ان کی شرح تعلیم 50 فیصد ہے۔ ایک جنرل رپورٹ کے مطابق 100 میں سے 30 بچیاں ہی اپنی پرائمری تعلیم مکمل کر پاتی ہیں جس کی وجہ تعلیم کے مواقع نہ ہونا اور بچوں کی تعلیم کے لیے مناسب سکول اور اساتذہ میسر نہ ہونا ہے۔ بہار میں 30 اروناچل پردیش میں 33.4 فیصد سکم میں 37.2 فیصد اور رجستھان میں 38.2 فیصد بچوں کی شرح خواندگی ہے۔

مسلمان بچے تعصب کا نشانہ:

برطانیہ کے ہائی سکول میں ایک مسلمان طالب علم کے ساتھ تعصب پر مبنی سلوک کیا گیا صرف اس وجہ سے کہ اس کا اسلام سے تعلق ہے ایسے کئی واقعات وقتاً فوقتاً مسلمان طالب علموں کے ساتھ پیش آتے رہتے ہیں، اس وجہ سے نظام تعلیم تعصب پر مبنی ہے، جس میں مسلمانوں کو مذہب کی وجہ سے ایسے رویے کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے مسلمانوں کی ذلت اور ہتک ہوتی ہے۔ احمد ارباد ذکر کرتے ہیں کہتے ہیں میری عمر ۱۷ سال ہے اور میں شمالی لندن میں دس سال سے رہائش پذیر ہوں ہمارے علاقے میں میرے دیکھنے میں ایسا کوئی واقعہ نہیں آیا کیونکہ یہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے جبکہ لندن کے باہر ایسے کئی واقعات ہوتے رہتے ہیں خصوصاً ان علاقوں میں جہاں مسلمان کم تعداد میں ہیں۔

دنیا بھر کے آنسو کم ہیں:

عراق کی تباہی اور بربادی پر جتنے آنسو بھی بہا لیے جائیں کم ہیں، ماؤں کے کتنے ہی لخت جگر امریکی بمباری کا نشانہ بن چکے ہیں، روزانہ بے شمار جنازے اٹھائے جا رہے، ان میں کثیر تعداد میں بچے شامل ہیں۔ لوگ جنازوں اور کفن دفن سے فرصت نہیں پاتے کہ نئے جنازے کا انتظام کرنا پڑتا ہے عراقی بچے کہتے ہیں کہ ہم کس قسم کی دنیا میں رہتے ہیں ہمارا کیا جرم ہے جبکہ ہم اپنی سرزمین پر خوشی خوشی زندگی بسر کر رہے تھے اچانک مصائب اور غموں کے پہاڑ ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں، ہمارا کیا قصور ہے؟ کیا دنیا اس کا جواب دے سکتی ہے، ہماری آزادی کیوں چھینی گئی؟ ہمیں ہمارے گھروں سے کیوں نکال دیا گیا؟ ہمارے مکانات کیوں مسمار کر دیے گئے؟ ہمارے ننھے منے بہن بھائیوں کو کیوں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، آج مہذب دنیا اس کا جواب دے سکتی ہے، کیا آپ کے ترقی یافتہ لوگ اور ممالک یہ بتا سکتے ہیں کہ اس قدر ظلم کیوں ہے، ہمارے سکول ہم سے کیوں چھین لیے گئے کیا تعلیم ہمارا حق نہیں کیا بنیادی ضروریات زندگی کی ہمیں ضرورت نہیں یہ تاثرات آج ہر اس عراقی بچے کے ہیں جو جنگ کے ستم جھیل رہا ہے لیکن افسوس کہ دنیا کے امن کے ٹھیکیدار نہ صرف تماشائی بنے ہوئے ہیں بلکہ اس ظلم اور ستم میں شریک ہیں۔ کیا دنیا اپنے تمام آنسو بہا دے تو اس نقصان کیا ازالہ ہو سکتا ہے؟

بچے جلدی سیکھتے ہیں:

یادیں کیسے بنتی ہیں، پر ایک مطالعاتی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ جوان افراد کے لیے نئی چالیں اور نئی زبانیں سیکھنا مشکل ہوتا ہے۔

آکسفورڈ یونیورسٹی کے سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ جوان افراد کو بچوں کی نسبت نئی باتیں سیکھنے میں زیادہ مشکل ہوتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جوان افراد کے دماغ نئی چیزوں کو مختلف طریقے سے محفوظ کرتے ہیں۔

نیوران نامی جریدے کے اس مطالعہ میں سیل کی حرکات پر غور کیا گیا ہے جو کہ چوہوں میں سیکھنے اور یادیں محفوظ کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔

محققین، جنھیں، میڈیکل ریسرچ کونسل، اور ''ویلکم ٹرسٹ'' کی مدد حاصل تھی، نے جوان اور بوڑھے چوہوں میں اعصابی سیل کے عمل کا تجزیہ کیا۔

یہ تحقیق ڈاکٹر نیجل ایمٹیج کی سرکردگی میں کی گئی۔ ان کا کہنا ہے کہ اس تحقیق سے ملنے والے نتائج سے یہ معلوم کیا جا سکے گا کہ جوانوں اور بوڑھوں کے سیکھنے کے عمل میں کیا کیا فرق ہیں۔

ان کا کہنا ہے کہ:

''اسی فرق کی وجہ سے بہت کم عمر بچے نئی معلومات اپنی دماغوں میں محفوظ کر لیتے ہیں، جیسا کہ نئی زبان سیکھنا ان کے لیے بہت آسان ہوتا ہے۔''

ڈاکٹر نیجل ایمٹیج کا کہنا ہے کہ:

''بڑے ہو کر ہمارے لیے نئی چیزیں سیکھنا زیادہ مشکل ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جس طریقے سے ہمیں معلومات محفوظ کرنی ہوتی ہیں وہ مختلف ہوتا ہے اور وہ انسانی دماغ کا وہ سسٹم استعمال کرتا ہے جو کہ پہلے سے استعمال ہو چکا ہوتا ہے۔''

نیکی کا ایک ذریعہ

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی طرف سے کوئی بھی اچھی بات کسی دوسرے تک پہنچ جائے تو آپ ہمارے توسط سے یہ کچھ کر سکتے ہیں اگر آپ کے پاس کوئی بھی کتاب پرانی یا نئی کسی بھی موضوع پر کوئی تحریر رسالہ یا میگزین چاہے کسی قسم کے بھی کیوں نہ ہوں۔ آپ پڑھ چکے ہیں، لیکن چاہتے ہیں کہ اور کوئی بھی استفادہ کرے تو وہ آپ ہمیں ارسال کیجیے، یہ نہ صرف آپ کی طرف سے صدقہ جاریہ ہوگا یہ ذریعہ کتاب وسنت اور علم وادب کے فروغ کا سبب بنے گا اور ان شاء اللہ آخرت میں اجر کا سبب بھی آپ صرف ہمیں اطلاع کریں، منگوانے کا انتظام ہم خود کریں گے، یا پھر براہِ راست اس ایڈریس پر پوسٹ کریں۔

انچارج ''نیکی کے سپاہی''۔

''ننھے مجاہد'' ۴۴ لیک روڈ چوبرجی لاہور۔

اس جلیل القدر صحابی کی کنیت ابو ایوب انصاری تھی آپ
بنو نجار قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔
جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو
انہی کے گھر کو رہائش کے لیے منتخب فرمایا۔
نبی ﷺ سات ماہ تک ان کے گھر رہائش پذیر رہے
اتنے میں اس خالی جگہ پر مسجد تعمیر ہو گئی جو آپ کے گھر کے
سامنے تھی۔ یوں آپ ﷺ آپ ان حجروں میں منتقل
ہو گئے اور مستقل طور پر آپ ﷺ کے پڑوسی بن گئے۔
اس جلیل القدر صحابی کا اعزاز تھا کہ ساری زندگی غازی
بن کر رہے ان کے متعلق یہ بات مشہور تھی کہ رسول
ﷺ کے عہد مبارک سے سیدنا معاویہ ﷺ کے عہد حکومت تک
جتنی بھی جنگیں لڑی گئیں سب میں شریک ہوئے،
آپ ﷺ کی آخری جنگ وہ ہے جب سیدنا امیر
معاویہ ﷺ نے اپنے بیٹے کی قیادت میں ایک لشکر قسطنطنیہ
روانہ کیا تو اس وقت آپ عمر رسیدہ تھے، لیکن اس کے
باوجود لشکر اسلام میں بخوشی شریک ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی

راہ میں سمندر کی موجیں چیرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔
دشمن کے مقابلہ میں ابھی چند دن گزرے تھے کہ
آپ ﷺ بیمار ہو گئے اور بیماری نے اتنی شدت اختیار کی
کہ لڑائی میں شریک نہ ہو سکے۔ سپہ سالار تیمارداری کے
لیے آئے اور دریافت کیا کہ کوئی خواہش ہو تو بتائیں؟
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لشکر اسلام کو میرا اسلام کہنا اور مجاہدین سے کہنا کہ
ابو ایوب کی تمہیں وصیت ہے کہ دشمن کی سرزمین
میں پیش قدمی کرتے ہوئے آخری حد تک پہنچنا اور
میری لاش کو ساتھ اٹھائے لے جانا اور مجھے قسطنطنیہ
کی دیوار کے نزدیک دفن کرنا۔“
یہ الفاظ کہے اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔
لشکر اسلام نے اس جلیل القدر صحابی کی تجویز حضور
کرتے ہوئے دشمن پر پے در پے حملے کیے یہاں تک کہ
قسطنطنیہ کی دیواروں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے، جبکہ
آپ ﷺ کے جسد خاکی کو ساتھ اٹھائے ہوئے تھے، دیوار
قسطنطنیہ کے سائے میں قبر کھودی گئی اور بڑی عزت و
اکرام سے سپرد خاک کیا گیا۔
اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۸۰ سال تھی۔
کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس جلیل القدر صحابی کا نام کیا تھا؟
جواب دیجیے اور حاصل کیجیے ..... ایک خوبصورت سائنٹ

مرتبین: [illegible]

ذرا بتائیں سلسلہ نمبر 20 میں درست جوابات بھیجنے والے قارئین

لاہور: سلیم محمود، اقرا خالد، ظفر اللہ ذوکر، طیب اسلام عسکری، سلام، رسول قمر، محمد عثمان خالد۔ **قصور:** محمد اکرم، ثار ادریس، جویریہ ادریس، محمد عمران، ابو علی عبد الوکیل، امت ... علی صہیب گیلانی، سعید الرحمن۔ **پتوکی:** حافظ آصف رشید، محمد شفیق۔ **شیخوپورہ ننکانہ:** عبد الرحمن بن عبد اللہ، مجاہد عبد المعید، مریم یوسف۔ **اوکاڑہ:** محمد نعیم افضل۔ **گوجرانوالہ:** ... امت عبد الرحمن نذیر، حافظ عبد الرحمن، حافظ ارم شہزادی، حماد منصور، عائزہ منصور، امۃ اللہ، ... بنت عبد اللہ۔ **فیصل آباد:** زہرا مصطفی، رمیہ مصطفی، عاصم اشتیاق، آمنہ، بتول، ذوالفقار احمد، عاصمہ سلام، محمد حنظلہ، فردوس، امت معوذ، امت شہزاد، محمد ذوالقرنین۔ **وہاڑی:** حافظ کلیم اللہ، تحسین عباس، نوید انور، محمد وسیم افضل، وسیم ارشد، محمد طارق نعیم، محمد سلمان بشیر، عثمان مقبول، مشتاق شاہد۔ **ٹوبہ ٹیک سنگھ:** شرجیل ظفر، حافظ محمد عمران بن جمیل۔ **ملتان:** امت شاکر، ابو سیف اللہ، جابر اسماعیل، ابو رضوان، کنزہ یاسمین، رضوان اسماعیل، بلال اسماعیل، عدنان۔ **لودھراں:** امت ابو بصیر۔ **گجرات:** اسماء حنیف، حفصہ افضال، فیصل شہزاد، فیصل شہزاد، عبد الرحمن، راشد ادریس۔ **حیدر آباد سندھ:** خالد طارق۔ **رحیم یار خان:** محمد حامد۔ **سیالکوٹ:** عرفان یاسین، محمد شکیل اشرف۔ **خانیوال:** مزمل فاروقی، حافظ محمد کامران، محمد عمران، راشد وارث، اکرم۔ **ساہیوال:** ضیاء الحق، امت ثناء الرحمن۔ **کراچی:** محمد وسیم طاہری۔ **ہزارہ سرحد:** عبد القدوس۔ **بہاولپور:** سید حنظلہ علی، سید حمزہ علی، سید حسنین، سید حسن۔ **نارووال:** رخسانہ سرور خان۔ **بھاؤ ننگر:** تسنیم بنت عبد اللہ، عبد الباسط۔ **سرگودھا:** عبد المنان۔ **میانوالی:** مہتاب اصغر۔ **سعودی عرب:** صفیہ بنت رحمت خان۔

بذریعہ قرعہ اندازی انعام یافتگان

①	حافظہ اقرا خالد	لاہور
②	ثار ادریس	قصور
③	حفصہ افضال	گجرات
④	شرجیل ظفر	کمالیہ
⑤	محمد وسیم افضل	وہاڑی
⑥	وسیم طاہری	کراچی
⑦	امت ثناء الرحمن	عارف والا
⑧	عبد الرحمن	گجرات
⑨	ذوالفقار احمد	فیصل آباد
⑩	صفیہ بنت رحمت خان	سعودی عرب

سلسلہ نمبر 20 کی شخصیت
سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

ماں تیری بہو لایا ہوں

تحریر: [illegible] ..... [illegible]

جوان بھائی اور بھابھی دوسرے گاؤں میں تھے، حشمت بوڑھے ماں باپ سے ملنے آئی ہوئی تھی، اس کی دنیا اندھیر ہو گئی، ایک بیٹے کے ہندو نے زبردستی کھینچا اور اپنی ماں کے پاس جا کر کہا، ماں دیکھ تیری بہو لایا ہوں وہ روز جیتی اور روز مرتی رہی، بھائی بھابھی پاکستان پہنچ گئے۔ مخبری پر پولیس میں رپورٹ لکھوائی اور یوں فوج کے ذریعہ کوئی دس سال بعد ”حشمت“ اس وطن کو دیکھ سکی جس کی خاطر اس کا سب کچھ لوٹ لیا گیا تھا۔
اپنے دیس کے باسیوں نے بھی اس کا خوب استقبال کیا، بات بات پر اس کو ”سکھنی“

”ہندو آ گئے، ہندو آ گئے۔“ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ قیامت صغریٰ کا منظر تھا۔ بڑی حویلی میں کھلبلی مچ گئی۔ حملہ بالکل غیر متوقع تھا۔ اس اچانک آفت کے لیے کوئی تیار نہ تھا۔ ظالم دشمن نے خوب خون کی ہولی کھیلی، بوڑھی عورتیں شہید کر دی گئیں۔ جوان بیٹی ”حشمت“ کی اس وقت کوئی بھی حفاظت نہ کر سکا۔ بوڑھا باپ تو ایک ہی وار میں ختم ہو گیا تھا۔

کا طعنہ دیا جاتا۔ اس لقب کو سن کر وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتی، اپنے دیس اور اپنوں کے درمیاں اس لقب سے ۹۰۰۰ کی دہائی تک زندہ رہی، اپنوں میں اجنبی بن کر اس قربانی کا طعنہ سنتی رہی، جو اس ارض پاک کے لیے اس نے دی تھی، جس کا نام ”پاکستان“ ہے۔

کیلا

اردو میں کیلا، سندھی میں کیلو اور انگریزی میں Banana کہتے ہیں۔ کیلا وہ واحد درخت ہے جس کی لکڑی ہم فرنیچر بنانے میں استعمال نہیں کر سکتے، کیونکہ یہ بہت نرم ہوتی ہے۔ کیلے کا رنگ باہر سے زرد اور اندر سے سفید ہوتا ہے۔ کیلے کے تنے، پتے اور پھول ادویات بنانے میں کام آتے ہیں۔ یہ صحت کے لیے بہت فائدہ مند ہے اس کو مختلف طریقوں سے استعمال کیا جاتا ہے۔ دارچینی کے لوگ کیلے کو خشک کر کے آٹا بناتے ہیں اور دودھ میں ابال کر اسے استعمال کرتے ہیں جو مختلف بیماریوں میں مفید ہوتا ہے۔ کھانا کھانے سے پہلے کیلا کھانا ہاضمے میں مدد کرتا ہے۔ کیلا کھانے سے آواز صاف ہو جاتی ہے۔ شوگر کے مریضوں کے لیے اس کا سالن کھانا شوگر کنٹرول کرتا ہے، دانتوں کی بیماریوں میں کیلے کا استعمال بہت مفید ہوتا ہے۔

سائرہ جاوید ..... راولپنڈی

میرا پسندیدہ شعر

انعام یافتہ !!

اندر کے میلے پن کا ملے کس طرح سراغ
اندازہ لوگ کرتے ہیں اجلے لباس سے
تو شخصیت کا اندازہ قد و قامت سے نہ کر
جتنے اونچے پیڑ تھے اتنا گھنا سایہ نہ تھا

عمیر اسحاق......موڑکھنڈا

جتنے چاہیں دولت کے ڈھیر بھی لگالیں وہ
بے ضمیر لوگوں کے مرتبے نہیں ہوتے
جنگ لڑنا پڑتی ہے اپنے زورِ بازو پر
زندگی کے میدان میں معجزے نہیں ہوتے

سمیرا منظور......سمن آباد، لاہور

وہی ظلمت ہے فضاؤں پہ اب تک طاری
جانے کب ختم ہو انسانوں کے لہو کی تحقیر
جانے کب نکھرے سیاہ پوش فضا کا جوبن
جانے کب جاگے ستم خوردہ حشر کی تقدیر

بنت حاجی محمد اسحاق مغل......موڑکھنڈا

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر رہے دیکھتے لوگوں کے عیب و ہنر
پڑی جب اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

نائلہ صادق......رائیونڈ

کوششِ زر میں زندگی بسر کرتا ہے انسان
ایک کفن کے واسطے کتنا سفر کرتا ہے انسان

حفصہ سلیم مان......گوجرانوالہ

خدا کو بھول گئے لوگ فکر معاش میں
خیال رزق ہے رازق کا کچھ خیال نہیں
سانپ کے نقش و نگار خوب سہی لیکن
نگاہِ زہر پر رکھ خوش نما بدن پہ نہ جا

حافظ خرم شہزاد مان......گوجرانوالہ

کشمیر کی بیٹیاں کو دنے کو تیار کھڑی چوباروں میں
میرا بھائی گم ہے کتابوں میں کالج کے تازہ گلابوں میں

میمونہ رضا......

اپنے لیے تو سب ہی جیتے ہیں اس جہاں میں
ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا

جویریہ بتول......منڈے چکوال

میری روح کی حقیقت میرے آنسوؤں سے پوچھ
میرے قہقہوں کی دنیا میری ترجماں نہیں ہے

مریم......منڈے چکوال

جو مر کے کروٹ بدلنا بھی نہیں جانتے ہیں
وہ احمق ہیں جو ان کو مشکل کشا مانتے ہیں
پیدا کیا ہے جس نے ہر نبی اور ولی کو
مظہر ہم اسی کو حاجت روا مانتے ہیں

مظہر اشفاق تبسم......قصور

پوچھتے ہو کیا خبر کشمیر کی داستانِ خون چکاں ہے، عید ہے
کیا مقدر آگ تھی کشمیر کی ہر طرف پھیلا دھواں ہے، عید ہے
دیکھنا جہلم کے پہلو میں یہاں خون کا دریا رواں ہے، عید ہے
قتل ہوتے ہیں مسلمان روز و شب بند ہر اک کی زباں ہے، عید ہے

اخوات ابو محمد جھنگوی......جھنگ

حافظ فائزہ سعودی عرب۔ (دلچسپ معلومات) ثوبیہ ظفر، فیصل آباد (بازار لاثانی) انس رفیق، گوجرانوالہ (اقوال زریں، مفلس کون) اسماء اشرف، فیصل آباد (پیغام جہاد) فاطمہ فریحہ، شفیقہ، ثناء، حسنہ فائزہ (کیا فائدہ) شیبا صدف، نارووال (ماں) فرقان مشتاق، جہلم (نمک حرام) تحریم سحر، شیخوپورہ (مجھے تعجب ہے) بنت عبدالغفور زاہد (ترکھان کا بیٹا بازی لے گیا) عظیم اسلم، قصور (شعر، شہادت) حفصہ سلیم خان، گوجرانوالہ (مسکراہٹ) حفیظ الرحمٰن، میانوالی (علم کی اہمیت) یاسر خورشید (دعا اور التجا) اسد اللہ خان، راولپنڈی (حدیث نبیؐ) نجم ثاقب، لاہور (شعر) عائشہ عبدالرحمٰن (حدیثؐ) مغیرہ طاہر شیخ، شاہکوٹ نو (مسواک کی برکتیں) فیصل منان ہاشمی، مقسوم عبدالمنان، حجرہ شاہ مقیم

کوشش جاری رکھیں

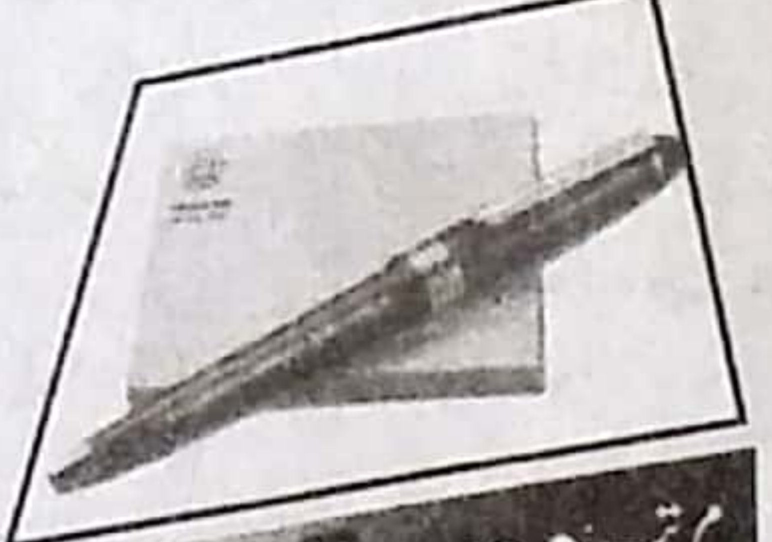

مرتب: محمد طارق نعیم

(مسکراہٹیں) اخت عبدالرحمٰن نذیر، گوجرانوالہ (یہ گھر جو جل رہا ہے) سمیرا لیٰسین، لاہور (واقعہ معراج) زعیمہ کوثر، نارووال (فراق رسولؐ میں درخت کا رونا) سعدیہ سلیم مان، گوجرانوالہ (توحید پرست) یاسمین طاہرہ، قصور (شعر) فضیلہ سحر، لاہور (شعر) اخت ابو صارم، چھنیانوالہ (دعا ماہِ رمضان) مدثر صلاح الدین، ارزانی پور (ابلیس شیطان) رانا نعیم، نارووال (نظم) حافظ عمر مشتاق، بہاولپور (قرآنی معلومات) حافظ اشرف، رحیم یارخان (اقوال زریں حدیث) محمد منیب ابو حمزہ (نظم وادی کشمیر) عاتکہ طالب، سیالکوٹ (شعر حدیث) فیصل صالح، قصور (انمول باتیں) شاہد خرم، قصور (نظم) اعجاز الحق، صادق آباد (دکھ سکھ نظم) اکرام الحق صادق، آباد (اقوال زریں، شعر) فرحانہ رمضان، سندھ (سورۃ الناس، سورۃ فلق کی فضیلت) اویس بن علی، اوکاڑہ (تین دوست) عبدالرحمٰن سلیم، بہاولپور (نظم) اویس عزیز، خانیوال (شعر) یاسر اشرف، علی نگر (عامر چیمہ شہیدؒ کے نام نظم) حمیرہ رمضان، نیا لاہور (پانچ اندھیرے پانچ چراغ)

اویس بیگ (گیارہ کا ہندسہ) محمد شفیق محمد رفیق، بستی خواجہ والا (سویرا دور نہیں کشمیر کیلئے نظم) اسامہ طارق، رائیونڈ (ماں کی عظمت) رضیہ یونس (یوم آزادی) ثوبیہ سرور، ایبٹ آباد (عطیہ خونِ کشمیر) ناظم، فاروق، رائیونڈ (تین چیزیں) عمر فاروق، میاں چنوں (واقعہ اصحاب الفیل) رفعت شوکت، شیخوپورہ (حال الناس) محمد آصف حفیظ، لاہور (حدیث) اخت ابو دانیال، ٹیکسلا (شعر) منیبہ صدیق، مستووال (وقت کی قدر) فائزہ سعید، ڈیرہ ملاسنگھ (خورشید آزادی، نظم) ثوبیہ عاصمہ، ثمینہ، ایبٹ آباد (مسکراہٹ) بنت انصر ریاض نعمان، محمد فیصل، محمد ناصر، قصور (مسکراہٹیں) فائزہ شاہین، گوجرانوالہ (شہادت شعر) محمد آصف رحیمی، بہاولنگر (حمد باری تعالیٰ) اخت ابو انس شہید، قصور (شعر) شمشاد بنت حاجی اکرم (کشکول) اخت ابو علقمہ شہیدؒ، گوندلانوالہ (احادیث) شعیب صدیق، راولپنڈی (احادیث) محمد اویس، اوکاڑہ (انمول باتیں) وقاص شریف عبدالحکیم (طلبگار) صدف اسلم، جہام والہ (ننھا مجاہد کتنا پیارا، نظم) محمد شہزاد، سیالکوٹ (نظم) ضیاء اللہ حقانی، رائیونڈ (مسکراہٹ) ذیشان علی، ڈیرہ اسماعیل خان (ماں کا کلیجہ) راشد رحمٰن، سرگودھا (نافرمان کی جنت) محمد امیر حمزہ، جھنگ (رسول ﷺ کا احترام) تسلیم کوثر (کردار کی طاقت) عابد مجاہد، بہاولپور (رمضان کا مہینہ) ہما شوکت، ثناء شوکت، پھلیانی (حکمت کے موتی) ثوبیہ ہما شیخ، جوہر آباد (جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں) عارف علی، مجاہد اوکاڑہ (روضہ نہ رکھنے کی سزا) اقصیٰ عبدالمجید، ننکانہ (نظم) حافظ قرۃ العین، سانگلہ ہل (ہمدردی)

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

نام زینب کنیت ام المساکین۔
رسول اللہ ﷺ سے پہلے سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد میں شہادت پائی اور رسول اللہ ﷺ کا اسی سال ان سے نکاح قرار پایا۔ نکاح کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس صرف دو تین مہینے رہنے پائیں تھیں کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ نبی ﷺ کی زندگی میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد صرف یہی ایک بی بی تھیں جنھوں نے وفات پائی۔ آپ ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع میں دفن ہوئیں۔

حافظ محمد اشرف......رحیم یار خان

بوڑھوں کی مجلس

عبدالوارث ساجد

بصرہ کی جامع مسجد میں نماز ختم ہوئی تو آہستہ آہستہ نمازی گھروں کو جانے لگے، مسجد کے صحن میں اب چند بوڑھے آدمی ہی بیٹھے تھے۔ یہ بوڑھے آدمیوں کا ایک خاص گروپ تھا، یہ لوگ جب بھی فارغ ہوتے نماز کے بعد مسجد میں نشست جما لیتے۔ نمازی شاید ان سب کی عادتوں سے واقف تھے اس لیے کوئی بھی ان کی مجلس کے قریب نہ پھٹکتا۔ دوسری طرف بوڑھے جب بھی بیٹھتے جی بھر کر باتیں کرتے لوگ انھیں بخیل کہتے تھے، لیکن وہ خود کو ''کفایت شعار'' ظاہر کرتے وہ خود کی نظر میں یہی گمان کیے ہوئے تھے کہ وہ اپنے اخراجات میں کفایت شعاری کر کے سرمایہ کاری کرتے ہیں اور مال جمع کرنے کی وجہ سے شہرت رکھے ہیں، لیکن معاملہ یہ نہ تھا لوگ ان کے کام اور باتیں سن کر انھیں بخیل سمجھتے تھے لوگوں میں وہ اسی بخیلی کی وجہ سے مشہور تھے۔ عام لوگ تو ان کے پاس نہ بیٹھتے۔ لیکن بوڑھوں کی آپس میں گھاڑی محبت تھی۔ محبت ایسی کہ ایک دوسرے کی مدد ہر کوئی خود پر فرض سمجھتا تھا، اگر کوئی بچت اور کفایت شعاری کا کوئی نیا طریقہ پاتا تو دوسرے کو ضرور آگاہ کرتا تا کہ اس سے سب فائدہ اٹھا سکیں، اس کے لیے وہ باقاعدہ مجلس سجاتے اور ایک دوسرے کو فائدہ پہنچانے کے لیے اپنی اپنی بچت کی تجاویز پیش کرتے کوئی قصہ کہتا کوئی آپ بیتی سناتا اور کوئی ''کفایت شعاری'' کا نیا طریقہ بتاتا۔ اس روز بھی مجلس لگی ہوئی تھی کہ سب کا حال احوال دریافت کرنے کے بعد ایک بوڑھے نے کہا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ ہمارے کنویں کا پانی اس قدر نمکین اور کھارا ہے کہ گدھا بھی اس پانی کے قریب نہیں پھٹکتا اور نہ ہی اونٹ آسانی سے حلق سے اتار سکتا ہے، اگر اس پانی سے کھجور کے درخت کو سیراب کیا جائے تو سوکھ جائے، نہر ہم سے دور ہے اور وہاں سے پانی لانا مشکل کام ہے ہم پانی کے مسئلے میں خاصے پریشان تھے، تکلیف اٹھا کر میٹھا پانی نہر سے لے تو آتے لیکن پانی کم ہونے کی وجہ سے خود ہی استعمال کرتے تھے اپنے گدھے اور اونٹ کو پلا نہ سکتے تھے اور گدھا تھا کہ کھارا پانی پیتا ہی نہ تھا ایک روز ہم نے کھارے پانی میں میٹھا پانی ملا کر گدھے کو پلایا تو وہ بیمار ہو گیا اور اسی وجہ سے سرکش اور اڑیل ہو گیا۔ اس کے بعد ہم نے گدھے کو خالص میٹھا پانی پلانا شروع کر دیا، وہ کیسے......؟ یہ آپ سنیے اس میں آپ کے لیے بھی فائدہ ہے، بوڑھا کچھ دیر ٹھہرا سانس درست کی پھر گلا کھنکار کر بولا، میں اور میری بیوی میٹھے پانی سے نہاتے دھوتے ہیں، اس ڈر سے کہ نمکین پانی استعمال کرنے سے ہماری جلد خراب نہ ہو جائے، جیسے گدھے کا پیٹ خراب ہو گیا تھا، یہ صاف میٹھا استعمال شدہ پانی ضائع ہو جاتا تھا، پھر مجھے ایک تدبیر سوجھی، میں وضو خانے کی طرف گیا، اس جگہ کے ایک کنارے پر گڑھا کھودا اور اس کو چونے اور مٹی سے لیپ کر کے اس طرح ہموار کر دیا گویا وہ کسی چٹان سے کھدا ہوا گڑھا ہو، پھر پانی کے بہاؤ کا رخ اسی گڑھے کی طرف کر دیا، اب جب ہم نہاتے دھوتے ہیں تو پانی گڑھے میں صاف ہو کر جمع ہو جاتا ہے اس میں کوئی میل کچیل نہیں ہوتی۔ یہ پانی ہم اپنے گدھے کو پلاتے ہیں اور اب گدھا بھی یہ پانی پینے سے نہیں کتراتا اور تو اور گدھے کو پلانے سے ہمیں کوئی گناہ بھی نہیں ہو گا۔ ہمیں کسی ایسے حکم الٰہی کا علم نہیں جس نے یہ پانی گدھے کو پلانا حرام کیا ہو نہ کوئی ایسی سنت معلوم ہے جس نے اس کام سے روکا ہو۔ ہم بہت دنوں سے اس سے استفادہ کر رہے ہیں اس طرح ہم نے اپنی جان، اپنے اور اہل خانہ کی مالی پریشانی سے چھٹکارا پا لیا ہے اور سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور احسان سے ہوا ہے۔

بوڑھا خاموش ہوا تو سب نے اس کی عقل پر داد دی، بوڑھے کی خوب تعریف ہوئی اور بچت کے اس انوکھے واقعہ پر اسے شاباش دی، اتنے میں دوسرا بوڑھا حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر بولا کیا تمھیں دستکار مریم (یہ ایک ماہر ہاتھ سے کام کرنے والی عورت تھی اسی وجہ سے مریم صناع کے نام سے تاریخ میں مشہور ہوئی) کی موت کا علم ہے؟ وہ خرچ کرنے میں نہایت کفایت شعاری سے کام لینے والی اور اصلاح کار خاتون تھی، حاضرین اہل مسجد نے کہا کہ ہمیں مریم کے متعلق کچھ بتائیے، بوڑھے نے کہا مریم کی نادر و نایاب باتیں بہت سی ہیں اور اس کی داستان بہت طویل ہے، سوچتا ہوں کیا بتاؤں کیا چھوڑوں کہوں تو دن گزر جائے اور رات بیت جائے نہ کہوں تو بھی ٹھیک نہیں لیکن میں تمھیں اس کا ایک واقعہ بتائے دیتا ہوں۔ آپ کے لیے یہی کافی ہے، حاضرین نے عرض کیا وہ کیا؟ بوڑھے نے کہا، مریم نے اپنی بیٹی کا نکاح بارہ برس کی عمر میں کیا، اس نے اسے سونے چاندی کے زیور اور کڑھائی والے عمدہ کپڑے پہنائے، ریشم اور خرگوش کے چمڑے کے کپڑے دیے، زرد رنگ کا دوپٹہ اور مختلف قسم کے عطر دیے اور یوں سسرال والوں کے ہاں اس کی بڑی شان اور سسرالی رشتہ داروں کے ہاں اس کی قدر و منزلت بڑھ گئی۔

مریم کا خاوند کچھ زیادہ کماتا نہ تھا اس نے بیٹی کو دیا جانے والا اتنا مال دیکھا تو حیران رہ گیا۔

خاوند نے پوچھا:

''مریم یہ مال کہاں سے آیا؟''

اس نے جواب دیا:

''سب کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔''

خاوند نے کہا:

''اجمال چھوڑو، تفصیل بتاؤ، دیتا تو سب کو اللہ ہی ہے مگر نہ تو تم اس سے پہلے مال دار تھی اور نہ ہی تمھیں ابھی کوئی ورثہ ملا ہے نہ تو اپنے ساتھ خیانت کرنے والی ہے اور نہ ہی خاوند کے مال میں خیانت کرنے والی ہے، یہی ہو سکتا ہے کہ تمھیں کوئی خزانہ ملا ہو، اگر ایسا کچھ بھی نہیں تو تم ہی بتاؤ پھر سب کچھ کیسے ہوا؟ بہر حال بیٹی کی کامیاب شادی عمدگی سے کر کے تم نے مجھ سے بوجھ اتار دیا ہے اور مصیبت میں میرے کام آ گئی ہو۔''

مریم نے جواب دیا:

''تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں اس بیٹی کی پیدائش سے لے کر اس کی شادی تک آٹا گوندھتے وقت ہر بار ایک مٹھی آٹا الگ نکال لیتی تھی، تمھیں معلوم ہے کہ ہم دن میں ایک مرتبہ روٹی پکاتے تھے، جب بچایا ہوا آٹا ڈیڑھ صاع ہو جاتا تھا تو میں فروخت کر دیتی، اس طرح روپیہ جمع کر کے بیٹی کے لیے سامان بنا دیا ہے۔''

خاوند نے مریم سے کہا:

''خدا تیری رائے کو ثابت قدم اور استوار رکھے اور تمھیں نیک ہدایت دے، بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو نیک بخت بنا دیا جسے تجھ جیسی بیوی ملی اور مبارک ہے وہ شخص جسے تیرا ساتھ نصیب ہوا۔''

ایسے ہی موقعوں کے لیے کہا جاتا ہے کہ:

''ایک ایک اونٹ جمع ہو کر ہی اونٹوں کا گلہ بنتا ہے۔''

''مجھے امید ہے کہ تیری طرح تیری اولاد بھی نیک ہو گی اور تیرے نقش قدم پر چلے گی۔''

یہ کہتے ہی بوڑھا خاموش ہو گیا سب نے پہلے کی طرح دوسرے بوڑھے کو بھی خوب داد دی واقعی اس پر عمل کر کے بہت کچھ سیکھا جا سکتا ہے کیوں نہ ایسا عمل کرنے والی نیک سیرت خاتون کے لیے دعا کی جائے ایک بوڑھے نے مشورہ دیا تو سب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے دعا ختم ہوئی تو تیسرا بوڑھا گلا کھنکارتے ہوئے کہنے لگا:

''اے میری قوم! چھوٹے کاموں کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ ہر بڑے کام کی ابتدا چھوٹے کام سے ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ جب چاہے چھوٹی چیز کو بڑا بنا دیتا ہے اور تھوڑی سی چیز کو زیادہ کر دیتا ہے، کیا بڑے خزانے ایک ایک درہم مل کر نہیں بنتے، کیا قیراط قیراط کے ساتھ مل کر دینار نہیں بنتا ہے اور اسی طرح صحرا ریت کے ذرات اور سمندر قطروں سے نہیں بنے، کیا گھروں کے خزانے ایک ایک درہم ادھر ادھر سے اکٹھا کر کے نہیں بنائے گئے میں نے ایک چھابڑی فروش کو دیکھا کہ اس نے عرب کی زمین سے سو جریب (جریب زمین ناپنے کا ایک پیمانہ ہے، جیسے ہمارا مرلہ مشہور ہے) زمین کا بیعنامہ کرایا۔ میں نے اسے بسا اوقات دیکھا کہ وہ قیراط (زیتون) کے تول پر سیاہ مرچ اور چنے فروخت کیا کرتا تھا اور میرے علم کے مطابق اسے اس سودے میں ایک یا دو دانے کا نفع ملتا ہو گا وہ اسی تھوڑے تھوڑے منافع کو جوڑ کر زیادہ کرتا رہا، یہاں تک کہ اس نے اتنا مال جمع کیا جس سے اس نے سو جریب زمین خرید لی۔

واہ...... کیا خوب آپ نے کمال پتے کی بات کی ایک آدمی نے داد دی...... بوڑھا پھر بولا اب آگے کی سنو کچھ عرصہ ہوا مجھے کئی روز تک کھانسی کی وجہ سے سینے میں شکایت رہی، کچھ دوستوں نے علاج کے لیے سکرہ (ایک قسم کا دانہ جو گیہوں کے کھیت میں ہوتا ہے اس کے کھانے سے نیند بہت آتی ہے) کا حلوہ کھانے کا مشورہ دیا، دوسرے کچھ دوستوں نے حریرہ (ایک قسم کا کھانا ہے جو چینی، اخروٹ کا تیل، جیسی اشیاء سے ملا کر بنایا جاتا ہے) کھانے کا مشورہ دیا، میں نے کچھ بھی نہ کیا تو بیماری بڑھ گئی اور تکلیف نا قابل برداشت ہو گئی، میں صحت و عافیت کی امید کرتا رہا، اور بیماری کے ایام

تکلیف میں گزار رہا تھا کہ کسی ہمدرد شخص نے مجھ سے کہا کہ آٹے کے چھان کا پانی استعمال کرو، اسے گرم کر کے پیو، چنانچہ میں نے چھان کا پانی گرم کر کے پیا تو اسے بہت مزے دار پایا، اس سے میری بھوک ختم ہوگئی اور اس روز ظہر تک میرا کھانا کھانے کو جی نہیں چاہا۔

پھر جب رات کے کھانے کا وقت قریب آیا تو بھوک نہ ہونے کی وجہ سے میں نے رات کا کھانا لپیٹ کر رکھ دیا اور اس طرح میں نے کفایت شعاری کا ایک نیا طریقہ معلوم کر لیا۔

میں نے اپنی بیوی سے کہا کیوں نہ ہمارے اہل وعیال کے لیے بھی ہر صبح آٹے کے چھان کا ناشتہ تیار کیا جائے، اس لیے کہ اس کا پانی سینے کو صاف کرتا ہے، بھرپور غذائیت بخشتا ہے اور بھوک مٹاتا ہے اور دوبارہ سوکھنے سے وہ اپنی اصلی حالت پر آ جائے گا، جب چھان جمع ہو جائے تو اسے پہلے والی قیمت پر فروخت کر سکو گی، لہٰذا چھان کی دونوں حالتوں سے ہم خوب فائدہ اٹھا سکیں گے۔ بیگم نے کہا میں امید رکھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کھانے کے ذریعے ہمارے لیے بہت سارے فائدے جمع کر دیے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس چھان کے ذریعے تیرے لیے تیری صحت اور معاش کی بہتری کا راستہ کھول دیا، مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مشورہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص توفیق تھی، لوگوں نے بوڑھے سے کہا واقعی تم نے ٹھیک کہا اس قسم کی بات عقل سے نہیں حاصل کی جا سکتی بلکہ یہ تو تائید الٰہی ہے۔

بوڑھا بڑا خوش ہوا کہ اس کی سکیم کو خوب سراہا گیا وہ خوش ہو ہی رہا تھا کہ چوتھے بوڑھے نے سب کو اپنی طرف متوجہ کر کے کہا کچھ ہماری بھی سنو؟ سب خاموش ہوگئے، بوڑھا بولا:

''ہمیں چقماق (ہلکے مٹیالے رنگ کا ایک سخت پتھر جسے رگڑنے سے آگ نکلتی ہے) اور چقماق کی چنگاری سے آگ پکڑنے والی بُر (کپڑے کا ٹکڑا) سے بڑی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا کیونکہ جب چقماق کے پتھر کے کنارے ٹوٹ جاتے تو وہ گول ہو کر کند ہو جاتا اور اچھی طرح چنگاری نہ دیتا، پتھر چکنا ہو جاتا اور اس سے آگ نہ سلگتی، بسا اوقات اچانک بارش آ جاتی اور پتھر چقماق کے کنارے بھی گھس کر کمان کی طرح گول ہو گئے ہوتے ایسے میں ہم بہت پریشان ہو جاتے آگ جلانا ہمارے لیے نہایت مشکل ہو جاتا ہم اور کچھ کر نہ سکتے تھے، لہٰذا ہمیں آگ جلانے کے لیے نہ چاہتے ہوئے بھی۔ مرقشیت پتھر بڑے مہنگے داموں اور موٹا چقماق ناقابل برداشت قیمت پر خریدنا پڑتا، اس کے باوجود ہمیں آگ جلانے اور چقماق کی چنگاریوں سے آگ پکڑنے والی روئی تیار کرنے میں بڑی تکلیف ہوتی تھی، اس کے علاوہ اس میں ناگوار بو ہوتی ہے، آگ جلانے والا گالا یا بُر نہ تو رنگدار کپڑوں کے ٹکڑوں سے بنتا ہے، نہ ہی گندے کپڑے کے ٹکڑوں سے بن سکتا ہے نہ ریشمی کپڑے سے اور نہ بوسیدہ چیتھڑوں سے۔ ہمیں آگ جلانے والا گالا بڑی قیمت دے کر خریدنا پڑتا، ہم کئی دنوں تک دیہاتیوں اور بدویوں کے ساتھ اس سلسلے میں بات کرتے رہے کہ وہ مرخ (ایک درخت کا نام ہے جو آگ جلدی پکڑتا ہے) اور عفار (ایک درخت کا نام ہے جس سے آگ جھاڑی جاتی ہے) سے کس طرح آگ جلاتے ہیں، پھر ہمیں ہمارے دوست ابو عبدالرحمن اشوری نے بتایا کہ عرجون کے پھیکی شاخیں ان سب کی جگہ لے سکتی ہیں، اس نے مجھے اس سے آگ نکالنے کا طریقہ بتایا اور عرجون کے گچھے ہمارے پاس ہماری زمین سے بلاتکلف مل جاتے ہیں اور آج کل ہمارا ملازم صرف عرجون کی شاخوں سے ہی آگ جلاتا ہے۔''

بوڑھے کی بات ختم ہوئی تو مجلس سے ایک آدمی بولا:

''واہ! آج کی مجلس میں تو ہمیں بڑے کام کی باتیں معلوم ہوئی ہیں۔''

اسی پر پہلے شخص نے کہا کہ آدمیوں کا آپس میں مذاکرہ کرنا عقل کو تیز کرتا ہے اور دوسروں کا بھلا بھی۔

ہاں سب ٹھیک ہے لیکن پہلے میری سنو ان میں سے پانچویں بوڑھے نے کہا:

سب متوجہ ہو گئے ایک بولا، ہاں بھئی! اب آپ اپنی کہیے، بوڑھے نے کہنا شروع کیا میں نے معاملات کو ٹھیک ٹھیک اپنی جگہ رکھنے اور انھیں نمٹانے میں حق ادا کرنے کے معاملے میں معاذہ عنبریہ جیسا کوئی نہیں دیکھا، حاضرین سب مل کر بولے کہ معاذہ کی کیا خصوصیات ہیں، بوڑھے نے کہا کہ معاذہ عنبریہ کے چچا زاد بھائی نے اسے قربانی کا جانور تحفہ کے طور پر بھیجا، معاذہ کو اس پر خوش ہونا چاہیے تھا، لیکن میں نے دیکھا کہ وہ بہت پریشان ہے اور سر پکڑے بیٹھی ہے میں نے پوچھا: معاذہ کیا ہوگیا ہے؟ کہنے لگی میں ایک بیوہ عورت ہوں، میرا کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے اور مجھے قربانی کا گوشت سنبھالنے کا طریقہ بھی نہیں آتا وہ لوگ دنیا سے اٹھ گئے جو قربانی کے گوشت کا کماحقہ انتظام کیا کرتے تھے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس بکری کے گوشت کا کچھ حصہ ضائع نہ ہو جائے، مجھے معلوم نہیں کہ بکری کے گوشت کے تمام اعضاء کو ان کے اپنے اپنے مقام پر کیسے رکھوں۔

وہ بغیر رکے بولی:

یہ بات میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بکری یا اس کے علاوہ کوئی بھی ایسی چیز پیدا نہیں کی جس میں کوئی نفع نہ ہو، لیکن انسان اسے فائدہ مند بنانے کی تدبیر سے بہرحال عاجز ہوتا ہے، میں کسی تھوڑی چیز کے ضائع ہونے سے خائف نہیں بلکہ مجھے خوف یہ ہے کہ یہ تھوڑی چیز کہیں بڑی چیز کے ضائع ہونے کا باعث نہ بن جائے۔ یہ کہتے کہتے بوڑھا رکا ایک نگاہ سب پر ڈالی اور کہا ذرا غور سے سنو۔

اب معاذہ ہر چیز کو فائدہ مند بنانے کی ترکیب بتا رہی ہے، معاذہ نے نہایت پریشانی میں کہا: جب مجھے بکری ملی تو میں نے اس کے تمام اجزاء محفوظ کرنے کا پلان بنایا تھا اور آغاز سر کی طرف سے کیا سب سے پہلے سینگ کو لیا اس سے استفادے کی صورت ظاہر ہے، اس سے کھونٹی بنائی جا سکتی ہے اور اسے چھت کے کسی شہتیر میں ٹھوکا جا سکتا ہے۔ اس پر توشہ دان اور برتن وغیرہ لٹکائے جا سکتے ہیں اس کے علاوہ ہر وہ چیز لٹکائی جا سکتی ہے جن پر چوہوں، چیونٹی، بلیوں، جھینگروں اور سانپوں وغیرہ کے حملے کا خدشہ ہو، تاکہ ان حیوانات سے چیزیں محفوظ رہ سکیں رہی آنتیں تو ان کو روئی دھننے والی کمان کی تانت کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے اور روئی دھننے والی کمان کی تو ہمیں سخت ضرورت رہتی ہے، رہی کھوپڑی، جبڑے اور تمام ہڈیوں کا معاملہ تو ان سے نفع حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان پر سے گوشت اتار کر انھیں توڑ دیا جائے۔ یوں چکنائی ہڈیوں سے علیحدہ ہو جائے گی اور چربی کو چراغ میں جلانے، سالن اور عصیرہ (ایک قسم کا کھانا ہے جو گھی اور آٹا ملا کر بنایا جاتا ہے) بنانے میں استعمال کیا جا سکتا ہے پھر ان ہڈیوں کو جلایا بھی جا سکتا ہے، لوگوں نے اس سے زیادہ صاف شفاف اور بہترین شعلے دینے والا ایندھن کبھی نہ دیکھا ہوگا اور صاف شعلوں والی آگ ہو تو ہانڈی بہت جلد پکتی ہے کیونکہ دھواں کی آمیزش بہت کم ہوتی ہے، چمڑے کا تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے، وہ تو بنا بنایا توشہ دان ہے اور اون کے استعمال کی تو اتنی جگہیں ہیں جن سے کسی طرح انکار نہیں کیا جا سکتا، رہا معاملہ اوجھڑی کے گوبر اور مینگنیوں کا تو یہ خشک ہو جانے کے بعد بہترین ایندھن بن جاتا ہے۔

پھر اس نے کہا کہ میں پریشان اس لیے ہوں کہ باقی خون بچتا ہے اس خون کا کیا کروں یہ سوچ سوچ کر میں تھک گئی ہوں کچھ سمجھ نہیں آ رہا اب خون سے استفادہ کا مسئلہ باقی رہ گیا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے دم مسفوح (بہتے خون) کا صرف کھانا اور پینا حرام کر رکھا ہے، لیکن اس کے علاوہ دوسری کئی ایسی جگہیں ہیں جہاں اس کا استعمال جائز ہے، لیکن ان کا ابھی تک مجھے علم نہیں ہو سکا تاکہ اسے ان جگہوں میں استعمال کیا جائے اور یہ بات میرے دل میں ایک خلش اور میری آنکھوں میں ایک تنکا بن کر رہ گئی ہے، اس سے مجھے ایک ایسا غم لاحق ہوگیا ہے جو مجھے بار بار آ گھیرتا ہے۔

بوڑھے نے کہا ابھی تھوڑی دیر گزرنے نہ پائی تھی کہ وہ خوش ہو کر ہنسنے لگی، میں نے کہا کہ شاید خون استعمال کرنے کے بارے میں اس کے ذہن میں کوئی تجویز آ گئی ہو، وہ کہنے لگی جی ہاں! میرے پاس نئی شامی ہانڈیاں ہیں اور لوگوں کا خیال ہے کہ ہانڈی کو روغنی بنانے، مضبوط کرنے اور گرم اور چکنے خون سے لیپ کرنے سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے، اب مجھے سکون مل گیا، یوں عورت نے بکری کے ایک ایک اعضاء کو سنبھالا اور تب پُرسکون ہوئی جب بکری کی ہر ایک چیز اپنے اپنے ٹھکانے لگ گئی۔

بوڑھا سانس لینے کے لیے کچھ دیر رکا اس نے ایک نظر سب کے چہروں پر ڈالی پھر بولا:

چھ ماہ بعد اس عورت سے دوبارہ میری ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا کہ اس بکری کے دھوپ میں خشک کیے ہوئے گوشت کا کیا بنا، اس نے جواب دیا کہ میرا باپ آپ پر قربان، اس کے استعمال کا تو ابھی تک وقت ہی نہیں آیا، ہم تو چربی، دنبے کی چکی کے گوشت اور گودے والی ہڈیوں پر ہی گزارہ کر رہے ہیں اور ہر چیز کے استعمال کا وقت ہوتا ہے۔

یہ سن کر گدھے اور میٹھے پانی والے نے مٹھی بھر کنکریاں لیں اور زمین پر مارتے ہوئے کہا:

اس بات کے سامنے تو سب کی باتیں ہیچ ہیں یوں مجلس میں اور کچھ کسی کو کہنے کی جرأت ہی نہ ہوئی...... سب نے یہی کہا کہ آج کی مجلس ہر کسی کو بہت فائدہ دے گئی، وقت کافی بیت چکا تھا اگرچہ باتیں بہت فائدے اور پتے کی تھیں لیکن وقت کم ہو رہا تھا۔ اس لیے انھوں نے مجلس ختم کرنے پر اکتفا کیا اور اگلی نشست تک کے لیے مسجد سے اٹھ گئے۔

(استفادہ: کتاب البخلاء از ابو عثمان عمر بن حظ)

اسلام دیارِ غیر میں

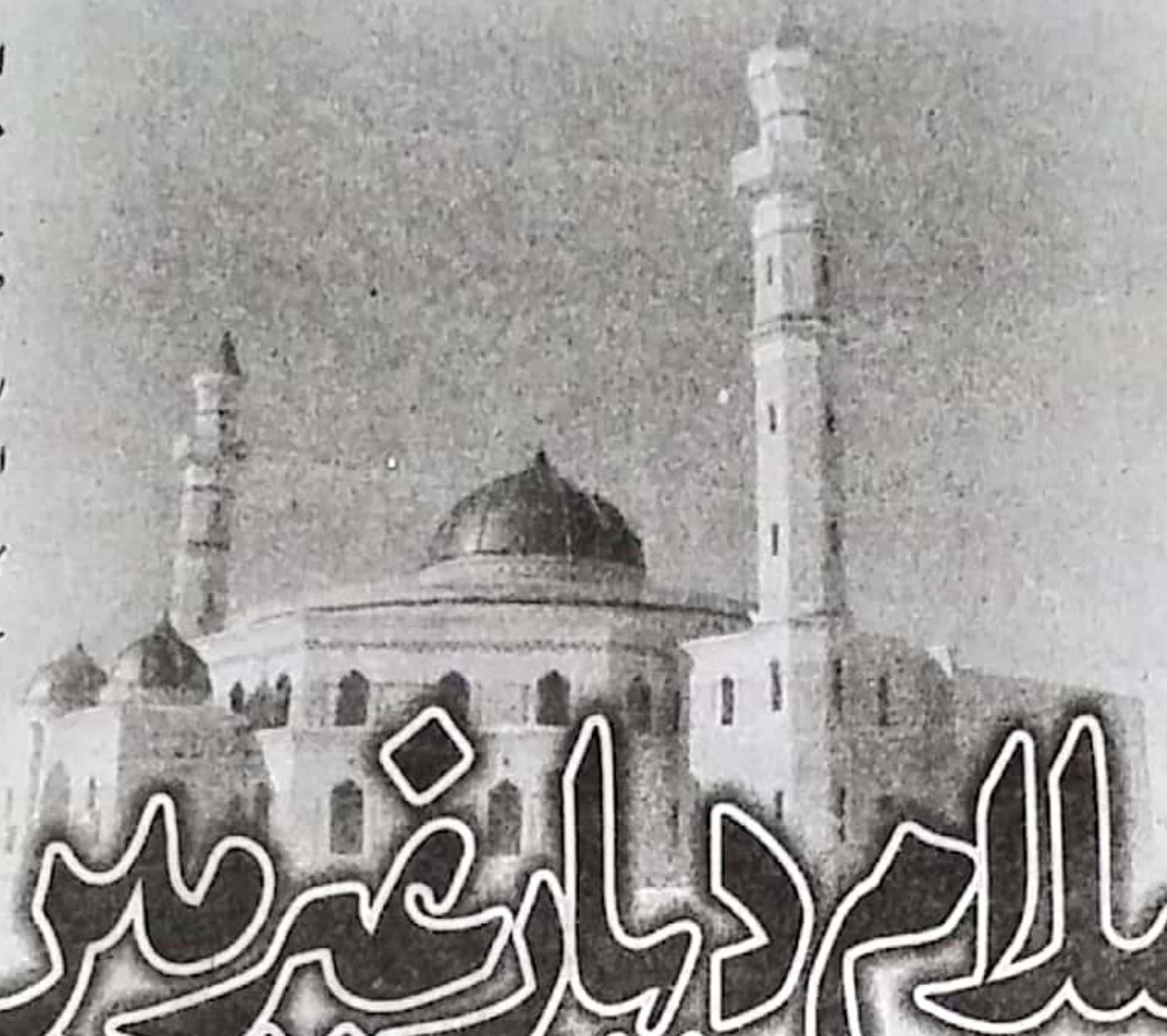

اس وقت دنیا میں صلیبی سپر پاور اور دیگر بڑی طاقتیں اسلام سے متعصبانہ رویہ رکھتی ہیں، عالمی ذرائع ابلاغ اسلام کے خلاف زہر اگل رہے ہیں، اس مادہ پرست دور میں لالچ انسان کی سب سے بڑی کمزوری ہے، عیسائی مشنری پوری دنیا میں لالچ کے جال پھیلائے ہوئے ہے، لیکن اس سب کے باوجود نومسلموں کی تعداد نو عیسائیوں کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے، بھارت میں ہندو مت اور برما میں بدھ مت کو بندوق کی نوک پر پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے، لیکن اس کے باوجود اسلام کے پھیلاؤ کی رفتار سب سے زیادہ ہے، امریکہ میں بھی دیگر ادیان کی نسبت دین اسلام تیز ترین رفتار سے پھیل رہا ہے، امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد 80 لاکھ سے بھی تجاوز کر چکی ہے، ہر سال اوسطاً ایک لاکھ پینتیس ہزار نوے مسلمانوں کا اضافہ ہو رہا ہے، اسلام کے پھیلاؤ کی سب سے زیادہ رفتار امریکی جیلوں میں ہے، جیلوں میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد تین لاکھ سے بڑھ چکی ہے، امریکی جیلوں میں اس وقت پینتیس ہزار افراد اوسطاً اسلام قبول کر چکے ہیں۔

1960ء تک امریکہ میں صرف 5 لاکھ مسلمان تھے، 1998ء میں ان کی تعداد 60 لاکھ ہو چکی تھی، جبکہ اسی عیسائی ملک امریکہ میں رومن عیسائی 1973ء تک پانچ کروڑ تھے۔ جو 1998ء میں چھ کروڑ ہو گئے، یہودیوں کی تعداد میں بھی صرف 10 لاکھ کا اضافہ ہوا، اس طرح اسلام کے پھیلاؤ کی شرح کہیں زیادہ ہے، یہ اضافہ اسلام کی حقانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ امریکہ میں اس وقت 2000 سے زائد مساجد، اسلامک سینٹرز اور اسکولز ہیں۔ پہلی باقاعدہ مسجد امریکہ میں بیڈ فورڈ میں 1915ء میں بنائی گئی۔ جبکہ 17 جولائی 1998ء کو لاس اینجلس میں ایک بہت بڑی مسجد کا افتتاح ہوا، جو 7200 مربع میٹر پر تعمیر ہوئی۔ اس مسجد پر تقریباً آٹھ ارب دس کروڑ یعنی 81 ملین ڈالر خرچ ہوئے ہیں۔

شمالی امریکہ میں Women Islamic center کے نام سے ایک ادارہ 1993ء میں قائم ہوا، جس کے ڈائریکٹر علی عزام ہیں اس ادارے کی طرف سے اب تک غیر مسلم اور نومسلم 7 لاکھ افراد کو اسلامی لٹریچر پہنچایا جا چکا ہے۔ امریکہ میں آباد وہ ہسپانوی جن کے آباؤ اجداد کو جبراً عیسائی بنا لیا گیا تھا۔ اب دوبارہ اسلام میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ ان کے لیے بھی اسی ادارے کی طرف سے ہسپانوی زبان میں لٹریچر شائع ہوتا ہے، امریکہ میں غالب ترین اکثریت سیاہ فام مسلمانوں کی ہے جو کہ نومسلموں کا قریباً 90% ہیں۔

31 مارچ 1999ء کو پاکستان میں متعین امریکی سفیر ولیم بی مائیلم نے اسلام آباد میں منعقد کیے گئے ''اسلام اور مغرب'' کے عنوان سے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا: ''امریکہ میں اسلام انتہائی تیز رفتاری سے پھیل رہا ہے۔'' (سنڈے پاکستان: 11 اپریل 1999ء)

یہ امر عالم اسلام کے لیے خوشگوار حیرت کا باعث ہے کہ امریکہ کی ایک جیل میں قید 3000 قیدیوں میں سے 900 اسلام قبول کر چکے ہیں۔

[ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ جنوری 2000ء]

مسلمانوں کی خوش بختی اور فتح کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے گھر میں پرورش دلائی اسی طرح آج کے اس دور کے فرعون امریکہ میں مسلمانوں کو پیدا کرنا شروع کر دیا ہے اور عنقریب امریکہ پر اسلام کا جھنڈا لہراتا ہوا یہ پیغام دے گا...... ؎

اسلام کو قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے ان شاء اللہ

(بحوالہ: ہم نے کیوں اسلام قبول کیا؟)

محمد ارشاد کلیم دانش ڈیرہ غازی خان

جامعہ دمشق کی شاندار تعمیر

حافظ ضیاء الرحمن کھوکھر ...... راجہ جنگ قصور

ولید بن عبدالملک تاریخ کا ایک عظیم حکمران گزرا ہے، ولید کا بڑا کارنامہ ''جامعہ دمشق'' کی تعمیر ہے جسے جامع اموی بھی کہتے ہیں۔

اس کی تعمیر میں بے دریغ دولت خرچ ہوئی۔ مؤرخین کا خیال ہے کہ ملک شام کا پورے سات برس کا خراج صرف ہوا تھا۔ نقد کے حساب سے چھپن لاکھ اشرفی کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

جامعہ دمشق کی تعمیر کے لیے برصغیر پاک و ہند، پارس اور روم وغیرہ ممالک سے کاریگر اور تعمیر کا سامان منگوایا گیا۔ صرف جزیرہ قبرص سے اٹھارہ جہازوں پر سونا اور چاندی آیا تھا۔

قیصر روم نے علیحدہ مینا کاری کا سامان بھیجا تھا۔ سنگ مرمر اور سنگ سماق وغیرہ جن جن ملکوں کا مشہور تھا وہاں سے منگوایا گیا۔

اس کی تعمیر پر بارہ ہزار مزدور کام کرتے تھے اور پورے آٹھ یا نو سال میں عمارت بن کر تیار ہوئی یہ اتنی وسیع تھی کہ بیک وقت بیس ہزار آدمی سما سکتے تھے۔ پوری عمارت سنگ مرمر سے تعمیر کی گئی۔ محرابوں میں مناسبت کے ساتھ بیش قیمت جواہرات جڑے تھے۔

جامعہ دمشق کی بیرونی تزئین و آرائش کا اس بات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ صرف چھے سو قندیلیں سونے کی زنجیروں میں آویزاں تھیں جامعہ دمشق 86 ہجری سے لے کر 96 ہجری تک تعمیر ہوتی رہی اور جو کمی رہ گئی تھی، سلیمان بن عبدالملک نے اسے پورا کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دور خلافت میں جامعہ دمشق سے سونا اور قیمتی پتھر اکھیڑنے کا ارادہ کیا۔

لیکن اس عرصہ میں ایک عیسائی آیا اور مسجد کی عظمت و شوکت دیکھ کر بے ہوش ہو گیا۔

عمر بن عبدالعزیز نے سنا تو کہا کہ اغیار کو مرعوب کرنے کے لیے رہنے دو۔

[ماخوذ: ولید کا سنہری زمانہ...... تعمیری کارنامے]

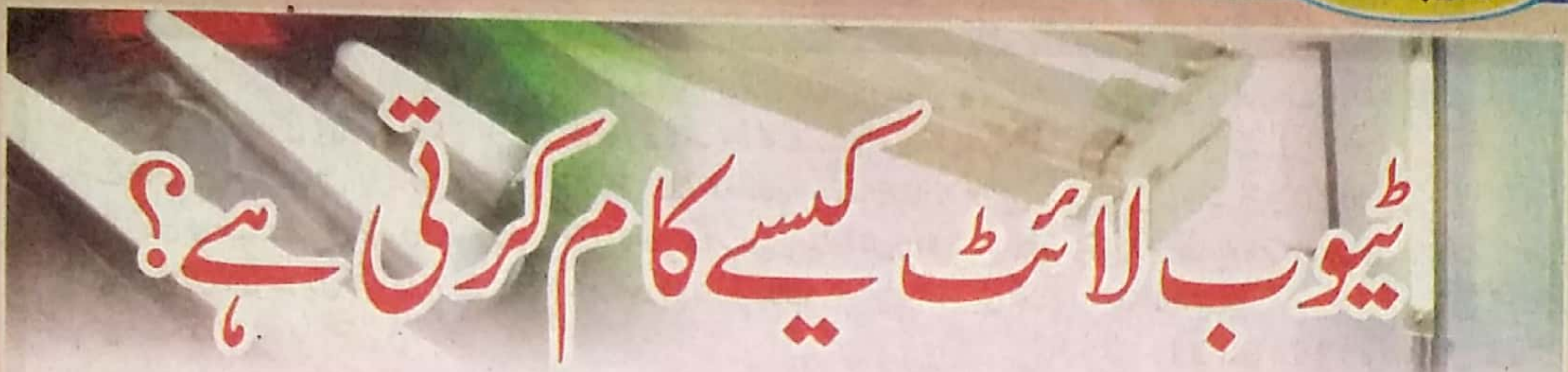

ٹیوب لائٹ کیسے کام کرتی ہے؟

قدیم زمانے میں جب بجلی نہیں ہوتی تھی تو لوگ مٹی کے چراغ اور لالٹین وغیرہ جلایا کرتے تھے۔ جب زمانے نے ترقی کی۔ بجلی دریافت ہوئی تو ہر طرف قمقموں نے اجالا پھیلا دیا۔

بلب کے علاوہ ہم ٹیوب لائٹ سے بھی روشنی حاصل کرتے ہیں اور یہ ہمارے گھروں، دفتروں اور دکانوں میں روشن کی جاتی ہیں۔

ان ٹیوب لائٹوں میں دو چھوٹی چھوٹی پلیٹیں ہوتی ہیں، جن کے اندر سوڈیم پایا جاتا ہے، یا پارے کے بخارات بھرے جاتے ہیں، بجلی جب ان میں سے گزرتی ہے تو وہاں ہوا نہ ہونے کی وجہ سے کرنٹ ساری ٹیوب سے گزر جاتا ہے۔

اس عمل کا بنیادی اصول یہ ہے کہ اگر دھات کے دو ٹکڑوں کو ایک دوسرے سے ذرا دور فاصلے پر رکھا جائے اور پھر دونوں دھاتوں میں ایک طرف مثبت اور دوسری طرف منفی کرنٹ گزارا جائے تو ایک شعلہ پیدا ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان ٹکڑوں کے درمیان ہوا کی مزاحمت آ گئی اور ہوا بجلی کی اچھی موصل نہیں، لیکن اگر دھات کے ان ہی ٹکڑوں کو شیشے کی نالی میں اس طرح بند کر دیا جائے کہ باہر کی ہوا اندر داخل نہ ہو سکے اور پھر اندر کی تمام ہوا کو بالکل خارج کر دیا جائے اور پھر دھات کے دونوں ٹکڑوں کو بجلی سے منسلک کر دیا جائے تو کرنٹ جاری ہو جائے گا۔ یہ ہی وہ اصول ہے جس کے مطابق بجلی کی ٹیوب لائٹ تیار کر کے جلائی جاتی ہے۔

اخت ابو دانیال سعید احمد...... مظفر آباد

خوراک کی تبدیلی اور دماغ

کچھ حلقوں کا دعویٰ ہے کہ خوراک کی تبدیلی دماغی صحت کے مسائل حل کرنے کا ذریعہ ہوسکتی ہے۔ اور برائن گوڈفرے کا کہنا ہے کہ یہ دعویٰ درست ہے کیونکہ ان کے مطابق خوراک کی تبدیلی نے ان کی زندگی ہی بدل ڈالی۔ برائن گوڈفرے تقریباً گزشتہ چالیس برس سے دائمی ڈپریشن کے مرض میں مبتلا تھے۔

انہیں یہ مسئلہ اس وقت شروع ہوا جب وہ لڑکپن کی عمر میں تھے۔ انہوں نے اس مرض سے چھٹکارا پانے کے لیے دوائیوں کے علاوہ سائیکوتھراپی تک آزما ڈالی مگر سب بے سود۔

ان کا کہنا ہے کہ ساٹھ کی دہائی میں ان کی حالت اتنی بگڑ گئی کہ انہوں نے خودکشی کرنے کا ارادہ کرلیا۔ وہ بہت ہی خوفناک وقت تھا۔ میں صبح بھاری سر کے ساتھ بیدار ہوتا تھا اور پھر مجھ سے کچھ نہ کیا جاتا۔ میں اپنے آپ کو تھکا ہوا اور پریشان محسوس کرتا تھا۔ دل چاہتا تھا کہ میں بس ہر وقت روتا رہوں۔

مجھے احساس ہوگیا تھا کہ دوائیوں سے میرا علاج ممکن نہیں میں لائبریری گیا جہاں مجھے خوراک کے بارے میں ایک کتاب ملی۔

اکہتر سالہ گوڈفرے کہتے ہیں میں نے اپنی خوراک میں گندم اور دودھ سے بنی اشیاء ترک کر دیں اور صرف تین ہی ہفتوں میں میری حالت بہتر ہونے لگی۔

یہ تو معجزہ تھا میں ایک صبح بیدار ہوا اور میرے تمام مسائل ختم ہو چکے تھے۔ گوڈفرے نے گندم اور دودھ کے علاوہ انڈے، چاکلیٹ، کافی، چائے اور شراب بھی چھوڑ دی۔ وہ کہتے ہیں اب میں کھانے میں بہت احتیاط کرتا ہوں۔ یہ اتنا آسان نہیں۔ میں گوشت، مچھلی، سبزیاں اور پھل کھاتا ہوں۔

محمد یوسف جکھڑ، گجرات

اب وہ ڈپریشن سے مکمل طور پر چھٹکارا پا چکے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ دوسرے افراد کو بھی علاج کے لیے تبدیلی خوراک کا نسخہ آزمانا چاہیے۔

خوراک کا تعلق دماغی امراض سے ہے۔ میرے خیال میں آپ کو سب سے زیادہ نقصان وہ چیزیں پہنچاتی ہیں جنہیں آپ سب سے زیادہ شوق سے کھاتے ہیں۔ عموماً چٹ پٹی، تلی ہوئی اور مصالحہ دار چیزوں کو پسند کیا جاتا ہے جن کا متواتر استعمال صحت کے لیے نقصان کا باعث بنتا ہے۔

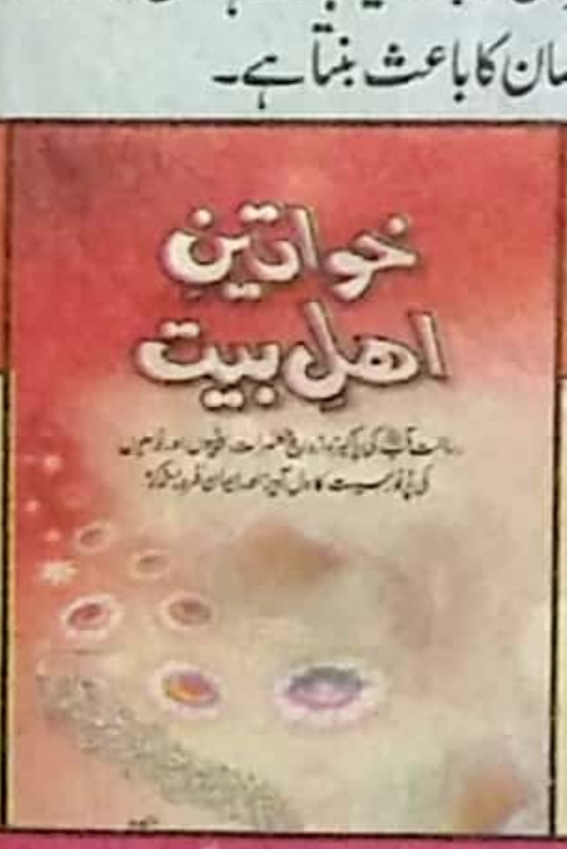

انتظار کی گھڑیاں ختم: قلم کے آنسو آپ کے ہاتھوں میں

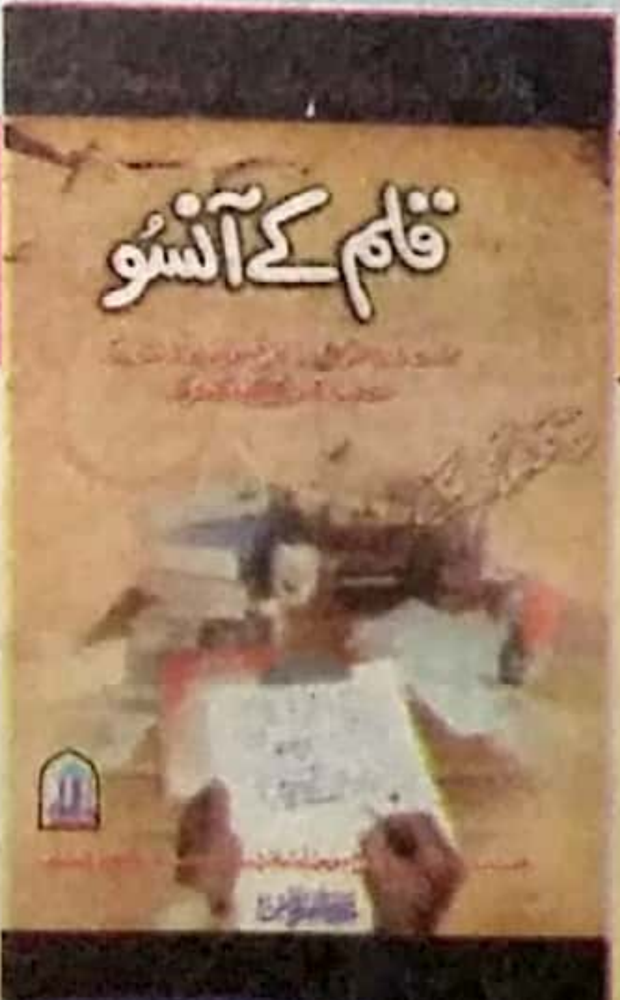

لفظ لفظ حقیقت...... سطر سطر درد، دکھی دلوں کی آہیں
جو آپ کو رلا دیں گی، ہر گھر کی ضرورت
خاندان کی تربیت کے لیے ایک رہنما کتاب
قلم کے آنسو

قلم کے آنسو
محمد طاہر نقاش کے کالموں کا مجموعہ

خواتین اہل بیت چھپ کر مارکیٹ میں آ گئی ہے۔
بہنوں، بیٹیوں ماؤں کو تحفہ دیں۔

کتابی شکل میں منظر عام پر آگئے

رابطہ: دارُالابلاغ روایات صحیحہ کا امین
0334-9919543
0300-4453358

فرضی قصے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

پندرہ روزہ

ننھے مجاہد

لاہور پاکستان

61 20 محرم الحرام 1428ھ 9 فروری 2007ء

آزادی کا سورج

طلباء جماعة الدعوة

ایف بلاک عارف والا

0457-834682-0301-7255152

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمان الٰہی

جنت کے وارث

”یقیناً ایمان والوں نے فلاح پالی جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں، جو لغویات سے منہ موڑ لیتے ہیں، جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں، جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ جو اپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرنے والے ہیں جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو جنت کے وارث ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔“ [المومنون: ۱۱،۱]

حفصہ افضال...... گجرات

حدیث نبوی ﷺ

ایمان داری کب اٹھے گی

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب ایمانداری جاتی رہے تو قیامت کا منتظر رہ کسی نے کہا اللہ کے رسول ایمانداری کیونکر اٹھ جائے گی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”حکومت ان لوگوں کو دی جائے گی جو اس کے لائق نہ ہوں گے ایسے وقت میں قیامت کا انتظار کرتا رہ۔“ (البخاری: 188/7)

مریم اکرام الحق...... صادق آباد

ربنا

نیا کپڑا پہننے کی دعا

((اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْہِ، اَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِہٖ وَ خَیْرِ مَا صُنِعَ لَہٗ، وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَ شَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ)) [ابوداود، ترمذی]

”اے اللہ! تیرے ہی لیے تعریف ہے تو نے مجھے یہ پہنایا، میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس چیز کے لیے بنایا گیا ہے، اس کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

انتخاب: جویریہ بتول...... منڈے چکوال

ضروری بات

ننھے مجاہدو.......... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ سب بہت خوش ہوں گے اور ”ننھے مجاہد“ کے انتظار میں دن گن رہے ہوں گے، لیجیے آپ کا انتظار ختم ہوا ”ننھے مجاہد“ آپ کے ہاتھوں میں نظروں کے سامنے ہے۔

یہ شمارہ کیسا ہے یہ تو آپ حسب معمول اپنے تبصروں میں ہی بتائیں گے جو ”آپ کے خطوط“ کی شکل میں شائع ہوتے ہیں، میں جانتا ہوں ہمارے میگزین میں سب سے زیادہ دلچسپی سے پڑھا جانے والا یہی ایک صفحہ ہے، لیکن اب بہت سے ”ننھے مجاہد“ کہتے ہیں کہ اس میں دلچسپی کم ہوتی جا رہی ہے۔

پچھلے کئی ہفتوں سے بہت سے خطوط میں کئی طرح کے مشورے دیے جا رہے ہیں، جس میں کئی طرح کے نئے سلسلے شروع کرنے کا کہا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر گجرات سے حفصہ افضال لکھتی ہیں کہ:

”ننھے مجاہد میں کسی نے ”دوست کا پیغام آئے“ کالم کا مشورہ دیا جبکہ کچھ ساتھیوں نے اس کالم کو مسترد کر دیا، میرا خیال ہے کہ واقعی اس طرح کا کوئی کالم ہونا چاہیے، جس میں ہم ”سعودی عرب“ میں موجود اپنے رشتہ داروں کو پیغامات دے سکیں۔ اپنے گھر والوں کے نام، اپنی ماں کے لیے، کیونکہ انسان کی بہت سی Feelings ایسی ہوتی ہیں جو وہ خود Express نہیں کر سکتا تو ایسے میں کوئی ”وسیلہ“ بہت سی مشکلات حل کر دیتا ہے، غور کیجیے گا، ضروری نہیں کہ اس میں صرف اپنے رشتہ داروں کو ہی پیغامات دیے جائیں، بلکہ ”ننھے مجاہد“ کے قارئین بھی ایک دوسرے کے متعلق پیغامات بھیج سکتے ہیں، مثلاً: ”آپ کی تحاریر بہت اچھی ہوتی ہیں یا پھر پیارے ساتھیو! نماز کی پابندی کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔“

اس کے علاوہ ایک مشورہ یہ بھی ہے کہ آپ ”ننھے مجاہد“ کی طرف سے ”اینول ایوارڈ“ دیا کریں پورے سال میں یہ دیکھا کریں کہ کس کی تحریریں سب سے زیادہ تھیں اور سب سے مؤثر اور بہترین بھی تھیں اس طرح سے ہر کوئی صرف تحریریں شائع کروانے پر بھی زور نہیں دے گا، بلکہ انھیں ”بہترین“ بنانے کی بھی بھرپور کوشش کرے گا اور ننھے مجاہد کا معیار بھی ”بہتر سے بہتر“ ہوتا چلا جائے گا۔“

چونیاں سے فیصل رفیق لکھتے ہیں کہ:

”آپ دفتر سے باہر نکلیں، ہر تحصیل میں ماہانہ وار ”ننھے مجاہد کوئز پروگرام“ کروائیں۔ سوالات ”ننھے مجاہد“ میگزین سے رکھیں، جواب دینے والوں کو خود انعام دیں، پروگرام میں کچھ آپ اپنی سنائیں کچھ ہماری سنیں۔“

اسی طرح کی کچھ ملتی جلتی اور بہت سی تجاویز آتی ہیں۔ آپ کیا کہتے ہیں؟ اور آپ کے پاس کیا آئیڈیا ہے کہ ہمارا پیارا میگزین کیسے بہتر سے بہتر ہو سکتا ہے اور اس کی محفل کے چمکتے ستارے کیسے بڑھ سکتے ہیں، آپ کے مشوروں کا انتظار رہے گا، کیونکہ ہم وہی کریں گے جو آپ کہیں گے اور جو آپ چاہیں گے۔

والسلام
آپکا بھائی
عبدالوارث ساجد
0321-4275767

دوست اور دوستی

اچھے دوست کا ساتھ مت چھوڑو خواہ وہ تمھیں چھوڑ جائے۔

اچھے دوست کو کبھی بھی فراموش مت کرو، نا قابل اعتماد دوستوں سے تنہائی بہتر ہے، دوستی ایک مقدس رشتہ ہے، جس کی بنیاد اعتماد اور وفا پر ہے۔

منافقت کی دوستی سے کھلی عداوت بہتر ہے، سچے دوست کو کبھی نہ آزماؤ ہو سکتا ہے، وہ تمھاری آزمائش پر پورا نہ اتر سکے اور تم ایک سچے دوست سے محروم ہو جاؤ، سچا دوست اگر روٹھ جائے تو اسے بار بار مناؤ کیونکہ سچے موتیوں کی مالا جتنی بار بھی ٹوٹے اسے پرونا پڑتا ہے، اچھا دوست اللہ کی نعمت ہے تم جس سے زیادہ لڑتے ہو وہی تمھارا سچا دوست ہے اچھا دوست وہ ہے، جو تمھیں خوش دیکھ کر خوش ہو پریشان دیکھ کر غم زدہ ہو جائے، اگر کسی مسلمان بہن یا بھائی سے محبت کرو تو اللہ کی رضا کی خاطر اگر کافروں سے نفرت کرو تو اللہ کی رضا کی خاطر......

غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہیں

جب تک تم اپنے ہمدرد دوست سے محبت نہیں کرو گے جو تمھارے سامنے ہے تو تم اللہ سے کیسے محبت کرو گے، جسے تم نے دیکھا تک نہیں۔

رخسانہ سرور خان فیروز پور شکر گڑھ

خط و کتابت کیلئے
ننھے مجاہد
ہفت روزہ غزوہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور
فون 7314531 فیکس 042-7117551
ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں
www.jamatdawa.org
E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

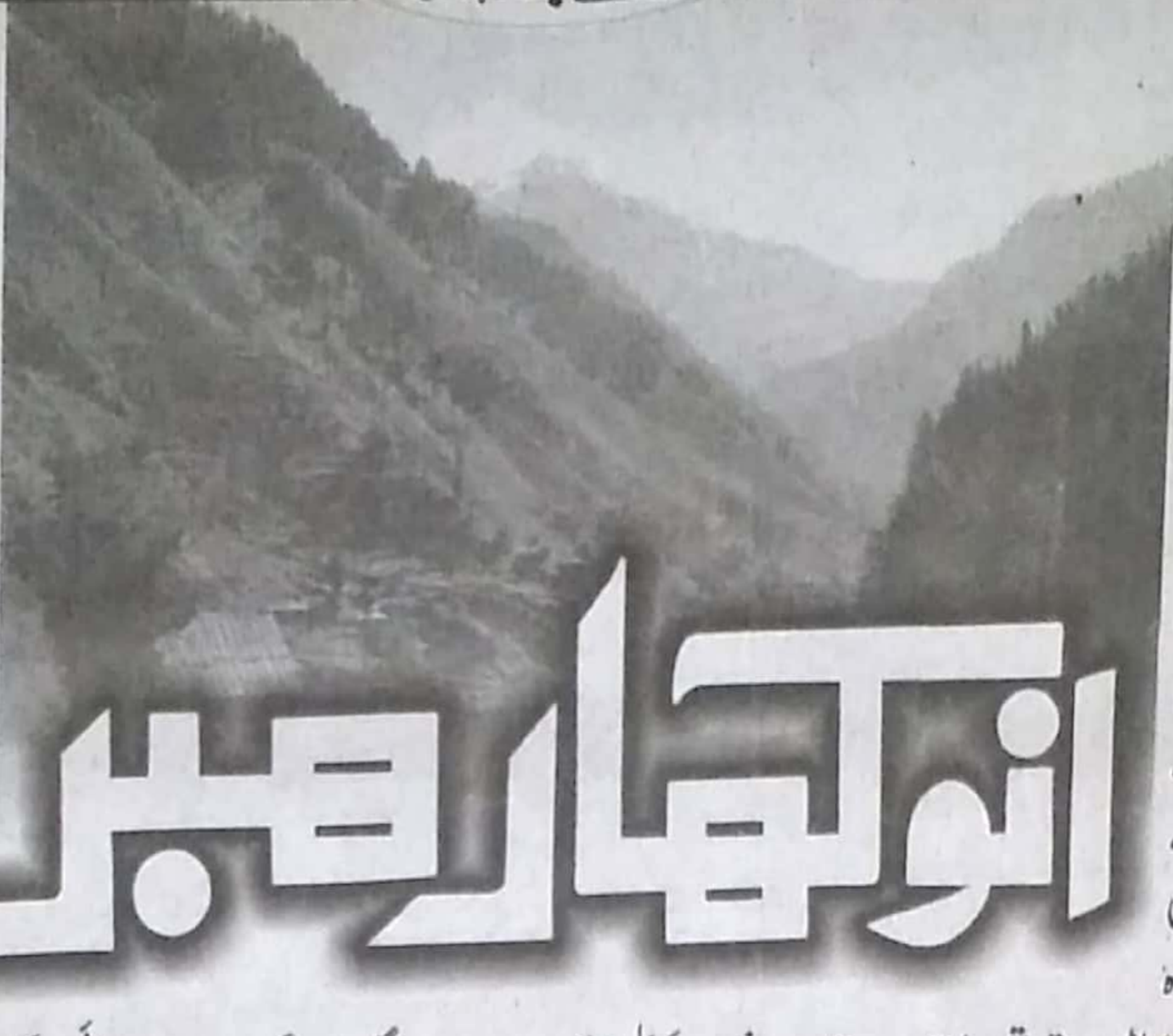

انوکھا رہبر

سہ پہر کا وقت تھا...... کشمیر کے علاقے مڑوہ کے ایک محلے کی سنسان گلیوں میں دو نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتے چلے جا رہے تھے۔ ان کے چہروں سے خوشی ٹپک رہی تھی۔ چلتے چلتے یہ دونوں نوجوان ایک عمارت کے سامنے رک گئے، یہ عمارت بھارتی فوج کا ایک کیمپ تھا اس کیمپ کے گیٹ پر چند فوجی پہرہ دے رہے تھے، کیمپ کے ایک طرف گھنے جنگلات تھے، جن میں بہت سے جنگلی جانور پائے جاتے تھے، لیکن اس جنگل کا سب سے خطرناک جانور ریچھ تھا۔ جو کوئی بھی بھول کر ان جنگلات میں چلا جاتا زندہ سلامت واپس نہ آتا، ریچھ ان کو چیر پھاڑ دیتے تھے۔ ادھر یہ دونوں نوجوان ابوعکاشہ اور ابوعمیر عمارت کے گرد چپکے سے چکر لگا رہے تھے اور اندر کود جانے کا راستہ تلاش کر رہے تھے۔ لیکن کوئی راستہ تلاش نہ کر پا رہے تھے اور دن بھی ڈھلتا جا رہا تھا اور پھر کچھ سوچ کر ابوعکاشہ اور ابوعمیر اچانک گیٹ پر کھڑے فوجیوں کے سامنے آگئے اور ان فوجیوں پر حملہ کر دیا، چار فوجیوں کو مار کر مجاہدین گھنے جنگلات میں داخل ہو گئے، دن میں انھوں نے کسی کا کور لے کر بھارتی فوجیوں پر حملہ کیا تھا اور اب اس جنگل میں آئے تو راستہ بھول چکے تھے، ادھر فوجیوں کو علم تھا کہ مجاہدین اس جنگل میں گئے ہیں۔ اس لیے وہ اپنے کھوجی کتوں سمیت اوپر جنگل کو چڑھ رہے تھے، دوسری طرف دونوں بھائی راستہ بھول جانے کی وجہ

مجاہد ہاشم فیاض ...... قلعہ دیدار سنگھ

سے کافی پریشان تھے، ایک تو تھا جنگل اور اوپر سے شام کا اندھیرا چھا رہا تھا، اس لیے جنگل بھی کچھ زیادہ ہی محسوس ہو رہا تھا اور پھر ابوعکاشہ اور ابوعمیر ایک جگہ بیٹھ کر حالات کا جائزہ لینے لگے۔ اچانک ان کے سامنے ایک ریچھ آ کھڑا ہوا۔ چونکہ اس جنگل میں ریچھ بہت خونی تھے، اس لیے ابوعکاشہ اور ابوعمیر گھبرا گئے، دونوں بھائی سوچ رہے تھے کہ اگر اس پر ہم نے فائر کیا تو بھارتی فوجیوں کو ہماری موجودگی کا علم ہو جائے گا۔ وہ کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے ادھر ریچھ بدستور ان کے سامنے کھڑا تھا۔ اسی کشمکش میں تین چار منٹ گزر گئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے بھائیوں کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ریچھ تو دراصل اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کے لیے بھیجا ہے۔ اگر اس نے حملہ کرنا ہوتا تو تین چار منٹ کا ٹائم کافی تھا اور پھر دونوں بھائی اللہ کا نام لے کر اٹھے اور ریچھ کی طرف چل دیے، ریچھ نے بھائیوں کے آگے آگے چلنا شروع کر دیا۔ دونوں بھائی ریچھ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور ساتھ ہی ہائیڈ میں موجود بھائیوں سے رابطے کی کوشش کر رہے تھے۔ جب بھائی فون پر گفتگو کرتے تو یہ ریچھ رک جاتا اور جب بھائی فون بند کر کے جیب میں ڈالتے تو ریچھ پھر سے چل پڑتا اور پھر جب دونوں بھائی اپنے انوکھے گائیڈ کی راہنمائی میں چلتے چلتے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تو دونوں بھائیوں کو راستے کی سمجھ لگ گئی بھائیوں کو جس طرف جانا تھا ادھر کو مڑ گئے، انھوں نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو ریچھ جنگل میں غائب ہو چکا تھا۔

[مأخذ: ماہنامہ مجلہ الدعوة دسمبر ٢٠٠٦ء]

بد دعا

محمد فیصل رفیق...... چونیاں

خالد بن حراش بن عجلان فرماتے ہیں کہ میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا، وہاں میں نے دیکھا کہ ایک نابینا شخص بھی بیت اللہ کے طواف میں مصروف ہے اور یہ کہہ رہا ہے:

''الٰہی! مجھے بخش البتہ مجھے یہ دکھائی نہیں دیتا کہ تو ایسا کرے گا۔''

میں نے اس نابینا شخص سے کہا:

''ارے تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو؟''

''اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی بات کہہ رہے ہو جو تجھے زیب نہیں دیتی۔''

اس نے کہا:

''جناب! میرے ساتھ بڑا ہی عجیب حادثہ پیش آیا ہے، میں اور میرے ایک ساتھی نے قسم کھائی تھی کہ اگر حضرت عثمان ؓ شہید کر دیے گئے تو ہم اس کے چہرے پر ضرور تھپڑ ماریں گے، ہم حضرت عثمان ؓ کے گھر میں داخل ہوئے، دیکھا کہ اس کا سر اس کی بیوی کی گود میں ہے، میرے ساتھی نے کہا کہ اس کے چہرے سے کپڑا ہٹاؤ، بیوی نے کہا کیوں؟ اس نے کہا میں نے چہرے پر تھپڑ مارنے کی قسم کھا رکھی ہے۔''

سیدنا عثمان ؓ کی بیوی نے کہا:

''شرم کرو، حیا کرو، رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں جنت کی بشارت دی ہے اور تم پھر بھی ظلم کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟''

میرا ساتھی شرما گیا اور تھپڑ مارے بغیر واپس چلا گیا۔

پھر میں آگے بڑھا، میں نے کہا:

''ان کے چہرے سے کپڑا ہٹاؤ، آپ کی بیوی نائلہ ؓ نے مجھے بھی اسی قسم کا بڑی سختی سے جواب دیا۔ لیکن میں نے آگے بڑھ کر ان کے چہرے پر تھپڑ مار دیا...... آپ ؓ کی بیوی نے بددعا دیتے ہوئے کہا تیرا ستیاناس ہو، تیرا کچھ نہ رہے، یہ تو نے کیا کر دیا؟ اللہ تیرا ہاتھ سکھا دے، تجھے اندھا کر دے، تیرا گناہ معاف نہ کرے۔''

اس شخص نے بتایا کہ میں گھر کے دروازے سے ابھی نکلا نہیں تھا کہ میرے ہاتھ پر فالج کا حملہ ہوا، جس سے میرا ہاتھ سوکھ گیا۔ میں وہیں کھڑا تھا کہ اچانک اندھا ہو گیا۔ اب میرا خیال ہے کہ اللہ میرا گناہ کبھی معاف نہ کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو برے انجام سے بچائے۔ (آمین)

چار قسم کے دل

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

دل چار قسم کے ہیں۔

۱۔ ایک تو پاکیزہ دل جو روشن چراغ کی طرح چمک دار ہوتا ہے۔

۲۔ دوسرا وہ دل جو غلاف آلودہ ہے ۳۔ تیسرا وہ دل جو الٹا ہے

۴۔ چوتھا وہ دل جو مخلوط ہے

پہلا دل تو مومن کا ہے جو پوری طرح نورانی ہے۔...... دوسرا کافر کا ہے جس پر پردے پڑے ہوئے ہیں...... تیسرا دل خالص منافقوں کا ہے جو جانتا ہے اور انکار کرتا ہے...... چوتھا دل اس منافق کا ہے جس پر ایمان اور نفاق دونوں جمع ہیں، ایمان کی مثال اس سبزے کی طرح ہے جو پاکیزہ پانی سے بڑھ رہا ہے اور نفاق کی مثال اس پھوڑے کی طرح ہے، جس میں پیپ اور خون بڑھتا ہی جاتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر، جلد ۱)

محمد وسیم طاہری...... بلدیہ ٹاؤن کراچی

لاشوں کا ڈھیر

اخت عبدالرحمن ..... موڑ کھنڈا

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق ؓ جو کافی دنوں سے کسی گہری سوچ میں گم تھے، بالآخر سوچنے کے بعد انھوں نے اپنی فوج کے جرنیلوں کمانڈروں اور شہ سواروں کو طلب کیا۔ جب یہ سب جمع ہو گئے تو انھوں نے مجاہدین کو اللہ کی حمد و ثناء کے بعد اپنی سوچ کے متعلق آگاہ کیا اور کہا:

"میرے عظیم مجاہدو! مجاہد کا کام صرف جہاد، شوق شہادت اور فتح و کامیابی کے بعد اجر و ثواب کا ہوتا ہے، سو جس طرح تم نے، مناذر، اور سوس کو فتح کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم سجستان کے بھی فاتح کہلاؤ، میں سجستان کی طرف لشکر روانہ کرنا چاہتا ہوں بتاؤ تمھاری کیا رائے ہے؟"

سب مجاہدین نے بیک زبان ہو کر کہا:

"امیر المومنین آپ حکم تو کر کے دیکھیں، ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔"

امیر المومنین نے جب اپنے مجاہدین سے یہ سنا تو بہت خوش ہوئے اور ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا پھر مجاہدین سے مخاطب ہوئے، میرے مجاہدو میں اپنی طرف سے ربیع بن زیاد ؓ کو اس لشکر کا امیر مقرر کرتا ہوں کیا تم اس کو قبول کرو گے، سب نے کہا:

"امیر المومنین بالکل ربیع بن زیاد ؓ لائق ہے کہ اسے ہمارا امیر مقرر کیا جائے اور ہم سب اپنے اس قائد کو خوشی سے قبول کرتے ہیں۔"

اس کے بعد لشکر اسلام سیدنا ربیع بن زیاد ؓ کی قیادت میں روانہ ہونے کے لیے تیار ہوا کہ ہمارا اللہ ضرور ہمیں فتح کامیابی سے لوٹائے گا۔

اور پھر ربیع ؓ اپنا لشکر لے کر سجستان کی راہوں کی طرف نکل پڑے رستے کی ساری تکلیفوں کو نظر انداز کرتے اور اللہ کا نام لیتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے حتیٰ کہ راستے میں ایک ایسا خوفناک جنگل بھی آیا جس کی لمبائی تقریب دو سو پچیس میل تھی اور اس کو وحشی جانور بھی عبور کرنے سے کتراتے تھے، پھر جیسے ہی یہ جنگل ختم ہوا تو لشکر اسلام کو سامنے ایک خوبصورت شہر نظر آیا، امیر لشکر نے ذہانت سے کام لیا اور اپنے لشکر کو جنگل کے ختم ہوتے ہی سجستان کی سرحد پہ روک لیا اور اپنے جاسوس شہر کی طرف یہ کہہ کر روانہ کر دیے کہ پتا چلاؤ یہ کونسا شہر ہے اور کیسا ہے ربیع ؓ کے جاسوس جاسوسی کر کے جلد ہی واپس لوٹ آئے اور اپنے امیر کو شہر کے متعلق ساری خبروں سے آگاہ کیا اور بتایا کہ یہ شہر رستاق زائق ہے اور یہ بڑے بڑے محلات اور عالیشان قلعوں پر مشتمل ہے اس میں پھلوں کی کثرت ہے اور مال دولت کی ریل پیل بہت زیادہ ہے دوسری بات یہ ہے کہ رستاق زائق کے لوگ عنقریب ایک سالانہ تقریب منعقد کر رہے ہیں جس میں ہر فرد انتہائی شوق سے حصہ لیتا ہے، امیر لشکر نے جب تقریب کا سنا تو ادھر ادھر بکھرے ہوئے مجاہدین کو اکٹھا کیا تو انھوں نے شہر میں ہونے والی تقریب کی خبر دی اور ہدایت کی کہ جب تک یہ تقریب شروع نہ ہو گی ہم میں سے کوئی ایک بھی شہر میں داخل نہ ہو گا، میرا تو یہ خیال ہے کہ جیسے ہی یہ تقریب شروع ہو گی ہم ان پر حملہ کر دیں گے تمھارا کیا خیال ہے ایسا ہونا چاہیے کہ نہیں! سب نے خوشی سے کہا، امیر محترم جس طرح آپ کہہ رہے ہیں، ہمیں ایسا ہی منظور ہے بس آپ ہمیں حکم کر کے دیکھیں پھر دیکھیں ہم کیا کرتے ہیں۔

اس کے بعد امیر لشکر نے اپنے جاسوسوں کو شہر پہ کڑی نظر رکھنے کا حکم کیا اور کہا کہ جیسے ہی تقریب شروع ہو ہمیں خبر دینا ابھی چند دن ہی ہوئے تھے کہ تقریب شروع ہو گئی، امیر لشکر کے جاسوسوں نے آ کر خبر دی، امیر محترم شہر کے لوگ تقریب کی رنگ رلیوں میں مصروف ہو چکے ہیں، آپ جو کرنا چاہتے ہیں کریں، امیر لشکر ربیع بن زیاد ؓ نے یہ سنا تو جلدی سے لشکر اسلام کو منظم کیا اور اچانک ان پر حملہ کر دیا، جس کی وجہ سے وہ حواس باختہ ہو گئے، ابھی وہ سنبھل بھی نہ پائے تھے کہ مجاہدین نے انھیں تہہ تیغ کر دیا اور بیس ہزار کو گرفتار کر کے رکھ لیا، گرفتار ہونے والے لوگوں میں شہر کا گورنر بھی تھا انھی قیدیوں میں اس کے اہل خانہ اور غلام بھی تھے، اس کے غلاموں نے تین لاکھ درہم اکٹھے کر کے اپنے آقا کی خدمت میں پیش کیے۔ اتنی زیادہ رقم دیکھ کر ربیع ؓ نے پوچھا:

"یہ رقم کہاں سے آئی ہے؟"

انھوں نے کہا:

"یہ ہمارے آقا کی ایک بستی سے اکٹھی ہوئی ہے۔"

پھر آپ ؓ نے پوچھا:

"کیا ہر سال ایک بستی سے اتنا مال اکٹھا ہوتا ہے۔"

آپ نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ صرف ایک بستی سے اتنا مال اکٹھا ہو غلام نے کہا:

"یہ ہمارے کلہاڑوں، درانتوں اور خون پسینے سے اکٹھا ہوتا ہے۔"

اب امیر لشکر نے ان کے مال و دولت پہ کڑی نظر رکھنی شروع کر دی، جب لڑائی کا زور ٹوٹا تو گورنر نے سوچا کیوں نہ مسلمانوں سے صلح کر لی جائے اور فدیہ دے کر آزادی حاصل کر لی جائے، اس کے بعد گورنر ڈگمگاتے ہوئے قدموں سے مسلمانوں کے امیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی جناب والا میں اپنی اور اپنے اہل خانہ کی طرف سے فدیے کی پیش کش کرتا ہوں آپ مہربانی فرما کر اسے قبول فرمائیں، ربیع بن زیاد ؓ نے کہا، ہاں! اگر تم مسلمانوں کے لیے وافر مقدار میں فدیہ دے سکتے ہو تو ہم تمھاری اس پیشکش کو ضرور قبول کریں گے، سردار نے پوچھا:

"تم کتنا فدیہ چاہتے ہو؟"

امیر لشکر کیونکہ ان کے مال و دولت سے واقف ہو چکے تھے، اس لیے ان سے کہا یہ میرے ہاتھ میں نیزہ ہے میں یہ زمین میں گاڑ دیتا ہوں تم اس کے اردگرد اتنا سونا اور چاندی رکھو، جس سے یہ نیزہ چھپ جائے پہلے تو وہ ٹکٹکی لگائے ربیع ؓ کے چہرے کو دیکھنے لگا کہ اس کو ہمارے خزانوں کا علم کیسے ہوا، پھر اس نے کہا:

"مجھے منظور ہے۔"

وہ اٹھا اور اپنے خزانوں کے منہ مسلمانوں کے لیے کھول کر نیزے کے اردگرد سونے چاندی کا اتنا ڈھیر لگا دیا جس سے نیزہ چھپ گیا، اس کے بعد ربیع ؓ کے حکم پر اسے اور اس کے اہل خانہ کو رہا کر دیا گیا۔

یہاں کی کامیابی کے بعد ربیع ؓ اپنے کامیاب لشکر کو لے کر سرزمین سجستان کی طرف روانہ ہو گئے، سجستان میں داخل ہوتے ہی قلعے والے پے در پے لشکر اسلام کے گھوڑوں کے سموں کی تھاپ سن کر ان کے قدموں میں یوں گرنے لگے، جیسے موسم خزاں میں تیز آندھی سے پتے گرتے ہیں، ادھر امن کے متلاشی شہروں اور بستیوں کے لوگ سرنگوں ہو کر لشکر اسلام کا استقبال کرنے لگے کہ کہیں ان کے چہرے بھی تلواروں کی زد میں نہ آ جائیں، ربیع ؓ اسی طرح علاقوں کو فتح کرتے ہوئے، سجستان کے شہر دارالحکومت "زرنج" میں پہنچنے میں کامیاب ہو گئے، یہاں دشمن اسلام کو خبر مل چکی تھی کہ لشکر اسلام کامیاب ہوتا ہوا شہر میں داخل ہو رہا ہے، دشمن اسلام نے لشکر اسلام کے مقابلے کے لیے بہت زیادہ تیاری کر رکھی تھی، لڑائی کے لیے مسلمانوں کے خلاف لشکر جرار ترتیب دے رکھا تھا، مقابلے کے منتخب شہ سواروں کو مقدمۃ الجیش میں رکھا گیا، دشمن نے اس بات کا پورا پورا اہتمام کیا ہوا تھا کہ دارالحکومت کو مسلمانوں کی یلغار سے محفوظ رکھا جائے گا اور اس کا پوری طاقت سے دفاع کیا جائے گا اور دارالحکومت پر مسلمانوں کے حملے کو پسپا کر کے رکھ دیا جائے گا۔ خواہ اس کے لیے ہمیں کتنی ہی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑے۔ ربیع ؓ کو بھی ان کی تیاری کا علم ہو چکا تھا، انھوں نے اپنے لشکر کو ایک بار پھر نئے سرے سے منظم کیا اور دشمن کی صفوں میں گھس گئے پھر گھمسان کا رن پڑا اور دونوں طرف سے لاشے گرنے لگے، لیکن اللہ کی مدد سے مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا، مسلمانوں کی فتح کے آثار جب قوم کے سردار پر ظاہر ہوئے تو اس نے ربیع ؓ سے صلح کو ہی غنیمت جانا وہ اس لیے کہ اس علاقے کی حکمرانی اس کے ہاتھ سے نہ چھن جائے اور اپنی قوم کے لیے بہتر شرائط پر صلح کرنے کے لیے کامیاب ہو سکے اس نے اپنی طرف سے ایک قاصد کو مسلمانوں کے امیر کے پاس بھیجا تا کہ وہ اس سے ملاقات کے لیے ٹائم لے سکے اور اس ملاقات میں صلح کے لیے آمادہ کر سکے، امیر لشکر نے اس کے آنے کی وجہ پوچھی تو اس نے ساری بات کھول کر بیان کر دی، ربیع ؓ نے کہا ہم آپ کی اس پیشکش کو قبول کرتے ہیں اور ہم آپ کے سردار سے ملاقات کے لیے تیار ہیں آپ اپنے سردار کو ہمارے پاس بھیج سکتے ہیں، قاصد اٹھا اور چل دیا۔

قاصد کے روانہ ہوتے ہی ربیع بن زیاد ؓ نے مجاہدین کو اکٹھا کیا اور کہا کہ اس قوم کا سردار پرویز ہم سے صلح کے لیے آ رہا ہے، تم نے اس کے راستے میں اس کی فوج کے لاشوں کو بکھیرنا ہے اور جہاں ہم نے بیٹھ کر گفتگو کرنی ہے وہاں اس کے شہ سواروں کی لاشوں کے ڈھیر لگانے ہیں، یہ سنتے ہی مجاہدین جوش میں آ کر اٹھے اور دشمن کی لاشوں کو گھسیٹ گھسیٹ کر پرویز کی راہ میں پھینک کر اس کا راستہ سجانے لگے، پھر جہاں اس نے آ کر بیٹھنا تھا وہاں اس کے شہ سواروں کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیے۔

سیدنا ربیع بن زیاد ؓ لمبے قد، گندمی رنگت اور مضبوط جسم کے مالک تھے، ان کا چہرہ بھی اس قدر پر ہیبت تھا کہ دیکھنے والا خوفزدہ ہو جاتا، اس لیے جب پرویز...... ربیع ؓ کے پاس آیا تو بہت خوفناک منظر بنا ہوا تھا، یہ دیکھتے ہی اس کے جسم میں خوف سے کپکپاہٹ طاری ہو گئی، اپنے قریب لاشوں کے ڈھیر دیکھ کر اس کا دل ڈوبنے لگا، اس میں یہ ہمت ہی نہ رہی کہ وہ ربیع ؓ کے قریب ہو سکے اور وہ اتنا خوف زدہ ہوا کہ مصافحہ کرنے کے لیے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکا وہ چند قدم دور سے ہی ہکلاتی ہوئی آواز میں یوں گویا ہوا...... عا عا عالی...... ج ج ج ناب (عالی جناب) میں آپ کی خدمت میں صلح کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں اور اس موقع پر ایک ہزار غلام اس شکل میں پیش کرتا ہوں کہ ہر غلام کے سر پر سونے کا ایک پیالہ ہو گا۔ ربیع نے اس کی اس پیشکش کو قبول کرتے ہوئے مصالحت کر لی اور پھر دوسرے ہی دن ربیع بن زیاد ؓ اپنے لشکر کے ساتھ تکبیر و تہلیل کا دلآویز ترانہ گنگناتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے، یوں اللہ تعالیٰ نے سجستان کو فتح سے ہمکنار کرتے ہوئے، فتح کا تاج ربیع بن زیاد ؓ کے سر پہ سجا دیا۔

[بحوالہ: حیاتِ صحابہ کے درخشاں پہلو]

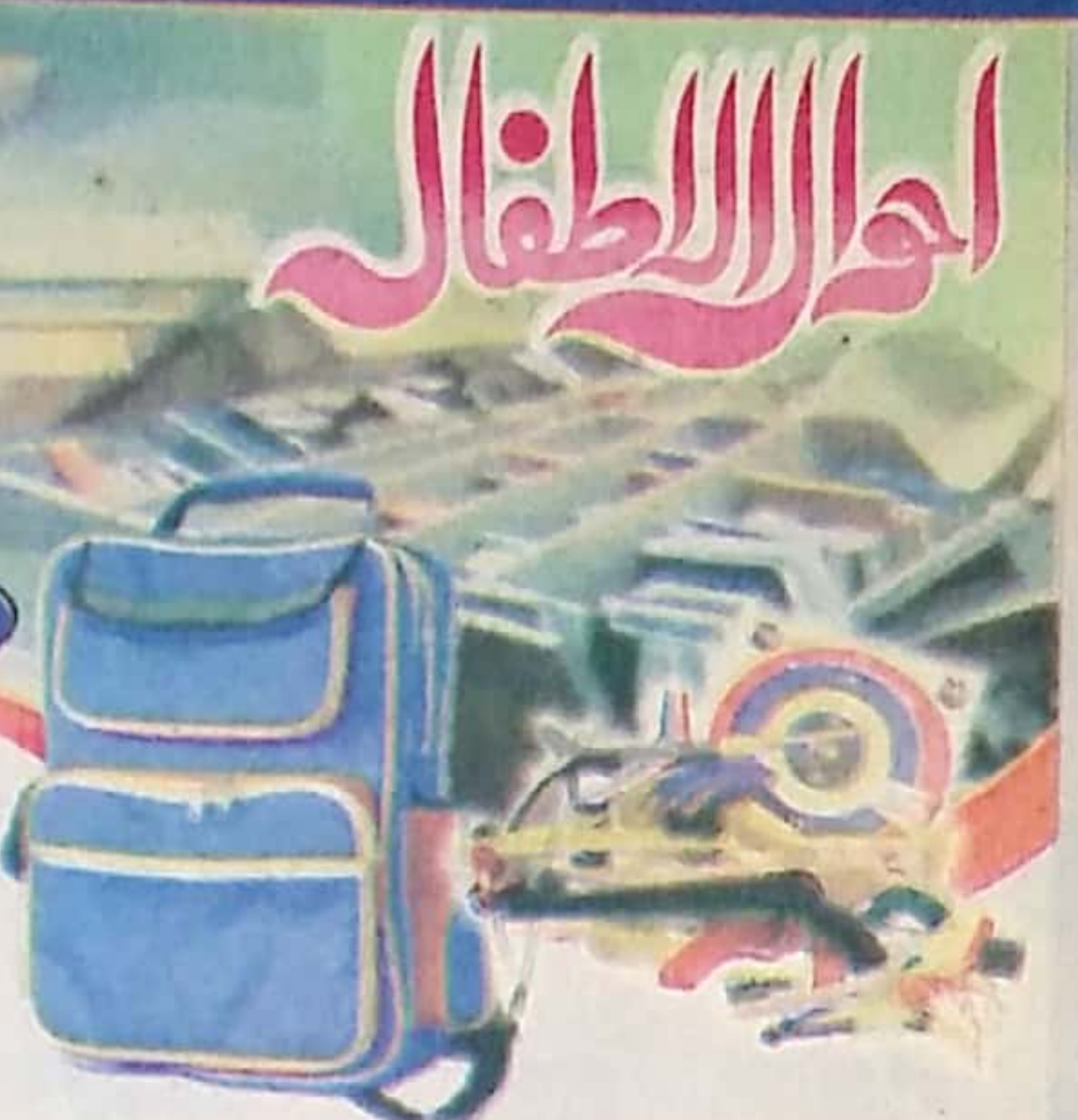

احوال الاطفال

مسلے ہوئے پھول

محمد الیاس حامد

جنگ اپنے ساتھ بے شمار تکلیفیں، دکھ، درد اور زخم لے کر آتی ہے، جنگ کی تکلیف اور سنگینی کا اس کو ہی احساس ہو سکتا ہے جو اس کی تباہ کاریوں سے متاثر ہوا ہو، عراق کی جنگ جو عراقی لوگوں پر بلا کسی جواز مسلط کی گئی، دنیا کے لالچ اور مفاد کو حاصل کرنے کے لیے ہزاروں جانوں سے کھیلا گیا لاکھوں لوگ اپنے گھروں سے محروم ہو گئے، زندگی کی بنیادی سہولیات پانی، بجلی وغیرہ سے محروم ہیں...... بے شمار زخمی اور ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء جنگ کی نذر کر چکے ہیں ان میں بہت ساری تعداد بچوں کی ہے، بچوں کی صورتحال انتہائی تشویشناک ہے، جنگ کی تباہ کاریوں سے بچے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔

ہسپتال یا تو تباہ ہیں اور جو صحیح ہیں وہاں طبی سہولیات نہ کافی ہیں، ڈاکٹر اور دوائیاں بھی بہت کم ہیں۔ دی انڈیپینڈنٹ جریدے کی رپورٹ میں جو جنوری 2007ء میں شائع ہوئی ہے اس میں سینکڑوں ڈاکٹروں نے جن کا تعلق یورپ اور دیگر ممالک سے ہے، انھوں نے کہا ہے کہ بہت سے زخمی اور بیمار بچے ہیں جن کا علاج کیا جا سکتا تھا لیکن وہ ویسے ہی موت کی آغوش میں جا رہے ہیں، سینکڑوں ڈاکٹروں نے تجویز دی ہے کہ بچے اپنے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء سے محروم ہیں، علاج نہ ہونے کی وجہ سے بچے نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ لہذا 2007ء میں برطانوی اور امریکی فوجوں کو عراق چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ صرف اسی طرح امن قائم ہو سکتا ہے اور عراقی اپنا ملک، انتظامیہ اور ہسپتال تعمیر کر سکتے ہیں اور اپنے بچوں کے زخم کی مرہم کر سکتے ہیں۔

عراق ایک ایسا ملک ہے جس کی نصف کے قریب آبادی 18 سال سے کم عمر افراد پر مشتمل ہے، دس لاکھ کے قریب بچوں کو جنگ کی مشکل زندگی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، وزارت تعلیم کے مطابق صرف 30 فیصد بچے سکول جا رہے ہیں ایسی صورتحال میں امریکی فوجی اپنی ہمدردیاں جتانے کے لیے عراقی بچوں میں کھلونے بانٹتے پھر رہے ہیں تاکہ اپنے ظلم و ستم کی جگہ نرم گوشہ پیدا کر سکیں یہ تو ایسے ہی کہ کسی کے منہ پر تھپڑ مارنے کے بعد کہا جائے مجھے تم سے بہت ہمدردی ہے۔ ایک جگہ بم برسا کر انھیں ہلاک کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف ان زخموں پر نمک پاشی کے لیے کھلونے دیے جا رہے ہیں۔

اسی طرح 55 عراقی بچوں کا ایک قافلہ علاج معالجے کے لیے ابوظہبی پہنچا، یہ بچے امریکی جارحیت کا شکار تھے، جن میں اکثر زخمی تھے یا وہ اپنے جسم کے کسی نہ کسی حصے سے محروم تھے۔ ان میں ایک سیف بھی تھا جو گھر میں تھا کہ اچانک امریکی طیاروں میں سے ایک کا بم ان کے گھر کے قریب گرا جس کی وجہ سے سیف کے ہاتھ ضائع ہو چکے تھے، ان بچوں کی عمر 15 سال سے کم تھی، بعض بچوں کو کینسر تھا اور کچھ دیکھنے اور سننے کی نعمت سے محروم تھے ابوظہبی میں ان کا علاج کیا جانا تھا۔

عراقی بچوں میں اکثریت اپنے سکول نہیں جا سکتے کیونکہ جنگ کے بعد ایسے حالات پیدا ہو چکے ہیں، جس کی وجہ بچے خوف زدہ ہیں جبکہ وہ بچے جو عراق سے باہر زندگی گزار رہے ہیں انھیں اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کی بہت فکر ہے، بھارت کے شہر دلی میں ایک عراقی بچوں کا سکول ہے یہاں کے طالب علم بھی اپنے عزیزوں کے لیے بہت فکر مند ہیں، اس سکول میں دیگر عرب بچے بھی زیر تعلیم ہیں۔

ان میں ایک بچی کا نام سیما ہے وہ عراق میں موجود اپنے رشتہ داروں کے متعلق بہت پریشان ہے سیما کا کہنا ہے، عراق میں ہونے والی جنگ انسانیت کے خلاف جنگ ہے اور دنیا میں موجود تمام لوگوں کو عراقی لوگوں کی مشکلات اور مصائب کا اندازہ ہونا چاہیے سیما کا کہنا ہے کہ: رونے سے انسان کمزور ہوتا ہے ہم روتے نہیں بلکہ ہم نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا ہے، سیما کے ہم جماعتی علی کے بھی اس طرح کے جذبات تھے جن کا اس نے اظہار کیا اور کہا کہ عراق میں ہر چیز کو تباہ کیا جا رہا ہے۔

انعام یافتہ

میرا پسندیدہ شعر

مسلم حکمرانو! اب تو تم بیدار ہو جاؤ
بہت لوٹا گیا تم کو سب اب ہشیار ہو جاؤ
کہیں پر اک مسلماں بھی گھر جائے مصیبت میں
تو آنا چاہیے پوری امت مسلم کو حرکت میں

عبداللہ اکرام، مریم اکرام......صادق آباد

جو حاجت مند خود ہو وہ نہیں حاجت روا ہوتا
جسے مشکل آئے خود کو وہ نہیں مشکل کشا ہوتا
جو عابد خود ہو لوگو! وہ نہیں معبود ہو سکتا
شریعت مصطفیٰ کے اندر بشر مسجود نہیں ہوتا

اسامہ اکرام......صادق آباد طالب ڈنڈی

میرے لیے وہ ماں جو دعائیں کرتی تھی
یاد آتی ہے ہر روز نکلتے ہوئے گھر سے

ایک ہاتھ سا رہتا تھا جو دعا کی طرح سر پر
سایہ تھا وہ ماں کا جو اٹھ گیا سر سے

محمد طیب سعید......جھنگ

اے خاک نشینو اٹھو، وہ وقت قریب آ پہنچا ہے
جب تخت اچھالے جائیں گے، جب تاج گرائیں جائیں گے
اب ٹوٹ گریں گی زنجیریں، اب زندانوں کی خیر نہیں
جو دریا جھوم کے اٹھے ہیں، تنکوں سے نہ ٹالیں گے

عبدالمنان......سرگودھا

سال بھر خانہ معبود میں دیکھا جا کر
سر بسجدہ کوئی دو ایک ہی انسان نکلے
میں نے سمجھا تھا مسلماں یہاں کم ہیں مگر
عید کے دن تو مسلماں ہی مسلماں نکلے

انتخاب: بنت ماسٹر عبدالغفور زاہد......فیصل آباد

ہمیں خبر ہے کہ ہم ہیں چراغ آخر شب
ہمارے بعد اندھیرا نہیں، اجالا ہے

شہریم راجا......جھڈو سندھ

ہم بھی بیٹھیں سر راہ سجائے ہوئے زخم
ہو جو ممکن تو ادھر سے بھی ذرا ہو جانا

ابوطلحہ ابوبکر صدیق

کشمیر کا چمن جو مجھے دلپذیر ہے
اس باغ جانفزا کا یہ بلبل اسیر ہے
ورثے میں آئی ہے ہم کو آدم کی جائداد
جو ہے وطن ہمارا وہ جنت نظیر ہے

بشریٰ حنیف......بادامی باغ لاہور

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میدان سے اکھڑ جاتے تھے
تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تلوار کیا چیز ہے ہم توپ سے لڑ جاتے تھے

حفصہ بنت مقبول احمد......بادامی باغ لاہور

جو تجھ سے ہو سکے گا کرتا جائے بے رحم حاکم
حق بھی کبھی مٹا ہے یوں یہ تیری بدگمانی ہے

حمیرا بنت مقبول احمد......بادامی باغ لاہور

اوروں کے لیے رکھتے ہیں جو پیار کا جذبہ
وہ لوگ کبھی ٹوٹ کے بکھرا نہیں کرتے

عائشہ شفیق......ضلع بھکر

جس دین نے غیروں کے تھے دل ملائے
اس دین میں خود بھائی سے بھائی بھی جدا ہے

حافظ فوزیہ بنت سلیم......لاہور

ایک سلام کئی فائدے

نام نہیں لکھا

آپ ایک دوسرے سے ملتے وقت دن میں کئی بار اسلام علیکم کہتے ہیں، کیا کبھی ایک بار بھی آپ نے غور کیا ہے کہ اس کے کونسے اور کتنے فائدے ہیں، اگر نہیں تو میں آپ کو بتاتی ہوں، یہ ایک انمول نسخہ ہے، جس کو خلوص و آسانی کے ساتھ اگر باقاعدہ استعمال کیا جائے تو درج ذیل فائدے ہوتے ہیں:

رابطہ:

یہ ایک دوسرے سے رابطے کرنے میں مدد کرتا ہے، جب آپ کسی سے بات کرنے سے پہلے السلام علیکم کہتے ہیں تو اس سے آپ کے رابطے کی ابتدا ہو جاتی ہے، اور پھر آپ اپنی بات کا آغاز کرتے ہیں۔

دعا:

جب آپ کسی سے السلام علیکم کہتے ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ پر سلامتی ہو، یعنی آپ اسے ایک طرح سے یہ دعا کرتے ہیں، جس سے آپ کی اس شخص کے متعلق نیک خواہشات کا اظہار ہوتا ہے، اس طرح وہ شخص بھی آپ کو جواباً وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر دعا دیتا ہے۔

شناخت:

اس سے آپ کی شناخت ہوتی ہے کہ آپ مسلمان ہیں، کیونکہ یہ مسلمان کا ہی سلام ہے۔

تجدید عہد:

السلام علیکم کہہ کر آپ حقیقت میں اس عہد کو دہرا رہے ہوتے ہیں کہ میں ایک ایسے مذہب سے تعلق رکھتا ہوں، جس کی ایک بنیادی شرط ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں، جس سے آپ کی امن پسندی ظاہر ہوتی ہے۔

غصہ میں کمی:

اگر آپ کسی شخص سے ناراض ہیں اور آپ کو السلام علیکم کہنا ہے تو اس طرح اس شخص سے متعلق آپ کے غصہ میں کسی حد تک کمی آتی ہے، اس طرح سے اگر آپ سے کوئی شخص خفا ہے اور آپ اسے السلام علیکم کہتے ہیں تو یقیناً اس کے غصے میں کمی آ جاتی ہے۔

ثواب:

السلام علیکم کہنے سے ۲۰ نیکیوں کے حقدار بن جاتے ہیں اور جواب دینے یعنی وعلیکم السلام کہنے والا ۱۰ نیکیوں کا حقدار بن جاتا ہے اور السلام علیکم کے ساتھ و رحمۃ اللہ کا اضافہ کرنے سے دس مزید نیکیوں کے ثواب اور پھر السلام علیکم و رحمۃ اللہ کے ساتھ وبرکاتہ کے الفاظ سے آپ مزید دس نیکیوں کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔

باہمی تعلقات میں اضافہ:

اگر آپ کسی اجنبی کو بھی روزانہ السلام علیکم کہیں، تو ایک دن وہ آپ کا دوست بن جائے گا، اس طرح یہ باہمی تعلقات میں بھی اضافے کا باعث بنتا ہے، کیوں! ہے ناں انمول نسخہ

گلدستہ احادیث

① "جب سورج غروب ہو جائے تو اپنے بچوں کو روک لیا کرو پس بے شک یہ ایسا وقت ہے کہ اس میں شیطان پھیل جاتے ہیں۔" (جامع ترمذی)

② "جب کھانا (دسترخوان پر) رکھ دیا جائے تو تم اس کے کناروں سے کھاؤ اور اس کے درمیان کو چھوڑ دو، پس بے شک برکت اس کے درمیان نازل ہوتی ہے۔" (بیہقی)

③ "اگر کھڑا ہو کر پینے والا یہ جان لے کر کھڑے ہو کر پینے کا کتنا گناہ ہے تو البتہ وہ ضرور قے کر دے گا؟" (ترمذی)

④ "رسول اللہ ﷺ نے کھانے اور پینے کی چیزوں پر پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔" (مسند احمد)

⑤ "بے شک اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے پر خوش ہوتا ہے جو کھانے اور پینے کے بعد اللہ کی حمد وثنا بیان کرتا ہے۔" (مسند احمد)

⑥ "جب تم میں سے کسی ایک کا لقمہ گر جائے تو وہ اسے صاف کرے اور کھا لے اور وہ اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔" (صحیح مسلم)

فوزیہ مقبول......نیو کیمپس لاہور

ذہانت

دو آدمی قاضی کی عدالت میں کھڑے تھے، ان میں سے ایک نے دعویٰ کیا کہ میں نے اپنے ساتھی کو مال بطور امانت دیا تھا، جب میں نے مطالبہ کیا تو اس نے دینے سے انکار کر دیا۔ قاضی نے مدعی علیہ سے امانت کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا میں نے مال لیا ہی نہیں۔ یہ جھوٹ بول کر مجھے بدنام کر رہا ہے، اس کے پاس کوئی دلیل ہے تو پیش کرے ورنہ میں قسم دینے کے لیے تیار ہوں، قاضی نے مدعی سے پوچھا:

''تو نے اسے کس جگہ مال بطور امانت دیا تھا؟''

اس نے کہا:

''یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک بڑا درخت ہے ہم نے پہلے اس کے سائے میں بیٹھ کر کھانا کھایا اور پھر میں نے اپنا مال اس کے سپرد کیا۔''

قاضی نے کہا:

''تم ابھی وہاں جاؤ، شاید تمھارا مال وہیں کہیں پڑا ہوا ہو، اس جگہ کا جائزہ لے کر سیدھا میرے پاس آنا۔''

وہ شخص چلا گیا، قاضی نے مدعی علیہ سے کہا:

''اپنے ساتھی کی واپسی تک میرے پاس بیٹھے رہو۔''

وہ چپ سادھ کر وہاں بیٹھا رہا، قاضی دیگر مقدمات نمٹانے میں مصروف ہو گیا، مقدمات کی سماعت کے دوران چھپی ہوئی نگاہوں سے کبھی کبھی مدعی علیہ کی طرف بھی دیکھ لیتا، تاکہ اس کے چہرے کے تاثرات جانچ سکے۔ وہ شخص بالکل آرام و سکون سے بیٹھا تھا۔ قاضی سماعت کے دوران یکدم اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا:

''آپ کا کیا خیال ہے وہ اس جگہ پہنچ چکا ہوگا جہاں اس کا دعویٰ ہے کہ اس نے مال تیرے سپرد کیا تھا؟''

اس نے بے خیالی میں جواب دیا:

''نہیں وہ جگہ یہاں سے کافی دور ہے ابھی وہ رستے میں جا رہا ہوگا۔''

قاضی نے غضبناک ہو کر کہا:

''کمبخت کمینے تو مال لینے کا انکار کرتا ہے اور اس جگہ کا اعتراف کرتا ہے جہاں تو نے مال لیا تھا تو خائن، جھوٹا اور بددیانت ہے۔''

اخت عبدالرحمن نذیر...... جاہن

وہ اچانک یہ حملہ دیکھ کر خوف سے کانپنے لگا اور اس نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا اور امانت واپس کر دی۔

ننھے مجاہدو! کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ ذہانتوں کے پیکر قاضی کون تھے؟ یہ خدا ترس امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کے انتخاب تھے۔ انھوں نے ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ کو بصرے کا قاضی مقرر کیا۔ ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ کی ذہانت، فطانت اور ذوفہمی ضرب المثل تھی۔ آپ کی ذہانت کی خبر سن کر ہی امیر المومنین نے آپ کو بصرے کا قاضی مقرر کیا۔ لوگ علمی اور دینی امور میں پیش آمدہ مشکلات کے حل کے لیے ان کے پاس آنے لگے۔ بعض معلومات کے لیے اور بعض مباحثے میں مدمقابل پر غالب آنے کے لیے آپ سے علمی نکتے معلوم کرتے۔ ایک کسان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے پوچھا:

''اے ایاس کیا شراب حرام ہے۔''

فرمایا: ''ہاں!''

اس نے کہا:

''پھل اور پانی کو آگ پر پکایا گیا ہے اصل میں یہ دونوں حلال ہیں، پھر آگ پر پکانے سے حرام کیسے ہو گئے، حالانکہ ان میں کسی حرام شئے کی آمیزش نہیں۔''

ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ نے اس سے کہا:

''اگر میں پانی کا چلو تجھے دے ماروں کیا اس سے تجھے تکلیف ہو گی۔''

اس نے کہا: ''نہیں۔''

''اگر مٹی کی ایک مٹھی تجھے دے ماروں، اس سے تجھے تکلیف ہو گی؟'' کہا: ''نہیں!''

فرمایا: ''نہیں۔''

فرمایا: ''اگر توڑی کی ایک مٹھی تجھے ماروں کیا اس سے تجھے تکلیف ہو گی۔'' کہا: ''نہیں!'' فرمایا: ''اگر میں توڑی، مٹی اور پانی ملا کر ایک ڈھیلا بناؤں اور پھر دھوپ میں اسے خشک کر کے تجھے دے ماروں کیا تجھے تکلیف ہو گی۔'' اس نے کہا: ''ضرور ہو سکتا ہے اس کے ذریعے تم مجھے قتل بھی کر دو۔'' فرمایا: ''بس یہی مثال شراب کی ہے جب اجزاء کو ملا کر اسے آگ کی آنچ دی جاتی ہے اس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔''

[حیات تابعین کے درخشاں پہلو از محمد احمد غضنفر]

مسکراہٹیں

انگور مزیدار تھے

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو چھوٹی عمر میں ہی دین سے بہت لگاؤ تھا، آپ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ سے بہت محبت تھی آپ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھتے اور منبر کے پاس بیٹھ کر آپ ﷺ کے ارشادات سنتے۔ ان خوبیوں کی وجہ سے نبی ﷺ بھی ان سے بہت شفقت فرماتے۔ ایک مرتبہ طائف سے انگور آئے تو رسول اللہ ﷺ نے بڑی محبت سے ان کو بلا کر انگوروں کے دو خوشے (گچھے) عطا فرمائے اور فرمایا یہ ایک تمھارا ہے اور ایک تمھاری والدہ کا ہے۔ گھر جا کر اس کو دے دینا، نبی ﷺ کے یہ (ننھے) صحابی آپ ﷺ کا تحفہ لے کر چلے تو اپنا حصہ راستہ میں ہی کھا لیا مزا آیا تو اپنی والدہ کا حصہ بھی راہ ہی میں ہضم کر گئے، کچھ دن بعد رحمت عالم ﷺ نے پوچھا کہ کیوں بیٹا انگوروں کا خوشہ اپنی والدہ کو دے دیا تھا، تو انھوں نے سچ سچ کہہ دیا اللہ کے رسول ﷺ انگور بڑے مزیدار تھے وہ تو سارے میں خود ہی راستے میں کھا گیا تھا، رسول ﷺ یہ سن کر مسکراتے ہوئے بڑی شفقت سے ان کا کان پکڑا اور فرمایا:

''یا غدار (بڑے مکار ہو) اپنی والدہ کا حصہ بھی چٹ کر گئے ہو۔'' (بحوالہ: رسول اللہ ﷺ کی مسکراہٹیں)

محمد شہزاد، محمد فیصل رفیق...... چونیاں

خاص جوڑا

عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کپڑوں کے کچھ جوڑے یمن سے آئے، جن کو آپ نے لوگوں میں تقسیم کرنا چاہا، ان میں ایک جوڑا خراب تھا، آپ نے سوچا اسے کیا کروں یہ جس کو دوں گا وہ اس کے عیب دیکھ کر لینے سے انکاری ہوگا۔ آپ نے اس کو لیا اور اپنی نشست گاہ کے نیچے رکھ لیا اور اس کا تھوڑا سا پلہ باہر نکال دیا۔ دوسرے جوڑوں کو سامنے رکھ کر لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ اب زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ آئے، آپ تقسیم میں مصروف تھے اور اس جوڑے کو دبائے ہوئے تھے زبیر رضی اللہ عنہ نے اس جوڑے کو گھورنا شروع کر دیا اور بولے:

''یہ کیا ہے، اس میں کیا وصف ہے۔''

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم اس کو چھوڑ دو۔''

اب زبیر رضی اللہ عنہ نے مطالبہ کیا کہ یہ جوڑا مجھے دو۔

عمر رضی اللہ عنہ نے پختہ اقرار کر لیا اور یہ شرط طے کر لی کہ اسے قبول کرنا ہوگا اور پھر واپس نہ ہوگا تو نیچے سے نکال کر ان پر ڈال دیا، جب زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا تو وہ خراب نکلا تو کہنے لگے میں تو اس کو لینا نہیں چاہتا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''بس بس! اب ہم آپ کے حصہ سے فارغ ہو چکے ہیں، اس کو ان ہی کے حصے میں لگایا اور واپس لینے سے انکار کر دیا (یاد رہے کہ یہ فروخت کا مال نہ تھا، اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ خریدار پر عیب ظاہر کیا جائے یہ تو مفت کا معاملہ تھا)۔ [بحوالہ: کتاب الاذکیاء، از امام ابن جوزی]

طاہر منیر بن منیر

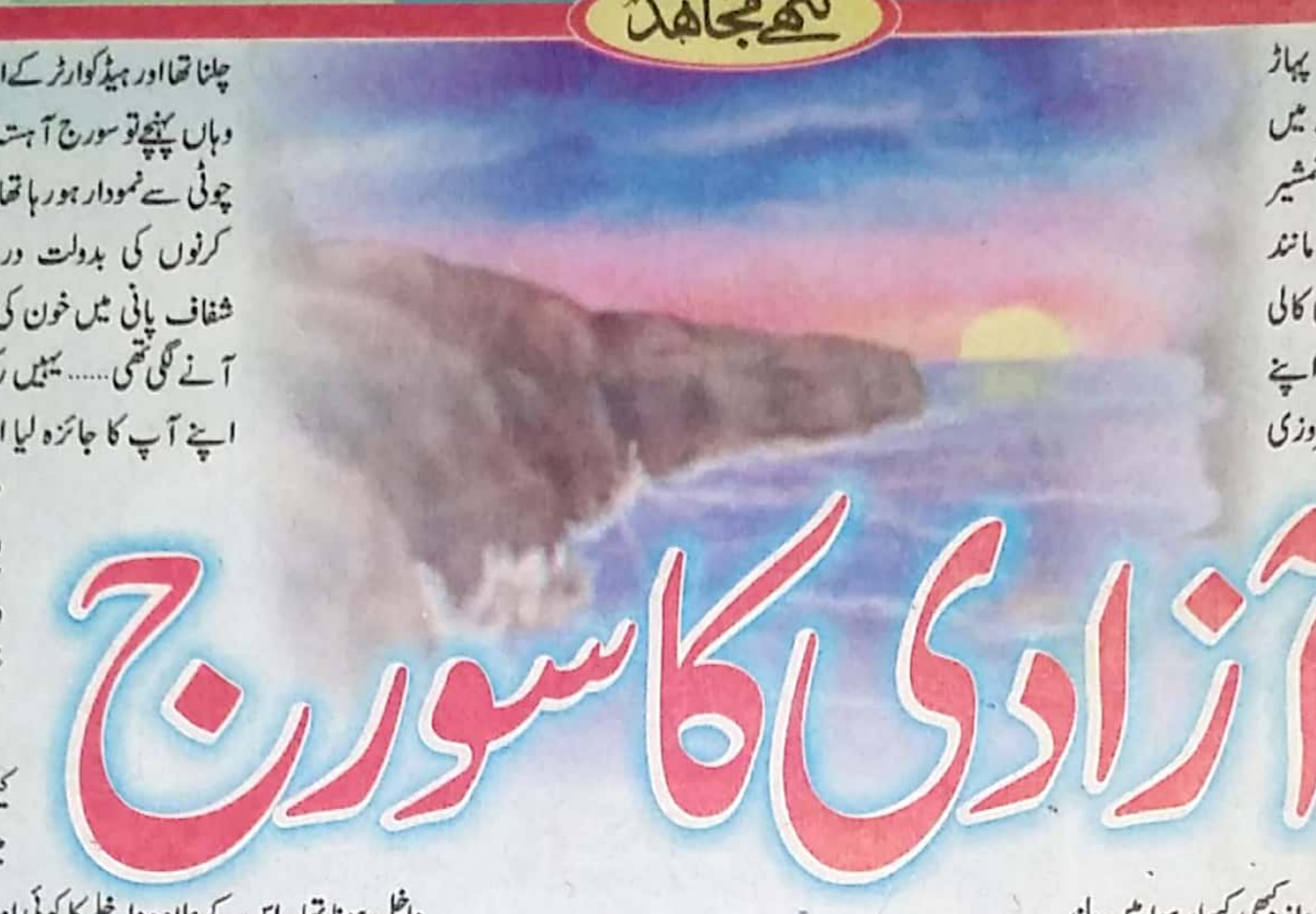

آزادی کا سورج

عبدالوارث ساجد

مارچ کے آخری دن تھے، پہاڑ برف کے اجلے شفاف لبادے میں لپٹے ہوئے تھے، خنک ہوا میں شمشیر کی تیزی تھی۔ رات پہلے کی مانند بہت زیادہ اندھیری تھی، تاریکی کالی ڈائن کی طرح چاروں طرف اپنے سیاہ پر پھیلا چکی تھی...... دور فیروزی آسمان پر تاروں کا قافلہ اپنا سفر طے کر رہا تھا...... سکوت کا یہ عالم تھا کہ ذرا سی آہٹ دور دور تک سنائی دیتی تھی، مینڈکوں اور جھینگروں کی آواز کبھی کبھار ہوا میں بلند ہوتی اور چاروں طرف پھیل جاتی۔ ہم اپنی ہائیڈ میں بیٹھے اپنے پلان کو آخری شکل دے رہے تھے، اپنے مشن کی کامیابی کے لیے ہمیں اسی اندھیری رات میں سفر کرنا تھا، یوں تو ہماری ہائیڈ اور انڈین بریگیڈ ہیڈ کوارٹر جو ہمارا ٹارگٹ تھا کے درمیان کوئی زیادہ فاصلہ نہ تھا، ہم بمشکل چار پانچ گھنٹے کی مسافت کے بعد اپنے ٹارگٹ پر باآسانی پہنچ سکتے تھے۔ مگر اندھیری رات اور دشوار گزار راستہ ہمارے درمیان حائل تھا، جو ہمارے لیے کسی بھی وقت مصیبت کا سبب بن سکتا تھا۔ اسی لیے ہم نے روانگی کا وقت رات بارہ بجے ترتیب دیا تھا، یہ کارروائی جان فدائی کارروائی تھی، اس میں جو بھی شرکت کرتا، اس کا ہیڈ کوارٹر سے بچ نکلنا بہت مشکل تھا۔ میں نے اور ابوہریرہ نے بڑی مشکل سے اپنے نام اس کارروائی کے لیے منتخب کروائے تھے۔

ہائیڈ میں موجود ہمارے سبھی ساتھیوں کو یقین تھا کہ ہماری شہادت لازمی ہے، اس لیے سبھی لڑکے ہمیں بار بار گلے مل رہے تھے، ہماری روانگی کے وقت کئی ایک کی آنکھوں میں جدائی کے آنسو بھی چھلک پڑے تھے۔ میں نے اور ابوہریرہ نے آخری نظر ساتھیوں پر ڈالی اور خدا حافظ کہہ کر اپنے مشن پر چل دیے۔

ہمارا سفر مختصر ضرور تھا مگر پر خطر بہت زیادہ تھا، چاروں طرف پھیلا ہوا اندھیرا اور جگہ جگہ منہ کھولے گہری کھائیاں ذرا سی بے احتیاطی پر ہمیں اپنے دامن میں سمیٹ سکتی تھیں، اس کے ساتھ ساتھ جگہ جگہ لگے ہوئے انڈین آرمی کے کیمپ ہمارے راستے کی بڑی دشواری تھے...... اس لیے ہم ہر قدم پھونک پھونک کر رکھ رہے تھے، اگر کہیں گہری کھائی میں گرنے کا خدشہ تھا تو وہاں یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں ہمارے پاؤں کی آہٹ سے انڈین آرمی ہم پر فائرنگ نہ کر دے...... موت سے ہم ڈرتے نہ تھے ہمیں اچھی طرح معلوم تھا کہ جس مشن پر ہم روانہ ہیں وہاں سے ہماری واپسی نہ ممکن ہے، پریشان ہم اس بات پر تھے کہ کہیں ہم اپنے مشن کی کامیابی سے پہلے ہی موت کے مہمان نہ بن جائیں۔ جس پہاڑی چوٹیوں پر ہم محو سفر تھے، اس کے دائیں طرف پہاڑ کے دامن میں بہتے ہوئے دریا کے کنارے ہمیں چلنا تھا۔ مسلسل چلنے کی وجہ سے تھکاوٹ سے ہمارے جسم چور ہو رہے تھے، تھکن کی وجہ سے پہاڑ سے اترنا ہمارے لیے مشکل پیدا کر رہا تھا۔ تھکاوٹ کے باوجود ہم مسلسل چلتے رہے، ہمارا عزم اتنا بھی کمزور نہ تھا کہ ہم تھکاوٹ کے ہاتھوں مجبور ہو کر بیٹھ جاتے۔

وقت ہمارے پاس کم تھا اس لیے ہم ستانے کی بجائے سفر جاری رکھے ہوئے تھے لمبے پہاڑی سفر کے بعد جب ہم دریا کے کنارے پہنچے تو ستاروں کی چمک اور شب کی سیاہی ختم ہو رہی تھی۔ رات بھر روشنی کرنیں بکھیرنے کے بعد چاند بادلوں کا نقاب اوڑھے چھپ رہا تھا، صبح کاذب کے دھندلکے اور صبح صادق کی سپیدی کی آمیزش سے پیدا ہونے والی ایک دلفریب جھلک افق پر نمودار ہو رہی تھی، دریا اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ بہہ رہا تھا، کنارے پر قطار در قطار کھڑے تیز ہوا کے ساتھ ہچکولے کھا رہے تھے...... درختوں کے نیچے گھنی جھاڑیوں کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا، دریا میں وضو کرنے کے بعد ہم نے جھاڑیوں کے جھنڈ میں نماز فجر ادا کی......... نماز فجر سے فارغ ہوئے تو افق مشرق سے شب کی ردائے سرمگیں سمٹنے لگی ......اور صبح کے آثار نمودار ہونے لگے دریا کے کنارے شبنم کی بوندیں ٹپک کر سرسبز گھاس پر گر رہی تھیں...... صبح کی خنک ہوا کے تازہ جھونکے دریا کے صاف شفاف پانی پر ہلکی ہلکی لہریں پیدا کر رہے تھے...... نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ہم نے دوبارہ سفر شروع کیا...... اب ہمیں چند فرلانگ دریا کے کنارے سفر کرنے کے بعد اس سڑک پر سفر کرنا تھا جو انڈین آرمی کے بریگیڈ ہیڈ کوارٹر تک جاتی ہے، چلتے چلتے جب ہم اس پوائنٹ پر پہنچے جہاں سے ہمیں سڑک کے اوپر چلنا تھا اور ہیڈ کوارٹر کے اندر کودنا تھا، ہم وہاں پہنچے تو سورج آہستہ آہستہ پہاڑ کی چوٹی سے نمودار ہو رہا تھا۔ اس کی سرخ کرنوں کی بدولت دریا کے صاف شفاف پانی میں خون کی آمیزش نظر آنے لگی تھی...... یہیں رک کر ہم نے اپنے آپ کا جائزہ لیا اور اپنے داخل ہونے کے پوائنٹ پر دوبارہ غور و غوض کیا۔ ہمیں انڈین کیمپ کے اندر مین گیٹ سے داخل ہونا تھا۔ اس کے علاوہ داخلے کا کوئی اور راستہ نہ تھا۔ انڈین آرمی نے ہیڈ کوارٹر کے چاروں طرف مضبوط پکی دیواریں کھڑی کی ہوئی تھیں، جن کے اوپر خاردار تاریں لپیٹ کر اس میں برقی روح چھوڑ رکھی تھی...... ہم سڑک کے کنارے چلنے لگے تو ابوہریرہ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا...... ابوعکاشہ! اپنی جان کی پرواہ نہ کرنا یوں لڑنا جیسے شیر لڑتے ہیں، دشمن کو گرفتاری نہیں دینی، آخری گولی اور خون کے آخری قطرے تک لڑنا ہے...... اپنے مشن کو کامیاب کرنا ہے، چاہے شہادت پیش کر کے کریں میں نے ان شاء اللہ کہا تو وہ میرے گلے سے لپٹ گیا...... اس کے سامنے شہادت اور مسرت کی وہ دنیا تھی...... جہاں پانی میں لہریں

اٹھتی تھیں...... پھول کھلتے تھے...... درخت جھومتے تھے...... جہاں ابدی زندگی اپنی تمام دلفریبیوں کے ساتھ موجود تھی...... اس نے کہا ابوعکاشہ دعا کرنا مجھے شہادت مل جائے۔

یہاں سے نکل کر ہم سڑک پر چل دیے، اپنے اسلحے کو ہم نے کیموفلاج کیا ہوا تھا اور اپنا حلیہ ہم نے مقامی باشندوں کی طرح بنا رکھا تھا، ہم سٹاکنگ کے بغیر چل رہے تھے، چند منٹ کی مسافت کے بعد ہمیں انڈین ہیڈ کوارٹر نظر آنا شروع ہو گیا، چونکہ ہم مقامی باشندوں کے روپ میں تھے، اس لیے آرمی نے ہم پر زیادہ شک نہ کیا، ہم چلتے چلتے جب گیٹ کے سامنے پہنچ گئے تو اچانک ''ہالٹ'' کی آواز فضا میں ابھری اور ساتھ ہی گیٹ پر تعینات چار فوجوں نے ہم پر گنیں تان لیں۔ ابھی وہ سیدھے کھڑے بھی نہ ہوئے تھے کہ ابوہریرہ کے برسٹ نے چاروں کی زندگی چاٹ لی...... ہمارا راستہ صاف تھا، ہم تیزی کے ساتھ اندر داخل ہوئے۔

یہ صبح کا وقت تھا انڈین آرمی کے سبھی جوان اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے صبح کے وقت اسلحہ بھی ایک جگہ جمع ہوتا ہے اس لیے ہمارے حملے کے وقت وہ نہتے تھے، کیمپ کا صحن خالی تھا اور گول دائرے کی شکل میں بنے کمروں میں آرمی کے تمام جوان اپنے کاموں میں مشغول تھے، اچانک جب ہم نے گیٹ کے ساتھ معلق ایک کمرے میں گرنیڈ پھینکا تو حواس باختہ فوجیوں کی چیخیں فضا میں بلند ہونی شروع ہو گئی، قطار در قطار بنے ہوئے کمروں میں جب ہم گرنیڈ پھینکے تو انڈین فوجی پاگلوں کی طرح چیختے چلاتے بھاگے جو فوجی دستے گرنیڈوں کی رینج سے بچ کر بھاگ رہے تھے انھیں ہماری گنیں بھون رہی تھیں، اسی معرکے کو جاری تقریباً دس پندرہ منٹ گزر گئے تو آرمی کے کچھ جوان اسلحہ لیے ہمارے مقابلہ پر اتر آئے، اب دونوں طرف سے اوٹ کے پیچھے سے فائرنگ کا تبادلہ ہو رہا تھا، انڈین آرمی کے جوانوں کی لاشیں خون میں لت پت چاروں طرف بکھری پڑی تھیں اور جو بچ گئے تھے وہ اپنے اوسان بحال کر کے ہمارے ساتھ مقابلہ کر رہے تھے۔

معرکے کو طول دینا اب ہمارے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتا تھا...... ہم اپنا ٹارگٹ مکمل کر چکے تھے، میں نے ابوہریرہ بھائی کو واپسی کا سگنل دیا...... انڈین فوجی چاروں طرف سے ہم پر بے انتہا فائرنگ کر رہے تھے...... ہمارے بیک طرف خالی کمرے تھے اور پر دو بڑے ستونوں کی ڈھال کیے سامنے کمروں کی کھڑکیوں سے مسلسل ہونے والی فائرنگ کا جواب دے رہے تھے، میری طرف سے واپسی کا اشارہ ملنے پر ابوہریرہ ابھی واپسی کے لیے مڑنے ہی لگا تھا کہ عقب سے سنسناتی گولیوں کا ایک برسٹ اس کے سینے میں پیوست ہو گیا...... میں جلدی سے ابوہریرہ کے پاس پہنچنے کے لیے اوٹ سے نکلنے لگا تو گولیوں کی ایک لمبی قطار میرے سامنے سے گزر گئی، میں نے وہیں ڈھال لیے ابوہریرہ کو آواز دی ابوہریرہ نے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر دیکھا اس کے سینے اور پیٹ سے خون کے فوارے بہہ رہے تھے اس نے مضبوطی سے اپنی گن تھام رکھی تھی، اس نے میرے ساتھ بات کرنا چاہی مگر اس کی آواز مجھ تک نہ پہنچ رہی تھی اس کے ہونٹ حرکت میں تھے بالآخر اس نے ایک ہاتھ گن سے اٹھایا اور مجھ کو ہاتھ کے اشارے سے سلام کرتے ہوئے آنکھیں موندھ لیں۔

مجھے یقین تھا کہ ابوہریرہ شہید ہو چکا ہے، اس لیے ابوہریرہ کے پاس جانے کی بجائے میں نے واپسی کے پیش قدمی اختیار کرنا چاہی مگر ابوہریرہ کی طرف سے فائر بند ہونے پر ہندو آرمی کی تمام تر توجہ مجھ پر مرکوز ہو گئی تھی، جہاں میں پوزیشن لیے بیٹھا تھا اس کے دائیں طرف کمرے میں چھلانگ لگا دی، اس دوران میرے تعاقب میں آنے والے برسٹ کی چار گولیاں میرے بازو کو چھلنی کر کے گزر گئیں، میں یہاں سے سٹاکنگ چالوں کے ذریعہ گیٹ پر پہنچا گیٹ خالی تھا دوسری طرف بنے ہوئے بیرک میں دو فوجی پوزیشن لیے فائر کر رہے تھے، میں نے ایک گرنیڈ بیرک میں پھینکا تو وہ بھی جہنم واصل ہو گئے، میں نے گیٹ سے باہر چھلانگ لگا دی۔ انڈین آرمی ابھی فائرنگ میں مصروف تھی جبکہ میں سڑک سے ہوتے ہوئے دریا کے کنارے کنارے اپنی ہائیڈ کی طرف گامزن تھا۔ مجھے چلتے چلتے شام ہو گئی تو چند گھروں پر مشتمل میں ایک بستی میں پہنچ گیا۔

بستی کے مغرب کی طرف سورج ایک پہاڑ کی اوٹ میں غروب ہو رہا تھا۔ آہستہ آہستہ بستی پر اداسی کے تاریک بادل چھا رہے تھے، مگر وہ آس لگائے بیٹھے تھے کہ شاید کل طلوع ہونے والا سورج ان کے لیے آزادی کا پیغام لے کر آئے۔

خوش نصیب چرواہا

ابومحذورہ ابھی نوعمر تھے، مسیں بھی نہ بھیگی تھیں۔ آواز بہت خوبصورت تھی۔ وہ مکہ کے رہائشی تھے اور مکہ ہو چکا تھا۔ مگر ابھی وہ اسلام کی نعمت سے محروم تھے۔ مکہ کے دیگر نوجوانوں کی طرح وہ بھی بکریاں چرایا کرتے تھے۔

ایک دن اپنے دوستوں کے ساتھ بکریاں چراتے ہوئے، ایک وادی سے گزر رہے تھے کہ ادھر اللہ کے رسول ﷺ بھی کسی جنگ میں شرکت کے لیے وہاں سے گزر رہے تھے۔

ایک وادی میں پڑاؤ ڈالا تو ظہر کی نماز کا وقت ہوا چاہتا تھا۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے اذان دینا شروع کی۔ بلال رضی اللہ عنہ کی بلند آواز دوسری وادی میں بکریاں چراتے ہوئے ابومحذورہ نے سن لی۔ انھوں نے دل لگی کے طور پر اذان کی نقل اتارنا شروع کر دی، اس کے دوسرے ساتھی خاموشی سے اس کی آواز سن رہے تھے۔ بلال اذان دیتے رہے اور ابومحذورہ ان کی نقل اتارتے رہے۔ انداز میں تمسخر تھا، مگر آواز غضب کی تھی۔ پھر ابومحذورہ کی قسمت جاگ گئی، اس کی خوبصورت آواز کو سرورِ کائنات نے سنا۔ آواز اچھی لگی۔ اذان ختم ہو گئی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس اذان دینے والے کو لے کر آئیں۔ وہ پہاڑ کے پیچھے گئے نوجوان کو پکڑا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔

آپ ﷺ نے پوچھا:

''تم میں سے ابھی ابھی کس نے اذان دی ہے؟''

اب انھیں خجالت محسوس ہوئی، ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے کہ وہ تو مذاق کے طور پر اذان دے رہے تھے۔

آپ نے ایک لڑکے کو فرمایا:

''تم اذان دو۔''

اس نے اذان دینی شروع کی تو اس کی آواز خوبصورت نہ تھی۔ اب دوسرے کو اشارہ تھا۔ اس کی آواز بھی خوبصورت نہ تھی۔ اور اب ابومحذورہ کو اشارہ ہوا۔ اس کی آواز دلوں میں اترنے والی تھی۔

ارشاد ہوا:

''تم نے ابھی ابھی اذان دی ہے؟''

کہنے لگا: ''ہاں!''

اب آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ کو آگے بڑھایا، ابومحذورہ کا عمامہ اتارا، اس کے سر پر دستِ شفقت پھیرا اور دعا فرمائی:

''اے اللہ! اس بچہ میں برکت دے اور اسے اسلام کی ہدایت فرما۔''

ابومحذورہ کی کیفیت کیا ہو گی، اللہ کے رسول ﷺ کا لمس وہ مبارک ہاتھ، لمس کی لذت اور پھر اس کی قسمت جاگ اٹھی:

اب آپ ﷺ نے ابومحذورہ کو مزید بشارت دی اور وظیفہ مقرر فرمایا:

((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ))

''جاؤ تم مکہ والوں کے مؤذن مقرر کیے جاتے ہو، اب تم اہل مکہ کے مؤذن ہو۔''

مکہ مکرمہ میں کم و بیش 300 سال تک ان کی اولاد بطور مؤذن اذان دیتی رہی۔

رفعت سعید...... وہاڑی

احادیث نبوی

- تم میں سے کسی شخص کا جھگڑا ہو جائے کسی دوسرے سے، تو چاہیے کہ منہ پر تھپڑ مارنے سے بچے۔ (بخاری)
- رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ)
- اے اللہ! میں تجھ سے پاکیزہ اور مبارک رزق کی التجا کرتا ہوں۔ (طبرانی)
- رزق حلال ذریعہ سے حاصل کرو، حرام روزی کے تمام طریقے ترک کر دو۔ (ابن ماجہ)
- وہ جسم دوزخ میں داخل ہوگا، جس نے حرام غذا سے پرورش پائی۔ (شعب الایمان للبیہقی)

یحییٰ علی شریفی...... یوگو بلتستان

سن اے مسلم

اس دنیا میں رہتا ہے دین بھی بچا تا ہے۔
ایک دن یہ دنیا چھوڑ جانی ہے یہ دنیا ہے چیز فانی
یہ پل دو پل کی کہانی
یہ دنیا ہے کتابوں کی مثال
قبر میں جا کے آئے گا تجھ کو اس کا خیال
دنیا میں جو تو دین کو سینے سے لگائے گا
قبر میں وہ ہی تیرے کام آئے گا
نہ کر یہ ریاکاری نہ کر حکمرانی
حشر کے دن نکل جائے گی یہ سب تیری سلطانی
دین اور دنیا اگر چاہتا ہے تو خود کو مٹانا ہوگا
اگر تو گناہ پہ گناہ کرتا رہے گا
تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں جلتا رہے گا
اب بھی وقت ہے جھک جا سامنے اللہ کے
وہ بھی خوش ہوگا تجھ کو جنت میں پہنچا کے

ارم اکرم، یاسمین صدیق

قرآن حکیم کی قابل غور باتیں!

۱۔ اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ (النساء: ۳۹)

۲۔ اپنے رب کی طرف لوگوں کو بلاتے رہو اور شرک کرنے والوں میں نہ بنو، اور اللہ کے سوا کسی دوسرے معبود کو نہ پکارنا اس کے سوا کوئی الٰہ (حاجت روا، مشکل کشا) نہیں ہے اور اللہ کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے، فرماں روائی اس کے لیے ہے اور تم اس کی طرف ہی لٹائے جاؤ گے۔ (القصص: ۸۸،۸۷)

۳۔ اللہ کی مثال کسی چیز سے نہیں دی جا سکتی اور وہ سب کچھ دیکھنے اور سننے والا ہے۔ (الشوریٰ: ۱۱)

۴۔ اور (مشرک انسان) ہمارے لیے مثالیں بیان کرنے لگا اور اپنی پیدائش کو بھول گیا۔ (یٰس: ۷۸)

۵۔ جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور خدا مقرر کر رکھے ہیں، ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک گھر بنا لیتی ہے، حالانکہ تمام گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا گھر ہے، کاش وہ (مشرک اس بات کو) جان لیتے۔ (العنکبوت: ۴۱)

۶۔ اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا الٰہ ہوتے تو ان میں فساد برپا ہو جاتا، اللہ پاک ہے، ان (مشرکانہ) باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ (الانبیاء: ۲۲)

۷۔ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ (خالق، مالک، رازق) نہیں اگر ایسا ہوتا تو ہر الٰہ اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہو جاتا اور ایک دوسرے پر فوقیت (برتری) لے جانے میں لگ جاتا۔ پاک ہے اللہ جو یہ مشرک بیان کرتے ہیں۔ (المومنون: ۵)

انتخاب: نائلہ صادق...... رائیونڈ

کچھ "نیپچون" کے بارے میں

23 ستمبر 1846ء کو ایک نیا سیارہ دریافت کیا گیا اس کو دریافت کرنے میں جان گولفریڈ کا نام پیش پیش ہے، اس نئے سیارے کا نام رومیوں کے سمندر کے دیوتا کے نام کی مناسبت سے نیپچون رکھا گیا۔ اس سیارے کا قطر 49528 کلو میٹر ہے جو زمین کا 3.9 ہے اس کی کمیت 1.02×10^{26} ہے جو زمین کے لحاظ سے 17.2 ہے اس کا سورج سے اوسط فاصلہ 4.497 ارب کلومیٹر یعنی 30.06 آسٹرنومیکل یونٹ ہے دن 16 گھنٹے کا جب کہ سال کی طوالت 164.8 زمینی سالوں کے برابر ہے اس کے قدرتی سیاروں کی تعداد 8 ہے جو اس کے گرد اپنے مداروں میں گردش کرتے ہیں۔

نیپچون کا اوسط درجہ حرارت 5903 ڈگری کیلون ہے۔ فضائی تشکیل میں ہائیڈروجن 80% اور ہیلیم 19% ہیں اس کے علاوہ قلیل مقدار میں میتھین، ایتھین ہائیڈروجن ڈیوٹرائیڈ اور امونیا بھی موجود ہے 10^{24} کلومیٹر کے لحاظ سے کمیت 102.43 ہے جبکہ 10^{10} کلو میٹر مکعب یونٹ کے لحاظ سے اس کا حجم 6254 ہے۔ سیارے کا استوائی رداس 24764 کلو میٹر جبکہ قطبی رداس 24341 کلومیٹر ہے، بیضوی پن کی شرح 0.01708 ہے، سیارے کی اوسط کثافت 1638 کلوگرام فی مکعب میٹر ہے اس کی سطح پر کشش ثقل کی شرح 11 میٹر فی سیکنڈ ہے، جبکہ اس سے آزادی کے لیے درکار رفتار 23.5 کلومیٹر فی سیکنڈ ہے، سیارے کا کم سے کم درجہ حرارت 55 کیلون یعنی 218 ڈگری سلسیس ہے، فضا کی کثافت 0.45 کلوگرام فی مکعب میٹر ہے جبکہ ہواؤں کی رفتار صفر سے لے کر 200 میٹر فی سیکنڈ ہے۔

اخت میر طلال فاروق...... گوندلانوالہ

منے کا روزہ

ایک مرتبہ رمضان میں میں نے اپنے ایک بھتیجے سے کہا:
"جاؤ یہ گلاس نیچے امی کو دے آؤ، انھوں نے روزہ رکھا تھا سارے دن سے کچھ نہیں پیا۔"
کہنے لگا:
"روزہ رکھا ہو تو پانی نہیں پیتے؟"
میں نے کہا:
"نہیں پھر روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔"
دوسرے دن سکول سے آیا تو باجی نے اسے کھانا دیا ساتھ پانی بھی کھانا کھا گیا لیکن پانی کو ہاتھ نہ لگایا۔
باجی نے کہا: "پانی بھی پیو۔"
کہنے لگا:
"میرا روزہ ہے میں نے پانی نہیں پینا۔"

اختِ عبدالرحمٰن...... جلہن

معلوماتِ عامہ

- ☆ جنرل ضیاء الحق کا نمازِ جنازہ ڈاکٹر محمود احمد غازی نے پڑھایا تھا۔
- ☆ پاکستان کے جہلم پل کی لمبائی 5000 فٹ ہے۔
- ☆ امریکہ کا ورلڈ ٹریڈ سنٹر 1972ء میں مکمل ہوا۔ اور 2001ء میں تباہ ہوا۔
- ☆ سرجری کی ابتدا مصر سے ہوئی
- ☆ برطانیہ میں پہلا فضائی حادثہ R101 طیارے کا 1920ء میں ہوا۔
- ☆ صلاح الدین ایوبی تکریت میں پیدا ہوا۔
- ☆ فیصل مسجد کا سنگ بنیاد 1976ء میں سعودی عرب کے شاہ فیصل نے رکھا۔
- ☆ فیصل مسجد کے چار مینار ہیں، ہر مینار 285 فٹ کا ہے۔
- ☆ فیصل مسجد کی چھت پر 14 فٹ لمبا سونے کا ملمع کیا ہوا ہلال ہے۔

آفتاب ملک...... حاجی پور

سچائی

ابن مسعودؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"اپنے آپ پر سچائی کو لازم رکھو، کیونکہ نیکی کے راستے پر لگاتی ہے اور نیکی جنت کے راستے پر لے جاتی ہے اور جب آدمی ہمیشہ سچائی اختیار کرتا ہے اور سچائی کی تلاش میں رہتا ہے تو وہ اللہ کے پاس صدیقوں میں لکھا جاتا ہے اور اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ، جھوٹ برائی کی راہ دکھاتی ہے اور برائی دوزخ کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور جب انسان ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کی تلاش کرتا ہے تو وہ اللہ کے ہاں بڑا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔" [متفق علیہ]

عائشہ رمضان...... سرگودھا

ذرا سوچیے تو

سلسلہ نمبر 24

مرتبہ: محمد طارق نعیم ۔۔۔۔ وہاڑی

اصفہان کا قصبہ ''جی'' یا جیان اور اس کے آس پاس کے گاؤں، آتش پرستوں کی کثرت آبادی کی وجہ سے مشہور تھے، ان میں ایک آتش کدے کا مہتمم اس وقت سخت الجھن میں گرفتار ہو گیا جب اسے یہ معلوم ہوا کہ اس کا بیٹا آگ کی پرستش نہیں کرتا اور نہ ہی دستور کے مطابق ''الخیل البلق'' (چتکبرا گھوڑا) کی پوجا کرتا ہے، اس نے بیٹے کے گھر سے نکلنے پر پابندی عائد کر دی۔

ایک مرتبہ مہتمم کسی کام میں الجھ گیا جبکہ کھیتوں پر جانا ضروری تھا۔ اسے اس مجبوری پر بیٹے کو بھیجنا پڑا۔ وہ ابھی راستے میں تھا کہ اس کی نظر ایک گرجا پر جا پڑی۔ عیسائیوں کا انداز عبادت اتنا پسند آیا کہ اس نے عیسائیت قبول کرنے کا عزم کر لیا۔ کھیتیوں میں جانے کے بجائے وہیں رہ پڑا۔ پادری نے اس کا شوق دیکھ کر اسے ملک شام جانے کا مشورہ دیا۔

''عیسائیت کا مرکز شام ہے، وہیں علماء رہتے ہیں، تم وہاں چلے جاؤ۔''

وہ واپس آیا اور اپنے والد سے اس تجربے کا ذکر کیا۔ انھوں نے ان کی اصلاح کے لیے اسے گھر میں قید کر دیا مگر ان کی آتش شوق بجھنے والی نہیں تھی، انھوں نے عیسائیوں سے خفیہ رابطے شروع کر دیے، بالآخر ایک قافلے کے ساتھ شام پہنچنے میں کامیاب ہو گئے، متعدد راہبوں کے پاس گئے، پادریوں کے پاس رہے، علم و دانش کے تجربے حاصل کیے، ان عیسائیوں کی کتابوں سے انھیں ایک دن یہ معلوم ہوا کہ ایک پیغمبر آئے گا اور اس کے ظہور کا خطۂ ارض حجاز ہو گا، یہ پڑھتے ہی اس پیغمبر سے ملنے کی خواہش نے ایسا بے قرار کیا فوراً حجاز روانہ ہو گئے، یہ بنو قلب کے تاجروں کا قافلہ تھا، ان تاجروں نے انھیں ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

وادی القریٰ اور مدینے کے اردگرد کھجور کے باغ نظر آئے تو انھیں کتابوں کی عبارتیں یاد آ گئیں اور یقین آ گیا کہ نبی آخر الزماں ﷺ یہیں ہوں گے، وہ ہر روشن پیشانی کو غور سے دیکھتے لیکن مقصود نظر نہ مل سکا۔ آخر ایک دن انھوں نے ''قبہ'' میں آپ ﷺ کی آمد کی خبر سنی، وہ صدقہ کی کچھ کھجوریں لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے وہ کھجوریں کھانے سے انکار کیا۔

انھوں نے سنا تھا کہ وہ پیغمبر صدقے سے اجتناب کرے گا، ایک علامت انھیں مل گئی، بس پھر کیا تھا، دیدار کے ٹھنڈے چشمے سے ان کی آنکھیں دھل گئیں۔ منزل مقصود مل گئی، ایمان قبول کر لیا۔ نبی اکرم ﷺ نے انھیں یہودی کی غلامی سے آزاد کرایا۔

سن ۵ ھ میں وہ گم نام مسافر اور محب رسول ﷺ ایک سرگرم مجاہد کی حیثیت سے تاریخ میں ابھرے، انھی کے مشورے سے یہودیوں کے حملے سے بچنے کے لیے خندق کھودی گئی، اس سے پہلے عرب ایسی کسی تدبیر سے ناواقف تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں انھیں مدائن کا گورنر بنا کر بھیجا گیا۔ یہ محب رسول ﷺ سادگی اور عاجزی کے ایسے پیکر تھے کہ گورنر بننے کے بعد جب مدائن پہنچے تو ان کی سواری اور لباس کی سادگی کو دیکھ کر لوگوں کو تعجب ہوا۔

جس طرح ان کے لبوں پر تبسم کھیل رہا تھا اور چہرے پر تکبر کی رمق تک نہیں تھی، اس نے لوگوں کے دل جیت لیے۔ مدائن کے لوگ پہلے ہی دن آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ اس سے زیادہ تعجب اس وقت ہوا جب گورنری کے باوجود بھی لوگوں نے انھیں جوتے بناتے اور محنت مزدوری کرتے ہوئے دیکھا، یہ ان کی مقبولیت ہی تھی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ بھی یہ ضرورت پیش نہیں آئی کہ انھیں مدائن سے واپس بلاتے۔ یہاں تک کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا کہ تقریباً ستتر سال کی عمر میں سن ۳۵ ھ میں مدائن ہی میں آپ کی وفات ہوئی۔

ان کی قبر مدائن میں اب تک موجود ہے، یہ جگہ سلمان پاک کہلاتی ہے، جو طاق کسریٰ سے تقریباً میل بھر دور ہے۔

یہ تذکرہ تھا ان مشہور صحابی رسول ﷺ کا جن کی کنیت ابو عبداللہ ہے، وہ اپنا نام سلمان بن اسلام بن اسلام بتایا کرتے تھے۔

تاریخ میں کسی اور بھی نام سے مشہور ہیں، یہ کون شخصیت ہیں اور تاریخ میں کس نام سے مشہور ہیں؟ اس سوال کے جواب پر آپ حاصل کر سکتے ہیں ایک خوبصورت سا انعامی گفٹ۔

فلسطینی بچی

وہ فلسطینی بچی
جس کی آنکھوں کے سامنے
اس کا گھر مسمار کر دیا گیا
اس کے پیارے شہید کر دیے گئے
اس کی گڑیا کے
ٹکڑے ٹکڑے کر دیے گئے
اس کی انگلیاں کاٹ دی گئیں
اس کا چہرہ جلا دیا گیا
اب وہ
ادھ کٹے ہاتھوں سے
ادھ جلے چہرے سے
اپنی گڑیا کی قبر پر بیٹھی
اس کے جنت میں جانے کی دعا کر رہی ہے
مالک دو جہاں سے یہ التجا کر رہی ہے

اقصیٰ عبدالمنان ہاشمی ۔۔۔۔ حجرہ شاہ مقیم

محرم الحرام تاریخ کے آئینے میں

★ ۳ ھ ماہ محرم نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ (خلیفہ سوم) کے ساتھ ہوا۔

★ ۴ ھ کو محرم کے مہینے میں غزوۂ خیبر ہوا۔

★ ۱۸ ھ ماہ محرم میں سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

★ ۱۹ ھ ماہ محرم میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کا آغاز ہوا۔

★ ۲۱ ھ ماہ محرم میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا مصر میں فاتحانہ داخلہ ہوا۔

★ ۲۴ ھ ماہ محرم میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور شروع ہوا۔

★ ۳۶ ھ ماہ محرم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔

★ ۳۷ ھ ماہ محرم میں جنگ صفین کا واقعہ پیش آیا۔

★ ۴۵ ھ ماہ محرم میں حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔

★ ۵۱ ھ ماہ محرم میں سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

★ ۵۳ ھ ماہ محرم میں سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔

★ ۵۵ ھ ماہ محرم میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔

★ ۵۶ ھ ماہ محرم میں ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

★ ۶۵ ھ ماہ محرم میں سیدنا سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ دار فانی سے کوچ کر گئے۔

★ ۶۱ ھ ماہ محرم میں واقعہ کربلا پیش آیا۔

★ ۶۴ ھ ماہ محرم میں سیدنا مسلم بن عقبہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔

★ ۶۵ ھ ماہ محرم میں مروان کی خلافت شروع ہوئی۔

★ ۷۴ ھ ماہ محرم میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

★ ۱۳۸ ھ ماہ محرم میں قیصر روم کو شکست فاش ہوئی۔

★ ۶۵۶ ھ ماہ محرم میں ہلاکو خان نے بغداد میں غلبہ حاصل کیا اور خلیفہ معتصم عباسی کو شہید کر دیا۔

★ ۷۹۲ ھ ماہ محرم میں بایزید یلدرم عثمانی و محمد تغلق تخت نشین ہوئے۔

★ ۹۴۷ ھ ماہ محرم میں شیر شاہ سوری کی حکومت کا آغاز ہوا۔ (ماخوذ: تقویم تاریخی، ناموس تاریخی)

سدرہ سحر عمران ۔۔۔۔ کراچی

جواہر پارے

★ علم مومن کی میراث ہے یہ گمشدہ دولت جہاں سے بھی ملے، لے لو۔

★ جاہلوں کی صحبت سے پرہیز کر، ایسا نہ ہو کہ تجھے اپنے جیسا بنا لیں۔

★ کم بولنا عقل مندی ہے۔

★ انسان کی حقیقی عظمت کا جائزہ اس کے اعمال سے لیا جا سکتا ہے۔

★ علم ایک ایسا بادل ہے جس سے رحمت برستی ہے۔

نورین عبدالغفور ۔۔۔۔ رائیونڈ

روحانی ماں

حفصہ افضال......خورشید کالونی، گجرات

دادا ابو جی! میرا نام کب کمیٹی سے نکلوا کر لائیں گے؟ ڈھائی سالہ حفصہ نے اپنے دادا جان سے دریافت کیا۔

اچھی بیٹی! نکلوالائیں گے، دادا جان نے کہا:

یہ ان کا ایک مخصوص طریقہ تھا جب بھی حفصہ ان سے کوئی بات کہتی تو وہ پہلے اچھی بیٹی کہہ کر سر پر ہاتھ رکھتے اور پھر جواب دیتے۔

کب نکلوا کر لائیں گے روز ہی تو کہتے ہیں، نکلوا لاؤں گا؟ بیٹا یہ لمبا کام ہے کچھ دن لگیں گے چلو اب جاؤ اور حفصہ ایک بار پھر اپنا سا منہ لے کر واپس آ گئی۔

پچھلے کئی دنوں سے وہ دادا جان سے مسلسل یہ ہی ضد کر رہی تھی کہ میرا نام کمیٹی سے نکلوایئے، اس لیے کہ مجھے سکول جانا ہے اور یہ بات اسے امی جان نے بتائی تھی کہ سکول جانے کے لیے نام نکلوانا ضروری ہے وہ روزانہ بڑی بہنوں کو سکول جاتا دیکھتی اور خیالوں میں اپنے سکول جانے کے سپنے دیکھتی۔

آخر کار ساڑھے تین سال کی عمر میں اسے سکول میں داخل کروا دیا گیا۔

آج اس کا سکول جانے کا پہلا دن تھا امی جان نے اسے تیار کیا اور سکول چھوڑنے چلی گئیں، سکول میں داخل ہوتے ہی وہ بائیں جانب مڑیں اور ایک کلاس روم میں داخل ہوئیں، یہاں حفصہ نے ایک خاتون کو دیکھا جن کا چہرہ نہایت تروتازہ تھا۔

امی جان نے اس سے ان کا تعارف ''مس حمیدہ'' کہہ کر کروایا تھا اور وہ کچھ یوں گویا ہوئی تھیں:

''اچھا تو یہ ہے آپ کی بیٹی! یہ تو بہت چھوٹی ہے، جی ہاں! لیکن اسے سکول آنے کا بہت شوق تھا میں نے کہا کہ چلو تھوڑا پورا ہو جائے۔''

امی جان نے جواب دیا، جس پر مس حمیدہ نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور ایک نہایت شفقت بھرا ہاتھ اس کے سر پر پھیر دیا۔

امی جان جلد ہی رخصت ہو گئیں اور حفصہ کو مس حمیدہ نے سب سے آگے بٹھا دیا اور سب بچوں سے یوں گویا ہوئیں: ''یہ آپ کی نئی سہیلی ''حفصہ'' ہے آپ لوگوں نے اس کا خیال رکھنا ہے اور تنگ تو بالکل ہی نہیں کرنا۔''

لیس مس: کمرہ جماعت ان آوازوں سے گونج اٹھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد مس حمیدہ نے کہا کہ سب بچے سلیٹ نکالیں اور ''ا، ب، پ'' لکھیں۔ حفصہ نے جھٹ پٹ لکھی اور چیک کروا دی، مس حمیدہ نے اپنے مخصوص انداز میں اسے پھر ڈھیروں شاباش دی اور ایک ''سٹار'' بھی دے دیا۔

مس ''گڈ'' بھی دیں نا...... حفصہ نے نہایت معصومیت سے کہا۔

اس پر مس حمیدہ نے اسے بہت پیار کیا اور ایک گڈ اور مزید سٹارز بھی دے ڈالے۔

چند ہی دنوں میں حفصہ کو پتا چل گیا کہ مس حمیدہ پورے سکول میں باکمال تھیں، گفتگو کرتی تھیں تو ایسے کہ دل کرتا تھا بولتی جائیں مشفق حد سے زیادہ تھیں، یوں لگتا تھا جیسے وہ ایک تروتازہ اور کھلتا ہوا گلاب ہوں نمازوں کی بہت پابند تھیں اور بچوں کو بھی اس کی پابندی کا حکم دیتی تھیں اور حفصہ ان کی ہر ایک بات کو نوٹ کرتی تھی ایک دفعہ حفصہ سے کلاس کے چارٹ کا ایک کونہ تھوڑا سا پھٹ گیا لڑکیوں نے بہت ڈرایا تو وہ رونے لگی اس پر جو مشفق ہاتھ اس کے سر پر آیا تو وہ بھی مس حمیدہ ہی کا تھا۔

ان کا ہر ہر فعل مثالی تھا وہ کافی ضعیف تھیں، شاید اسی لیے کافی مہربان تھیں، موٹے شیشوں والی عینک میں کافی بارعب لگتی تھیں اور ان کے ہاتھ میں پکڑی تسبیح دیکھ کر تو حفصہ بہت ہی متاثر ہوتی تھیں کہ مس ہر وقت عبادت کرتی ہیں۔

پھر ایک دن وہ بھی آیا جب وہ ریٹائر ہو گئیں اس دن سکول میں بہت بڑی تقریب تھی حفصہ نوٹ کر رہی تھی کہ کوئی خاص بات ہے آخر پتا چل گیا کہ ایک مہربان وجود سے یہ سکول محروم ہونے والا ہے، حفصہ کو یہ بات بہت پریشان کر رہی تھی کہ اب مس کیا کریں گی اسے ریٹائر ہونا بالکل ہی اچھا نہ لگا۔

اسی رات جب سب بچے امی جان کے گرد بیٹھے مستقبل کے ارادے بنا رہے تھے تو حفصہ نے پوچھا کہ میں کیا بنوں گی، تم ٹیچر بن جانا۔

ہاں ٹھیک ہے میں ٹیچر بن جاؤں گی۔

لیکن فوراً ہی کچھ سوچ کر بولی:

''لیکن جب میں ریٹائر ہو جاؤں گی تو کیا کروں گی؟ اس پر ایک زوردار قہقہہ بلند ہوا تو امی جان نے کہا کہ آج اس کی مس ریٹائر ہوئی ہیں نا...... اس لیے اسے اپنی فکر ہے۔

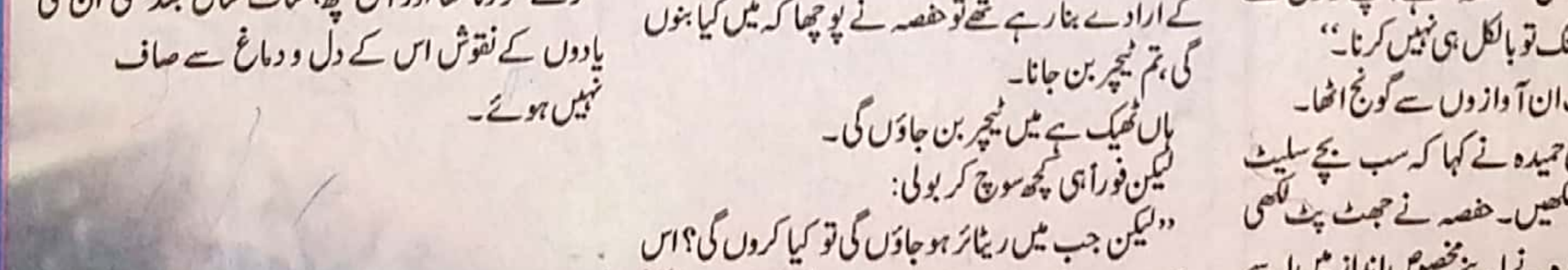

لیکن ان کے ریٹائر ہونے کے باوجود وہ باقاعدگی سے ان سے ملنے جاتی تھی اور وہ ہر دفعہ اسے دعاؤں کے ڈھیروں تحائف دے کر رخصت کرتی تھیں۔

آخر کار پھر حفصہ لوگ ''گجرات'' آ گئے لیکن مس حمیدہ کے پاس جانے کا معمول برقرار رہا وہ جب بھی ''جلال پور'' جاتی ان سے ضرور ملتی۔

اور انھیں معمولات میں جب ایک دفعہ وہ ''جلال پور'' میں اپنے گاؤں ''ٹھٹھہ موسیٰ'' گئی تو اسے معلوم ہوا کہ وہ مہربان چہرہ، وہ مشفق، وہ چودھویں رات کی کرن اس دنیا سے چل بسی ہیں۔

کیا......؟؟ مس حمیدہ مجھے بتایا کیوں نہیں۔

کیا بتاتی بس اچانک ہی ہارٹ اٹیک ہوا شام کو فوت ہوئیں تھیں، جلد ہی دفنا دیا گیا تھا انھیں...... ضوفشاں نے جواب دیا۔

لیکن وہ تو اور ہی سوچوں میں گم تھیں جیسے زمانے کی گردش کی رفتار تھم گئی ہو جیسے اب کچھ بھی نہ بچا ہو۔

وہ ان کے گھر گئی ان کی بھابھیوں سے ملی صرف اس حقیقت اسی کڑوی حقیقت کا اعتراف کرنے کہ وہ واقع ہی چلی گئیں ہیں اپنے ''اللہ جی'' کے پاس۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ان کی ایک ایک بات اسے یاد آ رہی تھی ان کا دلکش لہجہ جیسے کسی نے ان ہی پر لکھا ہو۔

پھول کی نازکی ہو گی جب بھی بیاں
یاد آئے گا انداز گفتار ان کا

اسے ایسے لگ رہا تھا جیسے ایک ماں رخصت ہو گئی ہو وہ اس کی ''روحانی ماں'' ہی تو تھیں جنھوں نے اسے قلم پکڑنا سکھایا اپنے اللہ سے ملاقات کے طریقے بتائے۔ (نماز)

لیکن اب کچھ نہیں رہا تھا صرف اس کے ہاتھ بلند تھے اور دعائیں اس کے لبوں سے پھسلتی جا رہی تھیں:

''پروردگار وہ بہت اچھی تھیں تو نے حقوق العباد پر بہت زور دیا ان کی زندگی اسی کو ادا کرتے گزری وہ تیری برگزیدہ بندی تھیں تو انھیں جنت کے بالاخانوں میں جگہ دینا اور جنت میں ان سے ملاقات کروا دینا۔''

وہ چلی تو گئیں تھیں لیکن حفصہ کا ہر گزرتا دن انھی کو یاد کرتے گزرتا تھا اور آج چھ، سات سال بعد بھی ان کی یادوں کے نقوش اس کے دل و دماغ سے صاف نہیں ہوئے۔

ننھے مصور

مقابلہ مصوری میں حصہ لینے والے ننھے مجاہد

عمران

نادیہ حمید بہاولپور

انعام یافتہ

عمیر خالد لاہور

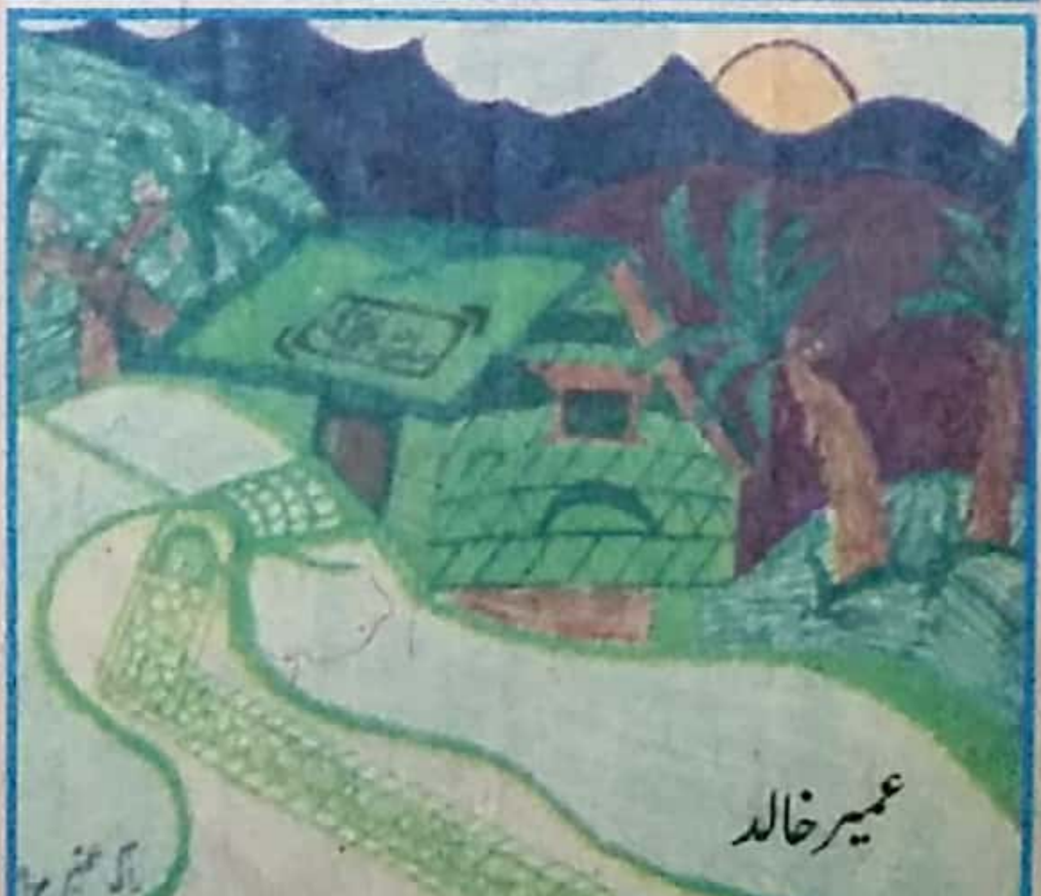

عمیر خالد

شازیہ، بابر علی، نارووال

آصف شہزاد جھنگ

اقصی عبد المنان ہاشمی

نجیب الرحمٰن راجن پور

بنت ماسٹر عبد الغفور فیصل آباد

انعام یافتہ

قرۃ العین خنساء اوکاڑہ

بنت امین

عبد الرحمٰن دنیا پور

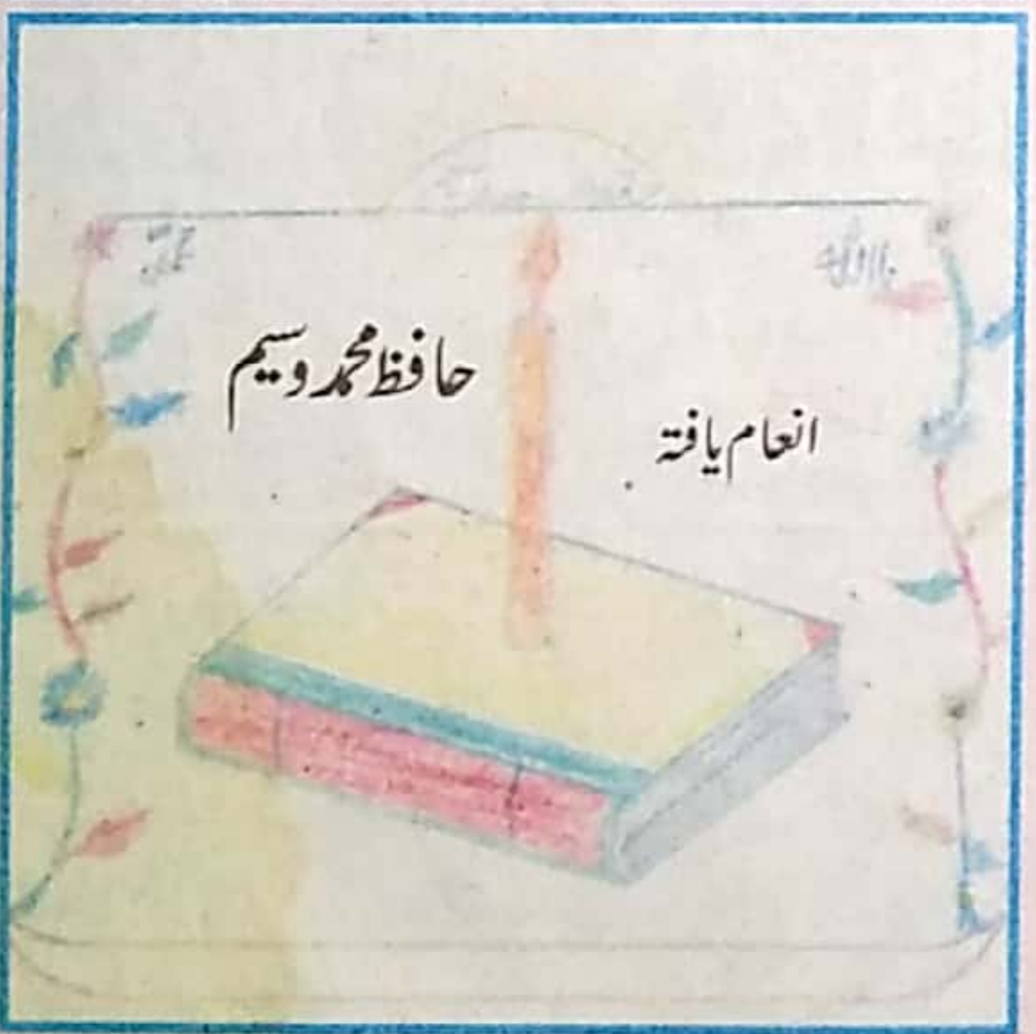

حافظ محمد وسیم

انعام یافتہ

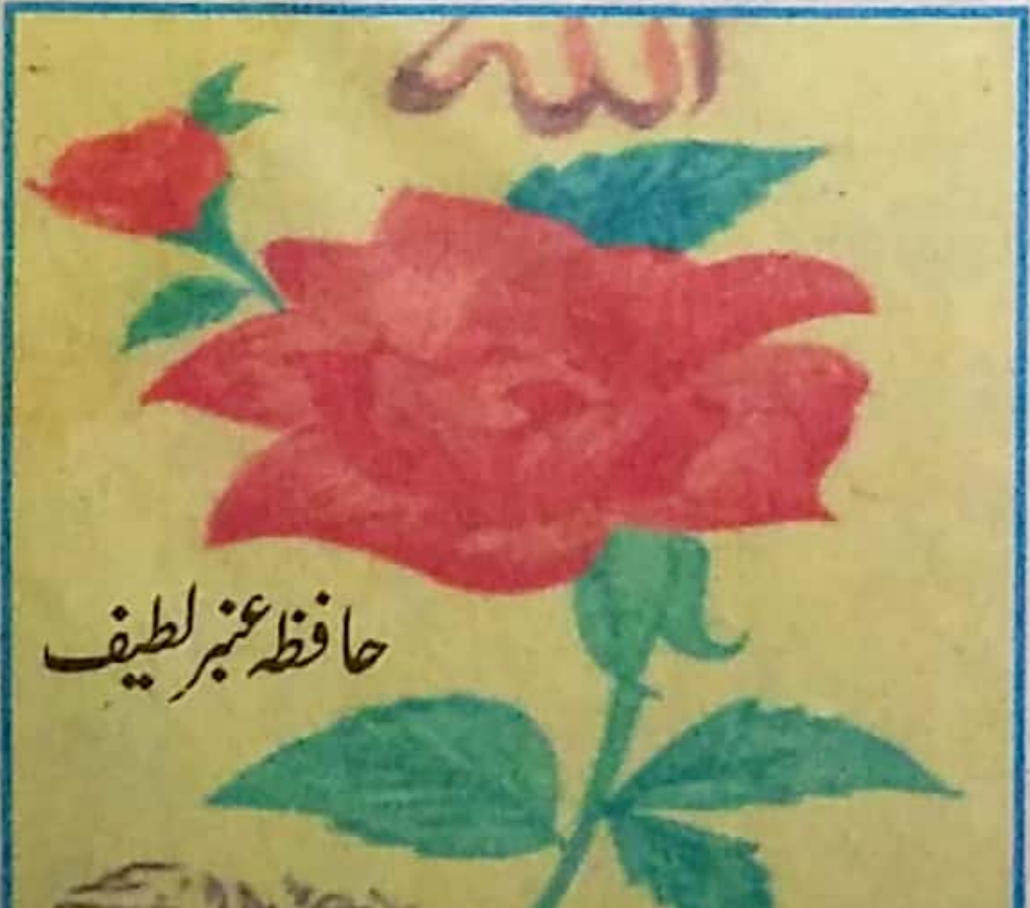

حافظہ عنبر لطیف

صدام کی یاد میں بچوں کا جلوس

ہندوستان کی ریاست راجستھان کے شہر جودھپور میں صدام حسین کو یاد کرنے کے لیے بہت سے بچوں نے صدام کی وردی میں ایک جلوس نکالا اور صدام کو سلامی دی۔

تمام بچوں نے صدام کا ہم شکل بننے کے لیے انھیں کی طرح کی وردی پہن رکھی تھی۔

جودھپور کے عوام سڑکوں پر ان صداموں کا جلوس دیکھ کر حیرت میں تھے، جلوس کے منتظم توحید احمد خان کہتے ہیں کہ اس جلوس کا مقصد ان بچوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہے جن بچوں کا نام صدام حسین ہے، ہمارا مقصد صدام کو ایک ہیرو کی طرح پیش کرنا ہے۔ صدام بہادر تھے اور اپنے وطن کے لیے لڑتے ہوئے شہید ہوئے ہیں۔

منتظمین کا کہنا ہے کہ پہلی خلیجی جنگ کے بعد صدام کے نام کی تشہیر ہوئی تھی اور تبھی بہت سے والدین نے اپنے بچوں کا نام صدام رکھا تھا۔

توحید خان کہتے ہیں: ”میں نے صدام نام والے بچوں کی تلاش کی تو اسی بچوں کی فہرست تیار ہوگئی۔“

اس جلوس کو ریاستی اسمبلی کے ایک سابق رکن جگل کابرا اور کانگریس کے رہنما بدری جاکھڑ نے پرچم دکھا کر روانہ کیا۔ جلوس شہر کی اہم سڑکوں سے گزرتا ہوا پرانا سٹیڈیم پہنچ کر فٹ بال میچ میں تبدیل ہوگیا، اس فٹ بال میچ میں گیند کا نام بش رکھا گیا تھا۔

سٹیڈیم میں صدام کی یہ بھیڑ بش پر ٹوٹ پڑی اور بش نامی گیند کو پیروں تلے کچلنے کے ساتھ ہی بش کے خلاف نعرے بھی بلند کیے گئے۔ میچ کے بعد کھلاڑیوں کے درمیان انعام تقسیم کیے گئے اور صدام کے لیے مغفرت کی دعائیں کی گئیں۔

توحید خان نے بتایا:

”ہمارے بھانجے کا نام صدام ہے اور جب صدام حسین کو پھانسی دی گئی تو وہ مایوس ہوگیا، اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ کہیں صدام کے نام والے بچوں میں احساس کمتری نہ پیدا ہو جائے اس لیے یہ پروگرام کیا گیا ہے۔“

بغداد سے جودھپور کا فاصلہ بہت زیادہ ہے لیکن صدام کے نام نے اس فاصلے کو کم کر دیا ہے، منتظمین کا کہنا ہے کہ شہر میں صدام نام کے بچے ہر محلے میں ہیں۔

انڈیا کے ”صدام حسین“

یہ شمالی بھارت کی ریاست بہار کے باقی کئی دیہاتوں کی طرح ایک عام سا گاؤں ہے۔

اس میں اینٹوں کے بنے ہوئے پلستر کے گھر، دھول سے اٹی ہوئی گلیاں اور گندے بچے ہیں، جن کے پاؤں میں جوتے نہیں ہیں اور ناک بہہ رہی ہے۔

اس گاؤں میں بہتا پانی بہت کم نظر آتا ہے، لیکن لکھنؤ کے اس گاؤں اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں انھیں انفرادیت بخشتی ہے۔

یہ انفرادیت کیا ہے؟

اعجاز عالم جو کہ تقریباً پینتیس سالہ ایک سول کانٹریکٹر ہیں اس سوال کا جواب دیتے ہیں اور وہ یہ کہ انھوں نے اپنے تین سالہ بیٹے کا نام دوبارہ رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

اب وہ اپنے بیٹے کو مظہر عالم کی بجائے صدام حسین پکاریں گے۔ یہ نام اس نے اپنے بیٹے کو سابقہ عراقی صدر صدام حسین کے اعزاز میں دیا ہے، جنھیں ۳۰ دسمبر کو پھانسی دے دی گئی تھی۔

یہ بچہ اس علاقے میں اکیلا صدام نہیں ہے بلکہ صرف لکھنؤ

حافظ عیق الرحمن سکھیکی

میں ایسے کئی افراد ہیں، جن کا نام صدام حسین ہے۔

مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ اس علاقے کے ستائیس دیہاتوں میں سو سے زائد صدام حسین ہیں۔

اس علاقے میں ایک ایسا خاندان بھی موجود ہے جس میں بڑے بھائی کا نام صدام حسین اور چھوٹے کا نام اسامہ بن لادن ہے۔

لیکن شاید ایسا اتفاقی طور پر نہیں ہوا ہے بلکہ ۱۹۹۱ میں جب پہلی مرتبہ امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تو اس کے بعد پیدا ہونے والے تمام بچوں کا نام اسامہ رکھ دیا گیا۔

محمد ناظم الدین کا کہنا ہے کہ اس جنگ سے قبل یہ نام بہت کم رکھا جاتا تھا۔ اس شخص کے پوتے کی پیدائش ۱۹۹۱ء میں ہوئی تھی اور اس کا نام صدام حسین ہے۔

اور اب حال ہی میں عراقی رہنما صدام حسین کی پھانسی اور اس کی تصاویر کی اشاعت کے بعد لکھنؤ کے دیہاتیوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ہر نئے پیدا ہونے والے لڑکے کا نام صدام رکھیں گے۔

اعجاز عالم کا کہنا ہے:

”یہ ہمارا اپنے رہنما کو خراج تحسین پیش کرنے کا طریقہ ہے۔ ہم کم از کم ان کی روایات کو اپنے گاؤں میں آگے بڑھائیں گے۔ اگر اللہ نے چاہا تو ایک دن ہمارا گاؤں صدام حسینوں سے بھرا ہوا ہوگا۔“

اس گاؤں کے باقی لوگ بھی اس معاملے میں ایسے ہی احساسات رکھتے ہیں، ایک مقامی رہنما ایوب خان کا کہنا ہے کہ:

”جارج بش ایک صدام حسین کو پھانسی لگا سکتا ہے لیکن ہم صدام حسینوں کی پوری فوج تیار کریں گے، اس کو ہمارے گاؤں میں آنے دیں اور پھر دیکھیں کہ وہ صدام حسین کو کبھی بھی پھانسی نہیں لگا سکے گا۔“

اس گاؤں میں کوئی شخص صدام حسین کے انسانی حقوق پامال کرنے کے ریکارڈ پر یا ان لوگوں کی فہرست پر جنھیں صدام نے قتل کیا اور اس کے غلط فیصلوں پر بات نہیں کرتا ہے، یہ سب چیزیں یہ لوگ صدام حسین کی شخصیت سے عقیدت کے باعث بھول گئے ہیں۔

اس گاؤں سے قریب صرف ایک پرائیویٹ سکول ہے جس کا نام دینی اکیڈمی ہے جہاں پر تقریباً سو صدام حسین لکھنا، پڑھنا اور سابقہ عراقی رہنما کے بارے سیکھنے کے لیے آتے ہیں۔

ایک ”چھوٹا صدام“ جس کی پیدائش مئی ۱۹۹۳ء میں ہوئی کہتا ہے، مجھے اس بات پر فخر ہے کہ مجھے صدام حسین پکارا جاتا ہے، وہ بہت بڑا رہنما تھا، ایک شیر تھا جس نے امریکہ کو للکارا اور کمزوروں کی ڈھال بنا۔

اس کا کہنا تھا: ”میں بھی صدام حسین کی طرح بننا چاہتا ہوں اور اسی کی طرح مرنا چاہوں گا۔“

اسی گاؤں کا ایک اور صدام جس کی پیدائش مئی ۱۹۹۲ء میں ہوئی کہتا ہے:

”ہم کوشش کریں گے کہ ہم اس عظیم جنگجو کے نام کی لاج رکھ سکیں۔“

اسی طرح ایک اور لڑکے نے صدام حسین کو اپنا ”محبوب رہنما“ قرار دیا۔ اس گاؤں کے عمر میں سب سے بڑے صدام حسین کی پیدائش پہلی جنگ خلیج کے شروع ہونے کے فوراً بعد ہوئی وہ خیالات کا اظہار کچھ اس طرح کرتے ہیں:

”میں اپنے والد صاحب کا مقروض ہوں کہ انھوں نے میرا نام ہمارے محترم رہنما کے نام پر رکھا، یہ صرف ان کی پھانسی کے بعد تھا جب ان کی خبریں اور تصاویر اخبار میں چھپیں کہ مجھے پتا چلا کہ وہ کس قدر عظیم رہنما تھے۔“

جس روز صدام حسین کو پھانسی دی گئی اس گاؤں کے تمام صدام حسین نامی لڑکوں کے گاؤں کی مسجد میں جمع ہو کر اس کے لیے دعا کی۔

پھر انھوں نے ایک جلوس نکالا جس میں انھوں صدر بش کے پتلے کو نذر آتش کیا۔

پانچ خاص چیزیں

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو اس سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں۔“

① ایک ماہ کی مسافت سے دشمن پر رعب و دبدبے کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے۔

② زمین میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے، لہٰذا میری امت کے کسی بھی شخص کو نماز کا وقت آلے تو وہ نماز پڑھ لے۔

③ میرے لیے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا ہے، جبکہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں تھا۔

④ ”مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔“

⑤ پچھلے نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے، جب کہ مجھے تمام کائنات کے لیے رسول بنایا گیا ہے۔

(بحوالہ: صحیح بخاری، صحیح مسلم)

شہزاد بن لیاقت علی...... چونیاں

کاغذ کی ایجاد

ابو اصیرم زوہیب امین ......ڈاہرانوالہ

پتھر کے نقوش

پہلے دور کے انسان کی تحریر کے سب سے پہلے نقوش پتھر پر ملے ہیں، پتھروں پر لکھائی ۶ ہزار قبل مسیح میں شروع ہوئی، اس پر نوکدار آلے کی مدد سے لکھا جاتا تھا، ان پر تحریر بڑی دیرپا ہوتی تھی۔ مصر کے علاوہ ایران کے شہر اصطخہ کے کھنڈرات میں سے کوہ بے ستون کی چٹان پر ایسی تحریر کندہ ہے جو آج بھی موجود ہے، یہ کتبے فارسی اور بابلی زبانوں میں ہیں۔

درخت کی چھال

پندرہ سو قبل مسیح میں بانس کی پتلی پتلی تہیں بنا کر اس پر لکھا جاتا تھا، تین ہزار، ق، م تک جین لکھائی کا رواج تھا۔ دیے یا کوئلے کی سیاہی میں وارنش کے درخت کی گوند ڈالتے تھے، جس سے عمدہ قسم کی سیاہی بن جاتی تھی، اس سے ہڈیوں پر چمکدار لکھائی کی جاتی رہی۔

درخت کے پتے

زمانہ قدیم میں انسان نے درخت کے پتوں پر لکھائی کی تھی، زیادہ تر ترنسل پتے استعمال کیے جاتے تھے، کھجور کا پتہ بھی استعمال ہوتا تھا کیونکہ یہ موٹے اور لمبے ہوتے ہیں، ان کو ابال کے پھر خشک کر کے اور نوکدار چیز سے ان پر لکھا جاتا تھا۔

مٹی کی تختیاں:

زمانہ قدیم میں مٹی کی تختیوں پر بھی لکھا جاتا تھا۔ دجلہ و فرات کی کھدائی سے بہت سی مٹی کی تختیاں ملی ہیں۔ ان تحریروں سے ۳۰۰۰ قبل مسیح کے نشانات ملتے ہیں، سب سے پہلی لائبریری آشور نبی باپل سے بھی مٹی کی تختیاں ملی ہیں، یہ تختیاں اب بھی برٹش میوزیم لندن میں محفوظ ہیں۔ تختیاں بنانے کے لیے چکنی مٹی کو آٹے کی طرح گوندکر نوکدار آلے کی مدد سے ان پر لکھا جاتا تھا۔ مضبوط اور دیرپا بنانے کے لیے ان کو آگ میں پکا لیا جاتا۔

پیپرس

یہ ایک خاص قسم کا پودا ہے، جو دریائے نیل کے کنارے اگتا تھا۔ اس پودے کے گودے اور چھال سے جو کاغذ تیار ہوتا تھا۔ اس کو پیپرس کا نام دیا گیا، پیپرس کا پودا تقریباً فٹ لمبا اور ۳ انچ قطر کا ہوتا ہے، پیپرس کے تنوں کو پتوں کی شکل میں کاٹ کر ان کی کھڑی پٹیاں ایک دوسرے سے ملا کر تختے پر بچھائی جاتیں، بھاری دباؤ سے اس کی چادر ہموار کر کے اس کو خشک کرنے کے بعد پتھر یا ہاتھی کے دانت سے اس کی گھسائی کی جاتی تھی، پھر اس کے رولز بنا کر اس پر لکھا جاتا تھا۔

رسول اکرم ﷺ نے مختلف حکمرانوں کو خط لکھے۔ ان میں سے کئی خطوط پیپرس پر تھے۔ مثلاً حاکم بحرین المنظر بن صباء کو جو خط لکھا وہ پیپرس پر تھا۔ عرب اسے بدری کے نام سے پکارتے تھے۔

پارچمنٹ یا چرمی کا کاغذ

اس کو بھیڑ بکری بیل اور سور کی کھالوں سے تیار کیا جاتا تھا، اس کو مصری اور یونانی بہت استعمال کرتے تھے، کیونکہ یہ چمڑے کی نسبت عمدہ ہوتا تھا۔ اس کی تیاری کے لیے جانوروں کی کھالیں دھو کر ان کے بال اور گوشت اتار لیا جاتا تھا۔ پھر کھال کو فریم پر رکھ کر کھرچا جاتا اس طرح بال اور گوشت الگ ہو جاتے، پھر چاک سے سفید کر کے لکھائی کی جاتی، اس پر لکھائی عمدہ لیکن لاگت بہت زیادہ آتی تھی۔

کپڑا

جب انسان نے اپنے لباس کے لیے کپڑا بنانا شروع کیا تو تحریر کے لیے بھی کپڑے کا استعمال ہونے لگا، کپڑے پر لکھ کر اس کو لکڑی پر لپیٹ کر رکھ دیا جاتا تھا آج بھی کپڑوں پر لکھنے کا رواج ہے، مثلاً بینروں پر۔

کاغذ

کاغذ کی ایجاد کا سہرا اہل چین کے سر ہے، سب سے پہلے کاغذ ایک مشہور چینی ماہر نباتات ''سائی لن'' نے ۱۰۵ ہوتی شہنشاہ کے دور میں پرانے کپڑوں گھاس پھوس اور شہتوت کی چھال سے کاغذ بنایا، بادشاہ نے سائی لن کو انعام دیا اور اس کی تعریف کی۔ چین میں کاغذ کا فن ترقی کرتا گیا، چینیوں نے کاغذ بنانے کا فن چھپائے رکھا۔ ۷۵۱ میں چینیوں نے فرغانہ کے ترک حکمران کی حمایت میں سپاہی بھیجے۔ جنگ میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی، چینی سپاہیوں کو قیدی بنا کر ثمرقند لے گئے، انھوں نے وہاں کاغذ بنانا شروع کر دیا۔ تو یہ فن آہستہ آہستہ ترقی کرتا پوری دنیا میں پھیل گیا یہ کاغذ آج کی طرح نفیس نہ تھا۔

[اقتباس : لائبریری سائنس تالیف از سہیل اقبال]

انتظار کی گھڑیاں ختم : قلم کے آنسو آپ کے ہاتھوں میں

لفظ لفظ حقیقت ......سطر سطر درد، دکھی دلوں کی آہیں
جو آپ کو رلا دیں گی، ہر گھر کی ضرورت
خاندان کی تربیت کے لیے ایک رہنما کتاب
قلم کے آنسو

قلم کے آنسو

محمد طاہر نقاش کے کالموں کا مجموعہ

خواتین اہل بیت چھپ کر مارکیٹ میں آگئی ہے۔
بہنوں، بیٹیوں، ماؤں کو تحفہ دیں۔

0334-9919543
0300-4453358

رابطہ: دارالابلاغ روایات صحیحہ کا امین

ہفت روزہ غزوہ میں شائع ہونے والے منتخب کالم
کتابی شکل میں منظر عام پر آگئے

فرضی قصے کہانیوں اور بھونڈے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

پندرہ روزہ

ننھے مُجاہد

لاہور پاکستان

63 9 مارچ 2007ء 19 صفر 1428ھ

دفتر جماعة الدعوة
067-3501734
محلہ منڈی گگو۔
0302-7592134, 0306-4980223

جال

زرِ تعاون 3 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمانِ الٰہی

نجات دینے والی تجارت

’’اے ایمان والو! کیا میں تمھیں ایسی تجارت نہ بتاؤں، جو تمھیں دردناک عذاب سے بچالے (وہ تجارت یہ ہے کہ) تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرو...... یہی (کام) تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تمھیں کچھ علم ہو۔‘‘

الصف 10,11

طارق جاوید...... سمندری

بشارتِ نبوی

نیند سے بیدار ہونے کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ (مشکوٰۃ)

’’سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مرنے کے بعد ہمیں زندہ کیا اور ہمیں اسی کی طرف جی اٹھ کر جانا ہے۔‘‘

اخت عادل خان...... فیروز پور

ربنا

استغفار کی برکتیں

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جس نے استغفار کو روزمرہ کا معمول بنا لیا اللہ تعالیٰ اس کو ہر مصیبت سے نکالتا ہے اور ہر غم سے نجات دیتا ہے اور ایسی جگہ سے اسے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے اسے گمان تک نہیں ہوتا۔‘‘ (احمد، ابوداؤد)

عائشہ سیف الرحمٰن...... ڈپٹی والا بھوانہ

ضروری بات

ننھے مجاہدو...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بھلا آپ سے کوئی پوچھے کہ بتاؤ

’’طاقتور کون ہے؟‘‘

تو آپ یہی کہیں گے نا!

کہ طاقتور وہ ہے جو اپنے مدمقابل کو پچھاڑ دے...... بظاہر ٹھیک بھی یہی لگتا ہے، لیکن ایسا نہیں ہے نہ وہ طاقت ور ہے جو مقابل پر غلبہ پالے اور نہ ہی وہ جو قوت میں زیادہ ہو...... تو پھر طاقتور کون ہوا؟ ہاں جناب! حقیقی طاقتور تو وہ ہی ہے جو طاقت میں دوسروں سے زیادہ ہو...... مضبوط جسم کا مالک ہو...... اور اپنے مقابل کو زیر کرنے کی ہمت بھی رکھتا ہو لیکن ان سب کے باوجود وہ اپنے حریف کو معاف کر دے۔ اس سے بدلہ نہ لے تو صحیح معنوں میں وہ طاقتور ہے۔

گویا کہ اصلی طاقتور وہ ہے جو درگزر کرنا جانتا ہو قوت اور طاقت کے باوجود دوسروں کو معاف کر دیتا ہو آپ کو پتا ہے کہ جو آدمی ایسا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا لگتا ہے تو پھر کیوں نہ ہم اپنے اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے بننے کی کوشش کریں۔

انسانی زندگی بھی ایک عجیب امتحان ہے! اور اس امتحان میں اسلام کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کر کے زندگی پوری کرنا بھی کامیابی ہے۔

آپ اگر اپنی روزمرہ زندگی کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کو طاقتور ثابت کرنے کے لیے بہت سے مواقع ملتے ہوں گے...... اگر آپ زیادہ بہن بھائی ہیں تو مواقع اور زیادہ ہوں گے روزانہ صبح سویرے جہاں آپ سپارہ یا قرآن پڑھتے ہوں گے، وہاں اور بھی بہت سے بچے ہوں گے...... سکول میں تو یہ موقع سب سے زیادہ ملتا ہے کیونکہ ہم جماعت ساتھیوں کے ساتھ لڑائی یا تکرار اکثر ہو ہی جاتی ہے۔ ٹیوشن والی جگہ یا پھر کھیل کے میدان میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے الغرض کہ جہاں بھی چار بندے اکٹھے ہوئے۔ گڑبڑ تو ہو ہی جاتی ہے دور نہ جائیں ہم ’’ننھے مجاہد‘‘ کے صفحہ ’’آپ کے خطوط‘‘ کو ہی لے لیں کبھی کبھار یہاں بھی گڑبڑ ہو جاتی ہے...... ایسے میں ہمارے پاس بہترین موقع ہوتا ہے کہ ہم خود کو طاقتور ثابت کر دیں طریقہ وہی ہے جو ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ سکھا گئے کہ اگرچہ آپ علم قوت اور استطاعت میں بڑھ کر ہیں اور یہ بھی کہ غلطی آپ کی نہیں پھر بھی آپ دوسرے انسان کو معاف کر دیں۔ ایسے میں آپ کا کچھ نہیں جائے گا لیکن آپ کو عجب سی روحانی خوشی ہوگی اور آپ کا مخالف بھی آپ کا گرویدہ ہو جائے گا...... نہیں یقین تو کبھی آزما کر دیکھ لیں۔

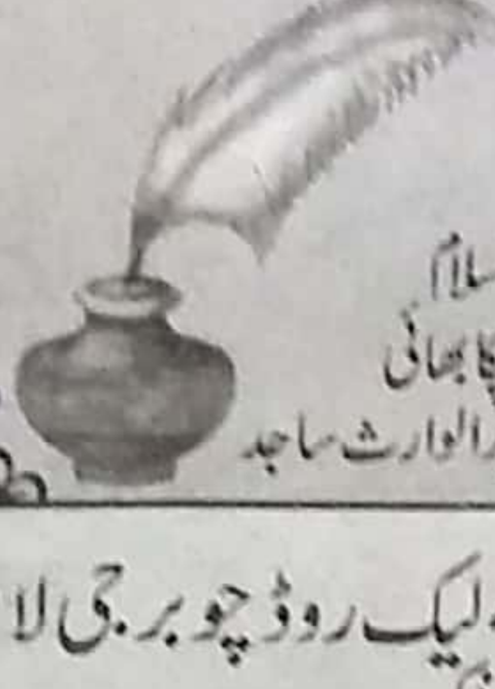

والسلام
آپکا بھائی
عبدالوارث ساجد

مال کی قربانیاں

طوبیٰ سجاد (جوہر کالونی صادق آباد) کلاس دوم میں پڑھتی ہے، چھوٹی عمر میں اس کا جذبہ بہت بلند ہے، اس ننھی طالبہ نے اپنی پاکٹ منی سے پانچ سو روپے اسلام فنڈ میں جمع کروائے۔ اسی طرح محمد حذیفہ اور ریاض (جوہر کالونی صادق آباد) دونوں بھائیوں نے جیب خرچ جمع کر کے اور عیدی کے پیسے ملا کر دو سو روپے اسلام فنڈ کے لیے پیش کیے۔

میرے چچازاد بھائی انعام الرحمٰن بن ہدایت اللہ ساجد ایک سال سے تقریباً شوکت خانم ہسپتال لاہور میں زیرِ علاج تھے۔

میرے بھائی انعام الرحمٰن کو اللہ تعالیٰ نے صحت وعافیت سے نوازا ہے اور اس کی رپورٹیں صحیح دستیاب ہوئی ہیں۔

اس خوشی کے موقع پر اس نے دوران بیماری جو رقم جمع کی تھی، اس جمع شدہ رقم کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ پیار کرتے ہوئے وقف کر دیا ہے۔ یہ رقم 237 روپے ہے۔

قاری ابوبکر صدیق عابد...... شیخوپورہ

نوٹ

’’ننھے مجاہد‘‘ کے گزشتہ شمارے میں صفحہ تین پر تحریر ’’قرآنی معلومات‘‘ میں کمپوزنگ کی غلطی کی بناء پر قرآن مجید کی سورتوں کی تعداد 144 شائع ہوگئی۔ جو کہ اصل میں 114 ہے اور ایک حدیث کہ مومن کے جوٹھے میں شفا ہے شائع ہوئی۔ یہ حدیث ضعیف ہے ہم قارئین سے معذرت خواہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور معافی کے طلبگار ہیں۔

ادارہ

خط و کتابت کیلئے
ننھے مجاہد
ہفت روزہ غزوہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور
فون 7314531 فیکس 042-7117551
ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں
www.jamatdawa.org
E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

لاش کی حفاظت

سلافہ بنت سعد کا دیر تک انتظار کرنا رائیگاں گیا تو وہ جنگ کے میدان میں لاشوں کے چہروں کو ٹٹولتی ہوئی دور تک چلی گئی، اچانک وہ کیا دیکھتی ہے کہ اس کا خاوند خون میں لت پت موت کے منہ میں جاچکا ہے۔ وہ غضب ناک شیرنی کی طرح بھر گئی اور انتہائی پھرتی کے ساتھ اپنے بیٹوں، مسافع، کلاب اور جلاس کو میدان کے کونے کونے میں تلاش کرنے لگی۔ یہ جنگ احد کا میدان تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دیکھا کہ اس کے بیٹوں کی لاشیں میدانِ احد میں ادھر ادھر بکھری پڑی ہیں۔ مسافع اور کلاب تو موت کے گھاٹ اتر چکے تھے۔ جبکہ تیسرا بیٹا جلاس ابھی آخری ہچکیاں لے رہا تھا۔

سلافہ بنت سعد غم میں مبتلا اپنے بیٹے کے پاس بیٹھ گئی۔ اس کا سر اپنی گود میں لیا، چہرے اور پیشانی سے خون صاف کیا اور اس کی زندگی بچانے کے لیے سرتوڑ کوشش کرنے لگی۔ اس ہولناک منظر کو دیکھ کر اس کے آنسو خشک ہو گئے۔ غم کی وجہ سے ایک بھی آنسو اس کی آنکھوں سے نہ نکلا۔ آہ و بکا کے عالم میں اس نے اپنے بیٹے سے پوچھا:

”میرے لختِ جگر تجھے کس نے یہ گہرے زخم لگائے؟ اس نے جواب دینا چاہا لیکن اکھڑتا ہوا سانس جواب دینے میں رکاوٹ بن گیا، اس نے بار بار پوچھا کہ تیرے ساتھ یہ ظلم کس نے کیا؟ اس نے بڑی مشکل سے اکھڑتے ہوئے سانس کے ساتھ جواب دیا :

”مجھے میرے باپ اور بھائیوں کو عاصم بن ثابت نے مارا۔“

”ہائے میری جان گئی۔“ یہ سن کر سلافہ بنت سعد دھاڑیں مار مار کر رونے لگی، اور لات و عزیٰ کی قسم کھا کر کہنے لگی، میری غضب کی آگ اس وقت تک ٹھنڈی نہیں ہوگی، جب تک قریش عاصم بن ثابت ﷺ سے بدلہ نہیں لیں گے اور شراب نوشی کے لیے اس کے سر کی کھوپڑی مجھے نہیں دیں گے۔

پھر اس نے یہ اعلان کر دیا کہ جو عاصم کو زندہ پکڑ کر لائے یا اس کا سر لے آئے تو میں اسے منہ مانگی دولت دوں گی۔ اس کا یہ اعلان قریش میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گیا۔ ہر نوجوان کے دل میں یہ تمنا انگڑائیاں لینے لگی کہ کاش یہ انعام میرے حصے میں آئے اور میں عاصم بن ثابت کو تہ تیغ کرنے میں کامیابی پر منہ مانگا انعام حاصل کر سکوں۔

غزوہ احد کے بعد مسلمان مدینہ کی طرف واپس لوٹے اور معرکہ آرائی کے متعلق باتیں کرنے لگے، شہداء کے لیے رحمت کی دعا اور غازیوں کی ہمت و جرأت کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے ہونے لگا۔ دورانِ گفتگو حضرت عاصم بن ثابت ﷺ کے کارنامے کا تذکرہ کرتے ہوئے بڑے تعجب کا اظہار کیا کہ عاصم بن ثابت نے ایک ہی گھر کے چار افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا! بھلا اس میں تعجب کی کون سی بات ہے؟ کیا آپ کو یاد نہیں کہ غزوہ بدر سے پہلے جب رسول اللہ ﷺ نے ہم سے سوال کیا تھا کہ تم کیسے لڑو گے؟ تو عاصم بن ثابت ﷺ کھڑے ہوئے کمان اپنے ہاتھ میں پکڑی اور کہا جب دشمن سو ہاتھ کے فاصلے پر ہوگا تو لڑائی تیر اندازی سے ہوگی۔ جب دشمن زیادہ آگے آجائے گا تو لڑائی نیزے کے ساتھ ہوگی یہاں تک کہ نیزے ٹوٹ جائیں گے تو پھر لڑائی تلوار سے ہوگی، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”واقعی جنگ اسی طرح لڑنی چاہیے، جو کوئی جنگ لڑنا چاہے اسے چاہیے کہ عاصم بن ثابت ﷺ کا طریقہ اپنائے۔“

غزوہ احد کو ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے چھ صحابہ کرام ﷺ کو ایک خاص مشن پر روانہ کیا اور ان کا امیر سیدنا عاصم بن ثابت ﷺ کو مقرر کیا۔ یہ قافلہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی بجا آوری کرتے ہوئے مشن پر روانہ ہوا۔ مکہ مکرمہ سے ابھی تھوڑی دور تھا کہ ہذیل کی ایک جماعت کو ان کے بارے میں علم ہوگیا تو وہ سرپٹ ان کی طرف دوڑے اور انھیں اپنے گھیرے میں لے لیا۔

یہ صورت حال دیکھ کر سیدنا عاصم بن ثابت ﷺ اور ان کے ساتھیوں نے اپنی تلواریں نکال لیں اور مقابلے کے لیے تیار ہو گئے۔ یہ منظر دیکھ کر بنو ہذیل کہنے لگے..... آج تم ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ بخدا! ہم تمھیں کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ نہیں رکھتے، اگر تم ہتھیار ڈال دو تو ہم اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر تم سے عہد کرتے ہیں کہ تمھیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ یہ

حبیبہ ابوبکر..... موڑ کھنڈا

تجویز سن کر صحابہ کرام ﷺ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، گویا کہ وہ مشورہ کر رہے ہوں کہ اب کیا کریں، سیدنا عاصم بن ثابت ﷺ نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور کہا:

”میں تو مشرکوں کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالوں گا۔“

پھر انھیں سلافہ بنت سعد کا اعلان یاد آ گیا تو انھوں نے اپنی تلوار سونتی اور یہ دعا کی:

”الٰہی! میں تیرے دین کی حفاظت اور اس کا دفاع کرتا ہوں تو میرے جسم کی حفاظت فرما، اور میرے جسم کا گوشت اور ہڈیاں تیرے دشمنوں کے ہاتھ نہ لگیں۔“

یہ دعا کی اور بنو ہذیل پر حملہ کر دیا، وہ بے جگری سے لڑے یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے شہید ہو کر گر گئے، باقی ساتھیوں نے دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ بنو ہذیل نے بدعہدی کی اور ہتھیار ڈالنے والوں کو تہ تیغ کر دیا۔

پہلے پہل تو قبیلہ بنو ہذیل کو یہ پتا نہیں چلا تھا کہ شہید ہونے والوں میں عاصم بن ثابت ﷺ بھی ہیں۔ جب انھیں پتا چلا تو بہت خوش ہوئے، انعام ملنے کے لالچ سے وہ خوشی سے جھومنے لگے۔ چونکہ سلافہ بنت سعد نے یہ نذر مان رکھی تھی کہ اگر وہ سیدنا عاصم بن ثابت ﷺ کے سر کی کھوپڑی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی تو اس میں شراب نوشی کرے گی اور ساتھ ہی اس نے یہ اعلان بھی کیا ہوا تھا کہ جو اسے زندہ پکڑ کر لائے یا مردہ حالت میں دونوں صورتوں میں وہ اس کو منہ مانگی رقم دے گی۔

سیدنا عاصم بن ثابت ﷺ کی شہادت سے چند گھنٹے بعد قریش کو ان کی لاش کا علم ہوا۔

بنو ہذیل بھی مکہ کے قریب ہی مقیم تھے۔ قریش نے ان کے پاس اپنی طرف سے ایک قاصد بھیجا اور ان سے حضرت عاصم بن ثابت ﷺ کے سر کا مطالبہ کیا، تاکہ سلافہ بنت سعد کا غصہ ٹھنڈا کر سکیں اور وہ اپنے بیٹوں کے قاتل کے سر کی کھوپڑی میں شراب پی کر اپنے غم کو ہلکا کر سکے۔

قریش نے اپنے قاصد کو وافر مقدار میں مال بھی دیا تاکہ وہ بنو ہذیل کو قیمتی تحائف اور نقد مال دے کر سیدنا عاصم بن ثابت ﷺ کا سر لینے میں کامیاب ہو سکیں۔ بنو ہذیل کے چند افراد سیدنا عاصم بن ثابت ﷺ کا سر کاٹنے کے لیے ان کے جسم کے قریب ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے سر اور جسم کے ہر حصے کو بے شمار شہد کی مکھیوں اور بھڑوں نے گھیرے میں لے رکھا ہے۔

جونہی وہ ان کے جسم کے قریب ہوئے تو مکھیوں اور بھڑوں نے ان پر حملہ کر دیا جس سے انھیں اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ بہت کوشش کرنے کے بعد جب وہ مایوس ہو گئے اور جسم تک پہنچنے کی صورت نظر نہ آئی تو ایک دوسرے سے کہنے لگے:

”چھوڑو رات آنے دو، جب رات کا اندھیرا چھا جائے گا تو بھڑیں جسم سے الگ ہو جائیں گی۔“

تب ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں یہ تجویز سن کر سبھی تھوڑی دور بیٹھ کر انتظار کرنے لگے، تاکہ رات کی تاریکی چھا جائے اور ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں۔

ابھی دن ختم نہیں ہوا تھا اور رات شروع نہیں ہوئی تھی کہ گھنے سیاہ بادل آسمان پر نمودار ہوئے۔ بادل کڑکا اور فضا میں لرزہ طاری ہو گیا، ایسی موسلا دھار بارش ہوئی کہ جلد ہی راستے اور گلیاں ندی نالوں کا منظر پیش کرنے لگے، نشیبی علاقے پانی سے بھر گئے، سیلاب کی مانند چاروں طرف پانی ہی پانی دکھائی دینے لگا۔ رات بھر جو موسلا دھار بارش ہوتی رہی، یہ لوگ واپس اپنے گھروں کو چلے گئے۔ جب صبح ہوئی تو بنو ہذیل سیدنا عاصم بن ثابت ﷺ کا سر لینے کے لیے گھروں سے نکلے میدان کا رخ کیا تو وہاں سیدنا عاصم بن ثابت ﷺ کی لاش کا نام و نشان نہ تھا سیلاب اسے بہا کر کہیں دور نامعلوم جگہ پر لے گیا۔ بہت تلاش کیا لیکن لاش کا کہیں سراغ نہ ملا۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا عاصم بن ثابت ﷺ کی دعا قبول کر لی اور ان کے جسم مبارک کی حفاظت کی اور ان کے باعزت سر کو اس ذلت آمیز سلوک سے بچا لیا کہ ان کی کھوپڑی میں شراب جیسی حرام چیز ڈال کر پی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو مومن پر غالب نہ ہونے دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کی حفاظت اسی طرح کیا کرتا ہے۔

(بحوالہ: جرنیل صحابہ ﷺ)

سلطان کے آنسو

تپتے صحرا پر سلطان کی فوجیں جنگی مشقوں میں مصروف تھیں۔ سخت گرمیوں کے دن تھے اور سلطان کے سپاہی پسینے سے شرابور تھے سلگتے سورج کی تیز دھوپ نے صحرا کو جہنم زار بنا دیا تھا۔

سلطان نے گرمی کی شدت کے باوجود بھی صحرا میں جگہ جگہ آگ کے الاؤ جلا رکھے تھے تاکہ مزید گرمی پیدا ہو جائے اور اس کے سپاہی سخت سے سخت گرمی میں لڑنے کا حوصلہ پیدا کر سکیں۔ سلطان کے فوجی دو گروپوں میں تقسیم تھے اور وہ سلطان کے حکم کے مطابق ایک خاص انداز میں گھوڑے دوڑاتے ہوئے دور سے آتے اور جلتے ہوئے الاؤ کے درمیان دو بدو لڑائی کے بعد واپس چلے جاتے۔

سلطان تیز تر گرمی کے باوجود بھی آگ جلا کر گرمی کی شدت پیدا کر کے فوج کو بیت المقدس کی آزادی کے لیے تیار کر رہا تھا اسے معلوم تھا کہ بیت المقدس کی آزادی کے لیے اسے سخت قسم کی جنگ لڑنا پڑے گی سلطان کے جاسوس یہ خبر دے چکے تھے کہ اسلامی لشکر کے خلاف پورے یورپ کے عیسائی مل کر بہت بڑی فوج جمع کر چکے ہیں اتنی بڑی فوج کے ساتھ چند ہزار سپاہیوں سے صرف اسی صورت لڑائی ممکن تھی کہ دشمن کے خلاف مجاہدوں کے لڑنے کی تیاری زیادہ سے زیادہ ہو۔ سلطان پوری قوت کے ساتھ اس کام میں مصروف تھا...... سورج ابھی نصف النہار پر تھا کہ ایک تیز رو گھوڑ سوار آتا دکھائی دیا۔

سلطان کے محافظ دستے نے دور تک دکھائی دینے والی دوربینوں سے دیکھا آنے والا آدمی اکیلا ہی تھا۔ گھوڑے کے بھاگنے سے صحراء کی ریت اڑ رہی تھی اور گھڑ سوار کے پیچھے اڑتی ہوئی دھول نے اسے پہچاننا مشکل بنا دیا۔

تیز رو گھڑ سوار قریب پہنچا تو سلطان کے محافظ دستے کے سپاہیوں کے پریشان چہروں پر اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔

گھڑ سوار قریب آتے ہی جلدی سے نیچے اترا اور گھوڑے کی لگام تھام کر محافظ دستے کے سپاہیوں کو سلام کرتے ہوئے آگے بڑھا سپاہیوں نے اسے دیکھتے ہی گلے لگا لیا۔

گھڑ سوار نے پوچھا۔ سلطان کہاں ہیں......؟

محافظ دستے کے ایک سپاہی نے جواب دیا۔ ”سلطان جنگی مشقوں کی منصوبہ بندی میں مصروف ہیں۔“

”مجھے ان سے ابھی ملنا ہے۔“ گھڑ سوار نے کہا:

محافظ دستے کا ایک سپاہی گھوڑا لے کر آگے بڑھ گیا اور گھڑ سوار محافظ دستے کے باقی سپاہیوں کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا۔ سلطان جھلستی ریت پر ایک چادر بچھائے، تیز دھوپ میں، جنگی کمانڈروں کے ساتھ بیٹھا تھا۔ سپاہی نے گھڑ سوار کے آنے کی خبر دی تو سلطان نے اسے اسی وقت بلانے کو کہا:

اجازت ملتے ہی گھڑ سوار سلطان کے پاس آیا اور سلام کرتے ہی بولا:

”جنگی ساز و سامان لے جانے والا ہمارا قافلہ جو بیروت کے پاس سے گزر رہا تھا۔ اسے رومی فوجوں نے لوٹ لیا ہے۔“

خبر سنتے ہی سلطان سمیت سب کمانڈروں کے چہروں پر غصے کے آثار پھیل گئے۔ سلطان نے سخت برہمی کے انداز میں کہا:

”دشمن کو گستاخی کی سزا ضرور ملے گی۔“

سلطان نے اسی مجلس میں اپنے کمانڈروں سے مل کر حملے کی منصوبہ بندی کی۔ اور فوجی لشکر تیار کر کے بیروت کی طرف کوچ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

سلطان کی فوج بیروت کی طرف روانہ ہوئی تو سلطان کی فوج کے خاص سپاہی سب سے آگے تھے ان فوجیوں کا کام

عبدالوارث ساجد

فوج سے کچھ آگے رہ کر علاقہ کی جاسوسی کرنا تھا۔ فوج کے یہ دستے خفیہ ہوتے تھے ان کے بارے میں نہ مسلمانوں کی فوج کے کسی سپاہی کو خبر ہوتی تھی اور نہ دشمن کے کسی سپاہی کو ان سپاہیوں کے پاس ایسے گھوڑے ہوتے تھے جو ایک دن میں کئی کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے فوج سے آ ملتے تھے یہ سپاہی ہر علاقے کے مطابق اپنی حالت بدل کر رہتے تھے جیسا علاقہ ویسا روپ اور جونہی کوئی خبر فوج کے خلاف معلوم ہوتی، سلطان کو فوراً اس سے باخبر کیا جاتا تھا۔ دشمن کی تیاری کس حد تک ہے اور دشمن اپنی فوج کے دستے کہاں کہاں تیار کر رہا اس کی خبر لگا کر سلطان تک پہنچانا ان مخبر سپاہیوں کا کام تھا۔

سلطان کے مخبر سپاہی سلطان کو آنے والے تمام حالات اور خطرات سے آگاہ کر رہے تھے اور فوج کے دستے ایک شان بے نیازی سے چلے جا رہے تھے سلطان گھڑ سوار دستوں کے ساتھ خود فوج کے حوصلے بلند کیے ہوئے ان کے ہمراہ تھا۔ سلطان کا بھائی العادل اس وقت مصر کا حاکم تھا۔ اس نے سلطان کی فوج کی ہر موقع پر مدد کی اور تین بحری جہاز، جنگی اسلحے اور فوج کے ساز و سامان کے علاوہ خوراک سے بھر کر روانہ کر دیے مسلمان کی فوج منزلوں پہ منزلیں طے کرتی بیروت جا پہنچی اور جاتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ کئی روز تک جاری رہا۔ عین ان ایام میں جن دنوں سلطان کی فوج بیروت کا محاصرہ کیے بیٹھی تھی بیت المقدس سے بالڈدین چہارم بہت بڑی فوج لیے اہل بیروت کی مدد کو آ پہنچا۔ ابھی بالڈدین کا لشکر بیروت سے ایک دن کی منزل پر تھا کہ مسلمان لشکر کے خفیہ سپاہیوں نے سلطان کو اطلاع دے دی۔

ایسی صورت میں اسلامی فوج کو مشکل آ سکتی تھی بالڈدین کا لشکر اسلامی فوج پر حملہ کرتا تو پیچھے سے قلعہ بند بیروت کے سپاہی بھی حملہ کر دیتے یوں سلطان کی فوج دو طرف سے گھیرے میں آ جاتی ایسے میں اس کے لیے لڑنا انتہائی دشوار ہو جاتا جانی نقصان تو ہوتا ہی سامان حرب کا بہت سا حصہ بھی دشمن کے ہاتھ لگ جاتا سلطان نے اس وقت واپسی کا فیصلہ کیا اور بیروت کا محاصرہ چھوڑ کر واپس چلا آیا۔

★......★......★

سلطان قاہرہ سے بیروت کی طرف روانہ ہوا تو اس کے دل میں بیت المقدس کی آزادی کی خواہش زندہ جاوید تھی بیروت کے والی کی خوش قسمتی کہ جن دنوں سلطان نے ان کے شہر کو فتح کرنے کے لیے محاصرہ کیا۔ عیسائی سپہ سالار بالڈ دین کا لشکر ان کی امداد کو آ نکلا سلطان بیروت سے واپس آیا تو یہ واپسی ایسی ہرگز نہ تھی کہ ہمیشہ کے لیے جنگ کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

عیسائیوں کے تسلط سے بیت المقدس آزاد کروانے کی سلطان کی دیرینہ خواہش تھی۔ بیروت کے گستاخوں نے جو سلطان کے جہاز لوٹے تھے اس سے سلطان کے ہاتھ کم از کم ایک بہانہ ضرور آ گیا تھا۔

بیروت سے واپسی پر سلطان یہ عہد کر چکا تھا کہ وہ تب تک آرام سے نہ بیٹھے گا جب تک شام اور عرب کے تمام قلعوں پر اسلام کا پرچم نہ لہرا دے گا۔

بیروت سے واپس پلٹنے کے ایک سال بعد 579 ہجری میں سلطان کی فوج نے حلب شہر پر قبضہ کر لیا۔ حلب کے پاس ہی ایک اور شہر آباد تھا۔ ان دونوں شہروں کے درمیان دریائے وردن بہتا تھا حلب فتح کرنے کے بعد سلطان کی فوج نے دریائے وردن عبور کیا اور دوسرا شہر بھی اپنے قبضے میں لے لیا۔

دونوں شہروں کی فتح کے بعد سلطان کی فوج ”کرک“ شہر کی طرف روانہ ہوئی تھی جو اس وقت عیسائیوں کا سب سے مضبوط قلعہ تھا۔

کرک شہر کے قلعہ کے متعلق مشہور تھا کہ آج تک اسے کوئی بھی جرنیل فتح نہ کر سکا تھا۔ قلعہ کرک پہاڑ کی چوٹی پر بنا ہوا تھا۔ اس قلعہ کو فتح کرنا تو دور کی بات اس کا محاصرہ کرنا بھی مشکل ترین کام تھا۔ سلطان جانتا تھا کہ قلعہ کرک کو فتح کیے بغیر عیسائیوں کو شکست دینا بہت مشکل کام ہے قلعہ کرک چونکہ عیسائیوں کا مرکز تھا اور ان کے مطابق اسے فتح کرنا کسی کے بس کی بات نہیں اسی وجہ سے سلطان اس

ناقابل تسخیر قلعہ کو سر کر کے عیسائیوں کے حوصلے توڑنا چاہتا تھا۔

سلطان کی فوج جس وقت حلب کے شہر پر فتح کے جھنڈے گاڑ رہی تھی اس کے خفیہ سپاہی اس وقت مختلف روپ دھارے قلعہ کے آس پاس پھر رہے تھے یہ سپاہی جن میں سے بیشتر یہاں تاجروں کے روپ میں تھے۔قلعہ کے آس پاس کا سارا علاقہ اچھی طرح دیکھ کر واپس سلطان کے پاس چلے آئے۔

سلطان نے اپنے مخبر سپاہیوں کی خفیہ اطلاعات اور اس علاقے کے محل وقوع کے مطابق تیاری کی اور فوج لے کر رات کے وقت قلعہ کے پاس جا پہنچا۔

★......★......★

سلطان کی فوج کے سپاہی قلعہ ''کرک'' کے چاروں اطراف میں پھیل چکے تھے سلطان نے بذات خود قلعہ کے چاروں طرف گھوم کر قلعہ کا معائنہ کیا اور بڑے بڑے پتھر گرانے والی مشینیں (منجنیقیں) نصب کر دیں۔

ایک طرف سلطان کی فوج محاصرہ کی تیاری میں مصروف تھی جب کہ دوسری طرف قلعہ کے اندر عیسائی فوج نے بہت سا اسلحہ،ضرورت کا سامان اور شہریوں کے لیے غلہ جمع کر لیا اور وہ سلطان کی فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار بیٹھے تھے۔

قلعہ ''کرک'' کے مشرق کی طرف لوگوں کی چہل پہل جاری تھی۔عورتیں، بچے اور مرد آ جا رہے تھے...... کسی کے ہاتھ میں پھولوں کے ہار تھے...... کوئی شمع لیے جا رہا ہے...... کوئی رنگ برنگے کپڑے اڑا رہا ہے...... ایک طرف کچھ راہب اور راہبائیاں بیٹھی عبادت کر رہی تھے جبکہ دوسری طرف کچھ خادم خاص لباس پہنے ہاتھوں میں بڑے بڑے طباق لیے ادھر ادھر پھر رہے تھے آنے جانے والوں کے لباس اور ہنگامے سے معلوم ہو رہا تھا کہ یہاں کوئی جشن بپا ہے۔ قسم قسم کے کھانے کھائے اور شراب پیئے ہوئے لوگوں کے چہروں سے خوشی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے لیکن کبھی کبھار اس خوف کی کوئی لہر بھی ان کے چہروں پر دوڑ جاتی تھی کہ نہ جانے جنگ کا نتیجہ کیا ہو گا؟ قلعہ کے اندر ہونے والا یہ جشن ایک شادی کا جشن تھا۔

قلعہ کے باہر سلطان کی فوج محاصرہ کیے بیٹھی تھی اور قلعہ کے اندر کونٹ ٹوروں اور ربیعہ کی تقریب نکاح ہو رہی تھی۔ دلہن قلعہ کرک کے حاکم کونٹ کی بیٹی اور اپنے علاقے کی شہزادی تھی اور دلہا کونٹ ٹوروں ان عیسائی نوجوانوں میں سے ایک تھا جس پر عیسائی فوج اور عوام کو فخر تھا۔

★......★......★

سورج غروب ہو چکا تھا۔قلعہ ''کرک'' کے ارد گرد اندھیرا بہت گہرا ہوتا جا رہا تھا۔قلعہ کرک کے ارد گرد سلطان کی فوج مورچے بنائے اور خندقیں کھودے بیٹھی تھی۔

قلعے کا محاصرہ ہوئے کئی روز گزر چکے تھے شام کچھ اور گہری ہوئی تو قلعہ کا دروازہ کھلا۔قلعہ کے اندر جشن بپا تھا ہنگامے پھوٹ رہے تھے۔

دروازہ کھلتے ہی قلعہ سے روشنی کا ایک شعلہ نکلا جو قلعہ کے باہر اندھیرے میں دور تک صاف دکھائی دیا۔

گھپ اندھیرے میں بیٹھ کر دور سے آنے والی روشنی کی چھوٹی سی لہر میں بھی بڑا سے بڑا منظر صاف دیکھا جا سکتا ہے۔سلطان کے سپاہیوں نے خندق میں بیٹھ کر قلعہ کے اندر ہونے والی اس شادی کی جھلک بڑی واضح طور پر دیکھی سپاہیوں کی حیرت میں اس وقت مزید اضافہ ہو گیا جب انہوں نے قلعہ کے اندر سے چالیس افراد کو باہر آتے دیکھا۔

قلعہ سے نکلنے والے افراد کے لباس سے پتہ چلتا تھا کہ وہ فوجی نہیں بلکہ خادم تھے انہوں نے ہاتھوں میں اسلحہ کی بجائے بڑے بڑے طباق تھام رکھے تھے طباق تھامے ہوئے چالیس افراد کے آگے ایک گھڑ سوار چل رہا تھا جس کے ہاتھ میں ایک سفید جھنڈا تھا۔سفید جھنڈا یہ بتا رہا تھا کہ آنے والے افراد جنگجو نہیں بلکہ صلح کا پیغام لے کر آ رہے ہیں۔

رات کے اندھیرے میں قلعے سے نکلنے والے چالیس افراد کا دستہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا سلطان کے سپاہیوں کے قریب جا پہنچا۔سلطان کا محافظ دستہ موقع کی مناسبت سے خندق کا آغاز ہوتے ہی ان کے سامنے آ کھڑا ہوا۔تھالوں والے چالیس افراد نے ایک خاص انداز سے جھک کر سلام کیا۔ان میں سے سفید جھنڈا تھامے ہوئے گھڑ سوار آگے بڑھا اور سلطان کے محافظ دستے کے ایک سپاہی سے بولا۔

''ہم سلطان کے لیے ملکہ کا خاص پیغام لے کر آئے ہیں۔''

سلطان کے سپاہی نے انہیں انتظار کرنے کا کہا اور خود سلطان کے خیمے کی طرف چل دیا۔

کچھ ہی دیر بعد سپاہی واپس آیا اور پیغام لانے والے کو سلطان کے پاس لے گیا۔

سلطان نے پیغام لانے والے کا مسکرا کر استقبال کیا۔

قاصد نے جھک کر آداب کیا اور کاغذ کا ایک ٹکڑا سلطان کی طرف بڑھا کر کہنے لگا۔

''آپ کے نام کونٹ ٹوروں کی ماں نے یہ خط بھیجا ہے اور ساتھ کچھ تحائف بھی ہیں امید ہے کہ آپ انہیں قبول فرمائیں گے؟

سلطان نے خط پکڑ کر کھولا تو اس میں لکھا تھا:

''اے سلطان عرب: آج ہمارے شہر میں شادی کا جشن ہو رہا ہے اور میرے بیٹے کونٹ ٹوروں کی شادی ہو رہی ہے۔اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ تم لوگوں کو اس مسرت میں شریک کروں

اے صلاح الدین! غالباً وہ زمانہ تم کو یاد ہو گا جب تم ہمارے محل میں ایک قیدی کی حیثیت سے رہتے تھے اور اپنی آغوش میں ایک چھوٹی لڑکی ایٹانٹ کو لے کر ادھر ادھر باغوں میں پھرا کرتے تھے۔وہی ایٹانٹ جسے تم باغوں میں کھلایا کرتے تھے وہ جوان ہوئی اس کی شادی کر دی گئی اور اس نے ایک بیٹے کو جنم دیا۔وہ لڑکا آج اپنی قوم کا سردار ہے اگر تم اسے دیکھو تو تم اس سے بھی ویسی ہی محبت کرو گے جیسی کہ اس کی ماں سے اس کے بچپن میں کیا کرتے تھے...... وہ ایٹانٹ میں ہی ہوں اور کونٹ ٹوروں میرا ہی بیٹا ہے۔

اس تقریب کی خوشی میں کچھ کھانا بھیج رہی ہوں تاکہ تمہاری فوج بھی اسی مسرت میں شریک ہو سکے۔

''اے سلطان عرب! مجھے امید ہے کہ تم اس چھوٹی سی لڑکی کی یاد اپنے دل سے کبھی نہیں مٹاؤ گے اور اس حقیر تحفے کو قبول کرو گے......''

سلطان خط پڑھ چکا تو اس کی آنکھوں سے موٹے موٹے دو آنسو نکل کر اس کی داڑھی میں گم ہو گئے ان دو آنسوؤں میں سلطان کا بچپن چھپا تھا۔جب سلطان چھوٹا تھا تو وہ رومیوں کی قید میں چلا گیا تھا اور اس نے اپنے بچپن کے دن وہیں گزارے تھے وہاں ایک چھوٹی سی بچی ایٹانٹ سلطان کے ساتھ کھیلا کرتی تھی سلطان اسے اپنے ساتھ باغوں میں لے جایا کرتا تھا......

سلطان کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر قاصد کے ساتھ ساتھ سلطان کی فوج کے کمانڈر بھی حیران ہو گئے...... سلطان کچھ دیر تک خاموش بیٹھا رہا گویا کہ اپنی بچپن کی یادوں میں کھو گیا ہو...... پھر آہستگی سے بولا:

''اپنی ملکہ سے جا کر کہہ دو کہ صلاح الدین کبھی ان ایام کو نہیں بھول سکتا جب وہ رومیوں کے باغات میں پیاری ایٹانٹ کو اپنی آغوش میں لیے ہوئے پھرا کرتا تھا۔آج تک اس کے دل میں ایٹانٹ کی معصوم قلقاریاں اسی طرح تازہ ہیں۔معلوم نہیں کتنی بار وہ ان ایام کی یاد سے بے قرار ہو گیا ہے میری دلی دعائیں اس شادی لیے ہیں۔

قاصد سلطان کا جواب سن کر خوشی خوشی واپس لوٹ گیا

قاصد کے جانے کے بعد سلطان کتنی دیر تک افسردہ بیٹھا رہا پھر جنگی کمانڈروں سے بولا:

''ایک رات کے لیے جنگ ملتوی کر دی جائے۔''

چنانچہ وہ رات قلعہ کرک کی عجیب و غریب رات تھی کہ قلعہ کے اندر شادی کا جشن ہو رہا تھا اور سلطان کی فوج جنگ کی تیاریاں کیے محاصرہ پر بیٹھی تھی۔

آج کے مسلمان

جس دور پہ تھی نازاں دنیا
اب ہم وہ زمانہ بھول گئے
اوروں کو جگانا یاد رہا
خود ہوش میں آنا بھول گئے
منہ دیکھ لیا آئینے میں
پر داغ نہ دیکھا سینے میں
دل ایسا لگایا جینے میں
مرنے کو مسلماں بھول گئے
اذان تو اب بھی ہوتی ہے
مسجد کی فضاء میں اے انور
جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے
وہ ضرب لگانا بھول گئے

بشارت علی...... تھوتھیاں کلاں

میرا پسندیدہ شعر

انعام یافتہ

اپنا گھر روشن ہو، ظلمت میں رہے سارا جہاں
جانے کن لمحوں میں ایسے فیصلے کرتے ہیں لوگ

مریم...... چکوال

عورت کو کبھی، ہیچ سمجھنا نہ خدارا
عورت کبھی مریم کبھی حوا کبھی زہرا

عدنان حمید ڈوگر...... نیو کیمپس

جواہر کا نکھرنا تو مصائب میں ہی ممکن ہے
اجالوں میں نہیں ملتی چراغوں کو پذیرائی
جو ہو سکے تو خزاؤں سے مصالحت کر لو
چمن کے لوگو! بہاروں کا اعتبار نہیں

جویریہ بتول...... منڈے چکوال

جنگل میں ایسی خاموشی تو کبھی نہ تھی
اے کارواں! ٹھہر جا، کوئی ساتھی بچھڑ گیا شاید

ثاقب...... سلانوالی، سرگودھا

ہمارا جرم سنگین ہے کہ ہم تنقید کرتے ہیں
بہر صورت نظام کفر کی تردید کرتے ہیں
ہم آنکھوں دیکھتے قرآن کی توہین سہہ نہیں سکتے
ورق پامال ہوں اس کے تو ہم چپ رہ نہیں سکتے

اخت محمد افضل...... مغل موڑ کھنڈا

قابل انس یہ دیار نہیں
اس کی ہر چیز پائیدار نہیں
زندگی کو تو غنیمت ہی سمجھ
موت کا کوئی اعتبار نہیں

بنت قمر...... بہاول پور

لہو برسا بہے آنسو کٹے رشتے لٹے راہرو
مگر ابھی تک نا مکمل ہے تعمیر آزادی

ملیحہ بنت فاروق احمد...... بادامی باغ لاہور

تلاش زیست سے لوٹے تو ماؤں نے دیکھا
بدن تو آ گئے بیٹوں کے مگر سر نہیں آئے

حفصہ بنت مقبول احمد...... بادامی باغ لاہور

مراد زندگی مقتل میں آنے ہی سے ملتی ہے
حیات دائمی گردن کٹانے ہی سے ملتی ہے

حافظ عمر امین...... پنڈ شہیداں گوندلانوالہ

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

لبنیٰ شہزادی...... ۱۴۳ سمندری

توہین کا مرتکب ہو جو پیارے رسولؐ کا
فقط علاج قتل ہے مرضِ فضول کا

حامد بن خورشید...... بہاولپور

جان امانت ہے تیری سن اے مسلمان
اسے راہ جہاد میں لٹا کیوں نہیں دیتے

میمونہ......132/16L

یہ ہماری زندگانی جاودانی کے نشان
چاند تاروں کی طرح روشن ہیں زیر آسمان

حفصہ......132/16L

زندہ رہنا آتا ہے ہمیں فقط شجاعت سے
تشنگی مٹتی ہے ہماری جام شہادت سے

لائبہ نعیم......132/16L

دستار کے ہر پیچ کی تحقیق ہے لازم
ہر صاحب دستار معزز نہیں ہوتا

نائلہ زینب...... بڈھے والا

خلیفہ کی وصیت

حافظہ عنبر لطیف

۲۳ ہجری کی بات ہے کرمان، بحستان اور اصفہان کے علاقے فتح ہو کر سلطنت اسلامیہ میں شامل ہو گئے۔ اسلامی سلطنت کی حدیں اور زیادہ وسیع ہو گئیں۔ اب امیر المومنین سیدنا عمر فاروق ؓ نے بیت اللہ کی زیارت کا ارادہ کیا۔

آخر اللہ نے ان کو حج کی سعادت بخشی۔ حج سے واپسی پر آپ ؓ ایک مقام پر ٹھہر گئے۔ سلطنت اسلامیہ کے امیر، ریت اور کنکریوں پر چادر بچھا کر فرمانے لگے:

"اے مالک ارض وسما! اب میری عمر زیادہ ہو گئی ہے، میرے اعضا کمزور پڑ گئے ہیں، میری رعایا ہر جگہ پھیل چکی ہے، اب تو مجھے اس حالت میں اٹھا کہ میرے عمل برباد نہ ہوں اور میری زندگی کا پیمانہ اعتدال سے تجاوز نہ کرے۔"

جب وفات کا وقت قریب آیا تو ایک شخص کہنے لگا:

"آپ اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا جانشین مقرر کر لیں۔"

آپ ؓ نے فرمایا:

"تیرا برا ہو...... اگر امارت کوئی اچھی چیز تھی تو میں نے اپنا حصہ پا لیا اگر بری چیز تھی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے الگ کر لیا۔" وفات سے تھوڑا وقت پہلے اپنے صاحبزادے سے فرمانے لگے:

"میرے کفن پر بے جا خرچ نہ کرنا، اگر میں اللہ کے نزدیک بہتر ہوں تو مجھے از خود بہتر لباس مل جائے گا اور اگر میں نہ بہتر ہوا تو یہ کفن بے فائدہ ہے۔"

جب تکلیف اور زیادہ بڑھ گئی تو اسی حالت اپنی رعایا سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"جو شخص مسلمانوں کا امیر منتخب ہو وہ پانچ جماعتوں کے حقوق کا خیال رکھے۔

① مہاجرین ② انصار ③ اہل عرب ④ اہل عرب کا جو دوسرے شہر میں جا کر آباد ہوئے ⑤ اہل ذمہ (غیر مسلم جو جذیہ دے کر رہتے ہوں) کا۔"

اور پھر فرمایا:

"میں خلیفہ وقت کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری کا احساس رکھے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ آپ کا سر مبارک گود میں لیے بیٹھے تھے۔ آپ ؓ نے فرمایا:

"میرا سر زمین پر رکھ دو۔" بیٹے نے تعمیل کی اور سر مبارک زمین پر رکھ دیا۔ آپ ؓ نے دونوں پاؤں برابر کر لیے اور فرمایا:

"میری اور میری ماں کی تباہی اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نہ بخشا۔"

یہی فرماتے ہوئے دار فانی سے کوچ کر گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

(بحوالہ: جنت کی راہ)

میری پسندیدہ کتاب (الرحیق المختوم)

- جس میں علم کے موتی اتنے کہ علماء کے لیے قیمتی سرمایہ کتاب اتنی آسان کہ بچے بھی روانی سے پڑھ سکیں۔
- زبان میں اتنی مٹھاس کہ ختم کیے بغیر چھوڑنے کو جی نہ چاہے۔
- اس محبت سے لکھی گئی کہ پڑھنے والا نبی اکرم ﷺ سے محبت والفت کی مہک محسوس کرے۔
- اس جذبے سے لکھی گئی کہ قاری اپنی آنکھوں پر قابو نہ پا سکے۔
- قیمت صرف اتنی کہ ایک مرتبہ نبی عربی ﷺ کے پیار والفت میں ڈوب کر پڑھ لی جائے۔
- اکثر ایسے بھی ہوا کہ دورانِ مطالعہ قاری بارگاہ حبیب ﷺ میں اپنی آنکھوں کے موتی نچھاور کرتا رہا جیسے ہی عالم وارفتگی میں بھیگی پلکیں آپس میں پیوست ہوئیں دل پیارے نبی ﷺ کی محبت سے جاگ اٹھا۔

محمد اشفاق...... شیخوپورہ

خونی کھیل

سجاد الرحمن تاج

"پیارے بچو! آج ہم پڑھیں گے ایک پیاری سی نظم"۔ استاد صاحب کی آواز کانوں میں پڑتے ہی اُداس چہرے خوشی سے تمتما اٹھے۔ نرسری کلاس کے استاد صاحب اپنے ننھے شاگردوں کو اکثر اوقات نظمیں یاد کروایا کرتے تھے۔ یہ نظمیں مختصر مگر سبق آموز ہوتیں۔ ننھے منے بچے جب اپنے گھروں میں توتلی زبانوں سے نظمیں گاتے تو ان کے ماں باپ خوشی سے نہال ہو جاتے۔

"سب بچے ایک ساتھ مل کر، ایک ہی آواز میں پڑھیں...... پتنگ اڑانا ٹھیک نہیں ہے"۔

"پتنگ اڑانا ٹھیک نہیں ہے"۔ بچوں نے یک زبان ہو کر دہرایا تو کمرۂ جماعت گونج اٹھا۔

"چھت پر جانا ٹھیک نہیں ہے"۔ استاد صاحب نے شعر کا دوسرا مصرع پڑھایا

"چھت پر جانا......"

"سرجی! سرجی! یہ نظم مجھے یاد ہے، سرجی!" جوں ہی ایک بچہ بے صبری سے کھڑے ہو کر چلایا، کلاس روم میں سناٹا چھا گیا۔ سب کی نگاہیں اس کی طرف اٹھ گئیں کہ یوں بے دھڑک بولنے والا کون ہے؟

گول چہرہ، موٹی موٹی آنکھیں، سرخی مائل گوری رنگت، درمیانہ قد، صاف ستھری یونیفارم میں ملبوس، چھوٹی سی ناک پہ ڈوری والا چشمہ ٹکائے ہوئے اور عمر کوئی پانچ سال کے لگ بھگ۔ یہ تھا پھول سا بچہ "رضا انیس" جو تازہ گلاب کی طرح مسکرا رہا تھا۔

"اچھا! تو تمہیں یہ نظم پہلے سے یاد ہے؟" استاد صاحب نے پوچھا۔ تب ان کے چہرے پر حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات واضح دکھائی دے رہے تھے۔

"جی ہاں، سرجی! مجھے یاد ہے"۔ رضا انیس نے جھٹ سے جواب دیا۔

"لیکن میں نے تو یہ نظم پہلے کبھی نہیں پڑھائی...... تم نے کہاں سے یاد کر لی ہے؟" استاد صاحب نے دوبارہ سوال کیا تو بچہ ذرا سہم گیا۔

"سس...... سرجی! میری باجی نے...... گھر میں یاد کروائی تھی"۔ رضا نے قدرے دھیمے لہجے میں جواب دیا۔

"بہت خوب، ادھر آؤ رضا بیٹا، میرے پاس آؤ اور اپنے ساتھیوں کو نظم سناؤ"۔ استاد صاحب نے اسے پیار سے بلاتے ہوئے کہا۔

پتنگ اڑانا ٹھیک نہیں ہے
چھت پر جانا ٹھیک نہیں ہے
گر تم بھاگے دوڑ کے پیچھے
گر جاؤ گے چھت سے نیچے
دھیان ذرا جو بٹ جاتا ہے
ڈور سے ہاتھ بھی کٹ جاتا ہے

ننھے رضا نے ایک ہی سانس میں ساری نظم کہہ سنائی۔ استاد صاحب نظم سن کر بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اسے شاباش دی اور کہنے لگے: "بیٹا! اب یہ نظم سب بچوں کو پڑھاؤ"۔ رضا انیس نے اپنے ساتھیوں کو نظم پڑھائی اور پھر اجازت ملنے پر تیزی سے اپنے بنچ پر جا بیٹھا نظم پڑھنے کے بعد بچے کچھ فکر مند سے لگ رہے تھے۔ آخر ایک بچے نے ہمت کر کے استاد صاحب سے پوچھ ہی لیا! "سرجی! پتنگ بازی ٹھیک نہیں تو پھر میں کون سی چیز اڑاؤں؟"۔ بچے کا یہ سوال سن کر استاد صاحب بے اختیار ہنس دیے اور اسے چمکارتے ہوئے بولے: "پیارے بیٹے! تم گیس والا غبارہ بھی تو اڑا سکتے ہو...... اس کے علاوہ کھلونا جہاز، ہیلی کاپٹر اور پیرا شوٹ بھی"۔ بچہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔ اس کے ننھے منے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ دوسرے بچوں کے چہرے بھی خوشی سے دمکنے لگے۔ بھلا وہ خوش کیوں نہ ہوتے، ان کی بہت بڑی الجھن جو دور ہو گئی تھی۔ چند لمحوں بعد ایک اور بچہ اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اپنا بایاں ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے بڑی معصومیت سے بتانے لگا: "سرجی! ایک دن جب میں ڈور سے کھیل رہا تھا، تو میری انگلی کٹ گئی تھی۔ یہ دیکھیں، سرجی! یہ ہے زخم کا نشان"۔

"ہاں بیٹا! ڈور انتہائی زہریلے اور خطرناک میٹریل سے تیار کی جاتی ہے۔ اس لیے ڈور سے نہیں کھیلنا چاہیے۔ اور بچو! آپ کو پتا ہے کہ دھاتی ڈور سے کرنٹ لگنے کا بھی خطرہ ہوتا ہے؟" ہر بچہ اپنے استاد صاحب کی نصیحت آموز باتیں پوری توجہ سے سن رہا تھا۔

"اور ڈور پھرنے سے پھول جیسے معصوم بچوں کے گلے بھی کٹ جاتے ہیں"۔ استاد صاحب نے بغیر رکے کہا۔

"پیارے بچو! اب میں آپ کو ننھے منے بچوں کی سچی کہانیاں سناؤں گا"۔ بچے کہانی سننے کیلئے جیسے پہلے ہی تیار بیٹھے تھے۔ کہانی سننا تو واقعی بچوں کا محبوب مشغلہ ہے۔

"بچو! کاشف آپ کی طرح پیارا سا بچہ تھا۔ وہ ایک محنت کش کا بیٹا تھا۔ اس کی عمر صرف سات برس کی تھی۔ ایک روز کاشف اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا ہوم ورک کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک کٹی پتنگ قریب سے گزرتی بجلی کے تار سے ٹکرائی۔ پتنگ کے ساتھ لگی دھاتی ڈور کا ایک سرا بچے کے جسم سے آ لگا۔ اگلے ہی لمحے بچے نے تڑپنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب والدین اپنے چہیتے بیٹے کو ہسپتال لے جا رہے تھے تو ننھا کاشف جو ماں باپ کے دل کا سرور تھا، وہ جو بہنوں کی آنکھ کا تارا تھا، راستے میں ہی اللہ کو پیارا ہو گیا اور ماں باپ کو تنہا غم سہنے چھوڑ گیا"۔

استاد صاحب اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے گویا ہوئے: "اسی طرح یہ ایک ایسی فیملی کی عبرتناک کہانی ہے جس کے تمام افراد پتنگ بازی کے بے حد شوقین تھے۔ ہر روز گھر کے چھوٹے بڑے سب لوگ اپنی اپنی پتنگ اڑاتے۔ ایک دفعہ بسنت والے دن جب سارا گھرانہ پتنگ بازی میں غرق تھا، ایک کٹی پتنگ پڑوسیوں کی چھت پر آ گری۔ اس فیملی کے نو عمر بچے نے دیکھا تو فوراً پتنگ اٹھانے کیلئے اس چھت کی طرف دوڑا۔ پڑوسیوں نے اسے منع بھی کیا کہ تم پتنگ نہ اٹھاؤ، ہماری چھت پہ گری ہے لہذا یہ پتنگ ہماری ہے لیکن اس بچے نے ایک نہ سنی اور جھپٹا مار کر جیسے ہی ڈور پکڑی تو بجلی کے تاروں سے ٹکراتی ڈور نے اسے جلا کر کوئلہ بنا دیا۔ بچے کی شکل اس قدر بھیانک بن گئی کہ کم ہمت آدمی سے دیکھا ہی نہ جا سکتا تھا"۔

بچے ہمہ تن گوش ہو کر سچی کہانیاں سن رہے تھے۔ ایک لاڈلے بچے کی کہانی سناتے ہوئے استاد صاحب کہنے لگے: "پیارے بچو! علی اپنے ماں باپ کا بہت ہی لاڈلا بیٹا تھا۔ ایک صبح وہ اپنے ابو کے ساتھ بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا۔ کسے خبر تھی کہ یہ اس کا اپنے ابو کے ساتھ آخری ناشتہ ہوگا؟...... ناشتہ کرنے کے بعد اس کے ابو نے کہا: "بیٹا! اب آپ کے ٹیوشن پڑھنے کا وقت ہو گیا ہے"۔ ان دنوں سکول سے چھٹیاں تھیں، اس لیے علی اپنے بھائی کے ساتھ قریب ہی ٹیوشن پڑھنے کیلئے جاتا۔ علی کہنے لگا: "ابوجی! میں ایک دفعہ بکرا جو قربانی کیلئے خریدا تھا، اسے گلی میں پھرا کر لاؤں"۔ یہ کہہ کر دونوں بھائی باہر نکلے۔ پھر چند منٹ کے بعد علی دوبارہ گھر آیا اور اپنے ابو سے ایک روپیہ مانگنے لگا۔ ابو نے جیب سے ایک روپے کا سکہ نکال کر اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ "ابو! میں ابھی ایک منٹ میں آیا"۔ یہ علی کے آخری الفاظ تھے۔ وہ گھر سے نکلا تو چوک کے نکڑ والے مکان کی چھت پر اسے ایک پتنگ لٹکتی نظر آئی جو دراصل اس کی موت کا پیغام لے کر آئی تھی۔ وہ بچہ تھا۔ اسے کیا خبر تھی کہ دھاتی ڈور تو "موت" ہوتی ہے۔ علی قریب والے مکان کی چھت پر چڑھا۔ اس نے پتنگ حاصل کرنے کیلئے لپک کر جیسے ہی ڈور پکڑی، اس کی روح پرواز کر گئی۔ جان لیوا ڈور نے اسے چیخنے کا موقع بھی نہ دیا اور آن واحد میں اس کی "زندگی کی ڈور" کاٹ کر رکھ دی۔ جب ایک منٹ کیلئے کہہ کر جانے والا آدھ گھنٹے تک نہ آیا تو علی کے ابو اسے گلیوں میں تلاش کرنے لگے لیکن وہ گلیوں میں ہوتا تو ملتا۔ تین گھنٹے بعد جب وہ چھت پر چڑھے تو سامنے لاڈلے بیٹے کی بے حس و حرکت لاش پڑی تھی۔ لاش کو دیکھتے ہی پورے محلے میں کہرام مچ گیا۔ درد دل رکھنے والا ہر شخص معصوم بچے کی موت پر غمزدہ تھا۔ علی کی ماں پر غشی کے دورے پڑنے لگے۔ اس کے ابو کہنے لگے: "اولاد ماں باپ کا دکھ برداشت کر لیتی ہے مگر...... ماں باپ...... اولاد کے درد میں...... ہمیشہ جلتے رہتے ہیں...... علی کی جدائی سے جو زخم لگا ہے وہ دل سے مٹتا نہیں...... اب ہمارے پاس تو اس کی یادیں رہ گئی ہیں...... جن کے سہارے ہم جیتے ہیں...... وہ جو ایک منٹ کیلئے گیا تھا...... اب...... کبھی نہیں آئے گا"۔ ان کی آواز غم میں ڈوبی ہوئی تھی"۔

باقی صفحہ 15 پر

جال

وہ چوبیس برس کا جوان تھا، نام محمد جمیل تھا جو اس کے حسن صورت کا عکاس تھا۔ وہ باغوں اور کالجوں کے شہر لاہور میں پلا بڑا تھا۔ اس نے بی اے تک تعلیم حاصل کی تین بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا اس کے والد ایک پرائیویٹ فرم کے ملازم تھے، لیکن طویل بیماری کی وجہ سے انھیں ملازمت سے فارغ کر دیا گیا۔ گھر کا سارا بوجھ اس کے کندھوں پر آن پڑا تھا۔ وہ شام کو لوگوں کے گھروں میں ٹیوشن پڑھا کر بڑی مشکل سے گھر کی دال روٹی چلاتا...... والد کی دوائیوں کے لیے اکثر اسے دوستوں سے ادھار اٹھانا پڑتا جس کی واپسی اس پر زبردست مسائل کا اضافہ کرتی اسے جوان ہوئی بہنوں کی شادی کا بھی فکر تھا۔ وہ نوکری کی تلاش میں مارا مارا پھرتا...... پنجاب پبلک لائبریری جا کر اخباروں کے پلندوں میں سے ملازمت کے اشتہارات ڈھونڈتا، جس دن کوئی اشتہار مل جاتا وہ فوراً درخواست دینے کے لیے متعلقہ دفتر میں پہنچ جاتا وہ درخواستیں اور انٹرویو دے دے کر تھک گیا لیکن نوکری نہ ملی وہ کسی وزیر یا مشیر کا رشتہ دار نہ تھا۔ ایک دن اس کے والد کے ایک انتہائی قریبی دوست نے اس سے کہا بیٹا جمیل! تم میرے دفتر آنا میں نے تمھاری نوکری کی بات ایک دوست سے کر رکھی ہے...... ان شاء اللہ تمھاری نوکری کا بندوبست ہو جائے گا جمیل اگلی صبح خوشی خوشی اپنے والد کے دوست کے آفس پہنچا اور دوپہر دو بجے تک اپنے والد کے دوست کا انتظار کرتا رہا، لیکن وہ شخص نہ آیا کئی دن تک ان کے آفس میں چکر لگاتا رہا۔ لیکن سوائے ناکامی کے کچھ نہ ملا۔ ایک دن وہ نہایت افسردگی کے عالم میں مرجھائے چہرے کے ساتھ تھکا ہارا دفتر کی سیڑھیاں اترے گھر جا رہا تھا کہ سیڑھیوں میں اسے ایک بوڑھا شخص ملا جس کا انداز تکلم بڑا دھیما اور میٹھا تھا۔ چہرے پر فرنچکٹ داڑھی اور ہاتھ میں ایک مخصوص انگوٹھی تھی جو اس سے قبل اس نے کبھی نہ دیکھی تھی اس شخص نے بڑی محبت چاہت سے اس سے ہاتھ ملایا اور خندہ پیشانی سے خیریت دریافت کی اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ میں اسی دفتر میں سپرینڈنٹ کے عہدہ پر فائز ہوں آپ کو کئی دفعہ پریشانی کے عالم میں دفتر میں آتے دیکھ کر میں نے میزبان سے پوچھا کہ برخودار کو کیا مسئلہ درپیش ہے؟ تو آپ کے میزبان نے بتایا تھا کہ آپ ملازمت کے سلسلہ میں پریشان ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بڑی پھرتی سے پوچھا کہ کیا بنا آپ کی ملازمت کا؟ جمیل نے مایوس لہجہ میں نفی میں سر ہلا دیا تو اس شخص نے اسے تھپکی دیتے ہوئے کہا، بیٹا! فکر مت کرو تم مجھے بالکل اپنے بیٹوں کی طرح عزیز ہو میں تمھاری پریشانی کا سن کر خود پریشان ہو جاتا تھا آج صبر کا یارانہ رہا تو تمھیں راستہ میں روک کر حالات کی بابت پوچھ لیا بوڑھا شخص نہایت شفقت سے اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر اسے آفس کی کنٹین میں لے گیا۔ بڑی پر تکلف چائے پلائی اور ساتھ پیار بھرے لہجے میں میٹھی میٹھی باتیں کرتا رہا۔ بوڑھے کے ساتھ تھوڑا سا وقت گزارنے کے بعد جمیل اس سے یوں مانوس ہو گیا جیسے برسوں سے گہری دوستی ہو۔

چائے سے فراغت کے بعد جمیل کو بوڑھے نے مخاطب ہو کر کہا بیٹا! تمھاری ملازمت کا کام تو پکا ہو گیا اور نوکری بھی معمولی نہیں بلکہ بہت اعلیٰ ہو گی اور چند ہی مہینوں میں تمھارے حالات یکسر بدل جائیں گے بوڑھے کے یہ محبت بھرے الفاظ سن کر یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے سر سے ٹنوں وزن اتار دیا اور اس کا بدن گلاب کے پھول کی طرح ہلکا پھلکا ہو گیا وہ بڑے جذباتی انداز میں بوڑھے کا شکریہ ادا کرنے لگا بوڑھے نے کہا، بیٹا! شکریہ کی کیا ضرورت......! دکھی لوگوں کے کام آنا میرا نصب العین ہے۔

اس کے بعد بوڑھے آدمی نے اپنی جیب سے اپنا وزٹینگ کارڈ نکالا اور اس کی پشت پر ایک شخص کے نام کچھ لکھ دیا۔ بوڑھے نے جمیل سے کہا کہ تم یہ کارڈ لے کر وہاں چلے جاؤ میرا یہ کارڈ فلاں شخص کو دینا وہ فوراً تمھاری ملازمت کا بندوبست کر دے گا...... جمیل نے جب بوڑھے سے پوچھا کہ ربوہ کہاں ہے تو بوڑھے نے

انتخاب: محمد سرفراز، گوکل والا

جواب دیا کہ ربوہ چنیوٹ شہر سے بذریعہ بس صرف پندرہ منٹ کا سفر ہے جمیل نے شکریہ ادا کرتے ہوئے احتیاط سے کارڈ اپنی جیب میں ڈالا اور خوشی سے پھولا نہ سماتا ہوا گھر کو روانہ ہو گیا اس نے گھر جاتے ہی یہ خوشخبری اپنے والدین اور بہنوں کو سنائی سارے گھر میں خوشی کی ایک زبردست لہر دوڑ گئی جمیل کو ایڈوانس مبارکباد ملنے لگیں اور مٹھائی کا مطالبہ ہونے لگا۔ ہنستا مسکراتا جمیل اگلے دن ربوہ جانے کی تیاری کرنے لگا اگلی صبح وہ نہا دھو کر تیار ہوا اور امی سے اجازت لے کر گھر سے چل پڑا ویگن سٹینڈ پر پہنچ کر ٹکٹ خریدا اور ویگن میں بیٹھ گیا سفر شروع ہوتے ہی اسے نیند آ گئی آنکھ کھلی تو ویگن ایک صاف ستھری شاہراہ پر فراٹے بھرتی ہوئی ربوہ کی جانب رواں تھی ساڑھے تین گھنٹے میں ویگن نے اسے ربوہ پہنچا دیا جمیل ویگن سے اترا رومال سے منہ ہاتھ صاف کر کے لباس کو درست کیا...... بیگ کندھے پر اٹھایا اور ایک قریبی دوکان سے کارڈ میں درج پتے کی بابت پوچھا با اخلاق دوکاندار نے بڑی تسلی سے اسے پتا سمجھا دیا۔ جمیل بڑے بڑے قدم اٹھاتا ہوا جھٹ پتے پر پہنچ گیا یہ ایک بہت بڑا دفتر تھا جس کے باہر قصر خلافت لکھا تھا جس میں لوگ ادھر ادھر آ جا رہے تھے، سب کی شکلیں عجیب و غریب اور آپس میں بڑی ملتی جلتی تھی...... جمیل ان کو دیکھ کر کچھ حیران سا ہوا وہ آگے بڑھا اور اس نے ایک شخص کو روک کر اسے کارڈ والے شخص کے بارے میں پوچھا وہ شخص اسے بڑی الفت سے ملا اور پھر اسے ساتھ لے کر ایک کمرہ کے باہر لکڑی کے بنچ پر بٹھا دیا اور دروازے کے باہر کھڑے چوکیدار سے کہا کہ یہ شخص آپ کا مہمان ہے۔ جمیل نے بوڑھے کا کارڈ چوکیدار کو دیا چوکیدار لے کر اندر گیا اور جلد لپک کر باہر آ گیا اور جمیل کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔ جمیل خود کو سیٹ کرتا ہوا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اندر گھومنے والی کرسی پر بیٹھے شخص نے بڑے تپاک سے اس کا استقبال کیا، بڑے احترام سے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

جمیل شکریہ کہہ کر کرسی پر بیٹھ گیا، جمیل نے بیٹھتے ہی ایک نظر گھما کر کمرے کا جائزہ لیا تو کمرہ بیش قیمت، فرنیچر قالین اور پردوں سے آراستہ تھا۔ اب جمیل نے غور سے جو اس شخص کو دیکھا تو چونک اٹھا کہ اس شخص کی بھی فرنچ کٹ داڑھی اور انگلی میں وہی مخصوص انگوٹھی تھی۔ لیکن اس نے خود پر قابو رکھتے ہوئے کسی احساس کو ظاہر نہ ہونے دیا، جمیل نے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا تو اسے اس شخص کی پشت پر ایک شخص کی شیشے کے فریم میں بہت بڑی تصویر نظر آئی۔ جمیل نے تصویر کو غور سے دیکھا تو اسے صاحب تصویر شخص بڑا عجیب و غریب نظر آیا اس کے سر پر سکھوں والی بڑی پگڑی، موٹے موٹے ہونٹ، مونچھوں کے بال منہ میں پڑے ہوئے لیکن جمیل نے اس کو بھنگ کا مارا ہوا ملنگ سمجھ کر نظر انداز کر دیا اور وہ پوری طرح کرسی پر بیٹھے ہوئے شخص کی طرف متوجہ ہوا کرسی پر بیٹھا ہوا شخص ہلکا ہلکا مسکراتا ہوا جمیل سے کہنے لگا:

"آپ کی آمد کی اطلاع مجھے کل ہی مل گئی تھی اور میں آج آپ کا منتظر تھا، آپ کی ملازمت کا بندوبست ہو چکا ہے، ہم آپ کو اپنے خرچے پر جاپان بھیجیں گے، جہاں آپ کی تنخواہ پچیس ہزار روپے پاکستانی ہو گی۔"

"مجھے کب جانا ہو گا۔" جمیل نے پوچھا۔

"جب آپ کی مرضی۔" کرسی پر بیٹھے شخص نے جواب دیا، جمیل خوشی سے دیوانہ ہو رہا تھا، اسے اپنی زندگی کے سارے مسائل حل ہوتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ مستقبل میں ایک خوشگوار زندگی کی خوشبو سونگھ رہا تھا۔ وہ تصور کی دنیا میں اپنی بہنوں کی شادیاں کر رہا تھا۔ بیمار باپ کا علاج کسی بہترین ہسپتال سے کروا رہا تھا...... بوڑھی والدہ کو حج بیت اللہ کروا رہا تھا۔ قرضوں کے طوق گلے سے

اترتے دیکھ رہا تھا اور خود اپنی آئندہ زندگی کے حسین سپنے دیکھ رہا تھا۔ اس نے آنکھیں جھپکیں اور تصوراتی ماحول سے حال میں واپس آیا اور اس نے کرسی پر بیٹھے شخص کا بڑے زوردار انداز میں شکریہ ادا کیا۔ دوبارہ ملنے اور جاپان روانگی کے پروگرام کے بارے میں پوچھا تو وہ شخص گویا ہوا:

''مسٹر جمیل! ہم آپ کا اتنا بڑا کام کر رہے ہیں کہ اس کام کی بدولت آپ کی زندگی کے سارے کام ہو جائیں گے...... لیکن اس کام کے لیے ہماری بھی کچھ شرائط ہیں، جنھیں آپ کو پورا کرنا ہوگا:

''کون سی شرائط جناب؟'' جمیل نے حیرانی سے پوچھا۔

آپ کو مجھے لکھ کر دینا ہوگا کہ آپ قادیانی ہیں، کرسی پر بیٹھے شخص نے میز پر پنسل مارتے ہوئے کہا۔''

وہ کیوں'' اسی بنیاد پر آپ باہر جائیں گے۔''

''وہ کیسے؟'' آپ کو درخواست پر لکھنا ہوگا کہ میں قادیانی ہوں پاکستان میں ہماری جان، مال اور عزتیں محفوظ نہیں ہیں۔ یہاں کی حکومت اور مسلمانوں نے ہماری زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ ہمارے مردوں کو قید کیا جا رہا ہے، ہمارے مکانوں اور عبادت گاہوں کو نذر آتش کیا جا رہا ہے۔ ہمارے اموال کو لوٹا جا رہا ہے، ملازمتوں کے دروازے ہم پر بند ہیں، لہٰذا مجھے انسانی حقوق کی بنیاد پر جاپان میں سیاسی پناہ دی جائے...... دنیا کی انسانی حقوق کی کمیٹیوں سے ہمارے گہرے رابطے ہیں، ان کمیٹیوں کے تعاون سے ہم نے حکومت جاپان کو پاکستان میں قادیانیوں کے ساتھ ہونے والے اس ظالمانہ سلوک کے بارے میں قائل کر لیا ہے اور جس شخص کی تصدیق ہم کر دیں اسے جاپان میں پناہ مل جاتی ہے، صرف جاپان ہی نہیں بلکہ بہت سے دیگر ممالک مثلاً جرمنی، ناروے، کینیڈا وغیرہ کو بھی ہم نے پاکستان کے ان حالات کی وجہ سے اپنے آدمیوں کو سیاسی پناہ دینے پر قائل کر لیا ہے اس وقت ان ممالک میں ہمارے بھیجے ہوئے ہزاروں آدمی اربوں ڈالر کما رہے ہیں اور عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے ہیں...... آپ بھی ایک قدم آگے بڑھائیے خوشیوں سے بھری زندگی آپ کے انتظار میں ہے۔ آپ صرف قادیانی ہونے کا اقرار کر لیں اور کمرے میں لگی ہوئی یہ تصویر ہمارے نبی جناب مرزا قادیانی صاحب کی ہے انھیں نبی تسلیم کر لیں ہم آپ کی درخواست کی تصدیق کر دیں گے جب آپ جاپان پہنچیں گے تو وہاں پر ہمارا آدمی آپ کے استقبال کے لیے موجود ہوگا وہ جاپانی انتظامیہ کی تصدیق کر دے گا کہ آپ واقعتاً قادیانی ہیں............

اس کے ساتھ ہی وہ شخص آپ کی رہائش اور ملازمت کا بندوبست کر دے گا، اس سے بڑھ کر ہم آپ کی اور کیا خدمت کر سکتے ہیں...... پاکستان میں آپ نے قادیانیوں پر ہونے والی جن زیادتیوں کی نشاندہی کی ہے یہ سب جھوٹ ہے، آپ زیادہ گہرائی میں نہ جائیں آپ اپنے مستقبل کی جانب دیکھیں، جب آپ کے پاس ایک نئی نویلی کار ہوگی۔ بہترین کوٹھی ہوگی، رنگین، ٹی، وی، سی، آر، فریج اور دیگر جدید مشینوں سے آپ کا گھر آراستہ ہوگا۔ نوکر چاکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے، آپ کے بچے اعلیٰ سکولوں میں تعلیم حاصل کریں گے اور آپ کا بہت زیادہ بینک بیلنس ہوگا۔ جلدی فیصلہ کر لیجیے جاپان کی ہوائیں اور فضائیں آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔''

جمیل تہ در تہ گھناؤنی سازش کو سمجھ چکا تھا اس کے دل میں جذبات کا سمندر موجزن تھا۔ اس کی آنکھوں میں سرخی امڈ آئی تھی اور اس کے ماتھے پر غصے کی جھریاں چڑھ آئی تھیں وہ کرسی پر بیٹھے ہوئے شخص کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گرجدار آواز میں کہنے لگا:

''میں اسلام فروش نہیں ہوں، میں عقیدہ فروش نہیں ہوں...... میں ملت فروش نہیں ہوں، میں اسلام سے دغا نہیں کر سکتا، میں محمد عربی ﷺ سے جفا نہیں کر سکتا۔ میں عقیدہ نبوت ختم سے بغاوت نہیں کر سکتا، میں وطن کی مٹی کو فروخت نہیں کر سکتا، میں تحریک پاکستان کے شہداء کی روحوں کو تڑپتا نہیں دیکھ سکتا، میں غریب ضرور ہوں لیکن با کردار ہوں، میری حب النبی ﷺ زندہ ہے۔ میری حب الوطنی تابندہ ہے، میری محبت اسلام پائندہ ہے، میری غیرت نے ابھی کفن نہیں پہنا ہے۔ میری حمیت ابھی لاش نہیں بنی۔ میری اناء ابھی درگور نہیں ہوئی۔ میں تمھارے انگریزی نبی پر لعنت بھیجتا ہوں، میں تمھارے جاپانی ویزے کو پائے حقارت سے ٹھکراتا ہوں، میں اس لمبی چوڑی تنخواہ پہ تھوکتا ہوں، تم اس ملک کے غدار ہو...... تمھارا محاسبہ کیا جائے گا۔ تمھارا مقابلہ کیا جائے گا۔ تمھاری اس سازش کو بے نقاب کیا جائے گا۔ ریشمی دھاگوں سے بنے تمھارے اس جال کو تار تار کیا جائے۔ تمھارا یہ جال کتنے ہی لوگوں کے ایمانوں کو پھانسی دے چکا ہے۔ یہ جان کتنے لوگوں کے ایمانوں کا مقتل بنا تمھارے اس جال کی رسیوں کے پھندے سے کتنے ہی لوگوں کے ایمان دم توڑ چکا ہے۔ ان شاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب تمھیں نیست و نابود کر دیا جائے گا۔''

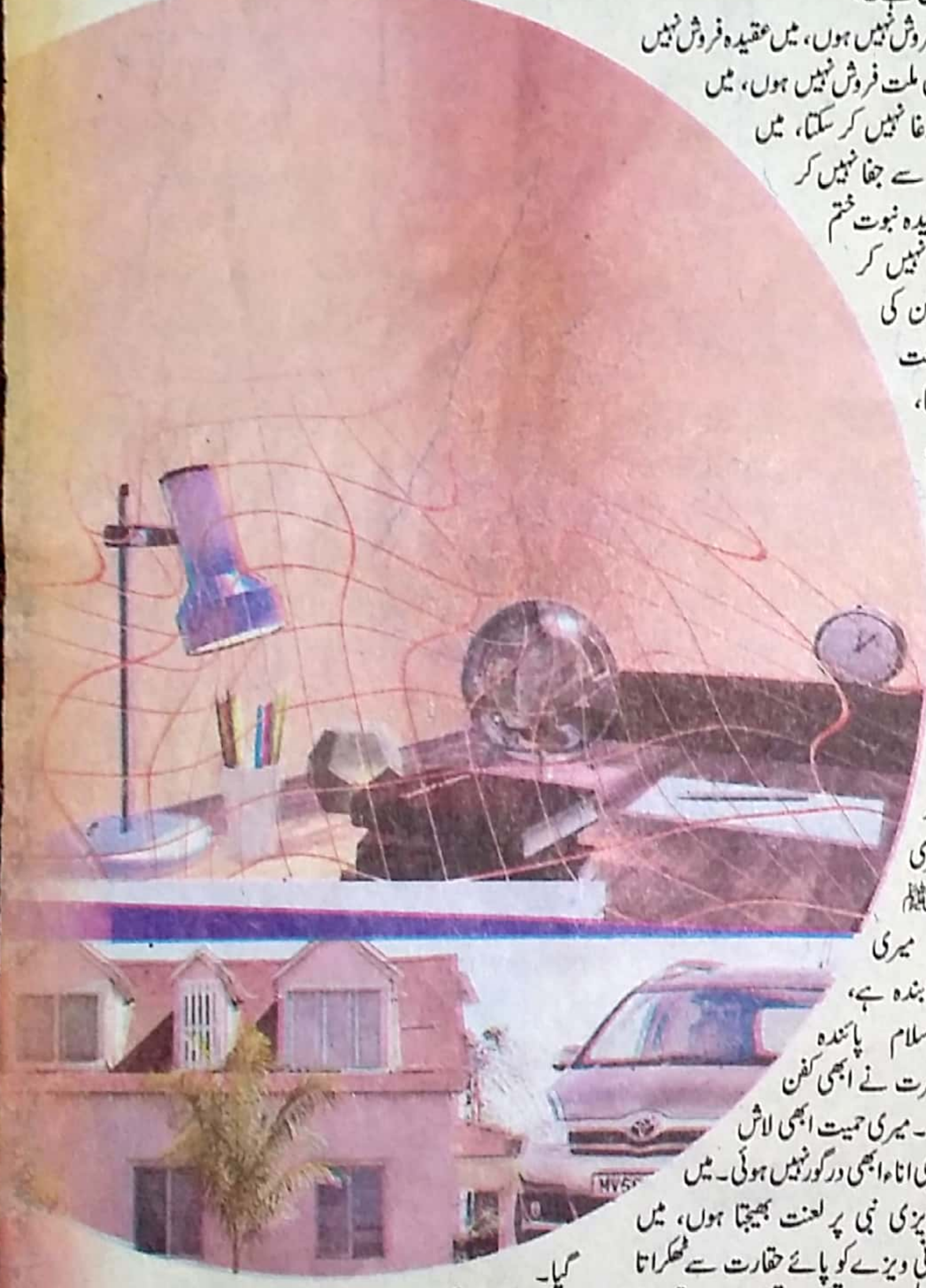

جمیل بڑی گرجدار آواز میں بول رہا تھا اور اس کے سامنے قادیانی سردی میں ٹھٹھرتے ہوئے سانپ کی طرح کرسی پر بیٹھا کانپ رہا تھا۔ جمیل شدید غصے میں کرسی سے اٹھا اور زور زور سے پاؤں مارتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا سڑک پر بیٹھ کر ویگن میں سوار ہوا اور لاہور روانہ ہو گیا ہوا جب وہ گھر پہنچا تو سورج ڈوبنے میں چند ہی منٹ باقی تھے وہ دروازہ کھٹکھٹانے لگا تو اسے گھر سے زوردار قہقہوں کی آواز سنائی دی۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا دروازہ کھلا تو جمیل نے دیکھا کہ اس کی ہمشیرہ کے ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ ہے اور انتہائی خوشی میں مبارکباد کے ساتھ اپنے بھائی کو مٹھائی پیش کر رہی تھی۔ جمیل سخت پریشان ہو گیا۔

کیسی مبارکباد کیسی مٹھائی......؟ جمیل نے پوچھا۔

آج صبح تمھارے جانے کے تقریباً دو تین گھنٹے کے بعد آبا جی کے وہی دوست آئے اور ان کے ہاتھوں میں تمھارا ''اپوائنٹ منٹ لیٹر تھا۔'' تمھیں سترھویں سکیل میں نوکری مل چکی ہے۔'' اس کی ہمشیرہ نے بتایا۔

یہ حیران کن خبر سن کر جمیل کی آنکھوں میں خوشی و تشکر کے آنسو آ گئے جو اس کی پلکوں میں موتی بن کر جھلملانے لگے اس کی زبان پر قرآن حکیم کی یہ آیت جاری ہو گئی۔

واللہ خیر الرازقین

''اور اللہ بہتر رزق دینے والا ہے۔''

بحوالہ : قادیانی افسانے از محمد طاہر رزاق

تھرما میٹر کی کہانی

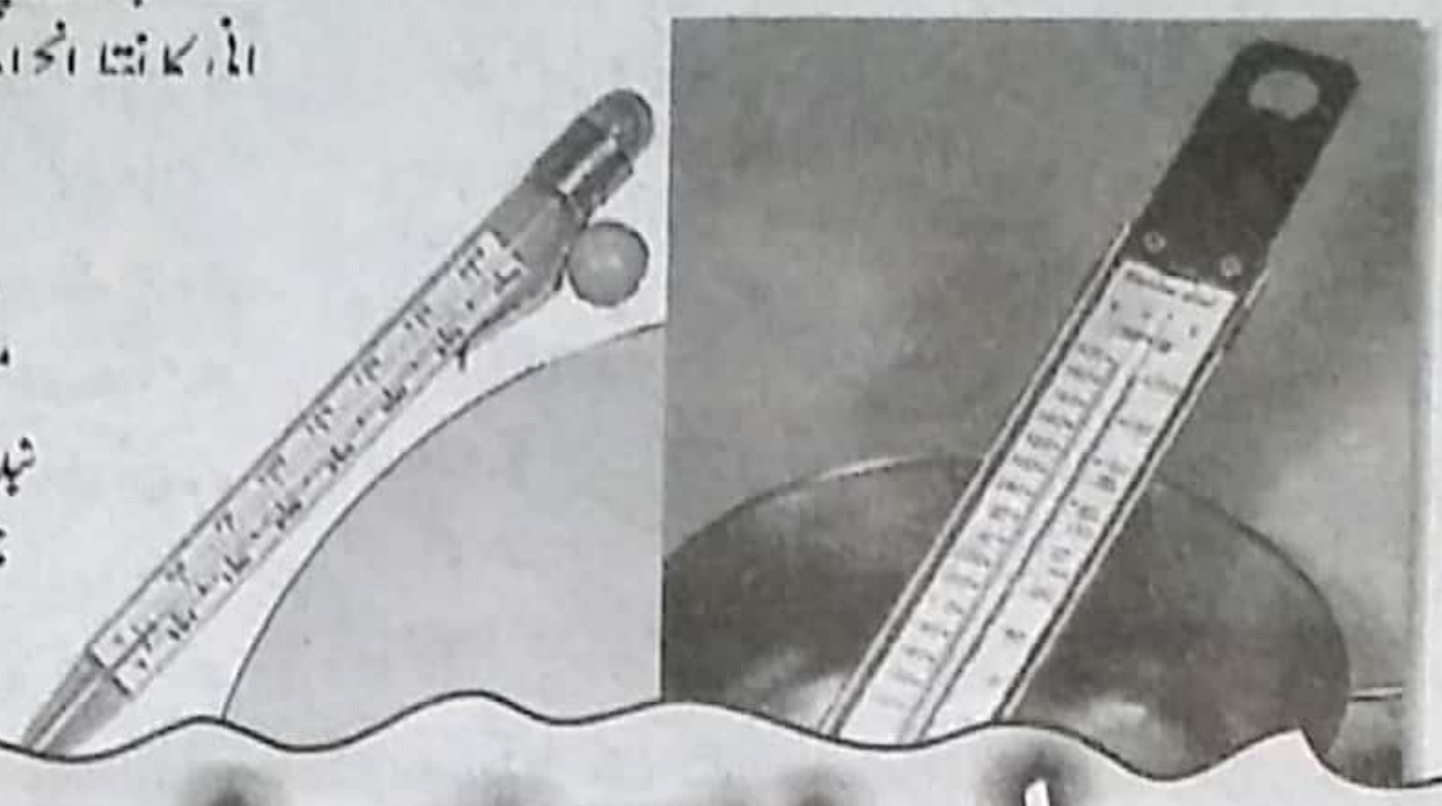

ماریہ عبدالرشید......فیصل آباد

آپ نے تھرما میٹر تو دیکھا ہی ہوگا۔ خاص طور پر اس وقت جب کوئی بخار میں مبتلا ہو تو اس کے ذریعے جسم کی حرارت معلوم کی جاتی ہے۔ ناپنے کے تمام سائنسی آلات میں جو مقبولیت تھرما میٹر (تپش پیما) کو حاصل ہوئی ہے اس قدر کسی اور آلے کو نہیں مل سکی ہے۔

جب کہ تھرما میٹر کی ایجاد ہوئے تقریباً تین صدی سے زیادہ عرصہ نہیں ہوا ہے، پرانے زمانے میں بزرگوں نے بعض عجیب قسم کے آلے تیار کر لیے تھے اور وہ کام کے لحاظ سے کارآمد تھے لیکن صحیح معنوں میں طبیعات کے سائنس دان گیلیلیو حرارت کو ناپنے کے لیے پہلی مرتبہ صحیح طور پر کارآمد تھرما میٹر ایجاد کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

اس وقت تھرما میٹر میں ایک نلکی لگی ہوتی تھی۔ نلکی کے اوپری حصے میں ایک بلب لگایا گیا تھا اور شیشے کے برتن میں پانی لینے کے بعد بلب کو اس میں ڈبوتے تھے۔ جب بلب پر گرمی پہنچتی تھی تو اس کی اندرونی ہوا پھیلتی تھی اور بھاپ کے پانی کو نیچے کی طرف کر دیتی تھی۔ اس کے بعد سائنس دانوں نے اس میں کچھ تبدیلیاں بھی کیں لیکن بلب کو باقی رکھا گیا سچ تو یہ ہے کہ گیلیلیو کے بنائے ہوئے آلے میں صرف تھرما میٹر ہی نہیں تھا بلکہ ہوا کو بھی ناپ سکتے (پیمائش کرنا) تھے لیکن گیلیلیو کے بعد کافی عرصہ تک اس طرف کسی سائنس دان نے توجہ نہیں دی۔ آخر کار 1657ء میں فلونیس کی سائنس اکیڈمی میں کسی نامعلوم شخص کے دماغ میں یہ اہم بات آئی کہ سیال پھیلانے والے آلے اس کی بنیاد پر تیار کیے گئے۔ آج کل جو تھرما میٹر استعمال ہو رہے ہیں ان تھرما میٹروں میں آپ حرارت کو ناپنے کے مختلف نشانات کو دیکھتے ہیں۔ یہ پہلے کے تھرما میٹروں میں نہیں تھے اور نہ کسی قسم کی درجہ بندی کی گئی تھی جس کے ذریعے حرارت کا مکمل طور پر صحیح اندازہ کیا جا سکتا ہے اس سلسلے میں مشہور سائنسدان سر آئیزک نیوٹن نے سب سے پہلے تھرما میٹر کی نلکی کا قطر معلوم کیا۔ اس نے انتہائی انجماد (جمنے کا طریقہ) فریزنگ پوائنٹ اور نقطہ پوائنٹ) نشانات قائم کیے لیکن اس کے [illegible] نہ ہو سکا اور ڈینئل فارن ہائیٹ نے تھرما مولی آلے سے تبدیل کر کے ایک مفید آلے تبدیل کر دیا۔ فارن ہائیٹ پہلے شخص تھے۔ جنھوں نے عمدہ قسم کے تھرما میٹر ہی تیار نہیں کیے بلکہ تھرما میٹر میں طے شدہ فاصلوں پر ناپنے کے نشان بھی لگائے اور اس تھرما میٹر کو برف اور نمک کی ایک مقررہ محدود مقدار میں ڈالا اور اس کے ساتھ ہی اس نقطہ (پوائنٹ) پر پارہ سب سے نیچے پہنچ گیا۔ وہاں پر صفر (زیرو) کا نشان قائم کیا اس کے بعد اس نے جسم کی حرارت کو ناپا اور حرارت کے پیمانے کی 194 قائم کیں۔ اس کے بعد سائنس دانوں کے تجربات سے یہ بات سامنے آئی کہ جب لوگوں پر یہ علامتیں قائم کی گئیں ہیں جب ان کو پگھلتے ہوئے برف میں ڈالتے ہیں تو درجہ حرارت (ٹمپریچر) 32 ظاہر کرتا ہے اور جب یہ آلے ابلتے ہوئے پانی میں ڈالے جاتے ہیں تو 212 درجہ حرارت ظاہر کرتے ہیں۔ اس طرح موجودہ استعمال ہو رہے تھرما میٹر میں درجہ حرارت کی ترتیب دی گئی۔

سمندر

براعظموں کے گرد پانی کے نہایت وسیع و عریض قطعہ کو سمندر کہتے ہیں، زمین کے 36,13,49,108 مربع کلو میٹر پر سمندر پائے جاتے ہیں۔ جبکہ سمندروں کا کل حجم 1,37,19,66,129 مکعب کلو میٹر ہے۔ کرہ ارض کا قریباً 87 فی صد پانی سمندروں میں پایا جاتا ہے۔ باقی 13 فیصد پانی گلیشیئرز، دریاؤں، جھیلوں، نہروں اور سطح زمین کے نیچے پایا جاتا ہے۔

محمد احمد......کلی شاہو موکل

سونار (Sonar) آلے کی مدد سے آواز کی لہروں کو استعمال کر کے سمندر کی گہرائی کو ناپا جاتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں۔ انسان سمندر میں زیادہ سے زیادہ 10,912 میٹر گہرائی تک گیا ہے۔

سمندر کی اوسط گہرائی 3700 جبکہ براعظم کی اوسط اونچائی صرف 850 میٹر ہے۔

یہ زمین پر بلند ترین چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ ہے جس کی بلندی 8850 میٹر ہے۔ جبکہ پیسفک سمندر میں گودام کے نزدیک ماریانہ کھائی کی گہرائی 11500 میٹر ہے۔

سورج کی روشنی سطح سمندر کے نیچے قریباً 450 میٹر تک جاری ہے۔ اس سے نیچے بالکل اندھیرا ہوتا ہے۔

وہاں پر جاندار زندگی کی بقا کے لیے سمندر کے پانی میں موجود سلفر سے کیمیکل انرجی حاصل کرتے ہیں۔

کوئلہ، پٹرولیم اور قدرتی گیس جانوروں اور پودوں کے محفوظ باقیات سے بنتے ہیں۔ لہٰذا انھیں فوسل فیولز بھی کہتے ہیں۔

اگر ساری زمین پر کسی طرح بلڈوزر پھیر دیا جائے تو تمام زمین پانی میں مکمل طور پر ڈوب جائے گی اور پانی سطح زمین سے 2.50 کلومیٹر بلند ہوگا۔

زمین کے قریباً تین چوتھائی حصے پر سمندر پائے جاتے ہیں سمندر کے نیچے سطح زمین کے خدوخال خشکی پر موجود خدوخال جیسے ہوتے ہیں۔

سمندر کے نیچے بے شمار انواع کی مخلوق پائی جاتی ہے۔ جس میں جانور اور پودے دونوں شامل ہیں۔

پہلی فضائی سروس

بیسویں صدی ۱۹۰۰ء کے آغاز تک مسافر بردار ہوائی سفر کے لیے بڑے بڑے غبارے جنھیں عرف عام میں ایئر شپ کہا جاتا ہے، استعمال ہوتے تھے ان میں گیس بھری ہوتی تھی اور سمت کے تعین کے لیے ایک انجن لگا ہوتا تھا۔ ایسی سب سے پہلی مسافر بردار ہوائی سروس ۱۹۰۹ء میں جرمنی میں شروع کی گئی اس سروس کا نام ڈیلاگ رکھا گیا اس دور کے مشہور و معروف ائیر شپس زیپلن اور ہنڈ برگ تھیں پہلی جنگ عظیم (۱۹۱۸۔۱۹۱۴ء) کے آغاز تک بے شمار مسافران میں سفر کر چکے تھے دوران جنگ ان غباروں پر ایئر شپس کو فوجی مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا برطانیہ میں ان دنوں لوگ جونہی اڑتی ہوئی پنسل نما چیز جس کے نیچے ایک بڑا سا پنجرہ لگا ہوتا تھا دیکھتے تو فوراً پناہ گاہوں میں چھپ جاتے کیونکہ اس میں بیٹھے ہوئے فوجی ان پر بم پھینکتے تھے۔

جنگ عظیم کے اختتام پر ان پروازوں کے غیر محفوظ ہونے اور ہوائی جہاز کی ترقی نے ان کا دور ختم کر دیا۔

ایئر شپ کا سب سے ہولناک حادثہ ۱۹۳۷ء میں ہوا جب ہنڈنبرگ ایک طوفان میں پھنس کر تباہ ہو گیا۔

مقصود احمد......چونگی امرسدھو لاہور

سونے چاندی کے برتن میں کھانا

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو سونے چاندی کے برتنوں میں کھاتا پیتا ہے، وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ جمع کرتا ہے۔" (بخاری)

اظہار احمد.....کھڑیانوالہ

کون جانتا ہے......؟

وہ اڑتا ہے لیکن پرندہ نہیں ہے
کسی پیڑ کا کوئی پتا نہیں ہے
نہ وہ بھوت ہے اور نہ شیطان ہے
نہ اس میں ہماری طرح جان ہے
پتنگا ہے وہ اور نہ ہے وہ پتنگ
مگر اس میں اڑنے کی ہے اک ترنگ
جو نزدیک ہو چیل جیسا بنے
جو وہ اڑ جائے تو اونچا تارا بنے
زمانے میں ہے اس کی تیزی کی دھاک
وہ جاتا ہے لے کر ولایت کی ڈاک
لڑائی میں بھی خوب آتا ہے کام
وہ دشمن کا کرتا ہے جینا حرام
سنا تھا جو دیکھا وہ آنکھوں سے حال
ہے تخت سلیماں کی وہ اک مثال
یہ ہم نے بتایا کہ ہے کام کیا
اور اب تم یہ بوجھو کہ ہے نام کیا

محمد توصیف الرحمن......اسلام آباد

نقصان دہ اور نفع بخش باتیں

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "طب نبوی" میں فرمایا:

چار چیزیں ایسی ہیں جو بدن کو تباہ کر دیتی ہیں۔

① غم۔ ② رنج۔ ③ بھوک۔ ④ رات کا جاگنا۔

چار چیزیں ایسی ہیں جو چہرے کی رونق و تازگی کو ختم کر دیتی ہیں:

① جھوٹ۔ ② بے حیائی۔ ③ کثرت گناہ۔ ④ جاہلانہ طرز کے سوالات کی کثرت۔

چار چیزیں ایسی ہیں جو بغض و عناد پیدا کرتی ہیں:

① غرور۔ ② حسد۔ ③ جھوٹ۔ ④ چغل خوری۔

چار چیزیں ایسی ہیں جو چہرے کی رونق و بشاشت بڑھاتی ہیں:

① مروت۔ ② وفا۔ ③ شرافت۔ ④ تقویٰ۔

چار چیزوں سے روزی بڑھتی ہے۔

(۱) نماز تہجد کی ادائیگی۔ (۲) صبح کے وقت اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی طلب۔

(۳) صدقہ کرنا۔ (۴) دن کے شروع اور آخری اوقات میں ذکر و اذکار۔

گلدستہ

آدابِ گفتگو

۱: مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے بات کرنا سنت ہے۔
۲: ٹھہر ٹھہر کر اور دل نشین انداز میں بات کرنا چاہیے۔
۳: چلا چلا کر بات کرنا خلاف سنت ہے۔
۴: مختصر گفتگو زیادہ فائدہ مند ہوتی ہے۔
۵: ان پڑھوں سے مشکل بات نہ کہیں۔
۶: طنزیہ فقرات سے پرہیز کریں، کیونکہ آپ کے مخاطب کی دل شکنی ہو سکتی ہے۔
۷: کسی کو زبان کے ذریعے تکلیف نہیں دینی چاہیے۔
۸: مجلس میں بیٹھے لوگوں کو ایک ساتھ بات نہیں کرنی چاہیے۔
۹: بات ہمیشہ موقع کے مطابق کرنی چاہیے، کیونکہ بے موقع بات کا کوئی وزن نہیں ہوتا۔
۱۰: لہجے میں نرمی اختیار کرنی چاہیے۔
۱۱: بڑوں کا احترام کرنا چاہیے۔

ہر ایک کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں، تاکہ لوگ آپ کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

اخت افضل مغل.....موڑ کھنڈا

اچھی اچھی باتیں

① اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا کیونکہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔
② ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا کہ شکر کرنے سے نعمتوں میں برکت ہوتی ہے۔
③ باقاعدہ نماز پڑھنا کہ نماز برے کاموں سے روکتی ہے۔
④ چغلی اور غیبت نہ کرنا اس سے انسان کی قدر کم ہو جاتی ہے۔
⑤ لوگوں سے بے رخی اور لاپروائی نہ کرنا ایسا آدمی مصیبت میں اکیلا رہ جاتا ہے۔
⑥ زمین پر اکڑ کر اور غرور سے نہ چلنا اللہ تعالیٰ کو غرور اور تکبر پسند نہیں۔
⑦ لوگوں سے ان کے مرتبے اور عمر کے مطابق بات کرنا اس سے ان میں ہر دل عزیزی اور محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
⑧ اونچی آواز اور برے لہجے میں بات مت کرنا کیونکہ گدھے کی آواز اگرچہ سب سے اونچی ہے مگر بہت بری ہے۔
⑨ مصیبت کے وقت صبر کرنا کیونکہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
⑩ ہمسائے کے ساتھ نیک سلوک کرنا ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔

ذکیہ ذبیح اللہ.....چونیاں، قصور

عافیت میں کامیابی

(اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ)

"اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا/کرتی ہوں۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی:

"اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سی دعا سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت مانگو۔"

وہ شخص اگلے روز پھر آیا اور وہی سوال کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ بہترین دعا کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ سے دنیا اور آخرت میں بخشش و عافیت مانگو، اگر تمہیں دنیا اور آخرت میں عافیت مل گئی تو یقیناً تم کامیاب ہو گئے۔" (الأدب المفرد)

فردوس جبیں......میانوالی

میرا سکول

میرے سکول کا نام گورنمنٹ مڈل سکول ہے، میرے سکول میں نو کمرے ہیں ہر کمرہ ہوادار ہے، ہمارے سکول میں ایک میدان بھی ہے، جہاں ہم کھیلتے ہیں۔ ہمارے سکول کے اساتذہ بہت محنتی ہیں وہ ہمیں شفقت سے پڑھاتے ہیں۔ سکول میں ایک شاندار مسجد بھی ہے جہاں ہم ظہر کی نماز ادا کرتے ہیں۔ سکول میں ایک دفتر ہے جہاں ہمارے پرنسپل سر ابراہیم صاحب بیٹھتے ہیں۔ پرنسپل صاحب نہایت ایماندار ہیں۔ میں چھٹی جماعت میں پڑھتا ہوں۔ ہمارے سکول میں ایک لائبریری بھی ہے جس کے انچارج سر ذوق صاحب ہیں۔ وہ تمام لڑکوں کو خوش دلی سے کتابیں دیتے ہیں، مجھے اپنا سکول بہت پیارا لگتا ہے اور میں اس سے محبت کرتا ہوں۔

عمر فاروق بن ارشد، عاصم علی عاصمی

ٹی وی نہ گھروں میں رہنے دو

اے مسلمانو! اک بات مجھے کہنے دو
کہ ٹی وی نہ گھروں میں رہنے دو
کہتے ہیں ٹی وی برائی ہے کون سی
میں کہتا ہوں ٹی وی اچھائی ہے کون سی
بیوی خاوند سے کرتا ہے جدا ٹی وی
نوجوان نسل کو کرتا ہے تباہ ٹی وی
ان مسلمانوں سے طاہر اک التماس کرتا
ٹی وی پھینک دو باہر یہ آخرت کی تباہی ہے

محمد طاہر احمد.....فیصل آباد

احوال الاطفال

بچوں کی ہلاکت اور اقوام متحدہ کی رپورٹ

محمد الیاس حامد

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی ہے جس کا مقصد جنگوں کے دوران بچوں کا تحفظ ہے۔ اس سلسلے میں ایک ادارے کے قیام پر بھی اتفاق ہوا ہے تاکہ بچوں کے قتل اور انھیں معذور کرنے، بطور جنگجو بھرتی کرنے اور ان کے خلاف تشدد کو روکا جائے رپورٹ کے مطابق پچاس سے زائد ایسی حکومتیں اور گروپ ہیں جو بچوں کے حقوق پامال کرتے ہیں، ان کے خلاف کارروائی پر بھی اتفاق ہوا ہے۔ ان میں سری لنکا کے تامل ٹائیگر، برونڈی، آئیوری کوسٹ، جمہوریہ کانگو اور صومالیہ کے بعض گروپوں کو بچوں کے حقوق کی پامالی کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ دس برسوں میں بیس لاکھ بچے جنگوں میں مارے جا چکے ہیں۔

مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج اور فلسطین میں اسرائیلی فوجی بچوں کے ساتھ تشدد اور ان کے حقوق کو پامال کرنے میں پیش پیش ہے جن کا رپورٹ میں ذکر نہیں کیا گیا۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ عراق پر اقوام متحدہ کی عائد کردہ پابندیوں کے نتیجے میں 5 لاکھ بچے غذائی قلت اور نامناسب علاج ہونے کے باعث شہید ہوئے ہیں، اس کا کوئی ذکر نہیں، عراق پر حالیہ امریکی حملے میں 6 لاکھ عراقی شہید ہو چکے ہیں جن میں بڑی تعداد بچوں کی ہے...... رپورٹ میں اس کا بھی ذکر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا اقوام متحدہ کی رپورٹوں پر اعتبار نہیں کرتی۔

برطانوی بچوں کے فنگر پرنٹس

3,500 برطانوی اسکول والدین کی اجازت کے بغیر طالب علموں کے فنگر پرنٹس لے رہے ہیں، گلف نیوز کے مطابق فنگر پرنٹ بچوں کے کینٹین اور لائبریری میں رجسٹر ہونے سے قبل لیے جاتے ہیں جبکہ والدین کا اس بات پر کہنا ہے کہ فنگر پرنٹ کا ریکارڈ چوری ہونے کی صورت میں ان بچوں کو مستقبل میں مشکلات پیش آسکتی ہیں۔ واضح رہے کہ موجودہ برطانوی قوانین کے تحت بچوں کے فنگر پرنٹ لینے کی صورت میں پہلے والدین کو آگاہ کرنا بہت ضروری ہے، جبکہ محکمہ تعلیم کے ترجمان کا کہنا ہے کہ یہ بعید از قیاس ہے کہ کتنے اسکول بچوں کا بائیو میٹرک ڈیٹا (فنگر پرنٹ) لے رہے ہیں، تاہم ایک سروے سے ظاہر ہو چکا ہے کہ تقریباً 3,500 اسکولوں میں فنگر پرنٹ لینے کے آلات موجود ہیں۔

پریشان ہونا چھوڑیے:

یہ سوچ کر پریشان ہونے کے سبب کہ ریاضی کے امتحان میں کہیں فیل نہ ہو جائیں، فیل ہونے کا خطرہ واقعی پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ بات امریکی محققین نے بتائی ہے، ایک غیر ملکی خبر رساں ایجنسی کے مطابق ریاضی کے بارے میں تشویش، خوف کے باعث ریاضی کے معمے سمجھنے کی ذہن کی محدود صلاحیت پر قدغن لگ سکتی ہے جس کے سبب دماغ جمع، تفریق، ضرب و تقسیم کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو سکتا ہے۔ اس موضوع پر تحقیق کرنے والے لاس ویگاس کی "نے واڈا یونیورسٹی" کے ماہر نفسیات، مارک ایش کروفٹ نے بتایا: "معلوم ہوا ہے کہ ریاضی کے متعلق تشویش کسی بھی شخص کی حساب کرنے کی صلاحیت پر حاوی ہو کر اسے مفلوج کر سکتی ہے۔"

ایش کروفٹ نے کہا کہ اگرچہ جمع کرنے جیسے آسان سوالات کے حل کے لیے انتہائی معمولی یادداشت درکار ہوتی ہے البتہ مشکل اور پیچیدہ حسابات کے لیے زیادہ یادداشت ضروری ہوتی ہے اور ریاضی کے بارے میں پریشان ہونے سے تشویش کا یہ احساس اس کی یادداشت پر حاوی ہو جاتا ہے۔ جس سے ریاضی کا امتحان دینے والا طالب علم آسان سوالات بھی حل کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ شکاگو یونیورسٹی کے محقق سیان بلیوک نے کہا ہے کہ کالج میں داخلے کے ٹیسٹ یا اس قسم کے دیگر ٹیسٹس کے متعلق پریشانی ریاضی کے اچھے طلبا کے ذہن بھی ماؤف کر سکتی ہے، جس کے سبب "وہ اچانک ٹیسٹ میں کامیاب کرنے والے "دیگر" ہتھکنڈوں کی جانب دیکھنے لگتے ہیں۔" اگرچہ ریاضی کے متعلق پیدا ہونے والی تشویش کی وجوہات نامعلوم ہیں لیکن ایش کروفٹ کا کہنا ہے کہ ریاضی کے متعلق تشویش پر قابو پانے والے طلباء بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

سکول سے طلبہ خارج:

امریکہ میں اپنے ہی اسکول کی ویب سائٹ ہیک کر کے جھوٹا اعلان جاری کرنے پر دو طالبات کو اسکول سے نکال دیا گیا۔ واشنگٹن پوسٹ کے مطابق گزشتہ دنوں ایج وڈ شہر میں دو طالبات نے اسکول کی ویب سائٹ کا خفیہ کوڈ معلوم کر کے انتظامیہ کی جانب سے والدین کو جاری کردہ نوٹس میں مداخلت کرتے ہوئے اسکول بند ہونے کا جھوٹا اعلان کر دیا، اعلان میں شدید سردی کی بنا پر تمام طالب علموں کو گھر پر رہنے کو کہا گیا، اس پر کئی والدین نے پریشان ہو کر انتظامیہ سے شکایت کی کہ موسم بالکل ٹھیک ہے، اسکول کے سپرنٹنڈنٹ ٹوم پارک نے چھان بین کرائی اور دو طالبات کو ویب سائٹ ہیک کرنے کا مجرم قرار دے کر انھیں مقامی عدالت میں پیش کیا جہاں پر عدالت نے والدین کو پریشان کرنے اور اسکول کا معیار خراب کرنے کے جرم میں دونوں طالبات کے نام اسکول سے خارج کرنے کا حکم جاری کیا ہے۔

کسی کو دھوکا دینا ہرگز مناسب نہیں بجائے اسے کے کہ کسی کا پاس ورڈ چرا کر اس کے ذاتی استعمال کے ڈیٹا کو دیکھا جائے جو سراسر خیانت ہے اور کسی دوسرے کی چیز بغیر استعمال کرنے کے زمرے میں آتا ہے، جو کہ ایک بری حرکت ہے اور اس کا اطلاق جدید ٹیکنالوجی پر بھی ہوتا ہے۔

سومنات کی فتح

شاہد بشیر کوٹلی خانوں وسکہ

رقبے کے اعتبار سے ہندوستان ایک بہت بڑا ملک تھا۔ اور یہاں کے ہندو حکمرانوں نے صدیوں سے ایسے قلعے تعمیر کر رکھے تھے جو ناقابل تسخیر تھے۔ سلطان محمود غزنوی نے شمالی اور وسطی ہندوستان کے تقریباً تمام قلعوں کو فتح کر لیا تھا۔ آخری بڑا حملہ سلطان محمود غزنوی نے 1024ء کو سومنات پر کیا۔ سومنات کا قلعہ نہایت مضبوط اور مستحکم تھا۔ اس کے تین طرف دریا اور ایک جانب گہری خندق تھی۔ اس قلعے کو فتح کرنا انتہائی دشوار تھا۔ اس کے اطراف میں راجپوتوں کی ستائیس ریاستیں تھیں۔ جو سب کی سب سومنات کی محافظ تھیں۔ سلطان محمود غزنوی کی فوجیں ملتان کے رستے سومنات پر حملہ آور ہوئیں۔ وہ اپنے لشکر میں تین ہزار مجاہدین اور بیس ہزار بارہ دری اونٹوں کا اضافہ کر کے غزنی سے نکلا اور پندرہ رمضان کو ملتان پہنچ گیا۔ وہ گرم وخشک صحراؤں کو روندتا ہوا اجمیر پہنچا اور وہاں چند دن قیام کرنے کے بعد آگے روانہ ہوگیا۔ راستے میں اس نے کئی قلعے فتح کیے اور گھومتا ہوا سومنات جا پہنچا۔ یہ ساحل کاٹھیاواڑ پر ایک بارونق مقام تھا۔ شہر کے وسط میں ایک عظیم الشان مندر تھا۔ جس کی چوٹیاں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں اور دریا کا پانی اس کی دیواروں سے ٹکرا رہا تھا۔ اسلامی لشکر کے قریب پہنچتے ہی ہزاروں پجاری فصیل (قلعے کی بلند و بالا دیوار) پر آ کر کھڑے ہوگئے۔ اور پکار پکار کر کہنے لگے:

"ہمارا معبود اس لیے تمہیں یہاں لایا ہے کہ سب کو ایک دم ہلاک کر دے تم نے جس طرح ہندوستان کے بتوں کے سر اور پاؤں توڑے ہیں اسی طرح تمہارے سر اور پاؤں توڑے جائیں گے۔"

سلطان نے ان کی طعن و تشنیع کا کوئی خیال نہ کیا اور فوجوں کو پڑاؤ کا حکم دے دیا۔ دوسرے روز صبح ہوتے ہی لشکر اسلام نے فصیل کے محافظوں پر تیروں کی بارش برسا دی۔ ہندو سپاہیوں کی ایک بڑی تعداد زخمی ہوئی تو انہوں نے فصیل خالی کر دی اور سومنات کے بت کے سامنے جا کر گرے، گڑ گڑا کر رونے لگے اور اپنے معبود سے مدد مانگنے لگے۔ ادھر مسلمانوں نے فصیل خالی دیکھی تو سیڑھیاں لگا کر فصیل پر چڑھ گئے۔ اور مندر کے در و دیوار "اللہ اکبر" کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھے۔ یہ منظر دیکھ کر ہندو سپاہیوں کو غیرت آئی اور تلواریں سونت کر مقابلے پر آگئے۔ شام تک دست بدست لڑائی ہوتی رہی اور اندھیرا چھانے پر دونوں فوجیں اپنے اپنے مقام پر واپس آگئیں۔

تیسرے روز مسلمانوں نے پوری قوت سے حملہ کیا مگر اطراف کے راجاؤں کی فوجوں نے ان کو آگے نہ بڑھنے دیا۔ بڑا سخت معرکہ ہوا مگر جنگ کا فیصلہ نہ ہو سکا اور شام ہو گئی۔ اب ہندوؤں کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی۔ چوتھے روز انہوں نے قلعے سے نکل کر اسلامی لشکر پر حملہ کر دیا۔ اور مسلمانوں کو گھیرے میں لینے کی کوشش کی لیکن سلطان محمود غزنوی کی جنگی تدبیروں سے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ جنگ اپنے عروج پر تھی، ہندو سر دھڑ کی بازی لگا رہے تھے۔ پجاری اشلوک اور منتر پڑھ پڑھ کر مسلمانوں کو للکار رہے تھے۔ ایک دم انہوں نے متحد ہو کر مسلمانوں پر اتنا شدید حملہ کیا کہ مسلمانوں کے قدم ڈگمگا گئے۔ سلطان نے اس کے جواب میں فوج کے ایک حصے کو علیحدہ کر کے ان کے مقابل کر دیا اور دو طرف جنگ شروع ہوگئی۔

اسی اثناء میں بھیم دیو راجہ اپنی تازہ دم فوج کے ساتھ آن پہنچا اور ہندوؤں کا غلبہ بڑھ گیا۔ سلطان نے دیکھا کہ ہندوؤں کی فوج میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ جبکہ سلطان کا اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں تھا۔ چنانچہ اس نے ایک دھواں دار تقریر کی، اس کی تقریر نے لشکر کی رگوں میں جذبہ جہاد دوڑا دیا۔ اور چند ہی لمحات میں اسلامی لشکر کے مجاہدین شیروں کی طرح بھپر کو جھپٹے اور پلک جھپکتے ہی انہوں نے ہندوؤں کی لاشوں کے انبار لگا دیئے۔

بھیم دیو راجہ کے لشکر کے پانچ چھ ہزار سپاہی ایک ہی حملے میں زمین پر گر کر تڑپنے لگے اور اسلام کے شیروں نے دوسری مرتبہ پھر حملہ کیا تو دشمن کو ٹھہرنا دشوار ہوگیا۔ بھیم دیو راجہ سپاہیوں کو بھاگتے دیکھ کر خود بھی بھاگ گیا۔ ہندو لشکر جو قلعے کو بچانے کے لیے لڑ رہا تھا۔ راجاؤں کا یہ حال دیکھ کر گھبرا گیا اور دریا کی طرف کے دروازوں سے نکل کر بھاگنے لگا۔ مسلمانوں نے بھاگتے ہوئے ہندوؤں کا تعاقب کیا اور ان کی کثیر تعداد کو دریا میں ڈبو ڈبو کر جہنم واصل کیا۔

مکمل فتح کے بعد سلطان محمود غزنوی مجاہدین کی ایک جماعت کو لے کر قلعے میں داخل ہوا۔ عمارت کو دیکھتا بھالتا وہ اس حصے میں پہنچا جس کی چھت 56 ستونوں پر کھڑی تھی اور اس کے اندر سومنات کا بت نصب تھا۔ سلطان نے پتھر کے پانچ گز لمبے ہندوؤں کے اس جھوٹے خدا کو توڑنا چاہا تو پجاریوں نے ہاتھ باندھ کر التجا کی کہ وہ اس کو نہ توڑے اور اس کے بدلے میں ہم سے جتنی چاہے دولت اور ہیرے جواہرات لے لے۔ لیکن سلطان کی غیرت ایمانی نے یہ گوارا نہ کیا۔ یہ پیشکش قبول نہ کی اور یہ کہہ کر کہ "میں محمود بت فروش نہیں بت شکن کہلانا پسند کرتا ہوں" زور کی ضرب لگائی اور پتھر سے بنے سومنات کے بت اور ہندوؤں کے جھوٹے خدا کو پاش پاش کر دیا۔

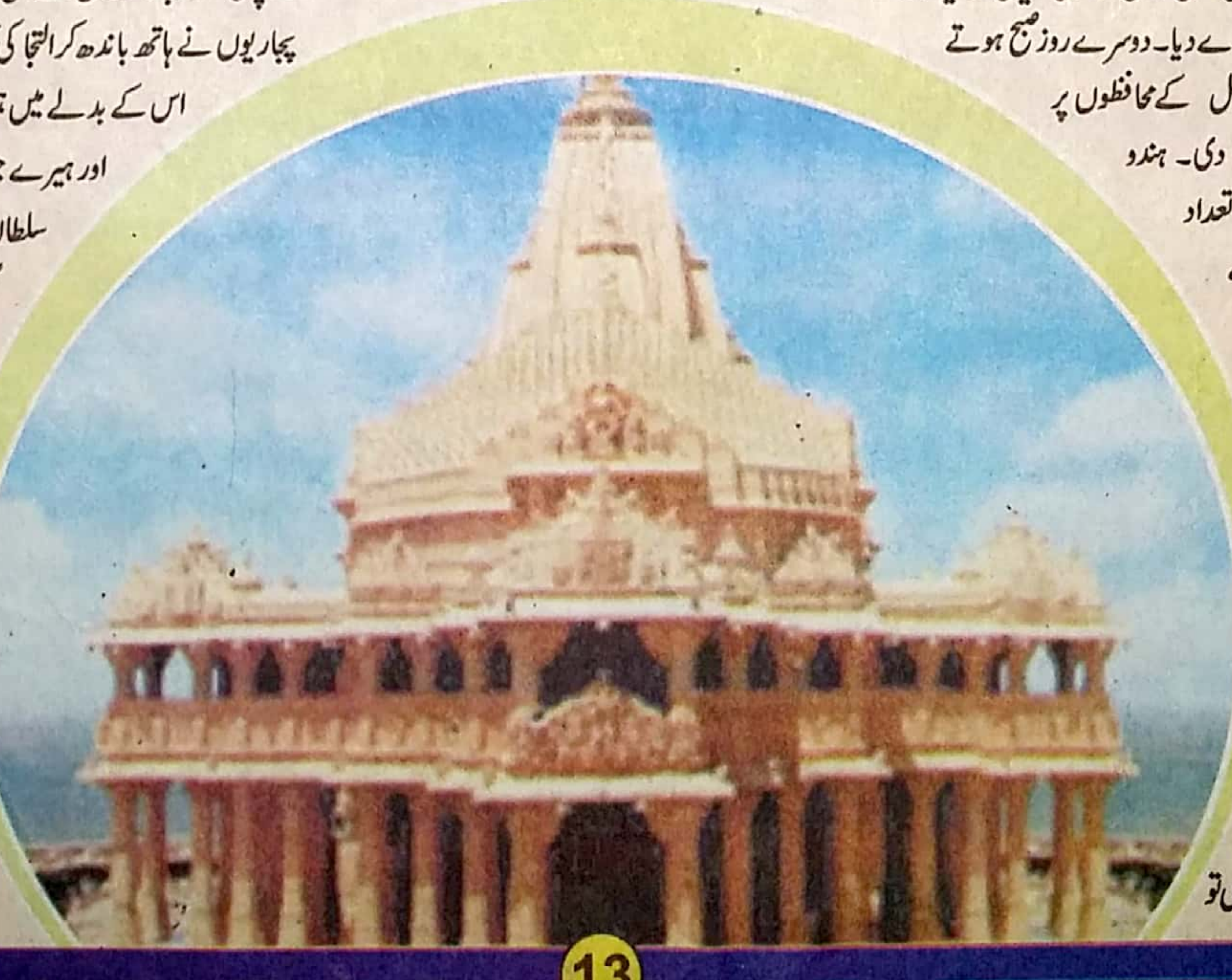

"قصر الزّہراء"

اندلسی حکمرانوں میں عبدالرحمٰن ثالث مشہور ہے۔ 300ھ میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور 350ھ میں 72 برس کی عمر میں وفات پائی۔ اس کی ایک عیسائی بیوی تھی جس کا نام زہرا تھا۔ عبدالرحمٰن الناصر نے اس کے نام پر مسجد سے تقریباً آٹھ کلومیٹر شمال مغرب میں ایک شاندار محل تعمیر کیا 4 میل لمبا اور 3 میل چوڑا یہ محل اتنا بڑا تھا کہ لوگ اسے قصر الزہراء کی بجائے مدینۃ الزہراء کہنے لگے۔

اس کی تعمیر 325ھ (936ء) میں شروع ہوئی اور 350ھ میں مکمل ہوئی اس محل کی تعمیر میں 10 ہزار معمار، 4 ہزار اونٹ اور خچر روزانہ کام کرتے تھے اس میں 4316 برج اور ستون تھے۔ سنگ مرمر اور دوسرا بہت سا قیمتی سامان فرانس، ترکی، یونان، شام اور افریقہ کے بادشاہوں نے بطور تحفہ دیا تھا۔ اس کی چھتوں پر سونے اور چاندی کا کام اس کثرت سے کیا گیا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں چندھیا گئیں۔

محل کے انتظام اور نگرانی کے لیے 13750 ملازم تھے اس کے علاوہ 13382 غلام تھے حرم سرا کے اندر 6000 عورتیں خدمت گزاری کے لیے حاضر رہا کرتی تھیں۔ یہ پیلس فن تعمیر میں مسلمانوں کی ترقی کی علامت بن گیا تھا۔ یورپ اور دور دور سے سیاح اسے دیکھنے آتے تھے۔

امبر ...... فیصل آباد

مگر اس عظیم الشان محل کا کیا انجام ہوا۔ 25 سال میں موجودہ معیار سے ایک کھرب روپے سے بھی زیادہ میں بننے والا محل صرف 50 سال میں مٹ گیا۔ دین سے دوری کی وجہ سے اور حکمرانوں کے باہمی اختلافات کی وجہ سے عیسائیوں نے ان پر قابو پا لیا اور ان کا نام ونشان تک مٹا ڈالا۔ غلامی کے باعث اب اس کے صرف کھنڈرات رہ گئے ہیں جو مسلمانوں کے ماضی اور حال خاموش داستان عبرت بنے ہوئے ہیں۔

غریبوں کا خون

سلطان احمد شاہ نہایت ہی نیک اور عادل بادشاہ تھا۔ وہ ہر قسم کے برے کاموں سے متنفر رہتا تھا لیکن وزراء اور امراء کی مخلصانہ استدعا پر بطور تالیف قلب ایک خاص حد تک جشن کرنے کی اجازت دے دی تھی سلطنت میں چراغاں کی رسم بڑے پیمانے پر کی گئی اور اس مسرت میں رعایا کے ہر آدمی نے بڑی خوشی سے حصہ لیا۔ سلطان کا داماد ایک خوبصورت نوجوان تھا اور نہایت ہی بااخلاق ہونے کے علاوہ شاہی خاندان کا رکن اعظم بھی تھا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک غریب مزدور اس کے ہاتھ سے مارا گیا جب سلطان کو خبر پہنچی تو بولا: "قانون شریعت میں امیر وغریب کا امتیاز نہیں، میرا داماد ہونا اس کو عدالت سے نہیں بچا سکتا، اس کو گرفتار کر کے باقاعدہ عدالت کے سپرد کرو۔

بنت ماسٹر عبدالغفور زاہد ...... بی بنڈالہ، فیصل آباد

عدالت میں باقاعدہ مقدمہ شروع ہوا۔ اور گواہوں سے ثابت ہو گیا کہ واقعی یہ قاتل ہے، قاضی نے مقتول کے وارثوں کو بلا کر خون بہا کے عوض میں راضی کر لیا۔ بائیس اشرفی خون بہا کی قرار پائیں اور وارثین نے راضی نامہ پر دستخط کر دیے۔ جب مقدمے کی کارروائی مکمل ہو گئی تو آخری فیصلہ کے لیے سلطان کے سامنے پیش کیا گیا جس پر قاضی کا فیصلہ بالفاظ ذیل تھا۔

"حضور والا! میں مقدمے کی تحقیق اور گواہوں کے بیانات سے اس امر کی تصدیق کرتا ہوں کہ ملزم واقعی قتل عمد کا مرتکب ہوا ہے اور اس پر حق قصاص از روئے شرع جاری ہونا ضروری ہے، لیکن مقتول کے ورثا مدعی کی حیثیت سے ہیں، برضا ورغبت خود خون بہا لینے پر راضی ہیں، میں نے ورثا کے مشورے سے 22 اشرفیاں خون بہا تجویز کی ہیں۔ برائے حصول حکم آخری مسل (مقدمے کی کارروائی کی رپورٹ) اجلاس معلی میں پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔ جب سلطان احمد شاہ نے یہ روداد پڑھی تو فرمایا اس میں شک نہیں کے ورثاء راضی ہو گئے ہیں مگر حقیقتاً یہ فیصلہ بہت کمزور ہے اور یقین کامل ہے کہ اس میں میرا داماد ہونے کی وجہ بھی (اثر) کر رہی ہے۔ وارثوں کا خیال ہو گا کہ ہمارے اس معاف کرنے سے بادشاہ ممنون ہو گا دوسرا اس فیصلے کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ شاہی خاندان کے افراد ہر ایک کمزور اور غریب رعیت کو اسی طرح مار ڈالا کریں۔ میں سیاستاً، انتظاماً، شرعاً اس فیصلہ کے خلاف ہوں۔ گو مجھے یہ معلوم ہے کہ میری عزیز اور پیاری بیٹی اس صدمے سے دوچار ہو گی اور اس کو داغ بیوگی برداشت کرنا پڑے گا۔ لیکن میں خاندان اور اولاد کی خوشی کے لیے غریب رعایا کی جان ارزاں کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ ملزم نے جو اس طرح بیباکانہ غریب کا خون بہا دیا، اس میں ضرور یہ گھمنڈ پوشیدہ تھا کہ میں بادشاہ کا چہیتا داماد ہوں جو کسی طرح اولاد سے کم نہیں ہوتا۔ اسی طرح راضی نامہ اور فیصلہ میں بھی ضرور شاہی رعایت کا لحاظ کار فرما ہے، ان تمام حالات، واقعات پر نظر کرتے ہوئے میں کسی طرح مناسب نہیں سمجھتا کہ عدالت ماتحت کے فیصلے کو بحال رکھا جائے۔ اس فیصلہ سے دولت مندوں کو بڑی ڈھیل ملے گی ایک شاہی خاندان کے رکن کے لیے بائیس اشرفیاں کچھ اہمیت نہیں رکھتیں۔ ایک جان بہت قیمتی ہوتی ہے۔ خواہ وہ غریب ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے میں عدالت ماتحت کے فیصلے کو منسوخ کرتا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ قاتل کو قصاص کے طریقے پر تختہ دار پر چڑھایا جائے۔ نیز یہ حکم بھی دیتا ہوں کہ عبرت کے واسطے ایک شبانہ روز وسط شہر میں قاتل کی لاش کو لٹکایا جائے تاکہ پھر کسی دولت مند کو کسی غریب کا خون بہانے اور خون بہا دینے کی جرأت اور امید نہ رہے۔ ہر چند محل کے اندر اور باہر بادشاہ سے سفارش کی گئی مگر سلطان نے اپنا آخری حکم واپس نہ لیا اور بالآخر قاتل تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک پاکستان کو بھی ایسا ہی عادل حکمران عطا کرے تاکہ غرباء جو ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں سکون کی زندگی بسر کر سکیں۔ آمین

[مخزن اخلاق، ص ۱۶۱]

بقیہ: خونی کھیل

استاد صاحب کچھ دیر کیلئے خاموش ہو گئے۔ پھر آٹھ سالہ ابراہیم کا ذکر کرتے ہوئے بتایا: "آخری کہانی ننھے ابراہیم کی ہے۔ یہ بہت ہی دردناک کہانی ہے۔ ابراہیم اپنے ماں باپ کا اکلوتا بچہ تھا۔ اکلوتی اولاد ماں باپ کو کس قدر پیاری ہوتی ہے!...... ہاں...... ابھی اس نے زندگی کی آٹھ بہاریں دیکھی تھیں۔ ایک روز جب وہ سکول سے گھر آیا تو آتے ہی ماں سے فرنچ فرائز کھانے کی فرمائش کر دی۔ ماں نے اپنے اکلوتے بیٹے کی فرمائش پوری کرتے ہوئے کہا: "ابراہیم! آپ کو فرنچ فرائز کے ساتھ آج فش (Fish) بھی ملے گی لیکن پہلے تم اپنی یونیفارم اتار لو۔ تمہارے کپڑے تبدیل کرنے تک میں کھانا تیار کرتی ہوں"۔ ماں کچن میں اپنے چہیتے بیٹے کیلئے مچھلی تلنے میں مصروف ہو گئی۔ اپنی ماں کا کہنا مانتے ہوئے ابراہیم نے فوری طور پر کپڑے تبدیل کیے اور پھر جلدی سے چھت کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ ماں نے پہلے تو بیٹے کو اپنے پاس بلانا چاہا مگر پھر کچھ سوچ کر اپنے کام میں مشغول رہی۔ کھانا تیار ہو گیا تو اسی لمحے باہر گیٹ پر کسی نے بیل دی۔ عالیہ گیٹ پہ دیکھنے آئی لیکن یہاں کا منظر دیکھ کر تڑپ اٹھی۔ اسے اپنی آنکھوں پہ یقین نہ آ رہا تھا...... یہاں تو چند لمحوں میں کیا سے کیا ہو گیا تھا۔ اس کا چاند سا بیٹا اس کے سامنے خون میں لت پت پڑا تڑپ رہا تھا، جو چھت پہ کٹی پتنگ کی ڈور اچانک گلے پر پھرنے سے اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور کٹی پتنگ کی طرح سیدھا گلی میں جا گرا۔ لوہے اور برادے سے منجھی ہوئی قاتل ڈور نے معصوم بچے کی شہ رگ کاٹ کر رکھ دی۔ اس کی گردن سے خون کا فوارہ ابل رہا تھا۔ ماں کیلئے یہ دردناک منظر دیکھنا آسان نہ تھا۔ اس کا اکلوتا لخت جگر دنیا سے رخصت ہو رہا تھا۔ اس نے فوراً اپنے حواس پہ قابو پایا اور ابراہیم کے باپ سے فون پر رابطہ کرنے لگی۔ چند بار ڈائل کرنے پہ رابطہ نہ ہوا تو عالیہ نے وقت ضائع کیے بغیر جلدی سے ابراہیم کو رکشے میں ڈالا اور ہسپتال لے آئی۔ ایمرجنسی وارڈ میں ڈاکٹروں نے اسے آکسیجن لگائی۔ انہوں نے ابراہیم کی زندگی بچانے کی بہت کوشش کی مگر...... یہ کوشش اسے موت کی وادی میں جانے سے نہ روک سکی اور یوں...... ننھا ابراہیم...... جان کی بازی ہار گیا۔ وہ...... اپنی ماں کی بجائے...... موت کی آغوش میں جا چکا تھا۔ ماں نے لرزتے ہاتھوں، کانپتے ہونٹوں اور زار وقطار بہتی آنکھوں سے اپنے جگر گوشے کی لاش کو اٹھایا اور اسے قبر میں اتار کر مٹی کے سپرد کر دیا...... جہاں سے...... اب عالیہ کو ابراہیم کی پیاری سی آواز............ کبھی نہیں سنائی دے گی کہ...... امی! مجھے بھوک لگی ہے"۔

سکول کی نرسری جماعت میں پڑھنے والے بچے عمر میں اگرچہ بہت چھوٹے تھے مگر...... ان کے حوصلے جوان تھے۔ انہوں نے اپنے استاد صاحب سے معصوم بچوں کی المناک کہانیاں بڑے انہماک سے سنیں۔ ان کے سنجیدہ اور پرعزم چہرے زبان حال سے کہہ رہے تھے:

"اب ہم پتنگ کے پیچھے کبھی نہیں دوڑیں گے...... پتنگ کی بجائے ہم ہوائی جہاز خرید کر اڑائیں گے...... پیراشوٹ اور دوسرے کھلونوں کے ساتھ کھیلیں گے...... اپنے امی ابو کا کہنا مانیں گے...... ہم چھت پر بھی نہیں جائیں گے...... ڈور سے نہیں کھیلیں گے...... بلکہ اس کے قریب ہی نہیں جائیں گے...... اس لیے کہ ڈور بے حد خطرناک ہوتی ہے...... یہ تو ننھے بچوں کی جان بھی لے لیتی ہے۔"

ریستوران کا آغاز کیسے ہوا؟

گھر کا تیار کیا ہوا کھانا خواہ کتنا ہی اچھا اور لذیذ کیوں نہ ہو پھر بھی ہم بعض اوقات ریستوران میں جا کر کھانا کھانا پسند کرتے ہیں۔ ایسا کرتے ہوئے ہم باہر کی سیر سے بھی لطف اندوز ہوتے ہیں، بہت عرصہ پہلے کے ریستوران کچھ اس طرح کے ہوا کرتے تھے۔ جہاں لوگ باہمی تبادلہ خیال اور بات چیت کے لیے اکٹھے ہوتے اور باتیں کیا کرتے تھے، وہاں انھیں کھانے پینے کو بھی مہیا کیا جاتا تھا۔ لندن میں اس طرح کی ایک اور جگہ بھی ہوتی تھی جو آگے چل کر ریستوران کی اولین صورت بنی۔ یہ کھانے کی دکانیں ہوتی تھیں۔ یہاں پکے ہوئے گوشت فروخت ہوتے تھے، جنھیں گاہک اپنے ساتھ لے جا سکتے تھے۔ تاہم بعض اوقات کھانے کی اس دکان کی طرف سے گھروں میں کھانا پہنچانے کی خدمت سرانجام دی جاتی تھی۔ لندن میں یہ دکانیں

فاطمہ بنت ارقم ...... گجرات

بارہویں صدی عیسوی سے بھی پہلے موجود تھیں۔

وہ پہلی جگہ جہاں ایک مخصوص وقت پر کھانا مہیا کیا جاتا تھا انگلینڈ کی سرائے (مسافروں کے ٹھہرنے کی جگہ) تھی بعد میں اس طرح کے کھانے فراہم کرنے والے کلب بھی بن گئے یہ کلب پندرھویں صدی میں موجود تھے۔ سولہویں صدی کے وسط تک شہروں اور قصبوں میں رہنے والے باشندوں کے تمام طبقات کی اکثریت کو گھر سے باہر ان سراؤں میں کھانا کھانے کی عادت پڑ چکی تھی، ان میں سے بہت سی سرائیں بہت کم قیمت پر عمدہ کھانا دیتی تھیں۔ ان سراؤں میں سے اکثر اس وقت کے رہنماؤں کے مل بیٹھنے کی جگہیں بن گئیں۔ مثلاً شیکسپیر لندن کی مرمیڈ سرائے کا باقاعدہ گاہک تھا۔ تقریباً ۱۶۵۰ء میں انگلینڈ میں کافی ہاؤسوں کا رواج بھی ہو گیا جن میں کافی، چائے اور چاکلیٹ پیش کیے جاتے تھے۔ یہ سب کے سب اس وقت کے نئے مشروبات تھے۔ ان میں سے بعض میں کھانا بھی دستیاب ہوتا تھا۔

۱۷۶۵ء میں باؤلنگیر نامی ایک شخص نے پیرس میں ایک ایسی جگہ بنائی جہاں کھانے کے علاوہ کھانے پینے کی دوسری ہلکی پھلکی چیزیں بھی پیش کی جاتی تھیں۔ اس نے اس جگہ کو پہلی بار ''ریستوران'' کا نام دیا یہ ایک بہت بڑی کامیابی تھی۔ لہٰذا شہر میں اس طرح کے کئی بڑے اور چھوٹے ''ریستوران'' کھل گئے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ریکارڈ کے مطابق اولین ریستوران ۱۹۸۳ء میں فلاڈلفیا کی ریاست میں ''بلیو اینکر ٹیورن'' کے نام سے کھولا گیا تھا۔

(استفادہ: پیسہ کیوں ایجاد ہوا؟)

دس ہزار درہم

مسلم بن سعد کہتے ہیں، میں حج کرنے کے لیے جانے لگا تو میرے ماموں نے مجھے دس ہزار درہم دیے اور کہا کہ جب تم مدینہ منورہ جاؤ تو مدینے میں اہل بیت میں سب سے زیادہ حاجت مند گھرانے کو ڈھونڈ کر یہ رقم دے دینا۔

جب وہ مدینہ منورہ میں پہنچے تو لوگوں سے دریافت کیا:

''اہل بیت میں سب سے حاجت مند اور فقیر گھرانا کون سا ہے؟ لوگوں نے ایک گھر کے بارے میں بتایا کہ وہ ہماری نظر میں بہت ہی مستحق گھرانا ہے اور وہ ہے بھی اہل بیت میں سے۔''

مسلم بن سعد نے اس گھر کے دروازے پر دستک دی، اندر سے ایک عورت کی آواز آئی: ''تم کون ہو؟''

''مسلم بن سعد! میں بغداد سے آیا ہوں، میرے پاس امانت کے طور پر دس ہزار درہم ہیں، مجھے میرے ماموں نے کہا تھا کہ مدینہ منورہ کے اہل بیت میں سب سے زیادہ حاجت مند اور مستحق گھرانے کو یہ میری امانت دے دینا، میں نے لوگوں سے پوچھا تو لوگوں نے مجھے آپ کا گھر بتایا ہے، لہٰذا یہ رقم میں آپ کے حوالے کرتا ہوں۔'' وہ خاتون کہنے لگی:

''اے اللہ کے بندے! کیا یہ درہم دینے والے نے یہ شرط لگائی تھی کہ سب سے زیادہ محتاج اہل بیت کو یہ رقم دینا تو اصل بات یہ ہے کہ جو ہمارے ہمسائے ہیں وہ ہم سے زیادہ حاجت مند اور محتاج ہیں۔ آپ ایسا کریں یہ درہم ان کو دے دیں وہ ہم سے زیادہ مستحق ہیں۔''

مسلم بن سعد کہتے ہیں:

''جب میں نے ان کے ساتھ والے گھر کے دروازے پر دستک دی تو اندر سے ایک خاتون نے پوچھا! تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟ میں نے اسے ساری بات بتا دی کہ آپ کی ہمسایہ عورت نے تمھارے گھر کے بارے میں بتایا ہے اور کہا ہے کہ یہ گھرانا ہم سے زیادہ حاجت مند اور مستحق ہے۔''

وہ عورت کہنے لگی:

''اے اللہ کے بندے! ہم اور ہمارے ہمسائے نہایت حاجت مند فقیر اور محتاج ہیں تم ایسا کرو کہ اس دس ہزار درہموں کو ہمارے درمیان برابر تقسیم کر دو۔''

(بحوالہ: سنہرے اوراق)

ثوبیہ عنایت اللہ، چونیاں

دارالاندلس ®
کی جانب سے ننھے مجاہدوں کے لیے ترانہ سیریز

① بارود — سلطان المجاہدی — قیمت 25
② یلغار — سلطان المجاہدی — قیمت 15
③ جہاد جاری رہے — سلطان المجاہدی — قیمت 18
④ بغاوت — سلطان المجاہدی — قیمت 20
⑤ شمشیر و سناں — اُم حماد — قیمت 25
⑥ صدائے جہاد — اُم حماد — قیمت 15
⑦ تکبیر — اُم حماد — قیمت 15
⑧ جنگ جاری رہے — اُم حماد — قیمت 16
⑨ میدان لہو مانگیں — اُم حماد — قیمت 20

دارالاندلس مرکز القادسیہ 4۔ لیک روڈ چوبرجی لاہور
Ph:042-7230549
Fax:042-7242639
Mob.0301-4280957

فرضی قصے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

ننھے مجاہد

64 3 ربیع الاول 1428ھ 23 مارچ 2007ء

غیروں کی گواہی

قطرہ قطرہ دریا

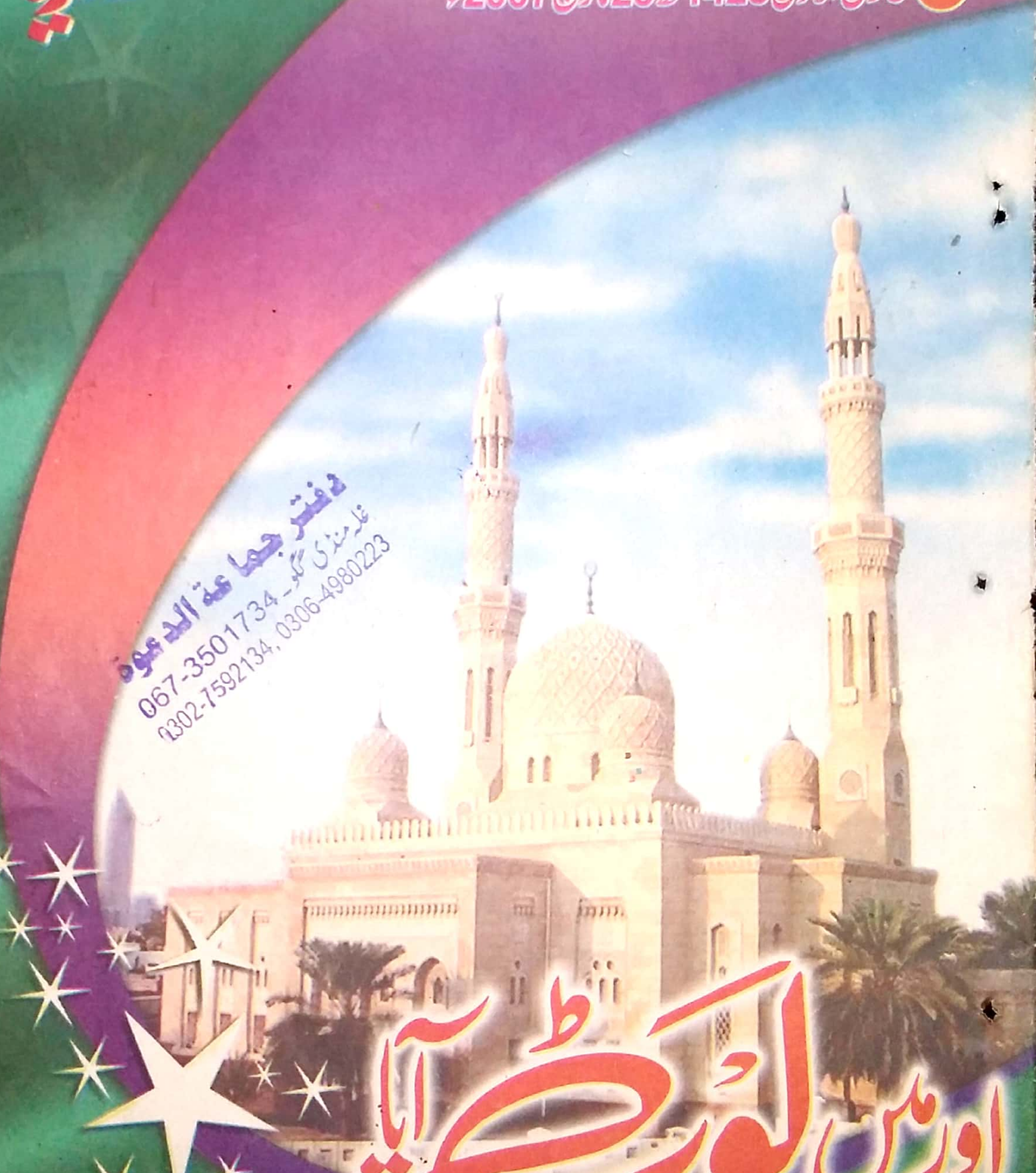

دفتر جماعۃ الدعوہ
غلہ منڈی گگو _ 067-3501734
0302-7592134, 0306-4980223

اور میں لوٹ آیا

زرتعاون 3 روپے

فرمان الٰہی

''اے ایمان والو! اللہ کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو، انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو کچھ شک نہیں کہ اللہ تمھارے سب اعمال سے خبردار ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے...... اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں۔'' (المائدہ)

انتخاب: طارق محمود......قصور

حدیث نبوی

اسلام کی بنیاد

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا، اور زکاۃ ادا کرنا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ بخاری و مسلم

انتخاب طارق نعیم وہاڑی

ربنا

سوتے وقت کی دعا

((اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ))

(بخاری)

''الٰہی! تو مجھے اس دن کے عذاب سے بچا لینا جس دن تو اپنے سب بندوں کو اٹھائے گا۔''

اخت وارث علی......پتوکی

ضروری بات

ننھے مجاہدو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ وقت کتنی تیزی سے گزرتا ہے......؟ ننھے مجاہد کو شروع ہوئے 3 سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے اور میں تقریباً 2 سال بعد دوبارہ آپ سے ہم کلام ہوں۔

مجھے تو یہ کل کی بات معلوم ہوتی ہے کیونکہ 2 سال کا تو پتا ہی نہیں چلا اتنے عرصہ میں ''ننھے مجاہد'' ترقی کی کتنی منازل طے کر چکا ہے اور اب تو ملک بھر میں ''ننھے مجاہد'' صرف ایک میگزین کی شکل میں نہیں بلکہ ایک تنظیم اور جماعت بن چکا ہے۔ گزشتہ سال جب ہم لوگ دیوال ایبٹ آباد کے سالانہ تربیتی دورہ میں تھے تو محترم حافظ صاحب جب حاضری لگانے کے لیے ملک بھر کے مسئولین کو کھڑا کرتے تو ان میں کتنے ''ننھے مجاہد'' بھی کھڑے نظر آئے۔ میرے سمیت کتنے لوگ پہلے تو حیران ہوئے کہ یہ کیوں کھڑے ہو گئے......؟ پھر پتا چلا کہ ملک بھر میں جہاں جماعۃ الدعوۃ کے شعبہ ہائے زندگی میں مسئولین کام کر رہے ہیں وہیں ''ننھے مجاہد'' اب ایک باقاعدہ فورم بن چکا ہے۔ ان ''ننھے مجاہدوں'' کو کھڑا دیکھ کر دل مچل اٹھتا کہ ان ''ننھے مجاہدوں'' کو اللہ تعالیٰ نے چھوٹی عمر میں ہی اتنے بڑے کام یعنی اپنے دین کے غلبہ کے لیے منتخب کر لیا ہے تو جب یہ بڑے ہوں گے تو ان شاء اللہ یہ ساری امت اسلامیہ کی قیادت کریں گے۔ اس سب پر اگلی دفعہ تفصیل سے بات کرنے کی کوشش کریں گے۔

ہاں! یہ بھی بتاتے چلیں کہ یہ شمارہ جس دن آپ کے ہاتھوں میں ہوگا وہ دن جمعہ کا ہوگا اور اس دن 23 مارچ کا تاریخی دن ہوگا...... حکومت پاکستان یہ دن ہر سال مناتی ہے اور اس دن چھٹی ہوتی ہے لیکن کیا آپ کو پتا ہے کہ اس دن کیا ہوا تھا۔ اس روز لاہور میں جہاں آج مینار پاکستان کھڑا ہے پاکستان بنانے کے لیے قرارداد منظور کی گئی تھی اس موقع پر لاکھوں مسلمانوں کا پرجوش اجتماع تھا۔ جو سب ایک ہی نعرہ لگا رہے تھے۔

پاکستان کا مطلب کیا...... لا الہ الا اللہ

جمعہ کے روز اس دن کو 67 سال پورے ہو جائیں گے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان کا مطلب 67 سال بننے کے بعد بھی پورا نہ ہو سکا۔

جماعۃ الدعوۃ نے اس روز پورے ملک میں 23 مارچ 1940 والا جذبہ پیدا کرنے اور پاکستان کا مطلب پورا کرنے کے لیے ''تحفظ نظریہ پاکستان کانفرنسز'' کا اہتمام کیا ہے۔ اس دن لوگوں کو ایک بار پھر بتایا اور سمجھایا جائے گا کہ پاکستان کا مطلب کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے......؟ آپ سب نے اپنے اپنے علاقوں میں نہ صرف ان کانفرنسز میں شرکت کرنی ہے بلکہ اپنے دوستوں، گھر والوں اور پڑوسیوں کو بھی ساتھ لے کر آنا ہے اور ان اجتماعات کو کامیاب بنانا ہے۔

اگلے ہفتے زیادہ باتیں ہوں گی اب اجازت چاہوں گا۔

علی عمران شاہین

انچارج ''ننھے مجاہد'' لاہور

راہ خدا میں ہجرت

''اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا وطن چھوڑا وہ شہید کر دیے گئے یا اپنی موت مر گئے اللہ تعالیٰ انھیں بہترین رزق عطا فرمائے گا اور بے شک اللہ تعالیٰ روزی دینے والوں میں سب سے بہتر ہے۔'' [الحج: ۵۸]

حافظ **خلیل الرحمن**...... بہاولپور

سمندر کی جھاگ جتنے بھی گناہ معاف

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے دن بھر میں سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ'' کہا اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں تو مٹا دیے جاتے ہیں۔ (مسلم)

کلثوم یونس...... راولپنڈی

نیکی اور گناہ

نواس بن سمعان انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا نیکی عادت کا اچھا ہونا ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو اس بات کو ناپسند کرے کے لوگ اس پر اطلاع پائیں۔ مسلم

محمد یوسف جلھڑ گجرات

خط و کتابت کیلئے

ننھے مجاہد ہفت روزہ غزوہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور

فون 7314531 فیکس 042-7117551

ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں

www:jamatdawa.org

E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

غیروں کی گواہی

نائلہ صادق......رائیونڈ

فخرالاسلام جو کتاب ''انیس الاعلام'' کے مؤلف ہیں عیسائیوں کے بلند پایہ عالم تھے۔ وہ ایک مذہبی عیسائی خاندان میں پیدا ہوئے اور انھوں نے اپنی مذہبی تعلیم عیسائی پادریوں اور علماء سے حاصل کی اور ان کے ہاں بڑی عزت و تکریم اور بلند مقام حاصل کیا وہ اپنی اس کتاب کے مقدمے میں اپنے مسلمان ہونے کے عجیب و غریب واقعے کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

''میں مزید اور اعلیٰ قسم کے علم کے حصول کے لیے بڑی زحمتوں، تکلیفوں اور کئی شہروں میں گردش کے بعد ایک عظیم پادری کے پاس پہنچا جو اپنے زہد و تقویٰ میں معروف اور ممتاز تھا۔ کیتھولک فرقے کے بادشاہ اپنے تمام مسائل کے حل کے لیے اسی سے رجوع کرتے تھے میں ایک مدت تک اس سے نصاریٰ کے مختلف مذاہب کی تعلیم حاصل کرتا رہا۔ میرے علاوہ بھی اس کے بہت سے شاگرد تھے لیکن اسے اتفاقاً مجھ سے زیادہ لگاؤ اور پیار تھا۔ اس نے اپنے گھر کی تمام چابیاں میرے حوالے کی ہوئی تھیں، لیکن ایک صندوق کی چابی اس کے اپنے پاس ہوا کرتی تھی۔ اس دوران ایک دفعہ پادری کو بیماری نے آ گھیرا تو اس نے مجھے کہا کہ تمام شاگردوں سے جا کر کہہ دو کہ میں آج درس نہیں دوں گا۔ جب میں پیغام لے کر طالب علموں کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہ سب خوب زور و شور سے بحث مباحثے میں مصروف ہیں یہ بحث سریانی کے ایک لفظ ''فارقلیطا'' اور یونانی زبان کے لفظ ''ہیریکلتوس'' پر ہو رہی تھی ہر ایک کی الگ الگ رائے تھی وہ کافی دیر تک جھگڑتے رہے، لیکن کسی ایک بیان پر کوئی بھی شاگرد متفق نہ ہوا......

میری واپسی پر پادری نے پوچھا آج کس بات پر مباحثہ کرتے رہے ہو تو میں نے لفظ فارقلیط کے اختلاف کے بارے میں بتایا تو وہ یہ سن کر کچھ دیر کے بعد بولا تم نے کس کے قول کو پسند کیا ہے، تو میں نے کہا فلاں مفسر کے قول کو جس نے اس کے معنی ''مختار'' بیان کیے ہیں کو پسند کیا ہے۔

استاد پادری بولا تو نے کوتاہی نہیں کی، لیکن حق اور واقعہ ان تمام اقوال کے خلاف ہے کیونکہ اس کی حقیقت کو راسخون فی العلم (علم میں پختہ) کے علاوہ دوسرے لوگ نہیں جانتے اور ان میں سے بھی بہت کم اس حقیقت اور سچائی سے آشنا ہیں

میں نے ان سے کہا کہ مجھے اس کے اصل معنی بتایئے انھوں نے انکار کر دیا لیکن میرا اصرار بڑھتا گیا۔ آخر میرے بہت زیادہ اسرار پر رونے لگے اور کہنے لگے:

''میں نے آج تک اپنا کوئی علم تم سے نہیں چھپایا لیکن اس نام کے معنی معلوم ہونے کا نتیجہ تمھارا اور میرا قتل ہے، اب اگر تم وعدہ کرو کہ تم یہ کسی کو نہیں بتاؤ گے تو میں تمھیں اس کے اصل معنی بتا دیتا ہوں، میں نے تمام مقدسات مذہبی کی قسم کھا کر کہا کہ اسے فاش نہیں کروں گا، تو اس نے کہا کہ یہ مسلمانوں کے پیغمبر کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کے معنی ''محمد'' اور ''احمد'' کے ہیں۔''

اس کے بعد اس نے مجھے چھوٹے کمرے کی چابی دی اور کہا کہ فلاں صندوق میں سے فلاں فلاں کتاب لے آؤ۔ میں وہ کتابیں لے آیا یہ کتابیں رسول پاک ﷺ کے ظہور سے پہلے کی تھیں اور چمڑے پر لکھیں ہوئی تھیں، دونوں کتابوں میں لفظ ''فارقلیطا'' کا ترجمہ ''احمد'' اور ''محمد'' کیا گیا تھا۔ استاد نے مزید کہا کہ نبی پاک ﷺ کے ظہور سے پہلے لفظ فارقلیط کے معنیمیں کوئی اختلاف نہیں تھا کہ یہ ''احمد ﷺ'' اور ''محمد'' ہیں۔ لیکن محمد ﷺ کے ظہور کے بعد علماء نے اپنے مالی اور مادی فوائد کی بقا کے لیے یہ معنی گھڑ لیے حالانکہ وہ معنی یقیناً صاحب انجیل کی مراد نہیں اس جملے کا اس نے تین بار تکرار کیا۔

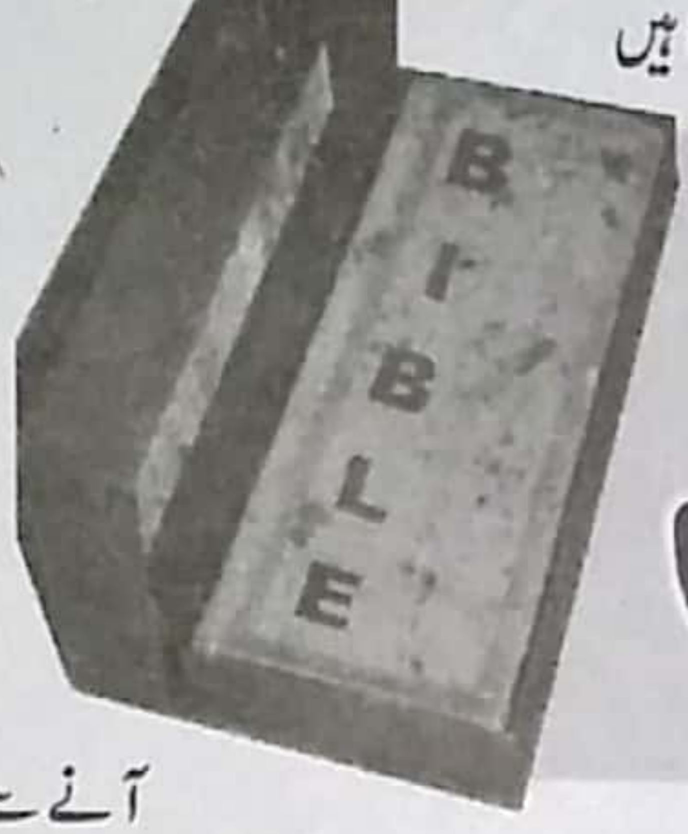

میں نے سوال کیا:

دین نصاریٰ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

پادری بولا:

'' دین اسلام کے آنے سے منسوخ ہوگیا۔''

پھر میں نے سوال کیا:

''اس زمانے میں طریق نجات اور صراط مستقیم کونسا ہے؟''

پادری بولا:

''طریق نجات اور صراط مستقیم رسول پاک (ﷺ) کی پیروی اور اتباع پر منحصر ہے۔''

میں نے کہا کیا اس کی پیروی کرنے والے اہل نجات ہیں؟

''اس نے کہا ہاں اللہ کی قسم! اور پھر تین مرتبہ قسم کھائی۔''

یہ کہہ کر پادری رونے لگا اور پھر میں بھی رونے لگا، گریہ زاری کرتے ہوئے پادری نے مجھ سے کہا:

''اگر آخرت میں نجات چاہتے ہو تو دین حق قبول کر لو...... میں ہمیشہ تمھاری کامیابی کی دعا کروں گا، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ قیامت والے دن تم اللہ کے حضور یہ گواہی دو کہ میں باطن میں مسلمان اور محمد ﷺ کا پیروکار ہوں۔'' (تفسیر نمونہ: جلد اول)

اقوال زریں

❀ کوئی شخص اپنے ہاتھ کی کمائی ہوئی روزی سے بڑھ کر اچھی روزی نہیں کھاتا۔

❀ جو شخص اپنا راز پوشیدہ رکھتا ہے وہ گویا اپنی سلامتی کو اپنے قبضے میں رکھتا ہے۔

❀ علم پیغمبروں کی میراث ہے اور مال کفار فرعون اور قارون وغیرہ کی۔

❀ حقیر سے حقیر پیشہ اختیار کرنا ہاتھ پھیلانے سے بدرجہا بہتر ہے۔

❀ جو لوگ تجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں ان سے حاصل کرو اور جو نادان ہیں ان کو اپنا علم سکھاؤ۔

❀ بادشاہ کو وہی شخص نصیحت کر سکتا ہے جس کو سر کا خوف ہو نہ زر کی تمنا۔

اخت ابو محمد جھنگوی، فرزانہ سحر......بھوانہ، جھنگ

دو چہرے

''قیامت کے دن انسانی چہروں کی حالتیں ایسی ہوں گی کہ مجرم وہاں اپنے چہروں سے پہچان لیے جائیں گے اور انھیں پیشانی کے بال اور پاؤں سے پکڑ پکڑ کر گھسیٹا جائے گا۔'' (الرحمن : ۴۱)

'' کچھ چہرے اس روز دمک رہے ہوں گے ہشاش بشاش اور خوش و خرم ہوں گے اور کچھ چہروں پر اس روز خاک اڑ رہی ہو گی اور سیاہی چھائی ہوئی ہو گی یہی کافر و فاجر لوگ ہوں گے۔'' (عبس : ۳۷، ۴۲)

''اس روز کچھ چہرے تر و تازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے اور سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ برتاؤ ہونے والا ہے۔'' (القیامۃ:۲۳)

''جن لوگوں نے بھلائی کا طریقہ اختیار کیا ان کے لیے بھلائی ہے اور مزید فضل ان کے چہروں پر اس روز روسیاہی اور ذلت نہ چھائے گی وہ جنت کے مستحق ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اور جن لوگوں نے برائیاں کمائی ہیں ان کی برائی جیسی ہے ویسا ہی بدلہ وہ پائیں گے ذلت ان پر مسلط ہوگی، کوئی ان کو بچانے والا نہ ہو گا، ان کے چہروں پر ایسی تاریکی چھائی ہوئی ہو گی جیسے رات کے سیاہ پردے ان پر پڑے ہوئے ہوں اور وہ دوزخ کے مستحق ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔'' (یونس:۲۶، ۲۷)

اس لیے ننھے مجاہدو! ہمیں چاہیے کہ ہم نیک عمل کریں اور اللہ کے غضب سے بچیں اور اس دن سے پہلے اپنے آپ کو تیار کر لیں جس دن انسان کا مقدر یا تو جنت کے باغ ہوں گے یا پھر جہنم کی آگ ہوگی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہنم کی آگ سے بچائے۔ (آمین)

قراۃ العین، ام حبیبہ......چکوال

سعد آبدوز

پیارے ساتھیو! ''ننھے مجاہد'' کا شمارہ نمبر 17 آپ کو ''سمندری بھوت'' سے ملاقات کروا چکا ہے، سمندری بھوت......!!؟ ارے بھئی! اس میں حیرت کی کون سی بات ہے؟...... یہ کسی سمندری بلا کا نام تھوڑی ہے؟......اس سے مراد تو ''آبدوز'' ہے ''آبدوز'' اور آج ہم آپ کو بتائیں گے '' سعد (آگسٹا) آبدوز'' کے بارے میں چند خاص باتیں۔

سمندروں کے دفاع اور جنگ کے لیے ویسے تو ہوائی جہاز، بحری جہاز اور موٹر بوٹس بھی استعمال ہوتی ہیں لیکن آبدوز ایک ایسی مشین (کشتی یا جہاز) ہے جو سطح سمندر کے علاوہ سمندر کی تہوں میں بھی مہینوں سفر کر سکتی ہے۔ یہ گولیاں اور میزائل فائر کرنے کی صلاحیت بھی رکھتی ہے۔ موجودہ دور میں تو ایٹمی آبدوزیں تک معرض وجود میں آ چکی ہیں۔ آبدوزیں ایسے پر خطر راستوں سے گزر سکتی ہیں جہاں بحری جہازوں اور موٹر بوٹس کی رسائی ممکن نہیں ہوتی۔

بحر ہند میں چونکہ امریکہ، برطانیہ، فرانس، چین اور انڈیا کی آبدوزیں موجود تھیں۔ اس لیے پاکستانی بحریہ نے بھی آبدوزیں تیار کیں اور اس علاقے کے دفاع کے لیے اپنی صلاحیتوں کو مزید بہتر بنایا۔ ۱۹۹۶ء میں پاکستان نے فرانس کے ساتھ چند دفاعی معاہدوں پر دستخط کیے۔ ان معاہدوں میں سے ایک ''آگسٹا آبدوزوں کی کمرشل تیاری'' کا معاہدہ تھا۔ یہ آبدوز بہت سی صلاحتیں رکھتی ہے، مثلاً:

۱۔ کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم
۲۔ ایس، ایم ۳۹ میزائل
۳۔ زمین دوز ریڈار (زیر زمین ریڈار)
۴۔ جدید ترین الیکٹرانک سسٹم
۵۔ جدید ترین فیول سسٹم

آگسٹا B-90 کی لمبائی 76 میٹر ہے۔ اس میں دنیا کا جدید ترین مزائل سسٹم اور جنگ میں مستعمل ہتھیاروں کے لیے کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم موجود ہے۔

اس کے علاوہ Subtics Processing (signal system) بھی اس آبدوز کا خاصہ ہے۔ یہ تقریباً 165 کلوگرام مادہ والا میزائل 50 کلومیٹر تک بہترین مار کر سکتی ہے۔ اس کا انجن 3600 ہارس پاور اور 2200 کلوواٹ انرجی کا ہے۔

اس آبدوز کی پاک بحریہ میں شمولیت سے نہ صرف خطے میں طاقت کا توازن برقرار رکھنے میں مدد ملی ہے بلکہ بھارتی بحریہ کی عسکری قوت کا غرور بھی خاک میں مل چکا ہے۔ اس کی شمولیت نے دشمن کی نیندیں اڑا دی ہیں۔ پاکستانی نیوی کی اس قابل فخر آبدوز کا نام ایک صحابی رسول ﷺ کے نام پر رکھا گیا ہے جو فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں اللہ کرے ''سعد آبدوز'' بھی سعد رضی اللہ عنہ کی طرح اسلام کی محافظ بن جائے۔ (آمین)

تلخیص و ترتیب: ابوسعد ...... شاہ پور

[مجلة الدعوة ستمبر 2002ء ص 37]

گلدستہ احادیث رسول ﷺ

- ☆ اے عورتو! تمھارا جہاد حج ہے۔ (مسلم)
- ☆ تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ (بخاری)
- ☆ قیامت کے نزدیک قتل کثرت سے ہوں گے۔ (بخاری)
- ☆ قیامت کے نزدیک زلزلے کثرت سے آئیں گے۔ (بخاری)
- ☆ اسلام سکڑ کر دو مسجدوں میں چلا جائے گا۔ (مسجد حرام، مسجد نبوی ﷺ)...... (مسلم)
- ☆ رشتہ توڑنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری)
- ☆ مومن کو گالی دینا گناہ اور قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری)
- ☆ ظلم آخرت میں تاریکیوں کا سبب ہے۔ (مسلم)
- ☆ کلونجی ہر بیماری کی دوا ہے سوائے موت کے۔ (بخاری)

محمد نوید خان...... احسان پور

مسکراہٹیں

ایک دفعہ امام شافعی رحمہ اللہ کے پاس ایک آدمی آیا اور پوچھنے لگا کہ حضرت! اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس کتنا اختیار رکھا ہے اور انسان کو کتنا اختیار دیا ہے تو امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

''اے بندے! اپنی ایک ٹانگ کو اٹھا اس نے اپنی پہلی ٹانگ اٹھالی اور پھر فرمایا کہ اب دوسری ٹانگ کو بھی اٹھاؤ، امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اتنا اختیار اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے اور اتنا بندے (انسان) کو دیا ہے۔''

حافظ محمد حامد محمود، محمد متین عارف...... رحیم یار خان

ایک دن ہماری ٹیچر نے ون کلاس سے کہا کہ جتنے بچے سات سال کے ہیں وہ کم از کم ایک نماز ضرور پڑھا کریں بہتر یہ ہے کہ فجر کی پڑھیں تا کہ آپ کے دن کا آغاز نماز سے ہو...... دوسرے دن ٹیچر نے پوچھا کہ جو بچے فجر کی نماز پڑھ کر آئے ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔ ایک بچے کے علاوہ سب کے ہاتھ کھڑے تھے۔ اس سے نہ پڑھنے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا:

''ٹیچر جی! میں پڑھنے کے لیے اٹھا تو میری نانی کہنے لگی۔

''ناں! پتر باہر پالا اے رضائی وچ وڑ جا''

(نہ بیٹا باہر سردی ہے رضائی میں گھس جاؤ)

نازیہ انجم...... ساہیوال

احوال الاطفال

محمد الیاس حامد

عراق جنگ کے میں امریکہ اور اس کے اتحادی اب تک ہزاروں ٹن وزنی بم اور میزائل استعمال کر چکے ہیں۔ یہ بم اور میزائل جس قسم کے زبردست دھماکے کرتے اور تباہی پھیلاتے ہیں۔ ان سے بچے تو بچے بڑے بھی گھبرا جاتے ہیں۔ امدادی تنظیموں کا کہنا ہے کہ یہ بمباری عراق کے لوگوں خاص کر بچوں پر بڑے بُرے اثرات مرتب کر رہی ہے۔ صحت کی عالمی تنظیم ڈبلیو ایچ او کی فریلہ شعیب نے اپنی تنظیم کی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بغداد میں شدید بمباری جاری ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں کی آبادی، خاص کر بچوں اور دیگر کمزور لوگوں پر شدید برے اثرات پڑ رہے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ بمباری امدادی کارکنوں کے ان لوگوں کے پاس پہنچنے میں آڑے آ رہی ہے جنہیں فوری طبی امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔

بچوں سے جب پوچھا گیا کہ وہ مزید کیا چاہتے ہیں، تو انہوں نے بمباری رکوانے کی درخواست کی۔ بمباری سے زخمی ہونے والے خوفزدہ بچوں کی تصاویر پہلے ہی بین الاقوامی ٹی وی جنگ سے متاثر فیملی چینلز پر نشر کی جا چکی ہیں۔ انہیں بظاہر معلوم نہیں کہ ان کے ساتھ کیا اور کیوں ہو رہا ہے۔ امدادی تنظیموں کا کہنا ہے کہ بغداد، بصرہ، نجف اور کربلا کے شہروں میں بسنے والے تقریباً پانچ لاکھ جنگ کے فوراً بعد نفسیاتی مدد کے طلب گار ہونگے۔

البتہ ان بدقسمت بچوں کی مشکل کب آسان ہوگی اس کا انحصار جنگ بندی پر ہے اور یہ کب ہوگی فی الوقت اس کی کوئی تاریخ دینے کیلئے خود امریکی بھی زیادہ پر اعتماد نظر نہیں آتے۔ ان پر یہ جنگ اس ملک نے مسلط کی ہے جو پوری دنیا میں امن اور انصاف کا دعویدار ہے اور دنیا کو پرامن کرنے کیلئے پوری دنیا کی قیادت کر رہا ہے لیکن ان معصوم اور بے گناہ بچوں پر اس امن کے ٹھیکیدار نے رات دن قیامت برپا کر رکھی ہے عراقی ننھے بچوں کے خون سے اس کے ہاتھ رنگیں ہیں اقوام متحدہ سمیت پوری دنیا صرف خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

معصوم جانیں:

اقوام متحدہ کے پروگرام برائے خوراک کے سربراہ کے مطابق 18 ہزار بچے روزانہ بھوک اور غذائیت سے مر رہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ اس وقت یہ دنیا کا سنگین ترین سانحہ ہے۔ جیمز مورس نے جو اپریل میں اس پروگرام کی سربراہی سے سبکدوش ہو رہے ہیں کہا ہے کہ دنیا میں غربت کے چکر کو روکنے کا سب سے طاقتور طریقہ یہ ہے کہ بھوک سے نمٹنے کے مسائل اقدامات کیے جائیں۔

انہوں نے بتایا کہ اس وقت دنیا میں کم غذائیت کا نشانہ بننے والے بچوں کی سے سب بڑی تعداد کا تعلق انڈیا سے ہے اور یہ تعداد ایک سو ملین سے بھی زائد ہے۔ جیمز مورس کے مطابق اس کے بعد جس ملک کا نام آتا ہے وہ چین ہے جہاں ایسے بچوں کی تعداد چالیس ملین ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ دونوں ملک اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے نمایاں پیش رفت کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ابھی بہت کچھ اور کرنے کی ضرورت ہے۔

یہ اقوام متحدہ کہ جس کا ایک ادارہ یونسیف کے نام پر بچوں کے حقوق کی ذمہ داریاں ادا کر رہا ہے۔ اور انہیں سوائے رپورٹیں اور اپنے تبصرے پیش کرنے کے سوا کوئی کام نہیں اور صرف غیر مسلم بچوں کے حقوق اور مسائل کا خیال ہے مسلم ممالک کہ جہاں کافر طاقتیں جنگ کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں اور وہاں بچوں کے حقوق کی سخت خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ آئے روز سینکڑوں کی تعداد میں بچے شہید ہو رہے ہیں۔ ہزاروں زخمی ہو رہے ہیں لیکن ان بچوں کو حقوق دلانے اور انہیں غاصب اور ظالم طاقتوں سے آزاد کرنے کیلئے اس کا کوئی کردار نہیں اور نہ ہی اس کے وسائل بروئے کار آتے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے دنیا بھر کے غیر مسلم ہی صرف انسانی حقوق کے حقدار ہیں اس طرح صرف غیر مسلم بچوں کو ہی، صحت، آزادی، اور بنیادی سہولتوں کا حق ہے یہی بات اس تنظیم کے کردار سے واضح ہو رہی ہے۔ اور اس سے ان کی اسلام دشمنی اور نام نہاد انسانی ہمدردی بھی عیاں ہے۔

ویڈیو گیم کا بچوں پر منفی اثر:

گزشتہ ہفتے ایک دستاویزی ویڈیو جاری ہوئی جس کا مشہور مکالمہ تھا: ''سب سے اہم بات یہ ہے کہ موج کرو۔'' اس کا موضوع ہائی سکول کے طالب علموں کا قتل عام تھا۔ مذکورہ مکالمہ اس فلم میں قتل عام کا منصوبہ بنانے والے لڑکے کی زبان سے ادا ہوتا تھا۔ اسی ویڈیو کے آغاز سے ہی انداز ہوتا ہے کہ بچوں کے ذہنوں پر قتل وغارت کے اثرات پڑیں گے۔ اس ویڈیو میں بچوں کو انٹرنیٹ پر پستول خریدتے اور ایسی گیم کھیلتے دکھایا گیا ہے جس

میں لوگوں پر فائرنگ کر رہے تھے۔ حقیقت میں اس ویڈیو کا مقصد ایسی معاشی برائیوں کی طرف اشارہ تھا جو بچوں کو متاثر کر سکتی ہیں، ٹیلی ویژن پر تشدد آمیز مناظر اور کارروائیاں، پر تشدد، ویڈیو گیمز سے بھی بچوں کے معصوم ذہنوں پر برا اثر پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ بچوں کے لیے انٹرنیٹ پر پستول خریدنے کی سہولت بھی موجود ہے۔ اس ویڈیو کے ہدایت کار فان سانٹ نے بذات خود بھی ایسی گیمز کھیلیں جس کا اس کے ذہن پر بھی اثر ہوا بچوں کو تو بالاولیٰ تشدد اور مار دھاڑ پر ابھاریں گی اور ایسی ویڈیو گیمز کا اثر نہ صرف مار دھاڑ پر ابھارتا ہے بلکہ بعض گیم اخلاقی بے راہ روی کا بھی باعث بنتی ہیں۔ اس سے وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور بچوں کی تعلیم کا حرج بھی جب کہ جسمانی طور پر ورزش اور اچھل کود صحت کے لیے مفید ہے جوان گیموں کے کھیلنے سے رہ جاتی ہے۔

جنگ اور بچوں کے نفسیاتی مسائل

جنگ سے لاکھوں لوگوں کے بے گھر ہونے کا خدشہ ہے۔

بین الاقوامی امدادی تنظیمیں عراق میں جاری جنگ سے بگڑتے ہوئے انسانی بحران پر تشویش کا اظہار کر رہی ہیں۔ ان تنظیموں کا کہنا ہے کہ دیگر سنجیدہ مسائل کے علاوہ انہیں خدشہ ہے کہ جنگ کے بعد عراق میں تقریباً پانچ لاکھ بچوں کو نفسیاتی علاج کی ضرورت پڑے گی۔

سالگرہ کیا ہے؟

حفصہ افضال...... گجرات

ہزاروں لوگوں کے جلوس میں، دومنزلہ کیک کے سامنے کھڑے، موم بتیوں کو پھونکیں مارتے ہوئے، تالیوں اور "Happy birthday to You" کے بے ہنگم شور میں کیا ہم نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت بھی گوارا کی ہے کہ درحقیقت سالگرہ ہے کیا؟ اور اس کا پس منظر کیا ہے؟

سال میں "صرف ایک مرتبہ" صبح سویرے اٹھتے ہی والدین سے گالوں پر شفیق بوسوں کے تحائف قبول کرتے ہوئے اور بہن بھائیوں کو "Happy birthday to You" کا راگ الاپتے دیکھ کر کیا آپ نے کبھی ان سے یہ پوچھنے کی زحمت بھی گوارا کی ہے کہ کبھی ام کلثوم ﷞ نے فاطمۃ الزہرا ﷞ کو "Happy birthday to You" کیوں نہ کہا؟ نبی پاک ﷺ نے فاطمۃ الزہراء ﷞ کو اس "اہم دن" پر بوسہ رسید کر کے "May you Live Long!" جیسے لفاظ کیوں نہ ادا کیے حضور اکرم ﷺ کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھنے والے صحابہ کرام ﷢ نے کبھی ان کا "جنم دن" کیوں نہ منایا۔

نہیں...... کبھی بھی نہیں...... ان سوالات کو زبان دینے کی بات تو بہت دور کی ہے، ہم نے تو کبھی انھیں سوچا تک نہیں...... روشن خیال اور لبرل معاشرے کے زیر سایہ پروان چڑھنے والی New Generation کے پاس آخر ان باتوں کو سوچنے کا وقت ہی کہاں بچتا ہے......؟

قیمتی مالیت کا لباس زیب تن کیے اور ہزاروں لوگوں سے بیش قیمت تحائف وصول کرتے ہوئے اپنی "سالگرہ" کا دن سال کا اہم ترین دن تصور کیا جاتا ہے اور ہر طرح سے نفع بخش دکھائی دیتا ہے جس کا تصور نہ ہی تو ہمیں قرآن دیتا ہے اور نہ ہی حدیث کی کتب حتیٰ کہ صحابہ کرام ﷢ تابعین، تبع تابعین کی زندگیوں سے بھی اس "اہم دن" کو منانے کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

سالگرہ کے لفظی مطلب پر اگر غور کیا جائے تو اس کے معنی جاننے میں ہمیں کسی قسم کی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا سالگرہ کا لفظ دراصل دو الفاظ کے مجموعے سے مل کر بنا ہے "سال" اور "گرہ" یعنی کہ ہماری "فانی زندگی" کا مزید ایک سال کم ہو جاتا ہے، لہٰذا کہا جاتا ہے کہ مزید ایک سال کو گرہ لگ گئی ہے اور یونہی گرہیں لگتے لگتے ایک دن ہماری زندگی کی ڈور ختم ہو جائے گی۔ بجائے اس کہ ہم اس دن سخت پریشان و مضطرب ہوں، سابقہ سال کے گناہوں پر رب العزت سے پشیمان ہوں اپنی بخشش کی دعائیں کریں۔ ہم اس دن کو نہایت جوش و خروش سے مناتے ہوئے اپنی زندگی کے نئے سال کی شروعات ہی خرافات سے کرتے ہیں۔

اکثر لوگوں کو یہ کہتے ہوئے بھی سنا ہے کہ ہم سالگرہ تو نہیں مناتے صرف بچوں کو خوش کرنے کے لیے گھر پر "چھوٹا سا کیک" منگوا کر کاٹ لیتے ہیں اور ساتھ ایک آدھ گفٹ دے دیتے ہیں اب ان عقل کے اندھوں کو کون سمجھائے کہ جس چیز کی کثیر تعداد حرام ہے اس کی قلیل تعداد بھی حرام ہے اور ان کا تو یہی حال ہے کہ

دل بہلانے کو غالب
یہ خیال اچھا ہے

اگر بچوں کی خوشی ہی مقصود ہے تو سال میں کسی بھی دن انھیں ایک عدد کیک منگوا کر دے دیا کریں اور کبھی کبھار تحائف بھی دے دیا کریں...... بچے اس میں ہی خوش ہو جایا کریں گے کیونکہ اکثر بچوں کو یہ بھی کہتے سنا ہے کہ سال میں ایک ہی دفعہ تو کیک کھانا نصیب ہوتا ہے۔ (سالگرہ کے دن)

اس کے علاوہ بعض لوگ برادری کا رونا روتے ہیں کہ کیا کریں اگر ان تقریبات کا بائیکاٹ کریں تو خاندان والے تو ہمارا جینا دوبھر کر دیں اور وہ نادان لوگ خاندان والوں سے تعلقات استوار کرتے کرتے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے قطع تعلق کر لیتے ہیں...... انھیں اسلام سے کٹنا تو گوارا ہوتا ہے لیکن خاندان کو چھوڑنا قطعاً گوارا نہیں کرتے۔

خوشیاں منانے کے لیے کیا ہمارے اپنے تہوار (عید الفطر، عید الاضحیٰ) کم ہیں جو ہم غیر مسلموں کے تہواروں کے پیچھے اندھا دھند بھاگتے ہیں۔

اب آیئے! اس کے پس منظر پر غور کرتے ہیں، سالگرہ کی ابتدا انیسویں صدی کے اوائل میں ہوئی جب سکاٹ لینڈ کے جزیرے "اینا ڈین" پر برٹش رائل نیوی کے جہاز گردش کرتے تھے وہ لوگ سمندروں میں رہ رہ کر تنگ آ چکے تھے، چونکہ سب ہی کرسچن تھے، چنانچہ انھوں نے سوچا کہ کیوں نہ جہاز کے اندر ہی تفریح طبع کا سامان ڈھونڈا جائے۔ چنانچہ انھوں نے کرسمس اور ایسٹر جیسے تہواروں کو منانا شروع کر دیا اس دن جہاز کو خوب سجایا جاتا اور ایک دوسرے کو شراب کے چھلکتے ساغر پیش کیے جاتے آہستہ آہستہ مزید سامان تفریح حاصل کرنے کے لیے انھوں نے ایک دوسرے کے Birthdays کو بھی Celebrate کرنا شروع کر دیا۔ تاریخ پیدائش کے دن صبح ہی صبح تمام افراد ملکر متعلقہ فرد کو Happy birthday to you کہتے اور پھر تحائف پیش کرتے رفتہ رفتہ یہ رسم پورے یورپ میں پھیل گئی۔ بعد ازاں! اسلام میں موجود "نقالی سوسائٹی" نے بھی اسے اپنا لیا اور اب یہ رسم مسلم معاشرے کی گھٹی میں رچ بس گئی ہے بچوں کو کچی عمروں سے ہی اس رسم بد کی ترغیب دی جاتی ہے ایک ایسی رسم جس کا اسلام سے دور دور تک کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے۔

ظاہری طور پر جو چھری دومنزلہ کیک پر چلائی جاتی ہے وہ دراصل اسلامی اقدار پر چلائی جا رہی ہوتی ہے اور ہزاروں تالیوں کی گونج میں اس زخمی اقدار کی سسکیوں کا شور بھی پنہاں ہوتا ہے۔

اب جبکہ ہم اس کی اصلیت سے آگاہی حاصل کر چکے ہیں تو یہ مجھ اور آپ پر منحصر ہے کہ ہم اس رسم بد کا مکمل بائیکاٹ کرتے ہیں یا پھر دوست احباب کو گریٹنگ کارڈز اور تحائف پیش کر کے اس محفل کی رونق کو دوبالا کرتے ہیں فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہمارے پاس موجود ہے لیکن اس سے پہلے ایک بات یاد رکھیے گا کہ میرا اور آپ کا رب ہم پر مسلسل نگاہ رکھے ہوئے ہے...... اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہے۔" (ابوداؤد: ۴۰۳۱)

فتویٰ ہے شیخ کا......!

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں؟
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر
تیغ و تفنگ دست مسلماں میں ہے کہاں؟
ہو بھی تو دل ہے موت کی لذت سے بے خبر
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اسے کہ مسلماں کی موت مر
تعلیم اس کو چاہیے ترک جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجہ خونیں سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کرم!
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر؟

انتخاب: نادیہ حمید خان...... بہاولپور

مومن اور موہن

طاہرہ جبیں بنت رسول بخش......راجن پور

کیپٹن سریش اپنے بیٹے موہن کے کمرے سے اس کی چیخوں کی آواز سن کر تیزی سے اندر داخل ہوا اس نے دیکھا کہ موہن میز پر کھڑا کانپ رہا ہے ایسے میں ایک چوہا تیزی سے بستر سے نکل کر دروازے کی طرف بھاگا کیپٹن جلدی سے ایک طرف ہٹ گیا اور وہ کمرے سے نکل گیا اب اس نے موہن کی طرف دیکھا جو ابھی تک بید کی چھڑی کی طرح کانپ رہا تھا، تم......تم ایک چوہے سے ڈر کر کانپ رہے ہو...... حیرت ہے ایک فوجی افسر کا بیٹا اس قدر بزدل ہو کمال ہے ایک تم ہو اور ایک وہ تھا...... کیپٹن سریش نے غصے سے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔ سریش کچھ دنوں پہلے ہی کشمیر سے ڈیوٹی ختم کر کے اپنے گھر لوٹا تھا۔ وہ خود کو بہت خوش قسمت خیال کرتا تھا جو صرف چھ ماہ بعد ہی واپس آ گیا تھا ورنہ کشمیر میں موجود فوجیوں کو جلد واپس نہیں بلایا جاتا۔ کشمیر میں ڈیوٹی دینے والے فوجی یا تو مجاہدین کی گولیوں کا نشانہ بن جاتے یا پھر زخمی ہو کر واپس آتے ہیں۔ کیپٹن سریش اپنے بیٹے سے بے حد محبت کرتا تھا۔ اسے کشمیر سے اس کی محبت ہی کھینچ کر لائی تھی جب وہ ائیر پورٹ پر اس سے ملا تو اس نے اپنے بیٹے کے ساتھ چھٹیاں گزارنے کا پروگرام ترتیب دے دیا۔

آج تک اس نے موہن کو کچھ نہیں کہا تھا لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ اس نے موہن کو سخت ڈانٹ پلائی تھی۔ باپ کی ڈانٹ سن کر موہن رونے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آج ابو نے اتنی چھوٹی سی بات پر کیوں ڈانٹ دیا اور انھوں نے یہ کیوں کہا تھا کہ ایک وہ تھا اور ایک تم ہو آخر یہ ''وہ'' کون تھا۔

وہ کس کی بات کر رہے تھے۔ موہن کی امی کو پتا چلا تو اس نے اپنے بیٹے کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ آخر آپ نے بلاوجہ موہن کو کیوں رلا دیا اتنی سی تو بات تھی یہ اتنی سی بات نہیں ہے میری جگہ تم ہوتی تو تمھیں بھی اتنا غصہ آتا جتنا مجھے آ رہا ہے، کیپٹن سریش نے تلملا کر کہا آخر ہمیں بھی تو پتا چلے کہ اس ننھے بچے سے کونسا جرم سرزد ہو گیا ہے، جو آپ ابھی تک اس قدر ناراض ہو رہے ہیں...... امی نے پوچھا، سریش کہنے لگا، اگر تم سننا چاہتی ہو تو سنو:

''کشمیر کے علاقے بانڈی پورہ میں میں ڈیوٹی کر رہا تھا کہ ایک مخبر نے اطلاع دی کہ دس سالہ ایک کشمیری بچہ بہت سا کھانا لے کر جنگل کی طرف جاتا ہے اور جنگل کے پاس جا کر غائب ہو جاتا ہے ہم نے اس مخبر سے کہا کہ وہ اس کا پیچھا کرے کہ آخر وہ کہاں جاتا ہے، اس نے ایسا ہی کیا لیکن وہ بچہ جنگل کے پاس جا کر غائب ہو جاتا تھا...... مخبر نہ جان سکا کہ وہ لڑکا کہاں جاتا ہے۔ ایک دن ہم نے اس لڑکے کو گرفتار کر لیا اس کا نام مومن تھا ہم نے پوچھا کہ وہ کھانا لے کر مجاہدین کے ہاں جاتا ہے ہم نے اس سے مجاہدین کے ٹھکانے کے بارے میں جاننے کے لیے اس پر تشدد کیا ہر طرح کے حربے آزمائے لیکن اس نے ایک لفظ بھی بتانا گوارا نہیں کیا اسے الٹا لٹکایا گیا...... ڈنڈوں سے اس کے پیروں تلے ضربیں لگائی گئیں...... سگریٹ سے اس کے جسم کو داغا گیا...... تاہم اس کے منہ سے سوائے چیخوں کے اور کچھ نہیں نکلا۔ تنگ آ کر میں نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس کے کمرے میں آٹھ دس چوہے چھوڑ دو۔ اصل میں ہمارے پاس کچھ خطرناک قسم کے چوہے تھے، جنھیں ہم آخری حربے کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ یہ چوہے جب قیدی کے جسم کو نوچتے تو قیدی سب کچھ فر فر بتانے لگ جاتے۔ چنانچہ اس لڑکے کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا گیا۔ اس کے کمرے میں چوہے چھوڑ کر ہم مطمئن تھے کہ اب وہ مجاہدین کے ٹھکانے کا بتا دے گا۔ لیکن اس وقت ہمیں شدید حیرت ہوئی جب کافی دیر گزرنے کے بعد اس کے چیخنے چلانے کی کوئی آواز سنائی نہیں دی۔ میں نے حیرت کے عالم میں کمرے کا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ سات چوہے مرے پڑے ہیں جبکہ ایک چوہا کونے میں کھڑا اس طرح کانپ رہا تھا۔ جیسے موہن چوہے کو دیکھ کر کانپ رہا تھا۔ سریش یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گیا اور غصے بھری نگاہوں سے موہن کو دیکھنے لگا مارے شرم کے اس نے نظریں جھکالیں۔

کیپٹن سریش دوبارہ کہنے لگا، مومن اس چوہے کی دم پکڑ کر دیوار میں مارتا کبھی اپنی ٹانگ مارتا تھا...... یہ منظر دیکھ کر میں دھک سے رہ گیا میرے پاس قوت طاقت سب کچھ تھا لیکن اس کے باوجود میں اس چھوٹے سے بہادر بچے سے شکست کھا گیا تھا اور پھر اسے مار کر بھی میں اپنی شکست کو فتح میں نہ بدل سکا تم نے اس بہادر بچے کو مار دیا...... ایسا کیوں کیا، موہن کی امی نے قریباً چیخ کر کہا۔ موہن نے پوچھا ابو آپ نے اسے کیوں مارا...... اس لیے کہ میری ڈیوٹی میں شامل تھا، کیپٹن سریش نے کہا اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ پھر اس کی جھکی ہوئی نظریں اٹھیں اور کہنے لگا، موہن کو چوہے سے ڈرتا ہوا دیکھ کر میں سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ ہمارے بچے بزدل اور کمزور ہیں اور مسلمانوں کے بچے اتنے دلیر اور بہادر ہوتے ہیں۔ ہم ان پر گولیاں چلاتے ہیں لیکن پھر بھی ان کے جذبہ جرأت اور شوق شہادت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ہم انھیں تشدد کا نشانہ بناتے ہیں اور پھر ان کو عبرت دلانے کے لیے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیتے ہیں، لیکن اس سے ان کے ایمان و یقین میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ کتنا فرق ہے، ہمارے اور ان کے بچوں میں...... مومن اور موہن کی عمروں میں کوئی خاص فرق نہیں پھر وہ کونسی چیز ہے جو ان کے جذبے میں اور زیادہ اضافہ کر دیتی ہے۔

آخر کیا فرق ہے مومنوں اور موہنوں میں...... سریش کہتا چلا گیا...... موہن ایک دم بولا کہ مومن اور موہن میں فرق ہے جو بظاہر معمولی سا لیکن حقیقت میں بہت زیادہ ہے، مومن کے درمیان میں ''م'' آتا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے ''مسلمان'' جبکہ موہن کے درمیان میں ''ہ'' آتا ہے جس سے مراد ''ہندو'' بس یہی فرق ہے جس کی وجہ سے میں چوہے سے ڈرتا ہوں اور آپ ان سے ڈرتے ہیں...... موہن بات کہہ کر خاموش ہو گیا۔ سریش نے سر اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھا اس کا بیٹا بہت بڑی بات کہہ گیا تھا اور پھر اس کا سر جھکتا چلا گیا......

تھوڑا تھوڑا مل کر بہت ہو جاتا ہے

بنایا ہے چڑیوں نے جو گھونسلا — سو ایک ایک تنکا اکٹھا کیا
گیا ایک ہی بار سورج نہ ڈوب — مگر رفتہ رفتہ ہوا ہے غروب
قدم ہی قدم طے ہوا سفر — گئیں لحظہ لحظہ میں عمریں گزر
برستا جو مینہ موسلا دھار ہے — سو یہ ننھی بوندوں کی بوچھاڑ ہے
درختوں کے جھنڈ اور جنگل گھنے — یوں ہی پتے پتے سے مل کر بنے
ہوئے ریشہ ریشہ سے بن اور جھاڑ — بنا زرہ زرہ سے مل کر پہاڑ
لگا دانے دانے سے غلے کا ڈھیر — پڑا لمحہ لمحہ سے برسوں کا پھیر
لکھا لکھنے والے نے ایک ایک حرف — ہوئیں گڈیاں کتنی کاغذ کی صرف
ہوئی لکھتے لکھتے مرتب کتاب — اس پر ہر ایک شے کا سمجھو حساب
ہر ایک علم و فن اور کتب ہنر — نہ تھا پہلے ہی دن سے اس ڈھنگ پر
یوں ہی بڑھتے بڑھتے ترقی ہوئی — جو نیزہ ہے اب، تھا پہلے سوئی
جولاہے نے جوڑا تھا ایک ایک تار — ہوئے تھان جس کے گزوں سے شمار
اگر تھوڑا تھوڑا کرو صبح و شام — بڑے سے بڑا کام بھی ہو تمام

انتخاب محمد شہزاد......چشتیاں

اور میں لوٹ آیا

حافظ رضوان ایوب ......سیالکوٹ

۱۸ اکتوبر کو آنے والے زلزلے کے کچھ ہی دیر بعد مجھے اپنے کزن کی تیمارداری کے لیے شیخ زید ہسپتال لاہور جانا پڑا۔ ہم سب رشتہ دار اپنے کزن کی تیمار داری کے لیے بیٹھے ہوئے تھے کہ ساتھ والے وارڈ سے شور اور چیخ و پکار کی آواز سنائی دی۔ میں نے سوچا کہ شاید کوئی مریض زیادہ بیمار ہے میں جلدی سے اٹھا اور اس وارڈ میں چلا گیا۔ دیکھا تو وہاں ایک چھوٹا سا بچہ ضد کر رہا تھا کہ میری پٹیاں کھولو۔ مجھے ان پٹیوں سے آزاد کر کے بیڈ سے نیچے اتارو۔ نرسیں اسے سمجھا رہی تھیں کہ ابھی تمھاری حالت خراب ہے، جب تم کچھ بہتر ہو جاؤ گے تو پھر تمھیں ہم بیڈ سے نیچے اترنے دیں گے۔ اتنے میں ایک ڈاکٹر صاحب تشریف لائے۔ جن کی داڑھی بڑھی ہوئی تھی اور لگتا تھا کہ مصروفیت کی وجہ سے انھیں شیو کرنیکا ٹائم نہیں ملا۔ مجھے دیکھ کر ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ بھائی صاحب آپ اس بچے کے رشتہ دار ہیں؟ میں نے کہا نہیں میں تو سیالکوٹ سے اپنے کزن کی تیمارداری کے لیے آیا ہوں؟ ڈاکٹر نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے اپنے ساتھ اپنے کمرے میں لے گیا اور جا کر کہنے لگا، اس بچے کی طبیعت دیکھ کر میں سمجھ رہا تھا کہ شاید آپ اس کے کوئی رشتہ دار ہوں۔

ڈاکٹر نے مجھے اس بچے کی بات سنانی شروع کی کہنے لگا، جب متاثرین زلزلہ کو ہسپتال میں لایا گیا ان کی شکستہ حالی اور کربناک حالت کی وجہ سے ہم دن رات مریضوں کے علاج میں مصروف تھے۔ زخمی مسلسل آ رہے تھے، جس وقت اس بچے کو لایا گیا تو تھوری دیر بعد مغرب کی اذان ہو گئی۔ اذان کی آواز سنتے ہی یہ بچہ تڑپنے لگا کہ مجھے بیڈ سے نیچے اتارو، مجھے نماز پڑھنی ہے۔ ابھی چند منٹ پہلے اسے پٹیاں کی گئی تھیں کہ یہ بچہ ضد کرنے لگا کہ میری پٹیاں کھول دو...... مجھے نماز پڑھتی ہے، سٹاف پریشان تھا اور اسے سمجھا رہا تھا کہ تمھاری حالت نازک ہے، تمھیں ابھی آرام کی ضرورت ہے کہ اتنے میں میرا گزر اس وارڈ سے ہوا...... شور سن کر میں بھی اندر آیا۔ بچہ نرس سے الجھ رہا تھا کہ میری پٹیاں کھولو، مجھے نماز پڑھنی ہے۔ میں نے اپنا فرض ادا کرنا ہے۔

شاید یہ میری زندگی کی آخری نماز ہو...... شاید میرا اللہ سے ملاقات کا وقت آ گیا ہو...... میرے پیارے نبی ﷺ کا جب آخری وقت آیا تھا تو انھوں نے بھی نماز کی تلقین کی تھی۔ ان کی زبان پر بھی یہ الفاظ تھے۔

ڈاکٹر کہتا ہے، میں نے اس کی باتیں سنیں تو چیختے ہوئے میں بولا کہ تمھیں نماز سے کیا ملے گا؟ بچہ میری یہ بات سن کر بڑی حیرت سے میری طرف دیکھنے لگا کہ شاید یہ ڈاکٹر غیر مسلم ہے۔ پھر بولا، نماز سے مجھے وہ سکون ملے گا جو اس ہسپتال میں ہے نہ آپ کی دواؤں میں...... ڈاکٹر کہتا ہے، میں نے پھر کہا اب سکون لے کر کیا کرو گے، نہ تمھارے والدین نہ بہن بھائی اور نہ گھر مکان بلکہ تمھارے اللہ تعالیٰ نے تمھیں بھی ہسپتال میں بھیج کر لوگوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے، میری یہ بات سن کر بچہ تڑپ اٹھا اور کہنے لگا کہ زلزلہ ہماری ہی نافرمانیوں اور سرکشیوں کی وجہ سے آیا ہے۔ انسانوں کے ظلم و زیادتی کی وجہ سے معصوم بچے اور بے زبان جانور بھی اس کی لپیٹ میں آ گئے ہیں۔

رہی بات میرے والدین اور گھر مکان کی تو یہ مجھ پر آزمائشیں ہیں او جو بندہ آزمائش پر پورا اترتا ہے حقیقت میں وہی صاحب ایمان ہوتا ہے اور پھر ان نعمتوں کے چھن جانے پر شکایت کیسی اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ساری نعمتیں بن مانگے عطا کی ہیں وہ ہم سے واپس لے بھی لے تو گلہ کس بات کا یہ ساری چیزیں تو ہمارے پاس امانت ہیں اور امانت کے مطالبہ پر لڑائی جھگڑا کیوں کریں، اگر ہم اتنی دیر اللہ کی اس امانت اور نعمت سے فیض یاب ہوتے رہے تو اب واپسی پر لڑائی اور گلہ شکوہ و شکایتیں کیوں کریں اور پھر سیرت طیبہ ﷺ کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ پیارے نبی ﷺ ابھی اس دنیا میں آئے بھی نہیں تھے کہ آپ ﷺ کے والد دنیا سے رحلت فرما گئے۔ چھ سال کے معصوم بچے تھے کہ والدہ کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ بچہ بولے جا رہا تھا اور میری نظر میں میرے ماضی کی ساری فلم گھوم رہی تھی۔ مجھے اپنا بچپن ایسا ہی پیارا نظر آ رہا تھا۔ مگر حادثات نے مجھے کیا سے کیا بنا دیا۔

آج پھر بچے کی باتیں سن کر میرے اندر کا مسلمان بیدار ہو رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ شاید زندگی کے اس موڑ پر آ کر ہی میری وجہ سے میرے باپ کی روح کو سکون مل جائے کہ بچپن میں بھی ایسی تربیت کی گئی تھی۔ مجھے مسجد میں نماز کا پابند بنایا گیا تھا۔ ہاتھ اٹھا کر رب سے مانگنے کی تلقین کی گئی تھی۔ مصیبت میں رب کے سامنے گڑگڑانا سکھایا گیا تھا۔ خوشی میں سجدہ شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ مگر ابھی بچپن کی چند بہاریں ہی دیکھی تھیں کہ میرا پیارا شفیق و مہربان مربی باپ ہسپتال میں زندگی و موت کی کشمکش میں مبتلا تھا۔ اور میں اپنے ننھے ننھے ہاتھ اٹھا کر اسی اللہ کو پکارنے لگا...... جس کا تعارف جس کی پہچان بھی میرا باپ مسجد میں لے جا کر کروایا کرتا تھا۔ جس اللہ سے مجھے میرا باپ مانگنا سکھایا کرتا تھا۔ میرا باپ سیرت طیبہ ﷺ اور سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم مجھے سنایا کرتا تھا...... آج ان ساری باتوں کو ذہن میں لے کر میں اللہ کے در پر سوالی بنا بیٹھا تھا۔ مگر موت کا اٹل وقت کب ٹل سکتا ہے۔ حکم الٰہی تو پورے ہو کر رہتے ہیں۔ میرا باپ دنیا سے چل بسا۔ میرے ہاتھ خالی رہ گئے، میرا دل چکنا چور ہو گیا۔ میں اس آزمائش پر پھسل گیا۔ داغ یتیمی لے کر میں پروان چڑھتا رہا۔ حالات بدلتے گئے۔ میری بیوہ ماں دنیا میں سب سے زیادہ پیار کرنے والی ہستی میرے لیے دن رات محنت کرتی رہی۔ اپنی صبح و شام کا آرام قربان کرتی رہی وہ مجھے ڈاکٹر بنانے کے حسین خواب اپنی آنکھوں میں سجاتی رہی۔ مگر میری ڈگری مکمل ہونے سے پہلے وہ بھی مجھے داغ مفارقت دے گئی اور میں اللہ کی محبت سے دور ہوتا چلا گیا۔ میرا توکل ختم ہو گیا...... والدین کے بعد چچا نے میری کفالت شروع کر دی۔ وقت نے میری ماں کے خوابوں کی تعبیر کی...... میرے نام کے ساتھ ڈاکٹر لگ گیا۔ میری گردن میں غرور و تکبر کا سریا آ گیا۔ میرا بدن کبھی رب کے حضور خم نہ ہوا۔ وقت کے ساتھ شادی بھی ہو گئی اللہ نے مجھے نمازی بیوی عطا کر دی۔

وہ لمبے لمبے سجدے اور قیام کیا کرتی تھی۔ میں اکثر اس بات سے اس سے الجھ پڑتا مجھے اس کی نمازوں کی وجہ سے اس سے چڑ ہونے لگی۔ میں اپنی ہی دھن میں مست دنیا میں مزے کی زندگی گزار رہا تھا۔ اللہ نے مجھے ایک بیٹا

عطا کیا۔ میری یہ سوچ تھی کہ یہ مال و دولت یہ کوٹھی ڈگری یہ بیٹا یہ سب میری اپنی محنت ہے۔ پھر اچانک مجھے دھچکا لگا۔ میرا بیٹا میرے جگر کا ٹکڑا میرا لعل میری مستقبل کی امیدوں کا چراغ میرے بڑھاپے کا سہارا آپریشن روم میں ڈاکٹر کے رحم و کرم پر تھا اور اس دن نہ چاہتے ہوئے ایک مرتبہ دوبارہ میری کمر خم ہوئی۔ میری گردن اللہ کے سامنے جھکی۔ میرے ہاتھ ایک مرتبہ پھر اللہ کے حضور اس کے دربار میں بیٹے کی زندگی کی بھیک مانگنے کے لیے اٹھے۔ میں پاگلوں کی طرح آہ و بکار اور نالہ و فریاد کرنے لگا...... اللہ سے اس کی چند سانسیں مانگنے لگا۔ مگر ہمیشہ کی طرح آج بھی اپنا دامن خالی ہی سمیٹنا پڑا۔ میری ڈگری میرا مال میری ساری دولت میرے کچھ کام نہ آ سکی اور میرا بیٹا بھی مجھے جدائی کا داغ دے گیا۔ اب کی بار تو میں اتنا شکستہ دل ہوا میں دہریوں کی طرح زندگی گزارنے لگا۔ میرا دل اندھا ہو گیا، اب میں دربار الٰہی میں ہاتھ اٹھانا شان کے خلاف سمجھنے لگا۔ میرا تقدیر سے ایمان اٹھ گیا۔ اور میں جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں جا گرا۔

اب میرا کام صرف ہسپتال میں نوکری کرنا اور شام کو گھر جا کر سونا صرف یہی میری زندگی تھی کہ اس بچے کی گفتگو سن کر اس کی تربیت دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا۔ اس کے چھوٹے سے منہ سے بڑی بڑی باتیں سن کر میری آنکھیں کھل گئیں میرے دل و دماغ کے پردے ہٹ گئے۔ مجھے دوبارہ اپنے باپ کی سکھائی ہوئی باتیں یاد آئیں کہ واقعی اللہ تعالیٰ آزماتا ہے کہ کون آزمائشوں پر صبر کرتا ہے اور کون ذرا سی سختی آنے پر واپس شیطان کے قدموں کی پیروی کرتا ہے۔ آزمائشوں پر کون صبر کرتا ہے اور کون ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے اور میں وہ کمزور نکلا کہ میں ریزہ ریزہ ہو گیا میں ٹوٹ گیا میں بکھر گیا۔ میں شیطان کا ساتھی بن گیا۔ مگر آج مجھے اندازہ ہوا ہے آج میری آنکھیں کھل گئیں ہیں۔ اور میں نے رب سے سچی توبہ کر لی ہے میں نے اپنے ماضی پر ندامت کے آنسو بہا لیے ہیں اور مجھے امید ہے کہ میرے ان آنسوؤں نے میرے گناہوں کی سیاہی کو دھو ڈالا ہو گا اب میں نے اللہ سے وعدہ کر لیا ہے کہ اب ساری عمر نماز کی پابندی کروں گا، اپنی داڑھی بھی نہیں منڈھواؤں گا اور ساری عمر اسوۂ حسنہ ﷺ پر عمل کرتے ہوئے اپنی اس امانت اس زندگی کو اللہ کے حوالے کر دوں گا۔ اللہ ہم سب کو اسلام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین یا رب العالمین!)

ماں

کتنا پیارا لفظ ہے "ماں"
جیون کی وجہ ہے "ماں"
جب رونے کو کندھا نہیں ملتا
تب کندھا بن جاتی ہے "ماں"
کانپتی ڈولتی سسکیوں کو
امید کا چراغ دیتی ہے "ماں"
میری ادھوری خوشیوں کی
تکمیل ہے میری "ماں"
زندگی کی کشش تو کچھ بھی نہیں
کشش رکھتی ہے صرف "ماں"
جب ہچکیاں جوش مارتی ہیں
تب پانی پلاتی ہے "ماں"
مجھے ہر اک وار سے بچاتی ہے
خود زخم کھاتی ہے "ماں"
میری مسکراہٹ پہ حیران نہ ہو
یہ بھی نہ ہوتی اگر ہوتی نہ "ماں"
ان کی آنکھوں میں نمی بسیرا کرتی ہے
جن کی روٹھ جاتی ہے "ماں"
پاس کی تاریکیوں کا
دیا بجھاتی ہے میری "ماں"
جب کوئی اپنا نہیں ہوتا
تب سینے سے لگاتی ہے "ماں"
جب ہر دوا اثر چھوڑ جاتی ہے
تب مرہم بن جاتی ہے "ماں"
میرے سب دکھوں کا......
مداوا کرتی ہے میری "ماں"
یہ دیا آس کبھی نہ بجھے
ورنہ بجھ جائے گی زندگی "ماں"
دکھ بڑا ہی کیوں نہ ہو بڑا نہیں لگتا
میرا ہر ایک آنسو جو پونچھ لیتی ہے "ماں"
خدا ان کی عمر دراز کرے
کبھی نہ روٹھے مجھ سے میری "ماں"
اے اللہ! میری زندگی کا یہ روشن باب
کبھی بند نہ ہو میری "ماں"

عائشہ نعیم ...... اوکاڑہ

اپریل فول

بیت گئے لمحے قاتل بسنت کے ‏ ‏ لاشوں کے "تحفے" خونی بسنت کے
پھر آیا چاہتا ہے اپریل فول ‏ ‏ اب کے اڑے گی "جھوٹ کی دھول"①
آئیں گے گھر گھر اوباشوں کے فون ‏ ‏ ہوں گے پھر کتنے ہی ارمانوں② کے خون
سن لو بچو! کہ ہے "بات ضروری" ‏ ‏ سچ کی خوشبو ہے، جیسے کستوری
ہر گز نہیں مسلم کا یہ شیوہ③ ‏ ‏ بکتا نہیں وہ کبھی بے ہودہ④
عزت ہے تو ہے سچ میں پنہاں⑤ ‏ ‏ بھلا "جھوٹ کے پاؤں کہاں"⑥
آہنی⑦ تلوار ہے "الصدق"⑧ ‏ ‏ ریت کی دیوار ہے "الکذب"⑨
شر کا دروا⑪ کرتا ہے جھوٹ ‏ ‏ دوزخ کی راہ دکھاتا ہے جھوٹ
گناہ کبیرہ ہے کذب⑫ بیانی ‏ ‏ ہے منافق کی ایک نشانی
صادق پر رحمت خدا کی ‏ ‏ کاذب پر لعنت خدا کی
سچ کا ہو بول بالا ‏ ‏ جھوٹے کا ہو منہ کالا
"ننھے مجاہد" جب زبان کھولے ‏ ‏ جھوٹ کا پول⑬ ہر آن کھولے
پہلے تولے، پھر منہ سے بولے ‏ ‏ کم بولے، پر سچ بولے
شمشیر ہے یہ ایسی تیز تر ‏ ‏ جو کاٹ کے رکھ دے "برائی کی جڑ"⑭
اپنا لو بچو! اس کی ہر اک ادا⑭ ‏ ‏ کہ تاج کے دل کی یہی ہے صدا

مشکل الفاظ کے معنی: ① خاک ② آرزو ③ طور، طریقہ ④ فضول ⑤ چھپی ہوئی۔ ⑥ ضرب المثل۔ ⑦ فولادی۔ ⑧ سچائی۔ ⑨ جھوٹ۔ ⑩ برائی کا دروازہ کھولتا ہے۔ ⑪ غلط بیانی۔ ⑫ کھوکھلا پن۔ ⑬ مراد ہے جھوٹ۔ ⑭ انداز، طریقہ

سجاد الرحمٰن ...... شجاع آباد ملتان

زندگی کا فل اسٹاپ

ہر چیز کا کوئی نہ کوئی فل اسٹاپ ہوتا ہے جو اس کی حد اور خاتمے کی علامت ہوتا ہے۔ ہر کتاب، تحریر، غزل، نظم، مضمون، سبق اور سطر کے آگے ایک فل اسٹاپ لگا ہوتا ہے۔

فل اسٹاپ کا مطلب ہے کہ کتاب پوری ہو گئی ہے، مضمون ختم ہو گیا ہے، تحریر، غزل، نظم اور سبق پورا ہو چکا ہے اور اس سے آگے کوئی سطر نہیں۔

کائنات اور کائنات کی ہر چیز کے آگے ایک فل اسٹاپ ہے، وہ چیز چاہے جاندار ہے یا بے جان......... ہماری زندگی کا بھی ایک فل اسٹاپ مقرر ہے۔ اس سے پہلے کہ ہماری زندگی کے آگے فل اسٹاپ لگے.............! ہمیں اپنی زندگی کا ایک مقصد بنا لینا چاہیے۔ اپنی زندگی کو اچھے کاموں میں صرف کریں، والدین اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں، برائیوں سے بچیں، نشہ آور چیزوں سے پرہیز کریں۔ اور کوئی کام ایسا نہ کرے کہ بعد میں شرمندگی اٹھانی پڑے۔

ساجد افضل......کوٹلہ شیر محمد

بچہ، آگ، ماں اور پیار

ایک سفر کے دوران ایک عورت کا بچہ گم ہو گیا، وہ اس کو تمام قافلے والوں میں ڈھونڈتی پھر رہی تھی...... آخر کار ایک جگہ اس کا کھویا ہوا جگر گوشہ مل گیا۔ اس نے لپک کر اسے سینے سے لگایا مگر اسے یقین نہ آتا تھا۔ وہ بار بار اس کا منہ دیکھتی اور پیار کرتی۔ ہر شخص اس کی کیفیت سے متاثر ہو رہا تھا۔ عین اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا:

"تمھارا کیا خیال ہے، یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟" سب نے جواب دیا:

"نہیں! اے اللہ کے رسول ﷺ یہ ایسا نہیں کر سکتی! کیونکہ اسے اپنے بیٹے سے بے پایاں محبت ہے۔"

نبی اکرم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے اس سے بھی زیادہ محبت ہے، وہ ہرگز نہیں چاہتا کہ اس کے بندے دوزخ میں جلیں۔"

طویل سے طویل تقریر بھی محبت الٰہی کے بارے میں وہ اثر پیدا نہیں کر سکتی تھی جو اس فقرے اس نفسیاتی ماحول میں پیدا کیا۔

مزمل حسن، نجم نور...... بہاولنگر

جنت کا خزانہ

سیدنا ابوموسیٰ اشعری ؓ کہتے ہیں، ایک روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کی خبر نہ دوں؟ تو میں نے کہا کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ، آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ خزانہ لا حول ولا قوة الا بالله ہے۔" (متفق علیہ)

فرح سحر......ماچھیوال

رمضان المبارک کے اہم واقعات

- ☆ سن دو ہجری میں روزہ فرض ہوا۔
- ☆ ۳ رمضان ۱۱ ہجری میں سیدہ فاطمہ ؓ نے وفات پائی۔
- ☆ ۱۰ رمضان آٹھ ہجری مکہ مکرمہ فتح ہوا۔
- ☆ ۱۷ رمضان ۵۸ ہجری کو سیدہ عائشہ ؓ نے وفات پائی۔
- ☆ ۱۹ رمضان ۴۰ ہجری کو سیدنا علی ؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔
- ☆ ۲۶ رمضان ۱۳۶۸ کو "پاکستان" وجود میں آیا۔

محمد نعمان ناصر...... چوکی

علامات قیامت

حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں اور قیامت اس طرح ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں اور آپ نے دو انگلیوں کو اکٹھا کر کے دکھایا۔"

[ابن ماجہ : ۱۸۳۹]

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! دنیا اس وقت تک ختم نہ ہو گی جب تک کہ لوگ ایسے دن نہ دیکھ لیں کہ جن میں قاتل کو قتل کرنے کی وجہ معلوم نہیں ہو گی اور نہ مقتول کو معلوم ہو گا کہ اسے کیوں قتل کیا گیا۔" [مسلم : ۷۱۷۶]

(بسنت میں اندھی گولیوں کا شکار ہونے والے مقتولین اور یہ گولیاں چلانے والے قاتلوں کو معلوم نہیں کہ یہ قتل کیوں ہوئے)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت نہیں آئے گی، حتیٰ کہ میری امت گزشتہ امتوں کے افعال نہ اپنا لے۔" [بخاری: ۲۱۷۸]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت نہیں آئے گی، مگر زمانے قریب (مختصر) ہو جائیں گے، سال مہینے کی طرح، مہینے ہفتے کی طرح ہفتے دن کی طرح دن گھنٹے کی طرح اور گھنٹے چنگاری کی چمک کے برابر ہو جائیں گے۔" [ترمذی : ۲۱۳]

محمد نعمان ناصر...... چوکی

علم کا فائدہ

جلیل القدر عالم، فاضل اور فقیہہ کی والدہ (ام سفیان ثوری) اپنے بیٹے سے کہتی ہیں:

"بیٹا علم حاصل کرو، میں سوت کات کر تیرا خرچ پورا کروں گی، میرے بیٹے! جب تک دس حرف تحریر کر لو تو پھر تم چال ڈھال، طرز تحمل، بردباری اور وقار کا جائزہ لو۔ اگر تیرے اندر ان خوبیوں کا کوئی اضافہ نہیں ہوا تو سمجھ لو کہ یہ علم نہ تمھیں کوئی نقصان دے گا اور نہ کوئی فائدہ دے گا۔" [بحوالہ: صفۃ الصفوہ]

اقوام متحدہ غائب

اقوام متحدہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں دو چھوٹی اور کمزور قوموں کا مسئلہ پہنچ جائے تو مسئلہ غائب ہو جاتا ہے، اگر ایک چھوٹی اور ایک بڑی قوم کا مسئلہ آ جائے تو چھوٹی قوم کا مسئلہ غائب ہو جاتا ہے اور اگر دو بڑی طاقتوں کا مسئلہ پہنچ جائے تو اقوام متحدہ خود غائب ہو جاتی ہے۔

میں نے بسنت چھوڑ دی:

جب مجھے اس واقعے کا علم ہوا کہ:

"ایک ہندو نے پیارے نبی کریم ﷺ کی لخت جگر اور حسن و حسین ؓ کی اماں فاطمہ ؓ کی شان میں گستاخی کی تو ایک مسلمان گورنر نے غیرت ایمانی میں آ کر اس لعنتی کو پھانسی دے ڈالی تو ہندو اس لعنتی کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ہر سال پتنگیں اڑانے لگے۔ جب پاکستان بنا ہندو تو یہاں سے چلے گئے مگر لعنتی کو خراج تحسین دینے کا طریقہ یہیں چھوڑ گئے۔ اب ہمارے مسلمان بڑے زور شور سے اس لعنتی بے ایمان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ہر شہر میں بسنت مناتے ہیں۔"

مجھے اس واقعے کا علم ہونا ہی تھا کہ میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ اب میرے ہاتھ تو کٹ سکتے ہیں مگر میرے ہاتھوں سے محمد کریم (ﷺ) کی بیٹی کے گستاخ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے پتنگ نہیں اڑ سکتی۔"

محمد فیصل رفیق...... چونیاں

آخر کیوں......؟

کشمیر میں آج بھی خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں
ماں باپ کے دلوں سے آج بھی آہیں نکل رہی ہیں
باپ نے اٹھائی اپنے کندھوں پہ جوان بیٹے کی لاش
آدھی صدی سے یہ خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے
ماؤں کے دل بیٹوں کی جدائی کے غم سے پھٹ رہے ہیں پھر بھی۔
بڑی طاقتوں کو یہ ظلم کی وادی نظر نہیں آ رہی ہے
وہاں بسنے والے مسلمانوں کا ہے فقط اتنا قصور
کہ ان کی جانیں صرف اور صرف اسلام پر نکل رہی ہیں
آزادی ہے ہر قوم کا بنیادی حق زبیر
پھر اس قوم کے ساتھ یہ زیادتی کیوں ہو رہی ہے؟

محمد زبیر...... صادق آباد

میرا پسندیدہ شعر

بتوں کے شہر میں جا کر اللہ کا نام لکھ دینا
جہاں کفر لکھا ہو وہاں اسلام لکھ دینا
اگر وہ صلح کے پھولوں کو پاؤں سے مسل ڈالیں
تو شاخ گل کی ہر پتی پر قتل عام لکھ دینا

ابوالقاسم محمد زکریا تبسم......الہ آباد

علم دین حاصل کیا مگر قباحت یہ ہوئی
سکھلانے میں لذت ہے عمل میں کچھ نہیں

ہما شوکت...... پھلیانی

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی تو کوئی بات نہیں

عمر فاروق......

بلند رکھنا نگاہ اپنی خیال اپنا وقار اپنا
نہ ڈگمگائیں قدم تمہارے کچھ ایسے رکھنا دھیان اپنا

......محمد عمر بن عبدالجبار...... چوک منڈا

اے بندہ تو کھو گیا ہے اپنی ہستی میں
رب کو بھول بیٹھا ہے دنیا کی مستی میں

....

یہ زندگی مختصر سی ہے اپنے رب کو یاد کر
جانا ہے اک دن تجھ کو چپ کی بستی میں

....

ہوا بھی ہو بادل بھی ہو بارش نہ ہو تو کیا فائدہ
الدعوۃ بھی ہو طیبات بھی ہو "ننھے مجاہد" نہ ہو تو کیا فائدہ

فرزانہ...... جھنگ

غیروں کی یہ رسم تھی لیکن حکمرانوں کی بدولت
دیکھتے ہی دیکھتے یہ پاکستان میں چھا گئی
پچھلے برس کے زخم ابھی مٹے نہ تھے دلوں سے
لے کے نئی چبھن پھر بسنت آ گئی

خدیجہ بنت محمد صدیق اشرف...... راجووال

نہیں سجدے کیے کبھی ہم نے جا کر مزاروں پر
ہمیں جو کچھ چاہیے خدا سے مانگ لیتے ہیں

اقراء، سدرہ...... علی آباد

نہ کر محتاج مجھے کسی کا زمانے میں
کمی کون سی ہے یا رب تیرے خزانے میں

امیر حمزہ...... علی آباد

بپا ہے جنگ طوفانی شہیدوں کا پتا رکھنا
جو ظالم ہیں وہ غارت ہوں لبوں پر یہ دعا رکھنا

عبدالمنان...... سلانوالی

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

فائزہ ملک...... ہری پور

اٹھ باندھ کفن مرد مجاہد کا جگر لے
مومن ہے تو پھر مسجد اقصیٰ کی خبر لے
ہو اب بھی حوالے تیرے القدس کی کنجی
تو صاحب ایمان اگر! تیغ و تبر لے

فاطمہ ظفر...... لاہور

ٹھہر میرے قبلہ اولیں میں آ رہا ہوں
متاع ایمان اثاثہ دیں میں آ رہا ہوں
ٹھہر اے نبیوں کی سرزمیں میں آ رہا ہوں
ٹھہر اے میرے فلسطیں میں آ رہا ہوں

عاصمہ ظفر...... لاہور

ہماری قیادت کا تو ایک ہی اصول ہے
امریکہ کا ہر حکم ہمیں قابل قبول ہے
یہود و نصاریٰ ہمارے اچھے دوست ہیں
عقل کے اندھوں کی کتنی بڑی بھول ہے

امۃ القدوس ایوب...... آزاد کشمیر

اس ظلم کی دنیا میں فقط پیار مری ماں
ہے میرے لیے سایہ دیوار میری ماں
نفرت کے جزیروں سے محبت کی حدوں تک
بس پیار ہے، ہاں پیار ہے، بس پیار میری ماں

عتیقہ ادیبہ بنت مطیع الرحمٰن...... راولپنڈی

زندگی کی کرن ڈھونڈنے نکلے تھے
صدیاں بیت گئیں مگر گھر نہیں آئے
تلاش زیست سے لوٹے تو ماؤں نے دیکھا
بدن تو آئے بیٹوں کے مگر سر نہیں آئے

جویریہ تبسم...... موڑ کھنڈا

سوچتا ہوں کیا وہی ہے یہ ہماری ارض پاک
اڑ گئی خاک اس کی، بانی ہو گئے جب زیر خاک
جو وطن حاصل کیا تھا ہم نے پڑھ کر لا الہ الا اللہ
دیکھتا ہوں میں اس میں آج یہ روز سیاہ
ہر طرف جور و جفا ہے ہر طرف غارت گری
دن دیہاڑے قتل ڈاکے چوریاں عصمت دری

محمد آصف اسلم...... پتوکی

لانی ہے گر چمن میں لالی تو خون جگر ارزاں کر دو
یوں صرف خزاں کے ماتم سے تخلیق بہاراں کیا ہوگی

حافظ ثانیہ...... لیہ

ذرا بتائیں تو؟ سلسلہ نمبر 26

کنیت ام الحکم اور تعلق قریش کے خاندان اسد بن خزیمہ سے تھا۔ ماں کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب تھا۔ جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ اس لحاظ سے آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ان خوش قسمت لوگوں میں سے تھیں جنہیں سابقوں الاوّلون بننے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح رسول اللہ ﷺ کے منہ بولے بیٹے اور آزاد کردہ غلام زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کے ساتھ ہوا۔ ان سے علیحدگی کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت محمد ﷺ سے ہوا۔ گویا آپ رضی اللہ عنہا ام المومنین کا شرف بھی رکھتی ہیں۔ اللہ نے آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح خود آپ ﷺ سے کیا اور آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے خبر کی۔ صبح کو جب دعوت ولیمہ ہوئی جس میں روٹی اور سالن کا اہتمام کیا گیا نبی ﷺ نے انس رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے بلانے کے لیے بھیجا۔ تین سو آدمی دعوت میں شریک ہوئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ چند لوگ کھانا کھا کر باتوں میں مشغول ہو گئے، اور اٹھنے کا خیال نہ رہا اور رسول اللہ ﷺ ازراہ مروت اٹھنے کے لیے نہ فرماتے تھے۔ بار بار اندر آئے اور چلے جاتے۔ آپ بھی دیوار کی طرف منہ کیے بیٹھی تھیں۔ جب بہت دیر ہوئی تو نبی ﷺ کو تکلیف ہوئی اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب نازل کی۔ گویا آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح بہت سی خصوصیات کا حامل تھا:

- جاہلیت کی رسم کی متبنی (منہ بولا بیٹا) حقیقی بیٹے کا درجہ رکھتا ہے مٹ گئی۔
- لوگوں کو حکم ہوا کہ کسی کو حقیقی باپ کے علاوہ دوسرے سے منسوب نہ کرو۔
- اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح وحی کے ذریعے کیا۔
- نہایت شاندار ولیمہ کیا گیا جس میں روٹی، بکری کا گوشت اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کا بھیجا ہوا مالیدہ تھا۔ بکثرت لوگوں نے ہو کر کھانا کھایا۔
- اس موقع پر آیت حجاب نازل ہوئی اور پردے کا رواج ہوا۔ یہی خصوصیت تھیں جن کی بنا پر اس صحابیہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہمسری کا دعویٰ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نہایت پرہیزگار، حق گو، دیندار اور تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے بارے میں فرمایا کرتی تھیں:

"میں نے دین کے مقابلے میں آپ رضی اللہ عنہا سے بہتر کوئی عورت نہیں دیکھی"، حضور کے بعد ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے انہوں نے ہی وفات پائی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ فاروق اعظم نے پڑھائی۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس عظیم المرتبت صحابیہ رضی اللہ عنہا کا نام کیا تھا؟ جواب دیجئے اور حاصل کیجئے، ایک خوبصورت سا "گفٹ"

مرتبہ، سندس جبیں...... ساہیوال

ذرا بتائیں تو......؟ سلسلہ نمبر 23 کی شخصیت

"ننھے مجاہد" کے شمارہ نمبر 60 میں ذرا بتائیں تو سلسلہ نمبر 23 میں جس شخصیت کا خاکہ پیش کیا گیا ان کا نام...... "ابن حزم" ہے۔ پاکستان بھر سے سینکڑوں ننھے مجاہدوں نے صحیح جوابات ارسال کیے...... قرعہ اندازی کے ذریعے جو ننھے مجاہد انعام کے حقدار قرار پائے ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔	اسمارہ آصف	فیصل آباد
۲۔	رضوان شاہد	شیخوپورہ
۳۔	سمیرا محمد علی	وہاڑی
۴۔	اقراء آصف	گوجرانوالہ
۵۔	عبدالرحمٰن عابد	کوئٹہ
۶۔	سیف الرحمٰن سیف	لیاقت پور
۷۔	معظم مقصود	پشاور
۸۔	ربیعہ مصطفیٰ	جڑانوالہ
۹۔	طیب اسلام عسکری	لاہور
۱۰۔	محمد مزمل	خانیوال

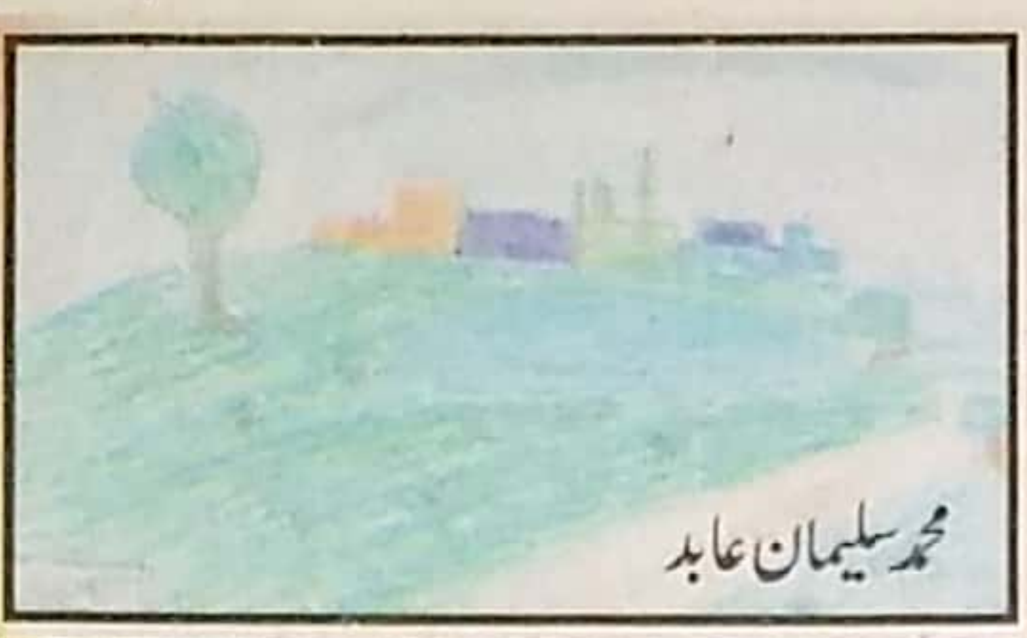

محمد سلیمان عابد

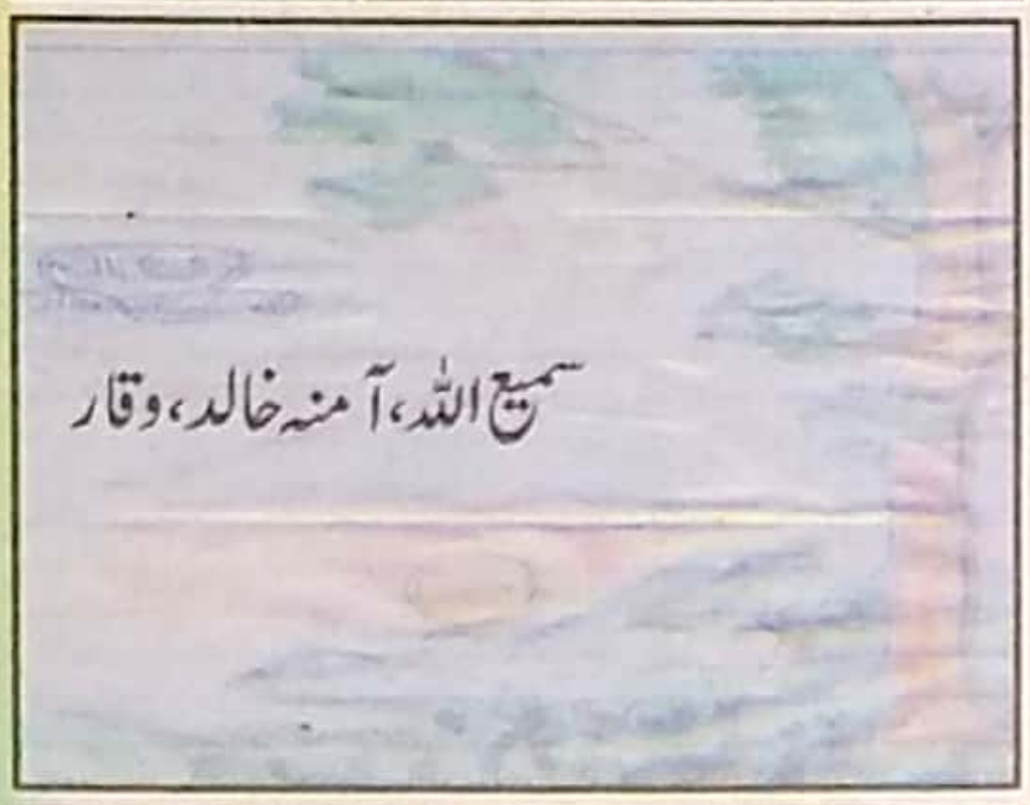

سمیع اللہ، آمنہ خالد، وقار

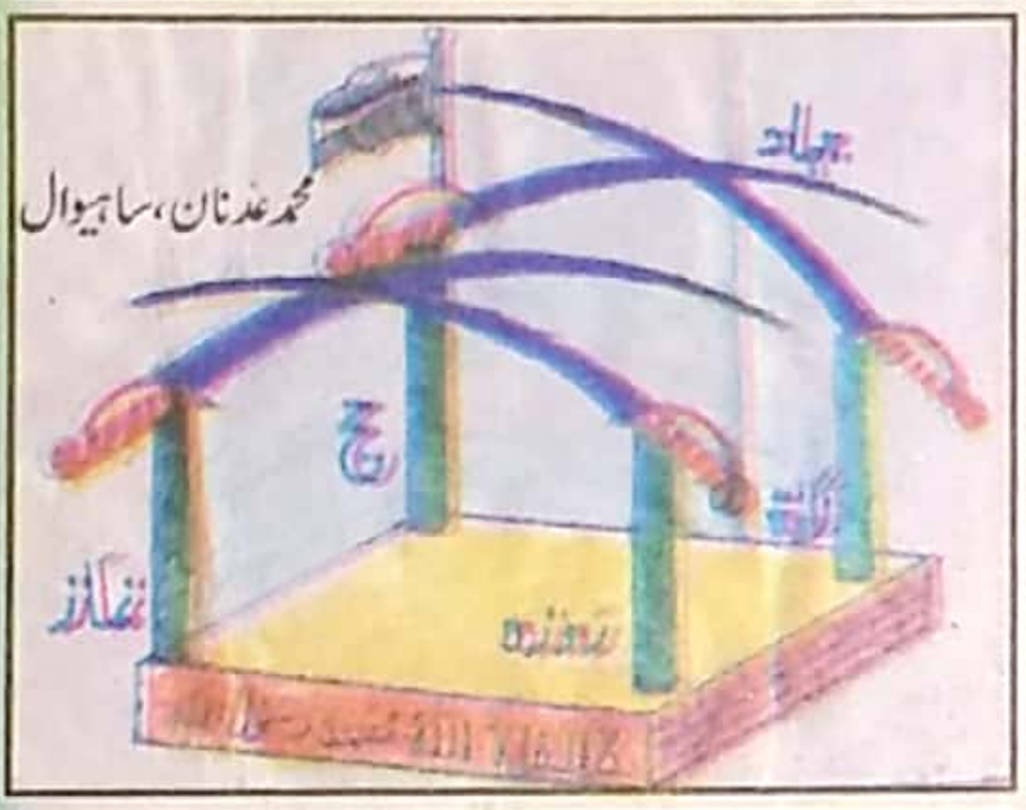

محمد عدنان، ساہیوال

سلمیٰ مصطفیٰ

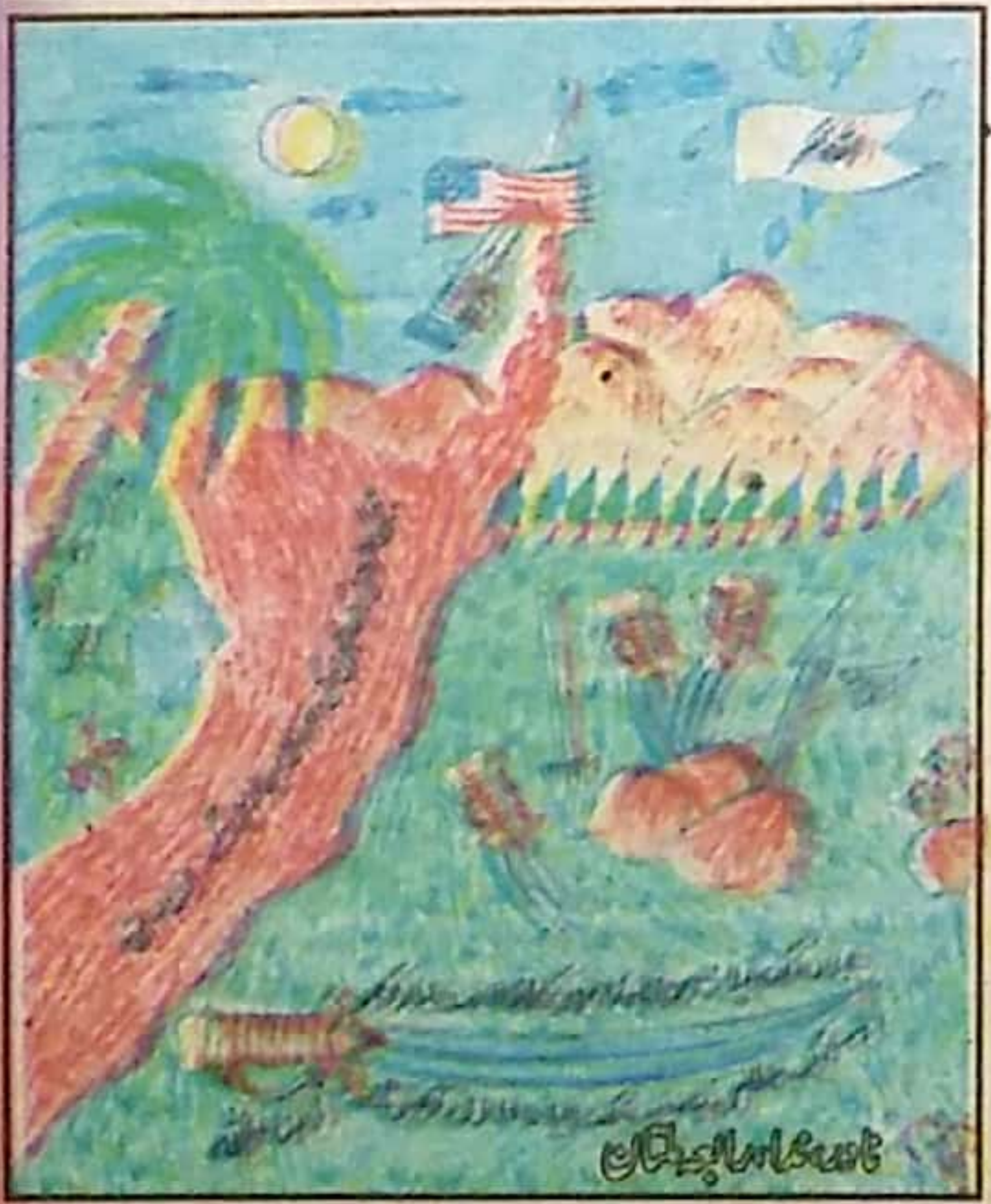

بشریٰ حنیف

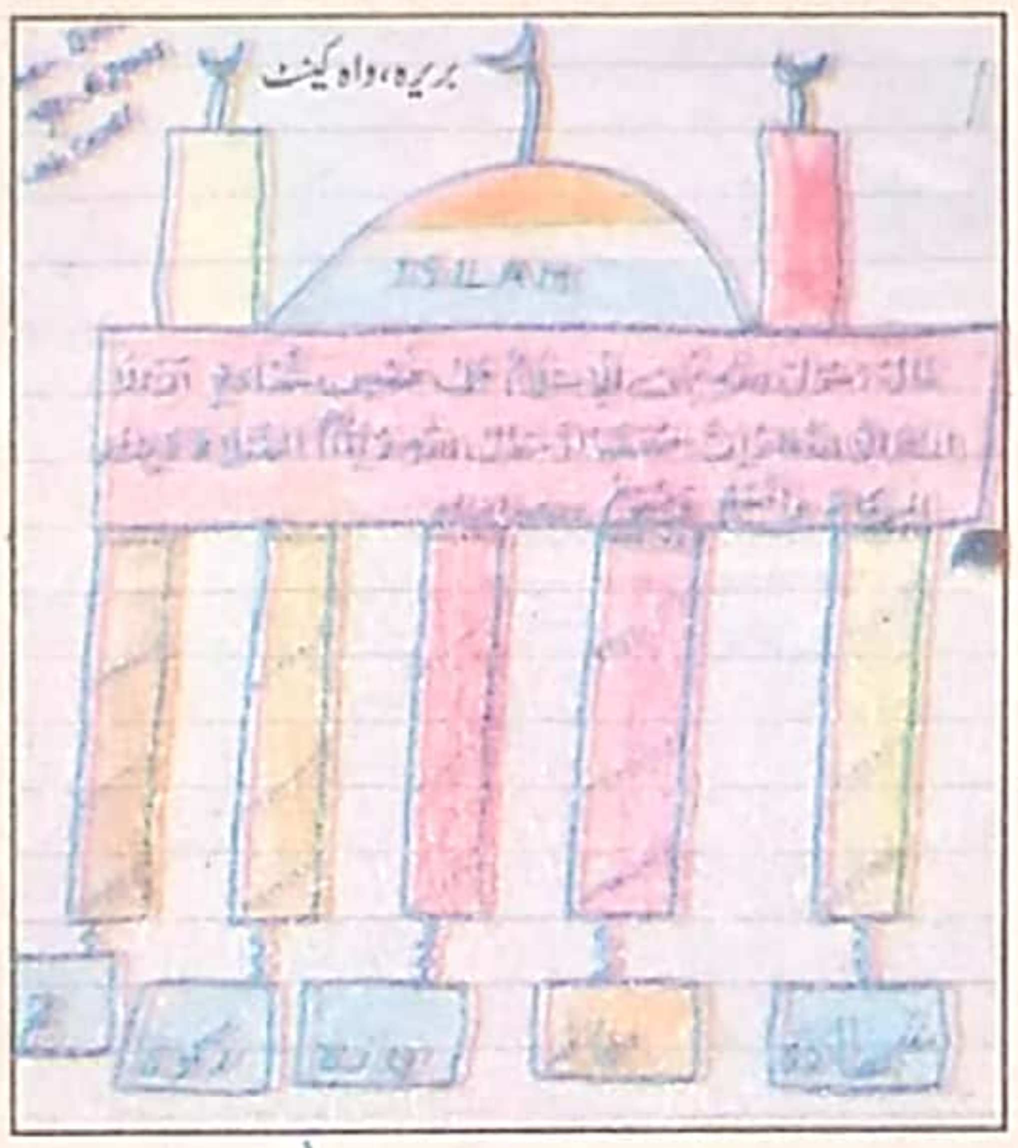

بریرہ، واہ کینٹ

ثناء، مہرالنساء، نخوشیہ ہاشمی

عنبر لطیف

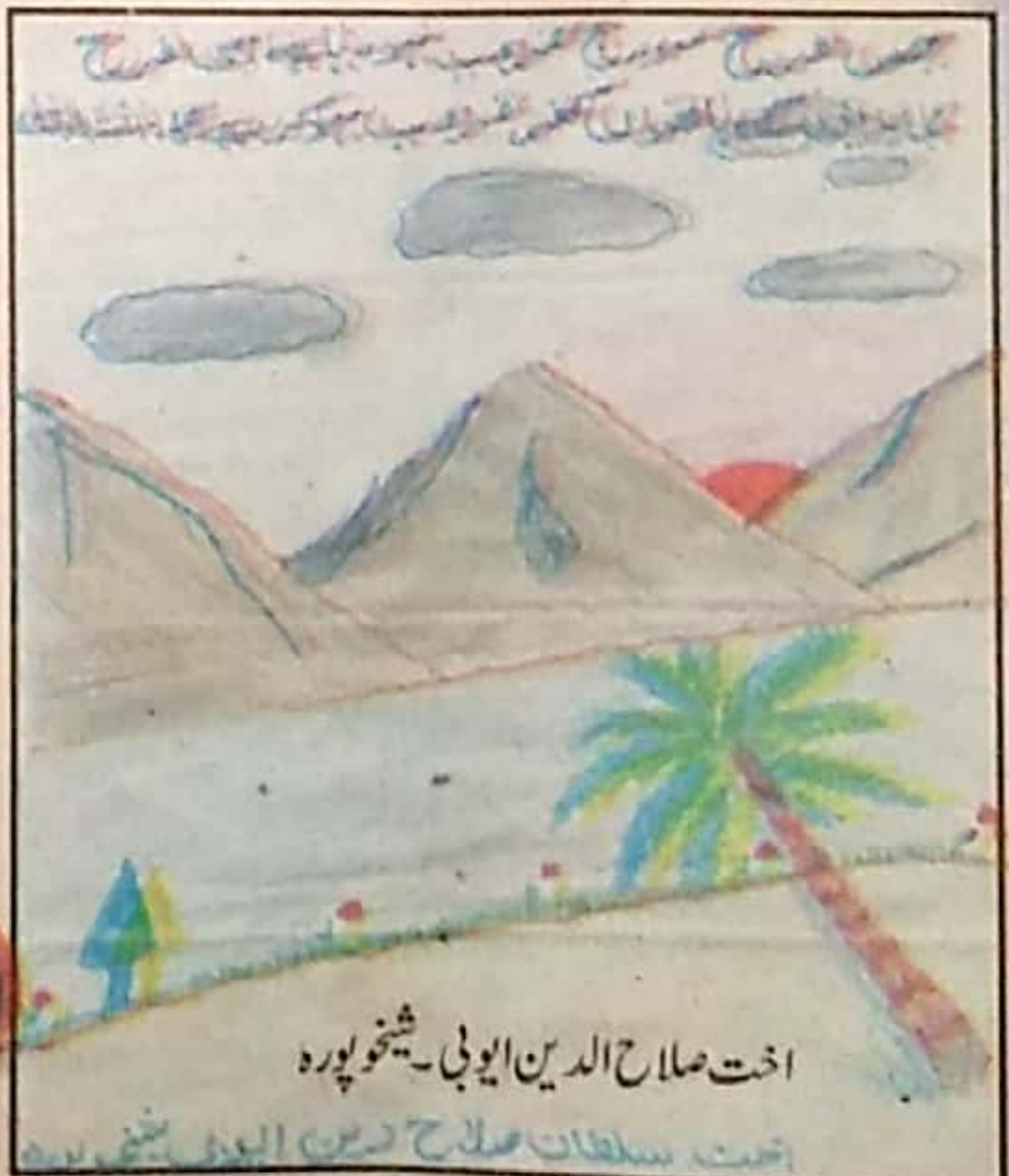

اخت صلاح الدین ایوبی ۔ شیخوپورہ

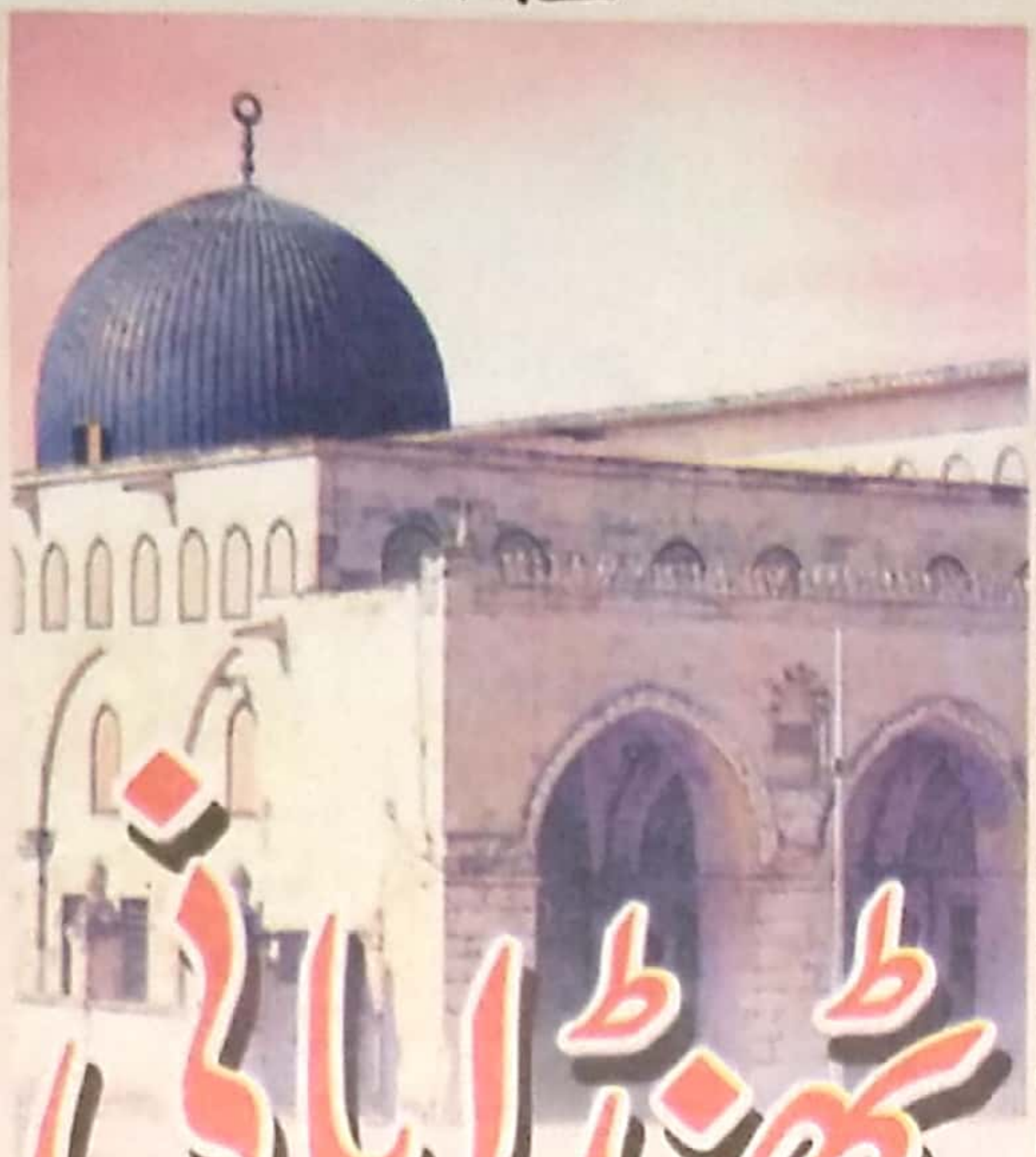

ٹھنڈا پانی

بچپن سے میری یہ عادت تھی کہ جب بھی اخبار والا آتا تو میں بھاگ کر اخبار لیا کرتا تھا۔

پھر آہستہ آہستہ جب میں اخبار پڑھنے لگا تو میرے مطالعہ میں صرف سرخیاں ہوتی تھیں۔ جن باتوں کو سمجھ جاتا پڑھ لیتا اور جو سمجھ سے بالاتر ہوتیں چھوڑ دیتا تھا۔ ''فلسطین'' کا لفظ ہر اخبار میں سامنے آتا تو آگے لکھا ہوتا کہ فلسطین میں چار (4) نوجوان شہید اسرائیلی فوج سے جھڑپیں دس نوجوان ایک بچہ شہید غرض دس سے (20) اور تیس (30) تعداد میں اضافہ ہوتا ہی رہتا۔

میں سوچتا رہتا کہ فلسطین میں ایسی کون سے بات ہے کہ جس پر اتنی شدید لڑائی ہو رہی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ مجھے پتہ چلا کہ فلسطین میں مسجد اقصیٰ ہے جو مسلمانوں کا قبلہ اول ہے اور یہودیوں کا اس پر قبضہ ہے اور فلسطینی مسلمان اسے آزاد کرانے کے لیے جدو جہد کر رہے ہیں، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اپنے گھر بیت اللہ کی زیارت کے ساتھ ساتھ بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کی بھی زیارت نصیب فرمائے۔

وقت گزرتا گیا اور میں امریکہ چلا گیا، وہاں ایک کمپنی میں ملازمت اختیار کر لی اور وہاں کی شہریت بھی مل گی۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور میں بیت اللہ کی زیارت حج کا فریضہ ادا کرنے کے بعد فلسطین کے لیے راوانہ ہو گیا۔ ملک شام سے بذریعہ بس فلسطین کے لیے روانہ ہوا۔

راستے میں اسرئیلی فوجیوں نے ایک جگہ پر بس روک دی اور پوچھ گچھ کرنے لگے، مگر امریکی شہری ہونے کی وجہ سے تھوڑی پوچھ گچھ کے بعد مجھے چھوڑ دیا۔ ہم آگے روانہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہماری بس مسجد اقصیٰ کے سامنے رک گئی

میں مسجد کی سیڑھیوں پر کھڑا تھا مجھے صلاح الدین ایوبی کا جلا ہوا ممبر نظر آیا، جسے چند سال پہلے جلایا گیا تھا، مسجد میں داخل ہوتے ہی مسجد کی دیواروں پر جگہ جگہ گولیوں کے نشان نظر آئے مسجد کے سنہری گنبد پر نظر اک عجیب سا احساس ہوا میں نے وہ جگہ بھی دیکھی جہاں سے آپ ﷺ معراج کے لیے روانہ ہوئے

عمران خان شاہوانی......کوئٹہ

تھے وہ مقام نظر آیا جہاں آپ ﷺ کی سواری رکی تھی۔

ایک اور مقام میری نظر کے سامنے تھا، جہاں لوگ زیارت کر رہے تھے اتنے میں ایک چھوٹا سا بچہ زیارت کرنے آیا، مگر وہ بہت چھوٹا تھا اور وہ مقام بہت اونچا تھا۔ میں نے اسے اوپر اٹھایا اس نے زیارت کر لی۔

(شکریہ) یہ آواز مجھے پیچھے سے سنائی دی وہ ایک عرب خاتوں تھی، اور اس بچے کی والدہ تھی۔ اس بچے نے مجھے مسجد کا ایک ایک کونہ دیکھایا تھوڑی دیر میں وہ بچہ میرا گائیڈ بن گیا۔

اور اس کی ماں ہمارے ساتھ تھی سیڑھیوں سے واپس اترتے ہوئے میں نے اپنے بیگ سے پانی کی بوتل نکالی پینے لگا تھا، کہ میں نے دیکھا کہ بچہ میری طرف دیکھ رہا تھا میں نے پوچھا پیاس لگی ہے اس نے ہاں میں گردن ہلا دی، میں نے پانی کی بوتل اسے دے دی، اس نے بوتل کو ہاتھ لگایا اور اپنی ماں کی طرف دیکھ کر کہا کہ امی پانی ٹھنڈا ہے، میں نے اس کی والدہ سے دریافت کیا، تو اس نے کہا کہ میرے حسن کو نہیں معلوم کہ پانی ٹھنڈا بھی ہوتا ہے۔ اس لیے حیران ہے۔ کیونکہ جنگ کی وجہ سے ہمارے استعمال میں صرف گرم پانی ہوتا ہے، میں نے حسن کی طرف دیکھا جو بوتل کھول کر پانی پینا ہی چاہتا تھا کہ پیچھے سے ایک آدمی نے اسے ٹکر ماری دی بوتل اس کے ہاتھ سے گر گیا ور پانی ضائع ہو گیا، میں نے غصہ سے اس آدمی کی طرف دیکھا مگر وہ مڑے بغیر آگے نکل گیا۔ اتنے میں بس نے واپسی کے لیے ہارن دیا ہمارے گروپ کے لوگ تیزی سے بس میں سوار ہونے لگے میں حسن کے خشک گلابی ہونٹوں کو دیکھ رہا تھا، بس نے ایک بار پھر ہارن دیا میں جا کر بس میں سوار ہو گیا حسن کو دیکھنا چاہتا تھا مگر رش کی وجہ سے نہ دیکھ سکا۔ میں نے بار بار مڑ کر دیکھا مگر حسن کو نا دیکھ سکا۔ اتنے میں گائیڈ نے مجھ سے پوچھا کہ جناب آپ کا کوئی ٹیلی فون نمبر اور پتہ کیونکہ یہ فلسطین ہے۔ جنگ کی وجہ سے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ میں نے امریکہ میں مقیم اپنے ایک دوست کا نمبر اور پتہ دیا۔ مجھے بڑا عجیب لگا ایک چھوٹے سے حسن کو ایک اس طرح پیاسا چھوڑنا۔ خیر میں امریکہ واپس پہنچ گیا اور امریکہ جیسے ملک میں سب بھول کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا، مگر جب بھی ٹھنڈا پانی پیتا ننھا حسن اور اس کا معصوم چہرہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا تھا۔ زندگی گزرتی چلی گئی وقت نے اپنا جادو چلایا اور (10) دس سال گزر گئے۔ ایک بار کمپنی کے کام سے شہر سے باہر چلا گیا۔ گرمیوں کے دن تھے، پیاس لگی پانی پینے ہی لگا کہ حسن یاد آ گیا، میں نے سوچا کہ حسن بھی اب (20-22) سال کا نوجوان ہو گا۔ کیا اب بھی گرم پانی استعمال کرتا ہو گا یا ٹھنڈا انہی سوچوں میں گم تھا کہ اچانک میری نظر سامنے پڑی اخبار پر پڑی جس میں ایک فلسطینی نوجوان کی لاش کو پرچم میں لپٹ کر لے جایا جا رہا تھا۔ اور اس کی ماں قریب بیٹھی رو رہی تھی۔ میں نے غور سے دیکھا اس نوجوان کا چہرہ حسن سے ملتا تھا، پھر میری نظر اس عورت پر پڑی عورت وہی تھی جسے مسجد اقصیٰ میں ملا تھا۔ وہی عرب خاتون حسن کی ماں اور یہ جنازہ حسن کا تھا۔

میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس دنیا میں نہ سہی مگر جام شہادت نوش کر کے حسن اپنے لیے آخرت میں ٹھنڈے پانی کا انتظام کر لیا۔ (ان شاء اللہ)

عظیم سعادت

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ سے بے پناہ محبت تھی جب نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو لحد میں اتارا جا رہا تھا تو انھوں نے جان بوجھ کر اپنی انگوٹھی اتار کر قبر میں پھینک دی ابھی مٹی ڈالنی شروع نہیں کی گئی تھی کہ انھوں نے اپنی انگوٹھی کے گرنے کا ذکر کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو خود قبر میں کھڑے تھے، فرمانے لگے آؤ خود اپنی انگوٹھی اٹھا لو، یہ سن کر آپ نیچے اترے پہلے نبی ﷺ کے قدموں کو محبت بھرے انداز میں ہاتھ لگایا اور پھر انگوٹھی لی اور باہر آ گئے، آپ بعد میں اکثر بیان کرتے تھے کہ پوری امت میں سے مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں وہ آخری انسان ہوں جس نے نبی ﷺ کے مبارک قدموں کو ہاتھ لگایا پھر نبی ﷺ کے جسم مبارک کو دفن کر دیا گیا اور میرے علاوہ کسی کو یہ سعادت نصیب نہ ہوئی۔ [حکمران صحابہ از محمود احمد غضنفر]

امۃ القدوس......آزاد کشمیر

طاقتور کون ہے......؟

❀ پتھر سے طاقتور وہ لوہا ہے جو پتھر کو توڑ دیتا ہے۔ ❀ لوہے سے طاقتور وہ آگ ہے جو لوہے کو پگھلا دیتی ہے۔
❀ آگ سے طاقتور وہ پانی ہے جو آگ کو بجھا دیتا ہے۔ ❀ پانی سے طاقتور وہ ہوائیں ہیں جو بادلوں کو لیے پھرتی ہیں۔
❀ ہواؤں سے طاقتور وہ فرشتے ہیں جو ان کو چلانے پر مامور ہیں۔
❀ اور اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے طاقتور ہے جو ہمیشہ قائم رہنے والی ہے۔

حارث عبید الرحمٰن......لاہور

قطرہ قطرہ دریا

کہکشاں عامر رحمٰن ماڈل سکول، قلعہ دیدار سنگھ

اگر کسی کے پاس ایک دکان ہے تو اس کی کوشش ہوتی ہے کہ ایک اور دکان مجھے مل جائے اگر کسی کے بینک اکاؤنٹ میں دس ہزار روپے پڑے ہوئے ہیں تو اس کا جی چاہتا ہے کہ ان میں دس ہزار مزید شامل ہو جائیں اور شامل ہوتے ہی رہیں، اگر کسی کے پاس ۵ مرلے زمین ہے تو وہ چاہتا ہے کہ ۵ مرلہ زمین اور مل جائے۔ مگر اگر کوئی شخص ایک نماز پڑھتا ہے تو اسی پر راضی رہتا ہے کہ چلو ایک تو پڑھتا ہوں، ایسا کیوں ہے؟ ہم لوگ ایک ہی نماز پڑھنے پر اکتفا کیوں کر جاتے ہیں؟ جب دنیاوی زندگی کی ہمیں اتنی فکر ہے تو اخروی زندگی (جو دنیا کی زندگی سے بہت بڑی ہے) کی فکر بھی ہونی چاہیے، بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جو ایک نماز بھی ادا نہیں کرتے اور اس سوچ پر وہ اس قدر مطمئن ہوتے ہیں کہ جیسے انھوں نے اللہ اور رسول ﷺ کے سارے حقوق ادا کر دیے ہوں۔

الیکشن کے دنوں میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ معمولی لوگ بھی اعلیٰ مشروب پیتے ہیں۔ کاروں میں سفر کرتے ہیں اور انواع و اقسام کے کھانے کھاتے ہیں۔ ان سے کوئی پوچھے تو پتا چلتا ہے کہ میں فلاں آدمی کا سپورٹر ہوں۔ فلاں چوہدری صاحب کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں اور انھوں نے اسی لیے مجھے یہ سہولتیں فراہم کی ہیں۔ جو آدمی دونوں جہانوں کے خالق و مالک کی طرف لوگوں کو بلائے گا۔ اس کی کتنی عزت ہوگی! ذرا سوچیے تو اس کو کیسے کیسے انعامات ملیں گے۔!

دنیا کی ساری سلطنتیں، سکندر کی بادشاہت، افلاطون کی دانش مندی، ارسطو کا فلسفہ، قارون کی دولت اور شداد کی محنت مل کر بھی ایمان کے ذرے کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ ایمان کی دولت سے ہم فائدہ کیوں نہ اٹھائیں......؟

اپنے سے بڑوں کو اس لیے خود سے بہتر سمجھیں کہ انھوں نے اس عمر تک آپ سے زیادہ نیکیاں کی ہوں گی اور چھوٹوں کو اس لیے اپنے سے اچھا خیال کریں کہ انھوں نے آپ سے کم گناہ کیے ہیں۔

آپ کا مخاطب انتہائی غصے کی حالت میں آپ سے بات چیت کر رہا ہے، جواب میں اگر آپ بھی چبھتی ہوئی باتیں کریں گے تو بات بڑھے گی۔ معاملہ تلخ کلامی سے لڑائی جھگڑے تک بھی پہنچ سکتا ہے۔ آپ ایک باوقار شخصیت کے مالک ہیں۔ کیا ایسا ہونے سے آپ کی اچھی شہرت اور نیک نامی کو دھچکا نہیں لگے گا۔

آپ لوگوں کے سامنے تماشہ نہیں بنیں گے، اس لیے اپنے مخاطب کو شیریں زبان میں جواب دیں......!! وہ کوئی بے بنیاد الزام آپ پر لگائے تو بڑی نرمی سے اس کی نفی کریں......آخر کار اس کا فائدہ آپ ہی کی ذات کو پہنچے گا۔

[بحوالہ: قطرہ قطرہ دریا]

چیزیں کیسے بنتی ہیں؟

اقصیٰ عبدالمنان ہاشمی......حجرہ شاہ مقیم

ہمارے اردگرد کی ہر چیز مادی اشیاء سے بنتی ہے۔ ہم مادی اشیاء مثلاً پتھر یا لکڑی کو تبدیل کیے بغیر استعمال کرتے ہیں۔ کچھ مادی اشیاء کو بالکل ہی مختلف چیزوں میں بتدیل کیا جا سکتا ہے۔ ہم قدرتی اشیاء سے نئی مادی اشیاء بھی بنا سکتے ہیں۔ یہ خام مال کہلاتا ہے۔

اون:

اون دراصل بھیڑ کے بال ہوتے ہین جو اس کی کھال پر اگتے ہیں۔ اون گرم اور مضبوط ہوتی ہے یہ بھیڑ، بکری اور دوسرے جانوروں سے حاصل کی جاتی ہے۔ پھر اس کو دھویا جاتا ہے، اون کے الجھے ریشوں کو کنگھی کی مدد سے سیدھا کر لیتے ہیں ان اونی ریشوں کو آپس میں بل دے کر کاتا جاتا ہے۔ تاکہ ان سے دھاگا بنایا جا سکے۔ پھر انہی دھاگوں سے کپڑا بنا جاتا ہے۔

کاغذ:

کاغذ لکڑی سے بنتا ہے۔ لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کیمیکل ملا کر ریشے کو نرم کیا جاتا ہے۔ یہ مرکب گودا کہلاتا ہے۔

اس گودے کو پھیلا کر رولرز میں سے گزارا جاتا ہے، گودا خشک ہونے پر ریشہ پھر سخت ہو جاتا ہے اور اس کے آپس میں چپکنے سے کاغذ وجود میں آتا ہے۔

لوہا اور فولاد:

لوہا چٹان میں دوسری اشیاء کے ساتھ ملا ہوتا ہے جسے کچ دھات کہتے ہیں، اس کو توڑ کر ایک بہت بڑی بھٹی میں گرم کیا جاتا ہے۔ یہ بھٹی لوہے کی بھٹی کہلاتی ہے، کچ دھات میں شامل لوہے کے حصے بھٹی میں پگھل کر بھٹی سے باہر نکل آتے ہیں، لوہے سے اسٹیل بنانے کے فرنس بھٹی استعمال کی جاتی ہے۔ فولاد لوہے سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔

پلاسٹک:

پلاسٹک ہلکا ہوتا ہے اور اسے آسانی سے مختلف شکلوں میں ڈھالا جا سکتا ہے، یہ زمین کے اندر پائے جانے والے تیل سے بنتا ہے تیل کے ساتھ کیمیکل ملا کر پلاسٹک بنایا جاتا ہے۔ جب گرم کیا جاتا ہے تو پگھل کر گاڑھا مائع بن جاتا ہے۔ جسے ہزاروں مختلف شکلوں میں ڈھالا جا سکتا ہے۔

(استفادہ: او کسفرڈ سائنس اور ٹیکنالوجی)

اسلامی آرٹ

امریکی سکالر کا اعتراف

عہد وسطیٰ کے اسلامی آرٹ کی تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ نقاشی کے طور پر استعمال کردہ بعض جیومٹرک نمونوں کی تشکیل کیلئے ایسے اصول استعمال کئے گئے ہیں جنہیں صدیوں بعد عصر حاضر کے ماہرین ریاضی نے دریافت کیا ہے۔ امریکی محققین نے 15ویں صدی کے اسلامی آرٹ کے نمونوں کے تفصیلی مطالعہ کے بعد کہا ہے کہ اسلامی نقاشی جن میں ''کوائزی کرسٹالائن جیومٹری'' کا استعمال کیا گیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ عہد وسطیٰ کے مسلم ماہرین ریاضی کے پیچیدہ سے پیچیدہ فارمولے سمجھنے کے قابل تھے۔ تاہم ہوسکتا ہے کہ عمارتوں پر نقاشی کرنے والے فنکار اس

حبیب اللہ ساجد اوکاڑا

نقش کے پس پردہ نظریہ کی تفصیل سے واقف نہ رہے ہوں۔ امریکی محققین کے مطالعہ کے نتائج مشہور سائنسی جریدہ ''جرنل سائنس'' میں شائع ہوئے ہیں تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ مسلمان ماہرین نے ریاضی 1200 عیسوی ہی میں اہم کامیابی حاصل کرلی تھی جس کے نتیجہ میں اسلامی طرز تعمیر نے اپنی منفرد پہچان بنالی۔ امریکہ کی مشہور ہارورڈ یونیورسٹی کے ریسرچ اسکالر پیٹر لو نے جو اس اہم تحقیق کے روح رواں ہیں، ایک انٹرویو میں اسلامی آرٹ کی قبل از وقت عظیم پیشرفت کو حیرت انگیز قرار دیا۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ مسلمان فنکاروں اور نقاشوں نے مخصوص عمارتوں پر جو نقش و نگار بنائے وہ ظاہری طور پر اگرچہ کسی معنی کے حامل نہیں ہیں لیکن غور سے دیکھا جائے تو نمونے دراصل ریاضی کی ایسی باریکیوں کا شاہکار ہیں جنہیں ہم گزشتہ 20 یا 30 سال تک بھی سمجھ نہیں پائے تھے۔ اسلامی نقاشی کے ماہرین نے ''کوازی کرسٹالائن جیومٹری'' کی ایک ایسی قسم کا استعمال کیا تھا۔ جس کے ذریعہ کسی بھی قسم کی نقاشی کو کہیں تک بھی وسعت دی جاسکتی تھی۔ اب تک سمجھا جاتا ہے کہ مسلم ماہرین نے عمارتوں پر نقاشی کیلئے روایتی ڈیزائن کا استعمال کیا ہے۔ تاہم امریکی ماہر پیٹر لو کے مطابق عہد وسطیٰ کا اسلامی آرٹ جیومٹری پر مبنی ہے اور اس کے ذریعہ آپ ریاضی کی اہم شاخ کے ارتقاء کو واضح طور پر محسوس کرسکتے ہیں۔ نقاشی کے ان نمونوں کی ابتداء سادہ ڈیزائن کے ساتھ ہوتی تھی لیکن جیسے جیسے نقش بڑھتا جاتا اس کی پیچیدگی میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے پیٹر لو نے بتایا کہ ازبکستان کے دورہ نے انہیں اسلامی آرٹ میں دلچسپی لینے پر مجبور کیا۔

وہاں انہوں نے سولہویں صدی میں تعمیر کردہ ایک اسلامی عمارت دیکھی جس پر غیر معمولی نقش ونگار تھے۔ اسلامی آرٹ میں روایتی طور پر خطاطی، جیومٹرک اور بیل بوٹوں کا استعمال کیا جاتا ہے چونکہ اسلام میں انسانی تصویر بنانے کی ممانعت ہے۔

دودھ ایک مکمل غذا

قدرت نے دودھ کو ایک غذا بنایا ہے۔ ''سورۃ النحل'' میں ہے کہ:

''تمھارے لیے مویشیوں میں غور وفکر کا مقام ہے ان کے پیٹوں سے گوبر اور خون کے درمیان سے ہم ایک چیز تمھیں پلاتے ہیں یعنی خالص دودھ پینے والوں کے لیے نہایت خوشگوار ہے۔''

سورۃ محمد ﷺ میں ہے:

''وہاں ایسی نہریں ہوں گی جن میں خوش ذائقہ پانی جو خراب نہ ہوگا اور ایسا عمدہ دودھ جس کا ذائقہ کبھی خراب نہ ہوگا۔''

رسول اللہ ﷺ کو دودھ بہت پسند تھا، آپ ﷺ دودھ پینے کے بعد یہ دعا خصوصی طور پر فرمائی:

((اللّٰھم بارک لنا فیه و زدنا منهُ))

''اے اللہ! اس میں ہمارے لیے برکت دے اور بکثرت عطا فرما۔''

آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

''میں دودھ کے علاوہ کسی ایسی چیز کو نہیں جانتا جس کے اجزاء بیک وقت کھانے اور مشروب کا کام دے سکیں۔'' (ترمذی)

آپ ﷺ کا ایک اور فرمان بھی ہے:

''اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لیے دوا نازل فرمائی ہے، پس گائے کا دودھ پیا کرو کیونکہ یہ ہر قسم کے پودوں پر چرتی ہے۔'' (طبرانی)

دودھ کی اہمیت یوں بھی واضح ہے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی غذا صرف دودھ ہوتی ہے۔ دودھ سے ہی اس کی پرورش کی جاتی ہے۔ دودھ میں وہ تمام اجزا شامل ہیں جو انسان کی پرورش اور رحمت کے لیے ضروری ہیں۔

بنت محمد عظیم چیمہ

قلم کے آنسو کے بعد دارالابلاغ کی نئی پیشکش امام ابن قیمؒ کی زندگیاں بدل دینے والی معرکۃ الآراء کتاب

''مرضِ عشق کی دوا کیا ہے؟'' کا جامع ومسکت جواب

گناہوں سے سیاہ ہو جانے والے بیمار دلوں کیلئے شافی علاج دوائے شافی

قلم کے آنسو

تلبیس ابلیس باسم جدید شیطانی ہتھکنڈے شیطان کے مومنوں پر خطرناک حملوں کی ہوشربا تفصیلات صحیح احادیث کی روشنی میں عنقریب منظر عام پر آرہی ہے

''مرض عشق کے شکار اور گناہوں سے بچنے کا جذبہ رکھنے والوں کیلئے ایک خاص تحفہ ہے'' محمد طاہر نقاش

دوبارہ منظر عام پر آرہی ہے آج ہی اپنی کاپی قریبی بک سٹال پر بک کروالیں

دارالابلاغ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7038771 0300-4453358